1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(80)/2010/213. Dated 9th June, 2010. The following Orders, made by the Governor of the Punjab, are hereby published for general information:-

In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Salmaan Taseer**, Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Monday, 14 June 2010 at 3.00 pm in the Provincial Assembly Chambers Lahore.

سالانہ بجٹ بابت سال 2010-11 پیش کرنے کے لئے
وقت اور تاریخ کے تعین کا اعلامیہ

In exercise of the powers conferred on me under rule 134 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 **I, Salmaan Taseer**, Governor of the Punjab, hereby appoint Monday, 14 June 2010 for the presentation of the Annual Budget Statement (2010-2011) at the commencement of the sitting on that day.

ضمنی بجٹ بابت سال 2009-10 پیش کرنے کے لئے
وقت اور تاریخ کے تعین کا اعلامیہ

In exercise of the powers conferred on me under rule 147 read with rule 134 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 **I, Salmaan Taseer**, Governor of the Punjab, hereby appoint Monday, 14 June 2010 for the presentation of the Supplementary Budget Statement (2009-2010) at the commencement of the sitting on that day.

Dated Lahore, the 8th June, 2010

SALMAAN TASEER
GOVERNOR OF THE PUNJAB"

3

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،14۔جون2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

1۔ گوشوارہ سالانہ بجٹ برائے سال 11-2010

وزیر خزانہ گوشوارہ سالانہ بجٹ برائے سال 11-2010 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009

وزیر خزانہ گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 2010

وزیر خزانہ مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 2010 ایوان میں پیش کریں گے۔

5

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدیدار

جناب سپیکر	:	رانامحمد اقبال خان
جناب ڈپٹی سپیکر	:	رانامشہود احمد خان
قائد ایوان	:	میاں محمد شہباز شریف
قائد حزب اختلاف	:	چودھری ظہیرالدین خان

2۔ چیئرمینوں کا پینل

1۔	سید زعیم حسین قادری	:	ایم پی اے، پی پی۔154
2۔	ڈاکٹر اسماءممدوٹ	:	ایم پی اے، ڈبلیو۔363
3۔	جناب شاہان ملک	:	ایم پی اے، پی پی۔15
4۔	انجینئر شہزاد الٰہی	:	ایم پی اے، این ایم۔371

3۔ کابینہ

1۔	راجہ ریاض احمد	:	سینئر وزیر، آبپاشی و قوت برقی، کانیں، معدنی ترقی*
2۔	محترمہ نیلم جبار چودھری	:	وزیر بہبود آبادی
3۔	جناب تنویر اشرف کائرہ	:	وزیر خزانہ، منصوبہ بندی و ترقیات*
4۔	چودھری عبدالغفور	:	وزیر جیل خانہ جات
5۔	جناب محمد اشرف خان سوہنا	:	وزیر محنت وافرادی قوت

- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-21/2008 مورخہ 13۔جون2009 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس(14۔جون تا25۔جون2010) تفویض کیا گیا۔

6

6۔	حاجی احسان الدین قریشی	: وزیر مذہبی امور و اوقاف، زکوٰۃ و عشر اور بیت المال*
7۔	ملک ندیم کامران	: وزیر خوراک، صحت*
8۔	ملک احمد علی اولکھ	: وزیر زراعت، امداد باہمی، لائیوسٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ، جنگلات، ماہی پروری جنگلی حیات اور سیاحت و ترقی تفریحی مقامات
9۔	سردار دوست محمد خان کھوسہ	: وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، ماحولیات اور اطلاعات
10۔	ملک محمد اقبال چنڑ	: وزیر خصوصی تعلیم
11۔	جناب کامران مائیکل	: وزیر انسانی حقوق، اقلیتیں، ترقی خواتین اور سماجی بہبود*
12۔	رانا ثناء اللہ خان	: وزیر قانون و پارلیمانی امور، ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی، داخلہ اور پبلک پراسیکیوشن*
13۔	جناب تنویر الاسلام	: وزیر کھیلیں، امور نوجوانان و ثقافت
14۔	میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن	: وزیر آبکاری و محصولات، ہائر ایجوکیشن و سکول ایجوکیشن، خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم، سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ*

15۔ جناب فاروق یوسف گھرکی : وزیر انفارمیشن ٹیکنالوجی

16۔ حاجی محمد اسحاق : وزیر مال و بحالی اور کالونیز

• بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-21/2008 مورخہ 13۔جون2009 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (14۔جون تا25۔جون2010) تفویض کیا گیا۔

7

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

1۔ راجہ طارق کیانی : محنت

2۔ چودھری عبدالرزاق ڈھلوں : مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ

3۔ سردار کامل گجر : مال

4۔ جناب کرم الٰہی بندیال : کوآپریٹوز

5۔ جناب عبدالحفیظ خان : زکوٰۃ و عشر اور بیت المال

6۔ جناب ظفر اقبال ناگرہ : ہاؤسنگ و شہری ترقی

7۔ جناب افتخار احمد خان : مذہبی امور و اوقاف

8۔ سردار محمد ایوب خان گادھی : ماحولیات

9۔ محترمہ نازیہ راحیل : خصوصی تعلیم

10۔ جناب محمد سعید مغل : خوراک

11۔ جناب محمد آجاسم شریف : آبکاری و محصولات

12۔ جناب محمد تجمل حسین : صنعت

13۔ رانا مبشر اقبال :

14۔ جناب محمد خرم گلفام : ٹرانسپورٹ

15۔ جناب غلام نبی :

16۔ رانا محمد ارشد : سیاحت

17۔	جناب احسن رضا خان	:	خواندگی وغیر رسمی بنیادی تعلیم
18۔	جناب عامر سعید انصاری	:	جیل خانہ جات
19۔	ڈاکٹر محمد اختر ملک	:	خزانہ
20۔	جناب نشاط احمد خان ڈاہا	:	کان کنی و معدنیات

• بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر No.Legis:4-42/2009 مورخہ 31۔ جنوری 2009 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

8

21۔	جناب شہزاد سعید چیمہ	:	منصوبہ بندی و ترقیات
22۔	ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال	:	
23۔	سردار میر بادشاہ خان قیصرانی	:	جنگلات
24۔	سردار شیر علی خان گورچانی	:	کالونیز و اشتمال اراضی
25۔	ملک احمد کریم قسور لنگڑیال	:	لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ
26۔	چودھری ممتاز احمد ججہ	:	ایجوکیشن
27۔	جناب آصف منظور موہل	:	زراعت
28۔	چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ)	:	
29۔	میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ)	:	سپورٹس
30۔	انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں	:	بہبود آبادی
31۔	محترمہ نرگس فیض ملک	:	انفارمیشن ٹیکنالوجی
32۔	محترمہ صغیرہ اسلام	:	ترقی خواتین
33۔	محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری	:	ثقافت وامور نوجواناں
34۔	محترمہ فائزہ احمد ملک	:	آبپاشی و قوت برقی
35۔	جناب خلیل طاہر سندھو	:	انسانی حقوق و اقلیتیں

5۔ قائم مقام ایڈووکیٹ جنرل

چودھری محمد حنیف کھٹانہ

6۔ ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی	:	جناب مقصود احمد ملک
سپیشل سیکرٹری	:	ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ

• بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبرNo.Legis:4-42/2009 مورخہ 31۔جنوری2009پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

9

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اٹھارھواں اجلاس

سوموار،14۔جون2010

(یوم الاثنین، یکم رجب المرجب1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر3بج کر56منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۭ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا
مَا اكْتَسَبَتْ ۭ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ
رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَي الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ
وَاعْفُ عَنَّا ۪ وَاغْفِرْ لَنَا ۪ وَارْحَمْنَا ۪ اَنْتَ مَوْلٰىنَا
فَانْصُرْنَا عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

سُوْرَۃُ البَقَرَۃ آیت 286

اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا برے کرے گا تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار! اگر ہم سے بھول یا چوک ہو گئی ہو تو ہم سے مواخذہ نہ کیجیو۔ اے پروردگار! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے پروردگار! جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم

میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھئو اور اے پروردگار! ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب کرo

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

نسیما جانبِ بطحا گذر کن
زِ احوالم محمد ﷺ را خبر کن
توئی سلطانِ عالم یا محمد ﷺ
زِروئے لطف سوئے من نظر کن
بہ بر ایں جانِ مشتاقم بہ آنجا
فدائے روضہ خیر البشر کن
مشرف گرچہ شد جامی زلطفش
خدایا ایں کرم بار دگر کن

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں آپ کو salute کرتی ہوں کہ آپ نے جناح کیپ پہن کر آج اس ایوان کی عزت بڑھائی ہے اور ایک قائدانہ صلاحیت show کی ہے۔ میں تمام معزز ممبران کی جانب سے آپ کو سلام کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کی بڑی مہربانی، اللہ آپ کو خوش رکھے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! محترمہ نے آپ کی قیادت اور آپ کی شخصیت کو جیسے قبول کیا ہے

Now she has become your true follower.

جناب سپیکر: آپ کا بھی شکریہ، بڑی مہربانی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! دیکھیں، پہلے مجھے ہاؤس کو in order کرنے دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں نے بڑی اہم بات کرنی ہے، یہ لاء اینڈ آرڈر کی situation کی بات ہے۔ جب میں کھڑی ہوتی ہوں تو ان کو میرا مائیک نظر نہیں آتا اور جب کوئی اور کھڑا ہو کر بات کرتا ہے تو اس کا مائیک On ہو جاتا ہے۔ میں نے آپ سے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت لی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں نے آپ کو اجازت نہیں دی، آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں نے Assembly premises کے بارے میں بات کرنی ہے اور آپ مجھے بات کرنے کی اجازت ہی نہیں دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں آپ کو ضرور اجازت دوں گا لیکن آپ ہاؤس کو قواعد کے مطابق چلنے دیں پھر میں آپ کی بات سنوں گا۔ مجھے ہاؤس کو in order کرنے دیں، آپ کیا کر رہی ہیں؟ یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ میں پہلے اپنی بات کروں گا اس کے بعد حلف ہوگا، میرا بھی ہوگا اور ممبران کا بھی ہوگا۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! قواعد کے تحت جس دن بجٹ پیش کیا جاتا ہے اس دن کوئی اور business نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ نے پڑھا نہیں ہے۔ مجھے amendment کے مطابق کرنا ہو گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

تعزیت

معزز رکن اسمبلی چودھری محمد اخلاق کے والد محترم اور

جناب سپیکر (رانا محمد اقبال خان) کی والدہ ماجدہ کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بات سنیں، آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی بہت مہربانی۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ جی، ہمارے محترم ممبر ز چودھری اخلاق صاحب کے والد محترم انتقال کر گئے اور دوسرا میری والدہ صاحبہ کے ایصال ثواب کے لئے دعا کرائی جائے۔

(اس مرحلہ پر مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب سپیکر: اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئر مین کا اعلان کریں۔

چیئر مینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اس اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز اراکین پر مشتمل پینل آف چیئر مین نامزد فرمایا ہے۔

1۔سید زعیم حسین قادری	ایم پی اے،	پی پی۔154
2۔ڈاکٹر اسماء ممدوٹ	ایم پی اے،	ڈبلیو۔363
3۔جناب شاہان ملک	ایم پی اے،	پی پی۔15
4۔انجینئر شہزاد الٰہی	ایم پی اے،	این ایم۔371

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر کے سلسلے میں بڑی اہم بات کرنی ہے۔ مہربانی کر کے مجھے ٹائم دیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹائم کا آپ کو بھی احساس کرنا چاہیئے کہ کس کام کے لئے ٹائم ہے۔اگر بات relevant ہو گی تو سنوں گا ورنہ پھر rule out کروں گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں آپ کی وساطت سے اعلیٰ عہدیداران سے یہ وضاحت چاہوں گی کیونکہ آپ معتبر ہیں اور آپ سے بڑا عہدہ ہماری اسمبلی میں کسی کا نہیں ہے، آپ Custodian of the House ہیں اور آپ سے میری یہ request ہے کہ آپ کی گاڑی Assembly premises میں کھڑی ہوئی ہے تو آپ کا یہ privilege ہے لیکن White Land Cruiser, Black Land Cruiser اور Prado گاڑیاں کن حضرات کی ہیں؟ اس طرح میرے پاس بھی بہت بڑی گاڑی ہے اور مجھے بھی اجازت دی جائے کہ میں بھی اپنی گاڑی Assembly premises کے اندر کھڑی کروں۔

جناب سپیکر: میں آپ کی حد تک آپ سے بات کروں گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ Custodian of the House ہیں، آپ گاڑیاں باہر نکلوانے کا آرڈر دیں۔ آپ حکم دیں کہ Assembly premises میں rules کے مطابق کام ہونا چاہئے اور rules کے مطابق گاڑیاں باہر نکلوایئے۔ آپ اس پر decision لیں اور ruling دیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں! میری بات سنیں کہ اس سے پہلے بھی آپ لوگوں کی گاڑیاں یہاں پر آتی رہی ہیں۔ اگر کوئی سکیورٹی کی وجہ سے آگئی ہیں تو میں اس پر کیسے اور کس طرح سے ruling دوں؟ میں نے خود اس بارے میں کہا ہے۔ اب آپ بیٹھ جائیں اور مجھے بات کرنے دیں۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، relevant رہیں۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! یہاں پر ہر ایم پی اے کا ایک جیسا privilege ہے، چاہے کوئی Chief Minister or Prime Minister کا بیٹا ہے۔

(اس مرحلہ پر قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف ایوان میں تشریف لائے
اور معزز ممبران اسمبلی نے ان کا کھڑے ہو کر "شیر آیا، شیر آیا" کے نعروں سے استقبال کیا)

اگر Prime Minister کے بیٹے کی گاڑی اندر آسکتی ہے تو ہر ایم پی اے کی گاڑی اندر آئے گی اور ہمیں بھی threats ہیں۔

جناب سپیکر: آپ میری بات غور سے سنیں۔ دیکھیں! آپ سب میری بات سنیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! آج کے بعد اگر کسی ایم پی اے کی گاڑی اندر آئی تو ہم باقاعدہ اس پر احتجاج کریں گے اور اس گاڑی کو اٹھوا کر باہر پھینکیں گے۔

جناب سپیکر: چلیں! میں آپ کو اس بارے میں اجازت دوں گا۔ یہ ساری باتیں ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں طے ہو چکی ہیں۔ اب میں سب سے گزارش کر رہا ہوں کہ security point of view سے آئندہ آپ تمام کو ان باتوں کا خیال کرنا چاہئے لیکن میں اپنے بھائی چودھری ظہیر الدین سے کہوں گا کہ جس طرح سے ایڈوائزری کمیٹی میں ہماری بات ہوئی ہے اس میں آپ موجود تھے کہ آج کسی قسم کا کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا، ایک دوسرے پر interruptions نہیں کریں گے اور ایک دوسرے کے بارے میں غلط بات نہیں کریں گے مہربانی کر کے ان کو ہدایت فرمائیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! گاڑی کے بارے میں بھی کچھ کہیں۔

جناب سپیکر: جی، گاڑی کے بارے میں، میں نے کہہ دیا ہے۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اگر چیف منسٹر صاحب کی گاڑی اندر آسکتی ہے تو قائد حزب اختلاف کا بھی اتنا ہی privilege ہے، ان کی گاڑی بھی اندر آئے گی۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ یہ میرا کام ہے اور اس کو میں خود دیکھتا ہوں۔ آپ اس بات کو چھوڑیں۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ! مجھے بات کرنے دیں۔ ان کا مائیک بند کر دیں۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! ruling دیں۔

حلف

تعزیرات اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ہونے والی

اٹھارھویں ترمیم کے تحت جناب سپیکر کا حلف

جناب سپیکر: میں نے یہ ساری بات بتا دی ہے، آپ تشریف رکھیں۔ جیسا کہ آپ سب کے علم میں ہو گا کہ آئین میں کی جانے والی حالیہ اٹھارھویں ترمیم کے ذریعے آئین کے آرٹیکل 104 میں بھی ترمیم کی گئی ہے جس کے مطابق گورنر کے بیرون ملک ہونے یا کسی اور وجہ سے غیر موجودگی کی صورت میں سپیکر اسمبلی قائم مقام گورنر کے فرائض سرانجام دے گا۔ اس مذکورہ آئینی تقاضے کے تابع آئین کے تیسرے شیڈول میں دیئے گئے سپیکر صوبائی اسمبلی کے حلف میں بھی ضروری ترمیم کی گئی ہے اس آئینی تقاضے کو پورا کرنے کی غرض سے ضروری ہے کہ میں بطور سپیکر ترمیم شدہ حلف لوں تاکہ آئندہ قائم مقام گورنر کا عہدہ سنبھالنے کے لئے بار بار حلف نہ لینا پڑے۔ حلف کے طریق کار کے بارے میں وضاحت کرتا چلوں کہ آئین کے آرٹیکل 53(2) جسے آرٹیکل 127 کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے اور قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ نمبر 9(10) میں تحریر ہے کہ سپیکر اسمبلی کے سامنے حلف لے گا اس ضمن میں یہ صراحت کہیں نہیں ہے کہ خود ہی حلف اسمبلی کے سامنے اُٹھانا ہے یا کسی اتھارٹی نے اُٹھوانا ہے جیسا کہ وزیر اعلیٰ، چیف جسٹس وغیرہ کے حلف کے لئے صراحت کی گئی ہے۔ تاہم اس سلسلے میں precedents موجود ہیں جب 1973 کا آئین منظور ہونے کے بعد پہلے 23-جون 1973 کو اور پھر 21-ستمبر 1973 کو سپیکر نے اسمبلی کے سامنے حلف لیا ہے، وہ حلف کسی اتھارٹی نے ان سے نہیں لیا تھا۔ علاوہ ازیں اس حوالے سے 29-مئی 1985 کو پنجاب اسمبلی کے اس وقت کے سپیکر کی ایک تفصیلی ruling بھی موجود ہے جس سے decision of the Chair کے صفحہ 244 پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے لہذا مذکورہ بالا precedents کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں بھی اسمبلی کے سامنے ترمیم شدہ حلف لیتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ Rules of Business کے خلاف ہے یا تو آپ rules کو suspend کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ اس کو challenge کر دیں۔ It is overruled.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! بجٹ والے دن rules کے مطابق اور کوئی بزنس نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: یہ کوئی بزنس نہیں ہے۔ میں یہ ruling دیتا ہوں کہ یہ کوئی بزنس نہیں ہے۔ میں حلف لیتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان نے آئین
کی اٹھارھویں ترمیم کے تحت ترمیم شدہ حلف لیا)

نو منتخب اراکین اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: مجھے بتایا گیا ہے کہ چار نو منتخب اراکین جن میں

1۔ سید باسط احمد سلطان، ایم پی اے پی پی-259
2۔ میاں محمد اجمل آصف، ایم پی اے پی پی-63
3۔ جناب احمد مجتبیٰ گیلانی، ایم پی اے پی پی-206
4۔ سردار میر بادشاہ قیصرانی، ایم پی اے پی پی-240

حلف لینے کے لئے چیمبر میں موجود ہیں۔ ان سے استدعا ہے کہ حلف لینے کے لئے اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں اور اس کے بعد حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت فرمائیں۔

جناب نجف سیال خان عباس: جناب سپیکر! Rules suspend کر دیں۔ ہم اس کو عدالت میں لے جائیں گے۔

جناب سپیکر: جائیں، کسی عدالت میں چیلنج کریں، میں خود بتاؤں گا۔ آپ کر لیں جو آپ کے اختیار میں ہے۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
ظلم کے یہ ضابطے ہم نہیں مانتے کی نعرہ بازی)

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر سید باسط احمد سلطان ایم پی اے، میاں محمد اجمل آصف ایم پی اے،
جناب احمد مجتبیٰ گیلانی ایم پی اے اور سردار میر بادشاہ قیصرانی ایم پی اے نے حلف لیا

اور حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب بولیں جو بولنا ہے میں آپ کی بات سُنتا ہوں۔

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! اٹھارھویں ترمیم میں لوٹے بھی واپس لئے جائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: یہ حلف غلط ہے۔ یہ پی پی کی سیٹ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: Your talk is overruled. No this is not way آپ بیٹھیں، تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ oath valid نہیں ہے۔ This is invalid.

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، یہ ہاؤس کے ممبران ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ ہم تمام اپوزیشن کے ممبران ان کو حلف لینے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں صرف اتنی سی بات کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہمارے اپوزیشن کے ممبران یہاں پر ایک بات کرنا چاہتے تھے تو وہ چیئر اور Treasury Benches کی بہتری کے لئے تھی۔ ایک designated seat کے ہوتے ہوئے پیپلز پارٹی کا ایک رکن جو اپنی سیٹ کی بجائے اپوزیشن کی سیٹ پر بیٹھ کر oath لے رہا تھا تو وہ rules کے مطابق valid نہیں تھا۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سُنیں۔ وہ پیپلز پارٹی کی سیٹ پر نہیں بیٹھے تھے، وہ اس سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے جو کہ ایم ایم اے کی سیٹ ہے۔ (قطع کلامیاں)

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! وہ ایک دوسری پارٹی کی designated seat پر بیٹھے ہوئے تھے اگر یہ سُن لیا جاتا تو چھوٹی سی بات تھی اس سے حکومت کی بھی بہتری ہوتی اور ایوان بھی بہتر طریقے سے چلتا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میری بات سُنیں۔ دیکھیں! ابھی وہ stranger کی حیثیت سے تھے، حلف لینے کے بعد وہ اس معزز ایوان کے رکن بنے ہیں۔ اب ان کو سیٹ الاٹ ہو گی اس سے پہلے ہم ان کو سیٹ الاٹ نہیں کر سکتے۔ بس۔ Ruling is out, over now. بہت مہربانی۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میرا یہ right ہے کہ میں اپنی معروضات پیش کروں جبکہ یہاں پر Chief Executive of the Province بھی موجود ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ جو ارشاد فرمائیں گے ہم اس کی تعمیل کریں گے لیکن ایک ممبر جو یہاں پر بیٹھے تھے ان پر ہمیشہ کے لئے question mark رہے گا کہ انہوں نے غلط oath لیا ہے۔ ان کے لئے یہ بہتر ہے کہ وہ خود کسی دوسری سیٹ سے oath لے لیں ورنہ نظر یہ آتا ہے کہ گورنمنٹ کا اور ان کا اتنا strong makeshift arrangement ہے کہ پہلے تو وہ آکر ایک منسٹر کی سیٹ پر بیٹھ گئے، اس کے بعد ایک پارٹی لیڈر کی سیٹ پر بیٹھ گئے، وہ اپنی کسی سیٹ پر بھی بیٹھ سکتے تھے۔

جناب سپیکر: جی، وہ آپ کی کسی سیٹ پر تو نہیں بیٹھے۔ (شور و غل)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
ہم نہیں مانتے ظلم کے یہ ضابطے کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: چودھری صاحب! 'جان دیو'۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میں نے ان کو بھی کہا ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر سے پرہیز کیجئے۔ مجھے آگے چلنے دیں۔ آج بجٹ پیش ہونا ہے، ساری قوم دیکھ رہی ہے۔ آپ کی بہت مہربانی، شکریہ جیسا کہ آپ کو

معلوم ہے کہ آج کا دن جناب گورنر پنجاب نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ(1)134 کے تحت بجٹ پیش کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔ میں وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بجٹ تقریر کا آغاز کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر بابت سال2010-11

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo
میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ مجھے آج اس ایوان میں مسلسل تیسری بار پنجاب کی جمہوری حکومت کا سالانہ بجٹ پڑھنے کا موقع مل رہا ہے۔

جناب سپیکر!

2۔ یہ معزز ایوان اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہے کہ جب سے موجودہ حکومت نے صوبہ پنجاب میں ذمہ داریاں سنبھالی ہیں بین الاقوامی اور قومی معیشت کو غیر معمولی بحران کا سامنا رہا ہے۔ اس بحران کے نتیجہ میں جہاں پاکستان کاGDP growth rate،1.2فیصد کی تشویشناک حد تک کم ہو گیا وہاں افراط زر کی شرح25 فیصد تک جا پہنچی۔ اس شرح میں یہ کمی اور افراط زر کی شرح میں اس قدر اضافہ پچھلے کئی عشروں میں دیکھنے میں نہیں آیا۔(قطع کلامیاں)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! بجٹ اخباروں میں آ چکا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو بولنے کی اجازت نہیں دی، آپ تشریف رکھیں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): ملک میں پیدا ہونے والے توانائی کے بحران اور اس کے نتیجے میں بجلی اور گیس کی متواتر لوڈ شیڈنگ نے ہمارے صوبہ کی صنعتی اور کاروباری سرگرمیوں پر انتہائی منفی اثرات مرتب کئے۔ یہ ایک غیر معمولی صورتحال تھی جس سے دوسرے صوبوں کی طرح پنجاب کی معیشت بھی متاثر ہوئی۔

جناب سپیکر!

3۔ پنجاب حکومت نے صوبے کی معیشت کو درپیش اقتصادی اور معاشی مسائل کا پورے عزم اور حوصلے کے ساتھ سامنا کیا اور ان تمام منفی عوامل کے باوجود اپنی انتظامی اور مالی کارکردگی کو بہتر بنانے کی کوششیں جاری رکھیں۔ ہماری یہ کوششیں کس حد تک ثمر آور ہوئیں اس کا ایک اندازہ Punjab Economic Research Institute کی رپورٹ سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ اس رپورٹ کے مندرجات اس امر کے شاہد ہیں کہ پنجاب کی معیشت بہتری کی طرف گامزن ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! بجٹ confidential document ہوتا ہے، یہ اخباروں میں چھپ چکا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): پنجاب کا GDP growth rate رواں مالی سال میں Provisional اعداد و شمار کے مطابق پچھلے سال کی 1.2 فیصد کی شرح سے بڑھ کر 4.25 کی شرح تک پہنچ گیا ہے۔ آئندہ سال اس میں مزید اضافہ متوقع ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! اگر ہماری بات نہ سُنی گئی تو ہم بائیکاٹ کریں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: وزیر زراعت اولکھ صاحب اور ڈپٹی سپیکر رانا مشہود صاحب جائیں اور اپوزیشن کے ممبران کو واپس لے کر آئیں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

جناب سپیکر!

4۔ اس حقیقت سے کون آگاہ نہیں کہ ملک کے سب سے بڑے صوبے کے growth rate میں ہونے والا اضافہ دراصل قومی growth rate میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔

جناب سپیکر!

5۔ دہشت گردی اور انتہا پسندی نے کئی برسوں سے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔ ہماری مسلح افواج، پولیس اور عوام جس ہمت اور جوانمردی سے اس عفریت کا مقابلہ کر رہے ہیں وہ ہر اعتبار سے قابل تحسین ہے۔ پنجاب حکومت دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے والے پولیس افسروں، جوانوں اور شہریوں کے اہل خانہ کے احساسات اور مسائل سے بخوبی آگاہ ہے اور اس نے ان متاثرہ خاندانوں کی اخلاقی اور مالی مدد میں کبھی کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی۔

جناب سپیکر!

6۔ ہر وفاق کی طرح پاکستان کے صوبے بھی وسائل کے حصول کے لئے مرکز کی طرف دیکھتے رہے ہیں۔ پاکستان میں کسی منصفانہ متوازن اور متفقہ N.F.C ایوارڈ کی عدم موجودگی میں صوبے ان وسائل کی تقسیم کے حوالے سے نہ صرف مرکز سے نالاں رہے بلکہ یہ صورتحال خود صوبوں کے درمیان بھی رنجشوں کو جنم دینے کا باعث بنی۔ بد قسمتی سے پنجاب کو اس ضمن میں چھوٹے صوبوں کی طرف سے تنقید کا زیادہ نشانہ بنایا گیا۔ الحمدللہ ساتویں N.F.C ایوارڈ نے ان رنجشوں کو ختم کرکے پاکستان میں صوبوں کے درمیان رواداری، افہام و تفہیم اور ایثار و قربانی کی لائق تحسین بنیادیں فراہم کیں۔ پنجاب کو پاکستان کے تمام صوبوں کے وزرائے اعلیٰ کے اس تاریخی اجلاس کی میزبانی کا اعزاز حاصل ہے جس میں N.F.C ایوارڈ پر اتفاقِ رائے کیا گیا۔ اس ایوارڈ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے جس فہم و فراست، دور اندیشی اور معاملہ فہمی سے کام لیا وہ ہر اعتبار سے لائق تحسین ہے۔ ایوارڈ کی منظوری میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی خدمات کا اعتراف تمام صوبوں کے وزرائے اعلیٰ اور وفاقی حکومت نے برملا کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم
کرکے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب سپیکر!

7۔ اس ایوارڈ کے تحت پنجاب میں چھوٹے صوبوں خصوصاً بلوچستان کے عوام کے ساتھ یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جس جذبہ ایثار کا اظہار کیا اس کا تذکرہ پاکستان میں قومی یکجہتی اور اتحاد کے لئے کی جانے والی کوششوں کو تاریخ میں سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔N.F.C ایوارڈ کے ذریعے وفاق نے اپنا sizeable share کم کیا اور صوبوں کو accommodate کیا

اس حوالے سے وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی، سابق وزیر خزانہ شوکت ترین اور دیگر صوبوں کے وزرائے خزانہ کا کردار انتہائی مثبت رہا جس کی وجہ سے ساتویں N.F.C ایوارڈ پر صرف چارماہ کی ریکارڈ مدت میں اتفاق رائے ممکن ہوا۔ N.F.C ایوارڈ کی Signing Ceremony اس لحاظ سے یادگار تھی کہ صدر مملکت جناب آصف علی زرداری نے اس تقریب میں چاروں صوبوں کے گورنروں، وزرائے اعلیٰ، اپوزیشن جماعت پاکستان مسلم لیگ کے قائد میاں محمد نواز شریف سمیت تمام اتحادی جماعتوں کے قائدین کو مدعو کیا اور یقیناً پاکستان کی یہ سیاسی تاریخ کا ایک تاریخ ساز دن تھا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

8۔ میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کو یہ بتاتا چلوں کہ ساتویں N.F.C ایوارڈ کی وجہ سے پنجاب کو آئندہ مالی سال میں وفاقی قابل تقسیم محاصل میں سے 51۔ارب روپے، GST on services کی مد میں اضافی 47۔ارب روپے ملنے کی توقع ہے اس طرح آئندہ برس پنجاب کو مجموعی طور پر 98۔ارب روپے کے اضافی وسائل حاصل ہونے کی توقع ہے۔

جناب سپیکر!

9۔ پاکستان کے آئین کے مطابق Hydel Power Projects پر net profit کا حق اس صوبے کو تفویض کیا گیا ہے جہاں پر پاور پراجیکٹ واقع ہو۔1996 سے پنجاب کو اس کے Hydel Power Projects پر net hydel profit کے حق سے محروم کر

دیا گیا۔ گزشتہ حکومت نے پنجاب کے اس حق کے لئے کوشش کرنا تو ایک طرف سوچنے کی زحمت بھی گوارا نہ کی۔وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی ذاتی کاوشوں کے نتیجہ میں آپ کی منتخب حکومت اپنا یہ حق تسلیم کروانے میں کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ ہم وزیر اعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اس ضمن میں حکومت پنجاب سے بھرپور تعاون کیا۔ میں نہایت مسرت کے ساتھ یہ اعلان کر رہا ہوں کہ اس ضمن میں سال05-2004تک کے واجبات کا تعین کرنے کے بعد اس مد میں 28.2۔ارب روپے کی رقم پر پنجاب کا حق تسلیم کیا جا چکا ہے۔ اس رقم میں رواں مالی سال میں وفاق نے پنجاب کو13۔ارب روپے ادا کر دیئے ہیں اور بقیہ 15.2۔ارب روپے کی رقم آئندہ تین برسوں میں مساوی اقساط میں پنجاب کو ادا کر دی جائے گی ۔ سال 06-2005 سے بعد کے عرصہ کے واجبات کے تعین اور وصولی کے لئے وفاقی حکومت سے بات چیت جاری ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

10۔ N.F.C ایوارڈ کی کامیابی اور net hydel profit کے حصول نے اس حقیقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے کہ ایک منتخب جمہوری قیادت ہی مشکل اور پیچیدہ قومی مسائل کو بطریق احسن حل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔مجھے یہاں یہ کہنے کی بھی اجازت دیجئے کہ N.F.C ایوارڈ اور اٹھارھویں آئینی ترمیم اس قومی یکجہتی اور قومی وحدت کے ثمرات ہیں جس کا اظہار محترمہ شہید بے نظیر بھٹو اور مسلم لیگ کے قائد محترم میاں محمد نواز شریف نے چارٹر آف ڈیمو کریسی میں کیا تھا۔(نعرہ ہائے تحسین)

آج صدر جناب آصف علی زرداری اپنی شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کے جمہوری وعدے کو جس نیک نیتی اور خوش اسلوبی سے نباہ رہے ہیں یہ صرف انہی کا خاصا ہے۔ صدر پاکستان نے اٹھارھویں ترمیم پاس کر کے اپنے اختیارات پارلیمنٹ کو سونپ کر جمہوریت اور جمہوری اداروں کو مضبوط کیا ہے اور آج تمام سیاسی جماعتیں پارلیمنٹ کی خود مختاری کے لئے یکجا ہیں۔

جناب سپیکر!

11- اٹھارھویں آئینی ترمیم سے جہاں ہم نے صوبائی خود مختاری کی طرف ایک اہم پیشرفت کی ہے وہاں concurrent list ختم ہونے سے صوبے کی انتظامی ذمہ داریوں میں بھی اضافہ ہو گا۔ حکومت پنجاب اپنی نئی آئینی ذمہ داریوں سے پوری طرح آگاہ ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ساتویں N.F.C ایوارڈ میں وفاق اور صوبوں کے درمیان وسائل کی تقسیم وفاق اور صوبائی حکومتوں کی موجودہ ذمہ داریوں کے پیش نظر کی گئی ہے ۔ ہمیں توقع ہے کہ جونہی اضافی ذمہ داریاں وفاق سے صوبوں کو منتقل ہوں گی ان ذمہ داریوں کی نسبت سے ان کے مالی وسائل بھی وفاق سے صوبوں کو منتقل کر دیئے جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

12- آپ کو یاد ہو گا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے وزارت اعلیٰ کا منصب سنبھالنے کے بعد اپنی حکومت کی جن ترجیحات کا ذکر کیا تھا ان میں:

- فوری اور سستے انصاف کی فراہمی اور عوام کے جان ومال کا تحفظ
- غربت میں کمی، غریب اور متوسط طبقہ کو سہولیات کی فراہمی
- تعلیم کا فروغ، محنتی اور ہونہار طلبہ کی حوصلہ افزائی
- صحت عامہ کی سہولیات کا فروغ اور
- زراعت کی ترقی اور کسانوں خصوصاً چھوٹے کاشتکاروں کے حقوق کا تحفظ سرفہرست ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

13- تاریخ گواہ ہے کہ صرف وہ قومیں ترقی اور خوشحالی کی منزل سے ہمکنار ہوئیں جنہوں نے اپنے فیصلے انصاف سے کئے اور پوری ذمہ داری سے ان فیصلوں پر عملدرآمد کیا۔ عوام کے لئے فوری اور سستے انصاف کے حصول کو ہم ایک مشن سمجھتے ہیں۔ ہماری حکومت نے ایک missionary جذبہ کے تحت عدلیہ اور ماتحت عدالتوں کو مالی وسائل فراہم کرنے کے لئے پہلا قدم اٹھایا ہے۔ پنجاب حکومت صوبے میں آزاد اور خود مختار عدلیہ کے استحکام کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کرنے کے عزم کا اعادہ کرتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

14- لوگوں کے جان ومال کے تحفظ اور صوبہ میں امن وامان کی صورتحال کو کنٹرول میں رکھنے کے لئے ہماری حکومت نے پولیس فورس کو جدید خطوط پر مسلح اور منظم کرنے کے متواتر اقدامات کئے ہیں۔ رواں مالی سال میں پولیس کے لئے مختص کردہ فنڈز 43-ارب 27 کروڑ روپے کے تھے انہیں بڑھا کر اگلے مالی سال میں 49-ارب 20 کروڑ روپے کرنے کی تجویز ہے جو رواں مالی سال کے مقابلے میں 13 فیصد زیادہ ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

15- غربت میں کمی اور محروم معیشت طبقات سے تعلق رکھنے والے عوام کے کاندھوں پر زندگی کے مسائل کے بوجھ کو کم کرنا ہماری اہم ترین ترجیحات میں شامل ہے۔ غریب اور کچی آبادیوں میں رہنے والوں کے لئے سستی روٹی سکیم، آٹے کی قیمت کو پورے پنجاب میں مناسب سطح پر رکھنے کے لئے wheat subsidy اور رمضان المبارک کے دوران عوام کو سستا آٹا اور چینی فراہم کرنے کے اقدامات انہی محروم معیشت طبقات کے ساتھ حکومت کے عہد وفا کی گواہی دیتے ہیں۔ حکومت نے اس برس مہنگائی کے ستائے ہوئے عوام کا بوجھ بٹانے کے لئے تقریباً 15-ارب روپے کی رقم سبسڈی کے طور پر فراہم کی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

16- میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ غریب اور نچلے متوسط طبقہ کی امداد کے لئے شروع کی گئی سکیمیں جاری رکھی جائیں گی۔ 2010-11 کے بجٹ میں pro-poor سکیموں کی مد میں دی جانے والی سبسڈی کو 15-ارب روپے سے بڑھا کر 21-ارب روپے کیا جا رہا ہے۔ اس 21-ارب روپے کی خطیر سبسڈی میں گندم پر 13-ارب روپے، سستی روٹی سکیم پر 5-ارب روپے، Ramzan Package پر 2-ارب روپے اور پبلک ٹرانسپورٹ پر ایک ارب روپے شامل ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

17۔ کون نہیں جانتا کہ زمین کی قیمتوں اور تعمیراتی اخراجات میں ہوش رُبا اضافے کے باعث اپنے گھروں کی تعمیر غریب اور متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والے عوام کے لئے ایک خواب بن کر رہ گیا ہے۔ میں نہایت مسرت کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے صوبہ میں غریب اور کم وسیلہ طبقات کی قوت خرید کو پیش نظر رکھتے ہوئے کم لاگت والے تیار شدہ آرام دہ اور معیاری گھر مہیا کرنے کا فیصلہ کیا ہے اس مقصد کے لئے Punjab Land Development Company تشکیل دی جاچکی ہے جس نے سرکاری اور نجی شعبہ کے باہمی تعاون سے گھروں کی تعمیر کے لئے سرکاری زمینوں کا سروے شروع کر دیا ہے اس کمپنی کو 250 ملین روپے کی seed money دی جاچکی ہے۔ اگلے سال اس مد میں 100 فیصد اضافے کے ساتھ 500 ملین روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

18۔ دیہی علاقوں میں تقریباً 2 لاکھ غریب گھرانوں کو پانچ مرلہ فی خاندان اراضی مفت فراہم کی جا رہی ہے۔ سرکاری بقایاجات کی ادائیگی پر چھوٹے مزارعین کی lease میں توسیع کرنے کی سکیم متعارف کروائی جا رہی ہے۔ اس سکیم سے تقریباً 29,000 غریب خاندان مستفید ہوں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

19۔ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی معیشت کا جائزہ لیں تو ان ممالک کی معاشی اور اقتصادی ترقی میں تعلیم کا کردار کلیدی اہمیت کا حامل نظر آتا ہے۔ صوبے میں تعلیم کا فروغ اور تعلیمی معیار میں اضافہ پنجاب حکومت کی ترجیحات میں اولین حیثیت رکھتا ہے۔ صوبے میں عام تعلیم کے ساتھ ساتھ اعلیٰ اور پیشہ ورانہ تعلیم کے زیادہ سے زیادہ مواقع پیدا کئے جا رہے ہیں۔ اسی طرح کم وسیلہ مگر ہونہار طلبہ کو معیاری تعلیم دلانے کے لئے ان کی حوصلہ افزائی کے عملی اقدامات کئے جا رہے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

- یہ حقیقت ایک لمحہ فکریہ سے کم نہیں کہ پنجاب کی 41 فیصد آبادی ابھی تک تعلیم کے زیور سے محروم ہے۔ حکومت کا یہ عزم ہے کہ وہ 2015 تک سکول جانے کی عمر کے ہر بچے کو

تعلیم تک رسائی مہیا کرے گی۔ اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے لئے حکومت نے کئی پروگرام شروع کر رکھے ہیں۔

- ❖ میں نے ابھی کم وسیلہ مگر ہونہار طلبہ کو معیاری اور اعلیٰ تعلیم دلانے کے لئے پنجاب حکومت کے عزم کا اظہار کیا تھا۔ اس مقصد کے لئے قائم کئے گئے پنجاب ایجوکیشنل انڈوومنٹ فنڈ میں اب تک 4۔ارب روپے کی خطیر رقم فراہم کی جا چکی ہے۔ آئندہ مالی سال میں اس فنڈ کے لئے مزید 2۔ارب روپے فراہم کرنے کی تجویز ہے۔ ہمارا عزم ہے کہ آئندہ تین برس کے عرصے میں یہ فنڈ 10۔ارب روپے کے وسائل حاصل کر لے گا۔ مجھے یقین ہے کہ اس فنڈ کی موجودگی میں پنجاب کا کوئی ہونہار اور باصلاحیت طالب علم محض وسائل کی کمی کی بنا پر پاکستان میں یا بیرون ملک اعلیٰ تعلیم سے محروم نہیں رہے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "چینی چور، آٹا چور، ساڈا پچھا چھوڑ"، "-/2روپے کی روٹی-/100روپے کی دال، ہو گیا برا حال، ہو گیا برا حال" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: .Order please, order please منسٹر صاحب! آپ چلتے جائیں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

- ❖ جناب سپیکر! تعلیمی میدان میں position holders کی صلاحیتوں کے اعتراف اور ان میں خود اعتمادی پیدا کرنے کے لئے انہیں ایوارڈ دینے کے علاوہ سرکاری خرچ پر بیرون ممالک کے تعلیمی دورے کروائے جا رہے ہیں۔ آئندہ مالی سال میں بھی position holders کی حوصلہ افزائی کے سلسلہ کو جاری رکھا جائے گا جس کے لئے 16 کروڑ روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے اور ان کے غیر ملکی مطالعاتی دوروں کے لئے 5 کروڑ 50 لاکھ روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے۔
- ❖ اساتذہ کی تربیت اور امتحانی نتائج میں غیر معمولی کارکردگی پر ان کی حوصلہ افزائی کے لئے انعامات کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا اور ان مدوں میں آئندہ مالی سال میں 10 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔

- ❖ وہ معذور طالب علم جو عام سکولوں میں تعلیم جاری رکھنے کے قابل ہوں گے ان کے لئے ان عام سکولوں میں تعلیم حاصل کرنے کے خصوصی انتظامات کئے جائیں گے۔
- ❖ رواں مالی سال میں طالب علموں میں ایک ارب80 کروڑ روپے کی text books مفت جاری کی گئیں۔ آئندہ سال بھی ایک ارب80 کروڑ روپے کی text books مفت تقسیم کی جائیں گی۔(نعرہ ہائے تحسین)
- ❖ اس برس پسماندہ اور دور دراز علاقوں میں بچیوں میں تشویشناک حد تک کم شرح خواندگی کے پیش نظر میٹرک تک تعلیم حاصل کرنے والی طالبات میں ایک ارب روپے کے وظائف جاری کئے گئے۔ آئندہ مالی سال میں ان علاقوں کی طالبات کے لئے ایک ارب5 کروڑ روپے کے وظائف مختص کئے گئے ہیں۔
- ❖ حکومت پنجاب نے اس برس طلبہ کو کمپیوٹر ٹیکنالوجی سے آگاہ کرنے کے لئے 4۔ارب 90 کروڑ روپے کی لاگت سے 4,286 سرکاری سکولوں میں جدید آئی ٹی لیب کے انقلابی منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔
- ❖ پنجاب میں انجینئرنگ کی تعلیم کے لئے سرکاری کالجوں اور یونیورسٹیوں میں دوسرے صوبوں کے مقابلہ میں نشستوں کی شرح نسبتاً کم ہے۔پنجاب حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ تعلیمی سال سے انجینئرنگ کی تعلیم کے لئے سرکاری یونیورسٹیوں اور کالجوں میں موجود نشستوں کی تعداد میں 300 نشستوں کا اضافہ کیا جائے گا اور آئندہ 4 برسوں میں اس تعداد کو بڑھا کر 1200 تک لے جایا جائے گا۔ اسی طرح حکومت نے صحت عامہ کی سہولتوں کو وسعت دینے کے لئے میڈیکل کالجوں کی نشستوں میں اضافے کا فیصلہ کیا ہے۔ ستمبر 2010 سے شروع ہونے والے تعلیمی سال سے صوبے کے موجودہ میڈیکل کالجوں میں 452 نشستوں کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔اس کے علاوہ اگلے سال کے دوران صوبے میں چار نئے میڈیکل کالجوں کی تعمیر مکمل ہونے پر اس تعداد میں مزید 550 نشستوں کا اضافہ ہو جائے گا جس سے مجموعی طور پر ہر سال 1000 سے زائد اضافی ڈاکٹر تیار کئے جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

20۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ تعلیم کا شعبہ حکومت پنجاب کی اولین ترجیحات میں شامل ہے۔اگلے مالی سال میں اس شعبہ میں ترقیاتی اور جاری اخراجات کے لئے مجموعی طور پر 53۔ارب99 کروڑ روپے کی رقم رکھی جا رہی ہے جو کہ رواں مالی سال کے تخمینہ سے 12فیصد زیادہ ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "چینی چور، آٹا چور، ساڈا پچھا چھوڑ"، "-/2روپے کی روٹی-/100روپے کی دال، ہو گیا بر احال، ہو گیا بر احال" کی نعرہ بازی)

MR. SPEAKER: Order please. Order please. Order please.

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر!

21۔ تعلیم کی طرح صحت بھی حکومت کی اولین ترجیحات میں شامل ہے۔

- سرکاری ہسپتالوں میں ادویات کی مفت فراہمی کا سلسلہ جاری رکھا گیا ہے اس کے لئے آئندہ مالی سال میں ٹیچنگ ہسپتال، D.H.Q اور T.H.Q میں تمام مریضوں کو ادویات کی فراہمی کے لئے 6۔ارب روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)
- ضلعی اور تحصیل سطح کے ہسپتالوں میں ادویات کی فراہمی کے لئے ایک ارب ساڑھے 27 کروڑ روپے صرف کئے جائیں گے۔ یہ رقم ضلعی حکومتوں کی طرف سے فراہم کردہ بجٹ کے علاوہ ہو گی۔
- اگلے مالی سال میں مفت Dialysis کی سہولت کا دائرہ کار صوبے بھر میں پھیلایا جا رہا ہے اس مقصد کے لئے 30 کروڑ روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے۔
- آئندہ برس کے دوران D.H.Q ہسپتال سرگودھا اور غلام محمد آباد ہسپتال فیصل آباد کی تکمیل کے لئے درکار تمام فنڈز مہیا کر دیئے جائیں گے۔
- آئندہ برس کے دوران راولپنڈی میں ایک جدید ترین کارڈیالوجی انسٹیٹیوٹ قائم کیا جا رہا ہے اس انسٹیٹیوٹ کی تکمیل کو 11-2010 کے دوران ہی یقینی بنایا جائے گا۔
- آئندہ برس ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام کے لئے 33 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

❖ آپ کی حکومت نے صحت عامہ کی سہولتوں کو وسعت دینے کے لئے پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ جدید ترین موبائل ہسپتالوں کو متعارف کرانے کا منصوبہ تیار کیا ہے۔ آئندہ برس کے اختتام تک صوبے میں اس طرح کے 22 موبائل ہسپتال اپنا کام شروع کر دیں گے۔ اس منصوبے کے آغاز کے لئے دور افتادہ اور پسماندہ علاقوں کا ترجیحی بنیادوں پر انتخاب کیا گیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

❖ آپ کی حکومت نے آئندہ برس کے دوران صوبے میں کڈنی سنٹرز کے علاوہ Liver Transplant کے مراکز قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

جناب سپیکر! liver transplant کے متعلق میں ہاؤس کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ Liver Transplant کی facility private sector میں بھی نہیں ہے۔ پورے پاکستان میں یہ facility نہیں ہے۔ حکومت پنجاب پہلی دفعہ پاکستان میں یہ facility متعارف کروا رہی ہے۔ Liver Transplant کے یہ مراکز پاکستان میں قائم کئے جانے والے اولین مراکز ہوں گے۔ یہ مراکز چلڈرن ہسپتال لاہور، ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی اور نشتر ہسپتال ملتان میں قائم کئے جا رہے ہیں۔

❖ پنجاب حکومت نے جذبہ خیر سگالی کے تحت صوبہ بلوچستان میں کوئٹہ کے مقام پر جدید سہولتوں سے مزین 2۔ارب روپے کی لاگت سے ہسپتال برائے امراض قلب کا منصوبہ بنایا ہے۔ اس مقصد کے لئے اگلے مالی سال میں ایک ارب روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔

❖ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں صحت کے شعبہ میں ترقیاتی و جاری اخراجات کے لئے مجموعی طور پر 43۔ارب 80 کروڑ روپے مختص کئے جا رہے ہیں جو رواں مالی سال کے تخمینہ کے مقابلے میں 16.6 فیصد زیادہ ہے۔

جناب سپیکر!

22۔ کون نہیں جانتا کہ بے روزگاری ہمارے معاشرے کے لئے ایک سنگین مسئلے کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ اس مسئلے سے ہمارا نوجوان طبقہ سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے اور اس صورتحال کے نتیجہ میں ہمارے نوجوانوں میں مایوسی اور بے یقینی کے رجحانات خطرناک شکل اختیار

کرتے جارہے ہیں۔ آپ کی حکومت نے باصلاحیت نوجوانوں کو باعزت روزگار کی فراہمی کے لئے Punjab Youth Employment Fund قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ حکومت پنجاب کا یہ اقدام معاشرے میں انہیں صحیح مقام دلانے اور انتہاپسندی جیسے رجحانات سے دور رکھنے میں مددگار ثابت ہوگا۔

جناب سپیکر!

23۔ حکومت نے اسی سمت میں ایک اور مثبت قدم اٹھانے کا فیصلہ کیا ہے جس کے تحت زرعی اور ویٹرنری گریجویٹس کو 25 ایکڑ فی کس کے حساب سے سرکاری زمین 15 سال کی lease پر دی جائے گی۔ اس زمین پر ماڈل زرعی فارم بنانے کے لئے 9 لاکھ روپے فی زرعی گریجویٹ قرضہ فراہم کیا جائے گا۔ اس سکیم کے تحت جہاں ایک طرف زرعی گریجویٹس میں پائی جانے والی بے روزگاری پر قابو پایا جائے گا وہاں صوبے میں تقریباً 30,000 ایکڑ رقبہ کو زیر کاشت لانے پر جنگلات اور زرعی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہونے کی توقع ہے۔

جناب سپیکر!

24۔ Urbanization کی وجہ سے پنجاب کے بڑے شہروں کی آبادی میں گزشتہ چند برسوں میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ اس وجہ سے ان شہروں میں پیدا ہونے والے مسائل میں سے ایک بہت بڑا مسئلہ solid waste کے مناسب انتظام کا فقدان ہے۔ چنانچہ حکومت پنجاب اگلے مالی سال میں جدید اور scientific خطوط پر مبنی solid Waste Management کا نظام قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ ابتدائی طور پر اس مقصد کے لئے 2۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ یہ نظام برادر اسلامی ملک ترکی کے ماہرین کے تعاون اور اشتراک سے قائم کیا جارہا ہے اور یہ ہر لحاظ سے بین الاقوامی معیار کے مطابق ہوگا۔

جناب سپیکر!

25۔ آپ کی حکومت نے صوبے کے بے زمین کاشتکاروں کو تقریباً4 لاکھ ایکڑ اراضی lease پر دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ زمین ناجائز قابضین سے چھڑا کر ایک نہایت شفاف عمل کے ذریعے غریب کاشتکاروں کو دی جا رہی ہے۔ اس عوامی فلاحی پروگرام سے صوبے کے40,000 خاندان مستفید ہوں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

26۔ صوبے کے طول و عرض میں واقع ایسی سرکاری املاک جو کسی مصرف میں نہیں یا قبضہ گروپوں کے تصرف میں ہیں اور آئندہ بھی کسی عوامی فلاحی منصوبے کے لئے ان کے استعمال کا امکان نہیں ہے ان کو نیلام کر کے حاصل ہونے والی رقوم کو ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کرنے کا پروگرام بنایا گیا ہے۔ اس نجکاری کے عمل میں تین باتوں کا بطور خاص خیال رکھا گیا ہے یعنی ایک تو نیلامی کا سارا عمل شفاف طریقہ سے ہو۔

- دوسرے نجکاری سے حاصل ہونے والی رقوم صرف ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کی جائیں۔
- تیسرے نجکاری سے حاصل ہونے والی رقوم صرف ان اضلاع میں خرچ کی جائیں جہاں سے یہ رقوم وصول کی جائیں۔

جناب سپیکر!

27۔ رواں مالی سال میں تقریباً4۔ارب روپے مالیت کی سرکاری املاک کی نجکاری ہوئی ہے۔ آئندہ مالی سال میں اس مد میں12۔ارب روپے کی آمدنی متوقع ہے۔

جناب سپیکر!

28۔ موجودہ مالی سال کے شروع میں حکومت نے غیر ترقیاتی اخراجات کم کرنے کے لئے ایک جامع action plan تیار کیا تھا۔ کفایت شعاری کے اس پلان پر سختی سے عمل کیا گیا اور اس امر کو یقینی بنایا گیا کہ ترقیاتی اور غیر ترقیاتی بجٹ میں سے فرنیچر، مشینری اور پر تعیش گاڑیوں کی خرید پر غیر ضروری اخراجات نہ کئے جائیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

29۔ میں یہاں اعلان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے آئندہ بجٹ میں وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے لئے رکھی گئی رقم میں سے 25 فیصد رقم رضاکارانہ طور پر استعمال نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔میں یہاں یہ اعلان کرتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں کہ پنجاب کابینہ کے ارکان نے اپنی تنخواہوں میں 25 فیصد کمی کا فیصلہ کیا ہے۔کابینہ کے تمام ارکان نے اس بات کا اعادہ بھی کیا ہے کہ ہم اپنے دفاتر کے اخراجات میں بھی 25 فیصد کمی لائیں گے۔

جناب سپیکر!

30۔ میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کے سامنے آئندہ مالی سال کے محصولات بیان کرنا چاہتا ہوں۔

مالی سال 11-2010 میں General Revenue Receipts کا تخمینہ 558۔ارب 38 کروڑ روپے ہے۔اس میں N.F.C ایوارڈ کے تحت Divisible Pool سے حاصل ہونے والی آمدنی کا تخمینہ 435۔ارب 50 کروڑ 3 لاکھ روپے ہے۔براہ راست ٹرانسفر کی مد میں 6۔ارب 26 کروڑ 30 لاکھ روپے ملنے کی توقع ہے۔صوبائی ٹیکس ریونیو 91۔ارب 57 کروڑ 80 لاکھ روپے اور صوبائی نان ٹیکس ریونیو کی مد میں 24۔ارب 63 کروڑ 20 لاکھ روپے موصول ہونے کی امید ہے جو رواں مالی سال کے آمدنی کے تخمینہ سے 31 فیصد زیادہ ہے۔

جناب سپیکر!

31۔ مالی سال 11-2010 میں جاری اخراجات کا تخمینہ کچھ اس طرح ہے:

- جاری اخراجات کا کل تخمینہ 386۔ارب 78 کروڑ روپے ہے۔ان جاریہ اخراجات اور net public account کا 3۔ارب روپے کا deficit منہا کرنے کے بعد 168۔ارب روپے کا net revenue surplus حاصل ہوگا جو ترقیاتی پروگرام کے لئے فراہم کیا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

- اس کے علاوہ current capital receipts کی مد میں فیڈرل گرانٹس 68 کروڑ روپے، foreign project assistance کے طور پر 12۔ارب59 کروڑ روپے اور Privatization Receipts کی مد میں 12۔ارب روپے موصول ہونے کی توقع ہے۔

جناب سپیکر!

32۔ اب میں اس معزز ایوان میں پنجاب کے آئندہ مالی سال کے مجوزہ ترقیاتی بجٹ کی تفصیل بیان کرتا ہوں۔ میں نہایت مسرت سے یہ اعلان کر رہا ہوں کہ مالی سال 11-2010 کے دوران ترقیاتی بجٹ کا حجم 193۔ارب50 کروڑ روپے کا ہو گا جو کہ صوبے کی تاریخ میں ایک ریکارڈ ترقیاتی بجٹ ہو گا۔ یہ بجٹ رواں مالی سال کے revised ترقیاتی بجٹ کے تخمینہ 134۔ارب70 کروڑ روپے سے 58۔ارب80 کروڑ روپے زیادہ ہے۔

جناب سپیکر!

33۔ مالی سال 11-2010 کے ترقیاتی بجٹ کی منصوبہ بندی کرتے وقت جن بنیادی اصولوں کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ وہ یہ ہیں:

- جامع ترقی
- غربت میں کمی
- روزگار کے مواقع میں اضافہ
- صحت، تعلیم اور سہولیات زندگی سے متعلق شعبہ جات کے لئے زیادہ سے زیادہ فنڈز کی فراہمی
- نئے انفراسٹرکچر کا قیام اور موجودہ انفراسٹرکچر کی بحالی اور بہتری
- صنعتی اور زرعی پیداوار میں اضافہ
- خوراک، پانی اور توانائی کی صورتحال میں بہتری
- پرائیویٹ سیکٹر کی تمام شعبوں میں شراکت کے لئے حوصلہ افزائی اور سازگار ماحول کی فراہمی
- ترقی کے عمل میں علاقائی توازن اور خواتین کی شمولیت اور

- جاری ترقیاتی سکیموں کی ترجیحی بنیادوں پر تکمیل

جناب سپیکر!

34۔ آئندہ مالی سال کے ترقیاتی بجٹ میں سماجی شعبہ جات، جن میں تعلیم، صحت، فراہمی و نکاسی آب اور سماجی بہبود وغیرہ شامل ہیں، پر خصوصی توجہ دی جارہی ہے۔ اگلے سال کے ترقیاتی پروگرام میں ان شعبہ جات کے لئے 68۔ارب25 کروڑ روپے سے زائد رقوم مہیا کی جارہی ہیں جو کہ موجودہ مالی سال کے نظرثانی شدہ بجٹ سے 14 فیصد زائد ہے۔

- تعلیم کے شعبہ کے لئے ترقیاتی بجٹ کا تخمینہ 23۔ارب30 کروڑ روپے ہے۔
- اگلے مالی سال کے بجٹ میں غریب عوام کے بچوں کی تعلیم کے لئے اعلیٰ ترین سطح کے تعلیمی اداروں یعنی دانش سکولز کے لئے 3۔ارب روپے مہیا کئے جائیں گے۔
- ہائی سکولوں میں سائنس لیبارٹریوں کے قیام کے لئے ایک ارب روپے رکھے جارہے ہیں جبکہ ایلیمنٹری اور ہائی سکولوں میں کمپیوٹر کی تعلیم کے لئے پچاس کروڑ روپے مختص کئے جارہے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)
- جناب سپیکر! اگلے مالی سال11-2010 میں 800 سے زائد پرائمری سکولوں کو مڈل سکول کا درجہ دینے کے لئے 4۔ارب روپے سے زائد اور200 مڈل سکولوں کو ہائی سکول کا درجہ دینے کے لئے 2۔ارب روپے مختص کئے جارہے ہیں۔ اس کے علاوہ موجودہ سکولوں کی پرانی عمارتوں کی دوبارہ تعمیر کے لئے60 کروڑ روپے کی رقم مختص کی جارہی ہے۔
- صوبے کے1500 سکولوں میں missing facilities کی فراہمی کے لئے 4۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔
- اسی طرح صوبہ میں نئے کالجز کے قیام اور موجودہ کالجز میں بنیادی ضروری سہولیات کی فراہمی کے لئے 6۔ارب35 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اگلے مالی سال کے دوران منتخب ڈگری کالجز میں چار سالہ بی اے پروگرام شروع کیا جارہا ہے۔ ہر ضلعی ہیڈکوارٹر پر پوسٹ گریجویٹ بلاکس کی تعمیر کے لئے 18 کروڑ روپے رکھے جارہے ہیں۔ ان بلاکس کی تعمیر کے بعد ہر ضلعی ہیڈکوارٹر پر پوسٹ گریجویٹ کلاسوں کا آغاز ہو جائے گا۔

❖ اعلیٰ تعلیم کے فروغ کے لئے حکومت پنجاب نے صوبہ کی 7یونیورسٹیوں کی 15نامکمل سکیموں کو مکمل کرنے کے لئے اگلے مالی سال کے بجٹ میں 38کروڑ 37لاکھ روپے مختص کئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

35۔ سماجی شعبہ میں صحت ایک نہایت اہم شعبہ ہے۔ صحت کے شعبہ میں آئندہ مالی سال-2010 11 میں ترقیاتی کاموں کے لئے 21۔ارب روپے صرف کرنے کی تجویز ہے۔ اگلے مالی سال میں صوبہ پنجاب میں ڈیرہ غازی خان، ساہیوال، گوجرانوالہ اور سیالکوٹ میں 4نئے میڈیکل کالج قائم کئے جا رہے ہیں۔ یہ میڈیکل کالج صوبے میں پنجاب ایمپلائز سوشل سکیورٹی کے ادارے کے تحت قائم کئے جانے والے دو کالجوں کے علاوہ ہوں گے۔ یہ ہماری حکومت کی صحت کے شعبہ کے ساتھ وابستگی اور لوگوں کو صحت کی بہتر سہولیات فراہم کرنے کے عزم کا اظہار ہے۔ صوبے کے تمام بڑے ہسپتالوں میں زیر علاج مریضوں کو مفت ادویات فراہم کی جائیں گی۔ آئندہ مالی سال میں راولپنڈی میں دل کے امراض اور جدید کڈنی ہسپتال کی تعمیر بھی شامل ہے۔

❖ پرائمری اور سیکنڈری سطح کے ہیلتھ کیئر سنٹرز کو 6۔ارب50کروڑ روپے کی رقم سے مزید مستحکم کیا جا رہا ہے۔ یہ رقم صحت کے شعبہ میں ضلعوں کے اپنے بجٹ میں مختص شدہ رقوم کے علاوہ ہے۔

❖ تعلیم اور صحت کے ساتھ ساتھ حکومت کھیلوں کو فروغ دینے پر بھی خصوصی توجہ دے رہی ہے۔ اگلے مالی سال میں اس شعبہ کے لئے ایک ارب60کروڑ روپے تجویز کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر!

36۔ صاف ستھرا پانی نہ صرف انسانی صحت اور نشوونما کے لئے ضروری ہے بلکہ ماحول کو بھی آلودگی سے پاک رکھتا ہے۔ فراہمی و نکاسی آب اگرچہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کی ذمہ داری قرار دی جا چکی ہے تاہم حکومت پنجاب اس بنیادی ذمہ داری سے پوری طرح آگاہ

ہے۔ حکومت پنجاب آئندہ مالی سال میں اس مد میں 9۔ارب50 کروڑ روپے خرچ کرے گی۔اس سے شہری اور دیہی علاقوں میں فراہمی و نکاسی آب کے انتظام کو بہتر بنایا جائے گا۔ اس پروگرام کے تحت 54 فیصد فنڈز دیہی علاقوں میں خرچ کئے جائیں گے۔اگلے مالی سال میں کڑوے اور کھارے پانی والے علاقوں میں نئی واٹر سپلائی سکیموں کی تعمیر اور پہلے سے موجود سکیموں کی اصلاح و بہتری کے لئے 2۔ارب روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر!

37۔ اگلے مالی سال میں مقامی سطح کی سکیموں پر 3۔ارب روپے خرچ کرنے کی تجویز ہے۔ جس میں دیہی علاقوں میں رابطہ سڑکیں، تعلیمی اداروں میں missing facilities فراہمی و نکاسی آب اور دیگر بنیادی سہولتوں کے منصوبے شامل ہیں۔ ان سکیموں کی نشاندہی منتخب عوامی نمائندوں کی مشاورت سے کی جائے گی۔

جناب سپیکر!

38۔ پچھلے سال کی طرح رواں مالی سال میں بھی زراعت کی ترقی ہماری ترجیحات میں شامل ہے۔ آئندہ مالی سال میں زرعی شعبہ میں 3۔ارب20 کروڑ روپے خرچ کئے جائیں گے۔ ہماری کوشش ہوگی کہ زرعی شعبہ سے متعلق جاری منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے۔

جناب سپیکر!

39۔ زرعی تحقیق کے بغیر زراعت کے شعبہ سازی کا تصور نہیں کیا جا سکتا لہٰذا اگلے سال زرعی شعبہ میں تحقیق پر 96 کروڑ 83 لاکھ روپے خرچ کئے جائیں گے۔

توانائی کے حالیہ بحران نے دوسرے شعبوں کی طرح ہماری زراعت کو بھی شدید متاثر کیا ہے۔توانائی کے مسائل سے عہدہ برآ ہونے کی بنیادی ذمہ داری اگرچہ مرکزی حکومت کی ہے تاہم حکومت پنجاب بھی اس سنگین مسئلے سے نمٹنے کے لئے مربوط حکمت عملی پر کام کر رہی ہے۔ چنانچہ صوبے کے طول و عرض میں بجلی کی قلت کی وجہ سے رُک جانے والے ہزاروں ٹیوب ویلوں کو رواں دواں رکھنے کے لئے حکومت نے شمسی توانائی کو بروئے کار لانے کا انقلابی فیصلہ کیا ہے۔ حکومت نے اس مقصد کے حصول کے لئے ایک ارب16 کروڑ

روپے کی رقم بطور سبسڈی مہیا کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔اس رقم میں ضرورت کے مطابق اضافہ بھی کیا جا سکے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ تقریر میں شامل نہیں ہے جو میں بتانا چاہتا ہوں کہ آج کابینہ کی میٹنگ میں یہ فیصلہ ہوا کہ Solar Power Water Pumps کے لئے حکومت 2۔ارب روپے کی سبسڈی دے گی اور کوشش کریں گے کہ اس سے بھی زیادہ اگر فنڈز مہیا ہوں تو وہ بھی ہم مہیا کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

40۔ جناب سپیکر! لائیو سٹاک زراعت کے شعبہ میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ انسانی زندگی کو قائم و دائم رکھنے میں بھی اس کا اہم کردار ہے اور یہ ملکی معیشت کا ایک اہم جزو بھی ہے۔ لائیو سٹاک کے شعبہ کو ترقی دے کر غربت کو کم کرنے میں براہ راست مدد لی جا سکتی ہے۔ مالی سال 2010-11 میں لائیو سٹاک کے شعبہ میں 2۔ارب روپے مختص کئے جا رہے ہیں جس سے نئی ترقیاتی، تحقیقی اور تعلیمی سرگرمیاں شروع کی جا رہی ہیں۔ دودھ اور گوشت کی پیداوار میں اضافے اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لئے مویشیوں کی بیماریوں کی روک تھام کے لئے پنجاب کے مختلف اضلاع میں علاج کی سہولیات مہیا کی جائیں گی۔

جناب سپیکر!

41۔ آبپاشی کے نظام کو بہتر بنائے بغیر زرعی خود کفالت کا تصور ممکن نہیں۔ 37ہزار کلو میٹر پر محیط یہ نظام دنیا کا سب سے بڑا نہری نظام ہے جس سے 21 ملین ایکڑ رقبہ سیراب کیا جا رہا ہے۔ ہماری یہ کوشش رہے گی کہ اس ورثہ کی مکمل دیکھ بھال کریں اور اس میں ہر ممکن بہتری اور توسیع کریں۔ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں آبپاشی سیکٹر کے لئے 11۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اگلے مالی سال میں انشاء اللہ خانکی اور جناح بیراج پر کام شروع کیا جائے گا جس کے لئے ضروری فنڈز مختص کئے جا رہے ہیں۔ جناح بیراج کے ساتھ چشمہ لنک کینال کی اصلاح اور بہتری کا کام بھی مکمل کیا جائے گا۔ جنوبی پنجاب کے دیرینہ مطالبے کے

مطابق میلسی سائفن پر اضافی بیرل کی تعمیر کا منصوبہ بھی اگلے مالی سال میں شروع کر دیا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

42- ملکی معیشت میں جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ اگلے مالی سال میں اس شعبہ میں ایک ارب روپے سے زائد خرچ کرنے کی تجویز ہے۔

جناب سپیکر!

43- صنعتیں ہماری معیشت کی جان اور خوشحال زندگی کی ضمانت ہیں۔ ہماری حکومت کی یہ کوشش ہے کہ صوبے کے ماحول کو business friendly رکھا جائے تاکہ نجی شعبہ میں زیادہ سے زیادہ صنعتیں قائم ہوں جس سے روزگار کے مواقع میسر ہوں اور پنجاب کے عوام خوشحال زندگی بسر کر سکیں۔

جناب سپیکر!

44- صنعتی و زرعی ترقی ہنر مند افرادی قوت سے مشروط ہے۔ ہمارے ملک میں ایک طرف تو ہنر مند افراد کی شدید کمی ہے اور دوسری جانب لاکھوں افراد بے روزگار ہیں۔ صنعتی شعبہ کو بھی ہنر مند افراد کی کمی کی وجہ سے مشکلات درپیش ہیں لہذا حکومت پنجاب نے نوجوانوں کو فنی تربیت فراہم کرنے والے ادارے TEVTA کو مالی اور انتظامی خود مختاری دے دی ہے تاکہ تیز رفتاری سے نوجوانوں کو جدید فنی علوم یعنی مارکیٹ driven کورسز میں تربیت دی جائے اور وہ صنعتی و زرعی شعبہ کی بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے لئے بہتر اور باعزت روزگار کے مواقع حاصل کر سکیں۔ فنی تعلیم کے لئے آئندہ مالی سال کے ترقیاتی بجٹ میں 2-ارب روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔ اس سیکٹر کے لئے ترقیاتی اور غیر ترقیاتی اخراجات کی مد میں مجموعی طور پر 6-ارب 80 کروڑ روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔

- فنی تعلیم کی اہمیت کے پیش نظر حکومت نے 50 کروڑ کے ابتدائی سرمایہ سے Skills Development Endowment Fund قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

جناب سپیکر!

45۔ سماجی اور صنعتی ترقی میں بہترین انفراسٹرکچر ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔اس شعبہ میں آئندہ مالی سال میں مجموعی طور پر 59۔ارب26 کروڑ روپے خرچ کرنے کی تجویز ہے جس میں سڑکوں کی تعمیر کے لئے 32۔ارب88 کروڑ روپے، پبلک بلڈنگز کے لئے 6۔ارب21 کروڑ روپے، urban development کے لئے 9۔ارب روپے اور آبپاشی کے منصوبوں پر 11۔ارب روپے خرچ کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر!

46۔ ہمارا ملک اور ہمارا خطہ پنجاب تہذیب و ثقافت کا مرکز ہے۔ اپنے تہذیبی ورثہ کو دنیا میں روشناس کرانے کے لئے سیاحت کا کردار نمایاں ہے۔ مقامی اور بین الاقوامی سیاحت کے فروغ کے لئے حکومت پنجاب ایک ارب67 کروڑ روپے سے زائد خرچ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ آئندہ برس مری میں سیاحوں کے لئے جدید طرز پر چیئر لفٹ سسٹم قائم کیا جارہا ہے۔

جناب سپیکر!

47۔ جنوبی پنجاب سے تعلق رکھنے والے اضلاع کی پسماندگی سے کون آگاہ نہیں۔ مقام افسوس ہے کہ گزشتہ حکومت میں ان علاقوں کی حالت زار کو تبدیل کرنے کے لئے عملی اقدامات کی بجائے اسے محض ایک سیاسی نعرے کے طور پر استعمال کیا گیا۔ ہماری حکومت نے جنوبی پنجاب کے عوام کے لئے تعلیم، صحت، سماجی ترقی، مواصلات، لائیو سٹاک اور دوسرے شعبوں میں حقیقی اور ٹھوس اقدامات کئے ہیں۔ اس برس کے دوران آپ کی حکومت نے جنوبی پنجاب میں مختلف ترقیاتی شعبوں میں 135۔ارب روپے مالیت کے منصوبوں کا آغاز کیا۔ رواں مالی سال میں ان منصوبوں کے لئے 42۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی۔ آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ آئندہ مالی سال کے دوران 135۔ارب روپے کی مالیت کے ان منصوبوں پر عملدرآمد کے لئے تقریباً52۔ارب روپے مختص کئے جارہے ہیں۔

جناب سپیکر! ہمارے جنوبی پنجاب کے بھائیوں اور بہنوں کے لئے ایک بہت اہم figure ہے، میں چاہوں گا کہ وہ اس پر غور کریں کہ جنوبی پنجاب کی آبادی صوبے کی کل آبادی کا 31فیصد ہے جبکہ اس علاقے کے لئے مختص کی جانے والی رقوم کی شرح ترقیاتی بجٹ کا 36فیصد بنتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "جھوٹ جھوٹ" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر!

48۔ جنوبی پنجاب کے اضلاع میں جاری اور آئندہ ترقیاتی منصوبے اس امر کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے اپنے وسائل کا رخ پنجاب کے ان پسماندہ اور ماضی میں نظر انداز کئے گئے علاقوں کی طرف موڑ دیا ہے۔ میں اس ضمن میں زیادہ تفصیلات میں جائے بغیر بہاولپور میں 300 بستروں کے ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی تعمیر، بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال کی تعمیر و توسیع، ڈیرہ غازی خان میں میڈیکل کالج، بہاولنگر میں Rice Research Institute اور بہاولپور میں Livestock University کا ذکر کرنے کے ساتھ یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے صحت اور تعلیم سمیت مختلف شعبوں میں اپنے منصوبوں کے لئے جنوبی پنجاب کے اضلاع کا ترجیحی بنیادوں پر انتخاب کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عوام کو طبی سہولتیں فراہم کرنے کے لئے شروع کئے جانے والے موبائل ہسپتالوں کے انقلابی پروگرام کا آغاز ہی جنوبی پنجاب سے کیا جارہا ہے اور اگلے مالی سال کے دوران یہاں کے ہر ضلع کے عوام کے لئے جدید ترین طبی سہولیات اور معیاری ادویات سے مزین کم از کم ایک موبائل ہسپتال مہیا کر دیا جائے گا۔ اسی طرح ضلعی ہسپتالوں میں 10 نئے ایمرجنسی بلاکس تعمیر کرنے کے منصوبے کے آغاز کے لئے بھی بہاولنگر، راجن پور، ڈیرہ غازی خان، لیہ اور مظفر گڑھ کا ترجیحی طور پر انتخاب کیا گیا ہے۔ دانش سکولوں کے منصوبے کے تحت پہلے چھ سکول بھی جنوبی پنجاب کے اضلاع ہی میں تعمیر کئے جارہے ہیں۔ چولستان کی ترقی اور یہاں کے عوام کی بہبود کے بغیر جنوبی پنجاب کی ترقی کا تصور ادھورا رہ جاتا ہے۔ چنانچہ چولستان کے علاقے میں سڑکوں کی تعمیر، پینے کے پانی کی فراہمی اور لائیوسٹاک کی ترقی کے لئے ایک خطیر رقم مہیا کی جارہی ہے۔

جناب سپیکر!

49۔ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے tribal areas کی ترقی کے لئے 3۔ارب38 کروڑ روپے کی لاگت سے ایک ترقیاتی منصوبہ (TADP) شروع کیا گیا ہے۔ اس مقصد کے لئے اگلے مالی سال میں 25 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ اسی طرح بارانی علاقوں میں 200 چھوٹے dams کی تعمیر کے لئے 20 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اسی طرح بھکر، میانوالی، خوشاب اور جھنگ کے نسبتاً پسماندہ اضلاع کی ترقی کے لئے مالی سال 11-2010 میں خصوصی طور پر 2۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر!

50۔ جب ہماری حکومت نے پنجاب میں اقتدار سنبھالا تو Emergency-1122 کی سہولت صوبے کے صرف 12 اضلاع میں موجود تھی۔ ہم نے صرف دو سال کے عرصے میں اس service کو مزید 23 اضلاع تک وسعت دے کر صوبے کے طول و عرض میں پھیلا دیا ہے۔ اب ہم نے اس سروس کو تحصیل ہیڈ کوارٹرز کی سطح پر شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس مقصد کے لئے اگلے مالی سال میں 2۔ارب روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر!

51۔ آج کا دور انفارمیشن ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ پوری دنیا کے ممالک اپنے کاروبار اور روزمرہ کے امور کی انجام دہی میں اس technology کے استعمال سے بہترین فوائد حاصل کر رہے ہیں۔ Information technology سے نہ صرف استعداد کار میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ اس سے شفافیت اور احتسابی عمل کو بھی یقینی بنانے میں مدد ملتی ہے۔ اگلے مالی سال میں information technology کے لئے ایک ارب 96 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر!

52۔ حکومت معدنیات کو ترقی دے کر قدرتی وسائل سے بھرپور استفادہ کرنے کا تہیہ کئے ہوئے ہے۔ حکومت کی پالیسی ہے کہ معدنیاتی کانوں کی exploitation خود کرے اور معدنی پیداوار کو بڑھانے کے لئے نجی شعبہ کو آگے لائے تاکہ معدنیات کے شعبہ میں مقامی اور بین

الاقوامی سرمایہ کاری کا فروغ ہو۔معدنیات کے شعبہ کے لئے 11-2010 میں 30 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر!

53۔ کوئی بھی معاشرہ خواتین کی شمولیت کے بغیر ترقی کی منازل طے نہیں کر سکتا۔اگلے مالی سال کے ترقیاتی بجٹ میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے مختلف شعبہ جات میں تقریباً 15۔ارب روپے کے منصوبے تجویز کئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر!

54۔ اقلیتیں ہمارے معاشرے کا نہایت اہم حصہ ہیں اور وہ ہمارے صوبہ کی تعمیر و ترقی کے لئے نہایت اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔اقلیتوں کی ترقی کے لئے آئندہ مالی سال میں 21 کروڑ 50 لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں۔حکومت نے آئندہ برس کے دوران اقلیتی طلباء کو خصوصی وظائف دینے کا پروگرام تیار کیا ہے۔

جناب سپیکر!

55۔ گزشتہ حکومت نے مقامی حکومتوں کے نظام کو مخصوص سیاسی اور ذاتی مقاصد کے لئے استعمال کیا۔آپ کی حکومت نے اس نظام کو حقیقی معنوں میں عوام کا خدمت گزار بنانے اور اس میں شفافیت پیدا کرنے کے لئے موثر حکمت عملی تیار کی ہے۔جس کے لئے مقامی حکومتوں کے قانون میں ضروری ترامیم بھی کی جا رہی ہیں۔آئندہ برس کے دوران مقامی حکومتوں کو ترقیاتی اور جاری اخراجات کے لئے مجموعی طور پر 164۔ارب روپے دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر!

56۔ میں اس اہم موقع پر یہ اعلان کرتے ہوئے نہایت خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر حکومت نے موجودہ مالی سال سے دیہی علاقوں میں رابطہ سڑکوں کی توسیع

اور بحالی کے لئے ایک پروگرام ترتیب دیا تھا جس کے لئے پہلے مرحلہ میں 2۔ارب روپے رکھے گئے۔ اسی پروگرام کے تحت اگلے مالی سال میں دیہی سڑکوں کی تعمیر کے لئے مزید 2۔ارب روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر!

57۔ بڑے شہروں جن میں فیصل آباد، راولپنڈی، سرگودھا اور گوجرانوالہ شامل ہیں، انفراسٹرکچر کی بحالی کے لئے 2۔ارب20 کروڑ روپے رکھے جا رہے ہیں۔ چنیوٹ، ڈیرہ غازی خان، ساہیوال اور رحیم یار خان کے شہروں کی ترقی کے لئے بھی خصوصی فنڈز رکھے گئے ہیں۔ اسی طرح پنجاب کے بڑے شہروں میں ٹرانسپورٹ کی بہتر سہولیات کے لئے بسوں پر ایک ارب روپے کی subsidy دی جا رہی ہے۔ ان پروگراموں پر عملدرآمد سے صوبہ بھر میں نہ صرف موجودہ infrastructure کی بحالی ہو گی بلکہ دیہی ترقی اور شہری علاقوں میں روزگار کے بہتر مواقع میسر ہوں گے جو کہ یقیناً صوبہ میں معاشی ترقی کا باعث ہو گا اور اس سے غربت میں کمی واقع ہو گی۔

جناب سپیکر!

58۔ سرکاری ملازمین قومی ترقی کے منصوبوں پر عملدرآمد اور عوام تک خدمات پہنچانے والی حکومتی مشینری کا ایک اہم جزو ہیں۔ یہ ملازمین اور پنشنرز اپنی محدود آمدنی کی وجہ سے مہنگائی اور افراط زر سے نسبتاً زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ سرکاری ملازمین کو درپیش مالی مسائل کے پیش نظر اپنے محدود وسائل کے باوجود آپ کی حکومت نے صوبائی ملازمین اور پنشنرز کو تنخواہ اور پنشن میں اضافہ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ میں اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ صوبائی ملازمین کو ان کی تنخواہوں کے 50 فیصد کے برابر ایڈہاک ماہانہ الاؤنس دیا جائے گا۔ وہ سرکاری ملازمین جنہیں ان کی تنخواہ کے برابر یا اس سے زیادہ کوئی اضافی الاؤنس دیا جا چکا ہے موجودہ اضافے کے دائرہ کار میں نہیں آئیں گے۔

جناب سپیکر!

59- میں ایسے پنشنرز جو 2001 سے پہلے ریٹائرڈ ہوئے تھے ان کی پنشن میں 20 فیصد اور 2001 کے بعد ریٹائر ہونے والے ملازمین کی پنشن میں 15 فیصد اضافہ کا اعلان کرتا ہوں۔ حکومت کم از کم پنشن کی حد -/2000 روپے ماہانہ سے بڑھا کر -/3000 روپے ماہانہ اور پنشنرز کی وفات کی صورت میں اہل خانہ کو ملنے والی پنشن کی شرح میں 50 سے 75 فیصد اضافے کا اعلان کرتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

60- حکومت نے تمام پنشنرز کو ان کی پنشنوں کے علاوہ میڈیکل الاؤنس دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس فیصلے کے تحت سکیل 1 تا 15 کے پنشنرز اپنی پنشن کا 25 فیصد اور سکیل 16 اور اس سے اوپر والے پنشنرز اپنی ماہانہ پنشن کا 20 فیصد میڈیکل الاؤنس حاصل کر سکیں گے۔ اس وقت گریڈ 16 سے گریڈ 22 کے سرکاری ملازمین کو ماہانہ میڈیکل الاؤنس نہیں دیا جارہا۔ آپ کی حکومت نے آئندہ برس سے ان ملازمین کو میڈیکل الاؤنس دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان ملازمین کو ان کی ماہانہ تنخواہ کا 15 فیصد میڈیکل الاؤنس دیا جائے گا۔ اسی طرح سکیل 1 تا 15 کے ملازمین کو ملنے والے موجودہ ماہانہ میڈیکل الاؤنس کو دگنا کیا جارہا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

61- سرکاری ملازمین کی تنخواہ، پنشن اور میڈیکل الاؤنس میں اس اضافے کا اطلاق یکم جولائی 2010 سے ہوگا۔ اس اضافہ کے بعد حکومت اس مد میں اگلے برس تقریباً 54۔ارب روپے اضافی صرف کرے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

62- نجی شعبہ میں کام کرنے والے محنت کشوں کو درپیش مسائل سے کون آگاہ نہیں۔ حکومت نے ان کی مشکلات کا احساس کرتے ہوئے ان کی کم از کم اجرت کو -/6000 روپے ماہانہ سے بڑھا کر -/7000 روپے ماہانہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس فیصلے پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کے لئے تمام اقدامات کئے جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

معزز ممبران حزب اختلاف: ان کی تنخواہوں کو ڈبل کیا جائے۔۔۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر!

63۔ ساتویں N.F.C ایوارڈ اور اٹھارہویں آئینی ترمیم کی روشنی میں صوبائی محاصل کے موجودہ نظام میں کچھ تبدیلیاں ناگزیر ہیں جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

- ایسی سروسز جو وفاق سے صوبوں کو منتقل ہوئی ہیں ان پر وفاقی حکومت کی موجودہ ٹیکس شرح کے مطابق ٹیکس وصول کیا جائے گا۔
- جائیداد کی خرید و فروخت پر لگنے والا Capital Value Tax (C.V.T) جو وفاق سے صوبوں کو منتقل ہوا ہے اس کی شرح میں 50 فیصد کمی کی جارہی ہے صوبائی حکومت یہ ٹیکس 4 فیصد کی بجائے 2 فیصد شرح سے وصول کرے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)
- دیہی علاقوں میں جائیداد کی منتقلی پر ٹیکس کا تعین ریونیو سٹاف کی صوابدید پر ہوتا رہا ہے۔ دیہی عوام کو ریونیو سٹاف کے ممکنہ استحصال سے بچانے کے لئے دیہی علاقوں میں valuation table کے نظام کو متعارف کروایا جارہا ہے۔
- ٹیکس نظام میں ترامیم کی تفصیل معزز ایوان میں فنانس بل کے ذریعے پیش کی جائے گی۔

وہ یہ امر انتہائی اطمینان بخش ہے کہ معزز ایوان کے ارکان نے پری بجٹ سیشن میں بھی بھرپور انداز سے حصہ لیا اور بجٹ سازی کے دوران ہم نے اپوزیشن اور حکومتی ارکان کی تجاویز بھی شامل کی ہیں۔۔۔

معزز ممبران حزب اختلاف: جھوٹ، جھوٹ، جھوٹ۔۔۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): یہاں موجود اپوزیشن لیڈر چودھری ظہیر الدین نے جو تجاویز pre-budget میں دیں ہم نے ان پر بھی غور کیا اور ان کو شامل کیا۔ میری گزارش ہے کہ ہم بجٹ کے حوالے سے اس بجٹ سیشن کے دوران آئندہ بھی اپنا مثبت کردار ادا کریں گے۔

جناب سپیکر!

64۔ مجھے یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ آپ کی حکومت کا بجٹ ایک عوام دوست، متوازن، ترقیاتی اور ٹیکس فری بجٹ ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

معزز ممبران حزب اختلاف: جھوٹ، جھوٹ، جھوٹ۔۔۔

جناب سپیکر!

65۔ میں اپنی تقریر ختم کرنے سے پہلے محکمہ خزانہ ، محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے افسران، ماتحت عملہ اور اپنے سٹاف کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اس بجٹ کی تیاری میں شب و روز انتھک محنت کی۔ میں کیبنٹ اور پولیس کا بھی بے حد مشکور ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ پاکستان زندہ باد۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف اور دوسرے معزز اراکین
نے وزیر خزانہ کو مبارکباد دی)

جناب سپیکر: کائرہ صاحب! آپ کو بہت مبارک ہو، ماشاءاللہ آپ نے بہت اچھا بجٹ پیش کیا۔ اب وزیر خزانہ گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال 11-2010 پیش کریں۔

گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال 11-2010 کا پیش کیا جانا

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میں گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال 11-2010 پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال 11-2010 پیش کر دیا گیا ہے۔ اب وزیر خزانہ گوشوارہ ضمنی بجٹ بابت سال 10-2009 پیش کریں۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ بابت سال 10-2009 کا پیش کیا جانا

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میں گوشوارہ ضمنی بجٹ بابت سال 10-2009 پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: گوشوارہ ضمنی بجٹ بابت سال 10-2009 پیش کر دیا گیا ہے۔

Minister for Finance may introduce the Punjab Finance Bill 2010.

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 2010

MINISTER FOR FINANCE (Mr. Tanvir Ashraf Kaira)**:** Sir, I introduce the Punjab Finance Bill 2010.

MR. SPEAKER: The Punjab Finance Bill 2010 has been introduced.

آج کا ایجنڈا ختم ہو چکا ہے۔ میں معزز ارکان سے درخواست کروں گا کہ اب ہم مورخہ 17۔جون 2010 بروز جمعرات کو ملیں گے۔ اس دن بجٹ پر عام بحث کا آغاز ہو گا۔ عام بحث کے لئے پانچ یوم یعنی 17,18,19,21 اور 22۔جون مختص کئے گئے ہیں اور آخر میں وزیر خزانہ عام بحث کو wind up کریں گے۔ جو اراکین اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں کا اندراج مع تاریخ سیکرٹری اسمبلی کو کروا دیں۔ اب اجلاس مورخہ 17۔جون 2010 بروز جمعرات صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

47

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،17۔جون2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ برائے سال11-2010پر عام بحث کا آغاز ہو گا

49

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اٹھارھواں اجلاس

جمعرات،17۔جون2010

(یوم الخمیس،4۔رجب المرجب1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح11بج کر17منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا
مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ
رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ
وَاعْفُ عَنَّا ۗ وَاغْفِرْ لَنَا ۗ وَارْحَمْنَا ۗ اَنْتَ مَوْلٰىنَا
فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

سُوْرَةُ البَقَرَة آیت 286

اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا بُرے کرے گا تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار! اگر ہم سے بُھول یا چُوک ہو گئی ہو تو ہم سے مواخذہ نہ کیجیو۔ اے پروردگار! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے پروردگار! جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو اور اے پروردگار! ہمارے

گناہوں سے در گزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب کرo

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

بزم تصورات سجی تھی ابھی ابھی
نظروں میں مصطفیٰ کی گلی تھی ابھی ابھی
سینے میں رُک گیا تھا مرا دم اس لئے
طیبہ سے دل کی ڈور ہلی تھی ابھی ابھی
اتنا کرم ہوا کہ مقدر بدل گئے
ان کے کرم کی بات چلی تھی ابھی ابھی
معلوم کر رہے تھے فرشتوں سے جبرائیل
کس کی زبان پہ نعت نبی ﷺ تھی ابھی ابھی
شبیر چشم تر کی حقیقت نہ پوچھئے
مہِ عرب سے آنکھ ملی تھی ابھی ابھی

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کاٹھیا صاحب کے بعد ادھر سے پھر میں آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بھی لے لیتا ہوں لیکن معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ پوائنٹ آف آرڈر تھوڑے ہونے چاہئیں کیونکہ بجٹ پر بحث ہے اور سب نے اس میں حصہ لینا ہے۔ جی، فرمائیں!

تعزیت

ٹوبہ ٹیک سنگھ کے رہائشی علی رضا کی کرغزستان میں شہادت پر دعائے مغفرت

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ سب کے علم میں ہے کہ ایک بہت بڑا قومی سانحہ ہوا ہے جس میں علی رضا نامی بچہ جو ہمارے پاکستان اور ہمارے پنجاب کا بچہ ہے اسے کرغزستان میں شہید کر دیا گیا ہے۔ وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی اور وزیر اعظم کی کوششوں سے اس کی میت پاکستان پہنچی اور کل اسے سپرد خاک کر دیا گیا۔ آپ کے توسط سے میری گزارش ہے کہ ایک تو اس کے لئے دعائے مغفرت کروائی جائے اور اس کے لواحقین کے لئے اظہار ہمدردی کیا جائے، اس کے علاوہ پنجاب حکومت کی طرف سے ہمارے وزیر خوراک ملک ندیم کامران صاحب وہاں تشریف لے گئے تھے یہ ان کے حالات دیکھ کر آئے ہیں۔ ان کی والدہ نے اپنی جمع پونجی اور اپنے زیور بیچ کر اسے Electrical Engineer بننے کے لئے بھیجا تھا اس کا مداوا تو نہیں ہو سکتا لیکن اگر حکومت پنجاب ان کی کوئی مدد کر دے تو شاید ان کا کچھ نہ کچھ ہو جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر خوراک!

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ، میاں صاحب! پہلے ان کو بات کر لینے دیں۔

میاں محمد رفیق: جی، میرا سوال اسی سے متعلقہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ان کا جواب سُن لیں اگر تسلی ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ سوال کر لیجئے گا۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی خصوصی ہدایت پر مجھے حکم دیا گیا کہ میں پنجاب کی اور اس House کی نمائندگی کروں۔ میں ان کے گھر حاضر ہوا تھا اور رفیق صاحب اس لئے بات کرنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ ان کا حلقہ ہے اور ان ہی کے حلقہ میں ان کا گھر بھی ہے اور وہ وہیں کے رہائشی ہیں۔ میں جب وہاں پر گیا تو میں نے ان سے رابطہ کیا تھا کہ یہ بھی میرے ساتھ کمپنی کریں لیکن یہ اتفاق سے لاہور میں تھے اس لئے ساتھ نہیں جا سکے۔ جیسا کہ میرے بھائی نے ابھی بتایا کہ فیڈرل گورنمنٹ نے ان کو وہاں سے میت لانے اور دیگر معاملات میں support کیا ہے تو اس سلسلے میں، میں نے چیف منسٹر صاحب کو ساری رپورٹ پیش کر دی تھی۔ سی ایم صاحب نے ان کی مالی امداد اور دیگر معاملات کے حوالے سے decision لیا ہے جو وہ خود announce کریں گے، انشاء اللہ آج اس کی announcement ہو جائے گی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔ میرے حلقہ کا ایک نوجوان کرغزستان میں شہید ہوا۔۔۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ اپنی تصحیح کر لیں، اس کا تعلق میرے حلقے سے ہے۔

میاں محمد رفیق: بھئی! آپ کو کیا تکلیف پہنچی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ پلیز! Chair کو مخاطب کر کے بات کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! مجھے حیرت ہے کہ میرے بھائی نے پوائنٹ آف آرڈر پر جس سانحے کا ذکر کیا ہے میرے ذکر کرنے پر ان کو پتا نہیں کیا تکلیف پہنچی ہے؟ بہر حال وہ میرے حلقے کا نوجوان تھا جو دو تین ماہ بعد ڈاکٹر بن کر واپس آنے والا تھا۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: وہ انجینئر بن رہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میرا خیال ہے بات ہو گئی ہے اس میں گورنمنٹ کا point of view بھی سامنے آ چکا ہے ان کے لئے دعائے مغفرت کر لی جائے۔

(اس مرحلہ پر کرغزستان میں شہید ہونے والے پاکستانی طلباء کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

پوائنٹ آف آرڈر

حال ہی میں محکمہ مال چنیوٹ میں بھرتی ہونے والے ملازمین کو وجہ بتائے بغیر ملازمت سے نکالنا

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آج جب میں آیا تو باہر میرے ضلع سے تعلق رکھنے والے تقریباً دو، اڑھائی سو کلرک اور درجہ چہارم کے ملازمین احتجاج کر رہے تھے۔ پچھلے دِنوں ہمارے ضلع میں بھرتی ہوئی اور ان لوگوں کو اس میں بھرتی کیا گیا لیکن اب انہیں نئی administration آنے پر نوکریوں سے فارغ کر دیا گیا ہے۔ اگر کوئی غلطی ہوئی ہے تو وہ انتظامیہ کی ہے اس کی درستی کے لئے آپ کمیٹی بنا دیں اور اس پر انکوائری کروالیں۔ ان لوگوں سے مہینہ، ڈیڑھ مہینہ نوکری کروا کے بغیر کوئی وجہ بتائے نکال دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کون سا محکمہ ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: میرے خیال میں محکمہ مال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے آپ جو متعلقہ منسٹر صاحب ہیں ان کو مل لیں اور اگر وہ باہر ہیں تو ان کے ساتھ ابھی جا کر اس مسئلہ کو دیکھ لیں۔ پہلے آپ پتا کر لیں کہ محکمہ کون سا ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ محکمہ مال ہے۔ ڈی ڈی او (آر) آفس میں وہ محکمہ مال ہی بنتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ حاجی صاحب کو مل کر بات کر لیں کیونکہ میں نے بجٹ پر بحث شروع کروانی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ مہربانی کریں، اس پر کوئی action لیں۔

وزیر مال و کالونیز (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! اولکھ صاحب کہہ رہے ہیں کہ مجھے پتا ہے کہ ان کا معاملہ کیا ہے اور کون سے محکمہ سے تعلق رکھتا ہے۔ میرے محکمہ میں تو میرے کہنے پر ابھی تک ایک بھرتی بھی نہیں ہوئی۔ یہ میں on the floor of the House کہہ رہا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! حاجی اسحاق صاحب صرف رضاکار بھرتی کر سکتے ہیں۔ یہ ملازمین بھرتی ہیں تو انہیں کہیں کہ اس کو مذاق نہ سمجھیں۔ وہ بے چارے گرمی میں کھڑے ہیں۔ ان کی بات سُن لیں اور اس پر کوئی action بھی ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی اسحاق صاحب اور اولکھ صاحب دونوں کے ساتھ آپ چلے جائیں، ان سے جا کر بات کریں اور House کو بتا دیں۔

حاجی ذوالفقار علی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! وہ ایجوکیشن کے لوگ ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! یہ باہر جا کر decide ہو جائے گا، House میں تو decide نہ کریں کہ کدھر کے لوگ ہیں۔

جناب محمد مسعود لالی: جناب سپیکر! میری گزارش سُن لیں میرا تعلق بھی چنیوٹ سے ہے یہ SMBR صاحب کے آرڈر پر محکمہ مال میں بھرتی ہوئی تھی، ان کو SMBR صاحب کے آرڈر پر ہی نکالا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں نے اسی لئے کمیٹی بنا دی ہے، آپ بھی ساتھ چلے جائیں۔ جی، لغاری صاحب!

لاہور میں رکشا ڈرائیور کی اپنی فیملی سمیت خودکشی

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کاٹھیا صاحب نے ابھی جو issue raise کیا ہے اس کے لئے میری ایک گزارش ہو گی کہ کل لاہور میں unfortunately ایک incident ہوا جس میں ایک رکشا ڈرائیور نے اپنی family سمیت خودکشی کر لی۔ وزیراعلیٰ صاحب نے بہت generosity دکھاتے ہوئے ان کے لئے دس لاکھ روپے امداد کا اعلان کیا اور اس بچے کی family کو جس نے اپنے قیمتی اثاثے اور جو کچھ بھی ان کے پاس تھا بیچ کر اسے تعلیم حاصل کرنے کے لئے کرغزستان بھیجا تھا تو اس family کے لئے بھی کوئی مالی امداد چیف منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ وہ کر دیں اور وہ بچے جن کی تعلیم اب نامکمل رہ جائے گی ان کو پنجاب کے Medical Colleges اور پنجاب کی Engineering Universities میں ان کی competency دیکھتے ہوئے داخلے دے دیئے جائیں، یہ نہیں کہ اگر کوئی اس قابل نہیں ہے تو بھی اس کو دیا جائے اور اگر وہ final year میں تھے تو ان کو final year والوں کے ساتھ بٹھایا جائے اگر وہ اس level کے ہیں تاکہ ان کی تعلیم کا حرج نہ ہو۔ یہ ہمارے پنجاب کے کافی سارے بچوں کا مسئلہ ہے، ان کے مستقبل کا سوال ہے۔ ان کے ماں باپ نے بہت محنت کر کے، اپنا پیٹ کاٹ کر انہیں تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجا تھا تو میں وزیراعلیٰ صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ علی رضا کی family کی مالی امداد اور باقی جو بچے ہیں ان کے medical professional colleges میں داخلے کے حوالے سے کوئی حکم صادر فرما دیں۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! کل جو ایک رکشا ڈرائیور نے خودکشی کی ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وہ بات already ہو چکی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب طاہر اقبال چودھری: وہ ہمارے معاشرے کے منہ پر طمانچہ ہے کہ ایک رکشا ڈرائیور نے اپنے بیوی بچوں سمیت خودکشی کی ہے اور یہ میں حکومت کی بات نہیں کر رہا میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جس معاشرے کے اندر ہم رہ رہے ہیں یہ سب سے پہلے ہمارے معاشرے کی ذمہ داری ہے اور اس کے بعد حکومت کی ذمہ داری آتی ہے کہ اس کی priorities کیا ہیں؟ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کل خادم اعلیٰ صاحب وہاں تشریف لے گئے ہیں اور انہوں نے اس کو یہ رنگ دیا کہ وہ ان کا گھریلو جھگڑا تھا۔ میں

یہ پوچھنا چاہتا ہوں کیا ان کا کوئی جائیداد کا جھگڑا تھا، کیا ان کا رشتوں کا تنازع تھا؟ جی، نہیں یہی غربت کا جھگڑا تھا، انہوں نے غربت سے تنگ آ کر خودکشی کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! آپ کی بات ہو گئی ہے پلیز! تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: پورا دن House چل رہا ہے میں آپ کو اس کے بعد پوائنٹ آف آرڈر دوں گا۔ ابھی ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ اس وقت تحریک استحقاق نمبر 17 محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کی ہے وہ pending کی گئی تھی۔ محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ موجود ہیں؟۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس کو دوبارہ pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اگلی تحریک استحقاق نمبر 12 ہے اس میں چودھری ظہیر الدین خان، جناب محمد یار ہراج، چودھری عامر سلطان چیمہ، محمد محسن خان لغاری، کرنل محمد عباس چودھری، شیر علی خان ہیں۔ یہ کون پیش کرے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایک تو یہ جو point raise کیا گیا ہے اس سے متعلق میں یہ عرض کرنا چاہوں گا اور اس معزز ایوان کے علم میں بھی یہ بات لانا چاہوں گا کہ اس انتہائی افسوسناک اور دکھ کے معاملے کے اوپر ہم قطعی طور پر کوئی بات کرنا چاہتے ہیں، اس کی وجوہات کی تفصیل میں جانا چاہتے ہیں اور نہ ہی کوئی چیز proof کرنا چاہتے ہیں لیکن حقائق کی درستی کے لئے میں یہ عرض کرتا چلوں کہ جو سانحہ کل ہوا ہے وہ سانحہ بالکل اس وجہ سے نہیں ہوا جس وجہ کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ یہ افسوسناک واقعہ گھریلو تنازع کی بنیاد پر ہوا ہے لیکن اس کے باوجود اس بات کو ایک side پر رکھتے ہوئے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف وہاں پر خود تشریف لے کر گئے اور دس لاکھ روپے سے اس خاندان کی مالی امداد کی۔ اس کے علاوہ اس چیز کا وعدہ کیا کہ جو بچے یتیم ہوئے ہیں ان کی تعلیم کا سارا خرچہ گورنمنٹ اُٹھائے گی۔ یہی وہ معاملہ ہے جس کے لئے حکومت پنجاب نے، میاں صاحب نے تقریباً

35-ارب روپیہ اس بجٹ میں poor initiative کے لئے رکھا ہے تاکہ اس قسم کے لوگوں کی مدد ہو سکے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اپنی تحریک پیش کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے لاء منسٹر صاحب کی بات کو second کروں گی۔ محترم وزیر اعلیٰ صاحب کل وہاں تشریف لے گئے ہیں۔ It is very nice of him. چونکہ میں اس ایریا میں رہتی ہوں لیکن جو reasons وہ بیان کر رہے ہیں وہ بالکل justified نہیں ہیں poverty was the main reason. دوسری بات جو میں point out کرنا چاہتی ہوں وہ یہ ہے کہ جب کوئی مر جاتا ہے تو سب جاتے ہیں اور جا کر کوئی دو لاکھ دے آتا ہے، کوئی دس لاکھ دے آتا ہے لیکن This is not the permanent solution کیا آج حکومت کی توجہ حاصل کرنے کے لئے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب آپ بجٹ پر بحث کریں گی تو یہ سب باتیں اس میں آ جائیں گی۔ اب آپ اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! وزیر قانون صاحب سے میری ایک چھوٹی سی درخواست ہے کہ مرے ہوئے کو اور مارا گیا ہے کہ پہلے تو ان کی dead body نہیں آ رہی تھی اور دوسرا کل اس کے بھائی کو arrest کر لیا گیا ہے۔ Sir, this is not fair. یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ گورنمنٹ failure کی وجہ سے اس نے خود کشی کی ہے اور اپنے بچوں کو بھی زہر دیا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے بجٹ پر بحث کرنی ہے یا ساری باتیں ابھی کر لینی ہیں؟

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب والا! اگر گورنمنٹ خیال رکھتی تو دس لاکھ روپے کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ اب تو وہ اس دنیا سے بھی جا چکا ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! تحریک استحقاق پیش ہو رہی ہے۔ This is no way. سب نے اپنی باری پر بجٹ تقریر کرنی ہے، یہ کیا طریقہ ہے؟ محترمہ! آپ اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

پنجاب بیت المال کی سالانہ رپورٹ بابت سال 2009ء

ایوان میں پیش نہ کیا جانا

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! "میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔

معاملہ یہ ہے کہ پنجاب بیت المال ایکٹ 1991, section 2 میں provided ہے کہ:

"11. **Laying of Annual Report before the Assembly.-**

(1) The Council shall, not later than 15th day of March of each year, prepare report as to the work done by it during the preceding year ending on the 31st day of December and submit the report to the Governor.

(2) The Governor shall cause a copy of the report to be laid before the Provincial Assembly.

مذکورہ رپورٹ کی اہمیت اس امر سے واضح ہو جاتی ہے کہ Section 5 کے تحت اس رپورٹ میں مندرجہ ذیل امور پر حکومت کی کارکردگی کا جائزہ لینا مقصود ہوتا ہے۔

5. **Utilization of the Bait-ul-Mal.-** (1) the Bait-ul-Mal shall be administered by the Council in the manner prescribed and shall be utilized for the following purposes, namely-

(i) relieve and rehabilitation of the poor and the needy particularly poor widows and orphans;

(ii) educational assistance to the poor and deserving students;

(iii) medical assistance to the poor;

(iv) for charitable purpose;

(v) any other purpose of public utility particularly where the beneficiaries

would be the disadvantaged sections of the society; and

(vi) any other purpose approved by the Council.

(2) Subject to the general supervision and control of the Council, the distribution of Bait-ul-Mal Fund shall be carried out by the District Bait-ul-Mall Committee to be constituted by the Council for the purpose in such a manner as the Council may determine.''

مذکورہ قانونی تقاضے اور اہمیت کے باوجود public interest کی حامل رپورٹ برائے سال 2009 کو ابھی تک اسمبلی میں پیش نہیں کیا گیا اور اراکین اسمبلی کو ان کے اس قانونی حق سے محروم رکھا گیا ہے۔ اس قانون ہذا کی صریحاً خلاف ورزی سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا مجھے اس تحریک استحقاق کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاق کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کو کل تک کے لئے pending فرما دیں۔

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال 11-2010 پر عام بحث

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

اب ہم سالانہ بجٹ بابت سال 11-2010 پر بحث شروع کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ بحث اگلے تین روز تک جاری رہے گی اور میری یہ بھی کوشش ہو گی کہ ہر رکن کو اس پر بات کرنے کا موقع ملے۔ تاہم اراکین سے گزارش ہے کہ وہ اختصار سے کام لیں اور اپنی بات پانچ سے سات منٹ میں مکمل

کریں۔ پارلیمانی لیڈر کے لئے یہ پابندی نہیں ہے۔ جو معزز اراکین اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور اگر اپنے نام بحث کے لئے نہیں بھجوا سکے وہ اپنا نام اور تاریخ لکھ کر سیکرٹری اسمبلی کو بھجوا دیں۔ اب ہم بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ میں قائد حزب اختلاف چودھری ظہیرالدین خان کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بحث کا آغاز کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ سال میں ایک موقع ایسا آتا ہے جس میں لوگ کھل کر بول سکتے ہیں۔ اس کو بھی اگر آپ پانچ منٹ تک restrict کر دیں گے تو مناسب نہیں ہو گا۔ کیوں ہم تین دن بحث کر سکتے ہیں اس پر دس دن بحث کیوں نہیں کر سکتے؟ ہم کیوں تین دنوں کے اوپر رُکے ہوئے ہیں؟ میرے سارے بہن بھائی یہاں پر بیٹھے ہیں اور سب لوگ بولنا چاہیں گے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ پانچ منٹ کی قدغن نہ لگائیں اس کے لئے دن بڑھا دیئے جائیں۔ اب تو سال میں سو دن اجلاس ہونے ہیں، ابھی بھی ہم تین دن ہی بات کریں گے۔ مہربانی کر کے اس کے لئے دن بڑھا دیئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ شروع کریں اس کو بڑھاتے جائیں گے، جس کی جیسے تقریر ہو گی اس کو اس حساب سے دیکھتے رہیں گے اور میں یہ بھی بتا دوں کہ ہم اس اجلاس کو آگے بھی چلائیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! معزز رکن محسن لغاری صاحب نے جو بات point out کی ہے بالکل درست ہے۔ بحث کے لئے نہ صرف زیادہ دن مختص کئے جا سکتے ہیں بلکہ اگر اپوزیشن چاہے تو ہم اس میں صبح شام کا اجلاس بھی کر سکتے ہیں۔ اجلاس کا دورانیہ بھی بڑھایا جا سکتا ہے تاکہ معزز ممبران اپنے خیالات اور تجاویز کا مؤثر طریقے سے اظہار کر سکیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ معزز قائد حزب اختلاف اپنی تقریر کا آغاز کرنے والے ہیں تو اس دوران interruption مناسب نہیں ہو گی۔ میں ان کے علم میں یہ لانا چاہتا ہوں کہ قائد ایوان آج بروقت تشریف لائے تھے اور ان کا مقصد اور سوچ یہ تھی کہ آج قائد حزب اختلاف کی تقریر خود ایوان میں بیٹھ کر سنوں لیکن حسب روایت ہی آپ کہہ لیں کہ اجلاس پونے دو گھنٹے کی تاخیر سے شروع ہو رہا ہے۔ آج پرائم منسٹر نے اسلام آباد میں تمام وزراءاعلیٰ کی ایک میٹنگ بھی بلائی ہے جس میں اٹھارھویں ترمیم کے حوالے سے discussion ہونی ہے اس دوران وہ اٹھنا چاہیں گے اس لئے میں قائد حزب

اختلاف کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ اس بات کو وہ محسوس نہ کریں۔ بہرحال جتنی جلدی آپ تقریر شروع کروا دیں تو بہتر ہو گا تاکہ قائد ایوان کی موجودگی میں بات ہو اور جتنا حصہ وہ سن سکیں تو وہ اس سے استفادہ کر سکیں۔ شکریہ (قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ نے کہا تھا کہ تحاریک التوائے کار کے بعد میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر دوں گا

جناب ڈپٹی سپیکر: میں لیڈر آف دی اپوزیشن کو دعوت دے چکا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! شکریہ

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے لیڈر آف دی اپوزیشن کو floor دے دیا ہے۔ House کے decorum کا خیال رکھیں Leader of the Opposition کھڑے ہیں۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! ہماری بات سُن لیں۔ ہمارے ساتھ بہت بڑا ظلم ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، میں نے ان کو floor دے دیا ہے اس کے بعد میں آپ کو موقع دوں گا۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب والا! وزیر اعلیٰ تشریف رکھتے ہیں وہ مظلوموں کی بات سنتے ہیں، ہمارے ساتھ بہت بڑا ظلم ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے قائد حزب اختلاف کو floor دیا ہے۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب والا! میں وزیر اعلیٰ کی موجودگی میں بات کرنا چاہتا ہوں اور میری دست بستہ گزارش ہے کہ مجھے بات کرنے کا موقع دیں۔ میں جھولی پھیلا کر آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ مجھے بات کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب! میں آپ کو بعد میں floor دوں گا لاء منسٹر صاحب آپ کی بات پہنچا دیں گے۔ House کے decorum کا خیال رکھیں۔ پلیز! تشریف رکھیں۔ Opposition Leader of the کھڑے ہو گئے ہیں۔ This is wrong. میں بالکل اس کی اجازت نہیں دوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔
(قطع کلامیاں)

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب والا! اگر ظلم ہی وزیر قانون نے کیا ہو تو پھر کیسے وہ میری بات پہنچائیں گے۔ میں وزیر اعلیٰ کی موجودگی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کی تمام بات سنوں گا اس وقت آپ تشریف رکھیں۔ House کا decorum ہوتا ہے۔ تشریف رکھیں۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب والا! میں تو جھولی پھیلا کر کہہ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ House کا decorum نہیں ہے۔ آپ اپنی بات قائد حزب اختلاف کو بتائیں اور ان کے through بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمارے جو ساتھی ہیں ان میں سے کچھ ساتھیوں نے اتنے شوق کا اظہار اس لئے کیا ہے کہ جس طرح وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر کے لئے وزیر اعلیٰ ہاؤس میں تشریف لائے اور آج بھی انہوں نے تشریف لا کر مہربانی کی ہے تو یہ لوگ ان کی موجودگی میں کچھ باتیں کرنا چاہتے ہیں لہذا میں گزارش کروں گا کہ اگر وزیر اعلیٰ صاحب آئندہ بھی اجلاس میں کچھ دنوں کے لئے تشریف لائیں تو میرے یہ معزز ساتھی ان کی موجودگی میں اپنی معروضات پیش کر سکیں گے۔

جناب سپیکر! میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے روایت کے مطابق مجھے بجٹ 11-2010 پر بحث کا آغاز کرنے کا موقع فراہم کیا۔ بجٹ ایک نہایت ہی اہم دستاویز ہوتی ہے جس کے مطالعہ سے، جسے پیش کئے جانے سے حکومت کی سمت، اس کے vision اور اس کی policies کا تعین کیا جاتا ہے اور صوبہ کے لوگ انہی اعداد و شمار کے اندر سے اپنے بہتر مستقبل کا تعین کر پاتے ہیں۔ ہم نے اپوزیشن کی حیثیت سے ہمیشہ نیک نیتی کے ساتھ تجاویز دی ہیں، بجٹ پر cut motions دی ہیں لیکن بدقسمتی سے یہ کلچر فروغ پا

چکا ہے کہ ہر اسمبلی میں ہی حکومتی بنچز اور حکومتی ذمہ دار شخصیات نے ان کو یکسر رد کر دینا اپنی ذمہ داری سمجھی ہوئی ہے لیکن ہم نیک نیتی کے ساتھ تجاویز اورcut motions دیں گے جو صوبے کے عوام کی بہتری کے لئے ہوں گی۔میں اور میرے ساتھی یہاں پر جتنی بھی باتیں کریں گے ان کو اس طرح نہ لیا جائے بلکہ ہماری تنقید کو نقاد کی گفتگو کے طور پر لیا جائے۔جو یہ چاہتا ہے کہ جو میں سوچتا ہوں اگر وہ بہتر ہے اور ہماری سوچ ملتی ہے اور اس میں لوگوں کا بھلا ہو پاتا ہے تو اس پر عمل کیا جانا چاہئے۔ہم اسی نظریے کے ساتھ اپنی تجاویز اورcut motions دیں گے اگر ان سے صوبہ کی عوام کا بھلا ہوتا ہے تو پھر میں یہ امید رکھتا ہوں کہ حکومت کے لوگ ان کو اپنا لیں گے اور اس سے بجٹ کی بہتری کی صورتحال بھی نکلے گی۔

جناب سپیکر!موجودہ حکومت اپنا تیسرا بجٹ پیش کر چکی ہے مگر اس کی معاشی، زرعی، تعلیم اور صحت کیpolicies کی ابھی تک کوئی سمت طے نہیں ہو پائی۔صرف لفظوں یا اعداد و شمار کے مطابق اس کا عزم ظاہر کرنے سے لوگوں کی تکالیف کا ازالہ نہیں ہو پاتا۔ہمیں معلوم ہے کہ کچھ وجوہات کی بنا پر ان کے سامنےchallenges ہیں اور ان میں سب سے بڑی وجہ financial constraints ہیں اور صوبہ ایک مقروض صورتحال کے اندر آ چکا ہے۔اس قرضے میں پھنس جانے کی وجہ سے اپنے اہداف پورے نہیں کر پاتا۔بجٹ کے اندر جو اہداف رکھے جاتے ہیں اول تو وہ رقم محکموں تک پہنچ ہی نہیں پاتی، جب وہ پوری رقم محکموں تک نہیں پہنچتی تو لا محالہ اس کی utilization بھی بہت poor ہوتی ہے۔یہ ریکارڈ گواہ ہے کہ گزشتہ تین سال کے اندر 40اور45 فیصد کے درمیانutilization ہوئی ہے۔پچھلے سال کے اندر 43 فیصدutilization ہوئی ہے۔پچھلی دفعہ یہ بجٹ175۔ارب روپے کا تھا اس میں سے صرف75۔ارب روپے استعمال کیا جا سکا ہے اور یہ بھی اپوزیشن کی تنقید، آزاد ذرائع اورholders stake کے احتجاج کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو سکا ہے اس کی نشاندہی کے باوجود بھی آزاد ذرائع لکھ رہے ہیں کہ یہ lowest in the history ہے۔ اگر چیف ایگزیکٹو کی ٹیم اس کی بہتری کے لئے کوشش کرے تو اسےimprove کیا جا سکتا ہے۔اگر ان کی ٹیم کا کیپٹن 24 گھنٹوں میں سے 22 گھنٹے جاگتا ہے اور ان کی ٹیم 24 گھنٹوں میں سے 22 گھنٹے سوتی ہے تو اس کا نتیجہ یہی نکلے گا جو اس وقت ہے۔

جناب سپیکر! جو targets fix کئے جاتے ہیں ان کی recovery بھی مایوس کن ہے۔ جب بات ہوتی ہے کہ فنڈز محکموں تک نہیں پہنچے لیکن جون کا مہینہ آ رہا ہوتا ہے تو پھر divisible pool کی رقم جو لیٹ ہو جاتی ہے اس کے پیچھے چھپنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ پنجاب کو قرضوں کی معیشت پر چلایا جا رہا ہے اور اس وقت قرضے اتنے بڑھ چکے ہیں کہ ان کے لئے بہتر management financial کی ضرورت ہے جو ساتھ ساتھ پراجیکٹ منیجمنٹ کو بھی ساتھ لے کر چلے۔ یہ کہنے کو ہے کہ پچھلا ریکارڈ بہتر governance کا تھا لیکن ہم نے دیکھنا ہے کہ اس وقت جو ہمارے سامنے ہے اگر اس وقت یہ حال ہے تو اُس وقت بھی معروضی حالات شاید یہی تھے لیکن میڈیا کے نہ ہونے کی وجہ سے اس وقت لوگوں کے سامنے نہیں آ سکا تھا، اس وقت ایک vibrant اور فعال میڈیا ہے، اس سے کچھ بھی نہیں چھپایا جا سکتا۔ آپ ہر چیز کو لفظوں کے چکر میں لے کر آئیں گے لیکن اگر on ground دیکھا جائے گا تو وہ ایسی صورتحال ہو جائے گی کہ پھر اثاثوں کو نیلام کرنا پڑے گا۔ اثاثوں کو نیلام کرنے کی صورت میں بھی اگر پورا نہ ہو سکے تو یہ ایک بہت لمحہ فکریہ ہے اور عوام پھر مایوسیوں میں گھر جاتے ہیں۔ میں چاہوں گا کہ پرانے سیاستدانوں کے ہوتے ہوئے جن کی governance، جن کی chief ness executive دوسری دوسری اور تیسری تیسری دفعہ ہونے کو آئی ہے ان کا تجربہ، ان کی wisdom اگر collective wisdom کے ساتھ مل جائے گی تو اس سے صوبہ کی عوام کی بہتری ہو سکتی ہے۔ میں اپنی اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم اپوزیشن میں decency کا culture لانا چاہتے ہیں لیکن ہمیں اس میں بعض اوقات کڑوی باتیں کرنا پڑتی ہیں لیکن ان کا مقصد یہ نہیں ہوتا بلکہ ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم across the river بیٹھے جو چیز دیکھ رہے ہیں وہ آپ تک پہنچا دیں۔ آپ تک پہنچانے کا طریق کار یہاں پر تو کبھی کبھی ملتا ہے لیکن ہمیں اکثر الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے وہ طریق کار ملتا رہتا ہے۔

جناب والا! اس وقت پنجاب کے اندرونی اور بیرونی قرضوں کا حجم 485۔ ارب، 70 کروڑ روپے ہے۔ 94.92۔ ارب روپے کے اندرونی قرضے ہیں اور غیر ملکی قرضے 390.78۔ ارب روپے کے ہیں۔ اس سال پنجاب حکومت 21۔ ارب 28 کروڑ روپے سود ادا کرے گی۔ بجٹ سٹیٹمنٹ میں جھوٹ بولا گیا ہے کہ پنجاب مقروض نہیں ہے۔ وزیر خزانہ نے اعتراف کیا ہے کہ ہماری GDP 1.2 فیصد رہی ہے اور اس دفعہ 4.25 فیصد پر جائے گی۔ جو چیزیں آگے آنے والی ہیں، جس طرح پچھلا بجٹ استعمال کیا گیا اور

جس طریقے سے یہ بجٹ present کیا گیا ہے اگر machinery اور mechanism وہی ہے تو پھر یہ mechanism بدلنا پڑے گا- یہاں وزیر اعلیٰ صاحب تشریف فرما ہیں میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہوں گا کہ آپ تک بہت سی باتیں نہیں پہنچ پاتیں۔ ایسے محکمے جو کام کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور جن کے بغیر کام کیا ہی نہیں جاتا میں آگے ان پر آتا ہوں-اگر ان کے لئے کوئی فنڈ نہیں رکھا جائے گا تو کام نہیں ہو پائے گا جیسے کہ P&D ہے جو آپ کی چیزوں کو wear up کرتا ہے میں اس کے لئے ایک تجویز دینا چاہوں گا کہ جب باتیں ہاتھ سے نکلتی چلی جاتی ہیں اور نکل رہی ہوتی ہیں تو اپنی طرف سے کام شروع کیا جاتا ہے- آج اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ اخراجات میں کمی کی جائے۔ وزیر خزانہ صاحب تشریف فرما ہیں، صرف زبانی کہہ دینے سے کچھ نہیں ہوتا کہ اس سال austerity drive شروع ہو گی۔Ultimately جب بجٹ آتا ہے تو اس میں austerity drive کا پتا چلتا ہے۔2009-10 کے بجٹ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کے سیکرٹریٹ کے لئے 16 کروڑ روپے تھا لیکن 29 کروڑ روپے خرچ ہوا۔ یہ نہیں ہونا چاہئے۔ میں یہاں پر supported by document figures quote کر رہا ہوں- پچھلے سال 29 کروڑ روپے خرچ کئے گئے ہیں یعنی یہ 80 فیصد زیادہ ہیں-رواں سال بجٹ میں وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے لئے 16 کروڑ روپے کے بجٹ کو بڑھا کر 26 کروڑ روپے کر دیا گیا ہے یعنی 80 فیصد اضافہ کر دیا گیا ہے۔80 فیصد پچھلی دفعہ زیادہ خرچ ہوا اور 80 فیصد اس دفعہ زیادہ خرچ ہوا- میں کہنا چاہتا ہوں کہ 25 فیصد اخراجات کم کئے جائیں اور خادم اعلیٰ کو چاہئے کہ وہ اپنے اخراجات کنٹرول کر کے مثال قائم کریں-پنجاب کا مقروض خزانہ اتنا مہنگا خادم afford نہیں کر سکتا۔ اگر خادم اعلیٰ بننا ہے تو اس کے لئے ایسی سطح پر آنا پڑے گا کہ لوگ کہیں کہ ہاں ہمارے چیف ایگزیکٹو نے اتنا cut کیا ہے اور ہمیں بھی اپنے گھروں میں cut کرنا چاہئے، ہمیں اپنی بجلی کم استعمال کرنی چاہئے، ہمیں چینی کا استعمال کم کرنا چاہئے اور ہمیں اپنی دوسری استعمال کی چیزوں میں کمی کرنی چاہئے۔ چیزیں اوپر سے چلتی ہیں، یہ down affect trickle ہوتا ہے۔ بادشاہ کا جو لباس ہوتا ہے وہی عوام کا لباس بن جاتا ہے۔ یہاں مشکل یہ ہے کہ لوگوں کی خواہش تو ہوتی ہے کہ وہ بادشاہ کے لباس کو اپنا سکیں، اس جیسی رہائش اپنا سکیں، اس جیسا کھانا پینا اپنا سکیں، اس جیسی drive اپنا سکیں لیکن یہ سب کچھ ان کی پہنچ میں نہیں ہوتا۔ لوگوں کو سکون دینے اور ان کی عزتیں رکھنے کا طریقہ یہی ہے کہ ہم سب منتخب لوگوں کو چاہئے کہ ہم اپنا رہن سہن اس سطح پر لے آئیں کہ عام لوگ بھی اس

کو اپنا سکیں۔میں اپنے آپ کو بھی اس میں شامل کرتا ہوں۔پنجاب اسمبلی کے 371 ممبران اپنا لباس، رہن سہن اس سطح پر لے آئیں کہ عام لوگ بھی اس کو اپنا سکیں۔مجھے یاد آ گیا، ایک پنجابی شاعر نے ان لیڈر حضرات کے لئے کہا تھا کہ:

دنیا دے وچ رکھ فقیرا ایسا بہن کھلون
کول ہوویں تے ہسن لوکی، ٹر جاویں تے رون

مگر یہاں پر تو سب کچھ الٹ ہو رہا ہے۔میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اخراجات کو control کرنا آپ کے اختیار میں ہے۔مجھے علم ہے کہ اگر چیف ایگزیکٹو اس طرف نظر کریں گے، اگر ان کے اپنے سیکرٹریٹ سے austerity drive واقعی on ground آ گئی تو پھر ان کے وزراء بھی ایسا ہی کریں گے۔کہا تو یہ جا رہا ہے کہ ان وزراء کو 1300-CC کی گاڑیاں دی جائیں گی لیکن جب ان کے زیر استعمال گاڑیاں دیکھی جاتی ہیں تو ان کی تو CCs ہی ختم نہیں ہوتیں۔یہ زیر استعمال، زیر نظر اور زیر تحریر میں جو فرق ہے اس کو ختم کیا جانا چاہئے۔میں سمجھتا ہوں کہ اگر austerity drive کی شروعات کرنی ہیں تو پھر یہ چیف ایگزیکٹو کو اپنے سیکرٹریٹ اور اپنی ذات سے شروع کرنی چاہئے۔ابھی تک ہم مایوس نہیں ہیں۔ہم سمجھتے ہیں کہ اس سال یہ austerity drive ضرور شروع ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! اب میں Local Government کے حوالے سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔
بلدیاتی اداروں کے لئے اس دفعہ 164۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔لوکل گورنمنٹ کے پچھلے دو سالوں سے funds رُکے ہوئے تھے۔پچھلے دو budgets کے اندر جو available funds تھے وہ رُکے ہوئے تھے۔میں یہاں پر یہ گزارش کرتا چلوں کہ تین budgets آ چکے ہیں۔آئینی اور قانونی طور پر تنویر اشرف کائرہ صاحب کے لئے اب مزید دو budgets پیش کرنے کی مہلت رہ گئی ہے یعنی یہ مزید دو سے زیادہ بجٹ پیش نہیں کر سکتے۔یہ پہلے تین بجٹ برباد کرنے کے بعد اگر اگلے دو بجٹ اچھے پیش کرنے کی کوشش بھی کریں گے تو پھر بھی لوگ ان کی کوئی بات نہیں مانیں گے کیونکہ جو شخص تین بجٹ برباد کر سکتا ہے وہ اگلے دو budgets میں سب کچھ ٹھیک نہیں کر سکتا۔آپ دیکھیں کہ اس وقت آپ کی حکومت کس جگہ پر کھڑی ہے، کس کنارے پر کھڑی ہے، آدھے سے زیادہ وقت گزر چکا ہے۔تیسرا سال بھاگا چلا جا رہا ہے جبکہ عوام کے مسائل اُمنڈتے چلے آ رہے ہیں۔کسی نے کیا خوب کہا تھا کہ

"اُمنڈتے ہوئے اندھیروں کو دیکھ کر ڈوبتے ہوئے سورج نے کہا، ہے کوئی جو میری جگہ لے سکے؟"تو ایک ٹمٹماتے ہوئے دیئے نے کہا "ہاں میں کوشش کروں گا" آپ ٹمٹماتا ہوا دیا بن جائیں اور ان اندھیروں میں روشنی بکھیرنے کی کوشش کریں۔ پچھلے دو سالوں میں لوکل گورنمنٹ کے اندر 100,125۔ارب روپے برباد ہوگئے۔ایک پیسا بھی کسی جگہ خرچ نہیں ہوا۔ کوئی ایک ٹاؤن یا ضلع ایسا نہیں ہے کہ جہاں پر یہ بجٹ خرچ ہوا ہو، اگر خرچ نہیں ہوا تو پھر یہ بجٹ کہاں چلا گیا؟ اب اس مرتبہ لوکل گورنمنٹ کے لئے 164۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں اور نوید سنائی گئی ہے کہ یہ خرچ ہوں گے لیکن یہ حکومت کی ایک صوابدید ہے۔ آئین و قانون کی پاسداری کرتے ہوئے ان کو چاہئے کہ 90 دن کے بعد بلدیاتی الیکشن کروادیں۔اس سے یہ بات سامنے آئے گی کہ یہ حکومت اور یہ حکمران جمہوری لوگوں کے اوپر اعتماد کرتے ہیں۔ اگر یہ 90 دن کے بعد الیکشن نہیں کروائیں گے، Administrators کے ذریعے یہ بلدیاتی نظام چلاتے رہیں گے اور یہ 164۔ارب روپے بھی ان Adminisrators کے ذریعے خرچ کرتے ہیں تو اس پر لوگوں کے بہت سے تحفظات ہیں۔ وہ TMOs,TOs اور وہ عملہ جن کی ترقیاں، تنزلیاں اور تبادلے ان لوگوں کی قلم کے نیچے ہیں اور ان کا انگوٹھا ان کی شہ رگ پر ہوتا ہے تو پھر وہ عوامی فلاح کے کیا منصوبے لے کر آئیں گے ؟ یہ 164۔ارب روپے اُجڑنے کو ہیں مہربانی کر کے ان کو سنبھالا جائے۔ان کو سنبھالنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ فوری طور پر بلدیاتی اداروں کے الیکشن کروائے جائیں۔رولز کے مطابق نئے منتخب بلدیاتی سربراہوں نے takeover کرنا تھا لیکن انہوں نے ایسا نہیں ہونے دیا۔ان کی اپنی حکومت ہے اور جس طرح کے bye-election ہو رہے ہیں اس کے مطابق بلدیاتی اداروں میں بھی انہی کے اپنے ہی لوگ منتخب ہو کر آنے تھے لیکن اپنے بندوں پر بھی ان کو اعتماد نہیں ہے۔ اس وقت جو Adminisrators کام کر رہے ہیں ان کے حوالے سے میں اپنے ٹاؤن کی بات کروں گا۔ وہاں پر تہہ بازاریاں زوروں پر ہیں۔ وہاں پر encroachment اپنے عروج پر ہے۔ بھتہ جات وصول کئے جارہے ہیں۔ فیصل آباد جو کہ پاکستان کا تیسرا اور پنجاب کا دوسرا بڑا شہر ہے۔اس کی دو بڑی سڑکوں ستیانہ روڈ اور جڑانوالہ روڈ کی آپ حالت جاکر دیکھ لیں۔ وہاں پر لوگوں نے آدھی آدھی سڑکیں encroach کر لی ہیں۔ سرکاری زمینوں کے اوپر نئی دکانیں بنائی جارہی ہیں۔ وہاں پر constructed دکانیں بن رہی ہیں، پکی دکانیں بن رہی ہیں، ان پر لنٹر ڈالے جارہے

ہیں۔یہ سب کچھ وہاں کے Adminisrators کے علم میں ہے۔شام کے وقت Adminisrators کے بندے وہاں پر جاتے ہیں اور ان encroachment کرنے والوں سے وصولیاں کرتے ہیں۔اب انہی کے ذریعے 164۔ارب روپے اس سال خرچ کئے جائیں گے۔میں چاہوں گا کہ بہتر صورتحال کے لئے وزراء صاحبان کچھ نہ کچھ عملی طور پر اقدامات اٹھائیں۔

جناب سپیکر!اس وقت پنجاب حکومت کی طرف سے اشتہارات آرہے ہیں کہ ہم نے 12۔ارب روپے کے اثاثے فروخت کرنے ہیں۔12۔ارب روپے بہت بڑی رقم ہے۔اگر market value کے حساب سے calculate کیا جائے تو ان اثاثوں کی قیمت تقریباً50۔ارب روپے بنتی ہے۔اس وجہ سے نقاد لوگ،اداریے لکھنے والے لوگ کہتے ہیں کہ پنجاب کے اوپر "برائے فروخت"کا بورڈ لگا دیا گیا ہے۔میں کہتا ہوں کہ اپنے اثاثوں کو بچایا جائے اور اپنے اثاثوں کو بچانا اپنی عزت کے لئے بھی ضروری ہے۔کہتے ہیں کہ اگر وارث قابل ہوں تو وہ اپنے اثاثوں میں اضافہ کرتے ہیں لیکن اگر نالائق ہوں تو پھر وہ اپنے اثاثوں کو فروخت کرتے ہیں۔نجکاری کے نام پر اثاثوں کی لوٹ مار بند کی جائے۔جتنے funds ان اثاثوں کو فروخت کر کے حاصل کرنے کا target ہے وہ دوسرے شعبوں خصوصاً غیر ترقیاتی اخراجات میں بچت کر کے پورے کئے جائیں۔

جناب والا!!میں شعبہ صحت کے حوالے سے بھی چند باتیں کرنا چاہتا ہوں۔محکمہ صحت اور صحت عامہ پنجاب کو اگر ترجیح دینی ہے تو کم از کم اس محکمے کا کوئی وزیر تو بنا دیتے۔حکومت کا شعبہ صحت کے حوالے سے کتنا interest ہے؟اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ محکمہ صحت کا ابھی تک کوئی وزیر ہی نہیں بنایا گیا۔اگر کسی کو makeshift arrangement کے لئے اضافی چارج دیا گیا ہے تو وہ بدلتا رہتا ہے۔اس Adhoc system کو discourage کرنا چاہئے۔اس وقت پنجاب میں 2900 ڈاکٹروں کی اسامیاں خالی ہیں۔یہ اسامیاں اس لئے خالی نہیں ہیں کہ ڈاکٹر موجود نہیں،ڈاکٹر تو موجود ہیں لیکن انہیں appoint نہیں کیا جارہالہذا میں گزارش کروں گا کہ ان خالی اسامیوں کو فوری طور پر پُر کیا جائے۔صرف یہ کہہ دینے سے معاملات حل نہیں ہوتے کہ ہم نے صحت کے لئے سب کچھ کر دیا ہے۔اس کے لئے کوئی جامع پالیسی اپنائی جائے۔سینکڑوں doctors مایوس ہو کر باہر کے ممالک

چلے گئے ہیں۔ صرف ڈیڑھ ہفتہ پہلے 200 Doctors نے ex-Pakistan leave لی ہے اور وہ ملک چھوڑ کر باہر چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی تجویز کروں گا کہ ہیپاٹائٹس اور ایسے ہی دوسرے امراض کے علاج کے لئے زیادہ فنڈز مختص کئے جائیں۔ یہاں نئے ہسپتال بنانے کا کہا جا رہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ پہلے سے موجود ہسپتال تو بے آباد پڑے ہوئے ہیں۔ پہلے سے موجود ہسپتالوں کے اوپر تو اس حکومت کی توجہ نہیں ہے جبکہ نئے ہسپتال بنانے کا کہا جا رہا ہے۔ یہاں پر نئے Cardiac Centres بنانے کا اعلان کیا گیا ہے۔ میرے ساتھی محسن لغاری صاحب نے مجھے بتایا ہے کہ ڈیرہ غازی خان کے Cardiac Centres کے بارے میں بہت کچھ کہا جا رہا ہے لیکن on ground وہاں پر ابھی تک کچھ نہیں کیا گیا۔ یہاں پر نئے Cardiac Centres بنانے کا ذکر کیا گیا لیکن وزیر آباد کا Cardiac Centre جو آدھے سے زیادہ بن چکا ہے اس کا ذکر اس موجودہ بجٹ میں صرف اس لئے نہیں کیا گیا کیونکہ اسے چودھری پرویز الٰہی صاحب نے شروع کروایا تھا۔

جناب والا! صوبہ پنجاب میں لیڈی ہیلتھ وزیٹرز کی 25ہزار اسامیاں خالی ہیں انہیں پُر کیا جائے اور زیر تعمیر ہسپتال اسی سال مکمل کر کے ان کا ہدف پورا کیا جائے۔ (شور و غل)

جناب سپیکر! House کو in order کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: House, in order کریں اور اپنی اپنی seats پر بیٹھیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! 10-2009 کے بجٹ میں انصاف کی تیز فراہمی کے لئے 459 ملین روپے رکھے گئے تھے اور رواں مالی سال میں یہ بجٹ کم کر کے 50 ملین روپے کر دیا گیا ہے۔ یہ رقوم پچھلے سال سے nine percent کم کر دی گئی ہیں کیا ہر جگہ انصاف کا دور دورہ ہو گیا ہے۔ یہ جو excess to justice کے لئے کہا جا رہا تھا اس کی رقم اتنی کم کر دی گئی۔ عدلیہ آزاد ہے لیکن عدلیہ کے صرف آزاد ہونے سے عدلیہ deliver نہیں کر سکتی۔ عدلیہ کو ایک conducive atmosphere دینا ضروری ہے، اس کے لئے ان کو retiring rooms والی عدالتیں دینا ضروری ہیں اور ان کے لئے عملہ دیا جانا ضروری ہے لیکن یہ بجٹ کم کر کے نہیں ہو سکتا۔ آپ کو چھوٹی عدلیہ کی طرف دھیان دینا ہو گا۔ آپ ملتان کی عدلیہ کی مثال لے لیں وہاں کے وزیر اعظم ہیں، میں ایک کیس کو ذاتی

طور پر جانتا ہوں جس میں انہوں نے اپنی وراثتی جائیداد لینے کے لئے کیس کیا ہوا ہے، 6 سول جج بدل چکے ہیں لیکن ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا۔ ہم direction دیئے جانے کے لئے عدلیہ سے استدعا کر سکتے ہیں لیکن جب provincial level پر excess to justice کے لئے یہ صورتحال ہے اور میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ excess to justice کے لئے جو رقم درج کی گئی ہے کسی دوسری طرف سے کوئی انتظام کر کے اس کی رقم بہتر کی جائے۔ انصاف ترجیح نہیں رہی اگر انصاف اس صوبے کی ترجیح ہوتی تو excess to justice کے لئے پیسے بڑھائے جاتے، کم نہ کئے جاتے۔

جناب والا! اب میں ترقیاتی بجٹ کے بارے میں کچھ گزارشات کرنا چاہوں گا۔ گزشتہ سال بجٹ کا 43 فیصد سے زیادہ استعمال نہیں ہوا۔ 175۔ارب روپے کا budget announce کیا گیا تھا اور 90.80۔ارب روپیہ استعمال ہوا، رقم اتنی ہی تھی ورنہ کوئی وجہ نہیں تھی کہ رقم ہوتے ہوئے یہ منصوبے شروع نہ کئے جاتے اور یہ منصوبے پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ پاتے۔ میری نظر سے ایک اشتہار گزرا کہ جنوبی پنجاب کے اندر 135۔ارب روپے کے منصوبے شروع کئے گئے ہیں۔ جھوٹ بولنے کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ پچھلے بجٹ میں 5۔ارب روپیہ reflect کیا گیا ہے جو 175۔ارب روپے کا صرف 2.5 فیصد بنتا ہے جو زکوٰۃ کے برابر ہے، اگر 135۔ارب روپے کے منصوبے شروع کر دیئے تھے تو پھر باقی منصوبے کہاں چلے گئے؟ یہ اسی طرح ہے کہ ایک شخص اپنے گھر آیا تو اس کا ڈیڑھ کلو گوشت گم تھا اس نے اپنے ملازم سے پوچھا کہ ڈیڑھ کلو گوشت کدھر چلا گیا ہے؟ ملازم نے کہا کہ بلی کھا گئی ہے۔ بلی کا وزن کیا تو وہ ڈیڑھ کلو کی نکلی، اس شخص نے پوچھا کہ اگر یہ ڈیڑھ کلو بلی کا وزن ہے تو گوشت کہاں ہے اور اگر یہ وزن گوشت کا ہے تو پھر بلی کہاں ہے؟ اگر 135۔ارب روپے ادھر دیئے گئے ہیں تو باقی کہاں لگائے گئے ہیں؟ جھوٹ کا یہ چکر زیادہ دیر تک نہیں چل سکتا لہذا میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ حقیقت پسندانہ steps لئے جائیں۔

جناب سپیکر! PST roads کے پروگرام کے اندر ہوتا ہے کہ اگر انہیں دو سال تک repair نہ کیا جائے گا جو 38 ہزار روپے per kilometer repair ہوتی ہے تو یہ ختم ہو جائیں گی۔ farm to market roads تقریباً 32 ہزار کلومیٹر ہیں وہ برباد ہو چکی ہیں لہذا ان کی repair کروائی جائے تاکہ دیہی علاقوں کے لوگ سکھ سے اپنے گھروں کو جا سکیں۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ فیصل آباد پاکستان کا بہت بڑا شہر ہے اس میں ایک ring road announce کی گئی تھی اور اس حکومت نے آنے کے بعد اس کو own بھی کیا لیکن اس ring road کو پھر drop کر دیا گیا وہ ایک چھوٹی رقم کا منصوبہ ہے تو اس کو کم از کم اس دفعہ شروع کر کے کسی اور project میں لایا جائے تاکہ کچھ تھوڑا سا حصہ بن جائے کیونکہ اس شہر کے باسی سمجھتے ہیں کہ اس ملک کو ٹیکس دینے میں ہمارا بہت حصہ ہے تو ہمیں کچھ نہ کچھ relief ہو کیونکہ ان roads سے ہی development and prosperity کے راستے کھلتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں فنانس منسٹر کی خدمت میں ایک بات عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ ناقابل فہم بات ہے کہ ہر سال ترپالوں کے نیچے اور ٹوٹی پھوٹی بوریوں میں گندم کے ڈھیر لگا دیئے جاتے ہیں اور ہر سال اس کا ضائع ہونے کا صرف خدشہ ہی نہیں ہوتا بلکہ ہر سال یہ گندم ضائع ہو جاتی ہے اور یہ تماشا جاری رہتا ہے۔ پچھلے مالی سال میں گندم کے گوداموں کے لئے 10 کروڑ روپے رکھے گئے تھے اور ایک رپورٹ کے مطابق اس رقم کو کم کر کے ایک کروڑ روپیہ کر دیا گیا تھا، پچھلے سال ایسا کیوں کیا گیا تھا اور بقیہ رقم کہاں چلی گئی؟ اب 20 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں، دیکھئے اس میں کمی کا اعلان کب آتا ہے؟ اس دفعہ گندم کی جتنی procurement announce کی گئی تھی اس سے بھی کم procure کی گئی اور میں آگے جا کر اس کا figure دے دیتا ہوں۔ پچھلے سال announce کیا گیا تھا کہ ہم airports کے قریب goods storages بنائیں گے اور گندم کی storage کے لئے 10 کروڑ روپیہ لازمی utilize کر لیں گے۔ اب یہ اس بات پر جواب دہ ہیں کہ پہلے 10 کروڑ روپے کو کم کر کے ایک کروڑ روپیہ کر دیا گیا اور وہ ایک کروڑ روپیہ بھی utilize نہیں ہوا، یہ انداز حکمرانی نہیں بلکہ انداز بربادی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب حکومت گودام تعمیر کرنے میں بالکل سنجیدہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! زراعت پنجاب کی ہی نہیں بلکہ پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی کہلاتی ہے لیکن اس کے اندر جس چیز کو neglect کیا گیا میں اس کا ذکر کرتا ہوں اور اس سے آگے بڑھ جانا چاہتا ہوں۔ سال 2009-10 کے بجٹ میں زرعی تحقیق کے لئے ایک ارب 2 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے اور اس دفعہ اس رقم کو کم کر کے 96 کروڑ روپے کر دیا گیا ہے۔ نئے بیج، extension and research کے لئے ساری دنیا میں maximum کام کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں edible oil میں اس کا gasoline import bill

تقریباً import bill کو چھو رہا ہے۔ نیا بیج آ رہا ہے اور نہ research کے اوپر کوئی کام کیا جا رہا ہے۔ یہ سمجھ سے بالاتر ہے کہ Agriculture کی research کی رقم کیوں کم کی گئی ہے اور لاء منسٹر صاحب یہاں پر تشریف رکھتے ہیں یہ بات ان کے بھی سوچنے کی ہے اور اگر یہ بات Chief Executive تک پہنچا دی جائے کہ کافی دنوں سے اشتہار آ رہا ہے اور اس اشتہار کے اوپر کروڑوں روپے لگ چکے ہیں کہ fresh Agriculture And Engineer Graduates کو 12 ایکڑ زمین دی جائے گی، میرے علم میں یہ بات آئی ہے اور دو نام بھی میرے پاس ہیں جو پانچ پانچ، چھ چھ ماہ کی pre mature ماہ کی ریٹائرمنٹ لے کر 12/12 ایکڑ لے رہے ہیں۔ یہ سکیم fresh unemployed Graduates کے لئے شروع کی گئی تھی اور یہ سکیم 07-2006 کی proposed تھی جس کو take up کر لیا گیا، ہم اس کو ایک بڑی اچھی بات سمجھتے ہیں لیکن اس کے اندر پھر وہی بات ہو رہی ہے جو ہر محکمے کے اندر ہو رہی ہے۔ Retired آدمی جو اپنی inning کھیل چکا، یہ اس کے لئے نہیں تھی۔ میرے دوست عامر سلطان چیمہ صاحب کے پاس وہ دونوں نام ہیں جو اپنی budget speech کے اندر آپ کو بتا دیں گے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس سال گندم کی خریداری کا ہدف 5 ملین ٹن مقرر کیا گیا تھا اور یہ گندم 3.4 ملین ٹن purchase کی گئی۔ یہ کسان کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے اس کو یہ امید دے دی جاتی ہے کہ ہم اس سال تم سے 5 ملین ٹن گندم خریدیں گے اور 5 ملین ٹن گندم پیدا کرنے والے کسان سے جب 3.2 یا 3.4 ملین ٹن گندم procurement کر کے بند کر دی جاتی ہے تو وہ باقی گندم ہاتھ میں اٹھائے پھرتا ہے تو وہ اس گندم کا کیا کرے؟ پہلے ہی in house وہ کیا جائے جس کے حساب سے لوگ کام کریں۔ پاکستان میں جس taxation کی بات ہو رہی ہے میں اس بارے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر 94.5 فیصد کاشتکار 12 ایکڑ تک کے مالک ہیں اور 12 ایکڑ تک کے کاشتکار ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں لیکن ان پر indirect taxation بہت زیادہ ہے، ان سے 3 یا 4 فیصد سے اوپر ٹیکس لیا جا رہا ہے۔ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ اس taxation سے ہی سب کچھ ہونا ہے تو میں کہوں گا کہ tax base broad کی جانی چاہئے۔ زراعت پر ٹیکس لگانے کا مطلب ہو گا کہ کسان اور زمیندار کا سانس سے جو ناتا ہے وہ ناتا توڑنے کے لئے ٹیکس لگے گا۔ ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں اسے کبھی بھی اس بجٹ میں نہ لایا جائے بلکہ بعد میں کسی سپلیمنٹری بجٹ میں بھی نہ لایا جائے۔

جناب والا! میں آبپاشی کے بارے میں چند ایک باتیں کرنا چاہوں گا کہ ہماری جتنی بھی راجباہیں، مائینرز اور کھالے ہیں یہ سارے شریانوں کی حیثیت رکھتے ہیں اور اسی سے بہتر صورتحال ہوتی ہے۔ اگر یہ پکے ہوں تو اس سے آبپاشی بڑھ جاتی ہے۔ اب سارے پنجاب کے اندر پچھلے دو سال سے ایک کھال نہیں بنا، پہلے سے موجود مائینرز on ہیں ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں لیکن کھالوں کا ایک project بھی نہیں ہے اسی لئے ٹیل کے کاشتکار کھالوں کی بجائے اب آسمان کی طرف دیکھتے ہیں اور نماز استسقاء پڑھنے کی تیاریاں کرتے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے حکمرانوں نے ارسا کے سامنے گھٹنے کیوں ٹیک دیئے ؟(نعرہ ہائے تحسین)

میں نے اور میری ٹیم کے ساتھیوں نے دو سال سے چیخ چیخ کر اس بات کا اظہار کیا اسی ایوان کا ریکارڈ گواہ ہے آپ print material نکلوا کر دیکھ سکتے ہیں۔ میں نے سب سے پہلے یہ کہا تھا کہ یہ imbalance حصہ ہے۔ اس imbalance حصے میں جس میں کل 5 ممبران ہیں جن میں 2 سندھ کے ہیں، ایک پنجاب کا ہے، traditionally ایک وفاق سے یا آزاد کشمیر سے ممبر لیا جاتا ہے۔ اس IRSA imbalance میں پنجاب کے کسانوں کو کیا ملے گا؟ پنجاب کی حکومت پنجاب کے کسانوں کی طرف کیوں نہیں دیکھ رہی، ان کو بھوکا مارنے کا ارادہ کیوں ہے ؟ اور جھوٹ ایسے بولے جا رہے ہیں کہ یہاں پر بیان دے دیا جاتا ہے کہ ہم نے پانی کے ایک قطرے پر بھی compromise نہیں کیا اور چشمہ جہلم نہر کا ایک قطرہ بھی بند نہیں ہوا اور استعفوں کے دعوے کر دیئے جاتے ہیں لیکن حضور پوری کی پوری نہر بند پڑی ہے۔ اس نہر میں واقعی ایک قطرہ بھی نہیں ہے۔ وہ شاید یہ کہنا چاہتے تھے کہ میں ایک قطرہ بھی نہیں چھوڑوں گا لیکن پھر بھی یہ کسان زندہ ہے اور زندہ رہنے کا عزم کئے ہوئے ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ پنجاب حکومت کو کالا باغ ڈیم کی بات کرنی چاہیے یہ پنجاب کا project ہے۔ ہمیں صوبے کے وسائل استعمال کرنے کے لئے بالکل نہ روکا جائے۔ بے شک ہمارے خلاف کسی قسم کی بھی قراردادیں پیش ہوتی ہیں تو ہونے دیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! میری بات سننے کے بعد ان کو موقع دیا جائے کہ انھوں نے جتنے بھی کیڑے میری تقریر میں نکالنے ہیں وہ نکال لیں لیکن اس وقت ان کی موجودگی یہاں پر پائی گئی ہے اور انھوں نے اپنے قبیلے کی نمائندگی بھی کر دی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کالا باغ ڈیم کے بارے میں ہم نے ایک قرارداد یہاں پر جمع کروائی ہوئی ہے۔ میں وزیر قانون سے کہوں گا کہ اگلی دفعہ وہ ہماری قرارداد کو own کر لیں۔ ہم کالا باغ ڈیم کی اس قرارداد پر آپ کو support کریں گے۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ آپ لوگوں نے پانچ سالوں کے اندر یہ ڈیم کیوں نہیں بنایا لیکن ہم نے اس کو بند بھی نہیں کیا تھا، ہم نے اس کو متروک بھی نہیں کیا تھا۔ ہم نے منڈا ڈیم اور کوڑی ڈیم کے بعد اسے تیسری ترجیح پر رکھا تھا۔ میری خواہش ہے کہ آپ advantage لے لیں اور اس کو پہلے نمبر پر لے آئیں۔ اس ڈیم کو بند کرنے والوں کے خلاف کوئی سخت الفاظ استعمال کرنے کی بجائے ان کو اپنی معروضات پیش کی جائیں کہ وہ اسے بنائیں۔ یہ project پاکستان کا project ہے اس کو own کیا جائے۔ میں یہ چاہوں گا کہ پنجاب حکومت پنجاب کا پانی surrender نہ کرے اور ارسا کی تشکیل نو کی جائے۔

جناب سپیکر! میں تنخواہوں کے اضافے کے اوپر بحیثیت پارٹی ایک بات کرنا چاہوں گا کہ ایڈھاک اضافہ جو ملازمین کی تنخواہوں میں کیا گیا ہے اس پر (ن) لیگ کی مرکزی اپوزیشن جس کو friendly opposition بھی کہا جاتا ہے انھوں نے کچھ تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ اپوزیشن تو ہمیشہ مراعات دینے کی بات کرتی ہے لیکن انھوں نے مراعات دینے کے بعد واپس لینے کی بات کی جس سے بہت سے لوگوں کی دلآزاری ہوئی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ پنجاب کے 10 لاکھ 38 ہزار ملازمین اور ان سے وابستہ لاکھوں نفوس کی جو دلآزاری ہوئی ہے اس کا ایک طریقے سے ہی ازالہ ہو سکتا ہے کہ پنجاب حکومت ملازمین کے لئے رمضان package کا اعلان کرے اور ہر سال رمضان المبارک کے موقع پر صوبائی ملازمین کو ایک بنیادی تنخواہ دینے کا اعلان کرے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! Consumer courts کی تشکیل بہت ضروری ہے۔ مہنگائی کی شرح میں مسلسل اضافہ جاری ہے۔ بجٹ پیش ہونے سے صرف چار یوم قبل چینی کی قیمت میں اضافہ ہو گیا اور -/500 روپے فی بوری قیمت بڑھ گئی۔ اس وقت صرف گیارہ اضلاع میں consumer courts کام کر رہی ہیں، مزید consumer courts بننی چاہئیں اور ہر شہری کی سادہ درخواست پر کارروائی کرنے کے لئے وہاں پر کوئی نہ کوئی موجود ہونا چاہئے۔ اس دفعہ consumer courts کے لئے فنڈز کم مختص کئے گئے ہیں، ان کو بڑھایا جائے اور یہ courts ہر شہر میں موجود ہونی چاہئیں کیونکہ consumers ہر شہر میں موجود ہیں۔

جناب سپیکر! لائیوسٹاک اور فشریز سمیت بہت سارے پیداواری شعبوں کے بجٹ میں کمی کی گئی ہے۔ میں یہاں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ لائیوسٹاک کے وزیر جو یہاں تشریف فرما ہیں ان کے لئے عرض کروں گا کہ پاکستان level پر تسلیم کیا گیا ہے کہ تمام شعبہ ہائے زندگی اور تمام portfolios میں اگر کہیں پنجاب اور پاکستان کے دوسرے صوبوں میں بہتری آئی ہے تو وہ لائیوسٹاک ہے لیکن لائیوسٹاک، فشریز اور وائلڈ لائف کے لئے گزشتہ سال کی نسبت جو رقوم مختص کی گئی ہیں وہ 2.15 بلین کم کی گئی ہیں، جو ادارے deliver کر رہے ہیں ان کو فنڈز کم کرنے کی بجائے زیادہ دیئے جانے چاہئیں۔

جناب سپیکر! انڈیا سے اس دفعہ کروڑوں روپے کا گوشت درآمد کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان دنیا میں پانچواں بڑا جانور پیدا کرنے والا ملک ہے۔ اس میں ایک ٹیکنیکل اور سائنٹیفک لیبارٹری کی ضرورت ہے جس کی کمی کی وجہ سے جو چھوٹے calves and heifers ہوتے ہیں وہ ذبح ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ دودھ لینے کے لئے ایک sex semen کی ٹیکنالوجی آئی ہے یہ باہر سے درآمد ہو رہا ہے جو بہت مہنگا ہے اور کسانوں کے بس سے باہر ہے۔ یہ سائر کمپنی بنا رہی ہے، آپ کے پاس ٹیکنالوجی موجود ہے اور سائنسدان موجود ہیں اگر sex semen یہاں کے livestock farmers کو supply کر دیا جائے تو میں دعوے سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ تین سال کے اندر اندر گوشت کی تمام کمی پوری ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! ماحولیاتی آلودگی کا بہت بُرا حال ہے اس کے لئے بھی فنڈ کو کم کر دیا گیا ہے اس کو بھی بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر! پاپولیشن ویلفیئر کے بجٹ میں بھی کمی کی گئی ہے Low Income Housing Scheme کے لئے گزشتہ سال 13.74 بلین رکھے گئے تھے اس سال 2.5 بلین کم کر دی گئی ہے یعنی براہ راست مفاد عامہ کے پروگراموں میں 81.80 فیصد کمی کی گئی ہے۔ اس ہاؤسنگ سکیم میں کمی کیوں کی گئی ہے جبکہ حکومت کا دعویٰ ہے کہ وہ اپنے کم آمدنی والے لوگوں کے لئے کام کرنا چاہتی ہے۔ انھوں نے جو دعوے کئے ہیں ان کو بعینہ کئے جانے کے لئے ضروری ہے کہ آپ کے جو دعوے رہے ہیں ان میں کم از کم پچھلا بجٹ تو maintain کیا جاتا۔

جناب سپیکر! میں یہاں نشاندہی کر دوں کہ اہم محکموں میں کٹوتی کی گئی ہے۔ ابھی چیف ایگزیکٹو یہاں پر notes لے رہے تھے اگر وہ اب تشریف فرما ہوتے تو وہ ان چیزوں کے notes بھی لیتے

اور notice بھی لیتے۔ ان میں پہلے نمبر پر P&D ہے اس میں پچھلے سال کے فنڈز کے مقابلے میں بہت زیادہ کمی کر دی گئی ہے اس کے علاوہ agriculture research میں کمی کی گئی ہے، ماحولیات میں کمی کی گئی ہے، پاپولیشن ویلفیئر میں کمی کی گئی ہے، Minorities and Religious Affairs کے فنڈ میں کمی کی گئی ہے۔ Youth and Human Resources میں کمی کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ P&D کی مد میں جو پچھلے سال رقم رکھی گئی تھی اُس کی نسبت دو بلین ڈالر سے زیادہ کی رقم سے دوبارہ منصوبے شروع کئے جا رہے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ P&D کا بہت بڑا role ہوتا ہے، یہ منصوبہ کو تشکیل دینے کے لئے Project Management Units بنانے کی بھی حیثیت رکھتا ہے، اُن کی لگاتار meetings ہوتی رہتی ہیں۔ اس کو پچھلے سال جو بجٹ دیا گیا تھا اُس میں صرف 10 فیصد ہی استعمال ہوا ہے اور وہ بھی صرف اپنی meetings کی حد تک ہوا ہے۔ انہوں نے کسی جگہ پر کوئی Project Management Unit بنایا ہے اور نہ کوئی نیا project دیا ہے۔ P&D کی موجودگی نہ ہونا اور اُس کو فنڈ نہ دیا جانا ہی اس بات کی وجہ ہے کہ آپ کا کوئی project on ground شروع ہوا اور نہ ہی مکمل ہوا اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ اس کی طرف توجہ دیں۔

جناب سپیکر! مہنگائی کے بارے میں مجھے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہر شخص اس سے آشنا ہے کہ مہنگائی نے کمر توڑ صورتحال اختیار کی ہوئی ہے اس کے لئے انتظامیہ کو بہتر کام کرنے کے لئے ہدایات جاری کی جائیں۔ اگر میں یہاں پڑھنا شروع کر دوں کہ دالوں کی قیمت میں 90 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ دال ماش کی قیمت کا ذکر کروں یا دوسری چیزوں کی قیمتیں بتاؤں تو سب سامنے آ جائے گا۔ ہر ضلع میں consumer courts مکمل کرنے سے ہی مہنگائی کا جن کچھ کنٹرول ہو سکے گا لیکن حکومت کی اس طرف توجہ ہی نہیں ہے۔ بڑے دُکھ سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس وقت چینی کی مارکیٹ کی قیمتوں میں پاکستان میں چینی نسبتاً 7.2 فیصد زیادہ مہنگی ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں تعلیم کے بارے میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ ایجوکیشن کے متعلق ایک انگریزی اخبار نے لکھا ہے کہ jugglery of facts and figures یہ ایک آزاد اخبار اور آزاد نکات ہیں۔ دانش سکولوں کا تاحال کچھ پتا نہیں ہے۔ دوسری طرف سرکاری شعبے میں جو سکول کام کر رہے ہیں اُن کی بنیادی سہولتیں بھی پوری نہیں کی جا رہیں اور سارے کا سارا پیسا دانش سکول کی طرف

convert کر دیا گیا جو تقریباً13۔ارب روپے بنتا ہے۔13۔ارب روپے دانش سکولوں کو اور3۔ارب روپے فنی تعلیم کے اداروں کو دیا گیا ہے۔ان دانش سکولوں سے تعلیم حاصل کرنے والوں نے جہاں پر جا کر فنی تعلیم حاصل کرنی ہے اُن کو صرف3۔ارب روپے دیئے گئے ہیں جس سے کوئی چیز match نہیں کرتی۔اس کو شاید فنی ادارہ سمجھا جا رہا ہے تو ایسی کوئی صورتحال نہیں ہے۔ہر سال20 فیصد بچے نئے سکولوں کے لئے متقاضی ہوتے ہیں۔اگر full time وزیر اعلیٰ صاحب یہاں House میں ہوتے تو میں اُن سے یہ ضرور سوال کرتا کہ20 فیصد نئے بچوں کے لئے کتنے سکول ہیں؟ مجھے بڑا افسوس ہے کہ اس سال ایک بھی پرائمری سکول معرض وجود میں نہیں آیا۔

جناب سپیکر!لاء منسٹر صاحب یہاں پر تشریف فرما ہیں تو میں لاء اینڈ آرڈر کا ذکر کروں گا کہ پولیس کے لئے50۔ارب روپے کے قریب بجٹ رکھا گیا ہے مگر ثمرات سے عوام محروم ہیں۔عوام جو کچھ سمجھتے ہیں میرے خیال میں کاٹھیا صاحب بھی لاء اینڈ آرڈر کے ضمن میں بات کرنا چاہ رہے تھے۔ بڑے شہروں میں چالیس سے پچاس ڈکیتیاں روزانہ ہوتی ہیں۔وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا تھا کہ تھانے کا کلچر بدل دیا جائے گا۔تھانے کا کلچر بدلا ہے لیکن اس بدلاؤ میں پولیس تشدد زیادہ نظر آرہا ہے۔یہ بدلاؤ بہتری کی طرف نہیں بلکہ برائی کی طرف گیا ہے۔ہم چاہیں گے کہ جس کو اتنا بجٹ دیا جاتا ہے اُس کو monitor بھی کیا جائے۔اب تک89 ہزار شہریوں نے پولیس کی زیادتیوں کے خلاف عدالت سے رجوع کیا ہے،65 ہزار شہریوں نے پولیس کے خلاف FIRs درج کروائی ہیں،ساڑھے سات ہزار شہریوں کو حبس بے جا میں رکھا گیا ہے اور CCPO لاہور نے بھی کہا تھا کہ لاہور میں پنجاب کے دوسرے شہروں کی نسبت social crime زیادہ ہے۔نئی لگژری گاڑیوں کی فراہمی اور پیسا بڑھا دینے سے crime کنٹرول نہیں ہو گا بلکہ پولیس کی ٹریننگ بہتر کی جائے۔پولیس کو respect دی جائے لیکن اُن کی ٹریننگ کے لئے آرمی اکیڈمی کے level کی اکیڈمی بھی تشکیل دی جائے۔

میں آخر پر یہ بات کرنا چاہوں گا کہ ایک چیز کو اپنی انا کا مسئلہ بنا لیا گیا ہے۔11۔ارب روپیہ فوڈ سپورٹ پروگرام میں جھونک دینے کے بعد جب سمجھا گیا کہ اس میں embezzlement زیادہ ہے تو اُس کو ختم کر دیا گیا۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اسے good sense میں prevail کیا گیا ہے تو یہ بہتر بات ہے۔اس معاملے میں اگر انا کا مسئلہ نہیں بنایا گیا تو سستی روٹی سکیم میں بھی انا کا مسئلہ نہیں بنایا جانا

چاہیئے تھا۔ سستی روٹی سکیم پر اس قدر ضد کی جا رہی ہے جبکہ اس idea کو اس صوبے کے عوام پسند ہی نہیں کر رہے۔ اس سکیم کے لئے پچھلے سال 7۔ارب روپے دیئے گئے تھے اور اس سال 5۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے میڈیا کے سامنے حکمرانوں سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ اگر تو یہ سکیم اچھی تھی تو اسے 7 سے 14۔ارب روپے کیوں نہیں کیا گیا اور اگر یہ سکیم بُری ہے تو اس کو پاس کرنے کی بجائے بند کیوں نہیں کر دیا گیا کیونکہ کوئی سکیم اچھی ہوتی ہے اور کوئی اچھی نہیں ہوتی تو یہ درمیان کی صورتحال ہے۔ یہ درمیان کی دنیا کے لوگوں کو اپنے درمیان جگہ نہ دیں کیونکہ درمیان کی جگہ کسی کے کام نہیں آتی۔ انہیں ٹیکسوں کی recovery پر تو لگایا جا سکتا ہے لیکن اس قسم کی policies ان کو نہ دی جائیں۔

میں یہاں پر ایک دانش ور ادیب اور کالم نویس عطاءالحق قاسمی کے کالم کو ضرور پڑھنا چاہوں گا جنہوں نے سستی روٹی کے بارے میں لکھا ہے کہ "شہباز شریف صاحب نے جو سستی روٹی سکیم شروع کی تھی، اپنی انا کو چند لمحوں کے لئے ذرا پرے دھکیل کر اس کا از سر نو جائزہ لیں کیونکہ اس سکیم میں کرپشن کے حوالے سے جو خبریں منظر عام پر آ رہی ہیں اُن کا سدباب ممکن نظر نہیں آتا۔" ایک تحقیق پسند صحافی عابد تہامی نے بھی لکھا تھا کہ "سستی روٹی سکیم 8۔ارب روپے کی سبسڈی کھا گئی۔" میں وزیر خزانہ کے اس بیان کا خیر مقدم کرتا ہوں کہ اس کا 3rd party آڈٹ کروایا جائے گا۔ آپ یقین کیجئے گا کہ شاید آپ اس کو نیک نیتی سے کرنا چاہ رہے ہوں لیکن اس سسٹم میں in built اتنی خرابیاں ہیں کہ کسی نے رہنا نہیں ہے "صبا ایک تغیر کو ہے زمانے میں" اور ان چیزوں کے ساتھ ساتھ یہ چیز آپ کے گلے پڑ جائے گی، اس کی embezzlement آپ کو لے ڈوبے گی۔ لوگوں کو اور بہت ساری چیزیں چاہئیں جو ہمارے لئے توجہ طلب ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ خودکشیاں، مال روڈ کی سڑکوں، دوسری سڑکوں اور تمام شہروں کی سڑکوں پر لوگوں کا اپنا سینا پیٹنا، سڑکوں پر لیٹ کر شور مچانا ہو رہا ہے۔ اس وقت جو کام کرنے والے لوگ تھے یعنی ڈاکٹر، انجینئر، کسان، مزدور بلکہ ہر شعبہ ہائے زندگی کے لوگ اس وقت اپنا کام چھوڑ کر صبح یا شام کے وقت سڑکوں پر نظر آتے ہیں۔ یہاں پر ابھی ذکر کیا گیا کہ کل ایک رکشا ڈرائیور نے پہلے خود زہر کھایا پھر اپنی بیٹیوں کو زہر دے دیا۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ بیٹیاں تو پیاری ہوتی ہیں، پریاں ہوتی ہیں تو بھلا کوئی اپنی پریوں کو بھی زہر دیتا ہے؟ یہ

ہمارے لئے اور حکمرانوں کے لئے سوچنے کا مقام ہے کہ ہم اب اپنی پریوں کو بھی زہر دے رہے ہیں۔ اسی دُکھ کے ساتھ میں آپ سے اجازت چاہوں گا کہ ایسا ماحول پیدا کیا جائے کہ ہم اپنی بیٹیوں کو اپنے گھروں کے لئے روانہ کریں، قبرستانوں کی طرف روانہ نہ کریں۔ بہت بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ۔ لاء منسٹر صاحب کھڑے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں on behalf of Leader of the House محترم قائد حزب اختلاف کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑی positive اور thoughtful speech کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ انہوں نے جو points raise کئے ہیں ان کو note بھی کیا گیا ہے اور حکومت ان سے استفادہ کرنے کی بھرپور کوشش کرے گی۔ میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ ان کے کچھ facts and figures درست نہیں تھے لیکن ان کا comparison بھی اُن کی خدمت میں پیش کروں گا تاکہ وہ خود اس چیز کو بہتر انداز سے دیکھ لیں۔ میں آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جس طرح کا ماحول قائد حزب اختلاف کو اپنی speech deliver کرنے کے لئے ملا ہے کوئی interruption throughout نہیں ہوئی۔ اگر House کے باقی معزز ممبران کو بھی اسی قسم کا ماحول دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہت بہتر صورتحال ہو گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری ایک چھوٹی سی گزارش ہے جو میں پہلے ہی raise کرنا چاہ رہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آج پوائنٹ آف آرڈرز کی اس لئے اجازت نہیں دوں گا کیونکہ سب ممبران نے نام دیئے ہوئے ہیں اور بڑی اہم بحث ہے۔ آپ بات کر لیں لیکن شاہ صاحب نے چونکہ پہلے بات کرنے کا کہا تھا میں اُن کو اجازت دوں گا اُس کے بعد میں پھر speeches کی طرف آؤں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ہم باہر گئے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا، وہ میں آپ سے بعد میں پوچھتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میں بڑا appreciate کرتا ہوں کہ اس حکومت نے ایک pre-budget session فروری کے مہینے میں کروایا تھا۔ اس میں ہمارے ممبران نے تجاویز دی تھیں اور PILDAT والوں نے ان چیزوں کو tabulate کر کے اسمبلی کے through officially Planning & Development اور Finance Department کو بھجوایا تھا تو میری یہ گزارش ہے کہ دی گئیں تجاویز کا کوئی table مل جائے کہ ان میں سے کون سی چیزیں incorporate ہوئی ہیں اور کون سی نہیں ہوئیں تو میرے خیال میں اس اسمبلی کا یہ استحقاق ہے کہ وہ اس چیز کا پتا کرے اور پوچھے کہ معزز اراکین کی طرف سے آنے والی اجتماعی تجاویز پر عملدرآمد کہاں تک ہوا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا point valid ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جب وہ ہمارے سامنے آئیں گی تو پھر ہی ہم کوئی بات کر سکیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فنانس منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور اب دوبارہ کہہ رہا ہوں کہ pre-budget session میں اپوزیشن یا حکومتی بنچز نے جو باتیں کیں یا انہوں نے جو تجاویز دیں تو وہ اسمبلی سے کاپی لے کر متعلقہ محکموں کو بھجوائیں لیکن شاید یہ ممکن نہ ہو کہ ہر تجویز کا ہم جواز پیش کر سکیں کہ اس وجہ سے نہیں ہوئی یا آدھی تجویز کو ہم نے incorporate کیا مگر آپ دیکھیں کہ ہمارا major shift یہ آیا کہ جس طرح ہم نے جنوبی پنجاب کا پیسا بڑھایا جو کہ خود سب سے بڑی ایک

مثال ہے کہ وہ اپوزیشن کے کہنے یا حکومتی بنچز کے کہنے پر ہم نے shift کیا۔ اسی طریقے سے تمام تجاویز جو چھوٹی یا بڑی ہیں جن کی روشنی میں یہ بجٹ اور ADP بنایا گیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جو تجاویز ممبران کی طرف سے دی گئی تھیں کیا ان کی کاپی ہمیں مل سکتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: فنانس منسٹر صاحب! جو تجاویز آئی تھیں ان میں سے عملدرآمد ہونے والی تجاویز کی کاپی انہیں دے دیں۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں چیف منسٹر صاحب کے سامنے بات کرنا چاہتا تھا کیونکہ میری وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی بات ہوئی اور وزیر قانون صاحب بھی موجود تھے۔ میری اس سلسلے میں صرف یہ گزارش ہے کہ اس حوالے سے میں نے ایک Call Attention Notice دیا ہوا ہے جو کہ approved ہوا ہے تو آپ یہ بتا دیں کہ بجٹ کے بعد آپ اسے کون سے دن out of turn لیں گے کیونکہ وہ محکمہ کو چلا گیا ہے اور اس کا جواب آنا ہے اور یہ بہت اہم بات ہے۔ اس کے حوالے سے کوئی دن دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ آج ہی ابھی سیکرٹری اسمبلی کو مل لیں اور وہ دن آپ کو بتا دیں گے۔

ملک احمد حسین ڈیہڑ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک احمد حسین ڈیہڑ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ بات پوچھنا چاہتا ہوں جو کہ بجٹ سے متعلق ہے کہ P&D میں آخری سال جو approved سکیمیں دی گئی تھیں لیکن وہ اس پورے سال میں مکمل نہیں ہوئیں اور انہیں اس سال بھی شامل نہیں کیا گیا تو میں آپ سے رولنگ چاہتا ہوں کہ جب ہم اس ایوان میں بجٹ کو پاس کرتے ہیں تو جب وہ سکیمیں پورے سال میں مکمل نہیں ہوتیں تو یہ کس کا fault ہے اور جو لوگ پاس ہونے والی سکیموں کو مکمل نہیں کرتے تو ان کے خلاف کیا اقدام کیا جاتا ہے؟ اس کے ساتھ

ہی دوسری بات یہ ہے کہ پچھلے سال بجٹ اجلاس کے دوران میں نے یہ تجویز دی تھی کہ بجٹ کے حوالے سے ایک اجلاس پہلے ہونا چاہئے preparation اور میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ اس سال بجٹ اجلاس سے پہلے ہونے والے اجلاس میں دی گئی تجاویز کے بارے میں بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان میں سے کسی تجویز کو شامل نہیں کیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈیہر صاحب! آپ اپنی تجاویز بجٹ پر بحث کرتے ہوئے اپنی تقریر میں دیجئے گا۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ سے اس وقت پوائنٹ آف آرڈر مانگ رہی تھی جب لیڈر آف دی ہاؤس موجود تھے کیونکہ انہی سے متعلقہ بات تھی کہ جب 11۔ اپریل 2010 کو انہوں نے للیانی کے ترقیاتی منصوبوں کو دیکھنے کے لئے قصور کا دورہ کیا تھا تو اسی لئے میں ان کے سامنے آپ کے توسط سے بات کرنا چاہ رہی تھی کہ شاید وہ جواب دے دیتے کہ کیا وجہ ہے کہ انہوں نے 15۔ جون 2008 میں یہ منصوبہ مکمل کرنے کا کہا تھا تو چونکہ 17۔جون 2010 آج ہو چکا ہے تو یہ کیوں آج تک منصوبہ مکمل نہیں ہو سکا یہ چودھری پرویز الٰہی صاحب کی دین ہے کہ شکر الحمدللہ کہ انہوں نے قصور کا بھی سوچا تھا اور قصور کے لئے road شروع کروائی تھی تو یہ منصوبہ آج 2010 میں بھی مکمل کیوں نہیں ہو سکا؟۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہی ہے کہ اس منصوبے کی تکمیل کی تاریخ 15۔جون 2008 تھی لیکن آج دو سال اوپر ہونے کے باوجود یہ منصوبہ مکمل کیوں نہیں ہو سکا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس حوالے سے وزیر قانون صاحب ان سے جواب لے کر دے دیں گے۔

رائے محمد اسلم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

رائے محمد اسلم خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! ڈیہر صاحب نے آپ سے ruling مانگی تھی تو آپ اس حوالے سے اپنی ruling دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اپنی ruling محفوظ رکھتا ہوں اور ضروری نہیں ہے کہ اسی وقت ruling دی جائے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، حاجی اسحاق صاحب! آپ کو اسمبلی سے باہر لوگوں سے بات کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا تو اس حوالے سے کیا رپورٹ ہے؟

وزیر مال (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! ضلع چنیوٹ میں 2010-4-7 کو بھرتی ہوئی تھی۔ ڈی سی او کی بنائی ہوئی ریکروٹمنٹ کمیٹی کا ممبر ڈی ڈی او (آر) تھا جس نے 208 بے روزگار افراد کی تعیناتی کے احکامات پر دستخط کئے اور بھرتی کے بعد کہا گیا کہ ڈی ڈی او (آر) دستخط کرنے کے مجاز نہ تھے۔ دو ماہ انہوں نے کام کیا اور انہیں ابھی تک تنخواہ بھی نہیں ملی۔ ان کے بل اکاؤنٹ برانچ میں چلے گئے ہیں۔ یہ fault افسران کا ہے نہ کہ ملازمین کا۔ دوسری طرف ایک اور گروپ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز سے متعلقہ بھی کھڑا تھا جن کے 108 بندے وہاں پر تھے۔ ملک میں تقریباً ایک لاکھ 83 ہزار بندوں کو اگر وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت نے بحال کیا اور ایڈہاک کو confirm کیا تو وہ لوگ بھی مطالبات کی زد میں ہیں اور وہ دوسری جو side تھی یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے ملازمین کی وہ اپنے بچے بھی ساتھ لائے تھے جنہیں فیسوں کی بنا پر سکولوں سے نکال دیا گیا اور ایڈہاک پر ان کی تعیناتی بھی ایک ایک ماہ کے لئے کی جاتی رہی ہے۔ ایسا تو ہم نے کبھی نہیں سنا تھا۔ اس حوالے سے آپ ایک کمیٹی بنا دیں جو چنیوٹ والے معاملے کو چیک کرے اور اس میں چنیوٹ سے تعلق رکھنے والے ایم پی ایز کو بھی شامل کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اشرف سوہنا صاحب!

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز سے کنٹریکٹ ملازمین کو اس لئے ان کی job سے نکال دیا گیا ہے کہ وہ حکومت پاکستان اور حکومت پنجاب کے فیصلے کے مطابق کنٹریکٹ ملازمین کو permanent کرنے کے لئے احتجاج کر رہے تھے اور ان کے احتجاج میں تھوڑی سختی اور تلخی تھی تو اس سے کہیں بڑھ کر یونیورسٹی نے اس کے اوپر فیصلہ کیا ہے۔ میں

بھی درخواست گزار ہوں کہ اس ایوان کی کمیٹی بنا کر ان کنٹریکٹ ملازمین کی کوئی مدد کرنے کی صورت بنائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب!اس حوالے سے میں ایک کمیٹی بنا رہا ہوں جس میں اولکھ صاحب، ملک ندیم کامران، اشرف سوہنا اور حسن مرتضیٰ شامل ہوں گے اور آپ اس کمیٹی کی رپورٹ کو ایوان میں پیش کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کمیٹیاں پہلے بھی بنتی رہی ہیں اور پچھلے سیشن میں جتنے بھی لوگ احتجاج کے لئے آئے تو کمیٹیاں بنیں لیکن آج تک کسی کا مسئلہ حل نہیں ہوا۔ اس کمیٹی کو پابند کریں کہ ایک دو دن میں اس واقعہ کی انکوائری کر کے ایوان میں رپورٹ پیش کرے اور اس پر کوئی عمل بھی ہونا چاہئے۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): شکریہ۔ جناب سپیکر!میرے دوست نے آپ سے صحیح تذکرہ نہیں کیا اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ پچھلے سیشن کے دوران تین کمیٹیاں بنیں جن میں، میں خود شامل تھا، ہم نے اس پر out put دی ہے اور میں نے ندیم کامران صاحب کے ساتھ مل کر بہت سے لوگوں کو ریلیف لے کر دیا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایوان کی کمیٹی غیر موثر ہو؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ہمیشہ ایوان کی کمیٹی موثر ہوتی ہے اور یہ کمیٹی اپنی رپورٹ سوموار کو پیش کرے گی۔ اب مخدوم سید احمد محمود صاحب اپنی تقریر کا آغاز کریں۔

مخدوم سید احمد محمود: شکریہ۔ جناب سپیکر!میری ایک دفعہ پھر آپ سے گزارش ہو گی کہ بجٹ پر بحث کا وقت بڑا اہم ہوتا ہے اسے پوائنٹ آف آرڈر پر مت ضائع کیا کریں کیونکہ یہ ایک ایسا موقع ہوتا ہے کہ

جس کا فائدہ سب ممبران کو ہے کہ وہ جو چاہے اور جو دل چاہے بجٹ پر بحث میں بات کر سکتے ہیں۔ ایک دفعہ پھر میری آپ سے گزارش ہے کہ بجٹ پر بحث کے دوران وقت کا خیال رکھنا چاہئے۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں وزیر خزانہ صاحب کا ایک دفعہ پھر آپ کے توسط سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے پنجاب کا تیسرا اور بڑا اہم بجٹ بہت sensitive حالات میں پیش کیا۔ میں حکومت پنجاب کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے یہ بجٹ ہماری consideration کو دیکھتے ہوئے پیش کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں اپوزیشن لیڈر کا بھی بہت اچھی تقریر کرنے پر شکریہ ادا کرتے ہوئے انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہاں پر بیٹھے ہوئے ممبران سے یہ گزارش ہے کہ بجٹ کی technicality میں ہم لوگوں کو نہیں جانا چاہئے کیونکہ ہم لوگ technical نہیں ہیں بلکہ ہم سیاستدان ہیں، ہمیں بجٹ کو ایک سیاستدان کے طور پر دیکھنا چاہئے۔ بجٹ حکومت کا vision ہوتا ہے اور یہ حکومت کی direction ہوتی ہے۔ میں کائرہ صاحب کا اس بجٹ کے حوالے سے ذاتی طور پر اس لئے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جب پچھلا بجٹ پیش ہوا تو اس میں جنوبی پنجاب کے لئے بہت ہی تھوڑی رقم رکھی گئی تھی۔ پھر ہمارے مطالبے پر، ہماری گزارشات پر انہوں نے اس دفعہ جنوبی پنجاب کے لئے 54 بلین روپے رکھے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں ذاتی طور پر پاکستان مسلم لیگ (فنکشنل) کے صدر کی حیثیت سے، اس ایوان کی طرف سے اور خاص طور پر ان ممبران کی طرف سے جن کا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے کائرہ صاحب کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میری اہم گزارش یہ ہے without getting into technicalities کہ کیا 54 بلین روپیہ ہماری طرف خرچ ہوگا؟ سب سے important سوال ایک political worker کی حیثیت سے میرا اور میرے علاقے کے ان تمام لوگوں کا جنہوں نے ہمیں یہاں پر بھیجا ہے وہ کائرہ صاحب سے یہی ہوگا کہ کیا یہ 54 بلین روپیہ ہم پر خرچ ہوگا؟

جناب والا! جو بجٹ ہوتا ہے، یہ آپ کے لئے بھی سننا ضروری ہے اور تمام ممبران کے لئے بھی ضروری ہے کہ یہ ایک investment ہوتی ہے۔ مجھے پتا ہے کہ development side میں 193 بلین روپے ہیں، مجھے نہیں پتا کہ non development side میں کتنی رقم ہے۔ میرا خیال ہے کہ 450 ارب روپے کے قریب ہوگا۔ دنیا میں جو بھی efficient governments non development

ہیں ان کی development side زیادہ ہوتی ہیں اور non development side کم ہوتی ہیں لیکن ہماری بد قسمتی یہ ہے کہ ہماری سالہا سال کی پالیسیوں نے اب ہمیں اس نتیجے پر لا کر کھڑا کر دیا ہے کہ اگر ہماری development ایک سو ترانوے بلین ہے تو non development side چار سو بلین روپے ہے، یہ ratio میں سمجھتا ہوں کہ ناجائز ہے، inefficient ratio ہے اور اس کو ٹھیک کیا جا سکتا ہے۔ میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ development budget حکومت کی investment ہوتی ہے اور یہ اس لئے کی جاتی ہے کہ اگلے سال ہماری آمدنی بڑھے۔ میں آپ کو گارنٹی سے کہتا ہوں کہ اگر یہ 193 بلین روپے پنجاب کی حکومت دیانتداری، ایمانداری سے ایک vision کے تحت خرچ کرے تو اگلی دفعہ یہ 193 بلین روپے شاید ڈبل ہو جائے۔ ابھی میں نے وزیر اعلیٰ پنجاب کا بھی یہ بیان سنا کہ بد نصیبی سے پاکستان کے -/100 روپے خرچ ہوتے ہوتے اس کی اصل افادیت اور مالیت -/50 روپے رہ جاتی ہے۔ یہی ڈر ہمیں ہے کہ ہمارا 54 بلین کیا ہم تک پہنچ پائے گا؟ میرا تو نہیں خیال، جس طرح لیڈر آف دی اپوزیشن نے کہا ہے کہ جب تک سسٹم میں drastic تبدیلی نہیں کی جائے گی یہ پیسے ہم تک نہیں پہنچیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میری گزارش یہ ہے کہ لاہور میں بیٹھ کر جب تک ان پیسوں کی planning اور execution ہوتی رہے گی یہ ہم تک نہیں پہنچیں گے۔ میں 1997 میں لوکل گورنمنٹ کا منسٹر تھا، پوری فیڈرل گورنمنٹ میں 17 وزیر تھے ان میں سے ایک میں تھا اور میرے پاس چھ portfolios تھے۔ جو special development تھی جس کا تعلق ایم این ایز اور سینیٹرز کے ساتھ تھا وہ میرے پاس تھی۔ میں نے اس زمانے میں یہ طریق کار بدلا اور اس زمانے کی حکومت اس چیز کی گواہ ہے، نواز شریف صاحب اس بات کے گواہ ہیں کہ ہم نے پہلی دفعہ یہ exercise کی۔ جو ہمارے پاس special development fund تھا اور فیڈرل گورنمنٹ کی اس زمانے میں PSTU 96 بلین روپے کی تھی جو آج کل میرا خیال ہے کہ 700 بلین روپے ہے۔ ایم این ایز اور سینیٹرز کا special development بجٹ 20 بلین روپے تھا۔ ہم نے پہلی دفعہ یہ کیا تھا، میں نے نواز شریف صاحب اور کابینہ کو یہ کہا کہ میاں صاحب! ہوتا یہ ہے کہ اسلام آباد سے -/100 روپے چلتا ہے اور سبی تک پہنچتے پہنچتے صرف -/20 روپے رہ جاتے ہیں۔ میں نے تجویز یہ پیش کی کہ آپ اس -/100 روپے کو سبی کے ڈپٹی کمشنر تک پہنچا دیں اور آگے ڈسٹرکٹ کی ڈویلپمنٹ کمیٹی

اس-/100 روپے کو خرچ کرے۔ میری ایک مرتبہ پھر فنانس منسٹر سے مؤدبانہ گزارش یہ ہوگی، مجھے پتا ہے کہ یہ بجٹ allocated ہے اور bureaucracy اس کو جان کر allocate کرتی ہے تا کہ اس کو اپنے ہاتھ میں رکھے۔ اگر آپ کا 54 بلین روپے دینے کا ارادہ ہے تو آپ جنوبی پنجاب کے تمام ایم پی ایز کو بلا لیں اور وہ 54 بلین روپے ہمارے سامنے رکھیں۔ ہم آپ کو تجویز دیں گے۔۔۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے ایک اہم بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مخدوم صاحب! سینئر منسٹر صاحب کھڑے ہیں ذرا ان کی بات سن لیں۔ جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! وفاقی وزیر قانون ڈاکٹر بابر اعوان آج مہمانوں کی گیلری میں تشریف لائے ہیں میں ان کو اس House کی طرف سے خوش آمدید کہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مخدوم صاحب!

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! راجہ صاحب میرے بھائی ہیں جس طرح کی زیادتی انہوں نے کی ہے میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ میں کبھی ان کے ساتھ کروں۔ یہ ذرا نوٹ فرمالیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! مخدوم صاحب میرے بھی بھائی ہیں اور اگر ان کے دل کو کچھ محسوس ہوا ہے تو میں بھی معذرت کرتا ہوں۔

مخدوم سید احمد محمود: میرے دل کی خیر ہے، اس House کی روایات کی بات ہے۔ اچھا جناب! میری فنانس منسٹر سے مؤدبانہ گزارش یہ ہے کہ 54 بلین کا vision اور ان کی capability کا تقاضا ہے کہ یہ 54 بلین روپے ہم تک پہنچے۔ اگر یہ 54 بلین روپے ہم تک پہنچ جائیں اور 193 بلین روپے پنجاب پر خرچ ہو جائے تو میں آپ کو یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ پنجاب میں انقلاب آ جائے گا، economic activities تیز ہو جائیں گی۔ جو آدمی روڑی پیچ رہا ہے وہ بھی ترقی کرے گا، جو آدمی روڑی کوٹ رہا ہے اس کی جیب میں بھی مزدوری کے پیسے آئیں گے، جو آدمی لُک بچھا رہا ہے وہ بھی مستفید ہوگا اور جو آدمی اینٹیں بنا رہا

ہے اس کو بھی فائدہ ہو گا۔ اگر 193 بلین روپے کا دیانتداری اور ایمانداری سے ایک ایک پیسا خرچ ہو تو پنجاب کی viability بہتر ہو گی، پنجاب کی profitability بہتر ہو گی اور پنجاب کی economy activity بہتر ہو گی اس لئے میری فنانس منسٹر سے گزارش ہو گی کہ اس بجٹ کو پنجاب کے بجٹ کے طور پر دیکھا جائے، نہ کہ لاہور کے بجٹ کے طور پر دیکھا جائے کیونکہ میرا سیاسی تجربہ یہی بتاتا ہے کہ لاہور میں بیٹھے ہوئے Bureaucrats، لاہور میں بیٹھے ہوئے Secretaries، لاہور میں بیٹھے ہوئے DGs کو کوئی احساس نہیں ہے کہ پنجاب میں کیا ہو رہا ہے؟ میں یہاں پر یہ گزارش کر دوں کہ جب تک سیکرٹری ایجوکیشن ایک ہفتہ پرائمری سکول میں نہیں بیٹھے گا اس کو کیا پتا چلے گا کہ پرائمری سکول کے کیا مسائل ہیں، جب تک سیکرٹری ہیلتھ کم از کم ایک ہفتہ B.H.U میں نہیں گزارے گا اس کو کیا اندازہ ہو گا کہ B.H.U میں کیا مسائل ہیں، جب تک سیکرٹری ایگریکلچر کھیتوں میں جا کر کسانوں کے ساتھ ایک ہفتہ نہیں گزارے گا اس کو کیا اندازہ کہ کھیتوں میں کیا ہو رہا ہے اور جب تک سیکرٹری اریگیشن ہیڈز پر جا کر نہیں بیٹھے گا اس کو کیا پتا کہ کس نہر میں پانی کی کتنی کمی ہے؟ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس بجٹ کو خرچ کرنے کے لئے ان سیکرٹریز کو، اس Bureaucracy کو اور چیف منسٹر کی ٹیم کو باہر نکلنا پڑے گا اور پرائمری سکول سے لے کر ڈگری کالج تک، چھوٹی کلوٹ سے لے کر بڑی نہر تک، چھوٹے B.H.U سے لے کر ایک ڈسٹرکٹ ہسپتال تک ان کو وہاں خود پہنچنا پڑے گا۔ میں فنانس منسٹر صاحب کی information کے لئے ایک رپورٹ پڑھنا چاہتا ہوں جو World Bank کی ہے۔ یہ میں اس لئے نہیں پڑھنا چاہتا کہ میرا ان کے credits کو discredit کرنے کا ارادہ ہے بلکہ میں یہ رپورٹ اس لئے پڑھنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک factual report ہے اور ہم تمام ممبران کو پتا ہونا چاہئے کہ لاہور اب کتنا بڑا ہو گیا ہے اور لاہور کی جو influence ہے وہ باقی پنجاب پر کیا ہے؟ یہ اس سلسلے میں World Bank کی رپورٹ ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مخدوم صاحب! ذرا ایک منٹ، ہمارے پریس گیلری کے دوستوں کی طرف سے ایک رپورٹ آئی ہے کہ ان کے کوئی سینئر صحافی کے بچے کا قتل ہوا ہے تو میں اپنے منسٹر چودھری عبدالغفور صاحب اور منسٹر ندیم کامران صاحب سے کہتا ہوں کہ ہمارے پریس کے دوستوں سے بات کر کے آئیں۔ جی، مخدوم صاحب!

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! یہ ایک گراف ہے جو World Bank نے جاری کیا ہے۔ میں یہ آپ کی توسط سے فنانس منسٹر صاحب کے سپرد کرنا چاہتا ہوں۔ اس گراف کے مطابق حالت یہ ہے کہ لاہور میں پنجاب کا ڈویلپمنٹ بجٹ per capita 35 ہزار روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے، جھنگ میں صرف -/400 روپے per capita خرچ کیا جا رہا ہے اور لاہور کا گراف دیکھ لیں کہ وہ بالکل تخت لاہور کی شکل ویسی ہی ہے جیسا کہ ہم تخت لاہور کے بارے میں تصور کرتے ہیں۔ باقی ضلعوں کو بھی دیکھ لیں کہ ان کی کیا پوزیشن ہے؟ اس رپورٹ کو میں آپ کی اجازت سے پڑھنا چاہوں گا۔

> Punjab Development Budget is heavenly concentrated to modernize its Provincial Capital Lahore while all other cities of the Province are neglected and work fully legging behind in terms of influence social and development indicators.

جناب سپیکر! یہ میں نے جو پہلا پیراگراف پڑھا ہے یہ کہتا ہے کہ جو بجٹ ہے وہ لاہور میں لگتا ہے اور پنجاب کے باقی تمام بے چارے شہر پنجاب کے ڈویلپمنٹ فنڈ سے محروم ہیں اور پنجاب کے بجٹ کے ثمرات سے محروم ہیں۔ آگے دوسرا پیراگراف سنئے۔

> The cities of southern Punjab are legging further behind and now empirical evidences available that the Provincial Government is not providing sufficient resources to bring the people of that area at par in the central Punjab.

وہ کہتا ہے کہ لاہور تو بہت اوپر ہے باقی پنجاب کے تمام شہر بہت پیچھے ہیں لیکن جو ساؤتھ پنجاب ہے اس کے شہر اور بھی زیادہ پیچھے ہیں۔ According to the finding of the World Bank میں یہ World Bank کی رپورٹ پڑھ رہا ہوں۔

> A copy which is available with news Lahore dated…per capita of expenditure on development side that are now touching a level of 35 thousand per person in Lahore.

اگر پنجاب ڈویلپمنٹ کے فنڈ کو per head پر تقسیم کیا جائے تو وہ کہتا ہے کہ لاہور میں 35ہزار روپیہ فی کس خرچ ہو رہا ہے۔

Some lowest cities are showing very nominal expenditure indicating that only a few hundred rupees standing on the personal basis or done in order to keep them continuously into the era of Stone age.

یہ پیراگراف کہتا ہے کہ لاہور میں 35ہزار روپے فی کس خرچ ہو رہے ہیں اور پنجاب کے باقی شہروں میں چند سو روپے فی کس خرچ ہو رہے ہیں اور یہ Stone age کے زمانہ کی ترقی کی رفتار ہے، وہ بے چاری ادھر پائی جا رہی ہے۔

The Word Bank states that the issues of the public sector development faced cute difficulties at the Federal level but the nature of difficulties of Provincial Development Programme seemed more serious and requires efforts for overhauling while the measures problems identified by the Word Bank is concentration of development schemes in only the Provincial Capital in the case of Punjab.

میں اس sentence کو پھر پڑھتا ہوں یہ بڑا مزیدار sentence ہے۔

While of the measures problems identified by the World Bank is concentration on development schemes in only the Provincial Capital in the case of Punjab. The PML(N) Punjab Government has failed to bring any paladin shift for bringing any desired improvement in the development spending that should aim and bring those areas at par with the developed cities of the Province. The World Bank official said presented its signing before the highest of Provincial Government. But there was no move on the part of anyone including bureaucracy of the Punjab recently to rectify this

situation so far. The city of Jhang is at the bottom of the list in which per capita expenditure on development is almost negligible.

اب یہ پنجاب کا بجٹ ہے کہ لاہور میں 35ہزار روپے اور جھنگ میں صفر ہے۔

The Jhang, Layyah, Toba Tek Singh, Bahawalnagar, Khanewal and Rajanpur cities are at the bottom where per capita expenditure on development are at the lowest. These expenditures stood at just a few hundred rupees in terms of per capita expending on development as compared to 35 thousand rupees in Lahore. In case of Lahore, the per capita expenditure on development are touching 35 thousand rupees only indicating that the development schemes are mainly concentrated in the Provincial Capital. Only the highest number of second city in the terms of per capital expenditure on the development is Rawalpindi.

یہ پیراگراف کہتا ہے جو دوسرے نمبر پر شہر آتا ہے جس میں پنجاب کا بجٹ خرچ ہو رہا ہے وہ راولپنڈی ہے لیکن اب آپ آگے سنیں یہ کیا کہتا ہے۔

In which this ratio was standing at ten thousand rupees showing it was far less as compared to Lahore. Mianwali is the third measure city with the per capita income stands at less than ten thousand rupees. The fourth city is Gujranwala where the per capita expenditure on development is hovering around 8 thousand rupees. The fifth position is the city of Chakwal where the per capita expenditure on development is 7 thousand rupees. All of the measure cities and districts of Punjab are spending less than 5 thousand rupees per capita on development in

their respective areas. Such neglected cities included Muzaffargarh, Nankana Sahib, Kasur, Gujrat, Bhakkar, Rahim Yar Khan, Mandi Bahauddin, Faisalabad, Hafizabad, D.G. Khan, Sargodha, Jhelum, Sialkot, Bahawalpur, Narowal, Attok, Pakpattan, Sheikhupura, Okara, Sahiwal, Vehari, Lodhran, Khushab, Rajanpur, Khanewal, Bahawalnagar, Toba Tek Singh, Layyah and Jhang.

جناب سپیکر! یہ جو لاہور ہمارے ساتھ کرتا آیا ہے اور اسی وجہ سے ہم یہ سمجھتے ہیں بلکہ اس House میں بیٹھی ہوئی تمام بڑی جماعتوں سے میری آپ کے توسط سے مؤدبانہ گزارش ہو گی کہ خدا کے لئے اس بات کو ٹھیک کرنے کا ایک ہی حل ہے کہ اپنے اپنے منشور میں بہاولپور صوبے کی بحالی ڈالیں اور اپنے اپنے منشور میں جو لوگ سرائیکی صوبہ مانگ رہے ہیں ان کے لئے ملتان صوبے کو درمیان میں ڈالیں اور اس ملک کو آگے کی طرف لے کر چلیں۔ دیکھیں! اب کوئی بات چُھپتی نہیں ہے۔ یہ جو رپورٹ میں نے پڑھی ہے یہ میری رپورٹ نہیں ہے اور میں نے جو فنانس منسٹر صاحب کو دی ہے یہ میری تحریر نہیں ہے، یہ World Bank کی تحریر ہے اور یہ ہوتا چلا جائے گا، اس کو ہم ٹھیک نہیں کر سکتے۔ جو تختِ لاہور ہے، جس کا ذکر ہم بابا بلھے شاہ صاحب کی شاعری میں سنتے تھے یہ بات خواہ مخواہ باہر نہیں آئی یہ واقعی ایک حقیقت ہے اور جس کو World Bank نے prove کیا ہے۔

ہم لوگ بہت پیچھے ہیں، جب تک ہماری اپنی اسمبلی نہیں ہو گی، جب تک ملتان کی اپنی اسمبلی نہیں ہو گی اور جب تک بہاولپور کی اپنی اسمبلی نہیں ہو گی ہماری بات کون سنے گا؟ یہاں تو چار سو بندہ بیٹھا ہوا ہے اس چار سو بندے کے پاس ٹائم ہی نہیں ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ یہاں پر ڈونگا بونگا کی بات ہو سکتی ہے، ماچھکہ کی بات ہو سکتی ہے؟ اور یہاں پر تو بڑی مشکل سے جو لوکل لوگ ہیں وہ بات کر لیتے ہیں۔ ہمارے بے چارے ستائے ہوئے لوگ ہیں، ہم لوگ بہت دور سے آتے ہیں اور آتے آتے اتنے تھک جاتے ہیں کہ یہاں کھڑے ہو کر ہم اپنے آپ کو assert نہیں کر پاتے۔ صحیح بات ہے تب ہی ہمارا یہ حال ہے تو ہماری حالت پر رحم کریں۔ میں آپ کے توسط سے ان بڑی جماعتوں سے ہاتھ باندھ کر گزارش کرتا ہوں کہ یہ کسی کا political agenda نہیں ہے۔ میں یہ باتیں سُنتا ہوں کہ یہ political

agendaہے، فلاناں ڈھمکانا ہے، یہ کسی کا political agendaنہیں ہے یہ اس ملک کی بقاء کی بات ہے، اس ملک کی ترقی کی بات ہے۔اللہ کا نام لے کر اپنی اپنی جماعت کے منشور میں یہ بات ڈالیں، بہاولپور بھی صوبہ تھا، قائداعظم کے پاکستان میں بہاولپور کی صوبائی حیثیت تھی۔ تاریخی طور پر ملتان بھی ہمیشہ سے صوبہ تھا، اس کو بھی صوبہ بنادیں ہم اپنے مسائل اپنی اسمبلیوں میں پیش کریں گے۔ بہاولپور کی صوبائی حیثیت بھی بحال کر دیں اور اگر بھکر، جھنگ، میانوالی، سرگودھا والے چاہتے ہیں تو ان کو بھی صوبہ بنادیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا بلکہ ملک ترقی کرے گا۔ پنجاب کے بارے میں جو misconceptionsہیں وہ بھی دور ہو جائیں گی اور یہ جو پنجاب کی بیوروکریسی ہے یہ لاہور میں بیٹھ کر صادق آباد نہیں جاسکتی، اگر یہ پونے پانچ سو میل کا فاصلہ طے کر کے وہاں جائے گی تو ان کا تو پورا بجٹ TA/DAمیں لگ جائے گا۔ یہاں سے سیکرٹری صاحب صادق آباد کے پرائمری سکول کو visitکرنے جائیں گے تو ان کا TA/DAملاحظہ فرمائیں کیونکہ سیکرٹری صاحب اکیلے تو جائیں گے نہیں، پورا ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ stand to ہو گا۔ لاہور سے لے کر صادق آباد تک، سیکرٹری صادق آباد جا سکتا ہے اور نہ صادق آباد سے غریب یہاں آسکتا ہے تو اس ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا کیا فائدہ؟ ہمیں تو اس ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا کوئی فائدہ نظر نہیں آتا جو ایجوکیشن provideہی نہیں کر پا رہا اور failureکی طرف جا رہا ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ انہی ٹاٹ کے سکولوں سے بہترین ڈاکٹرز، بہترین سول بیوروکریٹس، بہترین سیاستدان، Noble Prize winnersپیدا ہوتے تھے۔ آج پرائمری سکول وہ کام نہیں کر رہے جو آج سے بیس سال پہلے کر رہے تھے تو آئندہ یہ حالات کیسے ٹھیک ہو جائیں گے؟ یہ ٹھیک نہیں ہو سکتے۔ آج جو B.H.Uہے اس کی وہ حالت نہیں ہے جو آج سے بیس سال پہلے تھی۔ آج وہ تمام infrastructure جو انگریز بنا کر گیا تھا وہ تنزلی کا شکار ہے اور آج پنجاب گورنمنٹ اس infrastructure کو فروخت کرنے کے لئے مجبور ہے جو انگریز نے اس لئے بنایا تھا کہ وہاں پر visits ہوں گے۔ Irrigation Departmentکے جو Rest Housesتھے وہ اتنے خوبصورت تھے اور نہ وہاں پر کوئی مشینیں لگی ہوئی تھیں وہ اس لئے تھے کہ Secretary Irrigationکو حکم ہوتا تھا، ان کا entire scheduleہوتا تھا، وہ رات کو بجلی کے بغیر ان guest housesمیں جا کر ٹھہرا کرتے تھے۔ اس زمانے میں بجلی نہیں تھی اور آج Secretary Irrigationکے پاس فرصت ہی نہیں ہے، آج Secretary Educationکے پاس ٹائم ہی

نہیں ہے، آج Agriculture Secretary کے پاس کوئی وقت ہی نہیں ہے اور آج Secretary Health کے پاس کوئی ٹائم نہیں ہے، یہ نہیں چل سکتا۔ یہ سسٹم نہیں چلے گا اور یہ collapse ہوتا چلا جائے گا۔ ہم سب اس اسمبلی میں پنجاب کی بہتری کے لئے آئے ہیں اور ہمیں پنجاب سے محبت ہے۔ احمد محمود کو پنجاب سے محبت ہے، احمد محمود کو لاہور سے محبت ہے، ہم لاہور سے پیار کرنے والے لوگ ہیں لیکن ہم چاہتے ہیں کہ جو لوگ ہمیں یہاں بھیجتے ہیں ان کے مسائل حل ہوں۔ ہم نے لاہور میں گھر بنایا ہے، لندن میں نہیں بنایا۔ لاہور میں گھر اس لئے بنایا ہے کہ سب سے اچھی تعلیم یہاں ہے، سب سے اچھی health facilities یہاں ہیں، سب سے اچھا infrastructure یہاں ہے اس لئے لاہور میں گھر بنایا ہے نہیں تو ہم بہاولپور میں گھر بناتے۔ میری اس بجٹ بحث کے توسط سے یہ گزارش ہے کہ خدا کے لئے ہماری فریاد کو ہمدردانہ طریقے سے دیکھا جائے، یہ جو 193 بلین روپے ہے میں اگلے سال کے بجٹ میں دیکھوں گا کہ یہ کیسے خرچ ہوا اور یہ جو 54 بلین روپیہ کائرہ صاحب نے مہربانی فرماتے ہوئے ہمیں دیا ہے اس پر بھی ہم انشاء اللہ تعالیٰ اگلے بجٹ میں بات کریں گے کہ یہ کیسے خرچ ہوا۔ میں کائرہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ جب تک ہمارا صوبہ نہیں بنتا اس وقت تک کوئی ایسا سسٹم بنائیں کہ یہ 54 بلین روپے لاہور میں ان Secretaries کے پاس نہ رہ جائیں یہ ہم تک پہنچ جائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ایسی کون سی رکاوٹ ہے جو یہ کام نہیں ہو سکتا؟ 54 بلین روپیہ آپ نے بجٹ میں رکھا ہے، یہ بجٹ آپ ہمیں دے دیں ہم خرچ کریں گے۔ میری کائرہ صاحب کے لئے تجویز ہے کہ Provincial Development Committee بنائی جائے جو بیٹھک لاہور میں بیٹھے اور اس ہاؤس کی ایک Divisional Development Committee ہو جب division کے level پر بیٹھیں اور پھر ایک District Development Committee بنائی جائے جو district کے level پر بیٹھے اور ان تینوں کمیٹیوں کی آپس میں coordination ہو اس کا آپ کو فائدہ ہو گا، جو Committee Provincial Development ہے یہ division کو releases کرے اور جو Divisional Development Committee ہے وہ district کو کرے تب جا کر یہ 54 بلین روپے خرچ ہوں گے ورنہ میں آپ کو بتا رہا ہوں اس پیسے کو خرچ کرنے کی رحیم یار خان، بھکر، لیہ، میانوالی ان کی capacity نہیں ہے اور یہ صرف کاغذوں میں رہ جائے گی اور یہ جو Secretaries ہیں یہ بیٹھ کر کہیں گے کہ ادھر capacity نہیں ہے ہم کیسے خرچ کریں تو خدا کا نام لیں یہ جو Secretaries Finance بیٹھے ہوئے

ہیں ان سے ہماری جان چھڑائیں۔ یہ پیسا آپ ہمیں دیں ہم خود اس پیسے کو خرچ کریں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! آخر میں، میں آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس اُمید کے ساتھ میں اپنی بات کو اختتام کی طرف لے کر جاتا ہوں کہ جس ہمدردی کے تحت، جس political vision کے تحت، جس political will کے تحت انہوں نے ہمارے پیسے بڑھائے ہیں اب اسی commitment کے ساتھ اب اس vision کے ساتھ اور اسی political will کے ساتھ یہ ہمارے پیسے ہم تک خرچ بھی کروائیں گے میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ No point of order.

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! مخدوم صاحب نے اپنی تقریر میں صوبوں کا بھی مطالبہ کیا ہے تو میں اپنی پارٹی کی طرف سے یہ وضاحت کر دوں کہ ہم نے تو گلگت / بلتستان کا بھی صوبہ بنایا اور ہم پنجاب کے بھی مزید صوبوں کے خلاف نہیں ہیں لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ ابھی مناسب وقت نہیں ہے اس وقت ملک حالت جنگ میں ہے، دہشت گردی کے خلاف جنگ ہو رہی ہے اور اس کے ساتھ مالی طور پر بھی ملک اس پوزیشن میں نہیں کہ نئے صوبے بنائے جا سکیں۔ جیسے ہی یہ پوزیشن clear ہو گی انشاء اللہ نئے صوبوں کے بارے میں سوچا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ پیپلز پارٹی کی طرف سے جس طرح جذبات کا اظہار کیا گیا ہے ہماری ایک قرارداد ہے یا یہ خود قرارداد لے آئیں یا ہماری قرارداد میں شامل ہو جائیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے آج ہم بجٹ پر ہی بات کریں، بجٹ پر بحث ہو رہی ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جی، انہوں نے یہ بات شروع کی ہے۔

(اس مرحلہ پر صحافی حضرات اپنا احتجاج ختم کرکے واپس پریس گیلری تشریف لے آئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ندیم کامران صاحب press gallery کے صحافیوں سے بات کرنے گئے تھے۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں پریس کے تمام حضرات کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو ابھی تشریف لے آئے ہیں۔ میرے ساتھ مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب اور چودھری غفور صاحب بھی گئے تھے۔ ہمیں واقعی بہت افسوسناک خبر ملی ہے۔ یہ پہلے ہی کچھ لوگوں کے علم میں تھی لیکن اس ہاؤس کے علم میں نہیں تھی۔ فیصل آباد سے تعلق رکھنے والے ہمارے ایک معزز صحافی ایم ایس فخری صاحب کے اڑھائی سالہ بچے کو ایک شخص نے درندگی کی صورت میں پٹخ، پٹخ کر مار دیا، یہ 5۔ مئی کا واقعہ ہے اس کے بعد وہ گرفتار ہو چکا ہے اور جیل میں ہے۔ اس حوالے سے دو تین باتیں سامنے آئی ہیں۔ ایک تو اس کو جیل میں extra facilitate کیا جا رہا ہے اور اس کے لئے انہوں نے بات کی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تھانہ مصطفیٰ آباد کی پولیس ان کے ساتھ تعاون نہیں کر رہی اور تیسری بات یہ ہے کہ جو ہمارے ایم پی اے اللہ رکھا صاحب کے علم میں یہ بات مکمل طور پر ہے اس کو کچھ سیاسی طور پر بھی support مل رہی ہے اس سلسلے میں بھی ان کو کچھ شکایت تھی اور اللہ رکھا صاحب اس کو manage بھی کر رہے ہیں اور ان کے ساتھ تعاون بھی کر رہے ہیں۔ میں ان سے گزارش کروں گا، ان کا مطالبہ یہ ہے کہ آپ پولیس کو اس ہاؤس کی وساطت سے direction دیں کہ وہ انصاف پر مبنی کام کریں اور چودھری غفور صاحب کے ذمہ یہ کام لگایا گیا ہے کہ ان کو جو بلاوجہ extra facilitate کیا جا رہا ہے اس کو ختم کیا جائے۔ میں ہاؤس کی طرف سے یقین دہانی کروانا چاہتا ہوں اور آپ سے گزارش کروں گا کہ ہمیں اس کام کو فوری طور پر کرنا ہے اور کل ہی ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے آفس میں اس پر

ایک meeting call کی جائے جس میں آئی جی صاحب کو بلایا جائے اور اس مسئلہ کو seriously لیا جائے۔ آپ کی وساطت سے میں press کو بھی ensure کرنا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ فوری طور پر اس پر action لیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ، چودھری عبدالغفور صاحب، اللہ رکھا صاحب اور متعلقہ لوگ پریس گیلری کے دوستوں کو بٹھا کر جس طرح وہ کہتے ہیں اس معاملے کو دیکھیں۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! آپ مہربانی فرما کر IG Prisons اور IG Police Punjab کو بھی کہہ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Prisons کے منسٹر تو سامنے بیٹھے ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے جو کچھ کہا ہے ہم نے اس کو چیک کیا ہے اور یقیناً یہ بہت ظلم اور زیادتی ہے کہ ایک اڑھائی سال کے innocent بچے کو ایک شخص نے پکڑ کر دیوار کے ساتھ مارا ہے اور at the spot اس کی death ہو گئی۔ اس کے والد کے بقول اس بچے کو گلی سے نہیں پکڑا گیا، اس بچے کو گھر کے اندر سے پکڑ کر لایا گیا ہے اور اس کے بعد دوسرے بچے کے ساتھ بھی انہوں نے اسی طرح زیادتی کی ہے اور جس بندے نے یہ کام کیا ہے اس کو پاگل declare کرنے کے لئے بڑی کوشش کی جارہی ہے۔ جیل کے اندر اس کا یہ معاملہ ہے کہ اس کو ہسپتال میں رکھا گیا ہے۔ میں اپنے آئی جی کو بھی convey کر رہا ہوں کہ کسی صورت بھی ایسے درندے کو facilitate نہیں کیا جانا چاہئے۔ انہوں نے اس سلسلے میں کچھ نام بھی point out کئے ہیں جو پولیس کے ذریعے ان کو facilitate کرنا چاہتے ہیں ان کے متعلق بھی آپ کو بتائیں گے اور ان سے بات بھی کریں گے۔ آپ کی مہربانی کہ آپ نے اس پر کمیٹی بھی بنادی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آئی جی کو کل اپنے ایس پی کے ساتھ اور اس کیس کی پوری معلومات کے ساتھ یہاں پر آنا چاہئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہمارے لاہور جیسے شہر کے اندر کوئی اس طرح سے اس معصوم پھول کو مسل دے اور اسے سزا بھی نہ ملے تو یہ بڑا ظلم ہو گا۔ مجھے یہ بھی پتا چلا ہے کہ شاید وہ شخص ملک سے باہر جانے کی کوشش بھی کر رہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ

اس ہاؤس کے ذریعے ایف آئی اے کو ایک direction جانی چاہئے اور اس کا نام ECL میں بھی درج ہونا چاہئے تاکہ اس شخص کو قرار واقعی سزا دی جاسکے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: سیکرٹری صاحب اس بات کی اطلاع کر دیں کہ کل اس مسئلے پر میٹنگ ہو گی اور ہم اس سارے مسئلے کو دیکھیں گے۔ اب میں شیخ علاؤالدین صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ بجٹ پر بحث کریں۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بجٹ پر بحث ہے اس لئے میں پوائنٹ آف آرڈر پر زیادہ موقع نہیں دوں گا۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! آپ ہمیں بات کرنے کا موقع نہیں دیتے، میں آپ کے رویے کے خلاف احتجاجاً walkout کرتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے ثناء اللہ مستی خیل صاحب کو floor دیا ہے۔ جی!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خاتم النبیین۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا اور مجھے Honourable Leader of the Opposition اور مخدوم احمد محمود صاحب کے بعد موقع دیا گیا۔ میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے صوبہ پنجاب کی عوام کی منتخب حکومت کو تیسرا بجٹ پیش کرنے کا موقع عنایت فرمایا چونکہ جمہوریت میں جمہور کی representation ان کی elected governments کرتی ہیں اور جمہوریت کا حسن یہ ہوتا ہے کہ policies اور vision جمہور کے مفادات کو سامنے رکھ کر بنائی جائیں اس پر بجٹ بنتے ہیں، no doubt بجٹ کی دستاویز کسی بھی حکومت کی vision، پالیسی اور ان کی direction کی سمت کا تعین کرتی ہے۔ آج مجھے یہ کہنے دیجئے کہ میرے اپوزیشن کے بھائیوں نے تنقید کے نشتر ضرور چلائے، ہم ان کی تنقید کو open arm and open heart سے قبول کرتے ہیں۔ (شور وغل)

جناب ڈپٹی سپیکر: میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ اپنی اپنی سیٹیں جو allotted ہیں ان پر بیٹھیں اور اگر کسی منسٹر سے بات کرنی ہے تو لابی میں جا کر کریں، لابی اس لئے ہی ہوتی ہے۔ جی، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: اگر تنقید صوبے کی 8 کروڑ عوام کی فلاح و بہبود کی خاطر ہو تو ہم اسے open heart سے قبول کریں گے ۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ آج دنیا کے اندر جو پورا international recession تھا یہ موجودہ بجٹ اس تناظر کے اندر عالمی اور national level کی economy کو مد نظر رکھ کر ground realities کو دیکھ کر بنایا گیا ہے ۔ میں اس موقع پر وزیر خزانہ صاحب کو خصوصی طور پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب وزیر اعلیٰ، خادم اعلیٰ پنجاب کے vision کو خصوصی طور پر سراہتا ہوں اور اس حکومت کی efforts کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں کہاں سے شروع کروں اور کہاں پر بات ختم کروں جتنا عوام دوست pro poor اور ٹیکس فری بجٹ ہے کہ اس کے اندر چاہے صحت ہے، تعلیم ہے، زراعت ہے، آبپاشی ہے اس بجٹ میں تمام چیزوں کا احاطہ کیا گیا ہے اور میں اس پر آج to the point بات کروں گا۔ قائد حزب اختلاف کی باتوں کو میں rebut کروں گا۔ محسن لغاری صاحب آپ اس چیز کے گواہ رہنا، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت پاکستان کے اندر خصوصی طور پر ہماری عوام اس وقت جس کرب اور مشکلات کا شکار ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ ہمارے لوگ جو آج کہتے ہیں کہ چیف منسٹر پنجاب نے سستی روٹی کی سکیم کیوں شروع کی؟ اس کا خمیازہ آپ نے کل دیکھا جو رکشا ڈرائیور نے خودکشی کی۔ یہ سستی روٹی کا جو preplanned programme شروع کیا گیا ہے یہ ان غریب مزدوروں، کسانوں اور neglected لوگوں کے لئے ہے جن کے پاس وسائل نہیں ہیں۔ آپ مجھے کہنے دیجئے کہ:

غریبِ شہر تو فاقوں سے مر گیا
امیرِ شہر نے ہیرے سے خودکشی کر لی

میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اپوزیشن کے بھائیوں کی بھی ہیرے والی صورت بنے گی۔ -/200 روپے کمانے والے مزدور کے لئے، کم تنخواہ دار لوگوں کے لئے سستی روٹی میں جو focus

points ہیں میں اپنے بھائیوں کو بتا دینا چاہتا ہوں ان میں ریلوے سٹیشن، بس سٹینڈ، لیبر کالونیز اور کچی آبادیوں کو focus کیا گیا ہے اور یہ purely urbanization programme ہے، یہ purely پنجاب کے شہروں کو cater کرنے کے لئے بنایا گیا اور جو کم آمدنی والے ملازمین ہیں ان کی سانسوں کا سلسلہ بحال کرنے کے لئے یہ پروگرام شروع کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قابل تحسین ہے اگر میں یہ نہ کہوں کہ ہم خونی انقلاب سے بچنے کے لئے اگر ایسی عوام دوست سکیمیں شروع نہ کرتے تو مجھے کہنے دیجئے کہ آج جو لوگ فاقوں سے خودکشی کر رہے ہیں وہ یہ کہتے ہوئے باہر نہ نکل آئیں۔

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

اس میں جو سستی روٹی سکیم ہے اس کے فوائد بھی ہم discuss کر سکتے ہیں، ان کی خامیوں کو ہم discuss کر سکتے ہیں، اس کی حقیقت سے، اس کی فلاسفی سے ہم انکار نہیں کر سکتے اور میرے جو بھائی بار بار سستی روٹی سکیم کو criticize کر رہے ہیں اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ سستی روٹی پر 60 کروڑ روپیہ ماہانہ خرچہ کیا جا رہا ہے میں ان کو بتا دینا چاہتا ہو ں کہ سستی روٹی سکیم کے لئے previous budget میں 7.5۔ارب روپے رکھے گئے تھے جس کو decrease کر کے ہم 5 بلین روپے پر لائے ہیں۔ پہلے تنوروں کی تعداد 13980 تھی۔ میرے خیال میں یہ بات ابھی میڈیا کے سامنے بھی نہیں آئی جس کو پانچ focused areas میں تقسیم کیا گیا جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ریلوے سٹیشن، ہسپتال، لیبر کالونیز ان کے priority areas تھے اور اب تنوروں کی تعداد دس ہزار چھ سو ساٹھ کر دی گئی ہے۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: لکھی ہوئی تقریر نہیں، پڑھی جا سکتی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: میں figures بتا رہا ہوں، دیکھ کر نہیں پڑھ رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ consult کر سکتے ہیں۔ آپ Chair کو مخاطب کر کے بات کریں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میرے خیال میں ان کو 150 ملین روپیہ روزانہ دیا جا رہا ہے۔ جو لوگ 7 کروڑ روپے کی بات کرتے ہیں میں آج انہیں اسمبلی کے floor پر چیلنج کرتا ہوں کہ اگر

وہ اپنی بات ثابت کر دیں تو میں تا حیات سیاست چھوڑ دوں گا- میرے پاس سستی روٹی کی افادیت کے پروگرام کے بارے میں وائٹ پیپر ہے جو میں سردار محسن لغاری کے حوالے کروں گا-(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: .No cross talk please تشریف رکھیں-

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: یہ پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا ڈویلپمنٹ بجٹ پیش کیا گیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑا بجٹ پاکستان اور خاص طور پر پنجاب کی تاریخ میں پیش نہیں کیا گیا-اس میں تمام علاقوں کو cover کیا گیا ہے- آپ نے پچھلے سال بھی مخدوم احمد محمود کی تقریر سنی ہو گی اور آج کی بھی سنی ہے-ان کی آج کی تقریر اور پچھلے سال کی تقریر میں زمین آسمان کا فرق ہے-اس بجٹ کے اندر پنجاب کے تمام علاقوں کی نمائندگی کی گئی ہے چاہے وہ جنوبی پنجاب، میانوالی بھکر یا راولپنڈی کے علاقے ہوں سب علاقوں کی براہ راست نمائندگی کی گئی ہے کیونکہ پنجاب حکومت کا motto دیانتداری، شفافیت، میرٹ اور good governance ہے۔میں این ایف سی ایوارڈ پر وزیر اعلیٰ پنجاب کے vision کو سلام پیش کرتا ہوں اور وزیر خزانہ کو بھی کہ جو لوگ پہلے پنجاب کو گالی دیا کرتے تھے، جو پنجاب کو غاصب کہا کرتے تھے اور ہمارے چھوٹے صوبوں کے جو لوگ پنجاب کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کیا کرتے تھے-میں اس چیز کا eye witness ہوں کہ جب میں نیشنل اسمبلی میں تھا تو ہمارے سامنے چھوٹے صوبوں کے لوگ یہ باتیں کرتے تھے لیکن آج وزیر اعلیٰ پنجاب اور موجودہ حکومت نے جو این ایف سی ایوارڈ دیا ہے اس سے صوبوں کے درمیان ہم آہنگی میں اضافہ ہوا ہے-میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان کی یکسانیت کو مضبوط کرنے کی بات ہے-اس کے علاوہ جو اٹھارویں ترمیم لائی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوریت کی بہت بڑی فتح ہے- محترمہ بے نظیر بھٹو اور میاں نواز شریف صاحب نے جو Charter of Democracy sign کیا تھا اس کے مطابق پورے پاکستان کی 18 کروڑ عوام کے منتخب نمائندوں نے متفقہ طور پر اٹھارھویں آئینی ترمیم کو پاس کیا ہے- آج مجھے یہ کہنے دیجئے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے جو subsidy پروگرام شروع کیا ہے چاہے رمضان المبارک میں عوام کو سستا آٹا دینا ہو، چینی فراہم کرنے کے اقدامات ہوں یا wheat procurement کی subsidy ہو یہ سب قابل تحسین ہیں-اس کے علاوہ خاص طور پر پبلک ٹرانسپورٹ کے لئے جو subsidy دی گئی ہے وہ بھی قابل تحسین ہے-

جناب ڈپٹی سپیکر: وزراء صاحبان! اگر آپ نے باتیں کرنی ہیں تو پھر لابی میں تشریف لے جائیں-

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! محترم قائد حزب اختلاف نے جو باتیں کی ہیں میں ان کا one by one جواب دوں گا۔ انہوں نے یہ کہا کہ 43 فیصد utilization ہے۔میں آج پھر اپوزیشن کو چیلنج کر رہا ہوں اور document کے ساتھ prove کر رہا ہوں کہ سابقہ بجٹ میں جو 175 بلین روپے کا ڈویلپمنٹ بجٹ دیا گیا تھا up till May 134۔ارب روپے خرچ ہو چکے ہیں جو 82 فیصد بنتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ Chair کو مخاطب کر کے بات کریں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! چودھری ظہیر صاحب میرے لئے قابل احترام ہیں انہوں نے جو اعداد و شمار دیئے ہیں ان سے میرا اتفاق اس لئے ممکن نہیں ہو رہا چونکہ ان کے پاس کوئی document نہیں ہے۔ہوا میں باتیں کرنا آسان ہے لیکن اسے document سے prove کرنا بہت مشکل ہے۔انہوں نے یہ کہا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے سیکرٹریٹ میں فنڈز کو بڑھایا گیا ہے۔پچھلے پانچ سات سال میں وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے جو فنڈز رہے ہیں میں وہ آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔سابق حکومت میں جب چودھری پرویز الٰہی صاحب قائد ایوان تھے 08-2007 میں وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے لئے 395 ملین روپے رکھے گئے تھے۔09-2008 میں 260 ملین روپے رکھے گئے تھے۔10-2009 میں 290 ملین روپے رکھے گئے تھے اور آج 11-2010 میں 266 ملین روپے رکھے گئے ہیں اور اس میں بھی وزیر اعلیٰ صاحب نے 25 فیصد cut کا فیصلہ کیا ہے۔وزراء کی تنخواہیں بھی کم کی گئی ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! انہوں نے کہا کہ خادم اعلیٰ پنجاب اپنے اخراجات کنٹرول کریں۔مجھے آج یہ بتاتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ انہوں نے نہ صرف اپنے اخراجات کو کنٹرول کیا ہے بلکہ انہوں نے تو سادگی کی مثالیں قائم کی ہیں۔8 کلب کا وہ محل، 8 کلب کا وہ پیلس میرے ان بھائیوں کا مذاق اڑا رہا ہے، انہوں نے اس میں جو شیشے لگائے تھے، اس میں جو فرنیچر لگایا تھا جو اس کے فرش بنائے تھے۔مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ یہ کس منہ سے بات کرتے ہیں؟ یہ کہا گیا کہ زیر استعمال گاڑیاں بڑھالی گئی ہیں میں ان کے بارے میں بھی گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ تقریباً 600 گاڑیوں کو نیلام کیا گیا ہے۔انہوں نے کہا کہ صحت کا وزیر نہیں ہے۔میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ فوج ظفر موج بھرتی کرنے کی بجائے وزیر اعلیٰ پنجاب اور حکومت نے صحت کے میدان میں جو vision دیا ہے اور انہوں نے کہا کہ 2900 ڈاکٹروں کی shortage ہے میں

ان کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ موجودہ بجٹ میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور ان کی حکومت نے تقریباً ساڑھے چار سو ڈاکٹروں کی سیٹیں بڑھائی ہیں اور تین چار نئے میڈیکل کالج قائم کئے جا رہے ہیں-ایک کالج ڈیرہ غازی میں ہے، ایک ساہیوال میں ہے، ایک سیالکوٹ میں ہے اور ایک میڈیکل کالج گوجرانوالہ میں ہے-اس کے علاوہ سوشل سکیورٹی بھی دو میڈیکل کالج بنا رہی ہے-اس طرح ایک سال میں ایک ہزار ڈاکٹر تیار ہوں گے اور انشاء اللہ دو تین سالوں میں پنجاب کا کوئی گاؤں، کوئی قریہ اور کوئی گلی ایسی نہیں ہوگی جہاں ایم بی بی ایس ڈاکٹر اور ٹیکنیکل ڈاکٹر نہیں ہوں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! انہوں نے یہ خوب کہا کہ access to justice programme میں کمی کی جا رہی ہے-قائد حزب اختلاف کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ programme access to justice کا آخری سال ہے اب اسے wind up کر رہے ہیں-

جناب محمد محسن خان لغاری: سب کو justice مل گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپس میں بات نہ کریں-آپ بھی Chair کو مخاطب کر کے بات کریں-

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: ان کی liabilities ہیں، انہیں clear کرنے کے لئے فنڈز رکھے گئے چونکہ اس سال میں اس کا end کر رہے ہیں-مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ شاید چودھری ظہیر صاحب بجٹ پر تقریر کی تیاری کر کے نہیں آئے انہوں نے فیصل آباد رِنگ روڈ کی بات کی کہ وہاں رِنگ روڈ نہیں بنا رہے-میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے فیصل آباد کے رِنگ روڈ کے لئے پیسے رکھ دیئے ہیں اور اس کی feasibility study کے لئے 30 ملین روپے رکھ دیئے گئے ہیں۔انشاء اللہ تعالیٰ اس پر کام شروع ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر کہا گیا کہ P&D کے لئے کوئی فنڈز نہیں رکھے گئے تو میں ان کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ Punjab Economic Opportunity Programme شروع کیا جا رہا ہے، اس کی total cost 7 billion ہے اور اس موجودہ بجٹ میں اس کے لئے 2.2 بلین روپے رکھے گئے ہیں۔قائد حزب اختلاف نے یہاں پر جو باتیں کہی ہیں میں ان کو rebut کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے کہا ہے کہ آپ کی حکومت نے زراعت کے لئے کچھ نہیں کیا تو میں ان کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہماری موجودہ حکومت نے زراعت کے لئے جتنا کچھ کیا ہے

شاید اس سے پہلے کبھی بھی اتنا کچھ نہیں کیا گیا۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ آپ کی حکومت نے زرعی ریسرچ کے funds کم کئے ہیں تو میں ان کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ زرعی ریسرچ پر موجودہ حکومت جتنی رقم خرچ کر رہی ہے اتنا شاید previous حکومت کا زراعت کا total بجٹ بھی نہیں تھا۔ ہماری حکومت نے Agriculture Research Board کے ذریعے کروڑوں روپے کے منصوبے شروع کئے ہیں۔ موجودہ حکومت نے quality seed پر خصوصی توجہ دی ہے، quality seed کی مقدار بڑھائی جا رہی ہے جس کے لئے چائنا سے معاہدہ کیا گیا ہے۔ چائنا کی Silver Land Company پنجاب سیڈ کارپوریشن کے joint adventure سے B.T cotton seed تیار کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ سیڈ کارپوریشن نے ایک مرتبہ پھر process سے گزر کر B.T.cotton variety کی حال ہی میں منظوری دی ہے اور یہ seeds تیار کئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ کالا باغ ڈیم کے حوالے سے یہاں پر بات کی گئی ہے۔

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

پچھلے آٹھ سال آپ نے اقتدار کے مزے لوٹے ہیں اگر آپ پنجاب اور پاکستان کی عوام کے خیر خواہ ہوتے تو اپنے دور حکومت میں کالا باغ ڈیم بنا دیتے۔ اس وقت جو شخص وردی میں ایوان صدر پر راجمان تھا وہ کالا باغ ڈیم بنا سکتا تھا۔ اس وقت آپ نے کالا باغ ڈیم کیوں نہیں بنایا، پنجاب کی عوام آپ سے سوال کرتی ہے کہ کیا آپ اس وقت سوئے ہوئے تھے؟ میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ پنجاب کی موجودہ حکومت اب compromise نہیں کرے گی۔ ہم نے جیسے N.F.C. Award دیا، ہم نے جیسے 18th amendment دی اسی طرح انشاءاللہ تعالیٰ ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ ہم کالا باغ ڈیم پر بھی اپنے چاروں صوبوں کو متفق کرنے کے بعد کام کا آغاز کریں گے۔

جناب سپیکر! کہتے ہیں کہ تنخواہیں بڑھانے پر ہمیں تحفظات ہیں۔ پاکستان کی تاریخ میں for the first time in the history of Pakistan، پچاس فیصد تنخواہیں بڑھائی گئی ہیں۔ قائد حزب اختلاف کا اپنی تقریر میں vision and version یہ تھا کہ گریڈ 1 سے لے کر گریڈ 16 تک کے ملازمین کی تنخواہیں زیادہ بڑھائی جائیں اور گریڈ 18 سے لے کر گریڈ 22 تک کے ملازمین کی تنخواہیں نسبتاً کم بڑھائی

جائیں۔ چونکہ وفاقی حکومت نے ایک فیصلہ کر دیا اور ہم نے ان کے فیصلے کوhonour کیا اورfor the first time in the history of the Punjab پچاس فیصد تنخواہیں بڑھائی گئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پنجاب کے ساڑھے دس لاکھ ملازمین کو فائدہ پہنچے گا۔ قائد حزب اختلاف کہہ رہے تھے کہ پنجاب کے ملازمین مال روڈ پر ہڑتالیں کر رہے تھے،protest کر رہے تھے۔ یہ جمہوری حکومت ہے چونکہ ہم عوام سے آئے ہیں اس لئے ہم نے ان کی feelings کو سمجھا، ہم نے ان کے problems کو سمجھا اور ان کے grievances کو دور کرنے کی خاطر ہم نے بجٹ میں ملازمین کی پچاس فیصد تنخواہیں بڑھا دی ہیں۔

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے یہ بھی کہا کہ environment کے لئے کچھ نہیں کیا گیا تو میں ان کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ environment کے لئے بجٹ میں 335 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ پانچ مختلف منصوبہ جات شروع کئے گئے ہیں جو کہ بجٹ میں بھی شامل ہیں۔ ان کی مالیت 547 ملین روپے ہے۔ میرے خیال میں قائد حزب اختلاف پورے بجٹ کو پڑھ کر نہیں آئے۔

جناب سپیکر! اسی طرح ہم نے پولیس کے بجٹ کو بڑھایا ہے۔Law and order کی خراب صورتحال ہمیں جہیز میں ملی ہے یہ نائن الیون (9/11) کے اس action کا reaction ہے۔ آج پورے پاکستان کی 18 کروڑ عوام متفق و متحد ہو کر اس terrorism کے خلاف جنگ لڑ رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مستی خیل صاحب! آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ اب wind up کر لیں۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں یہ بتاتے ہوئے خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ پنجاب میں ایک نئی police force اور اس کی نئی ٹریننگ کو introduce کروایا جا رہا ہے۔ اسی طرح ایلیٹ فورس کو آرمی کی ٹریننگ دلوائی جا رہی ہے اور already کافی زیادہ پولیس کے جوان آرمی کی ٹریننگ حاصل کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے سستی روٹی سکیم پر بہت سے اعتراضات اٹھائے ہیں۔ سستی روٹی غریبوں کی سکیم ہے۔ خلیفہ وقت حضرت عمر فاروق غریبوں مسکینوں اور یتیموں کی رکھوالی کے لئے آدھی رات کے وقت جایا کرتے تھے۔ انھوں نے اپنی گشت کے دوران روتے ہوئے بچوں کی آوازیں سنیں تو پوچھا کہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟ انھیں بتایا گیا کہ بچے بھوک کی وجہ سے بلک رہے ہیں تو

خلیفہ وقت نے کہا کہ دریائے فرات کے کنارے اگر کوئی کتا بھی بھوکا مر جائے گا تو روزِ محشر مجھ سے اس بابت باز پُرس ہوگی۔ہم نے خلفائے راشدین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سستی روٹی سکیم شروع کی ہے۔مزدور اور محنت کش طبقہ کو سہولت فراہم کرنے کے لئے ہم نے یہ سکیم شروع کی ہے۔ہاں!اس سکیم میں جو خامیاں تھیں انہیں ہم نے دُور کیا ہے۔ہم نے اس پرmonitoring committeeبٹھائی ہے۔ہم نے اس حوالے سے محلہ کمیٹیاں بنائی ہیں اور تحصیل کی سطح پرmonitoring committee بٹھائی ہے چونکہ میرا تعلق ضلع بھکر سے ہے۔موجودہ حکومت نے بھکر،میانوالی،خوشاب اور جھنگ کے اضلاع کے لئے خصوصی funds کا اعلان کیا ہے، جو قابل تحسین ہے۔میں سرائیکی belt سے ہوں،میرا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے۔موجودہ حکومت نے جو کچھ جنوبی پنجاب کے لئے کیا ہے شاید ان کی سابق حکومت وہ سب کچھ نہ کر سکی۔آج میں اسمبلی کےfloorپر کہتا ہوں،جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے پچھلے پانچ سالوں میں جنوبی پنجاب کو150بلین روپے دیئے ہیں میں ان کو چیلنج کر رہا ہوں اور میڈیا کو گواہ بنا کر کہہ رہا ہوں کہ ہم نے اپنے اڑھائی سالوں میں جنوبی پنجاب کے لئے پچھلی حکومت کے مقابلے میں زیادہfundsدیئے ہیں۔

جناب سپیکر!تعلیم اور صحت کے شعبوں کی بہتری کے لئے موجودہ حکومت نے جو اقدامات اٹھائے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی ایک land markہے۔پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہماری حکومتLiver Transplantکوintroduceکروا رہی ہے۔یہ مراکز چلڈرن ہسپتال لاہور،ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی اور نشتر ہسپتال ملتان میں قائم کئے جائیں گے۔اس کے علاوہ ہم نے موبائل ہسپتالوں کا ایک نیاconceptدیا ہے۔ایک نیاinitiativeلیا ہے۔یہ موبائل ہسپتال پورے پنجاب کے اندر لوگوں کی خدمت کریں گے۔اسی طرح راولپنڈی کے اندر ایک جدید ترین کارڈیالوجی انسٹیٹیوٹ قائم کیا جا رہا ہے اور حکومت کی کوشش ہے کہ اس کی completion اسی سال میں ہو جائے۔اس کے علاوہDialysisکی سہولت کا دائرہ کار صوبہ بھر میں پھیلایا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر!اسی طرح ہم نے بے روزگاری کو ختم کرنے کے لئے Punjab Youth Employment Fund قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ زرعی، Veterinary and Forestry graduatesکو رقبے تقسیم کئے جا رہے ہیں۔حکومت پنجاب کی

طرف سے زرعی ماڈل فارم بنانے کے لئے ہر زرعی گریجویٹس کو 9 لاکھ روپے دیئے جائیں گے۔ زرعی اور ویٹرنیری گریجویٹس کو 25 ایکڑ فی کس کے حساب سے سرکاری زمین 15 سال کی lease پر دی جائے گی۔ اس طرح تقریباً 30 ہزار ایکڑ رقبہ زرعی گریجویٹس کو دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! زمین کی تقسیم کے حوالے سے اپوزیشن کے ممبران نے House میں تقریر کرتے ہوئے، چودھری پرویز الٰہی نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اور اپنے white paper میں کہا کہ "Punjab for sale" رکھ دیا گیا ہے۔ میں آج ان کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ زمین کی یہ تقسیم transparent طریقے سے کی جا رہی ہے۔ ضلع کی سطح پر جو District Price Committee ہے وہ پہلے case دیکھتی ہے۔ اس کے بعد ایک بڑی Recognized and Renowned Evaluation Committee بنائی گئی ہے وہ اس کی چھان بین کرتی ہے۔ اس بنیاد پر پنجاب نے 4-ارب روپے کی نجکاری کی ہے اور آئندہ مالی سال میں اس مد میں 12-ارب روپے کی آمدنی متوقع ہے۔ انہوں نے جو کفالت پروگرام شروع کیا تھا اس میں اتنی embezzlement تھی کہ مجھے اسحاق ڈار صاحب بتا رہے تھے کہ کفالت پروگرام کا چیک میرے گھر بھی پہنچ گیا، ان کے یہ حالات تھے جبکہ ان کے مقابلے میں ہماری یہ پوزیشن ہے۔

جناب والا! اس کے علاوہ Leader of the Opposition نے دانش پبلک سکول کو بڑا criticize کیا ہے۔ یہ ہمارا بھی حق ہے، یہ غریبوں، مزدوروں اور کسانوں کا بھی حق ہے، یہ دیہات میں رہنے والی 70 فیصد آبادی کا بھی حق ہے کہ ان کے بچے بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کریں اور اچھے سکولوں میں جائیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ لوگ ایچی سن کالج کے پڑھے ہوئے ہیں۔ موجودہ حکومت نے اسی طرز پر غریبوں، مزدوروں، کسانوں اور کاشتکاروں کے بچوں کے لئے دانش پبلک سکول شروع کئے ہیں جس کی تعلیم ایچی سن کالج یا کسی اور پرائیویٹ ادارہ سے کم نہیں ہوگی اور اس کی priority بھی پنجاب میں رکھی گئی ہے کیونکہ پنجاب میں پسماندگی اور محرومی زیادہ ہے۔ Leader of the Opposition نے کہا کہ سکولوں کی upgradation کے لئے کچھ نہیں کیا جا رہا تو ان کے لئے میرا جواب عرض ہے کہ اس وقت صوبہ کے 1500 سکولوں کی missing facilities کے لئے 4-ارب روپے مختص کئے گئے ہیں، ہائر ایجوکیشن کے لئے 6-ارب 35 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اس طرح جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ

صحت کے لئے بھی کافی رقم رکھی گئی ہے اور اس کے لئے بھی کافی initiatives لئے گئے ہیں۔ جہاں تک زراعت کا تعلق ہے اور یہاں پر آج کل energy کا crises ہے تو ہم نے اس کو meet کرنے کے لئے پنجاب level پر solar energy tubewell لگانے کا منصوبہ شروع کیا ہے۔ اسی طرح TEVTA ایک ایسا ادارہ ہے جس کی افادیت عام تعلیم سے اس لحاظ سے زیادہ ہے کہ اس کے ادارے technical hand پیدا کرتے ہیں اور میں یہاں پر TEVTA کے چھ Centres Excellence کا خصوصی طور پر ذکر کرنا چاہوں گا جو انہوں نے شروع کئے ہیں جن میں Excellence for Industrial Technical, Centre of Medical, Civil, Electrical, Electronics, Telecommunication, Chemicals and Automation. ہیں۔ رات کو میرے جن بھائیوں نے "جیو" پر ڈاکٹر عطاء الرحمٰن کا انٹرویو سنا ہو گا تو وہ کہہ رہے تھے کہ جب Prime Ministers or Presidents foreign tours پر جاتے ہیں تو وہ Information Technology کی ہی بات کرتے ہیں جو قومیں اور ملک Information Technology میں enrich ہیں میں سمجھتا ہوں کہ باقی قومیں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتیں اس لئے موجودہ حکومت نے اسی کو سامنے رکھتے ہوئے دوسرا Centre of Excellence for Textile Technology at Faisalabad and Centre of Excellence for Ceramics proposed at Gujranwala and sub Centre at IBBD Multan and GPI Glass Ceramics and Pottery Development, Centre of Excellence for Wood Working Centre proposed at اسی طرح Shahdara. Gujrat. ہم نے گجرات کو بھی سامنے رکھا ہے کیونکہ ہم نے پورے پنجاب کی نمائندگی کرنی ہے اور اس کا sub Centre راولپنڈی اور کوٹ ادو میں ہو گا۔ پانچواں Centre of Excellence for Leather Technology proposed at ILT, Gujranwala at sub Centre for Tannery at ILT Kasur. اور چھٹا Centre of Excellence for Information Communication Technology ICT at Govt Polytechnic Institute, Bahawalpur. میرے عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ جو بجٹ پیش کیا گیا ہے میں حقیقی انداز میں اور دیانتداری سے یہ کہہ رہا ہوں۔ آج مخدوم احمد محمود کے یہ الفاظ پورے ہاؤس نے سن لئے، میں سردار محسن لغاری کی اطلاع کے لئے بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سردار صاحب! آپ کے میڈیکل کالج کے لئے بھی موجودہ حکومت نے فنڈز رکھ دیئے ہیں اور آپ کے tribal development کے لئے 3.5 ارب روپے رکھ دیئے گئے ہیں۔ ان کے جو اچھے پروگرام ہیں ہم ان کو

appreciate کرتے ہیں، 1122 ان کا اچھا پروگرام تھا لیکن وہ چند اضلاع تک محدود تھا ہم اس کو expand کر کے اس 1122 پروگرام کو 23 اضلاع تک لے گئے ہیں اور جیسے میرا دیہاتی علاقہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ میانوالی، بھکر، خوشاب، لیہ وغیرہ میں بھی ریسکیو 1122 کی buildings complete ہو کر وہاں پر بھی یہ سروس شروع ہو گئی ہے۔ اسی طرح ہم اس کو مزید expand کر کے تحصیلوں میں لے کر جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر میں جنوبی پنجاب کے حوالے سے ذکر نہ کروں تو سخت ناانصافی ہو گی کہ جنوبی پنجاب کے لئے جو 52۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں اور جنوبی پنجاب کا population wise share 31 percent بنتا ہے اس میں موجودہ حکومت نے percent share 34 دیا ہے۔ بہاولپور میں 300 بستروں پر مشتمل ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی تعمیر، بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال کی تعمیر و توسیع، ڈیرہ غازی خان میں میڈیکل کالج، Bahawalnagar Rice Research Institute اور بہاولپور میں Livestock University کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ یہ اعلان بھی کیا گیا ہے کہ دیگر missing facilities اور ان اضلاع میں کم از کم ایک موبائل ہسپتال بھی مہیا کیا جائے گا۔

جناب والا! اگر ہم اپنی صوبائی حکومت کے گُن گائیں تو شاید ہمارے اپوزیشن کے بھائی بھی یہ کہیں گے کہ یہ اپنی حکومت کے گُن گا رہے ہیں لیکن Transparency International پنجاب حکومت کی ملکیت نہیں ہے۔ Transparency International نے بھی یہ کہا ہے کہ پنجاب کے اندر جو transparency، شفافیت اور good governance ہے اس کی مثال باقی چاروں صوبوں میں نہیں دی جا سکتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! اس کے علاوہ آج اگر میں اپنے ضلع بھکر کی بات کر رہا ہوں، اگر میرے کسی گاؤں کا بندہ ہسپتال میں جائے ان کو مفت دوائیاں مل رہی ہیں، ڈاکٹر ان کو treat کر رہے ہیں اور آج ہمیں کسی کے سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں ہے۔ آج غریب بچے کو endowment fund سے تعلیم میں موجودہ حکومت support کر رہی ہے، وہ غریب آدمی جس کو مفت دوائیاں مل رہی ہیں، وہ غریب لوگ جن کے بچوں کو اچھی پوزیشن پر باہر بھجوایا جا رہا ہے ہمارے لئے وہ سرٹیفکیٹ کافی ہے اس کے علاوہ ہمیں کسی سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! آج میاں شہباز شریف کی سستی روٹی سکیم اور ان کا vision کانٹا بن کر کچھ لوگوں کے حلق میں کھڑا ہے۔ بقول شاعر:

فقیہ شہر کو ساغر سے یہی گلہ ہے
یہ شخص درد کی دولت کو عام کرتا ہے

جناب والا! ہم اپنے اپوزیشن کے بھائیوں کو with open heart یہ دعوت دیتے ہیں کہ بجٹ کے salient features بیان کریں ہم انہیں welcome کریں گے۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ (قطع کلامیاں)

point of order کوئی نہیں ہوگا، point of order کوئی نہیں ہوگا۔ No point of order بجٹ کی بحث ہے، ہر شخص اپنی باری پر بحث کرے۔

جناب شاہد محمود خان: جناب سپیکر! ہاؤس میں نماز کے وقت اذان کی روایت تھی اگر آپ نے نماز کا وقفہ نہیں کرنا تو کم از کم اذان تو دلوا دیں تاکہ جس معزز ممبر نے نماز پڑھنی ہو وہ باہر جا کر نماز پڑھ لے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، تشریف رکھیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! آپ نے میاں محمد رفیق کو بات کرنے کی اجازت نہیں دی وہ ناراض ہو کر ہاؤس سے باہر چلے گئے ہیں، اگر آپ ان کی چھوٹی سی بات سن لیتے تو وہ باہر نہ جاتے۔ وہ اس وقت سے باہر گئے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! میاں صاحب کو واپس ہاؤس میں لانے کے لئے میں آپ ہی کو کہتا ہوں اور ڈھلوں صاحب! آپ بھی رانا صاحب کے ساتھ جائیں اور انہیں ہاؤس میں واپس لے کر آئیں۔ میں نے انہیں منانے کے لئے رانا صاحب اور ڈھلوں صاحب کو بھیج دیا ہے۔ اب انجینئر بلال احمد کھر صاحب بجٹ پر بحث کریں گے--- موجود نہیں ہیں۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! شکریہ

ہم کو شاہوں سے عدالت کی توقع تو نہیں
آپ کہتے ہیں تو زنجیر ہلا لیتے ہیں

ابھی مستی خیل صاحب کا جوابی شکوہ کا پورا دیوان سننے کے بعد میں کیا کہوں، میں تو صرف اتنا ہی کہوں گی کہ:

کھول آنکھ زمیں دیکھ فلک دیکھ فضا دیکھ
مشرق سے اُبھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ

تو سورج کی جو شعاعیں اور دھوپ ہے وہ آج بھی مال روڈ پر کھڑے ہوئے ان لوگوں کو دکھا رہی تھی کہ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے وہ ملازمین جو بغیر تنخواہوں کے اپنے بچے لئے احتجاج کے لئے سڑک پر کھڑے تھے۔ وہاں چنیوٹ سے آئے ہوئے لوگ بھی اپنے بچوں کے ساتھ احتجاج کر رہے تھے، سینہ کوبی کر رہے تھے کہ جنھیں ایک بڑی تعداد میں بے روزگاری کا سامنا ہے۔ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے کنٹریکٹ پر رکھے گئے ملازمین کی جنھیں وائس چانسلر نے ریگولر کرنے کی بجائے نوکریوں سے ہی نکال دیا ہے۔ ان کا قصور صرف یہی ہے کہ وہ سارے پنجاب میں کنٹریکٹ ملازمین کو ریگولر کرنے کی بعد ریگولر ہونے کا مطالبہ کر رہے تھے جس پر وائس چانسلر اور دوسرے کرتا دھرتا ناراض ہو گئے اور ان کا یونیورسٹی میں داخلہ ہی بند کروا دیا۔ ان کی میرے پاس درخواستیں موجود ہیں، یہ آپ کی نذر ہیں۔ یہاں اتنے بلند و بانگ دعوے کئے گئے ہیں اور بہت بڑی بڑی باتیں کی گئی ہیں۔ وزیر خزانہ صاحب نے جس انداز سے پہلے بھی دو بجٹ پیش کئے اور اب پھر ایک بجٹ پیش کیا ہے تو ان بجٹوں میں انھوں نے باقاعدہ ستارے لگا لگا کر بجٹ تقاریر میں لکھا کہ "فوری اور سستے انصاف کی فراہمی" اور پھر دوبارہ بجٹ میں ستارے لگا لگا کر یہ جملہ repeat ہوا کہ "فوری اور سستے انصاف کی فراہمی" اور "عوام کے جان و مال کا تحفظ" یہ ستارے جنھیں بار ہا نمایاں کیا گیا کہ "غربت میں کمی، تعلیم کا فروغ، صحت عامہ اور زراعت کی ترقی" تو ان تمام ستاروں کو دیکھنے کے بعد غریب عوام کو تو دن میں تارے نظر آرہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! ابھی میرے بھائی مخدوم صاحب نے کہا تھا کہ جو بھی بجٹ رکھا جاتا ہے وہ لگتے لگتے 50 فیصد رہ جاتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ انھوں نے زیادہ کہا ہے یہاں پر تو 30 فیصد یا 40 فیصد کی بات

کی جاتی تو زیادہ بہتر تھا۔ پنجاب کا 173۔ارب روپے کا پچھلا بجٹ تھا اگر اس میں سے ہم یہ کہیں کہ 70۔ارب روپے لگا اور باقی خرچ ہی نہیں ہوا یا شاید تھا ہی نہیں، ہوتا تو شاید خرچ ہوتا اس کے علاوہ جو 70۔ارب روپے لگا اس کا اگر 50 فیصد لگایا جائے تو وہ 35۔ارب روپے بنتا ہے۔ جب فقط 35 یا 36۔ارب روپیہ پنجاب پر خرچ ہو گا تو پھر لوگ تو سڑکوں پر اسی طرح بھوکے مریں گے۔ اسی طریقے سے خودکشیاں بھی ہوں گی اور اسی طریقے سے ہر روز مال روڈ احتجاج روڈ بنے گی۔ یہ مال روڈ اب احتجاج روڈ میں convert ہو چکی ہے۔ ہم گزشتہ دو اڑھائی سال سے دیکھ رہے ہیں کہ مال روڈ احتجاج روڈ بن چکی ہے اور لوگ اسمبلی کے سامنے دھوپ میں کھڑے اپنے بچے لے کر سراپا احتجاج ہیں، انھیں کئی مہینوں سے تنخواہیں نہیں مل رہیں وہ اپنا گھر بار کیسے چلائیں گے؟ ان حالات میں خودکشیاں تو ضرور ہوں گی۔

جناب والا! انھوں نے پھر بات کی کہ جنوبی پنجاب میں اتنا بڑا بجٹ رکھ دیا گیا ہے۔ ان کی بات بھی ٹھیک ہے کہ بہتی گنگا میں ہاتھ دُھلتے ہیں۔ اس کے بعد بجٹ راستوں میں سے ختم ہوتے ہوتے نامعلوم کہاں چلے جاتے ہیں۔

جناب والا! اس کے ساتھ سب سے بڑا تمغہ جو فخریہ پیشکش بنا کر پیش کیا گیا ہے وہ NFC ایوارڈ کا اجراء ہے۔ اس کو اتنا بڑا تمغہ جرأت سمجھا جا رہا ہے جبکہ میں سمجھتی ہوں کہ پنجاب کا مقدمہ تو ٹھیک سے لڑا ہی نہیں گیا۔ ہم 200۔ارب سالانہ کے حق سے محروم ہو گئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پانچ سال میں ایک ہزار۔ارب سے پنجاب کو محروم کر دیا جائے گا۔ اگر ایک ہزار ارب پانچ سال میں پنجاب پر خرچ ہوں اور نیک نیتی سے خرچ ہوں اس لئے میں کہتی ہوں کہ پنجاب کا مقدمہ صحیح طریقے سے لڑا جاتا تو بہتر تھا۔ آپ ضرور رعایت کریں، آپ ضرور دوسرے صوبوں کے لئے بڑے بھائی کا کردار ادا کریں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پاکستان کی 60 فیصد آبادی اپنے بچوں کو مناسب روزگار کے لئے ترستی رہے اور سڑکوں پر مرتی رہے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہوں گی کہ وزیر خزانہ صاحب نے بڑی مہربانی کی، آپ نے بھی مرحمت فرمائی اور PILDAT کو بھی شامل کیا گیا لیکن مجھے انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم نے بجٹ تجاویز بھی دیں اور انتہائی نیک نیتی سے تجاویز دیں اور آج بھی میرے ہاتھ میں PILDAT کا مسودہ موجود ہے۔ یہاں خواتین کے فنڈز کے حوالے سے بھی بات کی گئی لیکن میں سمجھتی

ہوں کہ اس کے اوپر اپنی بجٹ تقریر میں ایک لفظ بھی کہنا وزیر خزانہ صاحب نے مناسب نہیں سمجھا۔ ہمیں پتا ہی نہیں چل سکا کہ وہ تمام تجاویز کو تجاوزات سمجھتے ہوئے ردی کی ٹوکری کی نذر کر دیا گیا، ان میں سے کسی ایک کو بھی شامل حال کر لیا جاتا یا اپنی تقریر میں کم از کم ایک appreciation کی صورت میں ہی ڈال دیا جاتا لیکن نہیں۔ کیا موجودہ حکومت اپنی ان خواتین کو کوئی حقوق دینے کے لئے تیار نہیں ہے؟ تمام خواتین ممبران کے فنڈز جو ان کا جائز حق ہے انھیں اس سے بھی محروم کر دیا گیا ہے بلکہ خواتین کا لفظ تک وزیر خزانہ نے بجٹ تقریر میں شامل کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ ہم نے چائلڈ پروٹیکشن کے لئے تجاویز دیں، ہم نے خواتین کی بہبود کے لئے تجاویز دیں، ہم نے تجاویز لکھ کر بھی دیں اور سماع خراشی بھی کی گئی۔ آپ ہی کی سربراہی میں سیمینار بھی ہوئے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آدھی آبادی خواتین پر مشتمل ہے لیکن ان کے لئے ایک لفظ بھی نہیں کہا گیا۔ کیا خواتین ملک کا حصہ نہیں ہیں، کیا ایک خاندان کا دارومدار ایک عورت کی فلاح و بہبود سے شروع نہیں ہوتا، کیا اس کو یہاں ان مسودوں میں جگہ دینے کی ضرورت نہیں تھی یا ہم لوگوں نے جو محنت کی اور سیمیناروں میں شرکت کی اس سے جو بھی نتائج نکلے جنھیں بجٹ میں شامل کیا جانا چاہئے تھا لیکن ان کو کہیں بھی شامل نہیں کیا گیا۔

جناب والا! سستے اور فوری انصاف کے ساتھ جب عوام کے جان و مال کے تحفظ کا نعرہ لگایا گیا تو کہا یہ گیا کہ پچھلی دفعہ سے 13 فیصد زیادہ بجٹ اس کام کے لئے رکھا گیا ہے۔ پچھلے مالی سال میں 43۔ارب روپیہ رکھا گیا تھا جب 173۔ارب روپے میں سے صرف 70۔ارب روپیہ خرچ ہوا تو پھر ہمیں یہ بھی بتایا جائے کہ اس 43۔ارب روپے میں سے کتنا خرچ ہوا؟

جناب سپیکر! آج لاء اینڈ آرڈر کی حالت زار یہ ہے کہ اس کے لئے بہت بڑے بڑے نعرے بھی لگائے جا رہے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ کبھی کبھار کسی کے منہ سے سچ بھی نکل جاتا ہے۔ مجھے اس وقت بہت حیرت ہوتی ہے کہ جب حکمران ہی کھڑے ہو کر بڑی سادگی سے یہ بات کہتے ہیں کہ غربت ہے، بے روزگاری ہے، مہنگائی ہے، دہشتگردی ہے، حالات خراب ہیں تو اس وقت وہ کس سے کہہ رہے ہوتے ہیں، کیا وہ اوباما سے مخاطب ہوتے ہیں یا وہ بش کو بلا کر یہ کہہ رہے ہوتے ہیں؟ جب حکمران بھی یہی ہیں اور سب کچھ ان کے ہاتھ میں ہے، بجٹ بھی ان کے ہاتھ میں ہے اور قوم کی تقدیر

بھی ان کے ہاتھ میں ہے تو یہ پھر کس کے آگے اپنے رونے رو رہے ہوتے ہیں؟ یہ حیران کن باتیں ہیں جو کم از کم میرے جیسے بندے کے سَر سے تو گزر جاتی ہیں۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ حیران کن باتیں میرے جیسے بندے کے سَر سے تو گزر جاتی ہیں کہ یہ کس سے فریاد کی جا رہی ہوتی ہے کہ حکمران جنہوں نے غریبوں کو انصاف دینا ہے، روزگار اور روٹی روزی دینی ہے وہی کہہ رہے ہیں کہ ہم کیا کریں اور ہماری بے چاری عوام بھوکی مر رہی ہے۔ یہ کس کو کہتے ہیں اور کیوں کہہ رہے ہوتے ہیں؟ میری سمجھ سے یہ بالاتر ہے۔ انہیں تو تسلیاں اور تشفیاں دینی چاہیئں بلکہ انہیں عمل کر کے اُن کو روزگار فراہم کرنا چاہئے، نہ کہ یہ کہتے ہیں کہ افسوس عوام بھوکی مر رہی ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے بات ہوئی ہے تو اُس کے لئے بجٹ 43۔ارب روپے کا رکھا گیا ہے لیکن لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے آج ہم کس طرح کے حالات دیکھ رہے ہیں۔ میں قائداعظم کا ایک مقدمہ آپ کے سامنے پیش کرنا چاہوں گی کہ 11۔اگست کو قانون ساز اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا تھا کہ تمام مذاہب کو یہاں پر آزادی حاصل ہو گی۔ آج جو صورتحال اور حالات ہیں انہیں آپ دہشت گردی کہہ دیں، فرقہ واریت کہہ دیں لیکن یہ بات تو طے ہے کہ اقلیتوں کے ساتھ بالکل ایسا سلوک ہو رہا ہے کہ اُن کو proper تحفظ فراہم نہیں کیا جا رہا تو پھر یہ 43۔ارب روپیہ کس چیز پر خرچ ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: یہ صرف قائداعظم نے نہیں کہا بلکہ آپ کا آئین پاکستان بھی کہتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ پاکستان انہی کی وجہ سے ہے۔ اگر قائداعظم نے یہ ملک بنایا تھا اور دستور ساز اسمبلی میں یہ ساری باتیں ہوئی تھیں تو انہی کی بدولت آج آئین بھی ہے، اسمبلیاں بھی ہیں اور آج ہم بھی انہی کی وجہ سے یہاں کھڑے ہوئے ہیں لیکن افسوس کہ اُن کے مؤقف کو آج ہم نہیں دیکھتے کہ اُس کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال یہ ہے کہ اسلام مذہبی آزادی کا سب سے بڑا حامی ہے اور پاکستان جو اسلام کا قلعہ ہے لیکن آج یہاں پر کس قسم کے حالات ہیں۔ میں نے دو ماہ

پہلے ایک تحریک التوائے کار جمع کروائی تھی جسے reject کر دیا گیا۔ میں نے اپنی تحریک میں یہ لکھا تھا کہ فیصل آباد میں تین جیولرز کو قتل کر دیا گیا ہے جن کا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے۔ اگر اُس وقت اس پر نظر ثانی ہو جاتی، اُس تحریک التوائے کار کو منظور کر لیا جاتا تو اتنا بڑا واقعہ جو ماڈل ٹاؤن پھر گڑھی شاہو میں ہوا کہ قادیانیوں کی عبادت گاہوں میں 106 لوگوں کو نہیں بلکہ 106 خاندانوں کو مار دیا گیا۔ آج پوری دنیا کے آگے ہمارا سر شرم سے جھکا ہوا ہے کہ ہم اپنی اقلیتوں اور دوسرے مذاہب کے لوگوں کو تحفظ مہیا نہیں کر سکتے۔ میں یہ کہوں گی کہ 43۔ارب روپے کا بجٹ جو وزیر قانون صاحب کے ہاتھ میں تھا، وزیر قانون صاحب اُس بجٹ سے کیا کر رہے تھے؟ میں یہاں پر کچھ حیران کن حقائق آپ کے نوٹس میں لانا چاہتی ہوں کہ قادیانیوں کی عبادت گاہوں میں یہ واقعہ رونما ہونے سے دو ماہ پہلے باہر تعینات گارڈز اور محافظوں سے اسلحے لے لئے گئے اور انہیں کہا گیا کہ وہ اسلحے کے بغیر یہاں کھڑے ہوں گے، صرف 24 گھنٹے پہلے وہاں کے ایس ایچ او کو تبدیل کر دیا گیا، threats بھی تھے، معلومات بھی تھیں تو وزیر قانون پھر کہاں سوئے رہے اور انہوں نے وہاں پر حفاظتی تدابیر کیوں نہیں اختیار کیں؟ جب وہاں پر صرف نااہلی اور نامناسب سکیورٹی کی وجہ سے چند دہشت گرد گھس جاتے ہیں تو میں یہ پوچھتی ہوں کہ اگر ہم اپنی گاڑیوں میں اپنے بچوں کے ساتھ نکلتے ہیں تو قدم قدم پر ناکوں پر ہماری گاڑیوں کی تلاشیاں ہوتی ہیں، ہمارے بچوں کو بھی چیک کیا جاتا ہے جو شکلوں سے ہی نظر آتے ہیں کہ وہ شریف گھرانوں کے بچے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہوا کہ اُن عبادت گاہوں پر رائفلیں اور اسلحہ لے کر دہشت گرد پہنچ گئے؟ یہ سکیورٹی کا بہت بڑا failure نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے اس کے ساتھ میں یہ بھی کہوں گی کہ جب اس چیز کے threats موجود تھے تو پھر وہ دعوے، وہ باتیں اور 43۔ارب روپے کہاں گئے؟ وہاں پر پولیس بالکل نہتی کھڑی تھی۔ وہ دہشت گرد لوگوں پر گولیاں برسا رہے تھے اور انہیں مار رہے تھے تو اُس وقت ہمارے پولیس کے سپاہی درخت کے پیچھے چھپے ہوئے تھے۔ اُن سے جب مطالبہ کیا گیا کہ آپ لوگ جوابی کارروائی کیوں نہیں کر رہے تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس اس وقت صرف چار گولیاں ہیں۔ کیا ان 43۔ارب روپے سے چار گولیاں بھی نہ خریدی گئیں، وہ پیسے کس چیز پر خرچ ہو رہے ہیں یا وزیر قانون صاحب صرف خوش گپیوں میں ہی مصروف رہتے ہیں؟ پانچ گھنٹے تک دہشت گرد تباہی مچاتے رہے اور اعلیٰ حکام دلاسے دیتے رہے کہ فورس آ رہی ہے۔ نتیجتےً لوگوں نے جان پر کھیل کر دہشت گردوں کو پکڑے رکھا اور زخمی

زیادہ خون بہہ جانے سے جاں بحق ہو گئے۔ اگر وہ دہشت گرد پٹرول پمپ کو بھی نشانہ بناتے تو مزید نقصان ہو سکتا تھا۔ میں اس سلسلے میں یہ کہوں گی کہ کیا ایسی کوئی پالیسی مرتب کی جا رہی ہے؟ پولیس کے لئے 43۔ارب روپے کی بجائے اگر 43 کھرب روپے بھی رکھ لئے جائیں لیکن اُن کو جائز طریقے سے استعمال میں نہ لایا جائے اور سکیورٹی پر مامور ساری کی ساری ایلیٹ فورس اپنی حفاظت پر لگا دی جائے تو نتائج پھر ایسے ہی نکلیں گے۔ پرانے دور میں جس وقت قلعے ہوا کرتے تھے اور بادشاہوں کی حکمرانی ہوتی تھی تو اُس وقت بھی قلعوں کی دیواریں اور فصیلیں اونچی ہوتی تھیں، اُن پر محافظ ہوتے تھے جو 24 گھنٹے جاگتے تھے اور وہ حملہ آوروں سے اپنے قلعے کے اندر لوگوں کو محفوظ رکھنے کے لئے باہر ہر وقت مسلح رہتے تھے اور اُن کی نگرانی ہوتی تھی۔ اُسی طرز پر چودھری پرویز الٰہی صاحب نے پٹرولنگ پوسٹوں کا قیام کیا جس سے ایک محاصرہ قائم کرنا تھا تاکہ باہر سے کوئی دہشت گرد اندر داخل نہ ہو سکے۔ یہ زیادہ بہتر تھا کہ باہر سے آنے والے کو روکا جائے یا یہ زیادہ بہتر ہے کہ ساری کی ساری پولیس ایک خادم اعلیٰ کے پہرے کے لئے اُس کے پیچھے پیچھے بھاگتی پھرے اور باقی عوام کو دہشت گردوں، ڈاکوؤں اور چوروں کے سپرد کر دیا جائے۔ اس وقت ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ policy maker system بنانے کی ضرورت ہے کیونکہ اس وقت سارے وسائل موجود ہیں۔ کیا ہمارے پاس دماغ نہیں ہے اور کیا ہمارے پاس پالیسی مرتب کرنے والے لوگ نہیں ہیں، بالکل موجود ہیں۔ ہم یہ بھی سنتے ہیں کہ بڑے بڑے بجٹ جن کے دعوے کئے جاتے ہیں کہ خرچ کئے جائیں گے، پولیس والوں کو اعلیٰ ٹریننگ دی جا رہی ہے۔ ہم سنتے آ رہے ہیں کہ باہر سے trainers آ رہے ہیں اور دہشت گردی کے خلاف پولیس کو لڑنے کی ٹریننگ دی جا رہی ہے۔ ہم نے تو دیکھا کہ وہاں پر دہشت گردوں سے نمٹنے کے لئے عام کانسٹیبل کھڑے تھے۔ یہ ٹریننگ پھر دہشت گردوں سے نمٹنے کے لئے کس کو دی جا رہی تھی، یہ سرمایہ کس پر خرچ کیا گیا جبکہ یہاں پر کوئی بہتری نہیں آئی اور پہلے سے بھی زیادہ بُرا حال ہو گیا۔ جو دہشت گردی ہونی تھی وہ تو ہو گئی لیکن اُس کے بعد کا منظر جن لوگوں نے جناح ہسپتال میں دیکھا اُن کی روحیں بھی کانپ اٹھی ہوں گی کہ اُن دہشت گردوں کو کھلے عام دوسرے مریضوں کے ساتھ رکھ دیا گیا۔ میں پوچھتی ہوں کہ یہ کہاں کی دانش مندی تھی، وزیر قانون کہاں سو رہے تھے اور اس ملک کے حکمران کہاں تھے؟ اُن مریضوں پر کیا گزری جب دہشت گردی کا وہاں پر سلسلہ چلا۔ حیران کن امر اور حقائق

یہ ہیں کہ وہاں کی نرسیں، ڈاکٹر اور ایمرجنسی کے انچارج نے واویلے کئے اور کہا کہ دہشت گرد جو وہاں پر زیر علاج ہیں اُن کو لے جایا جائے کیونکہ وہ اب ٹھیک ہیں لیکن اُن کو شفٹ نہیں کیا گیا۔ اُن دہشت گردوں سے ملاقاتی ملنے کے لئے آتے رہے، اُن کے ساتھ موبائل فون پر باتیں کروائی جاتی رہیں۔ میں تو سمجھتی ہوں کہ دہشت گرد ہسپتال میں بھی دہشت گردی پھیلاتے ہوئے بحفاظت اور بآسانی بلکہ میں تو کہوں گی کہ وزیر قانون کی زیر سرپرستی وہاں سے نکل گئے اور انہیں کوئی نہیں روک سکا۔ جن کو آج تک پکڑا ہوا ہے اُن کے master mind کہاں ہیں؟ یہ کیا پالیسی ہے، یہ کیا کر رہے ہیں اور لاء اینڈ آرڈر کی لمبی لمبی باتیں کر کے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟ عملی مظاہرہ تو ان کا کہیں نظر نہیں آتا اور عوام سڑکوں پر کھڑی ہے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! خیال کریں کیونکہ آپ کے متعلقہ باتیں ہو رہی ہیں، کیا آپ سن رہے ہیں؟ ذرا توجہ کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ اسی طریقے سے سوئے ہوئے تھے اور بے ہوش تھے کہ جب وہ دہشت گرد کھلے عام ہسپتال میں بربادی مچا رہے تھے اور اُس کے بعد وہ دندناتے ہوئے وہاں سے نکل گئے لیکن اُن کا کوئی بال بیکا نہیں کر سکا۔ آج تمام دوسرے مذاہب کے لوگ یہاں پر اپنے آپ کو محفوظ تصور نہیں کر رہے۔ جماعت احمدیہ کے لوگ جو اربوں ڈالر کے یہاں مالک ہیں، اگر وہ اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتے ہوئے اس ملک سے چلے گئے تو مجھے بتائیے کہ یہ کس کی وجہ سے ہو گا تو میں کہتی ہوں کہ یہ آج کی حکومت کی وجہ سے ہو گا، ایک وزیر قانون صاحب کی وجہ سے ہو گا جن کے پاس اختیارات ہیں، بڑے بڑے بجٹ ہیں لیکن کوئی پالیسی نہیں ہے، کوئی دماغ نہیں ہے، کوئی vision نہیں ہے اور کوئی سوچ بھی نہیں ہے۔ یہ سارے وسائل دھرے کے دھرے رہ جائیں گے جیسے پرانے زمانے میں خزانے کے اوپر ایک سانپ کو بٹھا دیا جاتا تھا اور وہ اُس کی حفاظت میں بیٹھا رہتا تھا۔ جب وہ خزانہ ہی کسی کے کام اور زیر استعمال نہ آیا تو یہ بجٹ بے شک آپ 500۔ارب رکھ لیں، ایک ہزار کھرب رکھ لیں کیونکہ انہیں خرچ کرنے کا سلیقہ ہے نہ لوگوں پر استعمال کرنے کا طریقہ ہے پھر یہ ساری چیزیں ایسے ہی ہیں۔

جناب والا! باتیں تو بہت ہیں کرنے کی لیکن میں یہاں پر اپنی بات کو ختم کرتے ہوئے لوگوں کی جانب سے چند اشعار حکمرانوں کی نذر کرتی ہوں کہ:۔

آیا ہے بجٹ ایسا کہ پڑھنا محال ہے
یہ جو سانسیں چل رہی ہیں دل کا کمال ہے
مہنگائی اور بڑھے گی ہنڈرڈ پرسنٹ بھائیو!
خود خود سے پوچھو گے تم بولو کیا حال ہے
بجلی نہ گیس، پانی، بل اور بڑھ گئے ہیں
کتنا بھیانک آیا ہم پر زوال ہے
فاقوں سے مر رہے ہیں سارے غریب لوگ
ان بے بسوں کے گھر میں آٹا نہ دال ہے
صنعتیں اجڑ گئی ہیں کوئی کام کیا کریں
ٹیکسوں نے ہم کو کیا بے حد نڈھال ہے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: محترمہ یہ اخبار میں شائع کروادیں۔

محترمہ آمنہ الفت:

جب آ گئی ہو ماچس بندر کے ہاتھ میں
جنگل بچائے کوئی کس کی مجال ہے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: محمد طارق امین ہوتیانہ صاحب! تشریف نہیں رکھتے۔ طاہر محمود ہندلی صاحب!

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں مبارکباد پیش کرتا ہوں جناب تنویر اشرف کائرہ اور ان کی ٹیم کو کہ جنہوں نے اتنا اچھا بجٹ پیش کیا جس میں ہر طبقہ کی نمائندگی کی گئی ہے۔ میں اپنی طرف سے چند ایک تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! زراعت کی مد میں 3۔ارب20 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جو کہ بہت کم ہیں۔ یہ ایک زرعی ملک ہے اور اس ملک کا 80 فیصد زراعت پر انحصار ہے۔ زراعت ایک کماؤ پتر ہے تو اس کی ترقی اور فلاح کے لئے یہ 3۔ارب روپے بہت کم ہیں بلکہ یہ اونٹ کے منہ میں زیرہ ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ جس طرح صحت، تعلیم اور روزگار کے لئے رقم رکھی جاتی ہے تو زراعت کے لئے بھی ایک خطیر رقم چاہئے تھی تاکہ کسان خوشحال ہوتا اور ملک مزید خوشحال ہوتا۔

جناب سپیکر! زرعی ملک کے حوالے سے میں آج یہ بات عرض کرنا چاہوں گا کہ زراعت کو صنعت کا درجہ دیا جانا چاہئے جو کہ ضروری اور قرین انصاف بھی ہے۔ پورے بجٹ میں کہیں بھی یہ ذکر نہیں کیا گیا کہ منڈی سے شہر تک اور منڈی سے کھیت تک سڑک کو بنایا جائے گا تاکہ کسانوں کے لئے آسانیاں پیدا ہوں اور کسان خوشحال ہوں۔ میری ایک رائے ہے کہ پنجاب میں بڑی زمینداریاں بہت کم ہیں اور چھوٹے کسان زیادہ ہیں جو کہ قیمتی زرعی آلات اور مہنگی مشینری خرید سکتے ہیں اور نہ ہی استعمال کرنے کے بعد، سیزن گزرنے کے بعد اسے محفوظ کر سکتے ہیں تو وہ مشینری یونین کونسل کی سطح پر ہونی چاہئے جہاں سے کسان مفت یا وہاں کے سیکرٹری اور ناظم سے تھوڑے سے کرائے پر لے کر استعمال کر سکیں تو اس طریقے سے یونین کونسل کی income بھی بڑھے گی اور کسان کو بھی فائدہ ہوگا۔

جناب سپیکر! بھارت ایک غریب ملک ہے مگر وہاں پر بہت سارے صوبوں میں۔۔۔

جناب سپیکر: ان کی تقریر کے notes لئے جا رہے ہیں؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! کامران مائیکل صاحب notes لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اگر میں انہیں کہوں تو وہ دہرا دیں گے؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جی، جناب!

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، ہندلی صاحب!

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بھارت کے کچھ صوبوں میں بجلی مفت ہے اور کچھ میں برائے نام ہے۔ سعودی عرب چلے جائیں، U.A.E چلے جائیں وہاں بھی زراعت کے لئے بجلی، پانی اور ہر چیز بالکل مفت ہے بلکہ آپ انگلینڈ اور یورپ چلے جائیں تو شہر سے سو، پچاس پچاس میل دور

زرعی فارم پر جا کر چیک کر لیں کہ وہاں پر پکی سڑک ہے، بجلی اور پانی ہے اور ہر قسم کی سہولت کسان کے لئے میسر ہے جو کہ ہمارے ملک میں میسر نہیں ہے۔ میں ایک اور بات عرض کرنا چاہوں گا کہ زرعی تحقیق کے لئے 96 کروڑ 83 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں یہ بہت کم ہیں جبکہ 2008 میں ایک ارب 21 کروڑ روپے زرعی تحقیق کے لئے رکھے گئے تھے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ یہ رقم بڑھتی مگر بڑھنے کی بجائے یہ کم ہو رہی ہے۔ اگر زرعی تحقیق نہیں ہوگی اور اگر ہم جدید خطوط پر کام نہیں کریں گے تو یہ ملک اور پنجاب ترقی نہیں کرے گا۔ میں ایک بات یہ بھی کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر زمیندار اور کسان طبقہ بھی بیٹھا ہوا ہے اور وہ چھوٹا کسان جو اپنے گھر میں بیٹھ کر ہماری طرف دیکھ رہا ہے کہ پاکستان میں ضابطہ فوجداری کی دفعہ 403 کہتی ہے کہ ایک جرم میں دو سزائیں نہیں ہوتیں مگر ہم چور، ڈکیت اور قاتل کو ایک جرم میں دفعہ 403 کے تحت ایک سزا دیتے ہیں مگر کماؤ پتر یعنی زراعت سے وابستہ کسان کو زرعی قرضہ 16 / 15 فیصد سود پر دیا جاتا ہے جبکہ صنعتکار کو قرضہ ایک یا دو فیصد سود پر دیا جاتا ہے۔ جب کسان قرضہ واپس نہیں کرتا تو اسے گرفتار کرکے اس کی عزت کو نیلام کر دیا جاتا ہے۔ جب اسے گرفتار کر لیا جاتا ہے تو پھر اس کی جائیداد بھی قرق کر لی جاتی ہے اور یہ ناانصافی آپ کے ملک کے 80 فیصد انحصار والی آبادی کے ساتھ ہو رہی ہے۔ جو سلوک دوسرے لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے وہ ان کے ساتھ نہیں ہوتا بلکہ ان کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جا رہا ہے یا تو انہیں گرفتار کرکے ان کی عزت کو نیلام کر دیا جائے یا ان کی جائیداد کو نیلام کر دیا جائے۔ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 403 کے تحت دو سزائیں نہیں ہو سکتیں یا گرفتار کریں یا انہیں گرفتاری کے بعد ان کی جائیداد نیلام نہ کریں اور یہ سراسر زیادتی ہے۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ یہ تجویز کاغذوں کی نذر نہ ہو بلکہ اس پر آپ بھی notice لے کر عملدرآمد کروائیں اور اس پر آراء بھی لی جائیں۔

جناب سپیکر: ان کا point بڑا valid ہے اور اسے ضرور note کیا جائے اور عملدرآمد بھی کروایا جائے۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہمارے ملک میں خاص طور پر پنجاب میں نہری نظام اللہ کے فضل سے بڑا اچھا چل رہا ہے اور جس طرح بجلی اور گیس کا بحران ہے تو ان نہروں پر hydel power plants لگائے جائیں تو ان سے انرجی بھی حاصل ہو سکتی ہے اور بجلی کا بحران بھی ختم ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ تھل میں متعارف کروائے گئے ہوا کے ذریعے چلنے والے generator power

اورplants جو ہیں جن سے چالیس گھروں کو ایکpower generator بجلی فراہم کر سکتا ہے اگر وہ پنجاب میں متعارف کروایا جائے تو یہ بجلی کا بحران دور ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ energy solar کے متعلق عرض کرنا چاہوں گا اور مجھے خوشی ہے کہ میں نے پچھلے بجٹ میں energy solar کا ذکر کیا تھا اور آج بجٹ میں وزیر خزانہ صاحب نے یہ شامل کیا ہے کہ solar energy کے ذریعے ٹیوب ویل لگائے جائیں گے جس سے کسان خوشحال ہو گا اور وہ مشکور ہو گا۔

جناب سپیکر! میں ایک اہم بات آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ پنجاب کا پانی اللہ کے فضل سے میٹھا ہے مگر tanneries or factories لگانے والوں نے نکاسی آب کا کوئی نظام نہیں بنایا ہوا بلکہ انہوں نے زمین کے اندر100 فٹ اور 60 فٹ تک بور کئے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے زمینی پانی بالکل خراب ہو چکا ہے اور وہ پینے کے قابل نہیں ہے اور اسی وجہ سے جانور بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں، اسی کی وجہ سے Hepatitis-B & C پھیل رہا ہے اور غریب آدمی منرل واٹر پی سکتا ہے اور نہ ہی پانچ چھ سو فٹ پانی کا bore کر سکتا ہے اس لئے اس کو یقینی بنایا جائے کہ tanneries، کارخانے اور ملیں اپنا سسٹم بنائیں، چاہے وہ Water Treatment Plants لگائیں، چاہے ایسا کوئی سسٹم کریں جس سے عوام کا پانی damage نہ ہو۔

جناب سپیکر! میں ایک اہم بات درختوں کے متعلق کرنا چاہتا ہوں۔ تحقیق سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ سفیدے کا درخت سو فٹ تک پانی کو damage کر رہا ہے بلکہ ختم کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ سفیدے کے درخت سے ایسی چیزیں خارج ہوتی ہیں جس سے قیمتی درخت سوکھ رہے ہیں۔ تحقیق ہو جانے کے باوجود محکمہ جنگلات سفیدے کے درخت ختم کرنے کی بجائے مزید زمینداروں اور کسانوں کو اگانے کے لئے دے رہا ہے جو اس ملک کے ساتھ اور اس قوم کے ساتھ زیادتی ہے۔ اس کا سختی سے نوٹس لیا جائے۔

جناب سپیکر! میرا تعلق سیالکوٹ سے ہے جو کھیلوں اور سرجیکل کے سامان میں دنیا میں اپنا ایک نام رکھتا ہے۔ اللہ کے فضل سے آج تک پوری دنیا میں، چائنا نے اتنی ترقی کر لی مگر کوئی ملک بھی ابھی تک سیالکوٹ کی طرز پر کوالٹی پیدا نہیں کر سکا۔ وہ سیالکوٹ جو صنعتکاروں کا شہر ہے جس کی سڑکیں، میں یہ فخر سے کہوں گا کہ میرے سیالکوٹ کے صنعتکاروں نے وہاں پر ائرپورٹ بنایا، پرائیویٹ سیکٹر میں

بنایا اور جس کا Runway اللہ کے فضل سے ایشیا کا سب سے بڑا Runway ہے۔ وہاں پر گلیاں اور سڑکیں اتنی خوبصورت ہیں جو یورپ کا مقابلہ کرتی ہیں۔ ہم نے وہاں پر ڈرائی پورٹ بنایا، صنعتکاروں نے ہسپتال اور سکول بنائے جس سے غریبوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ سیالکوٹ شہر میں موٹروے کا منصوبہ جاری کیا گیا تھا لیکن آج وہاں کے لوگ موٹروے کے منصوبے سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔ یہ معاملہ بڑا توجہ طلب ہے کیونکہ سیالکوٹ بھی پاکستان کا ایک کماؤ پتر ہے۔ جس طرح سے سیالکوٹ میں لوگ محنت کر رہے ہیں ایسے کوئی نہیں کر رہا اور حکومتی سطح پر ان کے متعلق کچھ نہیں سوچا جا رہا۔ میں نے پچھلے دو بجٹ میں عرض کیا تھا کہ سیالکوٹ میں ایک میڈیکل کالج بنایا جائے۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے وزیر خزانہ نے اعلان تو کر دیا ہے اب میں یہ توقع کروں گا کہ وہ میڈیکل کالج بن بھی جانا چاہئے۔ سیالکوٹ ایک ایسا ضلع ہے جہاں پر ہیڈ مرالہ بیراج بنا ہوا ہے وہاں پر دریائے توی اور دریائے چناب اکٹھے ہوتے ہیں۔ دریائے چناب سے دو نہریں نکلتی ہیں جو پورے پنجاب کو سیراب کرتی ہیں۔ مگر افسوس کا مقام ہے کہ ضلع سیالکوٹ اور اس کی تحصیل پسرور اس نہری پانی سے محروم ہے لہذا اس پر بھی توجہ دی جائے اور اس مسئلے کو فوری حل کیا جائے۔ جو سیالکوٹ پورے پنجاب کو سیراب کرتا ہے وہ خود پانی سے محروم ہے اس کو پانی فراہم کیا جائے۔ میرے حلقے کا اہم مسئلہ یہ ہے کہ میرے گاؤں کے ساتھ میری یونین کونسل میں لدڑ گاؤں ہے جہاں پچھلی حکومت نے وہاں سے دو سو ایکڑ رقبہ خریدا تھا۔ اس وقت ان کے ساتھ یہ ناانصافی ہوئی تھی کہ وہاں پر اس وقت پچاس لاکھ روپے فی ایکڑ رقبہ تھا اور ان سے تین لاکھ روپے میں زبردستی خرید لیا گیا مگر افسوس کہ وہاں پر یونیورسٹی بھی نہیں بنی لہذا وہ رقبہ ان غریب کسانوں کو واپس کر دیا جائے یا اس کی ایک کروڑ روپے value ہے اس level کی یا کم از کم آدھے level کی لوگوں کو رقم دی جائے تاکہ کسان جو اس وقت پریشانیوں سے گزر رہا ہے اس کا کچھ مداوا ہو سکے۔

جناب سپیکر! ایک بات ہے جو شاید یہاں بیٹھے ہوئے لوگ کرتے ہوئے شرماتے ہوں۔ دل تو سبھی کا کرتا ہے مگر چونکہ میں سفید پوش ہوں، میں چھوٹا سا کسان ہوں، ایم پی اے بھی ہوں اور سیاست بھی کرتا ہوں۔ میں یہاں اس floor پر حلف دیتا ہوں کہ میں نے زندگی میں کبھی ایک آنے کی بھی کرپشن کی ہے اور نہ ہی کرنے کا پروگرام ہے۔

جناب سپیکر: شاباش، شاباش۔۔۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جس طرح پورے پنجاب کے ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا ہے، جو اعزازیہ ایم پی اے کو دیا جاتا ہے اس میں کیوں نہیں اضافہ کیا گیا؟ یہ بھی تو بے چارے سفر کر کے آتے ہیں، یہ بھی تو عوام کے لئے کام کرتے ہیں۔ جو نواب ہیں، جو امیر ہیں، جو فیکٹریوں والے ہیں وہ تو مطالبہ نہ کریں مگر جو ہم جیسے سفید پوش ہیں اور ہم نے سیاست کرنی ہے یا تو یہ کہہ دیا جائے کہ یہ سیاست عام آدمی کے بس کی بات نہیں ہے، یہ سفید پوش کے بس کی بات نہیں ہے بلکہ یہ ایک وڈیرے اور زمیندار کے بس کی بات ہے تو ہم چھوڑ دیتے ہیں۔ اگر ہم نے سیاست کرنی ہے اور سیاست میں رہنا ہے تو ہمارے ساتھ وہ سلوک جو عام لوگوں کے ساتھ کیا جاتا ہے ہمارے ساتھ بھی کیا جائے۔ ہم آپ سے مطالبہ کرتے ہیں، اس بات کو پس پشت ڈال دیا جائے اور نہ ہی ہنسی مذاق میں ڈال دیا جائے۔ میں سنجیدگی سے یہ بات کرتا ہوں کہ یا ہمیں اپنا سسٹم چلانے کے لئے کرپشن کرنا پڑے گی اور اگر ہم کرپشن نہیں کریں گے تو پھر ہم سیاست نہیں کر سکتے۔ اس کے لئے آپ کو ہمارے دکھوں کا مداوا کرنا ہو گا اور آپ کو ہمارے متعلق سوچنا ہو گا۔ آپ قومی اسمبلی میں چلے جائیں وہاں پر کمرے کا کرایہ سات آٹھ ہزار روپے fix ہوتا ہے اور آپ ہمیں 403 کے تحت دو سزائیں دیتے ہیں۔ آپ ہم سے کمرے کا کرایہ بھی لیتے ہیں اور ہمارے TA بھی کاٹ لیتے ہیں۔ یہ مسئلہ بہت توجہ طلب ہے اس پر فوری کمیٹی بنائی جائے اور ان لوگوں کی کمیٹی بنائی جائے جو امیر کبیر نہیں ہیں، جو فیکٹریوں کے مالک نہیں ہیں، جو وڈیرے نہیں ہیں بلکہ صرف اور صرف مزدور اور کسان ہیں، جن کو یہ ضرورت ہے وہ اس پر غور کریں۔ اگر ہم ان کو بہتر طریقے سے guide کر سکیں تو ٹھیک ہے ورنہ سسٹم تو چل رہا ہے۔ میں نے کافی وقت لے لیا لیکن جو میں نے آخر میں گزارش کی ہے یہ بات سب کے دل کی ہے۔ کرنا تو سارے چاہتے ہیں مگر سفید پوشی کا بھرم نہیں توڑتے اور اب میں نے توڑ دیا ہے، براہ مہربانی! اس پر توجہ دیں۔

پھر وہیں سے دیکھ لینا آفتاب شوق ابھریں گے
جہاں جگنو چمکنے کی اجازت ہو نہیں سکتی

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہاں فنانس منسٹر ہیں اور نہ ہی فنانس کے پارلیمانی سیکرٹری موجود ہیں۔ جس وقت pre-budget session تھا اس وقت بھی وہ لوگ یہاں پر نہیں بیٹھے تھے اور توجہ نہیں دی تھی لیکن کم از کم ان دنوں میں تو یہ توجہ دے دیا کریں۔ سارے سال میں صرف یہ ایک budget session ہوتا ہے جس میں فنانس منسٹر کو بیٹھ کر ہماری باتیں سننی چاہئیں۔

جناب سپیکر: محسن لغاری صاحب! یہ اتفاق ایسا ہوا ہے، جب آپ باہر گئے تھے تو اس وقت ہی وہ بھی شاید باہر چلے گئے تھے۔ وہ ابھی آنے والے ہیں جس طرح سے آپ آگئے ہیں وہ بھی آجائیں گے اور میرا خیال ہے کہ وہ آپ کی بات سن رہے ہوں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں تو پانی پینے کے لئے گیا تھا۔

جناب سپیکر: اتنی دیر میں تو پانی نہیں پیا جاتا۔ جب سے میں یہاں آکر بیٹھا ہوں میں نے آپ کو اب دیکھا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کی ہم پر نظر ہی نہیں پڑتی ہے۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! کچھ دیر پہلے میاں رفیق صاحب ناراض ہو کر چلے گئے تھے اور میری ڈیوٹی لگائی گئی تھی کہ میں ان کو منا کرلے آؤں۔۔۔

جناب سپیکر: میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ منسٹر صاحبان، پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کو جس محکمے کے بارے میں باتیں ہو رہی ہوں تو ان کو یقیناً یہاں حاضر ہونا چاہئے۔ میں معزز ارکان سے بھی کہوں گا کہ جن لوگوں نے آپ کو ووٹ دے کر اس ہاؤس میں بھیجا اور آپ کو عزت دی ہے تو ان کا احترام بھی کرنا چاہئے کیونکہ یہ آپ کے پاس ان کی امانت ہے۔ اگر اس امانت کو صحیح طریقے سے استعمال نہیں کریں گے تو پھر کیا کہا جا سکتا ہے میں تو یہی کہوں گا کہ آپ کو جو ٹائم دیا جائے عین اس وقت تمام حضرات کو یہاں پر آنا چاہئے۔ اسمبلی کے معاملات میں participate کرنا چاہئے کیونکہ آپ کے لئے یہ بہت بڑا اعزاز ہے۔ میں حیران ہوں کہ بس ایک آدھ تقریر کی اور اپنے ساتھ دوسرے ساتھی کو بھی لے جاتے ہیں۔ یہاں

ہاؤس میں جو حالات ہوتے ہیں وہ آپ کے سامنے ہوتے ہیں۔ یہ اچھا نہیں لگتا کہ میں اس کے بارے میں کچھ اورcomment کروں۔ میں یہ امید کرتا ہوں کہ سب دوست اپنے ساتھیوں کو کہیں گے کہ اس میں خصوصی دلچسپی لیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

لغاری صاحب! جس طرح آپ پانی پینے کے لئے گئے تھے، ہو سکتا ہے وہ بھی کہیں گئے ہوں، وہ بیٹھے ہوئے تھے میں نے خود بیٹھے ہوئے دیکھا ہے۔ ان کے پارلیمانی سیکرٹری صاحب ہیں؟

معزز ممبران: وہ بھی نہیں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:very sad, very sad یہ بالکل اچھی بات نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ یہاں پر آ رہے ہیں۔ جی، اب ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ہم بڑی مشکل سے میاں محمد رفیق صاحب کو منا کر لے آئے ہیں۔

(اس مرحلہ پر میاں محمد رفیق واک آؤٹ ختم کر کے واپس ایوان میں تشریف لائے)

جناب سپیکر: رانا صاحب! میری طرف سے آپ کا بہت شکریہ اور میاں محمد رفیق صاحب! میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کی اس بات کی تائید کرتا ہوں کیونکہ ہمارے پاس یہ قوم کی امانت ہے یہاں تک پہنچنا شاید چند جاگیرداروں کی قسمت میں لکھا ہے لیکن ہم جیسے محنت کش اور تعلیم یافتہ لوگ جب یہاں پہنچتے ہیں تو اس میں ایک لمبی داستان ہوتی ہے۔ یہاں بجٹ سیشن میں اس طرح کا سناٹا شاید یہ ظاہر کرتا ہے کہ کچھ لوگ صرف اپنا موروثی حق سمجھتے ہیں اور لمبی لمبی تقریریں کر کے یہاں سے چلے جاتے ہیں۔ میں خواتین کے بارے میں دوبارہ نہیں کہوں گا کیونکہ پچھلی دفعہ کافی ہو گیا تھا۔

جناب سپیکر! میں پنجاب حکومت کے پیش کردہ بجٹ 11-2010 پر اپنی تقریر شروع کرنے سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب، وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب اور

سیکرٹری فنانس اور خصوصاً ایڈیشنل سیکرٹری فرید تارڑ صاحب جنہوں نے اتنی محنت کرکے یہ بجٹ تیار کیا ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: وزیر خزانہ صاحب نے بجٹ تیار کیا ہے۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب نے یہاں پر پڑھا بڑے اچھے طریقے سے ہے اور انہوں نے دن رات جو محنت اور کوشش کی ہے اس کی تعریف کرتا ہوں۔ وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب نے عہدہ سنبھالنے کے فوراً بعد قوم سے کچھ وعدے کئے تھے جس کی تکمیل میں یہ تیسرا بجٹ پیش کیا گیا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کے وعدوں کی تکمیل جاری ہے اور آئندہ بجٹ میں مزید اس میں تقویت آئے گی۔ ان کا سب سے بڑا وعدہ تھا کہ پنجاب میں امن وامان اور سستے انصاف کی فراوانی ہوگی۔ اس وقت جب صوبہ پنجاب ملک کے دوسرے صوبوں کی طرح دہشت گردی کا شکار ہے تو 63 بلین کی رقم پولیس کے حوالے کرکے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت اعلیٰ قدم ہے اور پولیس کے ذمہ داران سے میری گزارش ہے کہ وہ اس قوم کے سرمایہ کو بہترین سے طریقے سے استعمال کریں اور اپنی پولیس کے اندر مستعدی اور efficiency لائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب پولیس ایک بہت بڑی فورس ہے اگر اس کو اچھے طریقے سے استعمال کیا جائے تو جو دہشت گردی پنجاب کے دروازے پر knock کر رہی ہے اس کو روکا جاسکتا ہے۔

جناب سپیکر! ان کا دوسرا وعدہ غربت میں کمی اور غریب طبقہ کو سہولیات کی فراہمی تھی۔ اس حوالے سے بجٹ میں تقریباً 30۔ارب روپے کی سبسڈی ہے، اس کو بجا طور پر pro poor budget کہا جاسکتا ہے۔ اس بجٹ میں 6۔ارب روپے کی مفت دوائیاں ہیں ،5۔ارب سستی روپے روٹی پر اور 13۔ارب روپے گندم کی سبسڈی پر ہے اور میں یہاں پر یہ ضرور کہوں گا کہ جو لوگ سستی روٹی کی مخالفت کرتے ہیں ان کو یاد ہونا چاہئے کہ جب دو سال پہلے یہ گورنمنٹ آئی تھی تو روٹی اور نان کی قیمت -/15 روپے تک پہنچ چکی تھی۔ اگر اس پر پابندی نہ لگائی جاتی اور پنجاب گورنمنٹ اس پر یہ -/2 روپے والی روٹی کا enforcement نہ کرتی تو آج پنجاب میں روٹی -/25 روپے سے زیادہ فروخت ہو رہی ہوتی۔ وہ لوگ جو سستی روٹی کی مخالفت کرتے ہیں وہ شاید ان ہوٹلوں پر نہیں جاتے اور ان کا شاید صرف ایم ایم عالم روڈ تک ہی جانا ہوتا ہے لیکن اگر وہ سیون اپ یا غریب علاقوں تک جائیں اور لمبی قطاریں دیکھیں یا

گوجرانوالہ میں میرے حلقے میں جو تنور ہیں ان کو دیکھیں تو ان کو سمجھ آئے گی کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کا یہ جو فیصلہ ہے اس میں ایک دانش اور سمجھ ہے اور اس میں ایک غریب آدمی کو فائدہ ہے جو ایک عام آدمی تک پہنچ رہا ہے۔ اسی سلسلے میں ان کی جو pro poor allocation میں رمضان کے حوالے سے 2۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے اس کی بھی داد دینی چاہئے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! اس کے علاوہ صحت کے شعبہ میں جو ایک کثیر رقم رکھی گئی ہے جس میں ڈائیلسز، موبائل ہسپتال اور دوسرے پراجیکٹ شامل ہیں وہ بھی وزیر اعلیٰ کے وعدہ کو further کرنے کے لئے اس بجٹ میں وہ اس چیز کا ثبوت ہیں۔

جناب سپیکر! تعلیم کسی بھی سوسائٹی میں ایک fundamental حیثیت رکھتی ہے اور تعلیم کے بغیر آپ اس دنیا کی competitive world ہے اس میں کسی جگہ پر بھی نہیں پہنچ سکتے۔ وزیر اعلیٰ کی اس سلسلے میں اور وزیر خزانہ صاحب بھی بیٹھے ہیں میں ان کو exclude نہیں کرنا چاہتا اور جو یہ پراجیکٹ ہیں جس میں Punjab Education Endowment Fund. جو پوزیشن ہولڈرز ہیں جن کو support کیا جارہا ہے اور اب غریب students اس قابل ہیں کہ وہ بڑے institution میں جا سکیں اور اساتذہ کی تربیت کے لئے دس کرروڑ اور دو بلین روپے کی جو ٹیکسٹ بکس ہیں یہ بہت ہی اعلیٰ اقدام ہے اور اس کو expand کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ water, industry اور جو Millennium Development Programme ہے، دانش سکول ہیں Agricultures sector اور انڈسٹری میں جو پیسے دیئے گئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ سلسلہ جاری رہنا چاہئے اور اس کو آئندہ سالوں میں increase کرنا چاہئے۔ ملکی سطح پر ہمارے وزیر اعلیٰ اور ہماری حکومت نے جو NFC Award کے موقع پر اپنا ایک کردار ادا کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ آج سے چھ ماہ پہلے بلوچستان میں فیڈرل اور پنجاب کی طرف ایک قسم کی علیحدگی کی بڑی آواز تھی جو NFC Award کے بعد فوراً رک گئی۔ یہ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کی وہ سیاسی بصیرت تھی کہ جو انہوں نے اس موقع پر فیصلہ کیا ہم نے اس کا رزلٹ دیکھا کہ جو بلوچستان میں تحریک تھی یا disappointment تھی اب وہ ختم ہو چکی ہے اور اس میں پنجاب نے اپنا

تھوڑا سا percentage دے کر اپنے بھائیوں کو reassurance دی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک بڑے بھائی کا کردار ہے جو ہم نے ادا کیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ نہیں ہوا کہ اس سے پنجاب کو نقصان ہوا ہے۔ میں نے وزیر خزانہ صاحب کی پوری تقریر سنی، پڑھی اور پھر میں سیشن میں پورا دن رہا۔ میں اپنا یہ فرض سمجھتا ہوں کہ ہم جو قوم کے نمائندے ہیں اپنی ذمہ داری پوری طرح نبھائیں۔ میں نے یہ دیکھا ہے کہ جو مرکز پانچ فیصد collection charges charge کرتا تھا جو ہمیں دینا پڑتے تھے جبکہ ہم نے تھوڑی سی percentage بلوچستان کو دی ہے لیکن ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے 5 percent سے one percent charges decrease کروائے ہیں اس کے مطلق میں figures exact تو نہیں بتا سکتا لیکن اس سے 20 سے 22 بلین کا پنجاب کو فائدہ ہوا ہے، جو لوگ کہتے ہیں کہ NFC Award میں پنجاب کا حق مارا گیا ہے تو میں بتاتا ہوں کہ حقیقت میں پنجاب کو پچھلے سال سے چار گنا زیادہ رقم ملی ہے اگر میری معلومات غلط ہیں تو وزیر خزانہ صاحب میری اس بات کی تصحیح فرما سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس بجٹ کی figures سب کے پاس ہیں، میں اس میں زیادہ نہیں جانا چاہتا لیکن میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں اپنی positive contribution شامل کرنا چاہتا ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم نے جو مختلف شعبوں میں allocations کی ہیں ان کے جو صحیح expenditures ہیں ان کو expend کرنا بہت ضروری ہے اور یہ میری ذاتی رائے ہے جو پیسا ڈیپارٹمنٹ spend کرتے ہیں، ہمارا تعلق ایک بہت ہی غریب ملک سے ہے جہاں ابھی ایجوکیشن 50 فیصد کے قریب crawl کر رہی ہے۔ ہمارے جو بے شمار علاقے ہیں اس میں ابھی تک سکول اور ہسپتال موجود نہیں ہیں تو میری یہ درخواست ہوگی کہ ہم air-conditioning اور جو چند ہسپتالوں پر extra خرچ کرتے ہیں وہ تمام Air Conditioner and Generators پروفیسر اور انتظامیہ کے کمروں میں لگ جاتے ہیں اور جن سے وہ پیسا تین کے لئے evaporate ہو جاتا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ جس طرح انگریز نے برصغیر میں ایک سسٹم شروع کیا ہوا تھا اور آپ نے پرانی عمارتیں بشمول یہ عمارت دیکھی ہے کہ ان عمارتوں کی بلندی 14 یا 18 فٹ تک ہوتی تھی اور آج ہم اپنی buildings بلندی 10 فٹ رکھتے ہیں تو ہمارے ملک میں اس وقت temperature کا مسئلہ ہے۔ آپ جتنی بھی نئی عمارتیں ہسپتال یا سکول کی بناتے ہیں میرا یہ مشورہ ہے کہ ان کا design standard ہو، جس طرح پرانے زمانے میں ہر police

station کی شکل ایک ہوتی تھی، ہر train station کی شکل ایک ہوتی تھی، انگریز نے ایک concept بنایا ہوا تھا۔ ہمیں standard buildings کا ایک ہی concept introduce کروانا چاہئے۔ اس میں آپ کی cost per foot بھی determine ہو جائے گی، آپ کو پتا ہو گا کہ آپ نے کتنا spend کرنا ہے، کتنے square feet آپ نے بلڈنگ بنانی ہے اور اس کی cost کتنی ہے، اس کو standardized ہونا چاہئے اور ان کا same design and color ہونا چاہئے تاکہ اس میں cost کو manage کیا جا سکے اور تمام بلڈنگ solid ہو، دوفٹ کی اس کی دیواریں ہوں اور height کو آپ کم بنائیں لیکن quality ہو۔ جو expenditure ان کی آرائش، air conditioning اور ایسی چیزوں پر خرچ ہوتا ہے جو دو تین سال میں perish ہو جاتا ہے اس کو avoid کرنا چاہئے، یہ ایک national investment ہے جس کو سالہا سال چلنا چاہئے۔ اس سے پہلے کہ میں conclude کروں صبح جب آپ یہاں پر موجود تھے تب ایک ممبر نے تقریر کی۔ میں ان کے اس رویے پر بھی احتجاج کرتا ہوں کہ جب بھی وہ تقریر کرتے ہیں اس کے فوراً بعد غائب ہو جاتے ہیں اور جب بھی وہ تقریر کرتے ہیں وہ گوجرانوالہ کا ذکر ضرور کرتے ہیں۔ میں اس matter کو disputed نہیں کرنا چاہتا لیکن میری representation ہے، میری ذمہ داری ہے کہ میں اپنے شہر اور اپنے حلقہ کا تحفظ کروں۔ گوجرانوالہ اس ملک کا چوتھا بڑا شہر ہے اور Excise and Taxation میں جتنی وہ contribution کرتا ہے وہ ساری contribution پورے South Punjab سے زیادہ ہے۔ میں صوبے کی مخالفت بھی نہیں کرنا چاہتا جن کا حق ہے وہ demand کریں جنہوں نے پورا کرنا ہے وہ اس کو سُنیں اگر امن سے آپس میں بھائیوں کی طرح بیٹھ کر فیصلہ ہوتا ہے تو میں اس میں بولنے والا کون ہوں لیکن جب کوئی یہ بات کرتا ہے کہ لاہور میں بیٹھ کر فیصلے ہمیں قبول نہیں ہیں تو مجھے مجیب الرحمٰن والی خوشبو آتی ہے اور جب میں ان لوگوں کو دیکھتا ہوں جو پیدا لاہور میں ہوتے ہیں، جن کی property ہم لوگوں سے زیادہ لاہور میں ہے جو ایچی سن میں پڑھتے ہیں، جو Agriculture پر tax نہیں دینا چاہتے، صدیوں سے جاگیر دار اور انگریزوں کے دیئے ہوئے مربعوں پر جن کی زندگی بسر ہوتی ہے۔ ہم ٹاٹ والے سکولوں میں پڑھے ہیں، ہم نے محنت کی ہے، ہم عام آدمی کے گھر میں پیدا ہوئے ہیں اور محنت کر کے، میں یہ اس floor پر نہیں کہنا چاہتا لیکن مجھے فخر ہے اپنے آپ پر اور اپنے باپ کے خون پر کہ میں برطانیہ کے سو Asian امیر لوگوں میں شامل ہوں اور اگر اس میں ایک سکہ بھی حرام کا ہو تو مجھے خدا معاف نہ کرے۔ میں یہاں

ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جنہوں نے صدیوں سے اس سیاست کو کاروبار بنایا ہوا ہے اور یہاں بیٹھ کر لاہور کے خلاف بات کرتے ہیں، لاہور میرا capital ہے، Punjab South کا ہر شہر میرا ہے، لیہ میرا ہے، بھکر میرا ہے۔ دنیا کا کون سا وہ ملک ہے جہاں capital میں investment زیادہ نہیں ہوتی۔ لندن پورے U.K کی 60 percent investment کرتا ہے اور اگر وہ تہذیب یافتہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کا capital آپ کا room show ہوتا ہے، آپ کا capital آپ کی management ہوتی ہے، آپ کا capital جو ہے اس کو آپ نے develop کرنا ہوتا ہے پھر آپ کا capital آپ کو کتنا contribute کر رہا ہے، آپ کو کتنا revenue دے رہا ہے؟ آپ کا capital جو ہے اس میں کتنی progress ہے اور آپ مجھے یہ بتائیں کہ پورا جنوبی پنجاب جو ہے اس سے کتنا revenue حاصل ہوتا ہے؟ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ Agriculture Tax ایک حد سے اوپر ضرور لگنا چاہئے تاکہ موروثی سیاست کا خاتمہ ہو۔ یہ جو ابن ابن ہیں ان کو یہ سوچ آنی چاہئے کہ یہ ملک اس وقت ہی ترقی کرے گا جب عام آدمی سامنے آئے گا، جب پیشہ ور سیاستدانوں کا خاتمہ ہو گا اور ہم جیسے لوگ آگے آئیں گے۔ میں پندرہ دن اپنی محنت سے حلال کی کمائی کرنے لندن جاتا ہوں، پندرہ دن میں یہاں رہتا ہوں اور اللہ کی مہربانی سے اس ملک کا ایک پیسا نہیں لیا سوائے یہ جو ایم پی اے کی تنخواہ مجھے ملتی ہے اور جتنے پیسے یہاں invest کئے ہمیں اس چیز کا فخر ہے۔ اس بات پر میں اتنا ہی کہوں گا کہ یہ کہیں کہ یہ political نہیں ہے۔ سترہ سال آپ کے آباؤ اجداد اس پنجاب میں وزیر اعلیٰ رہے اگر آپ نے اس وقت جنوب میں investment نہیں کی، اگر اس وقت آپ چاہتے تھے کہ آپ کے ہاری نہ پڑھیں، اگر آپ اس وقت چاہتے تھے کہ آپ کے مزارع ان پڑھ رہیں تاکہ آپ کے قدموں میں لیٹتے رہیں تو آج آپ کو کس نے یہ سب کہنے کا حق دیا ہے؟ آج وزیر اعلیٰ پنجاب ایک industrialist ہے اور ایک محنت کش باپ کا بیٹا ہے اس نے اگر محنت کر کے آپ کی موروثی اور جاگیر دارانہ سیاست کو ٹھوکریں ماری ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسے لوگ اور پیدا ہوں تاکہ اس ملک سے جہالت اور دقیانوسی سیاست کا خاتمہ ہو۔

میں آخر میں ایک بات افسران اور وزراء صاحبان اور آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ جب تک ہم آبادی کے اوپر قابو نہیں پائیں گے تب تک ہمارے یہ سارے کے سارے بجٹ بے کار ہوں گے۔ میں آج صبح graph print کروا کے لا رہا تھا کیونکہ کل یہاں بحث ہوئی تھی۔ پاکستان میں اس

وقت سوائے افریقہ کے دو ملکوں سے سب سے زیادہ growth rate ہے، South East Asia میں سری لنکا کی growth 0.9 percent پر آ چکی ہے جو برطانیہ کے برابر ہے۔ U.S 0.8 percent ہے، انڈیا کی drop ہو کر 1.2 percent پر آ گئی ہے، بنگلہ دیش میں 1.3 percent ہے۔ پاکستان کا largest growth rate ہے، یہ ابھی بھی 3 فیصد کے قریب ہے پاکستان میں 1960 میں بھی 3 فیصد تھا، 1974 میں یہ بڑھ کر 4 فیصد ہو گیا تھا۔ ہمیں آئندہ بجٹ میں ایسا ضرور کرنا چاہئے کہ ہم ایسے incentives دیں ہم اس کو مذہبی مسئلہ نہیں بنا سکتے، وہ یہ بہت sensitive مسئلہ ہے۔ اس میں مخالفت ہو سکتی ہے لیکن ہمیں family of four concept introduce کروانا چاہئے کہ جو لوگ اپنی families کو four تک restrict کرتے ہیں ان کے لئے education free health and free اور ان کے لئے food کے سپیشل کارڈز ہوں اور ایسے سرکاری ملازمین جو اپنی reproduction of children کو دو تک محدود کرتے ہیں ان کی A.C.R میں بھی mention ہونا چاہئے اور ان کو promotion میں priority ملنی چاہئے۔ اگر ہم اس مسئلہ کو حل نہیں کریں گے تو ایک تحقیق کے مطابق 2040 میں ہماری آبادی 30 کروڑ ہو جائے گی اور ہم کسی صورت میں آنے والے دِنوں کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ ہم ایک ایسے disaster کی طرف جا رہے ہیں جو ہمیں محسوس نہیں ہو رہا کیونکہ disaster آہستہ آہستہ آ رہا ہے اگر ہم اس کو note کریں آج سے چند سال پہلے تک تو ہمارے شہر، ہماری گلیاں آج سے بہتر تھیں، آبادی کا جو بڑھتا ہوا دباؤ ہے اس کو روکنے کے لئے آئندہ کے بجٹ میں، میں گزارش کروں گا کہ اس طرح کے indirect initiative for small families وہ ضرور introduce کروائے جائیں۔ اس پاکستان کو کسی مقصد کے لئے بنایا گیا تھا اور اس پاکستان کو بنانے کے پیچھے بڑی سوچ تھی۔ ہم اسے کامیاب اور ترقی یافتہ ملک بنانا چاہتے تھے لیکن شاید اس میں ہم اتنے کامیاب نہیں ہوئے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ابھی ہم بازی ہارے نہیں ہیں، ابھی ہم ہیں، آپ ہیں، ہمیں مل کر کوشش کرنی چاہئے کہ ہم آبادی کو کم کریں اور education کو lift کریں۔ صرف یہ دو چیزیں ہر مسئلہ کا حل، دہشت گردی کا حل، ہمارے جتنے مسائل ہیں ان سب کا حل ہیں۔ میرے والد کے دس بچے تھے، میرے دو بچے ہیں، میرے سب بھائیوں کے دو بچے ہیں۔ Education آپ کو کیا دیتی ہے آپ زیادہ جانتے ہیں۔ آخر میں، میں صرف فیض احمد فیض کے دو شعر عرض کروں گا۔

ابھی چراغ راہ کو کچھ خبر ہی نہیں
ابھی گرانی شب میں کمی نہیں آئی
نجات دیدہ و دل کی گھڑی نہیں آئی
چلے چلو کہ وہ منزل ابھی تک نہیں آئی
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔ جی، چودھری شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ بجٹ کی بحث کی تقریر کا موضوع کچھ اور تھا، ڈاکٹر صاحب نے یہاں پر آکر ماحول اچھا کرنے کی بجائے خراب کر دیا۔ یہاں ایچی سن کالج پر، بڑے زمینداروں پر جن کو جاگیر دار کہا جاتا ہے ان پر تنقید کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ شاید ہم اس ملک کے بنانے میں اور اس ملک کی ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ Pakistan Movement کے جتنے بڑے نام ہیں سب کے ساتھ سردار اور نواب لکھا ہوا ہے۔ لوگ یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ جب پاکستان وجود میں آیا تو اس کے خزانہ میں پیسے نہیں تھے تو انہی نوابوں، جاگیرداروں نے اور میرے grand father نے اس وقت قائد اعظم محمد علی جناح کو جو contribution کی میں اس amount کا یہاں ذکر نہیں کروں گا لیکن میرے پاس اس کا documentary ثبوت موجود ہے اور قائد اعظم کا وہ خط میرے پاس موجود ہے جو انہوں نے اس کے شکریہ میں لکھا۔ یہ جو تنقید ہے اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ جی وڈیرے، جاگیر دار یہ موروثی سیاستدان ہیں، کئی نسلیں، کئی پشتیں یہ آرزو دل میں لے کر اس اسمبلی میں بیٹھ کر چلی گئیں کہ یہ شاید اس اسمبلی سے باہر ہوں گے۔ ہم اس اسمبلی میں موجود ہیں اور اللہ کرے گا کہ ہمارے بچے بھی اس اسمبلی میں موجود ہوں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ خواہش یہ اپنے دل میں رکھیں اگر ہم اس ملک کے خلاف ہیں، اگر ہم اس ملک کی خدمت نہیں کر رہے تو پھر ہمیں کوئی حق نہیں ہے کہ ہم اس اسمبلی میں بیٹھیں یا پاکستان کی کسی بھی اسمبلی میں ہماری نمائندگی ہو۔ لوگ جس طرح ان کو ووٹ دے کر اس اسمبلی میں بھیجتے ہیں ہمیں بھی ہمارے علاقے کے لوگ اسی طرح سے elect کرتے ہیں اس لئے کوئی ایم پی اے جس جماعت سے بھی تعلق رکھتا ہو کسی کو اس بات کا کوئی حق نہیں کہ ہم پر وہ اس طرح سے تنقید کرے۔ جس طرح کے یہ ایم پی

اے ہیں اسی طرح کا میں بھی ایک ایم پی اے ہوں اور میرے زمیندار بھائی جو یہاں پر بیٹھے ہیں یہ بھی اسی طرح کے ایم پی اے ہیں اس لئے میری تمام بھائیوں سے یہ گزارش ہے کہ اس طرح کی ذاتی تنقید نہ کی جائے اور ایسا موضوع نہ چھیڑا جائے جس سے دلآزاری ہو اور باتیں بجٹ کی بجائے کہیں اور چلی جائیں۔

جناب سپیکر! میں بجٹ2010-11 جو یہاں پر پیش کیا گیا ہے۔ تمام زعماء جو ایوان اقتدار میں بیٹھے ہیں ان سے یہ گزارش ہے کہ ریکارڈ بنانے کی کوشش نہ کی جائے اور یہاں پر تاریخی جملے کہنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اکیسویں صدی اور ملک کے موجودہ حالات کا تقاضا کچھ اور ہے۔ پچھلے سال 2009-10 کا بجٹ جب پیش کیا گیا تو اس وقت یہ کہا گیا کہ175۔ارب روپے کا ریکارڈ ترقیاتی بجٹ پیش کیا گیا ہے اور موجودہ بجٹ جب تنویر اشرف کائرہ صاحب نے پیش کیا تو کہا گیا کہ193۔ارب روپے کا ریکارڈ ترقیاتی بجٹ پیش کیا گیا ہے۔اس175۔ارب روپے میں سے بقول انہی کے جو کچھ انہوں نے اپنی بجٹ تقریر میں کہا کہ134۔ارب70 کروڑ روپے خرچ کئے گئے اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ رقم مختص کر دینا ہی کافی نہیں ہوتا، رقم کو خرچ کرنا بھی ضروری ہوتا ہے کیونکہ ریکارڈ تو تب ہی ہوگا کہ جب پیسے allocation کے مطابق خرچ کئے جائیں۔ ہمارا ملک اور بالخصوص پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے،70 فیصد آبادی آج بھی دیہات میں رہتی ہے، یہاں پر ستم ظریفی یہ ہے کہ یہ سیکرٹریٹ میں بیٹھے بابوؤں نے بنایا ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ زمینداروں کی نمائندگی کرتے ہوئے اس پر توجہ مرکوز رکھوں،70 فیصد آبادی جس سے منسلک ہے اس کے متعلق بات کروں۔ زراعت، آبپاشی، خوراک اور فشریز کے لئے 2009-10 کے total estimated expenditure جو ہیں وہ 43۔ارب 12 کروڑ روپے تھا اور یہ رقم 2010-11 میں کم کر کے 35۔ارب98 کروڑ روپے کر دیا گیا ہے۔ Revised estimate کے مطابق یہ رقم29۔ارب41 کروڑ روپے خرچ کی گئی ہے۔ میں آپ کی attention بھی چاہوں گا اور budget document سے quote بھی کروں گا۔ انہوں نے بجٹ کم کر کے 29۔ارب خرچ کئے۔ زمیندار ایک سادہ لوح انسان ہوتا ہے جس طرح انہوں نے باقی مدوں میں ریکارڈ رقمیں رکھ دیں تو پھر زراعت کے لئے بھی ایک ریکارڈ رقم رکھ دی جاتی تو ہم سارا سال خوش تو رہتے کہ ہمارے لئے اتنے پیسے رکھے گئے ہیں۔ خرچ تو انہوں نے کرنے نہیں تھے اور اس کی میں ایک

مثال بھی اسی بجٹ میں سے دوں گا کہ صفحہ نمبر35میں ایکheadہے lump sum provision
for transfer to district government for the treatment of Livestockاس
کے لئے2009-10میں 5 کروڑ روپے رکھا گیا اور اس میں سے ایک روپیہ بھی خرچ نہیں ہوا اور اس
سال پھر اس کے لئے5 کروڑ روپے مختص کر دیئے گئے ہیں۔ جب یہ خرچ ہی نہیں کرنے تو ان کو رکھنے کی
کیا ضرورت ہے؟ اسی طرح کی اور بھی بہت سیdiscrepanciesہیں۔ میں ان کی تفصیل میں نہیں
جاتا کیونکہ سارا نمبروں کا ہیر پھیر ہے۔ کئی مدوں میں انہوں نے جتنی رقم مختص کی اس سے کئی گنا زیادہ
خرچ کی گئی۔ مثال کے طور پرgrant in aidکے لئے214ملین رکھا گیا لیکن2309ملین روپے خرچ
کر دیا گیا۔ یعنی 21 کروڑ روپے کی جگہ 2۔ارب روپے خرچ کر دیا گیا۔ اگر انہوں نے budget
documentاس طرح سے بنانا ہے اور اس کے اوپر عمل نہیں کرنا تو پھر یہ ایک فضول کاغذ چھاپنے کی
exerciseنہیں ہونی چاہئے۔ میری حکومت سے گزارش یہ ہے کہ زراعت کے لئے جتنے زیادہ فنڈز
رکھے جائیں اتنا ہی بہتر ہو گا۔ اگر زیادہ نہیں تو ہمیں محکمہ پولیس کے برابر ہی پیسے دے دیئے جاتے تو ہم
سمجھتے کہ لمبر دار اور تھانیدار دونوں راضی ہو گئے ہیں ۔ جس طرح سے ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ
لمبر داروں سے سیاست واپس لے لی جائے اور تھانیداروں کے ہاتھوں میں دے دی جائے اگر ان کا دل
ایسے ہے تو پھر ایسے ہی کر لیں، پیسے تو اسی حساب سے رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر جوpre-budget sessionہوا اس کے اندر اراکین اسمبلی نے
تجاویز دیں اور میرے بھائی محسن لغاری نے اس سے پہلے کہا کہ اس کی ہمیں تفصیل دی جائے کہ کتنی
سکیمیں اس بجٹ میںincorporateہوئی ہیں۔ اگر کسی سیاست دان کے کہنے پر سیکرٹریٹ میں بیٹھے
بابوؤں نےincorporateکر بھی دی ہیں تو ان کے لئے رقم اتنی کم رکھی گئی کہ ان پر عمل ہی نہ ہو
سکے۔ انہوں نے دونوں گھر راضی کر لئے ہیں، اپنا گھر بھی راضی کر لیا، ممبروں کو بھی کہہ دیا کہ آپ کا
پراجیکٹ ہم نے شامل کر دیا ہے۔ اس طرح کی باتیں نہیں ہونی چاہئیں۔Let’s be practical.ہم
جتنی بھی زمیندار کو سہولت دے سکتے ہیں دینی چاہئے؟ یہاں پر زرعی ٹیکس کی بھی بات کی جاتی ہے، کہا
جاتا ہے کہ زمیندار کے اوپر ٹیکس ضرور لگنا چاہئے کیا زمیندار ٹیکس نہیں دیتا؟ یہاں پر یہ بھی کہا گیا کہ یہ
ٹیکس فری بجٹ ہے اس کے ساتھ ہی یہdocumentبھی پکڑا دیا گیا جو کائرہ صاحب نے اس ایوان میں

پیش کیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ٹیکس فری کیسے ہے؟ میں اس کا صرف پہلا فقرہ پڑھوں گا اور اس میں لکھا ہے کہ to levy tax and alter the rate of taxes and duties in the Punjab. اور یہ سب زمینداروں سے متعلق ہے۔ انہوں نے کہا کہ دیہات کے اندر یہ زمین جب transfer کرتے ہیں کوئی اس میں oral transfers ہوتی ہیں، کوئی بہن بھائیوں کا آپس میں تبادلہ ہوتا ہے اس پر بھی ٹیکس لگا دیا جاتا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر زمیندار کو دبانے کا انہوں نے یہ طریقہ سوچا ہے تو زمیندار ان طریقوں سے دبنے والا نہیں ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ ممبران کی طرف سے جتنی بھی اچھی تجاویز آئیں ان کو بجٹ میں صحیح طریقے سے incorporate کیا جائے۔ زمینداروں کے لئے ایک سکیم تھی جس کا ہر ممبر نے اچھے الفاظ میں ذکر کیا لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بابوؤں کو وہ بات پسند نہ آئی کہ اس سکیم کے بارے میں across the board اپوزیشن والے بھی کہتے ہیں کہ یہ اچھی سکیم ہے، پیپلز پارٹی والے کہتے ہیں اچھی سکیم ہے، مسلم لیگ (ن) والے بھی کہتے ہیں کہ اچھی سکیم ہے لہٰذا انہوں نے کہا کہ اسے scrap کر دو، وہ گرین ٹریکٹر سکیم ہے۔ مجھے کوئی ایک ممبر بھی بتا دے کہ کیا یہ پنجاب کے چھوٹے کاشتکار کے لئے اچھی سکیم نہیں تھی؟ انہوں نے بڑی آسانی سے وہ سبسڈی withdraw کر لی۔ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ ہم Solar Pumps دے رہے ہیں۔ میں نے اور میرے بہت سارے دوست ممبران نے یہ تجاویز دی تھیں کہ چونکہ Energy Crisis ہیں تو ہمیں Solar Energy کی طرف جانا چاہئے۔ میں خود اس کے حق میں ہوں اور Solar Pumps ضرور ملنے چاہئیں لیکن سبسڈی پر ملنے چاہئیں چونکہ اس کی قیمت اتنی زیادہ ہے کہ زمیندار afford نہیں کر سکتا لیکن اس وقت تجویز دیتے ہوئے ہمارا یہ مطلب تو ہرگز نہیں تھا کہ گرین ٹریکٹر سکیم ختم کر دی جائے، جو اچھی سکیمیں ہیں انہیں جاری رہنا چاہئے۔

جناب سپیکر! سستی روٹی سکیم کا بہت چرچا ہے اس پر بہت بات ہوئی ہے اس لئے میں اس کی زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گا لیکن اس کے لئے 5۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ مستی خیل صاحب نے خود اعتراف کیا کہ یہ ایک اربن سکیم ہے اور دیہات میں رہنے والی 70 فیصد آبادی کے لئے نہیں ہے۔ شاید وہاں کوئی غریب نہیں ہوتا یا بڑے زمینداروں کے پاس جو دانے ہوتے ہیں وہ سارے گاؤں کے چھوٹے غریب لوگوں میں دیتے ہیں اس لئے وہاں گندم کے دانوں کی اس غریب کو ضرورت نہیں

ہوتی۔ شاید اسے -/2 روپے کی روٹی اچھی نہیں لگتی۔ مڈل کلاس کا آدمی سب سے زیادہ پسا ہوا ہے چونکہ اس کی آمدنی fixed ہے۔ وہ سفید پوش آدمی -/2 روپے کی روٹی کی لائن میں بھی کھڑا نہیں ہو سکتا۔ اس کے پاس ملازم بھی نہیں ہے جو وہاں لائن میں کھڑا کر دے اور وہ -/2 روپے کی روٹی لے آئے۔ میری گزارش ہے کہ سکیم across the board اور سب کے لئے ہونی چاہئے، پورے پنجاب کے لئے ہونی چاہئے اور میں کسی سبسڈی کے خلاف نہیں ہوں۔ اگر کسی مد میں کوئی بھی سبسڈی دی جاتی ہے تو ضرور دیں لیکن سب کے لئے دیں۔ یہ کہہ دینا کہ فلاں سکیم شہروں کے لئے ہو گی اور دیہات کے لئے نہیں ہو گی یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے کہ مستی خیل صاحب نے قائد حزب اختلاف کی تقریر کا جواب دیتے ہوئے یہ خود تسلیم کیا کہ یہ ایک اربن سکیم ہے۔ اگر حکومت کا یہ vision ہے تو معذرت سے کہوں گا کہ دیہات کے رہنے والے لوگ اس پر سراپا احتجاج ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں زمینداروں پر ایک اور بڑی مہربانی کی گئی میں خصوصاً بارانی علاقے کے زمیندار کی بات کرنے لگا ہوں چونکہ میں خود ایک بارانی زمیندار ہوں اور میرا تعلق بھی بارانی علاقے سے ہے۔ پچھلے بجٹ میں وہاں پر 200 ڈیم بنانے کی تجویز دی گئی لیکن رقم مختص نہ کی گئی۔ اس دفعہ کمال مہربانی ہوئی اور کائرہ صاحب نے ایسی مہربانی فرمائی کہ 5۔ ارب روپے سستی روٹی کے لئے اور 200 ڈیمز کے لئے 20 کروڑ روپیہ رکھا ہے۔ آپ یا یہاں پر بیٹھا ہوا کوئی شخص مجھے بتائے کہ اس زمانے میں، مہنگائی کے اس دور میں دس لاکھ روپے سے کون سا ڈیم بنتا ہے؟ آپ جتنا بھی چھوٹا ڈیم بنا لیں وہ دس لاکھ میں نہیں بنے گا۔ کوئی بند تو نہیں بنانے وہ تو پہلے بھی بارانی علاقے کے ہر گاؤں میں موجود ہیں اور اسی بند سے تمام دیہات کے جانور پانی پیتے ہیں۔ اگر اس طرح کے بند ہمیں مہیا کرنے تھے تو انہیں ڈیمز کہنا بہت بڑی زیادتی ہے۔ میں پہلے بھی ہر دفعہ کہتا ہوں اور اب بھی کہہ رہا ہوں کہ آپ جتنے بھی چھوٹے ڈیمز بنائیں، دو سو بنائیں یا دو ہزار بنائیں وہ کالا باغ ڈیم کے متبادل نہیں ہو سکتے، کالا باغ ڈیم ضرور بننا چاہئے۔ مجھے کل کی اخبار پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ جب کل پاکستان مسلم لیگ کی ایک خاتون ممبر نے کالا باغ ڈیم کا ذکر کیا تو پاکستان مسلم لیگ (ن) نے بھی اس کو support کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر پاکستانی کو، ہر پنجابی کو اس ڈیم کی حمایت کرنی چاہئے۔ پنجاب کی کسی سے جھگڑے کی بات نہیں ہے۔ جب کوئی کالا باغ ڈیم کا نام لیتا ہے تو اس پر سیخ پا ہونے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہمیں consensus create کرنا ہے۔ پورے پنجاب کو یہ کردار

ادا کرنا ہو گا کہ وہ تمام صوبوں کو اس بات پر قائل کرے کہ یہ ایک قومی پراجیکٹ ہے-اس میں پاکستان کا فائدہ ہے اس لئے اس پراجیکٹ کو ضرور بننا چاہئے-(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! کالا باغ ڈیم کے متعلق یہ کہہ دینا کہ ہم نے اس کو scrap کر دیا ہے، کوئی کہتا ہے کہ یہ متنازع ہے اس لئے نہیں بن سکتا، کبھی اس کو دفن کر دیا جاتا ہے، کبھی مردے کو اکھاڑ کر لایا جاتا ہے-میری گزارش ہے کہ اس کو اس طرح نہ گھسیٹا جائے بلکہ اس میں جان ڈالی جائے-یہ ایک viable project ہے، تھا اور رہے گا اس کے لئے پنجاب کو کوشش کرنی چاہئے -جس طرح این ایف سی ایوارڈ کے لئے تمام صوبوں نے بیٹھ کر آپس میں مشاورت کی اسی طرح کالا باغ ڈیم کے لئے بھی کرنی چاہئے لیکن جب سندھ اسمبلی میں یہ قرارداد پیش ہوتی ہے تو مجھے اپنی اسمبلی پر افسوس ہوتا ہے-سندھ اسمبلی ہمیں پانی چور کہتی ہے-میں بارانی زمیندار ہو کر یہ بات کہہ رہا ہوں، میرے پاس کوئی نہر نہیں ہے لیکن سندھ اسمبلی کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ پنجاب کو پانی چور کہے-کوئی ایک سندھی ممبر نہیں اٹھا جس نے آکر کہا ہو کہ آپ یہ غلط بات کہہ رہے ہیں-جب کالا باغ ڈیم کی بات ہوتی ہے تو ہر کوئی اٹھ کر کہنے لگ جاتا ہے کہ شاید ان کا کوئی ذاتی مفاد ہے-اس کالا باغ ڈیم کی وجہ سے پورے پاکستان میں سب سے زیادہ متاثر ہمارا ضلع اٹک ہو گا، جو pond area ہے اس میں سب سے زیادہ رقبہ ضلع اٹک کا آئے گا اور یہ ریکارڈ کی بات ہے-ہم اس کے باوجود اس ڈیم کے حق میں ہیں-ہمیں اس سے پانی نہیں ملے گا لیکن اگر سارے پاکستان کو بجلی ملے گی تو شاید ہمیں بھی مل جائے- میں آپ کو یقین سے بتا رہا ہوں کہ کالا باغ ڈیم سے ہمیں کوئی نہر ملنی ہے اور نہ ہی پانی ملنا ہے لیکن اس کے باوجود ہم اس ڈیم کے حامی ہیں چونکہ اس میں ہمارے ملک کی survival ہے-

جناب سپیکر! چونکہ پانی کا ذکر چل نکلا ہے اس لئے میں عرض کر رہا ہوں کہ آپ سب کے علم میں ہے کہ بہت کم بارشیں ہوئی ہیں اور اس دفعہ بارانی علاقے میں 25 فیصد سے بھی کم فصل ہوئی ہے- اس وقت ہمارے علاقوں میں پینے کے پانی کی شدید قلت پائی جاتی ہے خصوصاً ہمارا تحصیل ہیڈ کوارٹر فتح جنگ جہاں اسلام آباد کا انٹرنیشنل ائرپورٹ بھی بن رہا ہے-اس کے لئے ایک منصوبہ بنایا جا رہا ہے کہ اسے غازی بروتھا سے پانی دیا جائے گا- کتنی ستم ظریفی ہے کہ اسلام آباد کو خانپور سے پانی دیا جا رہا ہے اور

اسلام آباد انٹر نیشنل ائرپورٹ کو غازی بروتھا سے پانی دیا جائے گا-غازی بروتھا ہمارے پورے ضلع میں سے گزرتا ہے- اگر وہاں سے پانی دینا ہے تو دیہات کو چھوڑ دیں لیکن سب سے پہلے ہمارے شہروں کو تو دے دیں-پچھلی حکومت میں فتح جنگ کے لئے واٹر سپلائی کی ایک سکیم منظور ہوئی تھی لیکن وہ سکیم سیکرٹریٹ کے کسی سرد خانے میں کسی منظوری کی منتظر ہے- میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے گزارش کروں گا کہ فتح جنگ کی واٹر سپلائی سکیم منظور کی جائے-اگر آپ اس وقت وہاں جا کر دیکھیں تو آپ کو یقین نہیں آئے گا کہ وہاں پانی کی اتنی قلت ہے۔اسی شاہ پور ڈیم سے جو فتح جنگ میں واقع ہے اب بھی اسلام آباد انٹر نیشنل ایئرپورٹ کی construction کے لئے تمام پانی لے جایا جارہا ہے اور ہمارے شہر کو پانی نہیں دیا جارہا۔شہر کے لوگوں کو پانی ملنا اس انٹر نیشنل ایئرپورٹ کی construction سے زیادہ ضروری ہے۔یہ priorities set کرنے کی بات ہے۔پنجاب حکومت کو چاہئے کہ اگر اسلام آباد والوں نے پانی لینا ہے تو پہلے پنجاب کے شہروں کو پانی ملے اس کے بعد Federal territory میں پانی جاتا ہے تو سو دفعہ جائے۔

جناب سپیکر! یہاں مستی خیل صاحب نے بہت ساری باتیں کی ہیں۔ان میں سے چند باتوں کا جواب دینا ضروری سمجھتا ہوں۔انہوں نے کالا باغ ڈیم کے متعلق ایک بات کہی کہ پچھلے آٹھ سالوں میں جب یہ لوگ اقتدار میں تھے تو انہوں نے کالا باغ ڈیم کیوں نہیں بنایا؟ یہ point scoring کی بات نہیں ہے۔ پچھلے آٹھ سال ثناءاللہ مستی خیل صاحب بھی انہی لوگوں کے ساتھ تھے۔یہ ستم ظریفی کی بات ہے، جن لوگوں نے پچھلے آٹھ سال اپوزیشن میں گزارے اگر ان میں سے کوئی ایسی بات کرتا تو جچتی تھی۔ایک بندے نے آٹھ سال اقتدار کے مزے بھی لئے اور آج پھر وہی ہمیں آٹھ سال کا طعنہ دے رہا ہے، یہ بہت زیادتی کی بات ہے۔میں point scoring کی کوئی بات نہیں کروں گا۔کالا باغ ڈیم پر ہم سب کو متحد ہونا پڑے گا۔چونکہ مستی خیل صاحب اس وقت House میں موجود نہیں ہیں لہذا میں صرف اتنا کہوں گا کہ کم از کم ان کو اس حوالے سے طعنہ نہیں دینا چاہئے۔یہ کالا باغ ڈیم تو کسی حکومت نے بھی نہیں بنایا۔ آٹھ سال تو چودھری پرویز الہیٰ کی حکومت تھی لیکن اس سے پہلے کس کی حکومت تھی، اُس سے پہلے کس کی حکومت تھی؟ ہر کسی نے حکومت کے مزے لئے ہیں لیکن کالا باغ ڈیم کسی نے نہیں بنایا۔یہ کہہ دینا کہ پچھلی حکومت نے نہیں بنایا غلط ہے۔کالا باغ ڈیم جب تک نہیں بنتا اس

وقت تک یہ issue ہر حکمران کے لئے رہے گا اور جو حکومت میں ہو گا اسی نے ہی یہ بنانا ہے۔ اب معلوم نہیں کہ اس کا credit کس کے نصیب میں ہے؟ اللہ کرے کہ یہ credit آپ کی حکومت کے نصیب میں ہو، آپ اس کو بنالیں۔

جناب سپیکر! آج مخدوم احمد محمود صاحب بہت خوش تھے جبکہ پچھلی دفعہ وہ بہت ناراض تھے۔ انہوں نے جب پچھلی دفعہ جنوبی پنجاب کا ذکر کیا تو کہا تھا کہ ہمیں 5۔ارب روپے نہیں بلکہ 50۔ارب روپے ملنے چاہئیں۔ یہ ان کی تقریر کا حصہ تھا جو کہ مجھے آج بھی اچھی طرح یاد ہے۔ پھر جنوبی پنجاب سے بہت ساری آوازیں اٹھیں اور اس کے نتیجے میں تنویر اشرف کائرہ صاحب نے اپنی بجٹ تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے 52۔ارب روپے جنوبی پنجاب کی ترقی کے لئے رکھ دیئے ہیں۔ یہ بہت اچھی بات ہے کہ پنجاب ترقی کرے، چاہے وہ جنوبی، شمالی یا وسطی پنجاب ہو۔ بجٹ تقریر میں کہا گیا ہے کہ 135۔ارب روپے کے منصوبے جنوبی پنجاب میں شروع کر دیئے گئے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا کہ 134۔ارب اور 70 کروڑ روپے کی سارے پنجاب میں development ہوئی ہے، ان figures کی مجھے سمجھ نہیں آ سکی۔ اگر 135۔ارب روپے جنوبی پنجاب میں لگ گئے تو باقی پنجاب کی development کیا ہو گی؟ اس طرح تو پھر ہم سچے روتے ہیں کہ ہمارے علاقے میں ترقیاتی کام بالکل نہیں کئے جاتے۔ جب انگریز بہادر یہاں سے جا رہا تھا تو جاتے جاتے سیکرٹریٹ میں بیٹھے ہوئے بابوؤں کے کان میں وہ ایک بات بتا گیا تھا۔ پوٹھوہار ایریا سے اُس وقت کی انڈین آرمی اور اب پاکستان آرمی کی backbone آتی ہے۔ انگریز بہادر نے ان بابوؤں کو کہا کہ اس علاقے کے لوگوں کو ترقی نہ کرنے دینا تاکہ فوج کا پیٹ اس علاقے کے لوگوں سے بھرتا رہے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس مارشل ایریا کو ہمیشہ backward رکھا گیا۔

جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کی محرومی اپنی جگہ پر لیکن ہمارے Northern Punjab کو بھی محروم رکھا گیا ہے۔ میری constituency کی تمام boundary ہزارہ سے ملتی ہے۔ ہزارہ کے لوگوں نے جو re-action کیا اس کا fallout ہم نے بھی محسوس کیا ہے۔ ہمارے 13 دیہات ایسے ہیں کہ ان کی طرف جانے کے لئے ہمیں فرنٹیئر میں سے گزر کر جانا پڑتا ہے۔ پنجاب حکومت کی طرف سے اس علاقے میں ابھی تک ایک bridge نہیں بن سکا۔ اس bridge کے نہ ہونے کی وجہ سے ابھی بھی ہم

فرنٹیئر میں سے ہو کر ان دیہات میں آتے ہیں۔ ہزارہ میں جو آگ لگی ہے وہ بجھنے والی نہیں ہے۔ جس طرح ہزارہ اور جنوبی پنجاب میں تحریک چل نکلی ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ Northern Punjab میں بھی اس طرح کی ایک تحریک چل پڑے تو پھر آپ اس علاقے کو ضرور محروم رکھیں۔ آپ کا یہ جو 193۔ارب روپے کا ترقیاتی بجٹ ہے اس میں راولپنڈی شہر کے چند منصوبے ضرور ہوں گے لیکن اس کے علاوہ پورے پوٹھوہار کے لئے کوئی بڑا منصوبہ موجود نہیں ہے۔ میں نے اس بجٹ کتاب کو دو دن تک بڑے غور سے دیکھا ہے، میں نے سوچا کہ شاید ہمارے علاقے کو بھی کسی نہ کسی ذریعے سے کوئی ترقیاتی منصوبہ دیا گیا ہو۔ ضروری نہیں ہے کہ ہماری وجہ سے، کسی اور کی وجہ سے نواز دیا جاتا لیکن مجھے اس کتاب میں اپنے علاقے کے لئے کوئی بڑا منصوبہ نہیں ملا۔ سڑکیں اور نالیاں تو ضلعی حکومت بھی بناتی رہی ہے۔ جب ہم ضلع کونسل میں ہوتے تھے تو یہ کام ضلع کونسل بھی کرتی تھی۔ آپ ہمارے علاقے کی ترقی کے لئے وہاں پر کوئی بڑا project لے کر آئیں۔ اس وقت تک وہاں پر کوئی بڑا project بن رہا ہے اور نہ ہی اس بجٹ میں موجودہ سال کے دوران بنانے کا کوئی عندیہ دیا گیا ہے۔ صرف یہ کہا جاتا ہے کہ پنڈی ڈویژن (ن) لیگ کا گڑھ ہے۔ یہ اچھا گڑھ ہے کہ اس کی development کے لئے کوئی پیسا خرچ ہی نہیں کرتے۔ کل جب وہاں کے لوگ ان کے خلاف ہزارہ کی طرح بغاوت کریں گے تو پھر لاہور میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو احساس ہو گا۔ یہ کہتے ہیں کہ لاہور کا ذکر نہ کریں۔ میں نے اپنی پوری تقریر میں بڑی کوشش کی ہے کہ لاہور کا ذکر نہ کروں۔ اب پہلی دفعہ مجبوراً ذکر کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! یہاں ہاؤس میں بیٹھے ہوئے مجھے اس ہاڑ کے مہینے میں ٹھنڈ لگ رہی ہے۔ I am feeling cold آپ کو کیا پتا کہ ہمارے دیہات کی خواتین اس ہاڑ کے مہینے میں سر پر گھڑے اٹھا کر کتنی کتنی دور سے پانی لے کر آتی ہیں لہذا میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے افسران کو fields میں جانا چاہئے۔ تمام عوامی نمائندوں کا تو اپنے علاقوں سے رابطہ ہے لیکن بیوروکریسی کا عوام سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔ یہ ٹھنڈے کمروں میں بیٹھے رہتے ہیں، ان کے air conditioners تو بند کر دینے چاہئیں۔ انگریز نے اتنی زبردست عمارتیں بنائی ہیں، ان میں تو air conditioners کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ان کو پنکھے لگوا کر دیں تا کہ ان کو احساس ہو سکے۔ ان کے کمروں کے دروازوں پر چکیں لگوا کر دیں۔ جیسے پرانے زمانے میں ڈی سی کے دفتر کے باہر چک لگی ہوتی تھی۔ اب انہوں نے modern قسم

کے دروازے لگوا لئے ہیں۔1904 میں ہمارا ضلع وجود میں آیا تھا، وہاں ڈی سی کے دفتر کی عمارت بہت پرانی ہے اور اس کی چھتیں 20,20 فٹ اونچی ہیں۔اس کمرے کو ٹھنڈا کرنے کے لئے بھی چھ چھ ٹن کے air conditioners لگائے جاتے ہیں۔یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔

جناب سپیکر! آخر میں یہی گزارش کروں گا کہ وقت جس چیز کا تقاضا کر رہا ہے ہمیں بھی اسی نقطہ نظر سے چلنا چاہئے۔اسی طرح زراعت کے لئے جتنے زیادہ funds دیئے جا سکتے ہیں وہ دینے چاہئیں۔زراعت پر جو cuts لگائے جا رہے ہیں یہ نہیں لگنے چاہئیں۔

جناب سپیکر! میری مزید دو گزارشات اسمبلی سے متعلق ہیں۔ایک تو یہ ہے کہ کل جب میں نماز کے لئے نیچے گیا تو جماعت ہو رہی تھی اور وہاں پر کھڑا ہونے کی جگہ نہیں تھی، حالانکہ کل اجلاس بھی نہیں تھا۔جگہ نہ ہونے کی وجہ سے ہم جماعت میں شامل نہیں ہو سکے تو میں عرض کروں گا کہ یہاں پر کوئی proper مسجد کا انتظام کیا جائے۔یہاں پر اتنے کروڑوں اربوں روپے خرچ ہو رہے ہیں اگر اس Assembly premises میں ایک چھوٹی سی مسجد بن جائے اور تمام لوگ وہاں پر نماز پڑھ سکیں تو بہت اچھا ہوگا۔فنانس ڈویژن سے بھی میری ایک درخواست ہے کہ budget speech والے دن ہمیں 20 کلو وزن اٹھوا دیا گیا، جب آپ نے soft copy دے دی تو آپ حکومت کا یہ printing کا خرچہ بچائیں کیونکہ اس کو کوئی نہیں پڑھتا، بجٹ کی کتابیں سب لوگوں کے گھروں میں اسی طرح بندھی ہوئی پڑی رہتی ہیں لہٰذا یہ hard copy والا رواج اب ختم کر دیا جائے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔اب راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم o بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o

صبح اٹھ کر گیت گاتی ہے
سورج ڈوبتا ہے تو اس کی تسبیح پڑھتا ہے
چرند اور پرند اس کے بول الاپتے ہیں
پتوں کی سرسراہٹ اس کی حمد گاتی ہے

میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے بابرکت نام سے شروع کرتا ہوں۔ آقا و مولا سرور کائنات خاتم النبیین والمرسلین مولائے کل محمد مصطفیٰؐ کی ذات پر لاکھوں درود و سلام بھیجنے کے بعد میں عرض کرتا ہوں کہ آج بڑا اہم دن ہے کہ ہم نے کیا کرنا ہے، حکومت کا کیا طرز عمل ہے، کیا سوچ ہے، گزشتہ ادوار میں کیا ہوتا آیا؟ اصل میں یہ موازنے کا وقت ہے۔ پارٹیوں سے ہٹ کر حقائق پر بات کی جائے۔ پہلی بات یہ ہے کہ میں ابھی چند دن پہلے پاکستان سے باہر تھا تو Transparency International کی رپورٹ آئی تو جب ہمارے صوبہ پنجاب کا ذکر آیا اور صوبے میں کام کرنے والوں کی کارکردگی کو جب بہتر الفاظ میں یاد کیا گیا تو یقین کریں کہ کچھ خوشی ہوئی ورنہ سیاستدانوں اور عوام کی خدمت کرنے والوں پر بے جا ہی الزامات لگ جایا کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! ایک بات جو white paper کے ذریعے، اخبارات اور ٹی وی کے ذریعے بھی سامنے آئی کہ جب ہم ووٹ لینے کے لئے جاتے ہیں تو غریب کی بات کرتے ہیں، عام آدمی کی بات کرتے ہیں، دیہاتوں میں بسنے والے 70 فیصد لوگوں کی بات کرتے ہیں، مزدوروں اور محنت کشوں کی بات کرتے ہیں لیکن جب کسی سکیم یا کسی چیز کو criticize کرنے لگتے ہیں تو پھر ہم اس چیز کی طرف انگلی اٹھا دیتے ہیں ، جنہیں دو وقت کی روٹی میسر نہیں ہوتی، جن کی اولاد کو ایک نوالہ میسر نہیں ہوتا اگر ان کی سوچ کسی لیڈر کے ذہن میں آ جائے تو چونکہ وہ لیڈر کسی دوسری جماعت سے ہوتا ہے ہم اسے ذہنی طور پر accept نہیں کرتے اور پھر اس کے لئے ہم طرح طرح کے بیانات دیتے ہوئے نہ اس غریب کی بُری حالت کو اپنے ذہن میں رکھتے ہیں جس کے نام پر ہم ووٹ لے کر یہاں آتے ہیں بلکہ ہم اس ساری سکیم کو تہس نہس کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میرے بھائی مستی خیل صاحب نے اسے scheme urban کہا، ان کے کہنے کا اصل مقصد یہ تھا کہ اس میں ریلوے سٹیشن، بس سٹینڈ، لیبر کالونیاں اور کچی آبادیاں ہیں۔ کچی آبادیاں صرف شہروں میں نہیں ہیں، دیہاتوں میں بھی بہت ساری کچی آبادیاں ہیں وہاں بھی ملیں ہیں، فیکٹریاں ہیں، مزدور ہیں۔ جو لوگ دن کو مزدوری کر کے -/200 روپے کی دہاڑی لگا کر رات کو سوتے ہیں تو ان کا بھی حق بنتا ہے اور ان کو -/2 روپے میں یہ روٹی مل جاتی ہے۔ یہ چیز اس سے پہلے کسی کے ذہن میں نہیں آئی اور اگر کسی کے ذہن میں یہ بات آگئی ہے تو اس کو بجائے سراہنے کے اس پر تنقید کی جا رہی ہے۔ ہو سکتا ہے اس سسٹم کی supply line میں کسی نہ کسی جگہ چھوٹی موٹی کوئی

کوتاہی ہو، اس نقص کو ختم کرنے کی بجائے اس ساری سکیم کا سرے سے قلع قمع کر دینا میں سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں کے نام پر ہم ووٹ لیتے ہیں ان کے ساتھ یہ بہت بڑی زیادتی اور ناانصافی ہے۔ اگر یہ کہیں کہ حالیہ حکمرانوں نے غریبوں کے بارے میں سوچا ہے یا نہیں سوچا، جو کچھ سوچا ہے اگر اپوزیشن لیڈر اسے بھی سراہ دیتے یا میرے دوست اس کی تعریف کر دیتے تو مجھے خوشی ہوتی۔ میں نے پہلی بار دیکھا کہ جن ہسپتالوں میں، میں اور میرے یہ colleagues جانا شاید پسند نہیں کرتے وہاں غریب کے 90 فیصد بچے، غریب عورتیں، محنت کش اور مزدور اپنی بیماری کی صورت میں وہاں ائرکنڈیشنز میں جا کر لیٹتے ہیں وہ بھی اسی حکومت کا کارنامہ ہے۔ یہاں اس ایوان میں بیٹھے ہوئے منتخب نمائندوں کے بچے جن سکولوں میں نہیں پڑھتے، اس ملک کے جاگیرداروں اور وڈیروں کے بچے جن سکولوں میں نہیں پڑھتے ان سکولوں میں پہلی بار I.T Lab اسی حکومت کا کارنامہ ہے لہذا اسے بھی سراہنا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر! جس طرح میرے بھائی نے Southern Punjab کا ذکر کیا، میں اطلاعاً یہ عرض کر دوں کہ اس حکومت سے پہلے گزشتہ 5 سال کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں کہ وہاں لوگوں کی بہتری اور development کے لئے 68۔ارب روپے invest ہوئے اور اس اڑھائی سال کی حکومت میں 120۔ارب روپیہ وہاں پر لگا۔ میرے بھائی یہاں پر ابھی ذکر کر رہے تھے تو 134۔ارب کے منصوبہ جات شروع کئے ہیں اور اس مالی سال میں ان منصوبہ جات کے لئے 52۔ارب روپے مختص کئے ہیں۔ 193۔ارب روپے میں سے اگر 134۔ارب روپے ایک ہی سال میں ادھر لگا دیں تو پھر باقی سارا صوبہ اسی طرح رہ جائے گا۔ میرے اپوزیشن لیڈر نے کہا کہ 13۔ارب روپے دانش سکول کے لئے رکھ دیئے گئے ہیں یا تو چٹیں کسی نے دے دیں اور جلدی میں وہ پڑھی نہیں گئیں، دانش سکول کے لئے 3۔ارب روپیہ رکھا ہے اور وہ بھی صرف اس وجہ سے اعتراض ہوا ہے کہ اس ایوان میں بیٹھنے والوں کے بچے اس دانش سکول میں نہیں پڑھیں گے، شاید اس وجہ سے ہوا کہ دانش سکول جاگیرداروں اور وڈیروں کے بچوں کے لئے نہیں بنا اور اس ملک کے سرمایہ داروں کے بچوں کے لئے نہیں بنا۔ میرے اور آپ کے بچے تو ایچی سن سکول میں جا سکتے ہیں لیکن ہم جس سے ووٹ لے کر یہاں آئے ہیں اور اپنے آپ کو honourable Member of this House کہتے ہیں اگر یہاں کوئی کام ان کے لئے ہو جائے تو اس پر ہم criticize کرتے ہیں اور صرف یہ کہنے کے لئے کہ یہ سکیم ان کی طرف سے آئی ہے اور میں ان کا

حصہ نہیں ہوں اس وجہ سے مجھے انہیں criticize کرنا چاہئے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ کیوں نہیں کہتے کہ اس ملک کے غریب آدمی کے لئے جو بھی آواز اٹھائے گا وہ حق کی آواز ہوگی۔ اس ہاؤس کا ممبر ہونے کے ناتے میرا اور آپ کا یہ فرض بنتا ہے کہ ہمیں اس کا ساتھ دینا چاہئے اور اسے سراہنا چاہئے۔ یہ دانش سکول نہ صرف جنوبی پنجاب میں شروع کئے جائیں بلکہ اس حکومت سے میری التجا ہے کہ غریب لوگ اس صوبے کے ہر کونے میں بستے ہیں لہذا اس صوبے کے ہر ضلع کو ایک دانش سکول دینا چاہئے۔ اگر ایک غریب آدمی fee afford نہیں کر سکتا اور اس کا بچہ پڑھنا چاہتا ہے اور اچھی پوزیشن لے تو اسے بھی ایچی سن جیسا ماحول ملنا چاہئے، اسے بھی یہ موقع ملنا چاہئے کہ وہ اپنی قابلیت کو ابھار سکے۔

جناب سپیکر! اسی طرح کوئی بھی ایک سیکٹر اٹھا کر دیکھیں۔ ہیلتھ سیکٹر میں 452 سیٹوں کا اضافہ ہوا ہے۔ ایک ایک سیٹ کے لئے ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں کیس جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنا بڑا تاریخی قدم ہے جو اس حکومت نے اٹھایا کہ 452 سیٹوں کا میڈیکل میں اضافہ کیا ہے چہ جائیکہ ہمیں کرغزستان اور رشیا کے ڈاکٹر لینا پڑتے ہیں اور یہ کڑوی گولی ہمیں اس وجہ سے نگلنی پڑتی ہے۔ وہ صاحب ہماری qualification پر پورے نہیں اترتے لیکن جب ہمیں available نہیں ہوتے تو ہمیں وہ ڈاکٹر لینے پڑتے ہیں جو ہمارے لئے شاید اتنے competent نہیں ہوتے۔ اس کے ساتھ ساتھ وزیر اعلیٰ نے جس summary کو approve کر دیا ہے غالباً آج کل وہ قانون کی شکل میں سامنے آنے والی ہے اور یہاں پر یہ بل پیش ہونے والا ہے کہ ڈاکٹر کو اس وقت تک ڈگری نہیں ملے گی جب تک وہ دو سال دیہی علاقوں میں کام سر انجام نہیں دے گا، یہ دیہاتوں میں بسنے والے 70 فیصد لوگوں کے لئے کارنامہ ہے۔ جو ذہن اور جو سوچ positive side پر جائے، قطع تعلق کہ کس کا کس جماعت سے تعلق ہے، ہو سکتا ہے کہ اس دنیا کے معاملات میں عقل کل کوئی نہیں ہے اور کچھ نہ کچھ باتیں کسی جگہ رہ جاتی ہیں۔ اس میں میرا اور آپ کا حق بنتا ہے کہ صحیح کو صحیح کہیں اور غلط کو غلط کہیں لیکن کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ گزشتہ پانچ سال کے دور میں اس صوبہ پنجاب کی گورنمنٹ میں کروڑوں روپے secret budget کی مد میں جاتے رہے، کون اس قومی پیسے کو لوٹتا رہا اور کسی نے آج تک ان سے نہیں پوچھا۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ اس ہاؤس کی کمیٹی بنائیں اور اس صوبہ کے عوام کو بتائیں۔ اس ایک ایک پیسے کا حساب لینا چاہئے کہ کروڑوں روپے

secret funds کی مد میں بے جا استعمال ہوتے رہے جن کا کوئی حساب کتاب اس صوبہ کے کسی کاغذ پر موجود نہیں ہے۔ اس صوبہ کا ایک ایک پیسا اس کے غریب عوام تک پہنچانا اس ایوان کے ہر ممبر کا فرض ہے اور ہمیں اس بات کا حساب لینا چاہئے۔ یہ نہیں کہ عوام نے اختیار دیا ہے تو جس طرح چاہے استعمال کرتا پھرے اور اسے کوئی پوچھنے والا نہ ہو۔ میں نے وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی فنڈ کی بات نہیں کی، میں نے وہ کروڑوں روپے کے secret funds جو خادم اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے ختم کر دیئے ہیں اور allocate ہی نہیں کئے اس کی بات کی ہے۔ یہ داد دینے کی بات ہے۔ ان معاملات کو سراہنا چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج سیاستدانوں پر کرپشن کے الزامات لگتے ہیں لیکن آئیں کوئی ایک لیز، کوئی ایک ٹھیکہ اور کوئی ایک ایسا کام بتا دیں جو مفاد کے لئے کیا گیا ہو۔ ابھی چار دن پہلے کی بات ہے کہ حکومت پنجاب نے ڈیفنس میں ایک پٹرول پمپ نیلام کیا ہے اس کی لیز ایک لاکھ 60ہزار روپے تھی جب اس کی نیلامی ہوئی تو وہ غالباً ڈیڑھ کروڑ روپے میں ہوئی ہے۔ یہ کوئی ایک کام بتا دیں۔ یہاں کہا گیا کہ پنجاب کنگال ہونے کو ہے۔ کیا اس سے پہلے حکومت پنجاب نے اپنی overdraft facilities کبھی استعمال نہیں کی تھیں؟ ساری دنیا اور سارے پاکستان میں شور برپا ہے، white paper تو وہ شائع کریں جو وہ حق رکھتے ہیں جن کے اپنے معاملات میں black paper نہ بنتے ہوں۔ کسی جگہ کوئی صوبہ کرپٹ نہیں ہوا، کوئی ڈویلپمنٹ کا کام رکا نہیں۔ Overdraft facilities کے حوالے سے ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں، میں وزیر خزانہ سے اپیل کروں گا کہ جب وہ جواب دیں تو وہ اعداد و شمار ضرور دیں کہ اس حکومت سے پہلے گزشتہ ادوار میں کتنی کتنی percentage overdraft facilities استعمال ہوتی تھیں اور running finance سے پیسا لیا جاتا تھا کیونکہ وفاقی حکومت کے واجبات جو باہر سے آنے ہوتے ہیں یا کسی وجہ سے صوبہ پنجاب کی قسط late ہو جاتی ہے اس مد میں ایک running facility حکومت پنجاب کی سٹیٹ بنک کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس مد میں یہ کہتے ہیں کہ چیک dishonour ہو گئے۔ اس میں پہلی بات تو یہ ہے کہ حکومت پنجاب کا اگر کوئی چیک dishonour ہوا ہے تو وزیر خزانہ اس House کو بتائیں کہ کون سا چیک dishonour ہوا ہے۔ میری سمجھ کے مطابق وہ چیک ضرور dishonour ہوئے ہوں گے جو حکومت پنجاب نے کسی مالی بدعنوانی کے نتیجے میں کسی ٹھیکیدار کمپنی کے چیک کی ادائیگی رکوائی ہو گی۔ وہ چیک ضرور bounce ہوئے

ہوں گے جن کے ذمہ کوئی نہ کوئی اچھا کام نہیں تھا اور انھیں ملی بھگت سے چیک جاری ہو گئے تو وہ چیک ضرور رکوائے گئے ہوں گے یا وہ چیک bounce ہو جاتا ہے جس کا شیڈول سٹیٹ بنک کے پاس نہیں پہنچتا اور چیک پہلے پہنچ جاتا ہے یا کسی کے دستخط کا issue بن جاتا ہے اور وہ صرف اس وجہ سے کہ ہم اپنی دکان چلا سکیں۔ حکومتی معیار اور حکومتی معاملات پر ان کی ایک بات سے باہر کیا اثر پڑتا ہے اس بات کا انھیں احساس نہیں ہوتا۔ پنجابی میں کہتے ہیں کہ "اپنے پا گوشت واسطے اگلے دی مجھ مار دو" یعنی ان کی سیاست سے اتنی ہی دلچسپی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ نہیں کہتا کہ سارے معاملات سیدھے ہو گئے ہیں لیکن یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ کبھی کسی نے یہ نہیں کہا کہ 73 آدمیوں کی ایک فوج ظفر موج پنجاب کی کابینہ ہوا کرتی تھی۔ اس دور میں وہ کابینہ نہیں ہے تو کروڑوں روپے ماہانہ بچتے ہیں۔ اگر یہ اس بات کا بھی ذکر کر دیتے تو مجھے خوشی ہوتی۔

جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر پر میرے دوستوں نے بات کی ہے۔ اللہ برے وقت سے بچا کر رکھے، جو حالات ہمارے دائیں بائیں اور ہماری سرحدوں پر ہیں ان کا خمیازہ ہم بھگت رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب پولیس کو اس بات پر سراہنا چاہئے کہ اس کے بڑے جوانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر آپ کی اور ہماری جانیں بچائی ہیں، انھوں نے اپنی جوانیوں کو قربان کیا، ماؤں کے بیٹے شہید ہوئے، ہمارے بھائی مارے گئے۔ اس کے ساتھ پولیس نے اپنا معیار بلند کیا ہے کہ وہ خودکش بمباروں کو جا کر خود گلے لگا کر اپنی جان کے نذرانے دیتے رہے، اس صوبہ اور ملک کے عوام کو بچاتے رہے۔ اگر ہم انھیں جدید آلات کے لئے، ان کے معاملات، ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اور اس صوبہ کے عوام کو مشکلات سے بچانے کے لئے ان کے بجٹ میں اضافہ کیا ہے تو حالات کے تقاضے کے مطابق انھیں اس سے بھی زیادہ دیا جانا چاہئے تاکہ جن جدید آلات کی انھیں ضرورت ہے وہ ان کے پاس ہونے چاہئیں۔ اس کے بعد ہم ان سے وہ کچھ لے سکتے ہیں جس کی ہم اور آپ ان سے توقع کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح میری یہ گزارش ہے کہ ضرور مخالفت کی جائے لیکن کم از کم بات وہ کی جائے جس کا حقائق کے ساتھ کوئی تعلق ہو اور ایسی فلم نہ بنا دی جائے کہ جس پر سارے صوبہ کے عوام میں اس طرح کا تاثر جائے کہ شاید خدا جانے کیا ہونے کو جا رہا ہے؟ یہاں بات ہوئی کہ Punjab for

saleشاید تنویر اشرف کائرہ صاحب کی تقریر میں انھوں نے یہ نہیں پڑھا کہ جس ضلع کی کوئی اراضی لیز پر دی جائے گی یا نیلام ہوگی وہ پیسا اسی ضلع کے ترقیاتی فنڈ میں استعمال کیا جائے گا۔ وہاں کے بسنے والے لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ وہاں رہنے والے غریبوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ اس میں یہ نہیں کہا گیا کہ پنجاب کا کوئی ایسا ادارہ جن کی ماضی میں مثالیں بنتی رہی ہیں کہ جنھیں اپنی ذاتی جائیدادوں کو فروخت کرنے کے لئے کروڑوں روپے اپنے بنائے ہوئے اور قائم کئے ہوئے ایم ڈی اور ڈائریکٹروں کے حوالے کرکے خود کروڑوں اور اربوں روپے کے مفادات حاصل کرکے سارا پیسا باہر بھیج دیا۔ اس صوبے کا ایک ایسا ادارہ جس میں پنجاب کے لوگوں کا بے پناہ پیسا تھا اسے اس بے دردی سے لوٹا گیا میں اس معاملے پر مزید بات نہیں کرنا چاہتا کیونکہ وہ معاملہ زیر سماعت عدالت ہے لیکن جو ہم پر اور ہماری حکومت پر الزام لگاتے ہیں، وہ الزام لگانے سے پہلے اپنے کئے ہوئے معاملات کا اندازہ کریں جو میں سمجھتا ہوں بہت ضروری ہے۔ اگر انھوں نے اس صوبے اور دھرتی پر کوئی رحم کھایا ہو تو پھر وہ الزام لگانے کا حق رکھتے ہیں اور اگر رحم نہ کیا ہو صرف بغیر تکبیر کے گلا کاٹا ہو تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ خاموش رہنا ہی ان کے لئے بہت بہتر ہے۔ بہت مہربانی، بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ کس پارٹی کی نمائندگی کر رہے تھے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میں اپنے حلقے سے منتخب ہو کر آیا ہوں۔ میں جدھر چاہوں بول سکتا ہوں۔ میں اپنے حلقہ کے لوگوں کی نمائندگی کر رہا ہوں۔ میں ان سے ووٹ لے کر آیا ہوں۔ میں اپنے حلقہ کے نمائندہ کے طور پر جو چاہوں کر سکتا ہوں اس پر میرے اوپر کوئی پابندی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ چودھری سرفراز افضل صاحب!

چودھری سرفراز افضل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ اس سے پہلے کہ میں 2010-11 کے عوام دوست، غریب پرور اور صحت و تعلیم سے بھرپور بجٹ پر بات کروں۔ میں ایسا عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ پنجاب تنویر اشرف کائرہ اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے میاں محمد شہباز شریف

کے اس visionکو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جس کے تحت وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس ملک کی اور وفاق کی اکائیوں کو اکٹھا رکھنے کے لئے N.F.C ایوارڈ کو منظور کروانے کے لئے ایک کلیدی کردار ادا کیا اور نہ صرف اس پنجاب کے لوگوں نے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے اس کلیدی کردار کو سراہا بلکہ باقی تمام صوبوں کے وزرائے اعلیٰ نے بھی ان کے اس کردار کو خراج تحسین پیش کیا۔

جناب سپیکر!اس کے ساتھ ساتھ میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی ان قائدانہ صلاحیتوں کو بھی سلام پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جن کے تحت انھوں نے پنجاب کے hydral net profit جس کو1996 سے غصب کیا گیا تھا واحد وہ شخص میاں محمد شہباز شریف ہے کہ جس کی قائدانہ صلاحیتوں کی وجہ سے پنجاب کے 23.8۔ارب روپے کے اس حق کو تسلیم کرتے ہوئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ تین سالوں میں وہ 23.8۔ارب روپیہ پنجاب کو ادا کر دیا جائے گا۔ جس طرح میں نے شروع میں کہا کہ یہ بجٹ عوام دوست اور غریب پرور بجٹ ہے۔ ایک طرف تو یہاں پر میرے بیٹھے ہوئے اپوزیشن کے دوست اور یہاں سے باہر بیٹھے ہوئے کالے چشمے لگائے ہوئے سستی روٹی پر بار بار تنقید کرتے ہیں اور انگلیاں اٹھاتے ہیں، سستی روٹی کے حوالے سے شاید اُن کے ذہن میں یہ ہے کہ یہاں پر سستی روٹی کی شکل میں کوئی چور بازاری قائم کی گئی ہے۔21۔ارب روپے کی سبسڈی پنجاب کے غریب عوام کے لئے رکھی گئی ہے جس میں سے 5۔ارب روپے پنجاب کے غریب عوام اور اُس مزدور کے لئے جو-/200 یا -/300روپے کی دہاڑی لگاتا ہے اور وہ سستی روٹی سے تقریباً-/90روپے روزانہ بچت کرتا ہے۔ جس کے بارے میں، میں نے پچھلے سال بھی یہی کہا تھا کہ جب مزدور کو-/2روپے کی سستی روٹی دی جاتی ہے تو وہ تقریباً-/2700روپے ایک ماہ میں بچاتا ہے۔ اس سال 13۔ارب روپے آٹے پر سبسڈی دی گئی ہے۔ اگر آپ صوبہ خیبر پختونخواہ میں جائیں تو یہی روٹی-/25روپے میں دی جاتی ہے، اسی طرح بلوچستان میں جا کر حالات دیکھیں۔ آپ کی ترقی کا محور صرف یہاں پر نہیں رُکتا بلکہ ایک طرف رمضان شریف کی آمد آمد ہے اور دوسری طرف سفید پوش اور غریب آدمی عبادت کو بھول کر رمضان شریف کے اخراجات پورا کرنے کی پریشانی میں پڑا ہوا ہے لیکن وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس دفعہ بھی اپنے سابق کردار اور روایات کو برقرار رکھتے ہوئے 2۔ارب روپے کی سبسڈی رمضان بازاروں کے لئے منظور کی ہے۔

اس کے ساتھ میں اپوزیشن لیڈر کی اُس بات کا جواب دینا چاہتا ہوں جس میں میرے بھائی نے کہا کہ اس بجٹ میں صحت اور تعلیم کے اوپر نہ جانے کیا کر دیا گیا اور کچھ نہیں رکھا گیا۔ میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس سال تعلیم کے لئے 23.3۔ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے اور 43۔ارب روپے سے زائد کی رقم صحت کے لئے رکھی گئی ہے۔ اس کو اگر آپ کل ملائیں تو تقریباً 67۔ارب روپے بنتے ہیں جو آپ کی صحت اور تعلیم کے لئے رکھے گئے ہیں۔ ان سے کہیں کہ ان کو جو دستاویزات دی جاتی ہیں ان کا آنے اور بات کرنے سے پہلے ایک دفعہ مطالعہ کر لیں تو ان کو پتا چلے کہ یہ وہ پنجاب بننے جا رہا ہے جس میں پڑھا لکھا پنجاب کا صرف خواب نہیں دیکھا گیا بلکہ اس بجٹ میں پڑھے لکھے پنجاب کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی گئی ہے اور اس پڑھے لکھے پنجاب کی تعبیر پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ وہ پڑھا لکھا پنجاب ایک خواب نہیں رہا بلکہ اب پنجاب درحقیقت پڑھا لکھا ہو گا۔ ایک ارب 80 کروڑ روپے سے مفت درسی کتابیں طلباء و طالبات میں تقسیم کی جائیں گی، نئے کالج بنائے جائیں گے، 800 سکولوں کی upgradation کی جائے گی، 1500 سکولوں کو missing facilities دی جائیں گی اور اس کے ساتھ ساتھ نئے ہسپتال قائم کئے جائیں گے۔ آپ دیکھیں کہ پچھلے سال جس طریقے سے خادمِ اعلیٰ پنجاب نے ایک تہیہ کیا تھا کہ اس صوبے کی غریب عوام کو مفت ادویات دی جائیں گی، مفت علاج کی سہولتیں دی جائیں گی، اس دفعہ 6۔ارب روپے کی ایک خطیر رقم وقف کی گئی ہے کہ پنجاب کے تمام اضلاع کے DHQ اور THQ ہسپتالوں میں 6۔ارب روپے کی ایک خطیر رقم سے غریب اور نادار لوگوں کو مفت ادویات فراہم کی جائیں گی۔ اسی طرح 30 کروڑ روپے کی رقم مفت ڈائیلیسز کے لئے مختص کی گئی ہے، 35 کروڑ روپے کی رقم ہیپاٹائٹس کو کنٹرول کرنے کے لئے مختص کی گئی ہے۔ اب یہ پنجاب بیمار اور اَن پڑھ پنجاب نہیں رہے گا۔ اب پنجاب کی عوام تعلیم اور صحت حاصل کرے گی۔ اب پنجاب کی غریب عوام کو ادویات خریدنے کے لئے کسی کے آگے اپنا دامن اور ہاتھ نہیں پھیلانے پڑیں گے۔ اب پنجاب کی غریب عوام کو اپنے علاج معالجے کے لئے زکوٰۃ فنڈ اور زکوٰۃ فارموں کی تصدیق کے لئے وڈیروں اور اعلیٰ عہدیداروں کے دروازے پر دستک نہیں دینی پڑے گی۔ اب پنجاب کے انسان کو انسانیت کا مطلب سمجھ آ جائے گا۔ اگر میں باتیں کرنے کو آؤں تو اس بجٹ پر میں دو گھنٹے تقریر کر سکتا ہوں لیکن چونکہ time کی limitation ہے اس لئے مختصر عرض کروں گا۔ یہاں پر کہا جاتا ہے کہ کالا باغ ڈیم بنائیں۔

میرے بھائیو! ہم کالاباغ ڈیم کے حق میں ہیں لیکن کیا جب تک کالاباغ ڈیم نہیں بنے گا تب تک ہم انتظار میں بیٹھے رہیں گے کہ ہمارے کسان کو پانی نہ دیا جائے۔ اگر دو سو چھوٹے ڈیم بنانے کی proposal آئی ہے تو آپ اس کو second کریں، آپ بارش کا وہ قطرہ بنیں جو سیپ کے منہ میں جا کر موتی بنے لیکن آپ بارش کا وہ قطرہ نہ بنیں جو سانپ کے منہ میں گر کر زہر بنتا ہے۔ آپ خود یہاں پر یہ تسلیم کرتے ہیں کہ گرین ٹریکٹر سکیم ایک اچھی سکیم تھی تو پھر کیوں آپ نے پچھلے بجٹ میں اُس کی مخالفت کی؟ آپ آئیں اور وفاق کے ساتھ بات کریں، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ کالاباغ ڈیم چھوڑیں بلکہ اگر آپ غازی بروتھا سے پانی لینا چاہتے ہیں تو میرے بھائی! آپ ہی کے ضلع میں وفاقی وزیر مملکت برائے ڈیفنس بیٹھے ہوئے ہیں آپ اُن سے بات کریں۔ اگر پنجاب حکومت سے آپ کو کوئی help چاہئے تو آپ proposal بنا کر ہمیں دیں، وزیر اعلیٰ صاحب کو دیں تو ہم party affiliation سے ہٹ کر یہ نہیں دیکھیں گے کہ (ق) لیگ کا ممبر ہے، جماعت اسلامی کا ممبر ہے یا کوئی دوسری پارٹی کا ممبر ہے، جو پنجاب کی فلاح کے لئے بات ہو گی وزیر اعلیٰ پنجاب اور اُن کی ٹیم آپ کے ساتھ ہر حال میں شامل رہے گی۔

جناب سپیکر! یہاں پر دانش سکول پر انگلی اٹھائی جاتی ہے۔ کیا یہاں پر ایچی سن طرز کے سکولوں، کالجوں اور کیڈٹ کالجوں میں ہمارے ہی بچوں کو تعلیم حاصل کرنے کا حق ہے، کیا پنجاب کے غریب عوام کا یہ حق نہیں ہے کہ اُن کے بچے بھی کسی اچھے ادارے، اچھے سکول یا کسی اچھے کالج میں تعلیم حاصل کر سکیں؟ اگر دانش سکول سسٹم متعارف کرایا گیا ہے تو آپ بتائیں کہ آپ کو اس سکول سے نفرت ہے یا اس کے نام سے نفرت ہے جس پر آپ تنقید کر رہے ہیں۔ پہلے یہ بتا دیں کہ آپ کو نفرت کس چیز سے ہے؟ اگر دانش سکول سسٹم قائم ہو رہا ہے تو اگر پنجاب پڑھا لکھا ہو گا، اگر پنجاب کے عوام پڑھے لکھے ہوں گے، اگر یہاں پر IT labs قائم کی جائیں گی، اگر یہاں کا بچہ پڑھ لکھ جائے گا تو کون سا بُرا کام ہو گا؟ ہم جاگیر دارانہ اور وڈیرانہ نظام کے خلاف نہیں ہیں۔ میں خود ایک اچھے کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتا ہوں، میرے خاندان کی بھی ایک سیاسی اور علاقائی history ہے لیکن ہماری علاقائی یا خاندانی history اس لئے نہیں ہے، ہمارا وڈیرانہ یا جاگیر دارانہ نظام اس لئے نہیں ہے کہ غریب کو دباتے جاؤ اور غریب کے بچے کو پڑھنے نہ دو۔ آج جنوبی پنجاب کے لئے 52۔ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ آج یہاں پر یہ انگلیاں اٹھا رہے ہیں اور 135۔ارب روپے

اور پتا نہیں کون کون سی figures بتا رہے ہیں۔ میرے بھائی! آپ اس کو پڑھیں کہ 135۔ارب روپے کے منصوبے ہیں۔ 52۔ارب روپیہ 31 فیصد آبادی کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ اس صوبے کا 34 فیصد ترقیاتی بجٹ 31 فیصد آبادی کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ 3 فیصد اُس آبادی کا جو graph ہے اُس سے زیادہ اس کے لئے وقف کیا گیا ہے تاکہ جنوبی پنجاب کی محرومیوں کو دور کیا جا سکے، بہاولپور میں 300 بیڈ پر مشتمل ہسپتال قائم کیا جا سکے، ڈیرہ غازی خان میں میڈیکل کالج قائم کیا جا سکے، وہاں پر دو سو چھوٹے ڈیم بنائے جا سکیں، وہاں پر بھی دانش سکول سسٹم قائم کیا جا سکے غرضیکہ ہر وہ سہولت جنوبی پنجاب کو دی جائے جو ترقی کی علامت آپ لاہور، راولپنڈی اور دیگر بڑے شہروں میں گنتے ہیں وہ علامت جنوبی پنجاب میں بھی قائم کی جائے۔ آج یہ جنوبی پنجاب کا نعرہ لگاتے ہیں، یہ نعرہ تو لگاتے ہیں لیکن یہ بتائیں کہ تاریخ گواہ ہے کہ اسی جنوبی پنجاب سے سربراہ مملکت بھی بنے ہیں تو کیا سربراہ مملکت کو اُس وقت ہوش نہ تھا کہ ان کے علاقوں میں کیا کیا جا رہا ہے، کیا اُس وقت سربراہ مملکت کو ہوش نہ تھا کہ ہمارے جنوبی پنجاب کو neglect کیا جا رہا ہے اور کیا اُس وقت وہ سربراہ مملکت اتنا بڑا بجٹ کا حصہ وفاق سے یا پنجاب سے اپنے علاقوں میں لے جا سکے؟ یہ جو حصہ بجٹ میں مختص کیا گیا ہے پچھلے پانچ سال یا سات سالوں میں خرچ نہیں کیا گیا جو پنجاب کی حکومت اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے ان اڑھائی سالوں میں جنوبی پنجاب کے لئے مختص کیا ہے۔ میں اپنے باقی دوستوں اور بھائیوں کے وقت کا احترام کرتے ہوئے اس بات پر وزیر اعلیٰ پنجاب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس قسم کا اپنی ٹیم اور تنویر اشرف کائرہ صاحب کے ساتھ مل کر عوام دوست بجٹ پیش کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں راولپنڈی کے عوام کی طرف سے بالخصوص وزیر اعلیٰ پنجاب کا مشکور ہوں جنہوں نے لاہور کی طرز پر Liver Transplant Centre, Cardiac Centre اور Kidney Centre راولپنڈی میں قائم کرنے کا اس بجٹ میں ہمیں تحفہ دیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ایک خطیر رقم راولپنڈی کے ترقیاتی کاموں کے لئے رکھی ہے جس پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور تنویر اشرف کائرہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

انہوں نے اس بجٹ میں ہمیں جو تحفہ دیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ایک خطیر رقم راولپنڈی کے ترقیاتی کاموں کے لئے رکھی ہے جس پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس امید کے ساتھ اپنی بات کو ختم کرتا ہوں کہ خادم اعلیٰ پنجاب اپنے اس vision کو آئندہ بھی جاری

رکھتے ہوئے صوبہ پنجاب ہو، وسطی پنجاب ہو یا جنوبی پنجاب ہو انشا اللہ تعالیٰ آئندہ بھی اسی طرح سے پنجاب کے خادم اور پاکستان کے عوام کے خادم بن کر خدمت کرتے رہیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا چنیوٹی صاحب! میں آپ کو بھی اس کمیٹی کا ممبر بناتا ہوں تو آپ اس میں بیٹھ کر دیکھ لیجئے گا اب جناب اعجاز احمد خان مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنا چاہتے ہیں تو میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔۔ ایوان کا وقت ایک گھنٹہ مزید بڑھایا جاتا ہے۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

مسودہ قانون (ترمیم) تنخواہیں، الاؤنسز اور استحقاقات وزراء پنجاب مصدرہ 2010 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

MR. EJAZ AHMED KHAN: The Punjab Minister Salaries Allowances and Privileges (Amendment) Bill, 2010 (Bill No. 14 of 2010)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

اب جناب اعجاز احمد خان مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 میں ترمیم کے نوٹس، مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب بل نمبر 15، 17 مصدرہ 2008 اور بل نمبر 6 مصدرہ 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب اعجاز احمد خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The Notice of Motion to amend the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997 in the rule 244(a) of the said rules, the Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 15 of 2008) moved by Ch. Aamar Sultan Cheema, MPA, PP-32.

The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 17 of 2008) moved by Mrs. Amna Ulfat, MPA, W-356. And; The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2009 (Bill No, 6 of 2009) moved by Ch. Muhammad Asad Ullah, MPA, PP-106.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Notice of Motion to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 in the rule 244(a) of the said rules, the Provincial Assembly of the Punjab Privileges Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 15 of 2008) moved by Ch. Aamar Sultan Cheema, MPA, PP-32.

The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 17 of 2008) moved by Mrs. Amna Ulfat, MPA, W-356. And; The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2009 (Bill No, 6 of 2009) moved by Ch. Muhammad Asad Ullah, MPA, PP-106.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The Notice of Motion to amend the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 in the rule 244(a) of the said rules, the Provincial Assembly of the Punjab Privileges Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 15 of 2008) moved by Ch. Aamar Sultan Cheema, MPA, PP-32.

The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 17 of 2008) moved by Mrs. Amna Ulfat, MPA, W-356. And; The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2009 (Bill No, 6 of 2009) moved by Ch. Muhammad Asad Ullah, MPA, PP-106.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ) مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

مسودہ قانون (ترمیم) کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج / یونیورسٹی مصدرہ 2010 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The King Edward Medical College University (Amendment) Bill, 2010 (Bill No. 11 of 2010)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

اب طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ) مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں تو میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

مسودہ قانون ہیلتھ کیئر پنجاب مصدرہ 2009 اور تحاریک التوائے کار نمبر 1038 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The Punjab Health Care Bill, 2009 (Bill No. 31 of 2009) and Adjournment Motion No. 1038 of 2008 moved by Sheikh Ala-ud-Din MPA, PP-181.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Punjab Health Care Bill, 2009 (Bill No. 31 of 2009) and Adjournment Motion No. 1038 of 2008 moved by Sheikh Ala-ud-Din MPA, PP-181.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The Punjab Health Care Bill, 2009 (Bill No. 31 of 2009) and Adjournment Motion No. 1038 of 2008 moved by Sheikh Ala-ud-Din MPA, PP-181.

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ملک محمد وارث کلو صاحب تحاریک استحقاقات کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

رپورٹیں
(جو پیش ہوئیں)

مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

ملک محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر!

"میں تحریک استحقاق نمبری 4,24,25,34,40,52 اور 58 بابت سال 2008،
4,13,26,31,37,44,45 اور54بابت سال2009،3 اور 18 بابت سال 2010 کے
بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹیں پیش ہوئیں۔

سالانہ بجٹ برائے سال 11-2010 پر عام بحث

(---جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب بجٹ پر بحث میاں نصیر احمد صاحب کریں گے۔

میاں نصیر احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پنجاب کے 11-2010 کے کامیاب عوامی بجٹ کو پیش کرنے پر جناب خادم اعلیٰ پنجاب، جناب وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان مشکل حالات کے اندر اس سے اچھا اور کامیاب بجٹ پیش کرنا ممکن نہ تھا۔ اس بجٹ کے حوالے سے اس میں جو تین چار Block Allocations اور 11-2010 کے اندر عوامی نوعیت کے تین بڑے منصوبہ جات ہیں ان پر بات کرنا چاہوں گا۔ سب سے پہلے تو پنجاب کے بے گھر لوگوں کو سرکاری طور پر سستے گھر مہیا کرنے کے لئے پنجاب کے اندر Company Land Development بنانے کا بڑا احسن اقدام کیا گیا ہے۔ اگر پنجاب کے اندر دیکھا جائے تو بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر صرف لاہور جیسے شہر میں ہر ماہ تین ہزار گھروں کی ضرورت ہے۔ راولپنڈی شہر کو تقریباً 1200 گھروں کی، اسی طرح سیالکوٹ، گوجرانوالہ ایک ہزار گھروں کی ماہانہ ضرورت ہے۔ اگر اسے دیکھا جائے تو یہ بڑا اچھا اقدام کیا گیا ہے کہ سرکاری سرپرستی میں 250 ملین روپے کی seed money بھی رکھ دی گئی ہے اور اس کے لئے international companies کو بھی مدعو کیا جائے گا کہ چھ سات ہزار سے کم آمدنی والے لوگوں کو سستے گھر بنا کر دیئے جائیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ دیہی علاقوں کے اندر دو لاکھ گھرانوں کو پانچ مرلہ سکیم کے حوالے سے پلاٹ دینے کی بات کی گئی ہے جو کہ بڑا اچھا اقدام ہے۔ پنجاب کے اندر بڑا عام یہ trend رہا ہے کہ سرکاری جگہوں پر قبضے کر کے کچی آبادیاں بنائیں اور انہی کچی آبادیوں کے انہیں مالکانہ حقوق دیئے گئے اور پھر انہی کچی آبادیوں پر ایم پی ایز، ایم این ایز

کے ہر تین چار سال بعد بار بار فنڈز لگتے ہیں جو کہ resources کا ایک ضیاع تھا۔ یہ بڑا اچھا اقدام ہے کہ اگر حکومت اپنی سرپرستی میں سرکاری اراضی پر بے گھر اور ضرورت مند لوگوں کو پانچ مرلے کے گھر دیتی ہے تو یہ بڑی اچھی بات ہے اور یہ بڑی اچھی تعداد بھی ہے کہ دس لاکھ خاندان اس پراجیکٹ سے مستفید ہوں گے۔

یہاں پر بات ہوئی کہ Punjab Privatization Board نے پچھلے سال مختلف اضلاع میں تقریباً4۔ارب روپے کی سرکاری املاک کی نیلامی کی اور پیسے اکٹھے کر کے ترقیاتی کاموں پر خرچ کئے۔ اس میں سب سے بڑی اہم بات یہ ہے اور جس پر Opposition نے بھی بڑا اچھا احتجاج کیا تھا کہ سرکاری جگہوں کو بیچا جا رہا ہے۔ میں یہ بات یہاں پر بتانا چاہتا ہوں کہ پچھلے چھ ماہ کے اندر ہی Privatization Board کے سامنے ایسے اعداد و شمار آئے ہیں کہ تقریباً9 بلین روپے کی پراپرٹی سرکار کی ایسی ہے جس پر لوگوں نے قبضے کئے ہوئے ہیں اور عدالتوں میں ان کے stay چل رہے ہیں اور یہ قبضے پچھلے پچاس ساٹھ سال سے تھے اور جو اچھا اقدام ہوا ہے کہ یہ پہلی دفعہ Board Privatization ان املاک کو سرکاری تحویل میں لینے کے لئے عدالتوں میں گیا ہے اور تقریباً9 بلین روپے یہ اور ابھی بھی کئی بلین روپے کی پراپرٹی سرکار کی لوگوں کے پاس ہے، بڑے بڑے لوگوں نے اس پر قبضے کئے ہوئے ہیں۔ یقیناً یہ اربوں روپے جن اضلاع میں پراپرٹیاں فروخت کی جا رہی ہیں وہاں پر کام آئیں گے۔

تنخواہیں بڑھانے کی بات ہوئی ہے تو اس میں چھوٹی سی بات میں یہ شامل کرنا چاہوں گا کہ پچاس فیصد تنخواہیں بڑھائی گئی ہیں۔ میری نظر میں اس میں تھوڑی سی تبدیلی کی ضرورت ہے کہ پنجاب کے اندر ایسے افسران جو 20,21 اور 22 ویں سکیل میں ہیں جن کے پاس پہلے ہی تین تین چار چار کاریں، گھر اور سٹاف بھی موجود ہے تو ان کی تنخواہوں کو پچاس فیصد بڑھانے کی بجائے اگر گریڈ ایک سے 12 تک کے ملازمین کی تنخواہیں پچاس کی بجائے 60 یا 70 فیصد بڑھا دی جائیں تو یہ زیادہ بہتر رہے گا نہ کہ انہی افسران کو دوبارہ سے oblige کیا جائے جن کے پاس پہلے ہی بہت سی سہولیات موجود ہیں۔ ان کی تنخواہوں میں پچاس فیصد اضافہ کرنے کی میرے خیال میں ضرورت نہ ہے۔ ابھی یہاں پر میرے ایک فاضل ممبر نے حکم فرمایا تھا کہ یہاں پر دو تین ممبران نے ایک خاص کلاس کے لئے بات کی تھی تو انہوں نے حکم فرمایا کہ اس کلاس کے خلاف بات نہ کی جائے تو وہ اس وقت موجود نہیں ہیں اور میں ان سے

گزارش کرنا چاہتا تھا کہ یہاں پر موجود اگر کسی بھی ممبر، جاگیر دار اور سرمایہ دار کے خلاف بات ہوتی ہے، اگر کسی کے پاس ہزاروں مربع ہیں، ہزاروں ایکڑ ہیں تو ہمیں اس پر اعتراض نہیں ہے۔ اگر کسی کے پاس دس دس ہزار کی لیبر کام کرتی ہے، ہزاروں مزارعین کام کرتے ہیں تو ہمیں اس پر اعتراض نہیں ہے۔ ہمیں حقیقت میں اعتراض اس استحصالی سوچ پر ہے، اس فکر پر ہے اور اس جاگیر دارانہ سوچ پر ہے جس نے پاکستان کی غریب عوام کو ترقی نہیں کرنے دی۔ ہمیں اس سوچ پر اعتراض ہے کہ تین سو سال پہلے آنے والا مزارع آج بھی اس کے ماتحت ہے، وہ پڑھا لکھا ہے، اس کی اولاد پڑھ سکی ہے اور نہ ہی وہ صحت کی سہولتیں لے سکا ہے۔ یہاں پر بار بار سستی روٹی، دانش سکول اور جنوبی پنجاب کی بات ہوتی رہی ہے۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ دانش سکول کا مسئلہ نہیں، یہ سستی روٹی کی بات نہیں، یہ جنوبی پنجاب کی محرومی کی بات نہیں بلکہ آج میاں محمد شہباز شریف پنجاب کی 90 فیصد عوام کی نمائندگی کرتے ہوئے جب سامنے آئے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک طبقاتی جنگ کا آغاز ہو چکا ہے۔ یہ طبقاتی جنگ ان قوتوں کے خلاف ہے جن کی اگر فیملی چارٹ کی history پڑھیں، یہاں میرے معزز ممبر ابھی فرما کر گئے ہیں کہ میرے بڑے بھی اس اسمبلی کا حصہ تھے، میں بھی حصہ ہوں اور آنے والی نسلیں بھی حصہ رہیں گی، اگر ان کا فیملی چارٹ پڑھیں تو ان کے بڑے یقیناً مغلوں کے دربار کا بھی حصہ رہے، انگریز دربار کا بھی حصہ رہے، رنجیت سنگھ کے دربار کا بھی حصہ رہے، پاکستان میں جمہوری اور غیر جمہوری قوتوں کے دربار کا بھی حصہ رہے ہیں۔ آج پنجاب کی محرومیوں کی بات کرنے والے پنجاب کا بھی حصہ ہیں اور مرکز کا بھی حصہ ہیں۔ حقیقت میں آج جنوبی پنجاب کی محرومیوں کی بات نہیں ہے، یہ محرومیاں تو اسی وقت ختم ہو جائیں گی جب آپ وہاں پر دانش سکول بند کر دیں گے، جب آپ وہاں کے لوگوں کو اچھی سن level کی تعلیم دینے کی بات بند کر دیں گے، جب آپ ایک غریب کو دو وقت کی روٹی -/2 روپے میں دینے کی بات بند کر دیں گے تو انہیں کوئی جنوبی پنجاب کی کسی چیز کی محرومی یاد نہیں آئے گی۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہیں ہر سال 5۔ ارب روپے کی سبسڈی جو لاکھوں غریب لوگوں کے پیٹ میں جاتی ہے وہ تو نظر آتی ہے لیکن پنجاب کے اندر 50۔ ارب روپے کی پنجاب بنک کی ڈکیتی نظر نہیں آتی۔ ان کو -/2 روپے کی روٹی جو غریب کے پیٹ میں جاتی ہے وہ تو نظر آتی ہے لیکن رابرٹ فارم اور اس کی شکل میں لوٹے ہوئے کروڑوں روپے نظر نہیں آتے۔ انشاءاللہ آج یہ جنگ جو میاں محمد شہباز شریف صاحب لے کر

چلے ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اس طبقے کی جنگ ہے جس کا سالوں سے پاکستان کے اندر استحصال ہوا ہے۔ یہاں پر اگر بار بار جنوبی پنجاب کی بات کی گئی ہے تو میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس جنوبی پنجاب کا استحصال اس وقت کیوں نہیں ہوا جب آپ وزیر اعظم رہے، اس وقت استحصال کیوں نہیں ہوا جب آپ وزیر اعلیٰ بھی رہے، یہ استحصال اس وقت کیوں نہیں ہوتا جب آپ اقتدار کا حصہ ہوتے ہیں، یہ پنجاب اور اس کی محرومیوں کا استحصال اس وقت کیوں نہیں ہوتا جب آپ ایوان اقتدار کے اندر بیٹھتے ہیں؟ یہ استحصال اس وقت کیوں ہوتا ہے جب آپ اقتدار کا حصہ نہیں ہوتے، جب پنجاب کے اندر عام آدمی کی بات کرنے والے اقتدار میں ہوتے ہیں، یہ استحصال آپ کو اس وقت کیوں نظر آتا ہے؟ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ طبقاتی جنگ جس کا آغاز میاں محمد نواز شریف اور ان کے ساتھ چلنے والی ٹیم نے کر دیا ہے انشاء اللہ یہ 90 فیصد محرمیوں کے شکار عوام کا حق ہم لے کر رہیں گے۔ رہی بات دانش سکول کی تو ان کو تو اعتراض ہے کہ جنوبی پنجاب میں آپ تین یا چھ سکول کیوں بنا رہے ہیں، ان کو اعتراض ہے کہ آپ 5۔ارب روپے کی سبسڈی غریب عوام کو روٹی پر کیوں دے رہے ہیں، ان کو اعتراض ہے کہ آپ جنوبی پنجاب کے ہسپتالوں میں فری علاج کیوں دے رہے ہیں؟ ان کو اعتراض ہے کہ آپ ہمارے جہاز لینڈ کرنے کی جگہ کو تو نہ چھیڑیں لیکن غریب عوام کو سڑکیں نہ دیں۔ میں ان کے اعتراضات کے حوالے سے جواب دینا چاہتا ہوں کہ اس سال تو آپ کو 5۔ارب روپے سے غریب عوام کو دی جانے والی روٹی پر اعتراض ہے، انشاء اللہ یہ سکیم ایسی کامیاب ہو گی کہ اگلے سال ہم اس کے لئے 10۔ارب روپے رکھیں گے۔ اگر آج لاکھوں لوگوں کو جا رہی ہے تو کل یہ سبسڈی انشاء اللہ کروڑوں غریب لوگوں تک جائے گی۔ رہی دانش سکول کی بات تو یہ صرف چھ تک ہی انشاء اللہ محدود نہیں رہیں گے بلکہ پورا جنوبی پنجاب، پورا وسطی پنجاب انشاء اللہ اسی طرح کی جدید تعلیم حاصل کرے گا۔ اسی طرح کی سہولیات ملیں گی جو یہ خود جا کر ہاورڈ یونیورسٹی اور آکسفورڈ یونیورسٹی میں لیتے ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ طبقہ جو ہمیشہ محرومیوں کا شکار رہا ہے انشاء اللہ ہماری حکومت یہ تمام سہولتیں جنوبی پنجاب والوں کو دے گی، وسطی پنجاب والوں کو وسطی پنجاب میں دے گی اور ہم پنجاب کے ہر کونے کونے میں انشاء اللہ یہ سہولتیں پہنچائیں گے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب اعجاز احمد خان (ایڈووکیٹ)!

جناب اعجاز احمد خان (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر!

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
طلاتم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

بجٹ 11-2010 اسمبلی کے ہاؤس میں tabled ہو چکا ہے اور میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ کو اگر پنجاب کی تاریخ کا آئیڈیل ترین بجٹ نہ کہا جائے تو حالات سے زیادتی ہو گی۔ یہ ایک ایسا بجٹ ہے جس میں کوئی نیا ٹیکس شامل نہیں کیا گیا بلکہ ٹیکس کی کٹوتی ہوئی ہے۔ جیسے CVT یہ 4 فیصد سے 2 فیصد پر لایا گیا۔ اس کے علاوہ بہت سارے معاملات میں عام شخص کی فلاح و بہبود کو مد نظر رکھا گیا ہے اور اس کو ریلیف دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ جب ہم بات کرتے ہیں بجٹ کی تو یہ کسی بھی حکومت کی ترجیحات کی reflection ہوتی ہے۔

الحمدللہ آج ہمارا سر فخر سے بلند ہوتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ عوام کی فلاح و بہبود کی بنیاد پر ترجیحات set کی گئی ہیں۔ یہ بجٹ خود بول رہا ہے کہ صوبے میں تعلیم کا ایک trend set کیا گیا ہے۔ لوگوں کو تعلیم کی طرف راغب کیا گیا ہے، لوگوں کی طبی ضروریات کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ ان لوگوں کے لئے جن کے لئے دو وقت کا پیٹ بھرنا مشکل ہے آج اٹک سے لے کر صادق آباد تک تمام سرکاری ہسپتالوں میں فری علاج کی سہولت دینا عوام کے ساتھ اور ان کے حقوق کی تکمیل کے ساتھ حکومت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ میں فری ڈائیلسز کی بات کرتے ہوئے کہوں گا کہ آج وہ لوگ جو یہاں اس ٹھنڈے ہال میں اپوزیشن کا کردار ادا کر رہے ہیں اور اپوزیشن برائے اپوزیشن کر کے point scoring کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ان کو اس بات کا ادراک ہونا چاہئے کہ وہ ان غریبوں کے issues کو سوچیں جن کی چھ ہزار یا سات ہزار روپے آمدنی ہے اور اگر ان کا کوئی بچہ یا بچی کسی لاعلاج مرض میں چلے جائیں تو گھر بیچ کر بھی شاید وہ اس کا علاج نہ کرا سکیں۔ اگر خادم پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے عوام کو سہولت ان کی دہلیز پر نہ دی ہوتی میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ تعلیم کے معاملے میں جو میں نے عرض کیا یہ اس صوبہ میں

کبھی کلچر نہیں رہا، یہاں آج جو اپوزیشن ہے وہ اقتدار میں بھی رہی ہے اس صوبے میں میرٹ کو کبھی پیش نظر نہیں رکھا گیا۔34 ہزار اساتذہ کی ایجوکیٹرز کے طور پر شعبہ تعلیم میں induction سے ہمارا سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے، ہم بھی سیاسی لوگ ہیں، عوام کے ووٹ سے منتخب ہوئے ہیں، ہم بھی چاہتے تھے کہ ہم اپنے قریبی لوگوں کو جنہوں نے ہمیں الیکشن میں support کیا ان کے بچے اور بچیاں وہ ماورائے میرٹ آگے آئیں اور ان کو نوکریاں ملیں لیکن ہم نے ذاتی مفاد کو پیش نظر نہیں رکھا بلکہ اس کو پس پشت ڈالا۔ ہم نے قومی مفاد اور صوبے کی عوام کے مفاد کو پیش نظر رکھا۔ اگر سوسائٹی میں پڑھے لکھے لوگوں کو آگے بڑھنے کا موقع فراہم نہ کیا جائے تو سوسائٹی زنگ آلود ہو جاتی ہے۔ الحمدللہ ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ہم نے وہ موقع فراہم کیا ہے۔ ہم نے intelligentsia اور قابل لوگوں کو ان کی قابلیت کے مطابق الحمدللہ یہ منصب دیا ہے ہمیں یقین ہے کہ سفارشی لوگ deliver نہیں کر سکتے، فقط میرٹ پر آگے آنے والے لوگ میرٹ کی توقیر بلند کرتے ہیں اور وہی لوگ deliver کرتے ہیں۔ الحمدللہ جب آج میں اپنے حلقے کے سکولوں کے اندر جاتا ہوں تو نئے بھرتی ہونے والے لوگوں کے چہرے دیکھ کر اور ان میں کچھ کر گزرنے کی determination دیکھ کر میرا سر فخر سے بلند ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! بات یہاں پر ختم نہیں ہوتی بلکہ میرے بچے، اس ایوان میں بیٹھے ہوئے لوگوں کے بچے اور نوکر شاہی سے منسلک لوگوں کے بچے تو پرائیویٹ سکولوں میں اور اعلیٰ اداروں میں پڑھتے ہیں لیکن آج کے دور حاضر میں ہمارے سرکاری سکولوں کے اندر جو I.T کی ضرورت ہے اس سلسلے میں وہاں مکمل طور پر محرومی تھی، الحمدللہ اس محرومی کا خاتمہ اس حکومت نے کیا ہے اور چار ہزار سکولوں کے اندر I.T lab کی فراہمی چھوٹی بات نہیں ہے اس کے علاوہ اساتذہ کی ٹریننگ، اگر اساتذہ induct ہوں اور ان کی ٹریننگ کا سسٹم نہ ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کی صلاحیتیں زنگ آلود ہو جاتی ہیں تو اس لئے ایک مسلسل ٹریننگ کے process کی انشورنس بھی کی اور اسے بجٹ کے اندر بھی رکھا۔ دانش سکولوں کے بارے میں کون نہیں جانتا کہ چیف منسٹر صاحب کا اس کے اندر کتنا pious vision ہے غریبوں کے بچے اور ایسی neglected community کے بچے جن کے پاس وسائل نہیں یا ان کے سر پر کوئی ہاتھ رکھنے والا نہیں ہے ان کو ایچی سن کالج level کے سکولوں کی دور دراز علاقوں میں فراہمی، یہ empowerment and public empowerment ہے اور عام شہریوں کی ضرورت کو مد نظر رکھنے

کی سوچ ہے۔ الحمدللہ جب یہ پایہ تکمیل تک پہنچیں گے تو صوبہ بھر کے غریب بچے ان کے اندر جائیں گے تو الحمدللہ ان کو آگے بڑھنے کے مواقع بھی ملیں گے، ان کو قومی ترقی کے اندر contribution کا موقع بھی ملے گا اور صوبہ بھی ترقی کے راستہ پر گامزن ہو گا۔

جناب سپیکر! missing facilities کے حوالے سے میں بات کرتا ہوں کہ یہاں پر بیٹھے ہوئے میرے دوستوں نے پچھلے دور کی بھی بات کی اور پڑھے لکھے پنجاب کی بھی بات تو اس سلسلے میں اخباروں اور ٹی وی چینلوں کا پیٹ بھرا گیا ان کے مالکان کو فائدہ دیا گیا تاکہ پولیٹیکل طور پر مفلوج طاقت کو وہ سہارا دیں لیکن اس slogan کے آگے کوئی اور بات نہیں تھی۔ آج الحمدللہ دور دراز علاقوں میں missing facilities فراہم کی گئیں اور کی جا رہی ہیں۔ جہاں پر سکولوں کے اندر راتوں کو جانور باندھے جاتے تھے اور صبح وہاں سے ان کو نکال کر بچوں کو زمین پر ٹاٹ بیچھا کر بیٹھاتے اور تعلیم دی جاتی تھی ہم نے اس سسٹم کو ختم کیا ہے تاکہ وہاں پر پڑھنے والے بچے کی عزتِ نفس مجروح نہ ہو بلکہ وہ ایک dynamic سوچ کے ساتھ آگے بڑھیں اور اسے ایسی فضا ملے جو کہ باعزت تعلیم حاصل کرنے کی فضا ہو۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ضمن میں میری ایک تجویز بھی ہے کہ صوبہ بھر میں جو سرکاری اور پرائیویٹ سکول ہیں ان کے اندر یک نصابی نظام بھی شروع کر دیا جائے تو یہ صوبے کی بہت بڑی خدمت ہو گی اور discrimination کا خاتمہ ہو گا۔ میں آپ سے یہ عرض کروں کہ پاکستان کے اندر صاف پانی کی دستیابی کا بہت بڑا مسئلہ ہے اس بجٹ کے اندر ترجیحاً صاف پانی کی فراہمی کو ensure کیا گیا ہے۔ میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ ایک لمبے عرصے تک یہ سہولت نہ ہونے کی وجہ سے صوبہ پنجاب کی عوام ہیپاٹائیٹس میں مبتلا ہو رہی ہے اور صوبے کی بہت سارے لوگ وقت سے پہلے اسی موذی مرض کی وجہ سے قبرستان میں چلے گئے۔ liver plantation کا پاکستان کے اندر آج تک کوئی یونٹ نہیں ہے اور وہ لوگ جو مراعات یافتہ ہیں وہ سنگاپور اور انڈیا کے اندر جا کر trans plantation کرواتے ہیں لیکن غریب اور درمیانے طبقے کے آدمی کے لئے یہاں پر ایسی کوئی سہولت نہیں تھی تو اس حکومت اور اس حکومت کے قائد کو یہ سہرا بھی جاتا ہے کہ تین liver plantation کے مراکز کا اجراء ہو گا۔ الحمدللہ یہ وہ قومی خدمت ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ان neglected areas میں میڈیکل کالج کا اجراء ہو رہا ہے۔ آج یہاں پر جو بات ہوئی ہے اور Southern Punjab کے حوالے سے یہ فیشن بن گیا ہے۔ ہم ذاتی طور پر سمجھتے ہیں کہ equitable distribution funds جو ہیں یہ صوبے کے تمام علاقوں کے عوام کا حق ہے اور الحمدللہ یہ حق اس بجٹ کے ذریعے ان تک پہنچا ہے بلکہ ان کے حق سے زیادہ ان تک پہنچا ہے۔ یہ دیکھیں لاہور کی بات ہوتی ہے لاہور کے صدر رِنگ روڈ کا جو portion ہے اس کو drop کر دیا گیا ہے اور جنوبی پنجاب کو وسائل بھجوائے گئے ہیں تاکہ وسائل کی تقسیم کے حوالے سے ان کے اندر محرومی نہ رہے لیکن اب بات ان equitable distribution funds کی نہیں لگتی بلکہ بات regional حد بندی کی لگتی ہے اور کچھ لوگ صوبے کے اندر علاقائی حد بندی قائم کرنا چاہتے ہیں تو آج میں اس مقدس ایوان کے اندر ان پر یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اپنے قومی challenges کو دیکھیں کہ اس ملک کو کیسے قومی challenges درپیش ہیں، ملک کے اندر دہشت گردی ہے، ملک کے اندر وسائل کی کمی ہے، انڈسٹری بند ہو چکی ہے اور ہمارے ملک کے اندر resource محدود ہو چکے ہیں ایسے حالات میں ان کو attend کرنے کی ضرورت ہے، صوبوں کی بڑھوتری کی بات ذہن سے نکال دی جائے کیونکہ آج پاکستان ایسی کسی بھی کوشش اور کاوش کا چاہے وہ کسی بھی سوسائٹی طرف سے ہو متحمل نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر! میں کچھ اس حوالے سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ 193۔ارب روپے کا جو ترقیاتی بجٹ ہے یہ پنجاب کی تاریخ میں سب سے بڑا بجٹ ہے ان حالات میں جبکہ ہمیں پولیس کا بجٹ بڑھانا پڑا ہے اور غیر ترقیاتی بجٹ بڑھانا پڑا ہے لیکن اس کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو جتنا بھی خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے مسئلہ یہ ہے کہ بجٹ approve ہونے کے بعد پہلے ماہ تک کچھ نہیں ہوتا۔ 193۔ارب روپے کی رقم میرٹ پر ایمانداری کے ساتھ اور مناسب جگہوں پر لگانے کے لئے ہمیں ٹائم بھی درکار ہوتا ہے تو اس سلسلے میں میری تجویز ہو گی کہ یہ آخری کوارٹر کے اندر جو development شروع ہو جاتی ہے اور بعد میں fund lapse ہو جاتے ہیں اس مزاج کے خاتمہ کے لئے جولائی سے ہی ان سکیموں کو approve کر کے کام شروع ہونا چاہئے تاکہ سو فیصد ترقیاتی بجٹ عوام کی فلاح کے لئے پورے سال کے اندر خرچ ہو اور بجٹ lapse نہ ہو۔

جناب سپیکر!pro poor communities کی سکیموں کے لئے subsidy کو 21۔ارب روپے تک لے جانا بہت بڑی بات ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم سب لوگ جو اپنے علاقے کے غریب عوام کی یہاں نمائندگی کرتے ہیں وہ ہم سے اس بات کا مطالبہ کرتے ہیں کہ جمہوریت کا لاپ لاپنے والے سیاست دانوں یہ بتاؤ کہ کیا یہ نظام کچھ deliver بھی کرتا ہے ؟یہ نظام آمریت سے بہتر کس طرح ہے اور اس نظام نے ہمیں کیا دیا ہے؟ اس سال کا بجٹ جو ہمارے وزیر خزانہ نے پیش کیا ہے یہ بجٹ اس کا جواب ہے۔ دیکھو یہاں پر youth employment کا بھی فنڈ قائم کیا جارہا ہے، اس میں غریبوں کو چھت دینے کے لئے یہاں پنجاب میں پنجاب لینڈ ڈویلپمنٹ کمپنی بھی قائم کی جارہی ہے جو 250 ملین روپے کے ساتھ بن رہی ہے تو یہ ہر فیصلہ عوام کی فلاح بہبود کے لئے کیا گیا اور ہر قدم عوام کی فلاح و بہبود کے لئے اٹھایا گیا۔

جناب سپیکر!جب مقامی حکومتوں کی بات ہوتی ہے تو پچھلی حکومت نے ہمیشہ فخر کیا کہ ہم devolutions plan لے کر آئے، ہم نے مقامی حکومتیں دیں لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ Devolution plan is a defective plan، خود اپنے letter and spirit کے ساتھ عملدرآمد نہیں کرسکے۔ وسائل دے دیئے گئے لیکن accountability کا absolutely concept نہیں تھا۔ جس کی وجہ سے بڑے پیمانے پر مالی بے قاعدگیاں سامنے آئیں۔ Districts Ombudsman بنے، وفاقی Police Safety Commission بنے اور نہ ہی Police Complaint Cell بنے، اور نہ ہی Public Safety Commission بنے ایک ایسا نظام جس کو یہ خود implement نہیں کرسکے، ہمیں آکر صرف اور صرف آمریت کے لئے civil force تیار کرنی تھی، وہ سارا نیٹ ورک پولیٹیکل مقاصد کے لئے بنایا گیا۔ اکیس ممبران کی یونین کونسل کے اندر نمائندوں کا ایک گروپ بنا دیا گیا، ناظم ضلع کے اندر نمائندگی کرے، نائب ناظم ٹاؤن کے اندر نمائندگی کرے لیکن کونسلروں کی فوج کو کوئی پوچھنے والا نہیں، ان کا کوئی اختیار نہیں تھا اس میں صرف اور صرف پرویز مشرف کے مذموم ارادے تھے کہ وہ عوام کو اس لالچ کے ساتھ ملا کر اپنے ساتھ اپنی political strength بنائے گا اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا۔ ہم ایک ایسا مقامی حکومت اور بلدیاتی سسٹم introduce کروانے کی طرف بڑھ رہے ہیں جو کہ لوکل سطح پر

غریب عوام کو support دے گا، جس کے اندر accountability کا سسٹم بھی موجود ہو گا اور جس کے اندر ایک ایسا شفاف سسٹم ہو گا جو deliverance بھی کرے گا۔ اس بجٹ کے اندر 164۔ارب روپے مقامی حکومتوں سے خرچ کرنے کا اعادہ اس بات کا مظہر ہے کہ صوبائی حکومت مقامی حکومتوں کی ضرورت کو سمجھتی ہے اور ہم انشاء اللہ اسی سال کے اندر انتخابات کروا کر منتخب نمائندگان کے ذریعے 164۔ارب روپیہ خرچ کریں گے۔

اگر میں Rescue1122 کی بات نہ کروں تو زیادتی ہو گی۔ جب ہم نے takeover کیا تو صرف 12 اضلاع کے اندر Rescue1122 تھا ہم نے پورے پنجاب کے اندر اس نیٹ ورک کو پھیلایا مجھے خود اس کونسل کی نمائندگی کا اعزاز حاصل ہے۔ شب و روز بیٹھ کر ہم نے کہا کہ Rescue1122 کی کسی بھی ناگہانی واقعے کو respond کرنے کی صلاحیت بہتر ہونی چاہئے اس کے لئے بھی بجٹ میں 2۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ اس بجٹ کے اندر دو سو چھوٹے ڈیموں کی بات بھی کی گئی ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے energy conference میں یہ بات کی تھی کہ ہم پنجاب کے اندر ایک بہت بڑا potential پاتے ہیں اور وہ گنے کے پھوک سے بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت ہے اور پنجاب کے اندر بہت ساری شوگر ملیں بھی موجود ہیں۔ یہاں پر منسٹر فنانس موجود ہیں تو میں ان سے اس بات کی گزارش کرتا ہوں کہ یہ منصوبہ بھی اس بجٹ کے اندر شامل کیا جائے اور پنجاب میں پھوک سے ایک ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت سے فوری طور پر استفادہ حاصل کیا جائے۔

صوبائی ٹیکس ریونیو میں 91۔ارب روپے کا ہدف رکھا گیا ہے، non tax revenue جو ہے وہ 24۔ارب روپے کا ہے۔ یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ کرپٹ مشینری کی وجہ سے پنجاب کے اندر محاصل اکٹھے نہیں ہوتے۔ عوام کی فلاح و بہبود محاصل کی collection سے ہوتی ہے اور اگر محاصل ایمانداری کے ساتھ اکٹھے نہ کئے جائیں اور اس میں ریاست کو انجکشن لگایا جائے۔ 70 فیصد انجکشن ریاست کو جائے، 10 فیصد ریاست کے خزانے میں جائے اور 20 فیصد افسروں کی جیبوں میں چلا جائے تو پھر ہماری survival نہیں ہو سکتی، پھر ہم عوام کی خدمت نہیں کر سکتے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم نے revenue collection کے جو اہداف مقرر کئے ہیں ان کو 100 فیصد implement کرنے کے لئے ریاستی مشینری پر check and balance بڑھایا جائے۔ میں چیف منسٹر صاحب کو appreciate کرتا ہوں

کہ انہوں نے ایک Anti Corruption Commission بنایا ہے جس میں ریٹائرڈ ججز، سینئر وکلاء اور ریٹائرڈ بیورکریٹس ہوں گے کیونکہ موجودہ Anti Corruption جس کو عرف عام میں لوگ aunty corruption کہتے ہیں وہ ان ریاستی مشینری پر balance check and رکھنے میں ناکام ہو چکا، وہاں پر بیٹھا گریڈ اٹھارہ کا افسر گریڈ بائیس کے افسر پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا، اس کی ٹانگیں کانپتی ہیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں تو اس کمیشن کو جو چیف منسٹر صاحب نے بنایا ہے اس کو بااختیار کیا جائے اور حکومت کا سب سے اہم کام tax collection ہونا چاہئے۔ ماضی کے اندر ہمیں tax collection میں ذاتی طور پر جن مسائل کا سامنا ہوا ہے میں اُمید کرتا ہوں کہ مربوط strategy کے ساتھ اور اپنے vision کو practically implement کرتے ہوئے ہم ان اہداف کو حاصل بھی کریں گے اور black sheep جو کہ revenue collection کے اندر بہت بڑی رکاوٹ ہیں ان کو نکال باہر پھینکیں گے۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آج آپ نے بھرپور انداز میں ہمیں ٹائم دیا اور اپنی معروضات House میں پیش کرنے کے لئے موقع فراہم کیا۔ آپ کا بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب اللہ رکھا صاحب!

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوں وزیر اعلیٰ، خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا، وزیر خزانہ پنجاب جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کا اور ان کی ٹیم کا جنہوں نے tax free budget پیش کرکے پنجاب کے عوام کو ایسا تحفہ دیا ہے جس کی تلاش اور جستجو تھی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے جب وزیر اعلیٰ کا حلف لیا اور حلف لینے کے بعد اپنی ترجیحات کا اعلان کیا تو اس میں زندگی کے جتنے بھی شعبے ہیں ہر ایک کا ذکر تھا۔ تعلیم کا شعبہ ہو، صحت کا شعبہ ہو، زراعت کا شعبہ ہو یا انسانی زندگی سے متعلق کوئی بھی شعبہ ہو ان شعبوں سے متعلق انہوں نے جو اعلانات کئے تھے اللہ کے فضل و کرم سے آج اس کے اثرات ایک عام آدمی تک بھی پہنچ رہے ہیں۔ اگر آپ تعلیم کے شعبے میں چلے جائیں تو آج سے تین یا چار مہینے پہلے پنجاب کی تاریخ میں پہلی مرتبہ 35 ہزار ایجوکیٹرز کی بھرتی کی گئی اور الحمدللہ مجھے فخر ہے اپنے قائد اور اپنے ان دوستوں پر کہ کسی ایک دوست نے بھی آپ صحافی برادری کو لے لیں، کسی نے بھی اس بھرتی پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ یہ credit ہاؤس میں بیٹھے

ہوئے دوستوں کو اور قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف کو جاتا ہے۔ الحمدللہ آج پنجاب کا کوئی بھی سکول ہو وہاں اللہ کے فضل و کرم سے کتابیں مفت دی جا رہی ہیں، تعلیم مفت دی جا رہی ہے اور اس کا credit بھی پنجاب گورنمنٹ کو جاتا ہے۔ میں ایک نعرہ پچھلے آٹھ سالوں میں بڑے بڑے sign boards پر پڑھتا تھا آپ بھی گزرتے ہوئے پڑھتے ہوں گے "پڑھا لکھا پنجاب" لیکن یقین جانیں کہ میں نے کوئی ایسا سکول نہیں دیکھا تھا جہاں کتابیں مفت ملتی ہوں، تعلیم مفت ملتی ہو۔ اگر میں پنجاب سے ہٹ کر صرف اپنے حلقے کی بات کروں تو میرے حلقے میں 22 مڈل سکول تھے الحمدللہ ڈیڑھ سال کے عرصے میں وہ 22 سکول ہائر سیکنڈری سکول بن چکے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسی percentage کے حساب سے پورے پنجاب میں سکولوں کو upgrade کیا گیا ہے، جو ہائی سکول تھے ان کو انٹر میڈیٹ اور سیکنڈری کا درجہ دیا گیا ہے، اس کا سارا credit پنجاب اسمبلی اور ہمارے لیڈر کو جاتا ہے۔

میں پنجاب کارڈیالوجی میں کسی شخص کی تیمارداری کے لئے گیا تو وہاں باہر ایک شخص بیٹھا تھا جس کا نام سرفراز تھا وہ اور اس کی بیوی اس کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ بی بی! کیا مسئلہ ہے تو کہنے لگی کہ ہمارے پاس پیسے نہیں تھے اس لئے ڈاکٹروں نے ہمیں باہر نکال دیا ہے۔ میں نے ڈاکٹر سے بات کی تو آپ یقین کریں کہ اگلے ہی دن اس کا بائی پاس ہوا اور یقین جانیں کہ ایک پیسا بھی اس بندے سے چارج نہیں کیا گیا۔ اس بندے کی خوشی کا عالم یہ ہے کہ وہ صبح، دوپہر، شام ایک ہی نام لیتا ہے میاں محمد شہباز شریف، میاں محمد شہباز شریف آپ کسی بھی ہسپتال میں چلے جائیں الحمدللہ آج آپ کو فری ادویات ملیں گی، آپ کو ڈاکٹر بھی ملیں گے اور آپ کو وارڈ کا سٹاف بھی چوکس نظر آئے گا۔ اس کا credit بھی انہی دوستوں کو جاتا ہے، اس اسمبلی کو جاتا ہے، آپ کو جاتا ہے جن کی کوششوں اور محنت سے، اللہ کے فضل و کرم سے آج ایک عام آدمی یہ محسوس کرتا ہے کہ اس تک اس کے اثرات آ رہے ہیں۔ آپ زراعت کے شعبے کو ہی لے لیں کہ پچھلے دنوں کسانوں کے لئے جو گرین ٹریکٹر سکیم شروع کی گئی تھی اس کو میرٹ پر کیا گیا۔ اس تقریب میں، میں بھی موجود تھا میرٹ پر وزیر اعلیٰ نے خود بذریعہ قرعہ اندازی نام announce کئے۔ ناموں کے حساب سے وہ کمپیوٹر کا بٹن push کرتے تھے جس کا نام نکلا اس کو وہ ٹریکٹر دیا گیا۔ اس سکیم میں بھی کسی قسم کی کوئی سفارش قبول نہیں کی گئی۔ یہ انصاف الحمدللہ پارٹی سے بالاتر ہو کر بلکہ ہر چیز سے بالاتر ہو کر فراہم کیا گیا ہے۔ آج اس ملک، پنجاب کو سنوارنے کے

لئے کوشش کی جا رہی ہے اور اس سلسلے میں ہم سب ایک ہیں اور اللہ کے فضل و کرم سے میاں محمد شہباز شریف صاحب کی قیادت میں ہم اس وقت تک کام کرتے رہیں گے جب تک ہمارا ملک، ہمارا پنجاب جس کا خواب قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ نے دیکھا تھا اس کی تکمیل نہیں ہو جاتی اللہ کے فضل و کرم سے ہم سب اس کے لئے کوشش کرتے رہیں گے۔

جناب سپیکر! سستی روٹی کے حوالے سے بات کرتا چلوں کہ ایک عام آدمی جو کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ پیٹ بھر کر کھانا کھالے گا اللہ کے فضل و کرم سے آج وہ بھی -/15 روپے میں جتنا دل کرے کھا سکتا ہے۔ اگر وہ دس روٹیاں بھی کھانا چاہے تو کھا سکتا ہے۔ جو لنگر خانے کھولے گئے ہیں، جو دستر خوان کھولے گئے ہیں -/15 روپے میں وہ خود بھی کھانا کھاتا ہے، اپنے گھر والوں کو بھی کھلاتا ہے اور خوشی خوشی چلا جاتا ہے۔ اس کا credit بھی آپ کو اور اس اسمبلی کو جاتا ہے میاں محمد شہباز شریف صاحب کو جاتا ہے۔ ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ سستی روٹی سکیم کی management میں ابھی بہت سی خامیاں موجود ہیں لیکن جب آپ عزم کے ساتھ چلتے ہیں تو وقت کے ساتھ ساتھ وہ خامیاں بھی دور ہو جاتی ہیں۔ کچھ دن پہلے میں قصور کے دور دراز علاقے میں گیا وہاں بھی ایک سائن بورڈ لگا تھا، ایک بینر لٹک رہا تھا جس کے اوپر لکھا ہوا تھا کہ -/2 روپے کی روٹی میاں محمد شہباز شریف کا کارنامہ ہے۔ آج آپ بارڈر پر بھی چلے جائیں تو آپ کو -/2 روپے کی روٹی ملتی ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے انشاء اللہ تعالیٰ اور بھی ایسی فلاحی سکیمیں آئیں گی۔ آپ اور ہم سب مل کر عوام کو فائدہ پہنچانے کے لئے اپنی کوششیں جاری رکھیں گے اور انشاءاللہ تعالیٰ ایک دن آئے گا کہ جو ڈیوٹی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں سونپی گئی ہے ہم سب اس سے سرخرو ہوں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ میں صرف اتنا بتا دوں کہ آج جو نام دیئے گئے تھے اور ان میں سے جن لوگوں نے بات نہیں کی ان میں مہر اعجاز احمد اچلانہ صاحب، محترمہ ریحانہ اعجاز صاحبہ، محترمہ نگہت شیخ صاحبہ ہیں، ان کی باری اب آخر میں آئے گی۔ اگلے دن کے لئے یہ نام carry نہیں ہوں گے کیونکہ جن کے نام تھے ان سب کو ہم نے آج موقع دیا ہے کہ وہ اپنی بات کریں۔ اب میرے خیال میں وہ تمام دوست جن کے نام تھے وہ بات کر چکے ہیں اور کل بھی سالانہ بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی۔ شکریہ

لہذا اب اجلاس بروز جمعتہ المبارک مورخہ 18۔جون 2010 کو صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

231

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،19۔جون2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ برائے سال 2010-11 پر عام بحث جاری رہے گی۔

233

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اٹھارھواں اجلاس

ہفتہ،19۔جون2010

(یوم السبت،6۔رجب المرجب1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح10بج کر50منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا
وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی
وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا
مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا
فَخُوْرَا ۙ﴿۳۶﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ
يَكْتُمُوْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ
عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ﴿۳۷﴾

سُوۡرَۃُ النِّسَاء آیات 36 تا37

اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں اور رفقائے پہلو (یعنی پاس بیٹھنے والوں) اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ احسان کرو کہ اللہ (احسان کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے اور) تکبر کرنے والے، بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتا(36)جو خود بھی بخل کریں اور لوگوں کو بھی بخل سکھائیں اور جو

(مال)خدا نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اسے چھپا چھپا کے رکھیں اور ہم نے ناشکروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے(37)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

دِل اُلفتِ سرکار بسانے کے لئے ہے
جاں آپ ﷺ کی حُرمت پر لُٹانے کے لئے ہے
دِل کہنے لگا کرتے ہی گنبد کا نظارہ
یہ نقش تو آنکھوں میں سجانے کے لئے ہے
ہم اُمتی ان کے ہیں تو کیسے رہیں محروم
جب اُن کا کرم سارے زمانے کے لئے ہے
نعلین کا عکس اور غُبارِ رہِ طیبہ
کیا کیا میری آنکھوں کو لگانے کے لئے ہے
سرور جو بلاوا نہیں آیا کئی دن سے
یہ تری طلب اور بڑھانے کے لئے ہے

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال 2010-11 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جیسا کہ تمام حضرات کو معلوم ہے کہ 17۔ تاریخ سے ہم بجٹ پر بحث کا آغاز کر چکے ہیں۔ کل 12 مقررین نے تقاریر کی ہیں اور 17۔ تاریخ کو بھی 12 مقررین نے تقاریر کی ہیں لیکن یہ سب کا حق ہے اور یہ حق ہر ایک کو ملنا چاہئے۔ میری آپ سے گزارش ہو گی کہ 5 منٹ میں اپنی تقریر کو wind up کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ ہمیں منظور نہیں ہے۔ یہاں خوشامد میں کلو صاحب سوا گھنٹہ بولتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: 7 منٹ ٹھیک ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! نہیں۔

جناب سپیکر: آپ تو کہیں گے کہ سارا دن چلے۔ ایک آدمی سارا دن کیسے چل سکتا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ جس وقت یہاں پر لوگ کھڑے ہو کر عجیب و غریب قسم کی باتیں کرتے ہیں، ہماری خواتین کے بارے میں باتیں کرتے ہیں اور خوشامد کے پُل باندھتے ہیں آپ انھیں تو گھنٹہ گھنٹہ ٹائم دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: ان سے وہ معذرت کر چکے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ نے اس کو کیوں ٹائم دیا تھا؟ آپ آدھا وقت حکومتی بنچوں کو دے دیں اور آدھا اپوزیشن کو دے دیں تو ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ آدھے ہیں، کیا ان کا حق نہیں بنتا؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ ہمیں قبول نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو قبول نہیں ہے تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں؟ یہ آپ کی مرضی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: مہربانی کر کے تنقید سننے کا حوصلہ پیدا کریں۔ آپ پارٹی نہ بنیں اور آپ مہربانی کر کے غیر جانبدار رہیں۔ سپیکر کی کرسی غیر جانبدار رہنی چاہئے۔ مہربانی کر کے تنقید سننے کا حوصلہ پیدا کریں جمہوری رویے یہی ہوتے ہیں کہ لوگوں کی بات سنو، ان کے منہ کو بند کر دینا اور shut up call دے دینا بالکل جمہوری رویے نہیں ہیں۔ آپ جمہوریت کے دعویدار ہیں تو مہربانی کر کے جمہوری رویے اپنائیں۔

جناب سپیکر: میں اللہ کے فضل سے ہمیشہ یہی کرتا ہوں اور میں کبھی پارٹی بننے کی کوشش نہیں کرتا۔ کیا آپ مجھ پر الزام لگاتے ہیں، کیا آپ مجھے threat کرنا چاہتے ہیں؟ میں نے کبھی قطعاً ایسا رویہ نہیں رکھا کہ جس پر آپ مجھے یہ کہیں کہ آپ غیر جانبدار رہیں۔ اب آپ سب تشریف رکھیں۔

جناب محمد نوید انجم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نوید انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری کارروائی کے لئے روزانہ جو صفحہ چھپتا ہے اس پر لفظ قرآن مجید اور نعت رسول مقبول ﷺ لکھا ہوتا ہے۔ یہ صفحات نیچے پھینکے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ کے میز پر رکھے جاتے ہیں۔ اگر وہ نیچے گرتے ہیں تو آپ کی وجہ سے گرتے ہیں۔ ہم سب پر اس کی تعظیم لازم ہے۔ یہ آپ اکیلے پر نہیں ہے۔ جس طرح سے آپ مسلمان ہیں میں بھی اسی طرح اللہ کے فضل سے مسلمان ہوں۔ آپ احتیاط کیا کیجئے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میری رائے ہے کہ آپ ہاؤس سے رائے لے لیں کہ اگر ہم اپوزیشن کو 10 منٹ اور حکومتی بنچوں کو 5 منٹ دے دیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ وقت برابر ہو گا۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! آج اور کل جتنا بھی ٹائم چاہئے۔ ہم اس کے لئے حاضر ہیں۔ ہم آٹھ گھنٹے کے لئے حاضر ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے ہاؤس کے سامنے یہ بات رکھی ہے۔ اس میں سب کا حق ہے۔ سب نے اپنی اپنی بات کرنی ہے تو پھر ان کی بات کیوں نہ سنی جائے؟ یہ اپنی بات کریں اور اس ٹائم میں خوش اسلوبی سے یہ بھی اپنی بات مکمل کریں۔ اگر یہ ہاؤس 5 منٹ کی بجائے 7 منٹ چاہتا ہے تو 7 منٹ کر دیتے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! Rules of Procedure میں بھی 10 منٹ دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، عبدالرحمٰن رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جب قومی اسمبلی میں کوئی قدغن نہیں ہے اور ہمارے سو دن بھی ہو چکے ہیں تو دن بڑھانے میں کیا حرج ہے، کم از کم ہر آدمی کو دس منٹ ملنے چاہئیں، چاہے جتنے دن بھی debate چلے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، حکومتی بنچوں اور اپوزیشن بنچوں سے ممبران کو دس منٹ ملیں گے اور اس سے زیادہ وقت کسی کو نہیں ملے گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! کیا دن بھی بڑھائے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: اسے ہم دیکھ لیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہاں پر کوئی قدغن نہیں ہونی چاہئے۔ چاہے جتنے دن بھی debate چلے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی، لغاری صاحب! آپ اپنی تقریر شروع کریں۔ دس منٹ ملیں گے اس کے بعد ایک سیکنڈ بھی نہیں ملے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بجٹ کا اجلاس ہماری اسمبلی کے پارلیمانی سال کا سب سے اہم اجلاس ہوتا ہے اور یہ جو document ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے یہ بھی اس اسمبلی کا سب سے اہم document ہوتا ہے۔ جمہوری روایت یہ ہے کہ اس document میں جو باتیں کی جاتی ہیں اُن کو پورا کیا جاتا ہے جس طرح انگریزی کی ایک مثال ہے کہ You put your money where your mouth is. زبانی اعلانات تو بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ اس budget document کے ساتھ حکومت یہ بتاتی ہے کہ میری آمدنی کہاں پر ہو گی اور میں اس کو کیسے

خرچ کروں گی؟ یہ ہمارے لئے ایک مقدس بات ہے اور یہ حکومت کی اس صوبہ کے عوام کے ساتھ ایک اہم commitment ہے کہ ہم نے آپ کی بہتری کے لئے کیا کرنا ہے؟ کائرہ صاحب کو اللہ تعالیٰ بہت زیادہ عزتیں دے کیونکہ یہ ذاتی طور پر مجھے بہت پسند ہیں۔ یہ اس ہاؤس کے اندر تیسرا document پیش کر رہے ہیں اور اُن کی پچھلے دو documents کی باتیں بھی ابھی تک پوری نہیں ہوئیں۔ میرے ساتھیوں نے اس میں سے بہت ساری چیزیں point out کی ہیں۔ آپ نے پہلے سال کہا تھا کہ ہم گھر بنا کر دیں گے، ہم بسیں چلائیں گے، ہم زمینیں بانٹیں گے، ہم وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ میں IT یونیورسٹی بنائیں گے، یہ بھی کہا تھا کہ ہم دو سو ڈیم بنائیں گے اور ہم ساڑھے تین سو میگاواٹ بجلی بھی پیدا کریں گے۔ یہ میں آپ کی 2008 کی بجٹ تقریر کی commitments یاد دلا رہا ہوں۔ ان commitments میں سے کچھ بھی نہیں ہوا اور صرف باتیں تھیں جو ہو گئیں۔ اس کے بعد پچھلے سال آپ نے ایک commitment کی کہ ہم بہت ساری چیزوں پر عمل کریں گے جس کی ایک لمبی لسٹ میرے پاس ہے جنہیں میں گنوا سکتا ہوں لیکن وہ بھی پوری نہیں ہوئیں۔ اس document کی credibility ہی نہیں ہے۔ اسی document کے اندر ہمیں بتایا گیا ہے کہ ہم نے پچھلے سال 42۔ارب روپے جنوبی پنجاب کے لئے خرچ کر دیئے ہیں اور 52۔ارب روپے ہم اس سال خرچ کریں گے۔ اس کے بعد پھر ایک حساب کتاب کر کے بتایا گیا ہے کہ جو 52۔ارب روپے ہم خرچ کریں گے وہ ٹوٹل ڈویلپمنٹ بجٹ کا 36 فیصد ہے حالانکہ وہاں کی آبادی 31 فیصد ہے۔ کائرہ صاحب! basic arithmetic percentage میرے خیال میں تیسری کلاس میں پڑھاتے ہیں۔ میں نے جب یہ calculation کی اور percentage جب نکلتی ہے تو وہ 193 کا 36 فیصد نہیں بنتا، بے شک آپ اس کا ابھی حساب کر لیں۔ ہمارے بڑے بڑے قابل لوگ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ مستی خیل صاحب کے فون میں شاید calculator ہو گا تو 52۔ارب کو 193 کی percentage سے نکالیں کیونکہ میرے حساب کے مطابق یہ 26 فیصد بنتا ہے۔ یہ جھوٹ کا ایک پلندہ ہمارے سامنے رکھا گیا ہے۔ میں کائرہ صاحب کے ساتھ personal apology کے ساتھ اس بجٹ کے اعداد و شمار کو reject کرتا ہوں کیونکہ یہ سب جھوٹ ہے۔ میں نے آپ کو جنوبی پنجاب والی اس لئے مثال دی ہے کیونکہ اس کو آپ نے اپنی بہت بڑی achievement اور بہت بڑا اقدم show کیا ہے۔ اگر آپ کو یاد ہو تو pre-budget

speech کے اندر بھی آپ کے اپنے treasury benches سے سعید اکبر نوانی صاحب، مخدوم ارتضیٰ صاحب اور مخدوم احمد محمود نے بھی باتیں کی ہیں۔ ہم اپوزیشن والے تو پِٹ ہی رہے تھے کہ پچھلی دفعہ ہمارے لئے زکوٰۃ جتنی amount رکھی گئی تھی لیکن آپ کے اپنے treasury benches سے بھی یہ آواز آئی اور اُس آواز کو دبانے کے لئے اس دفعہ آپ نے ایک نمبر 52۔ارب کا بول دیا جو 193 کا 36 فیصد نہیں ہے۔ یہاں پر میرے بہت سارے بہن بھائی بیٹھے ہوئے ہیں اُن کے فون کے اندر calculator ہو گا لہذا آپ ابھی اس کو calculate کر کے دیکھ لیں کیونکہ یہ بات بالکل ایسی نہیں ہے جیسے آپ نے کہی ہے۔ جس وقت ہم جمہوری رویوں کی بات کرتے ہیں تو جمہوریت سُوٹ یا ویسکوٹ پہننے سے نہیں آجاتی، ڈکٹیٹر شپ وردی پہننے سے نہیں آتی بلکہ یہ رویوں کے نام ہیں اور یہ رویے بد قسمتی سے آج بھی اتنے ہی dictatorial ہیں جتنے کہ کسی وردی والے dictator کے دَور میں تھے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگر ہم بجٹ کو دیکھیں تو اس میں جو چیز میں دیکھ کر حیران ہوتا ہوں وہ block allocations ہیں۔ یہ وہ رقوم ہیں جو ہم وزیر اعلیٰ صاحب کی اپنی discretion کے لئے رکھ دیتے ہیں۔ میں آپ کی توجہ دلانا چاہوں گا کہ ہائر ایجوکیشن کے اندر 550 ملین کی block allocation ہے، 41 فیصد رقم block allocation میں رکھی گئی ہے۔ لٹریسی کے اندر 100 فیصد بجٹ block allocation میں رکھا گیا ہے، سپورٹس کی نئی سکیموں میں 100 فیصد block allocation میں رکھا گیا ہے۔ واٹر سپلائی اینڈ سینی ٹیشن کی جب ہم بات کرتے ہیں تو اُس کے اندر 21 فیصد block allocation میں رکھا گیا ہے۔ ایک اور مزید ار بات میں آپ کو بتادوں جسے میں نے نہیں بلکہ آپ کے budget document نے calculate کر کے دیا ہے کہ North کے لئے 78 percent رکھا گیا ہے اور South کے لئے 22 percent رکھا گیا ہے۔ اس کے بعد ہم social protection کے پروگرام کے اندر آئیں تو اس میں 42.5 percent block allocation ہے، سڑکوں کا دیکھیں تو اس میں 2000 ملین روپے کی ایک block allocation رکھی گئی ہے، شہری ترقی میں آئیں تو 9160 ملین کا نیا بجٹ ہے اور اس میں بھی 2200 million block allocation رکھی گئی ہے جو

24 فیصد ہے۔ زراعت کی طرف آئیں تو 74 فیصد block allocation ہے، خوراک کی طرف آئیں تو 100 فیصد block allocation ہے۔ (شیم، شیم)

چوہدری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں نے floor لغاری صاحب کو دیا ہوا ہے، آپ تشریف رکھیں۔ یہ بات مجھے پسند نہیں ہے۔

چوہدری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے معزز رکن صرف آپ سے مخاطب ہو سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! آپ تشریف رکھیں اور بعد میں اس کا جواب دیں۔ صرف note کریں۔

چوہدری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! لغاری صاحب جناب سے مخاطب ہو سکتے ہیں، وزیر خزانہ صاحب سے direct مخاطب نہیں ہو سکتے۔ میں rules کی بات کر رہا ہوں کیونکہ یہ سارا سارا دن rules کا رونا روتے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔ .He is right, he is right میں اس کا خود ہی notice لے لیتا ہوں۔ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! محکمہ خوراک کے اندر جو نئی سکیمیں رکھی گئی ہیں ان میں بھی 100 کا 100 فیصد block allocation ہے۔ Labour and Human Resource Development میں 88 فیصد block allocation ہے۔ اس کے بعد اگر ہم سیاحت کی بات کریں تو اس کے اندر بھی سارے کا سارا block allocation ہے۔ Access to Justice Programme کے اندر بھی block allocation ہے۔ اس حوالے سے میں آپ کو مزے کی بات بتاؤں کہ پچھلے سال اس کے لئے 635.92 ملین رکھا گیا تھا اور اس سال پچاس ملین رکھا گیا ہے۔ شاید تمام لوگوں کو justice مل گیا ہے اس لئے اس کے فنڈز کم کر دیئے گئے ہیں؟ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی طرف آئیں تو 5195 ملین روپے کی allocation ہے اس میں سے 4025 جو کہ 80 فیصد ہے block allocation میں رکھا گیا ہے۔ Special infrastructure کے لئے جو پیسے رکھے گئے ہیں اُس کا

80 فیصد block allocation کے لئے رکھ دیا گیا ہے۔ Low income housing scheme کے لئے 10-2009 کے اندر 2500 ملین رکھا گیا تھا، اس سال اس کو کم کر کے 650 ملین روپے رکھ دیا گیا ہے۔ 2008 میں آپ کا وعدہ تھا کہ ہم لوگوں کو سستے گھر بنا کر دیں گے اس کے لئے اب رقم کم کر کے ایک چوتھائی کر دی گئی ہے۔ اس کے بعد اگر ہم population welfare کی طرف آئیں تو اس کے اندر سارے کا سارا block allocation ہے اور کوئی بھی سکیم identify نہیں کی گئی، اس کا 1865 ملین روپے کا بجٹ ہے جو سارے کا سارا block allocation میں رکھا گیا ہے۔ اس کے بعد اگر ہم ٹرانسپورٹ کی بات کریں تو اس کے اندر آپ نے سی این جی بسوں کے لئے 1000 ملین روپے کی سبسڈی رکھی ہے جو کہ 2008 میں بھی یہ کہا گیا تھا جو ابھی تک پوری بسیں نہیں آئیں۔

جناب سپیکر! میں سیاحت کے حوالے سے بڑی مزیدار statistics بتاتا ہوں کہ سیاحت کے لئے اس دفعہ جو آپ نے پیسے رکھے ہیں اس میں کہا گیا ہے کہ ایک tourism complex لاہور میں ایک tourism resort ایک ننکانہ صاحب میں اور ایک tourist village دراوڑ کے فورٹ کے پاس بنائیں گے۔ یہ پہلا صفحہ ہے جس میں targets دیئے گئے ہیں اور ہمارے پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے ایک دفعہ یہاں پر تقریر کرتے ہوئے کہا بھی تھا کہ فورٹ منرو میں ایک chair lift بنائی جائے گی جس کو شاید کچھ لوگوں نے منع کروا کر رکوا دیا جس کا کوئی ذکر نہیں ہے اور ایک منصوبہ بھی ایسا نہیں ہے۔ اب جو سیاحت کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں اس میں 92 percent of the budgetary allocation for tourism is for Murree alone. اب اس میں یہ ہے کہ survey کیا جائے گا کہ مری کو کس طرح سے بہتر کیا جا سکتا ہے۔ جھیکا گلی سے مری تک ایک پہلا phase ہے کہ supporting system کے ساتھ کوئی road way system بنایا جائے گا جس کے لئے 1515 ملین روپے رکھے گئے ہیں لیکن ہمارے جنوبی پنجاب کا ایک چھوٹا سا hill station فورٹ منرو ہے اس کے لئے کوئی allocation نہیں کی گئی۔ ہم جب بات برابری اور مساوی ہونے کی کرتے ہیں تو اگر 92 فیصد مری اور ننکانہ صاحب پر لگایا جا رہا ہے اور صرف ہمارے جنوبی پنجاب میں دراوڑ کے فورٹ کے پاس ایک village بنانے کے لئے ایک کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے لیکن سارے کا سارا بجٹ مری کے لئے رکھا جا رہا ہے۔ فورٹ منرو جو بلوچستان اور پنجاب کے سنگم پر ایک صحت افزا مقام ہے جس کے لئے کوئی

چیز نہیں رکھی گئی۔ اس دفعہ water supply schemes کے اندر دریائے جہلم سے مری کو پانی لے جانے کے لئے سب سے زیادہ رقم، میں وہ نمبر شاید لکھنا بھول گیا ہوں میرے خیال میں اس کے اندر 80 فیصد water supply کی مد کے پیسے مری کی ایک water supply scheme کے لئے رکھے جا رہے ہیں لیکن فورٹ منرو کے پینے کے پانی کی سکیم جو صدر فاروق لغاری نے اپنے دور میں بنوائی تھی وہ بند پڑی ہے اور اسے چلانے کے لئے کوئی پیسے نہیں دیئے جا رہے۔

جناب سپیکر! ہمیں بار بار discrimination واضح نظر آتی ہے۔ میں پھر عرض کروں گا کہ ابھی یہ جو بجٹ آیا ہے guide to the Punjab Budget at the glance جسے ہم کہتے ہیں اس میں سب سے بڑی رقم اپنی development کے لئے رکھی ہے تو پیسے کہاں سے آئیں گے؟ ہمارے capital account میں بھی deficit ہے، ہمارے net public account میں بھی deficit ہے اور ہماری سب سے بڑی proceeds financing through privatization sale بارہ ہزار ملین روپے ہم اس کے لئے رکھیں گے۔ 12۔ارب روپے اپنے اثاثے فروخت کرکے ہم ان development schemes کے لئے رکھ رہے ہیں۔ یہ کوئی بھی policy wise financial نہیں ہے کہ آپ اپنے اثاثوں کو فروخت کریں اور اس کو نام نہاد development جیسا کہ مخدوم ارتضیٰ نے کل بتایا کہ چیف سیکرٹری کے دفتر کی آرائش وغیرہ اور افسروں کے لئے جمنیزیم تعمیر کرنے پر یہ خرچ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! پچھلے سال کے Tax receipt کے پیسے، کائرہ صاحب! آپ کے غور کرنے کی بات ہے کہ یہ پیسے ہمارے پاس کہاں سے آئیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ پھر انہیں مخاطب کر رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کے توسط سے کائرہ صاحب کے notice میں لانا چاہوں گا کہ آپ ہی کی documents کہتی ہے کہ پچھلے سال کے tax receipt کے پیسے 74 فیصد complete ہوئے اور اس سال کا ٹارگٹ جو آپ نے رکھا ہے وہ 248 فیصد بڑھا دیا ہے۔ پچھلے والے تو آپ 74 فیصد نہ لے سکے تھے اور ابھی آپ نے اسے بڑھا دیا ہے اور indirect taxation کی متوقع آمدنی کا 65 فیصد آپ کے پاس آیا ہے اور اس سال آپ نے اپنے tax free budget، جس کو بڑے فخر کے ساتھ tax free کہا گیا ہے، اس میں 367 percent increase کی بات کی گئی ہے۔ یہ ہے ہمارا tax free بجٹ جس کی ہم بات

کر رہے ہیں، اگر ہم comparison کریں، کسی بھی sector wise ڈویلپمنٹ پروگرام کو دیکھیں، اگر ہم دیکھتے ہیں regional planning تو 35 فیصد down ہے، irrigation دیکھیں تو 81 فیصد آپ نے پچھلے سال خرچ ہی نہیں کیا تو کیا ہماری نہروں کے پانی کے مسائل ٹھیک ہو گئے ہیں؟ ہمارے مسائل دور ہو گئے ہیں؟ public buildings ہیں، urban development کا 79 فیصد آپ نے استعمال کیا۔ خوراک کا 62 فیصد آپ نے استعمال کیا Information technology کا صرف 16 فیصد استعمال کیا۔ اس کے لئے پیسے رکھے گئے تھے 13 سو ملین اور خرچ 219 ملین ہوئے ہیں۔ Information technology کی یہ اہمیت ہے کہ اس کا صرف 16 فیصد خرچ کیا ہے۔ Commerce and investment کا صرف 53 فیصد خرچ کیا ہے۔ labour and human resources کے لئے 74 فیصد خرچ کیا ہے۔ tourism کے لئے 44 فیصد، emergency services کے لئے 74 فیصد human rights minorities کے لئے اور آپ کے توسط سے اقلیتی امور کے وزیر کے notice میں لانا چاہوں گا کہ صرف 13 فیصد utilization ہوئی ہے۔ پچھلے سال 200 ملین روپے رکھے گئے تھے اور خرچ اس میں سے صرف 27 ملین روپے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! P&D کے لئے 16 فیصد، اس وقت وزیر اعلیٰ صاحب کے اخراجات۔۔۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! یا تو آپ کسی کا ٹائم لے لیں یا تشریف رکھیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! صرف دو منٹ کے لئے ذرا صبر کے ساتھ یہ سنیں اور شاید یہ بات آپ کو پسند نہ آئے کہ پچھلے سال وزیر اعلیٰ ہاؤس کے ٹیلی فون کے اخراجات کے لئے 7.2 ملین روپے رکھے گئے تھے اور خرچ ہوئے 17.2 ملین روپے یعنی 240 فیصد زیادہ پیسے ٹیلی فون پر خرچ گئے ہیں اور میں ایک اور چیز دیکھ کر حیران ہوا کہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ میں ایک rent for building ہے میرا تو خیال تھا کہ وزیر اعلیٰ صاحب کا دفتر سرکاری عمارت ہے لیکن اس کے لئے 10 ہزار روپے رکھے گئے تھے اور اس پر ساڑھے بارہ لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں۔ یہ بات میری سمجھ سے باہر ہے اور اگر کائرہ صاحب اپنی concluding speech میں یہ بتا دیں، اگر تو وہ بہت سارے دفاتر ہیں اور ٹاسک فورسز کے ہیں تو یہ اس کی وضاحت کر دیں۔

جناب سپیکر! POL charges plains, helicopter اور موٹر گاڑیوں کے لئے تو پچھلے سال چھ ملین روپے رکھے گئے تھے اور 27.78 ملین روپے خرچ گئے ہیں۔ 425 فیصد زیادہ پیسے خرچ گئے ہیں

جو پٹرول کی مد میں رکھے گئے تھے اور ابھی وہ ایک بل لے کر آ رہے ہیں جس میں وزیر اعلیٰ صاحب دوسرے لوگوں کو بھی جہاز استعمال کرنے کا کہہ رہے ہیں۔ ابھی وہ Bill آپ نے table کیا ہے اور وہ House میں debate کے لئے آئے گا۔ پچھلے سال 425 گنا زیادہ پیسے خرچ کرنے کے باوجود اس سال پھر سے وزیر اعلیٰ صاحب کہتے ہیں کہ مجھے جہاز کے لئے خرچنے کے لئے صرف میری مرضی ہو اور میں دوسرے لوگوں کو بھی استعمال کرنے کی اجازت دوں۔ اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ ہاؤس کے لئے 12 ملین روپیہ Entertainment Allowance رکھا گیا تھا اور 30.14 ملین روپیہ خرچ کیا گیا ہے جو کہ 253 فیصد زیادہ ہے۔ یہ ہمارے وزیر اعلیٰ ہاؤس کے خرچے ہیں۔ Operating expenses وزیر اعلیٰ ہاؤس کے 27 ملین رکھے گئے تھے اور 67 ملین خرچ کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! اپنی تقریر جلد مکمل کریں کیونکہ ٹائم بہت ہو گیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کڑوی باتیں شاید پسند نہ ہوں۔ مجھے بتائیں کہ آپ نے کلو صاحب کو کل کتنا وقت دیا تھا؟

جناب سپیکر: اس وقت کوئی ٹائم مقرر نہیں کیا گیا تھا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیوں مقرر نہیں کیا تھا اس لئے کہ انہوں نے کھڑے ہو کر ہمارے اوپر بدتمیزی کا ایک طوفان کھڑا کرنا تھا۔

جناب سپیکر: پھر آپ بات وہی کر رہے ہیں۔ مجھے کیا پتا کہ انہوں نے کیا بولنا تھا؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پھر آپ نے انہیں چپ کروانا تھا۔ آپ نے اس وقت انہیں بولنے دیا کیونکہ اس وقت وزیر اعلیٰ صاحب ایوان میں موجود تھے اور انہیں یہ ڈیوٹی دی گئی تھی۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ تشریف رکھیں اور وقت ضائع نہ کریں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! یہ دنیا سے کوئی علیحدہ ہیں اور یہ کیا عجیب تماشا ہے کہ میں انہیں کہہ رہا ہوں کہ دس منٹ لیکن وہ بارہ منٹ پر بھی اپنی تقریر ختم نہیں کر رہے۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے لغاری صاحب کو بٹھا دیا ہے۔ اس وقت لاء منسٹر صاحب بھی تشریف فرما ہیں اور میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اگر ہمارے کسی ساتھی کا نام تقریر کے لئے آپ کے پاس گیا ہوا ہے تو وہ اپنا وقت surrender کرنا چاہے تو۔۔۔

جناب سپیکر: دیں وہ اپنا ٹائم۔ کون دیتا ہے؟

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): ماجدہ زیدی اپنا وقت دیتی ہیں۔

جناب سپیکر: میرے پاس لسٹ میں ان کا نام نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ہم نے نام دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، میرے پاس ان کا نام نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): نہیں، جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں اور لاء منسٹر صاحب بھی فرما دیں گے کہ ہم نے اپنے تمام ممبران کے نام لکھ کر دیئے تھے شاید وہ list کہیں miss ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ خود بتائیں کہ کس کا ٹائم لینا چاہتے ہیں؟ ثمینہ خاور حیات کا ٹائم لینا چاہیں گے؟

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): نہیں، نہیں۔ جناب سپیکر! وہ اپنی تقریر کریں گی۔

جناب سپیکر: جن کا نام میرے پاس موجود ہے میں ان میں سے کسی کا ٹائم دے سکتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میری استدعا یہ ہے کہ اگر میں غلط کہتا ہوں تو لاء منسٹر صاحب اس کو confront کر دیں۔ ایڈوائزری کمیٹی میں یہ طے ہوا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میرے پاس ماجدہ زیدی کا نام نہیں آیا تو میں کیا کروں؟

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ہم گارنٹی دیتے ہیں کہ انہوں نے بولنا ہے لیکن ان کا وقت آپ لغاری صاحب کو دے دیں، وہ نہیں بولیں گی۔

جناب سپیکر: محترم! میرے پاس جو لسٹ ہے میں اس کی بات کر رہا ہوں۔ لغاری صاحب! میں آپ کو ایک منٹ سے زیادہ وقت نہیں دے سکتا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔ جناب سپیکر!

(اس مرحلہ پر معزز ایوان کے بہت سے معزز ممبران پوائنٹ آف آرڈر
پر اپنی نشستوں سے کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر: آپ تمام تشریف رکھیں، مہربانی کر کے بیٹھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ میں اپنی بات مکمل کروں گا کیونکہ criticism شاید پسند نہیں آئی تو میں آپ کے توسط سے کائرہ صاحب سے کہوں گا کہ 350 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کا ایک منصوبہ ہم نے 2008 میں اعلان کیا اور چشمہ جہلم کینال پر 45 میگاواٹ کا پراجیکٹ پورے کا پورا تیار ہے تو اس کے لئے پیسے رکھیں۔ دوسری میں نے گزارش کی تھی کہ سستی روٹی کے اندر pre budget speech میں سب لوگوں نے، میں نے نہیں بلکہ یہ بات متفقہ ہوئی تھی اور اس پر criticism ہوئی تھی کہ اس کی بجائے ہم یہ پیسے کو آپریٹو بنکوں کو دیں کیونکہ ان بنکوں کو کوئی پیسا نہیں مل رہا۔

جناب سپیکر! پچھلی دفعہ میں نے ایک گزارش کی تھی کہ فصل خریدنے کے اسلامی طریقے یعنی ایڈوانس دینے کے طریقے کو practice میں لایا جائے اور کاشتکار کی کھڑی فصل کو لے لیا جائے۔ ہمارے storage میں proper facilities نہیں ہیں جن کی وجہ سے وہ ضائع ہو جاتی ہے۔ میں نے pre-budget تقریر میں wheat storage کی بھی گزارش کی تھی۔ میری ان سے ایک اور گزارش ہے کہ Pay and Pension Commission کی جو بھی سفارشات ہیں ان پر implement کیا جائے۔

جناب سپیکر! پانی کی جتنی کمی ہو رہی ہے، canals کی lining کی جائے اور laser levelling compulsory کی جائے، drip irrigation اور sprinkling کے لئے پیسے رکھے جائیں۔ solar power ٹیوب ویل کی بہت اچھی سکیم ہے اس کو میں appreciate کرتا ہوں۔ ہماری بجٹ تقریر میں ڈاکٹروں کی کمی کی بات ہوئی ہے۔ ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالج کی کلاسز کا اجراء ابھی سے کروا دیں، یہ

پہلے ہو چکا ہے۔ رحیم یار خان میڈیکل کالج کا اعلان ہوا تو اس کی کلاسیں بہاولپور میں شروع ہو گئیں، جب دو سال میں کالج کی بلڈنگ بنی تو بچے رحیم یار خان میڈیکل کالج میں چلے گئے۔۔۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ کا بہت شکریہ، بہت مہربانی۔ شیخ علاؤالدین!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر!

جناب سپیکر: ہمارے لندن سے آئے ہوئے دوست کونسلر ملٹن مارٹن میئر لندن بار آف والتھم فارسٹ یہاں گیلری میں تشریف لائے ہوئے ہیں اور وہ آپ کی کارروائی دیکھنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ میں ان کو welcome کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس پر سوائے ایک معصومانہ قسم کے احتجاج کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتا۔ اس وقت ایک صاحب آپ کے کان میں بات کر رہے ہیں تو یہ ٹائم نوٹ نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جب تک معزز ممبران تقریر کر رہے ہیں میرے پاس کوئی نہ آئے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ میرا معصومانہ احتجاج ہے کہ جب میری باری آئی تو اس سے پانچ دس منٹ پہلے آپ نے دس منٹ کی پابندی لگائی ہے۔

جناب سپیکر: آپ ساڑھے اکتیس منٹ پر آئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ایک منٹ تو وہ مولوی صاحب لے گئے جو آپ سے ابھی کان میں بات کر رہے تھے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ چلیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اب مزید ٹائم ضائع کئے بغیر اپنے بھائی لیڈر آف دی اپوزیشن کی بات کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ میں ان کے طرز تخاطب کا تو شروع سے ہی بہت مداح ہوں لیکن انہوں نے جو بجٹ کا جواب دیا تھا اس کے اندر مجھے بڑی تیزی سے بات کرنا پڑے گی کیونکہ مجھے خیال نہیں ہے کہ میں یہ سارے points بتا سکوں۔ چودھری صاحب نے یہ فرمایا کہ ADP میں 175-ارب روپے میں سے صرف 74-ارب روپے خرچ ہوئے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ رقم 30-جون تک 125-ارب روپے ہو جائے گی۔ خود چودھری صاحب نے اپنی تقریر کے آخر میں فرمایا کہ یہ 90-ارب روپیہ ہے تو

75-ارب روپے شروع کی تقریر میں تھا اور90-ارب روپے پر جاکر ختم کی اس طرح دس منٹ میں تو 15-ارب روپے خرچ ہوگئے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ 30-جون تک 125-ارب روپے ختم ہو جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ چودھری صاحب نے فرمایا کہ موجودہ حکومت سادگی نہیں اپنا رہی ہے۔اس کے لئے مجھے کم از کم ایک گھنٹہ چاہئے تھا لیکن میں ایک سچا واقعہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اس وقت چیف منسٹر صاحب جس کمرے میں بیٹھ کر7-کلب میں کام کر رہے ہیں میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ کوئی اپوزیشن کا صاحب میرے ساتھ چلے اور میں وہاں ان کو دکھاتا ہوں کہ چیف منسٹر نے قالین پر ٹکڑا لگا کر اپنا کمرہ بنایا ہے۔ یہ وہی کمرہ ہے جہاں پر آج سے پانچ سال پہلے کوئی اور چیف منسٹر بھی جاتے تھے۔اس وقت وہاں سادگی کا یہ عالم ہے کہ 11 بجے کے بعدAC چلائے جاتے ہیں جبکہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ چیف منسٹر صاحب کے خرچے بہت ہیں۔میں چیف منسٹر ہاؤس کے خرچے کے بارے میں آخر میں بتاؤں گا کہ خرچے بڑھے ہیں یا کم ہوئے ہیں لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر کسی کو اس بات پر اعتراض ہے تو میرے ساتھ ابھی چلے اور میں دکھاتا ہوں کہ چیف منسٹر کے کمرے کے اندر قالینوں کو ٹکڑے لگا کر بنایا گیا ہے اور چیف منسٹر نے اس پر نیا قالین ڈالنے کی اجازت نہیں دی۔(نعرہ ہائے تحسین)

چودھری صاحب نے ramzan packageکا ذکر کیا تھا جبکہ ramzan packageکے لئے بجٹ میں2-ارب روپے رکھے گئے ہیں۔جب بجٹ تقریر میں فنانس منسٹر نے 2-ارب روپے کا ذکر کیا ہے تو اس کا بار بار ذکر کرنا کہ یہ پیسے اب رکھے جائیں تو اس کا کیا مطلب ہے؟ پورے پنجاب میں Consumer Courtsکام کر رہی ہیں۔چودھری صاحب نے کہا کہ Consumer Courtsمیں چیزیں لائی جائیں۔وہاں کوئی بھی بغیر ٹکٹ کے جا سکتا ہیں۔میں چودھری صاحب سے پوچھتا ہوں جو میرے بڑے محترم ہیں کہ کیا کوئی۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ ان سے نہ پوچھیں، آپ اپنی بجٹ تقریر کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے ان کو جواب دینا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! گوشت جو غریب کی پہنچ سے باہر ہوا تھا تو آخر وہ کون لوگ تھے جنہوں نے اس ملک سے اس کی export کی اجازت دی تھی؟ اس کے بعد گوشت غریب کی پہنچ میں نہیں آیا۔ جنہوں نے گوشت کی export کی اجازت دی تھی اگر میں ان کے نام یہاں بتاؤں تو شاید لوگوں کی نیند خراب ہو جائے۔ میرے بھائی محسن خان لغاری صاحب نے بھی کہا کہ wheat کی export اور storage کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ اس وقت پنجاب حکومت اخبارات میں expression of interest for storage of wheat کے پورے پورے صفحے دے رہی ہے جس کے لئے پنجاب حکومت اپنے پاس سے فنڈز دینا چاہتی ہے اور پرائیویٹ لوگوں کو بھی ساتھ ملانا چاہتی ہے۔ یہاں ارسا کی بات ہوئی تھی، ارسا میں پنجاب کی نمائندگی کس نے کم کی تھی؟ یہ بتائیں کہ جب انہوں نے یہ الزام لگایا کہ ارسا میں ہماری نمائندگی کم ہوئی تو وہ جنرل پرویز مشرف نے کم کی تھی اور سندھ کی نمائندگی بڑھائی تھی۔ اس وقت کوئی یہاں نہیں بولا کہ ہمارے پنجاب کی نمائندگی کیوں کم کی گئی ہے؟

جناب سپیکر! دانش سکول کی بات کی جارہی ہے۔ جنوبی پنجاب میں دانش سکول بن رہے ہیں، اگر میں یہ بات ثابت نہ کر سکا تو میں resign کر دوں گا۔ مجھے بتائیں کیا دانش سکول شروع نہیں ہو رہے ہیں، کیا وہاں پر اس وقت کام نہیں ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اب آپ اپنی بات کریں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ 07-2006 میں چیف منسٹر ہاؤس کا خرچ 14 کروڑ 62 لاکھ روپے تھا لیکن یہ خرچ 34 کروڑ 17 لاکھ روپے ہوا۔ 10-2009 میں ہم ابھی بھی 29 کروڑ روپے میں ہیں۔ 08-2007 میں 34 کروڑ 33 لاکھ روپے پر تھے، 07-2006 میں 34 کروڑ 17 لاکھ روپے پر تھے۔ اب ذرا غور کر لیجئے کہ 25 فیصد devaluation اور 13 فیصد افراط زر کے باوجود ہم نے خرچوں کو کنٹرول کیا اور پھر بھی ہمیں بُرا بھلا کہا جارہا ہے۔ یہ مختصر جواب ہے جو میں نے ان کی بات کا دیا ہے اب میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، No point of order جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ ہماری حکومت ہے جس نے third party inspection کا نظریہ دیا اور اس پر کام ہو رہا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے expenditure پورے نہیں ہو رہے ہیں اس کی وجہ سے monitoring control ہے۔ اس وقت ایک ایک پراجیکٹ کو third party سے checking کرائی جا رہی ہے جس کی وجہ سے ہم نے خرچے کنٹرول کئے ہیں۔ میں آپ کو آج بتا دینا چاہتا ہوں کہ جو ہم نے انٹی کرپشن میں کام کیا ہے اس انٹی کرپشن کی وجہ سے بہت سی کرپشن رُکی ہے جس کی وجہ سے فرضی payments رُکی ہیں اور ان فرضی payments رکنے کی وجہ سے ہمارے خرچے کنٹرول ہو رہے ہیں۔ ہم نے بنیادی طور پر بہت سے ایسے کام کئے ہیں جیسا کہ ہم نے چالیس ہزار ایجوکیٹر بھرتی کئے ہیں جس کی وجہ سے ایجوکیشن میں انشاء اللہ تعالیٰ انقلاب آئے گا۔ International transparency نے جو figures دیئے ہیں یہ ہم سب کے لئے خوشی کا مقام ہے، اس میں پنجاب کو بہت کم کرپشن کا صوبہ قرار دیا گیا ہے اور اس پر جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے۔ یہ بات کرتے ہیں کہ پنجاب دیوالیہ ہونے والا ہے، میں اس کی مختصراً حقیقت بتاتا ہوں کہ ہمارا فیڈرل پول میں حصہ کم کر کے 33 بلین کیا گیا اور اس 33 بلین میں سے بعد میں انہیں 4 بلین دیا گیا۔ ہمارا وہ بھی 41۔ارب روپے ہو گیا جو کہ تمام صوبوں کا OD تھا وہ short loan میں بدلا گیا۔ ہمارے ساتھ کسی نے favour نہیں کی، وہ short loan میں بدلا گیا ہے اور جب short loan میں بدلا گیا تو آپ کو سن کر خوشی ہو گی کہ ہم 1.5۔ارب روپیہ ماہانہ سٹیٹ بنک کو واپس دے رہے ہیں اور اب تک ہم short loan کا 9۔ارب روپیہ واپس کر چکے ہیں تو ہم کہاں سے دیوالیہ ہو رہے ہیں؟ یہ بڑی غلط بات ہے۔

جناب سپیکر! آپ کو بھی پتا ہے کہ جو لوگ یہاں پر بیٹھے ہیں کہ وہ عام بزنس کے لئے finance سے running facilities لیتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اب پانچ منٹ مکمل ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ بات غور سے سنا کریں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! Running Business Finance facilities ایک عام بزنس مین اور ایک پرچون والے کے پاس بھی ہوتی ہے اور ہمارے پنجاب کے پاس۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! جلدی wind up کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ ان کے کہنے پر نہ کریں۔

MR. SPEAKER: Carry on.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پھر میں آگے اپنی تجاویز پر چلا جاتا ہوں اور اگر آپ کہتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ پھر اس طرح سے میں کیسے اور کیا کر سکتا ہوں؟

جناب سپیکر: جلدی جلدی تجاویز لائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! عدلیہ کے لئے جو فنڈز رکھے گئے ہیں وہ ایک قابل قدر بات ہے لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی ایسا سسٹم بنایا جائے کہ out of court decisions لئے جائیں اور یہ decisions مصالحتی طریقے سے ہو سکتے ہیں۔ امریکہ میں اس وقت 96 فیصد out of court decisions ہو رہے ہیں، ان میں پولیٹیکل اور ایسے لوگوں کو شامل کیا جائے جو انصاف کو مد نظر رکھیں تاکہ courts کے اوپر دباؤ کم ہو اور اس پر کام ہو سکے۔ یہ ایک انتہائی ضروری کام ہے جس کے لئے جتنی جلدی کام ہو سکے وہ ہمیں کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! محکمہ صحت کے حوالے سے بات کروں گا کہ جو ہسپتالوں میں air conditioners and generators وغیرہ دیئے گئے ہیں وہ پوری ملکی تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا۔ میڈیکل کالجوں میں جو سیٹوں میں اضافہ کیا جا رہا ہے اور چار نئے میڈیکل کالج بن رہے ہیں وہ یقیناً ایک بہت بڑا اقدم ہے لیکن سپریم کورٹ کا 1993 کا فیصلہ جس کے تحت لڑکیوں اور لڑکوں کو برابر سیٹیں دینے کے لئے کیا گیا تھا اور میرٹ پر دینے کے لئے کیا گیا تھا اس کا review ہونا ضروری ہے یا ان کالجوں کو لڑکوں کے لئے علیحدہ کر دیا جائے اور لڑکیوں کے لئے علیحدہ کر دیا جائے۔ المیہ یہ ہے کہ لڑکیاں ایم بی بی ایس کرنے کے بعد کام پر نہیں آتیں اور 65 فیصد لڑکیاں قوم کا فنڈز تباہ کر دیتی ہیں۔ آج ہمارے پاس ڈاکٹروں کی کمی ہے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ ان کالجوں کو لڑکوں کے لئے مختص کر دیا جائے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ان کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرے پاس بہت ٹائم ہے اور میرے بہت ساتھی ہیں جو مجھے اپنا ٹائم دیں گے اور میں آج شام تک ان کی جان نہیں چھوڑوں گا۔

جناب سپیکر: جی، بتائیں کہ کس کا ٹائم لیتے ہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا ٹائم انہیں دے دیا جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہمیں آپ نے چپ کروا دیا تھا جب ہم نے کہا کہ ہمیں اپنی ساتھی کا ٹائم دیں اور آپ انہیں ٹائم دیتے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کس نے کہا کہ نہیں دیں گے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جب ہم نے ماجدہ زیدی کا ٹائم مانگا تھا۔

جناب سپیکر: No. میں نے کہا تھا کہ جس کا لسٹ میں نام ہو گا اس کا ٹائم آپ لے لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ انہیں کس کا ٹائم دے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، نوید انجم صاحب کا ٹائم دے رہا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! نوید انجم صاحب کا نام لسٹ میں شامل نہیں ہے اور ہم اس بات پر احتجاجاً واک آوٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: کس بات پر واک آوٹ کرتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم اس بات پر واک آوٹ کر رہے ہیں کہ ان پر خصوصی مہربانی کی جا رہی ہے اور نظر سرائیاں کی جا رہی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں اپنی تقریر جاری رکھوں؟

جناب سپیکر: جی، Carry on.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وہ ماجدہ زیدی کی بات کرتے ہیں تو دیکھیں ان کی حاضری لگی ہوئی ہے اور وہ floor پر نہیں ہے۔ اب ہم کیا کریں اور ماجدہ زیدی کو کہاں سے لائیں؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے شیم شیم کے نعرے)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ لوٹے کو بار بار ٹائم دے رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اب یہ دیکھیں جو بات انہوں نے کی ہے میں اس کا جواب دوں گا۔ اب آپ کی طرف سے اجازت ہے یہ جو خاتون نے بات کی ہے آپ نے سنی ہے۔ میں اس کا جواب دوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اب آپ ان کی بات سن لیں یا میں ان کی بات کا جواب دوں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کو یہ اختیار کس نے دیا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ان کو یہ غلط فہمی ہے کہ شاید سب لوگ ان کو اچھا سمجھتے ہیں اور کیوں سمجھتے ہیں یہ مجھے بھی نہیں پتا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ بہت غلط کر رہے ہیں۔ میں آپ کو بار بار کہتا ہوں کہ آپ مہربانی فرمائیں اور اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ بھی مہربانی فرمائیں، آپ کون سا ٹھیک کر رہے ہیں۔ آپ نے جس بندے کا نام لیا ہے اس کا لسٹ میں نام نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اگر ان کا نام لسٹ میں ہوا تو پھر آپ کا کیا علاج ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پہلے لسٹ میں نام دیکھ لیتے پھر انہیں ٹائم دیتے۔

جناب سپیکر: جی، میں دیکھ رہا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جذبہ خیر سگالی کے لئے بلوچستان سے محبت بہت اچھی بات ہے لیکن وہاں پر جو پنجابیوں کے ساتھ ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اب مہربانی کر دیں، آپ کی مہربانی ہو گی۔ آپ wind up کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تو کوئی بات نہ ہوئی، مجھے میرے دوست نے ٹائم دیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: No. یہ بڑی زیادتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرے دوست نے مجھے ٹائم دیا ہے، یہ میرا حق ہے، میں استعمال کروں گا اور یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ دیکھیں! آج آپ اپنی ruling کو خود ہی review کریں گے۔ بلوچستان سے محبت اچھی بات ہے لیکن وہاں جو پنجابیوں کے ساتھ ہو رہا ہے اور جو کچھ وہاں پر پنجابیوں کی target killing ہو رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا ٹائم انہیں دیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کا نام اس لسٹ میں شامل ہے؟

جناب محمد نوید انجم: جی۔

جناب سپیکر: دیکھیں، نوید انجم صاحب! اگر آپ نے جھوٹ بولا ہے اور غلط بات کی ہے تو I will take action against you. جی، اس لسٹ میں نوید انجم کا نام چیک کریں؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے جھوٹ جھوٹ کی نعرہ بازی)

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! آپ مجھے اجازت دیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو اجازت نہیں دوں گا۔ Be careful in future

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں نے چِٹ بھیجی ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے چِٹ بھیجی ہے لیکن آپ کا اس لسٹ میں نام نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اب آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ مجھے ایک منٹ تو دے دیں۔

MR. SPEAKER: No, I will not allow you.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے تو ان کو بھی دو منٹ دیئے تھے۔

جناب سپیکر: آپ کے بیس منٹ ہو گئے ہیں اب آپ ایک منٹ میں اپنی تقریر wind up کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! چلیں! ایک منٹ دے دیں، مجھ سے ان کو الرجی ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگلا نمبر بولیں۔

جناب سپیکر: بھائی! آپ میرا اختیار استعمال کرنا چاہتے ہیں؟ لغاری صاحب! آپ میری بات سن لیں۔ میں آپ کا بہت احترام کرتا ہوں لیکن آپ جو بار بار حملے کرتے ہیں اب میں برداشت نہیں کروں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ میری بات تو سنیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کی مہربانی ہو گی۔ میں نے ان کو ایک منٹ دیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ مجھے کہہ رہے ہیں، ان کو نہیں کہتے جنہوں نے آپ کو دھوکا دیا ہے۔

جناب سپیکر: جنہوں نے مجھے دھوکا دیا ہے اور جنہوں نے دھوکے والی بات کی ہے میں نے ان کو کہہ دیا ہے کہ میں نے آپ کو ٹائم نہیں دینا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! پھر ہمیں بھی ماجدہ زیدی صاحبہ کا ٹائم دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات سنئے مجھے کتنے لوگ ٹائم دینا چاہتے ہیں اور یہ ان کا فیصلہ ہے۔ پہلے تو آپ یہ دیکھیں کہ ماجدہ زیدی کی حاضری لگی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس بات کو چھوڑیں، وہ بات میں نے کر دی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر وہ بات نہیں ہے تو پھر مجھے بات تو کرنے دیں۔(قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: Order in the House, order in the House.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر ہم بلوچستان کے اندر پیسے دیتے ہیں تو وہاں پنجابیوں کو قتل کیا جا رہا ہے اور target killing ہو رہی ہے۔ یہ مجھے ان کی بات نہیں کرنے دیتے جن کا کوئی قصور نہیں ہے۔(قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: Order please, order please.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! دس منٹ تک ہم نے آرام سے ان کو سنا ہے اس کے بعد جب انہوں نے دھوکا دیا ہے تو ہم نے احتجاج کیا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے اس کا action لے لیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! تو پھر آپ ان کا ٹائم ختم کریں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں گے؟(قطع کلامیاں)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات سنئے، میں اب صرف جنوبی پنجاب پر تو بات کر سکتا ہوں۔ صرف مجھے ایک منٹ دے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ہمیں ماجدہ زیدی صاحبہ کا ٹائم دیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا نام اس میں ہے۔(قطع کلامیاں)

میں کہتا ہوں آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! علامہ اقبال نے کہا تھا کہ:

ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی
گھر پیر کا ہے چراغوں سے روشن

جناب سپیکر! میں بتانا چاہتا ہوں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اب آپ تشریف رکھیں۔ ان کا بھی مائیک بند کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ مجھے ان کے کہنے پر روک رہے ہیں۔ میں اس رویے کے خلاف احتجاج کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! I am sorry، آپ مہربانی کریں اس بات کو چھوڑیں۔

شیخ علاؤالدین: ٹھیک ہے۔ پھر میں walkout کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ کی مرضی ہے، آپ اپنی مرضی کریں۔ میجر عبدالرحمٰن صاحب! آپ اپنی تقریر شروع کریں۔

شیخ علاؤ الدین: آپ مجھے ان کے کہنے پر روک رہے ہیں ، میں اس رویے کے خلاف احتجاجاً walkout کرتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ کچھ خیال کریں، میں آپ کی entry بھی ہمیشہ کے لئے بند کر سکتا ہوں۔ عجیب تماشا ہے یہ۔

شیخ علاؤالدین: یہ بے شرم لوگ ہیں۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھیں، آرام کریں پلیز!

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے لوٹا، لوٹا کی نعرہ بازی)

MR SPEAKER: Order please, order in the House. I say order in the House.

جی، رانا صاحب! خیال کریں، آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔ آپ کے دس منٹ ہیں پھر نہ کہنا مجھے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر شیخ علاؤالدین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! آپ مجھے بتائیں گے تو شروع کروں گا۔ وہ خاموش ہوں گے تو میں بات شروع کروں گا۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو floor دیا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! Floor کا مطلب یہ ہے کہ House should be in order تو تبھی میں شروع کروں گا۔

جناب سپیکر: میں کہہ رہا ہوں ناں House in order ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا لیکن مجھے اُمید ہے کہ جس طرح پہلے سب کے ساتھ دس منٹ کی پابندی کی گئی ہے اسی طرح میرے ساتھ بھی سلوک کیا جائے گا۔ سب سے پہلے میں بجٹ پر بات کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ tax free اور pro poor بجٹ ہے۔ کچھ دوستوں نے پچھلے دِنوں World Bank کی رپورٹ کے مطابق اعداد و شمار پیش کئے جن کے اندر پنجاب کے مختلف اضلاع میں تفریق پیدا کرنے کی کوشش کی گئی، اعداد و شمار mischief اور شرارت پر مبنی تھے جن کو میں challenge کرتا ہوں کہ وہ اعداد و شمار ٹھیک نہیں جن کے اندر per capita expenditure کئی کئی اضلاع میں دکھایا گیا تھا۔ دوسرا جو میں نے دیکھا ہے کہ یہ رواج پڑ گیا ہے کہ تنقید برائے تنقید کی جاتی ہے اور اس میں سے facts and figures چُن کر پیش کئے جاتے ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اس pro poor budget کے اندر۔۔۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: Order please, Order in the House کامران مائیکل صاحب! شیخ صاحب کو لے کر آئیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: اس pro poor budget کے اندر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ بہت سی حکومتوں نے غریبوں کے نعرے تو لگائے لیکن غریبوں کے لئے عملی قدم نہ اُٹھا سکے اور اگر اعلان بھی کیا گیا تو اس پر عملدر آمد نہ ہو سکا۔ اس موجودہ حکومت نے اور موجودہ بجٹ کے اندر جو pro poor اقدام اٹھائے گئے ان کے اندر سستی روٹی، دانش سکول، Youth Education Endowment Fund، Employment Endowment Fund، ہسپتالوں میں فری ادویات، ملازمین کے لئے pay raise and medical allowances, free Dialysis اور ramzan package اور اس کے علاوہ کئی اور اصلاحات اور اقدامات موجود ہیں۔ سستی روٹی پر بہت تنقید ہوئی، بہت لوگوں نے اس کو تنقید کا نشانہ بنایا لیکن مجھے اس کے اندر اس spirit کے اندر اس concept کے اندر کوئی نقص نظر نہیں آتا ماسوائے اس کے کہ یہ ایک pro poor scheme ہے، ہاں! ممکن ہے کہ اس کی implementation کے اندر کچھ نقائص موجود ہوں، کچھ کمزوریاں

ہوں ان کو وقت کے ساتھ ساتھ دور کیا جارہا ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ اگر اس سستی روٹی کو سستے لنگر کے اندر change کر دیا جائے تو غریبوں کے لئے زیادہ بہتر ہو گا تا کہ ان کو صرف روٹی نہیں بلکہ دال روٹی مل سکے۔

جناب سپیکر! دانش سکول کے متعلق میں یہ کہوں گا کہ پہلے یہ تنقید تھی کہ غریبوں کے بچوں کو اچھی تعلیم نہیں دی جاتی، پہلے یہ تنقید تھی کہ ایچی سن کالج میں، بیکن ہاؤس میں امریکن سکول میں بڑے بڑے امیروں کے بچے پڑھتے ہیں، ان کو سہولیات میسر ہیں، وہ ائر کنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر پڑھتے ہیں اور غریبوں کے بچے ٹاٹ پر بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ آج اگر اس حکومت نے بجٹ کے اندر دانش سکول کے لئے پیسار کھا ہے تو وہ غریبوں کے بچوں کی پڑھائی کے لئے ہے اور اسی معیار پر جو ایچی سن کالج ،بیکن ہاؤس یا امریکن سکول کا ہے تو پھر انہیں دانش سکول پر کیوں تکلیف ہو رہی ہے؟ اگر غریب بچوں کو ایک موقع دیا جارہا ہے کہ وہ بھی امراء کے بچوں کی طرح سہولیات حاصل کر سکیں اور جگہ کی سلیکشن دیکھئے جہاں آج تک کسی نے دھیان نہیں دیا ان اضلاع کے اندر ان کو شروع کیا گیا، آج لاہور اور بڑے بڑے ضلعوں سے یہ تنقید اٹھائی گئی، گورنمنٹ کو تنقید کا سامنا کرنا پڑا کہ یہاں پر کیوں نہیں بنائے گئے کیونکہ وہاں poverty زیادہ تھی اس لئے وہاں پر بنائے گئے اور اس کے ساتھ ہی باقی جو چیزیں، جو pro poor schemes بجٹ کے اندر شامل کی گئی ہیں وہ قابل تحسین ہیں۔

جناب سپیکر! میں بجٹ پر بات کروں گا کہ کچھ departments نے بجٹ سے زیادہ پیسے خرچ کئے اور اس کو supplementary budget کی صورت میں لایا گیا، میرے اندازے کے مطابق، میری سوچ کے مطابق جو اسمبلی نے بجٹ پاس کیا اس سے بغیر اجازت لئے ہوئے surplus بجٹ خرچ کرنا اسمبلی کا استحقاق مجروح کرنے کے مترادف ہے۔ میں پہلے بھی یہ کہتا آیا ہوں کہ supplementary budget کی روایات کو ختم ہونا چاہئے۔ جو سالہا سال سے ہمارے ملک کے اندر شروع ہیں۔ آپ دیکھیں کہ برطانیہ کے وزیر اعظم کو excess خرچ کرنے کے لئے استعفیٰ دینا پڑا۔ ہمارے ہاں بھی یہ روایت ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: فنانس منسٹر صاحب! رانا صاحب کی بات ذرا غور سے سُنیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: ایسا طریقہ اپنایا جائے کہ supplementary budget کا موقع نہیں آنا چاہئے اور اس کے لئے ایک ہی طریقہ ہے کہ اسمبلی کو empower کیا جائے اور اسمبلی کو empower کرنے کے لئے ان کی Standing Committees کو empower کیا جائے۔

(اس مرحلہ پر شیخ علاؤالدین واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

MR SPEAKER: Sheikh Sahib! Welcome back.

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جتنا بھی departments کا excess and surrender ہے وہ اسمبلی میں Standing Committee کی منظوری سے آنا چاہئے تاکہ کل یہ بات نہ ہو کہ اسمبلی کی منظوری کے بغیر surplus budget خرچ کر دیا گیا ہے۔ پچھلی دفعہ بھی یہ کہا گیا تھا لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہوا اور یہ pre-budget میں بھی تجاویز دی گئی تھیں اور بہت سارے دوستوں نے اس سے اکتفا کیا تھا لیکن اس کو عملی جامہ نہیں پہنایا گیا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جمہوریت کے ادوار کے اندر ہم اسمبلیوں کو empower کرنے سے کیوں گھبراتے ہیں، ہم Standing Committees کو empower کرنے سے کیوں گھبراتے ہیں، یہ میری سمجھ سے بالاتر ہے؟ اگر ہم واقعی ہی جمہوریت کے سچے دعویدار ہیں تو اس کے لئے ہمیں فوراً بندوبست کرنا پڑے گا۔ اس کے ساتھ ہی پولیس، جیل اور ایڈمنسٹریشن اور جسٹس کے لئے پیسا پہلے بجٹ سے زیادہ خرچ کیا گیا اس دفعہ بھی ان کے لئے زیادہ پیسا رکھا گیا۔ میں یہ چاہوں گا کہ پولیس، جیل اور ایڈمنسٹریشن اور جسٹس کے لئے کم سے کم خرچ کیا جائے اور ان کے اخراجات کو کم کیا جائے اور ان کے اخراجات کو کم کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ان پر بوجھ کو کم کیا جائے اور پولیس کے مقدموں کو کم کیا جائے، جیل میں قیدیوں کو کم کیا جائے، عدالتوں کے اندر مقدمات میں کمی ہونی چاہئے۔ اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ پنچایت سسٹم لایا جائے اس کے ذریعے جتنے بھی مقدمات ہیں، جتنے بھی جھگڑے ہیں وہ حل کئے جائیں، اگر یہ پولیس کے پاس نہ جائیں تو پولیس کا وزن آدھے سے زیادہ کم ہو جائے گا اور اسی طرح جیل خانہ جات پر اور عدالتوں پر بھی بوجھ کم ہو گا اور ان کا خرچہ کم کرنے میں ہمیں مدد ملے گی۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں، پچھلی دفعہ بھی میں نے یہ بات کی تھی کہ کچھ ادارے مثلاً گورنر ہاؤس، سٹیٹ گیسٹ ہاؤس، سی ایس ایس اکیڈمی، نیپا جیسے ادارے جو مال روڈ کی قیمتی

زمینوں پر موجود ہیں ان کو شہر سے باہر بھیجا جا سکتا ہے اور کم قیمت والی زمین پر بنایا جا سکتا ہے اور یہ زمین جو ہے یہ دفتروں اور سرکاری افسران کی رہائش گاہ کے لئے استعمال کی جانی چاہئے کیونکہ آپ بجٹ میں دیکھیں تو دفاتر اور سرکاری افسران کے کرایوں کی مد میں کروڑوں، اربوں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے اور اگر یہ زمین فارغ ہو جائے تو یہاں سے یہ ادارے شہر سے باہر منتقل ہو جائیں کیونکہ ان اداروں کے اندر کوئی غریب آدمی نہیں جاتا، بڑی بڑی گاڑیوں والے جاتے ہیں تو وہ شہر سے دس کلو میٹر باہر بھی جا سکتے ہیں۔ یہ زمین جب سرکاری دفاتر اور سرکاری افسران کے لئے استعمال ہو گی تو ان کے کرایوں کی مد میں ہمارا جو خرچہ ہو رہا ہے وہ رقم کسی بہتر فلاح و بہبود کے لئے استعمال کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد General Administration کے اندر budget میں District Public Safety Commission اور Punjab Local Election Authority کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں جبکہ Public Safety Commission جب سے یہ لاگو ہوئی ہے PLG Act 2001 کے تحت وہ functional نہیں رہی، وہ functional نہیں ہوئی اور اب تو ان کے دفاتر بھی بند پڑے ہیں۔ پنجاب لوکل الیکشن اتھارٹی کا وجود بھی 2001 میں ختم ہو گیا تھا اب اتنے سال اس کے اندر پیسے رکھنے کا مطلب میری سمجھ سے باہر ہے کہ جب قانون کے مطابق وہ ادارے exist ہی نہیں کر رہے، جب pre-budget سیمینار کیا گیا تو امید کی ایک کرن پیدا ہوئی تھی کہ اب بجٹ کے اندر عوام کے نمائندوں کی تجاویز کو خاطر میں لایا جائے گا لیکن افسوس کہ اس pre-budget کا خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا۔ جو تجاویز دی گئی تھیں وہ معلوم نہیں کہاں چلی گئیں، کہاں پھینک دی گئیں؟ وہ تجاویز بجٹ کے اندر شامل نہیں ہوئیں۔ اگر تو pre-budget session ضروری کرنا ہے تو خدارا اس پر قوم کا اتنا زیادہ خرچ ہوتا ہے تو اس سے کوئی فائدہ اٹھانے کی بھی کوشش کی جائے۔ بجٹ کے اندر ان کی تجاویز کو شامل بھی کیجئے۔ ہم جب کسی کو کوئی رقم دیتے ہیں تو اس سے یہ توقع کرتے ہیں کہ اس سے وہ کوئی نتیجہ حاصل کرے گا۔ محکموں کے لئے کوئی target مقرر نہیں کیا گیا کہ جتنی رقم ان کو دی گئی ہے وہ اس کے عوض حکومت کو یا عوام کو کیا دیں گے، کیا achieve کریں گے، جب تک target نہیں رکھیں گے تو یہ رقم ضائع ہوتی رہے گی اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کے لئے ایک سسٹم بنائیں کہ آپ جتنی رقم دیتے ہیں اس کے لئے ہر محکمے کا ہدف مقرر کریں تاکہ اگلا سال ختم ہونے سے پہلے اس محکمے کی جواب طلبی

کی جا سکے کیونکہ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ محکموں کو جو رقم دی جاتی ہے اس میں سے آدھی بھی خرچ نہیں کر سکتے اور اس طرح سے رقم کا ضیاع ہو جاتا ہے اگر targetمقرر کئے گئے ہوں تو میرے خیال میں اس میں بہتری آجائے گی۔ اسی طرح اگر General Revenue Receiptکو دیکھا جائے تو 2009-10 میں 49647 ملین روپے اور revised estimate میں 36841 ملین روپے رکھے گئے اور اب 2010-11 میں 91578 کا ہدف رکھا گیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اسی طریقے سے محکموں کی وصولی کی جو empowerment ہے یا ان کی جو capacity ہے وہ بھی بڑھائی جائے گی تاکہ یہ رقم جو اتنی زیادہ رکھی گئی ہے اس سے اس کے مقاصد حاصل ہو سکیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ اب آپ اپنی تقریر wind up کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! اس میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جو رقم بجٹ کے اندر رکھ دی جاتی ہے اس بات کی ضمانت ہونی چاہئے کہ اس سے لوگوں کی فلاح و بہبود ہو سکے۔ اس کے لئے financial discipline کا ہونا بہت ضروری ہے، ایڈمنسٹریشن اور good governance کا بہتر ہونا بھی بہت ضروری ہے کیونکہ دیکھا یہ گیا ہے کہ اگر ایک پراجیکٹ کے لئے ایک لاکھ روپے رکھے جاتے ہیں تو اس میں سے پچاس ہزار بھی خرچ نہیں کر پاتے اس لئے ہمارے سسٹم کے اندر اصلاحات کی ضرورت ہے تاکہ سسٹم میں کوئی خاطر خواہ تبدیلی آسکے اور بجٹ میں جو رقم لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے رکھی جاتی ہے اس سے صد فیصد استفادہ کیا جا سکے، اس سے استفادہ کرنے کے لئے میں ایک دفعہ پھر stress کروں گا کہ financial discipline بہتر کیا جائے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ ہماری سٹینڈنگ کمیٹیوں کو فعال کیا جائے اور ان کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ ان کے مالی معاملات کو چیک کر سکیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: خیریت تو ہے؟

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب والا! بالکل خیریت ہے۔ بہت شکریہ۔ ایک تو میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ انگلینڈ سے والتھم فارسٹ کے سابق میئر کونسلر لیاقت علی یہاں پر موجود ہیں میں اپنے معزز

ممبران کو یہ بتانا چاہوں گا کہ کس طرح ہمارے پاکستانی اپنے ملک کا نام روشن کر رہے ہیں اس لئے یہ ہمارے بہت بڑے starہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

دوسری بات میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری ایک ایم این اے کشمالہ طارق کا اخبارات میں ایک بیان چھپا ہے جس میں انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ خود کشی کرنے والے کے خون کا مقدمہ اراکین اسمبلی پر درج کیا جائے۔اس مسئلے پر یہ گزارش کروں گا کہ یہاں پر خود کشی کے جو مسئلے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ یہ بات چھوڑ دیں۔اس کو لکھ پڑھ کر لائیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب والا!میں ان کے بیان پر احتجاج کرتا ہوں اور ساتھ ہی یہ مطالبہ بھی کرتا ہوں۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: آپ مجھے پہلے بات کرنے دیں، یہ کیا بد تمیزی ہے؟

جناب سپیکر: آپ ان کو addressنہ کریں، آپ میری توسط سے بات کریں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب والا!یہ بد تمیزی ہے۔میں بات کر رہا ہوں اور یہ interruptکر رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔آپ تشریف رکھیں، مجھے ان کی بات سننے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!کیا یہ point of order validہے؟

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: آپ تشریف رکھیں۔Sit down please.

جناب سپیکر: آپ ان سے بات نہ کریں پلیز۔ڈاکٹر صاحب آپ میری بات سنیں۔۔۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب والا!یہ بھی کوئی طریق کار نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں۔Address me, address me.بات یہ ہے کہ آپ لکھ پڑھ کر کوئی چیز لے کر آئیں، اس وقت آپ کو پتا ہے کہ بجٹ پر بحث ہو رہی ہے۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب والا! میں نے صرف ایک بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب والا! یہ تمام ممبران کے استحقاق کا معاملہ ہے۔ میرا یہ مطالبہ ہے[***************]* (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف احتجاجاً اپنی نشستوں سے کھڑی ہو گئیں)

جناب سپیکر: آپ نے غلط بات کی ہے۔ ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔ آپ تشریف رکھیں۔ یہ جو الفاظ انہوں نے کہے ہیں ان کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! انہوں نے غلط بات کی ہے۔ سب کی عزت ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: میں نے وہ الفاظ حذف کروا دیئے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میڈیا دیکھ رہا ہے، ہم لوگوں کو کیا message بھجوا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: میں نے ان الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہیں بننے دیا۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب والا! میں نے کوئی غیر پارلیمانی الفاظ استعمال نہیں کئے۔

محترمہ سیمل کامران: کیا یہی الفاظ آپ اپنی بہن کے لئے استعمال کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: ایسی بات نہ کریں، ایسی بات نہ کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں نے ان کے الفاظ حذف کروا دیئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ میری بات سن لیں، میں ایک منٹ میں اپنی بات ختم کر دوں گا۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں آپ سے یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: سن لینے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میری گزارش صرف یہ ہے کہ آج جو رویہ میرے ساتھ اختیار کیا ہے، آج جب آپ سونے کے لئے جائیں گے، آرام کریں گے اور سگریٹ کا ایک لمبا کش لگائیں گے تو یہ سوچئے گا کہ کیا آج آپ نے میرے ساتھ انصاف کیا ہے؟ آپ کا اپنا فیصلہ تھا اور میں تاریخی بات کر رہا ہوں کہ میرے 19 ساتھیوں نے جن میں سے 9 خواتین بھی ہیں جنہوں نے مجھے اپنا ٹائم دیا ہے۔ میں اتنا بُرا آدمی ہوں کہ میرے 19 ساتھیوں نے مجھے اپنا ٹائم دیا اور صرف ان کو تکلیف ہے اور میری کسی کو تکلیف نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آج آپ نے ضرور سوچنا ہے، آپ نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے۔ جناب! میرا جو حق تھا آپ نے مجھے وہ بھی نہیں دیا۔ رات کو کش لگا کر سوچئے گا۔

جناب سپیکر: اچھا ٹھیک ہے۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں کائرہ صاحب کو کس بات پر مبارکباد پیش کروں؟ میں روایتی الفاظ کہہ دیتی ہوں کہ کائرہ صاحب آپ کو مبارک ہو کہ آپ نے تیسری مرتبہ جھوٹ کا پلندہ اسمبلی میں پیش کر دیا ہے۔ جس طرح 10-2009 میں جھوٹ بولا گیا تھا بالکل اسی طرح 11-2010 میں بھی بولا گیا ہے تو کیا فائدہ کہ میں جھوٹ کے پلندے پر اتنی discussion کروں بلکہ میں (ن) لیگ اور پیپلز پارٹی کے ممبران سے درخواست کرتی ہوں کہ براہ مہربانی ہم جنوبی پنجاب کا صوبہ الگ کر کے ایک نیا بجٹ تیار کیوں نہ کریں؟ میری جماعت کا یہ مؤقف ہے اور ہم نے قرارداد بھی جمع کروائی ہوئی ہے۔ میں اپنے تمام معزز اراکین اسمبلی اور خاص طور پر لیہ، ملتان، بہاولپور، خانیوال، بھکر، ڈیرہ غازی خان کے رہنے والے لوگوں سے استدعا کرتی ہوں کہ میرا ساتھ دو اور آج ہم جنوبی پنجاب کے لئے تحریک شروع کر دیں تاکہ ہم سچ کا بجٹ لے کر آئیں۔ ہم جھوٹ کے بجٹ کو کتنا عرصہ برداشت کریں گے لیکن اس کے باوجود میں تھوڑا سا یہ بتاتی چلوں کہ آج پنجاب کی good governance کا یہ حال ہے کہ ہمارا صوبہ financially collapse کر چکا ہے، 90۔ ارب روپے کا مقروض ہو چکا ہے اور administratively collapse ہو چکا ہے۔ میرے پاس ان کی تفصیل موجود ہے لیکن چونکہ وقت بہت

کم ہے اس لئے میں پنجاب حکومت کی کالی کارستانیاں ایک ایک لائن میں بیان کر دیتی ہوں-انہوں نے ٹیکسوں کی مد میں پچھلی مرتبہ کہا تھا کہ ہم revenue generate کریں گے لیکن اس revenue میں 26-ارب روپے کا نقصان ہوا ہے-اس نقصان کا کون monitor ہے، کیا اسے کوئی monitor کر رہا ہے، اس چیز کا کوئی ذمہ دار ہے، کوئی پوچھ گچھ کرنے والا ہے اور پنجاب کا کوئی والی وارث ہے؟ نہیں ہے-

جناب سپیکر! ایجوکیشن اور ہیلتھ کے لئے کیا بجٹ مختص کیا جا رہا ہے؟ اگر پرانا ریکارڈ دیکھیں تو 09-2008 کی بجٹ تقریر میں کہا گیا تھا کہ رقم مختص کی گئی ہے-اگر اس سال کا موازنہ موجودہ سال سے کیا جائے تو کم رقم مختص کی گئی ہے-ہر ملک میں ایجوکیشن اس کی ریڑھ کی ہڈی ہوتی ہے-آپ پنجاب حکومت کی ایجوکیشن میں دلچسپی دیکھیں کہ آج تک ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا کوئی وزیر ہی نہیں بنایا گیا-مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کے پاس صرف اور صرف اضافی چارج ہے-اس طرح کا چارج جس طرح ہمارے لاہور کے کمشنر کو رنگ روڈ کا چارج دیا گیا ہے، وہ رنگ روڈ کے پراجیکٹ ڈائریکٹر ہیں اور لاہور کے کمشنر ہونے کا ان کے پاس اضافی چارج ہے---

جناب سپیکر! مجھے آپ کی توجہ چاہئے، ٹائم note کیا جائے-

جناب سپیکر: جی، محترمہ! Carry on.

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! پانچ مرلہ سکیم کہاں چلی گئی ہے، اس کے لئے جو رقم مختص کی گئی تھی وہ کہاں گئی ہے؟ آج یہ کہا جا رہا ہے کہ کچی آبادیوں میں کثیر المنزلہ اپارٹمنٹس تعمیر کرنے کے لئے اس بجٹ میں ایک ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے-کیا آپ کچی آبادی میں رہنے والوں کو بھی مار دینا چاہتے ہیں؟ آپ نے ان سے روٹی چھین لی ہوئی ہے اب ان سے چھت بھی چھین رہے ہیں-اب تو چھیننے کے لئے ان کے تن کے کپڑے رہ گئے ہیں، اب وہ بھی اتروا لیں-میں پھر وہی بات کروں گی کہ ہم جنوبی پنجاب کے لئے سوچ لیں تاکہ ہم ادھر کا بجٹ لا کر اپنی اسمبلی میں پیش کریں-میرا تعلق تو قصور سے ہے لیکن میں جنوبی پنجاب کے بہن بھائیوں سے ہمدردی رکھتی ہوں اور مجھے ان کی محرومیوں کا احساس ہے-میں انہیں خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے اپنے حق کے لئے آواز اٹھائی ہے، میں ان کے ساتھ ہوں، میری جماعت ان کے ساتھ ہے اور میں یہاں بیٹھے ہوئے ممبران سے بھی درخواست کرتی ہوں کہ اٹھیں اور ہمارا ساتھ دیں-

جناب سپیکر! میں لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے بھی تھوڑی سی بات آپ کی نظروں سے گزارتی چلوں کہ پولیس کے لئے جو 60۔ارب روپے کا بجٹ مختص کیا گیا ہے آپ یہ بتایئے کہ کس پولیس کے لئے؟ کچھ عرصہ قبل جناح ہسپتال میں چار لڑکے آئے ہیں۔ اس سے ایک دن پہلے آئی جی پنجاب کیبنٹ میٹنگ میں وزیر اعلیٰ صاحب سے کہہ رہے ہیں کہ All is well لیکن all is not well چار بندے آکر ہمارے پانچ بے گناہ لوگوں کو مار کر چلے گئے ہیں۔پانچ سو خاندان کا مسئلہ ہے۔ دہشتگردی میں جو پانچ سو خاندان مرے ہیں ان کا کون ذمہ دار ہے؟ ایک دن میں مصری شاہ اور ماڈل ٹاؤن میں جو واقعات ہوئے ہیں ان میں سو سے زائد بندے ہلاک ہوئے ہیں، ان کا کون ذمہ دار ہے؟ اس پولیس کے لئے 60۔ارب روپیہ مختص کیا جا رہا ہے۔ایف آئی آر کس پر کٹوائی جائے؟ لوگ تو ایف آئی آر کٹوانے کے لئے رو رہے ہیں اور ترس رہے ہیں لیکن پولیس ان سے پیسا مانگتی ہے۔میرے پاس ریکارڈ موجود ہے کہ 89 ہزار شہریوں نے پولیس زیادتیوں کے خلاف عدالتوں سے رجوع کیا ہے۔ میرے پاس عدالتوں کی وہ کاپیاں بھی موجود ہیں اسی لئے ان کا فنڈ بڑھایا جا رہا ہے؟ یہ بات on record ہے کہ 65 ہزار شہریوں نے شکایت کی ہے کہ پولیس رشوت لئے بغیر ان کی ایف آئی آر نہیں کاٹتی کیا اسی لئے ان کا فنڈ بڑھایا جا رہا ہے؟ ساڑھے سات ہزار شہریوں کو حبس بے جا میں رکھا گیا ہے۔ سی سی پی او صاحب نے ایک انگریزی جریدے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے کہ "دیگر تین صوبوں کی نسبت پنجاب میں سوشل جرائم زیادہ ہے۔ یہ سی سی پی او کے الفاظ ہیں اسی لئے بجٹ بڑھایا جا رہا ہے؟ 31 ٹاسک فورس کا کون ذمہ دار ہے؟ 31 ٹاسک فورس کو جو پیسا دیا جا رہا ہے، جو گاڑیاں دی جا رہی ہیں، جو عملہ دیا جا رہا ہے کیا یہ سب آج ہمارا صوبہ برداشت کر سکتا ہے؟ قبضہ گروپ کے خلاف ٹاسک فورس کے چیئرمین وزیر اعلیٰ صاحب خود ہیں۔ انہوں نے کتنا قبضہ ختم کروایا ہے، کیا قبضے ختم ہو گئے ہیں؟ جی، نہیں۔ یہ اندھا قانون کب ختم ہو گا؟

جناب سپیکر: قانون اندھا ہوتا ہے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں تعلیم کی طرف آنا چاہتی ہوں کہ 09-2008 میں 30۔ارب 13 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے اور آج 11-2010 میں تعلیم کے لئے 23۔ارب 30 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ کیا اتنا بجٹ کافی ہے؟ تعلیم کے لئے تو 50۔ارب روپیہ مختص کرنا چاہئے تھا۔ سستی روٹی پر تو پیسے پر پیسا، پیسے پر پیسا جھونکا جا رہا ہے۔ گندم پر 13۔ارب روپیہ سبسڈی دی

گئی ہے، 5۔ارب روپے سستی روٹی پر سبسڈی دی گئی ہے اور 2۔ارب روپے کا پیکیج بنایا گیا ہے۔ اگر یہ سب ملائیں تو 20۔ارب روپے بنتے ہیں۔ اگر یہ 20۔ارب روپیہ گندم پر سبسڈی دے دیتے تو سب گھروں میں آٹا آسانی سے خریدا جا سکتا تھا اور آج جو خودکشیوں کی ratio بڑھی ہوئی ہے وہ کم ہو جاتی اور ہم لوگوں کو بھکاری نہ بنائیں۔پنجاب حکومت نے تو ہماری عوام کو بھکاری بنا دیا ہے اور اب لائنوں میں لگوانے کے لئے پیکیج شروع کروا دیا ہے اور لنگر خانے، واہ واہ! شہنشاہوں کے لئے لنگر خانے کھلوائے جا رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: کیا ابھی ان کے دس منٹ نہیں ہوئے؟

جناب سپیکر: انہیں بات کرنے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: 77 فیصد لوگ غربت کی وجہ سے اپنی زندگیوں سے تنگ آئے ہوئے ہیں۔ آج ان کو یہ باتیں اس لئے بُری لگ رہی ہیں کہ یہ سچ پر مبنی باتیں ہیں۔سچ سننا سیکھیں۔میں تو سمجھتی تھی کہ صرف بجٹ پر بحث ہو گی لیکن میرے بھائی معزز رکن جناب کلو صاحب نے جو کل مثال قائم کی ہے۔ جب چودھری پرویز الٰہی صاحب کا دور تھا تو میرے پاس اس دور کی ان کی تقاریر موجود ہیں جو انہوں نے floor of the House on the مشرف صاحب کے لئے قصیدے پیش کئے ہوئے ہیں، جو انہوں نے پرویز الٰہی صاحب کے منت ترلے کر کے ڈویلپمنٹ فنڈ حاصل کئے ہوئے ہیں۔ اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں پڑھ کر سنا دوں اور ان کا منت ترلا بتا دوں جب یہ پرویز الٰہی کے پیروں میں جا کر ڈویلپمنٹ فنڈ مانگتے تھے۔کیا یہ وہ سب کچھ بھول گئے ہیں؟ یہ اپنے آپ کو banker کہتے ہیں۔بنکوں میں ان کے ساتھ جو ہوا ہے آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں وہ بھی آپ کو بتاؤں۔ آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں ان کے قصیدے پڑھ کر بتاؤں کہ یہ پرویز الٰہی صاحب کے تلوے چاٹتے تھے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ بجٹ کی طرف آئیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! مجھے آپ اجازت دیجئے میں ان کے قصیدے پڑھ کر بتاؤں کہ یہ کس طرح چودھری پرویز الٰہی کے تلوے چاٹتے تھے۔یہ پرویز الٰہی صاحب کے جوتوں میں بیٹھ کر

development funds مانگتے تھے۔ سارے اخبارات نے ان کو جتنا ذلیل کیا ہے وہ ثبوت ساری عوام کے سامنے ہیں۔ میں یہ پڑھ دیتی ہوں۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ کلو صاحب! کیا کر رہے ہیں؟ آپ تشریف رکھیں۔ ان کو بات کرنے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں وہ proceedings پڑھ رہی ہوں۔ اس میں لکھا ہے کہ "میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنرل پرویز مشرف کو کہ جنہوں نے شبانہ روز محنت سے پاکستان کی معیشت کو collapse ہونے سے بچایا اور معیشت کو نئے خطوط پر استوار کرنے کی جدوجہد شروع کی"۔ میرے ہاتھ میں یہ document ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ آگے بات کریں، اس کو چھوڑیں۔ آپ کا time ختم ہو رہا ہے لہذا wind up کر لیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں wind up کر رہی ہوں۔ اس میں آگے لکھا ہوا ہے کہ "ہمارے وزیر خزانہ بھی قابل ستائش ہیں، میں ان کو بھی خراج تحسین پیش کروں گا"۔

MALIK MOHAMMAD WARIS KALLU: Mr. Speaker! I am on point of order.

جناب سپیکر: کلو صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ No point of order. بڑی مہربانی آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ! آپ کا time ختم ہو چکا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! وہ مجھ پر personal attack کر رہی ہیں۔ مجھے جواب تو دینے دیں۔ مجھے بات کرنے کا موقع دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں wind up کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: wind up ہو چکا، اب آپ تشریف رکھیں، بات ختم کریں۔ اب آپ کا time ختم ہو گیا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! انہوں نے پانچ سال میں جو کچھ کیا ہے میں انہیں اس کا آئینہ دکھاتا ہوں۔

جناب سپیکر: کلو صاحب! آپ کس طرح بول رہے ہیں، آپ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے آپ کو اجازت نہیں دی لہذا آپ تشریف رکھیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یہ غلط کہہ رہی ہیں، غلط بات کر رہی ہیں۔ مجھ پر personal attack کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو floor نہیں دیا۔ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو point of order پر بات کرنے کی اجازت دوں گا، آپ کی بات سنوں گا لیکن ابھی آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ ہمارے پاس ان کی تقریر ہے، یہ اسمبلی کا ریکارڈ ہے۔

(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف نے اپنی نشستوں سے کھڑے ہو کر تقریر کے کاغذات لہرائے اور شیم شیم کے نعرے لگائے)

MR. SPEAKER: Order please, Order please, Order please.

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یہ جھوٹ بول رہی ہیں۔ مجھے اجازت دیں کہ میں ان کی باتوں کا جواب دوں۔

جناب سپیکر: آپ اپنا اور میرا وقت برباد کر رہے ہیں۔ آپ سننے کی جرأت رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ہم نے اسمبلی کا ریکارڈ پیش کیا ہے آپ بے شک اس کو چیک کروالیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا time ختم ہو چکا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، کلو صاحب! اب آپ point of order پر بات کرلیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ میں اب بڑے آرام سے بات کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں، دیکھیں، یہ آپ کا ہاؤس ہے۔ آپ تمام میرے لئے بہت معزز ہیں لیکن اس کے ساتھ آپ نے مجھے یہاں پر بٹھایا ہے تو پھر میری بات بھی سن لیا کیجئے، خدا کا خوف کیا کیجئے۔ اس طرح سے مچھلی بازار بنانا مناسب نہیں ہے۔.I don’t allow anybody

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں 2002 کے الیکشن میں پہلی دفعہ سیاست میں آیا۔ میں اس وقت تک بنک کا وائس پریذیڈنٹ تھا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ بنک سے dismiss ہونے کے بعد ادھر آئے ہیں۔

جناب سپیکر: No cross talk آپ نے ایک point اٹھایا ہے تو اس کا جواب دینا ان کا حق بنتا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں 2002 میں مسلم لیگ (قائداعظم) کے candidate کو پانچ ہزار رووٹوں سے ہرا کر اسمبلی میں پہنچا۔ یہ خوشاب والے گواہ ہیں۔ اس وقت چودھری پرویز الٰہی اور چودھری شجاعت حسین صاحب نے مجھ سے رابطہ کیا۔ ان کا مؤقف یہ تھا کہ اس آمریت کو جمہوریت میں بدلنے کے لئے اس کارواں میں آپ ہمارا ساتھ دیں۔ میں ابھی immature تھا۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ جھوٹ بول رہا ہے، یہ جھوٹ بول رہا ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آپ نے بات کر لی ہے، اب تشریف رکھیں۔

ملک محمد وارث کلو: میری بات سنیں، میں جیت کر ان کے ساتھ آیا لیکن میں حلف کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ جتنی بھی قرار دادیں اسمبلی میں دیتے رہے ہیں میں نے کبھی ان کو ووٹ نہیں دیا۔

جناب سپیکر: شاباش۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ کافی بات ہو گئی ہے۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

ملک محمد وارث کلو: میں پہلے آزاد منتخب ہو کر آیا تھا اور مسلم لیگ (قائداعظم) میں شامل ہوا تھا لیکن اب میں جیت کر مسلم لیگ (ن) میں شامل ہوا ہوں۔ انھوں نے پچھلے پانچ سال تک جو ایسٹ انڈیا کمپنی چلائی ہے میں نے اس کے بارے میں انہیں آئینہ دکھایا ہے۔

جناب سپیکر: کلو صاحب! تشریف رکھیں۔ یہاں بے شمار channels ہیں آپ وہاں جا کر یہ ساری باتیں کر لیں۔ یہ اسمبلی کا وقت ہے، اسے ضائع نہ کریں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! ان کے دور میں کرپشن 500 فیصد نہیں بلکہ 1000 فیصد تک بڑھی ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو داد دیتا ہوں کہ جن کی transparency rating کو international اداروں نے بھی سراہا ہے۔ اب میں نے ان کو آئینہ دکھایا ہے تو یہ ناراض کیوں ہوتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ اسمبلی کا ریکارڈ ہے اگر یہ اس سے اتفاق نہیں کرتے تو اسے challenge کر دیں۔ اس کے خلاف تحریک استحقاق لے آئیں۔

ملک محمد وارث کلو: اب آپ کو آئینہ دکھایا ہے تو ناراض کیوں ہوتے ہو؟

جناب سپیکر: کلو صاحب! بات سنیں۔ بہت ہو گیا، اب آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی مہربانی تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ اسمبلی کی proceeding ان کو دے دیں۔ یہ اس کو دیکھیں۔ یہ ساری باتیں انہوں نے خود کی ہیں۔ انہوں نے خود جنرل پرویز مشرف کی تعریفیں کی ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر نے کاغذات لہرا کر دکھائے)

جناب سپیکر: اگر آپ نے یہ دینا ہی ہے تو مجھے دے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کلو صاحب اسمبلی کے ریکارڈ کو challenge کریں اور تحریک استحقاق لے کر آئیں۔ اگر ہماری ممبر نے غلط بیانی کی ہو گی تو ہم اس اپنی ممبر کے خلاف کلو صاحب کے ساتھ ہوں گے۔ یہ اسمبلی کا official record quote کیا گیا ہے۔ کلو صاحب اس حوالے سے ہماری ممبر کے خلاف Privilege Motion لے آئیں کہ اس نے غلط پڑھا ہے۔ ہم کلو صاحب کے ساتھ ہوں گے۔

ملک محمد وارث کلو: میں Privilege Motion کیوں لاؤں؟ میں نے تو پوری ذمہ داری کے ساتھ اس کی تردید کر دی ہے۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار نے

"جو مشرف کا یار ہے وہ غدار ہے، غدار ہے" کی نعرہ بازی کی)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ تشریف رکھیں، خاموشی اختیار کریں، کلو صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ کلو صاحب! بات سنیں، یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ نے اپنی بات کر لی ہے۔ کیا یہ floor صرف آپ کے لئے ہے؟ جناب خلیل طاہر سندھو!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر تقریر کرنے کے لئے موقع فراہم کیا ہے۔ میں نے اپنی اپوزیشن کی بہنوں، بھائیوں اور قائد حزب اختلاف کے متضاد خیالات کو سنا۔ میں ان کا دل سے احترام کرتا ہوں لیکن مجھے سمجھ نہیں آئی کہ جب pre-budget seminar تھا تو اس وقت بھی قائد حزب اختلاف نے ایک خوبصورت سی تقریر کرنے کی کوشش اور کاوش کی تھی لیکن عملی طور پر انہوں نے کچھ نہیں کیا۔ میں سب سے پہلے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان لوگوں نے white paper چھاپا ہے، white paper چھاپنے کا اس کو حق ہوتا ہے کہ جس کا اپنا دامن، دل اور ضمیر صاف ہو۔ میں کہوں گا کہ:

اکثر دھوکا دے جاندے نیں شکلوں ویکھے جاچے لوگ
تے سانوں آکے راہواں دسن، اپنے گھروں گواچے لوگ

جناب سپیکر! آج یہ جو فضاؤں سے بارود کی بُو آتی ہے یہ انہی کی پیدا کی ہوئی ہے۔ میں سب سے پہلے ایسے لوگوں کا کچا چٹھا کھولوں گا جو ہمیشہ خاکی کندھوں پر بیٹھ کر آتے ہیں۔ اب وہ پھر کوشش کر رہے ہیں کہ خاکی کندھوں پر بیٹھیں لیکن اب ان کی یہ خواہش پوری نہ ہو گی۔

جناب سپیکر! میں ان کے سیاسی مرشد کا ذکر کروں گا کہ وہ کون ہے؟ ان کا رواج یہ ہے کہ یہ مردہ جرنیلوں کے ساتھ نہیں چلتے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: .Please, order in the House کیا کرتے ہیں آپ؟ ان کو اپنی تقریر کرنے دیں۔ .No
No cross talk.

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو) جناب سپیکر! یہ زندہ جرنیلوں کا ساتھ دینے والے لوگ اور سیاسی طور پر مردہ جرنیلوں کی مخالفت کرنے والے لوگ آج کس

منہ سے بات کرتے ہیں؟ جس آمر نے 12۔اکتوبر 1999 کو ترقی کے سفر کو روکا وہ اپنی کتاب کے صفحہ نمبر 297 پر لکھتا ہے کہ ”ہم نے کل 689 افراد پکڑے جن میں سے ہم نے 359 افراد کو امریکہ کے حوالے کر دیا اور ہم نے اس کی سی آئی اے سے رقم وصول کی۔“ یہ کس منہ سے بات کرتے ہیں؟ میرے ان بھائیوں اور بہنوں کو آج بھی توبہ کرنی چاہئے اور انہیں اس بات پر شرم آنی چاہئے۔ میں نے آج تک سنا تھا کہ لوگ دل کا bypass کرواتے ہیں، میں نے یہ پہلی دفعہ دیکھا ہے کہ اپوزیشن کے لوگوں نے اپنے ضمیر کا bypass کروا رکھا ہے اور ان کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔ یہاں پر میری بہن ثمینہ خاور حیات نے بات کی کہ ان کو جنوبی پنجاب سے بڑی ہمدردی ہے میں ان کی ہمدردی کا ایک زندہ ثبوت آپ کو دینا چاہتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ میرا نام لے کر کیوں بات کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو) جناب سپیکر! میں آج کے بعد کبھی ان کا نام نہیں لوں گا۔ (قطع کلامیاں)

جنوبی پنجاب سے محبت کرنے والے نام نہاد دعویداروں نے وہاں سے صرف ایک خاتون کو نمائندگی دی ہے اور یہاں یہ ہر وقت جنوبی پنجاب کی بات کرتے ہیں۔ میں ابھی جنوبی پنجاب کے بارے میں بات کروں گا لیکن اس سے پہلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ:

اَکھراں وچ ہنیری چلے
تے سوچاں وچوں لہو پیا ڈلے
تیرے تاج محل نئیں رہنے
بھاویں سڑ جان ساڈے کُلے
تیرا بوٹا مُڈھوں پُٹنا
نویں رُت دے پھلے بُلے

جناب سپیکر! یہ سستی روٹی سکیم کی مخالفت کرتے ہیں یہ غریبوں سے ان کا نوالہ چھیننا چاہتے ہیں۔ روزِ قیامت بھی یہ پوچھا جائے گا کہ کیا تم نے کسی بھوکے کو روٹی دی، کیا کسی ننگے کو کپڑا دیا، کیا کسی پیاسے کو پانی دیا؟ (قطع کلامیاں)

آج ان کو جنوبی پنجاب سے بڑی ہمدردی ہے۔ میں ان سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ میرے پاس final statement ہے، انہوں نے بالترتیب 2003-04, 2004-05, 2005-06 کے ان کے بجٹ کی 7.10 بلین، 9.46 بلین روپے اور 11.79 بلین روپے کا بجٹ دیا لیکن ہمارے تین سالوں کا حال دیکھیں، 2008-09 میں 25.70 بلین، 2009-10 میں 41.88 بلین اور 2010-11 میں 52۔ارب روپے کا بجٹ دیا گیا۔ جب کوئی آسمان کی طرف تھوکتا ہے تو وہ تھوک اس کے اپنے منہ پر گرتی ہے۔ میں نے ابھی ان کے اور بہت سارے کچے چٹھے آپ کے سامنے رکھنے ہیں لیکن میں کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتا۔ حکومت کرنے والے حاکم نہیں ہوتے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امین ہوتے ہیں اور انہوں نے اس امانت میں خیانت کی ہے۔

جس دَور میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی
اُس عہد کے سلطان سے کچھ بھول ہوئی ہے

جناب سپیکر! میرے پاس وہ لسٹ ہے جس میں انہوں نے اڑھائی، اڑھائی لاکھ روپے میں 350 prosecutors کی سیٹیں بیچیں، ان لوگوں نے ساٹھ ساٹھ ہزار روپے میں ایک ایک سپاہی کی سیٹ بیچی اور اب یہ کس منہ سے بات کرتے ہیں؟ یہ پنجاب کی ترقی کے ہمارے خواب کو کبھی نہیں روک سکتے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: No cross talk. No cross talk. جی، سندھو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو) جناب سپیکر! میں نے بڑے غور سے ان کی باتیں سنیں تاکہ میں ان سے کچھ سیکھ سکوں۔ مجھے نہیں پتا کہ یہ کہاں سے ان کا ایجنڈا لے کر آتے ہیں اور یہ جس طرح سے ریٹائرڈ ملازمین کو رکھ کر ان سے سیکھ کر آتے ہیں اور وہ جس طرح سے بتاتے ہیں وہ یہاں پر آکر بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں اور اس کو دیکھتے بھی نہیں ہیں۔ میں یہ

بات کہنا چاہتا ہوں اور مجھے اس بات پر آپ کی توجہ چاہئے کیونکہ آپ بھی ایک زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ میرے پاس یہ document ان سب کا منہ چڑا رہا ہے۔ 5۔دسمبر 1948 کو سر رابرٹ نے رحیم یار خان میں مزارعین کے ساتھ ایک معاہدہ کیا تھا کہ یہ زمین مزارعین کے پاس رہے گی اور ابھی ان کو بڑی تکلیف بھی ہوگی کہ اس زمین کو کوڑیوں کے بھاؤ چودھری مونس الٰہی ولد چودھری پرویز الٰہی قوم جٹ سکنہ گلبرگ لاہور کے نام منتقل کیا گیا اس کے documents میں آپ کو پیش کر رہا ہوں۔ یہ ان مزارعین کا نوالہ بھی چھیننا چاہتے ہیں۔ ان کو اپنی اس بات پر شرم آنی چاہئے، یہ کس منہ سے یہ بات کرتے ہیں؟ اگر ہماری حکومت نے IT کی بات کی ہے، اگر ہماری حکومت نے کمپیوٹر دیئے ہیں اور اگر یہ جرم ہے تو ہم یہ جرم کریں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ معزز ممبر point of order پر ہیں۔ جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! پورے سال میں ایک ایسا موقع آتا ہے کہ اس اسمبلی کا جو بھی debater یا speaker جس subject پر بھی بات کرنا چاہے میں نے پچھلے چوبیس سال میں یہ رویہ نہیں دیکھا کہ Budget Speech میں کوئی interruption ہو یا ان کو disturb کیا جائے کیونکہ یہ واحد موقع ہے کہ جس میں ہر speaker کو یہ right ہے کہ وہ اس صوبہ کے بارے میں جو بھی محسوس کرتا ہے اور جو بھی بات کرنا چاہتا ہے وہ کرے لیکن جو سننے والے ہیں ان پر بھی یہ قدغن ہے کہ وہ آرام سے سنیں اور وہ جو بھی بات کرتا ہے اپنی باری پر اس کا جواب دیں۔ یہ کوئی رویہ نہیں ہے کہ اگر میں کھڑا ہوں تو خواہ مخواہ interrupt کیا جائے۔ جب میں غلط بات کر رہا ہوں کسی کو پسند نہیں آتی تو دوسرے کا یہ right بنتا ہے کہ جب وہ اپنی speech کرے یا اس کا کوئی دوست speech کرے تو وہ میری اس بات کا جواب دے۔ میں نے Budget Debate میں اس طریقے سے کبھی یہ رویہ نہیں دیکھا جس بات کا مجھے افسوس بھی ہے اور میں اپنے تمام معزز ممبران سے توقع کرتا ہوں کہ یہ جو Budget Speech ہے یہ سب سے اہم speech ہے جس میں آپ کے علاقوں کے ترقیاتی کام ہونے ہیں، آپ نے اگلے سال کے لئے پورے سال کا بجٹ پاس کرنا ہے لہٰذا نہایت انہماک سے اس پر غور بھی کیا جائے اور اس پر discuss بھی کیا جائے۔ اگر ہم اس کو non serious لیں گے تو ہمیں دیکھنے والے ہمارے رویوں کا اندازہ لگائیں گے۔ میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ اگر Budget Speech میں کلو صاحب نے کوئی ایسی بات کی جو انہیں پسند نہیں کہ سرائیکی صوبہ

بنے اگر وہ اس پر بات کرتے ہیں تو یہ ان کا right ہے، اگر مجھے وہ بات پسند نہیں تو میں اپنی باری پر اس کو justify کروں گا تو مجھے توقع ہے کہ تمام معزز ممبران یہ speeches سنیں گے اور اپنی باری پر بہترین speech کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ یہ اڑھائی منٹ اس میں سے نکال کر ان کو دینے ہیں۔ جی، سندھو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو) جناب سپیکر! میں نوانی صاحب کا بڑا شکر گزار ہوں۔ جب لوگ خاکی کندھوں پر بیٹھ کر آتے ہیں اور جو لوگ فوجیوں کے بوٹ پالش کرتے ہیں ان کے ہاتھ کالے نہیں ہوتے بلکہ ان کے چہرے کالے ہوتے ہیں اور پھر وہ اپنا چہرہ آئینے میں نہیں دیکھ سکتے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ! خدا کے لئے کچھ احساس کیجئے۔ آپ ہاؤس کی ایک معزز ممبر ہیں آپ کو اس چیز کا کچھ احساس ہونا چاہئے آپ کو دنیا دیکھ رہی ہے کہ آپ سب کیا کر رہے ہیں؟ جی، سندھو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو) جناب سپیکر! مجھے دکھ صرف اس بات کا ہے کہ جتنے غور سے میں نے انتہائی محترم چودھری ظہیر صاحب اور تمام بہن بھائیوں کی تقاریر سنی ہیں۔ یہ مجھے بار بار interrupt کر رہے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ سچی باتوں پر غصہ آتا ہے لیکن اس طرح سے غصہ نہ نکالیں، دلائل کا جواب دلائل سے دیں۔

جناب سپیکر! NFC ایوارڈ کو دیکھیں اگر بلوچستان کے احساس محرومی کو دور کیا گیا ہے تو کیا یہ جرم ہے؟ اگر یہ جرم ہے تو خادم اعلیٰ پنجاب اور ہماری حکومت ایسے جرم ہمیشہ کرے گی۔ اگر غریبوں کو کتابیں دینا جرم ہے، سکولوں میں آئی ٹی لیب تیار کرانا جرم ہے، جنوبی پنجاب میں ہسپتال قائم کرانا جرم ہے اور ملتان ڈیرہ غازی خان میں کارڈیالوجی سنٹر قائم کرانا جرم ہے تو ایسے جرم ہم کرتے رہیں گے۔

جناب سپیکر! ابھی کل کی بات دیکھیں میرے معزز بھائیوں اور بہنوں کو وہ باتیں یاد نہیں ہیں، یہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر تنقید کرتے ہیں جن کی انھیں سمجھ بوجھ بھی نہیں ہوتی اور یہ تنقید کرتے ہیں۔ بین الاقوامی قانون ہے اور سٹیٹ بنک کا قانون ہے کہ جو بھی بنک کے ڈائریکٹر ہوتے ہیں ان کو

loan نہیں دیا جا سکتا۔ میں ہمیش خان کی بات نہیں کرتا کیونکہ اس کا کیس زیر سماعت ہے لیکن میں صرف اتنی بات کہتا ہوں کہ ڈائریکٹر کے لئے سارے اصولوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے loan دیا گیا۔

جناب سپیکر! ہماری حکومت کا کارنامہ دیکھیں کہ کل 46 بچوں کو یورپ کے تعلیمی دورے پر بھیجا گیا ہے۔ ہمارے خادم اعلیٰ نے آتے ہی ایجوکیشن اور ہیلتھ میں ایمرجنسی نافذ کی اس کے علاوہ وہ سلامی جو ایک ملک کا سربراہ لیتا ہے وہ سلامی ان بچوں کو دلوائی جنھوں نے تعلیم کے میدان میں positions حاصل کیں۔

جناب سپیکر! آخر میں اِن چند اشعار کے ساتھ میں اپنی بات کو ختم کروں گا کہ جس طرح سے ان کی سازش ہے یہ سازش کامیاب نہیں ہوگی۔ ہم کیا چاہتے ہیں کہ:

بھوک چہروں کے لئے چاند سے پیارے بچے
بیچتے پھرتے ہیں ان سب کی وجہ سے گلیوں میں غبارے بچے
ان ہواؤں سے تو بارود کی بو آتی ہے
ان فضاؤں میں تو مر جائیں گے سارے بچے

ضروری ہے کہ انھیں کل کی ضمانت دی جائے
ورنہ سڑکوں پر نکل آئیں گے سارے بچے

بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں ایک جملے میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ حسب حال ایک شعر ہے کہ:

جھکنے والوں نے رفعتیں پائیں

ہمارے جیسے لوگ رہ گئے جو ہمیشہ خودی کو بلند کرتے رہے

بہت شکریہ

جناب سپیکر: میرے خیال میں سب کے سروں سے آپ کی بات گزر گئی ہے۔ جی، رانا محمد افضل صاحب!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں بجٹ پر آؤں دو تین issues جنھوں نے اسمبلی کا زیادہ وقت لیا ہے ان میں سے ایک جنوبی پنجاب کا issue ہے اس سلسلے میں، میں آپ کے توسط سے ممبران کی توجہ اس امر کی طرف دلانا چاہوں گا کہ پاکستان میں پارلیمانی جمہوری نظام ہے اس کی چار اکائیاں ہیں اور قائداعظم محمد علی جناح نے جب پاکستان کا آئین اور پاکستان کی حکمرانی کو طے کیا تو یہ دیکھا کہ یہ چار صوبے، یہ چار بھائی آپس میں کس طریقے سے اپنی حیثیت کو برقرار رکھتے ہوئے پاکستان کو آگے لے کر جائیں گے۔ بے شمار ملک ایسے ہیں جو پاکستان سے چھوٹے ہیں اور ان میں تیس تیس صوبے ہیں۔ ان ملکوں میں پارلیمانی نظام نہیں بلکہ صدارتی نظام ہے۔ ایوب خان نے اپنے دور میں جتنے ڈویژن تھے ان کو صوبے بنانے کی کوشش کی صرف اس لئے کی کہ صوبائی اکائیاں کمزور ہو جائیں اور مرکز مضبوط ہو جائے۔ جو لوگ آج پنجاب کے مزید صوبے بنانا چاہتے ہیں وہ یاد رکھیں کہ صوبوں کو کمزور کرنے سے وہ مرکز کو مضبوط کریں گے اور مرکز پر جب کوئی ڈکٹیٹر آکر بیٹھے گا تو یہ ٹوٹے ہوئے صوبے اس ڈکٹیٹر کو ہٹا نہیں سکیں گے اور یہ ملک ایک مختلف راستے پر چلا جائے گا۔ آپ دنیا کے حالات دیکھیں کہ یورپی ممالک معاشی طور پر اپنے آپ کو کمزور ہوتا ہوا دیکھتے ہوئے امریکہ کا مقابلہ کرنے کے لئے اکٹھے ہو رہے ہیں، وہ ملک یورپی یونین بنا رہے ہیں، اگر آپ ایک غلط راہ پر چلے جائیں گے تو پھر آپ کو درست راہ پر آتے ہوئے برسوں لگ جائیں گے۔ یہ بہت اچھا لگتا ہے کہ جب کوئی شخص اپنا حق مانگتا ہے کیونکہ جب وہ اپنا حق مانگتا ہے تو وہ پاکستان کی honourship کو claim کرتا ہے۔ یہ بہت اچھی بات ہے کہ شمالی اور جنوبی تمام لوگوں نے اپنا حق مانگا ہے۔ میں آج کی حکومت کو اس بجٹ پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جس نے ان کے حق کو تسلیم کیا، ان کے مطالبات کو تسلیم کیا اور زیادہ allocations کیں، ان

کے مطالبات کو مانا، ماضی کی غلطیوں کا اعتراف کیا اور اعتراف کر کے اپنے صوبہ پنجاب کو مضبوط کرنے کی ایک کوشش کی۔

جناب سپیکر! ایک سو ارب روپیہ فالتو آپ کو NFC ایوارڈ کی وجہ سے ملا ہے۔ میں آپ کے توسط سے ممبران کی توجہ اس طرف دلانا چاہوں گا کہ یہ ایک سو ارب روپیہ اگر نہ ہوتا تو پھر بھی آج ہم یہاں کھڑے ہو کر بجٹ پر تقریر کر رہے ہوتے اور پھر کیا حالات ہوتے، پھر پیسے کی کمی کہاں ہوتی۔ آج جن حالات کے اندر ہم بجٹ کو بنا رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ پہلے سے بہتر حالات ہیں۔ ہم پہلے سے بہتری کی طرف جا رہے ہیں اور تمام شعبہ جات کے اندر بجٹ پہلے سے بڑھا ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے، میں ساری جمہوری قوتوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنھوں نے تاریخی اتفاق کے ذریعے NFC ایوارڈ کا معاملہ طے کیا اور جو جمہوریت کو کمزور ہوتے دیکھنا چاہتے تھے آج وہ لوگ پریشان ہیں کہ جمہوریت تو مضبوط ہوتی جا رہی ہے۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے کہ جب دو بھائی اکٹھے رہتے ہیں اور وہ اتفاق سے رہتے ہیں تو لوگ ان کو رشک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جب چار بھائی ایک گھر کے اندر اکٹھے رہتے ہیں تو لوگ ان سے ڈر کر دور سے گزرتے ہیں کہ یہ تو اکٹھے ہیں ان کو مت چھیڑو۔ اگر پاکستان کو مضبوط کرنا ہے تو ان چاروں بھائیوں کو جس طریقے سے NFC ایوارڈ میں اتفاق ہوا انھیں مل کر چلنا ہوگا۔ اگر صوبوں کو توڑا گیا تو ہم ٹوٹے ہوئے چھوٹے چھوٹے لوگ بن جائیں گے جس سے یہ ملک بھی کمزور ہو جائے گا۔ ہمارے دشمن آج ہمیں معاشی طور پر cripple کرنا چاہتے ہیں۔ کالا باغ ڈیم صرف پنجاب کی ضرورت نہیں ہے بلکہ پاکستان کی ضرورت ہے اس پر ہندوستان نے رشوت دے کر لوگ خریدے ہوئے ہیں۔ یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ کالا باغ ڈیم کو روکنے والے لوگ آج ہمارے چار بھائیوں کے اندر اتفاق کی بجائے نفاق ڈالنے کے لئے پیسے خرچ کر رہے ہیں۔ ہم کیوں نہیں دیکھتے کہ ہمارے دشمن ہمارے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر! بجٹ پر واپس آتے ہوئے میں اٹھارھویں ترمیم جو اتفاق رائے سے منظور ہوئی، تاخیر سے منظور ہوئی لیکن میں اسے جمہوریت کی مضبوطی کی طرف ایک اہم قدم سمجھتا ہوں اور جمہوری قوتوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ پچھلے سال Judiciary کی بحالی ایک اہم قدم تھا، انشاءاللہ ملک کی مضبوطی میں یہ بہت بڑا ستون بن کر سامنے آئے گا۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں

پنجاب کے وزیر اعلیٰ کو جنھوں نے پہلی مرتبہ پنجاب کا hydel profit جو پن بجلی سے پیدا ہونے والی آمدن کا نفع تھا جس سے پنجاب کو محروم رکھا گیا تھا۔ اس hydel profit کو نہ صرف approve کروایا بلکہ پچھلے مالی سال میں 13۔ارب روپے اس مد میں پنجاب کو ملے اور انشاء اللہ آئندہ ہمیشہ کے لئے ملتے رہیں گے۔

جناب سپیکر! بجٹ میں تعلیم کو اولین ترجیح دی گئی۔ میں ممبر ان کی توجہ اس طرف دلانا چاہوں گا کہ تعلیم پر پچھلے ایک سال کے اندر پنجاب کے اندر بے شمار کمیٹیاں اور ٹاسک فورسز نے بہترین کام کیا۔ ہم نے اپنے ایجوکیشن بورڈز کو صحیح کیا، ہم نے اپنے ایجوکیشن بورڈز میں داخلے کے نظام، یہ جو آج جعلی ڈگریوں کی بات ہو رہی ہے تو ہم نے اس مسئلے کو جڑ سے ختم کرنے کے لئے میٹرک میں داخل ہونے والے بچوں کے لئے (ب) فارم کی شرط رکھ دی ہے۔ آج ان کی تصدیق اور ان کے والدین کی تصدیق داخلہ فارموں کے ساتھ enter کر کے ہم نے نظام کی درستی کی طرف قدم بڑھایا ہے۔ آج سرکاری سکول جن میں لوگ اپنے بچوں کو بھیجنا نہیں چاہتے تھے آج اُن اداروں کو متحرک کیا گیا، آج ان کے top کرنے والے بچوں کو انعامات دیئے گئے، ان کے top کرنے والے بچوں کو بیرون ملک بھیجا گیا، سپورٹس کو فروغ دیا گیا اور آج میں سمجھتا ہوں کہ سرکاری ایجوکیشن کے نظام کو متحرک کرنا اس حکومت کی ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔ مزید فنڈز دینے، capacity building اور ٹیچرز ٹریننگ institutions بنانے پر میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کیونکہ ایک تعلیم یافتہ قوم بنانے کی طرف یہ اہم قدم ہے جس پر ہمارے سب کے سر فخر سے بلند ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر! غربت کا خاتمہ صرف تعلیم کے ذریعے ہی ہو سکتا ہے۔ آج ہمیں اپنے ہسپتالوں کے دروازے بہتر علاج کے لئے کھولنے ہوں گے۔ جو 6۔ارب روپیہ ادویات کے لئے رکھا گیا ہے وہ اس لئے کہ غریبوں کو مفت ادویات ملیں۔ اسے میں بہت اچھا اقدام سمجھتا ہوں اور انشاء اللہ یہ ہمارے ملک اور لوگوں کی مشکلوں کو آسان کرنے کی طرف بہت بڑا قدم ہو گا۔ لوگ کہتے ہیں کہ غریب کے لئے کیا ہوا؟ ایک بڑا بجٹ آنے سے 580۔ارب روپے لیکن جب یہ پیسا دکانداروں، کاشتکاروں، صنعتکاروں کے ہاتھ سے خرچ ہو کر جائے گا اور جب کاروبار کا پہیہ چلے گا تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ اس کا حصہ غریب تک بھی پہنچے گا۔ یہاں میں آپ کے توسط سے کائرہ صاحب سے کہنا چاہوں گا کہ ٹیکس اکٹھا کرنا

بھی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایک Federal subject ہے اس لئے اسے Federal subject سمجھ کر ignore کیا جاتا ہے۔ ٹیکس چوری کو روک کر ہم کافی پیسا اکٹھا کر سکتے ہیں۔ غریبوں کا پیسا taxes سے آتا ہے۔ پنجاب کے اندر بے شمار ایسے ادارے ہیں جن کے لئے میں آپ کو ایک چھوٹی سی مثال پولٹری انڈسٹری کی دینا چاہتا ہوں کہ پچاس لاکھ چوزہ روزانہ پنجاب کے اندر produce ہوتا ہے۔ اگر ایک انڈے سے چوزہ بنانے پر آج -/50 روپے نفع ہے تو پھر آپ کی پولٹری انڈسٹری 12 کروڑ روپیہ نفع کما رہی ہے لیکن وہ ٹیکس نہیں دے رہی۔ اگر یہ انڈسٹری ٹیکس نہیں دے گی تو پھر اس ملک میں غریب کی بھلائی کیسے ہوگی؟ جن کا کوئی اثر ورسوخ ہے وہ ٹیکس نہیں دے رہے۔ میں حکومت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ tax collection ہم سب ایم پی ایز صاحبان کا بھی فرض ہے کہ ہم اس پر پوری کوشش کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! گھنٹی بجنے کے بعد اب میں صرف چند تجاویز کی طرف آؤں گا کہ ہمیں کرپشن کا تدارک کرنا ہے۔ پنجاب میں کنٹریکٹ اور ایڈہاک کی نوکریوں کا ہم نے پچھلا دروازہ کرپشن کا کھولا ہوا ہے۔ چند دن پہلے باہر یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے ملازمین کا احتجاج ہو رہا تھا جو کنٹریکٹ پر بھرتی ہوئے، میرے اس ایوان کے کچھ منسٹر صاحبان نے کھڑے ہو کر کہا کہ جہاں ہم نے ہزاروں لاکھوں کنٹریکٹ ملازمین کو پکا کر دیا ہے ساتھ ان کو بھی کر دیں لیکن اُن بچوں کا جو میرٹ پر انتظار کرتے ہیں کہ حکومت اشتہار لگائے گی اور اس اشتہار پر ہم نوکری میں آئیں گے۔ میں پوچھتا ہوں کہ ان کا کیا قصور ہے کہ ہم پچھلے دروازے سے آنے والے لوگوں کو نوکریاں دیتے ہیں۔ ہمیں کنٹریکٹ اور ایڈہاک ملازمتیں ختم کرنا ہوں گی۔ اگر آپ کے پاس بھرتی کرنے کے سسٹم میں پنجاب پبلک سروس کمیشن میں کم لوگ ہیں تو وہاں پر کنٹریکٹ پر لوگ رکھ لیں تاکہ لوگوں کو صحیح طریقے سے treat کیا جا سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب ذرا wind up کر لیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ کی آپ سے اور اجازت چاہوں گا۔

جناب سپیکر: ایک منٹ مکمل ہو گیا ہے۔ اب دوسروں کا بھی خیال رکھ لیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! صرف آخری point عرض کرنا ہے۔

جناب سپیکر: اچھا، کرلیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں یوٹیلٹی سٹور کارپوریشن کے بارے میں کہنا چاہوں گا کہ اس کا نام تبدیل کرکے Basic Food Store بنایا جائے اور حکومت آٹے کے ساتھ دال اور گھی جیسی دو تین چیزوں کی قیمتوں کو fix کرے کیونکہ یہ غریب کی روٹی اور مہنگائی کا جو معاملہ ہے پاکستان کے سب عوام کا معاملہ ہے۔ حکومت آج بڑا اچھا کام کر رہی ہے کہ 13۔ارب روپے آٹے کی قیمت کو مستحکم رکھنے پر خرچ کر رہی ہے۔ میری حکومت وقت سے درخواست ہو گی کہ ہم دال کی قیمت کو بھی مستحکم کر دیں، گھی کی قیمت کو بھی مستحکم کر دیں اور یوٹیلٹی سٹور کارپوریشن کا نام تبدیل کرکے Basic Food Store رکھا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! اگر relevant ہے تو براہ مہربانی ایک دو منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: دیکھ لیں۔ یہ تو دوسروں کا ٹائم ہے اور امانت میں خیانت نہیں ہونی چاہئے۔

رانا محمد افضل خان: صرف ایک دو منٹ اور دے دیں۔

معزز ممبران: ایک دو منٹ دے دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: یہاں خیانت کرنے والے کو کہتے ہیں کہ وہ اچھا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! بس ایک point پر عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ہمارے گورنمنٹ کے اداروں میں کام کرنے کی capacity نہیں ہے اس لئے ہمیں اپنے لوگوں کی تربیت پر پیسے خرچ کرنے ہوں گے۔ پاکستان فوج کی مثال لے لیں کہ ایک فوجی افسر یا جوان اپنا نوکری کا 20 سے 25 فیصد حصہ ٹریننگ پر خرچ کرتا ہے اس لئے ہمیں jobs training کی طرف فنڈز allocate کرنے ہوں گے۔

جناب سپیکر: جی، آپ اپنی کوئی اور بھی تجویز دے دیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں population growth اور بجلی پر بات کرنا چاہتا تھا لیکن یقیناً میرے دوسرے ساتھیوں نے بھی بات کرنی ہے۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، کرنل شجاع صاحب!

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، میں نے کرنل شجاع صاحب کو floor دے دیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میری مختصر سی بات سن لیں۔

جناب سپیکر: اگر آپ نے کوئی غلط بات کی تو پھر میں نہیں سنوں گا، یہ بات میں آپ کو بتا دوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! بہت ساری misunderstanding ہے، پلیز مجھے ذرا موقف بیان کرنے دیں۔

جناب سپیکر: اگر تو آپ نے اپنے موقف پیش کرنے ہیں تو باہر جا کر چینل پر دیں۔ یہ بات آپ کی ٹھیک نہیں ہے۔ آپ کے قائد حزب اختلاف بیٹھے ہوئے ہیں اور صرف بجٹ پر بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ کے نام پر misunderstanding پھیلائی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: میرے نام پر کیا ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ابھی میرے میڈیا کے ایک محترم بھائی نے مجھے کہا ہے کہ یہ ایک impression پھیلا ہوا ہے کہ جب جناب کرسی پر تشریف فرما ہوتے ہیں تو اپوزیشن کی خواتین کے ساتھ misbehave کیا جاتا ہے۔ میں اس بات کو تمام اپوزیشن کی طرف سے solemnly condemn کرتی ہوں۔ اس طرح کی بات میں بالکل کوئی سچائی اور حقیقت نہیں ہے۔ جب بھی آپ Chair پر موجود ہوتے ہیں تو اگر ہمارے ساتھ کوئی misbehave کرتا ہے تو آپ پورا پورا انصاف کرتے ہیں جس کے لئے میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: یہ جس کسی نے بھی بات کی ہے اُس کو اپنے گریبان میں جھانکنا چاہئے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اس طرح کی misunderstanding نہیں ہونی چاہئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ بہت ساری ایسی باتیں بھی یہاں پر ہوتی ہیں جنہیں ہم صرف آپ کی وجہ سے ignore کرتے ہیں۔ اگر اس Chair پر کوئی اور بیٹھا ہوتا تو پھر ہم دیکھتے کہ ہمارے ساتھ کیسے باتیں کی جاتی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔ جی، کرنل شجاع صاحب!

COL (RETD) SHUJA KHANZADA: Mr. Speaker! Thank you very much. Let me first talk to Finance Minister…

جناب سپیکر: آپ انگلش میں بات نہیں کر سکیں گے۔ اردو میں بات کریں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! میں انگریزی بھی بولوں گا اور اردو میں بھی بات کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، آپ اردو میں بات کریں تاکہ سب آپ کی بات سمجھ سکیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ گریجویٹ اسمبلی ہے، فی الحال تو سب سمجھ سکتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں وزیر خزانہ کائرہ صاحب اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ سیکرٹری فنانس، چیئرمین (پی اینڈ ڈی) اور اس کے allied ساری ٹیم جنہوں نے یہ poor based بجٹ پیش کیا ہے، مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اس کا سارا credit وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو جاتا ہے۔ جس طرح union year ہوتا ہے جو کہ یکم جنوری کو celebrate ہوتا ہے، جس طرح ہمارا Islamic year ہوتا ہے جو کہ محرم الحرام سے شروع ہوتا ہے اسی طرح یہ administration and financial year ہے جو کہ جون سے شروع ہوتا ہے اور جون سے ہی culminate ہوتا ہے۔ جس طرح new year celebrate کیا جاتا ہے یا ہم Islamic year celebrate کرتے ہیں اسی طرح آج یہاں پر jubilation ہے اور ہم یہ پنجاب کا financial

year celebrate کرنے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر ہر ایک کو حق ہے جو بھی وہ بولنا چاہتا ہے، جس طرح پہلے بھی ایک ممبر نے اس پر بات کر دی تھی جس کا جواب چاہے حکومتی بنچوں والے، چاہے allied parties والے دیں لیکن یہاں پر تقریباً ہم ایک celebration اُن پیسوں کی کر رہے ہیں جو انشاءاللہ تعالیٰ سارے کے سارے غریبوں پر spend ہوں گے۔

جناب سپیکر! اس وقت جو ملکی حالات ہیں we are all aware of it دہشت گردی ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے، امریکہ کے ڈرونز حملے ہیں، امریکہ کی مداخلت ہے اور یہ نہیں کہ اس سے صرف پاکستان کی economy effect ہوئی ہے بلکہ پوری دنیا میں economic crunch ہے جس کا اثر پاکستان پر بھی بہت پڑا ہوا ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزیر اعلیٰ کا ایک بہت بڑا initiative تھا کہ اس مشکل وقت میں ہمارے پاس تقریباً 193 بلین روپے کا ایک package ہے جو کہ ہم غریبوں پر خرچ کریں گے، جو کہ ہم پنجاب کی اس دھرتی پر خرچ کریں گے اور جس کا زیادہ سے زیادہ focus جنوبی پنجاب ہے۔

جناب سپیکر! سب سے بڑی encouraging چیز transparency International کی رپورٹ ہے جس میں پاکستان کی کرپشن کا ذکر آتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ پچھلے سال جو کرپشن ہوئی تھی وہ 199 بلین روپے کی ہوئی تھی اور اس بار کرپشن increase ہو کر 223 بلین روپے تک پہنچ گئی ہے لیکن وہ پنجاب کی حکومت کی تعریف کرتی ہے کہ یہ واحد صوبہ ہے جہاں پر corruption کم ہوئی ہے اور corruption کا گراف نیچے آ چکا ہے اور یہ واحد صوبہ ہے جہاں transparency ہوئی ہے۔ جہاں Justice ہوئے ہیں اور یہاں پر good governance ہوئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا دارومدار وزیر اعلیٰ پنجاب پر ہے جنہوں نے عملاً یہاں پر prove کر دیا ہے کہ good governance کس طرح کی جاتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر رانا مشہود احمد خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! بجٹ میں پولیس کی allocation پر کافی تنقید ہوئی ہے کہ پولیس کو اس بار لگ بھگ 50۔ ارب روپے کی allocation ہوئی ہے تو میں آپ کو یہاں پر بتا دوں کہ تقریباً 88.13 فیصد صرف pay and allowances میں جا رہا ہے۔ اس وقت آپ کے پاس تقریباً ایک لاکھ 75 ہزار پولیس کی نفری ہے جن کی تنخواہوں میں 88.13 فیصد جائے گا اور باقی پولیس کی ٹریننگ پر خرچ ہو گا۔ میں یہ بتا

دوں کہ ہماری پولیس دہشت گردی کی اس صورتحال سے نمٹنے کے لئے کبھی trained نہیں ہوئی تھی۔ پولیس کی ٹریننگ پر کبھی focus نہیں ہوا تھا اور یہ پہلی مرتبہ ہے کہ پولیس پر focus ہوا ہے اور اس کی ٹریننگ پر زیادہ سے زیادہ توجہ دی جارہی ہے۔ میں چند مثالیں آپ کی وساطت سے ہاؤس میں پیش کروں گا کہ پہلے پولیس کی recruitment تقریباً ساری سفارشی ہوتی تھی۔ اس سال اور پچھلے سال پہلی بار ہونے والی تمام recruitment میرٹ پر ہوئی ہے۔ میں خود سارے سکولوں میں گیا ہوں اور لڑکوں سے میں نے پوچھا ہے تو ہر ایک یہ فخر سے کہتا ہے کہ ہم آج یہاں اس سیٹ پر بیٹھے ہیں تو میرٹ کی وجہ سے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس کا credit پہلی بار میاں محمد شہباز شریف کو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے پوری پولیس کی ٹریننگ مزید reorganize کر دی ہے۔ ایلیٹ کی ٹریننگ پہلے چھ ماہ تھی جسے ایک سال کر دیا ہے اور اس میں ہر وہ ٹریننگ کا مرحلہ جو کہ anti terrorism یا counter terrorism میں آپ کو کام آئے گا اور اس وقت پولیس کے عام سپاہی کو بھی ہم نے weapon training اس کی physical training، اس کی terrorism against terrorism, counter میں بھی ہم یہ cycle چلائیں گے جس کے through وہ تین تین ہفتے کی in service ٹریننگ کرے گا تاکہ وہ عالمی معیار تک پہنچ جائے۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ آنے والی انٹرنیشنل رپورٹ میں پنجاب میں جرائم کی شرح اس وقت باقی صوبوں سے کم ہے اور یہاں پر امن وامان کی صورتحال بھی صوبہ خیبر پختون خواہ ، بلوچستان اور سندھ سے بہتر ہے جسے میں سمجھتا ہوں کہ اس کا سہرا اس پورے ہاؤس کو جاتا ہے جہاں ممبران نے تنقید کی ہے اور مختلف تجاویز دیں جن پر عمل کرتے ہوئے آج ہماری پولیس بہتری کی طرف جارہی ہے۔ پولیس کی بہتری کے لئے وزیراعلیٰ پنجاب نے ترکی کا دورہ کیا۔ Turkish police والے ہمیں یہ کہہ رہے تھے کہ ہماری پولیس 1980 تک تقریباً corruption سے بھری پڑی تھی، ineffective اور امن وامان خراب تھا لیکن آج جب ہم سال 2010 کی بات کرتے ہیں تو ہماری پولیس میں کرپشن تقریباً 1.2 to 2% رہ گئی ہے اور باقی ہماری پولیس اتنی affective ہے کہ آپ پورے ترکی میں امن وامان کی صورتحال دیکھ لیں وہ تقریباً یورپ کے برابر آچکا ہے۔ اس حوالے سے ہماری ان کے ساتھ میٹنگز ہوئیں اور agreements ہوئے ہیں اور اس وقت بھی ہمارے دس آفیسر ترکی میں anti terrorism courses,

counter terrorism courses کر رہے ہیں اور انشاءاللہ وہ جب یہاں پر آئیں گے تو ہم وہی چیز لاگو کریں گے۔ اس کے علاوہ ہمارے 47 اور کورسز ہیں جو پنجاب پولیس اور ترکی کی national police ایک ساتھ کرے گی اور انشاءاللہ اس سے ہماری پولیس کو کافی فائدہ ہوگا۔

جناب سپیکر! ہمارا ملک بڑا غریب ہے اور ہمارے وزیر اعلیٰ کا دل غریبوں کے لئے دھڑکتا ہے اور آپ نے دیکھا ہوگا کہ جس کسی غریب کے گھر میں کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ فوراً پہنچ جاتے ہیں، اگر کوئی rape cases ہوگئے ہیں تو وزیر اعلیٰ صاحب سب سے پہلے پہنچتے ہیں، اگر ہمارے لوگ دہشت گردی کی وارداتوں میں شہید ہو جاتے ہیں تو وہ ان کے گھر پہنچ جاتے ہیں اور زمین پر بیٹھے ہوتے ہیں یا ان کی چارپائی پر ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کے دکھ سکھ سنتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ کا یہ بجٹ جسے ہم poor based budget کہتے ہیں جس میں اربوں روپے کی سبسڈی دی گئی ہے جسے میں سمجھتا ہوں کہ بہت بڑی بات ہے۔ لوگ سستی روٹی کو criticize کرتے ہیں تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ شاید وہ لوگ جو کہ بڑے بڑے محلوں میں بیٹھے ہیں، بڑے بڑے اداروں میں بیٹھے ہیں، انہیں اور بڑی بڑی گاڑیاں رکھنے والوں کو پتا ہی نہیں ہے کہ دیہی علاقوں میں کیا ہو رہا ہے۔ اگر آپ میرے علاقے میں لگنے والے سستے تنور پر جائیں تو وہاں پر قطاریں لگی ہوتی ہیں، شام کو جائیں تو قطاریں لگی ہوتی ہیں اور جو غریب آدمی وہاں سے روٹی خریدتا ہے تو وہ سب سے پہلے شہباز شریف کے لئے دعا کرتا ہے اور ان کی صحت کے لئے دعا کرتا ہے۔ ان سستے تنوروں میں خامیاں تھیں جنہیں ہم نے دور کیا ہے اور انہیں ہم انشاءاللہ چلائیں گے اور اگلے سال ان کی تعداد کو ڈگنا کریں گے اور انشاءاللہ اتنا کریں گے کہ ہر غریب کو پاکستان میں سستی روٹی ملے گی۔ ہم نے گندم پر 13۔ارب روپے کی سبسڈی دی ہے کہ وہ غریب آدمی جو گندم اور آٹا afford نہیں کر سکتا تو انشاءاللہ یہ سبسڈی اس پر خرچ ہوگی۔

جناب سپیکر! آپ صحت پراجیکٹ دیکھ لیں کہ نئے ہسپتال بن رہے ہیں، نئے میڈیکل کالجز بن رہے ہیں اور موبائل ٹیمیں بن رہی ہیں اور ہر ہسپتال میں ائرکنڈیشنڈز لگ گئے ہیں۔ ایجوکیشن کو دیکھیں کہ دانش سکولز بن رہے ہیں اور schools of excellence بن رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب حکومت ایک ترقی یافتہ راہ پر گامزن ہے اور انشاءاللہ ہم اپنے تمام objectives کو اس سال 2011 میں جب ہم یہاں پر کھڑے ہوں گے تو آپ کو بتادیں گے کہ targets cover %90 کر لئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں غازی بروتھا ڈیم پر وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے جو کہ پنجاب کا حق تھا کہ اس کی پوری رائلٹی لی جائے تو اس کے 12۔ارب روپے ہمیں مل چکے ہیں اور net 28ارب روپے ہیں جو کہ وفاقی حکومت ہمیں installments پر دے گی۔ غازی بروتھا ڈیم کا پراجیکٹ میرے حلقے میں ہے اور میرے حلقے میں تقریباً دس ہزار ایکڑ زمین affect ہو گئی ہے اور تقریباً40ہزار لوگ بھی اس سےaffectہو گئے ہیں اور میرے پورے علاقہ کو غازی بھروتھا نےdivide کر دیا ہے۔ مجھے ابھی تک غازی بھروتھا کا کوئی فائدہ نہیں ہوا ہے، نقصان ہی نقصان ہوا ہے۔ میں نے already ایک سمری چیف منسٹر پنجاب کوmove کر دی ہے کہ یہ جو بجلی بن رہی ہے یہ میرے علاقے کا سینہ چیر کر پاکستان کو مہیا کی جارہی ہے اسroyalty میں ہمارے علاقے کا بھی حق ہونا چاہئے، اگر یہ حق ہمیں نہیں ملتا ہے تو پھر ہمارے اٹک کے ساتھ ناانصافی ہو گی۔ میں فنانس منسٹر سے گزارش کروں گا کہ اس کے لئے ہماری سفارش کریں اور ہمارا حق ہمیں دلا دیں۔

جناب والا! میں آخر میں آپ کا نہایت شکر گزار ہوں، میں پورے ہاؤس کا نہایت شکر گزار ہوں جنہوں نے میری بجٹ تقریر سنی اور بڑے آرام سے سنی۔ جس طرح یہاں چیف منسٹر نے کہا ہے کہ ہم اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلیں گے بالکل ہم آپ کو ساتھ لے کر جارہے ہیں۔ آپ کی اچھی تجاویز آئی ہیں، مثبت تجاویز آئی ہیں، انشاء اللہ ہم اس کوinculcate کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تنقید برائے تنقید نہیں کرنی چاہئے، آپ خواہ مخواہ کبھی کبھی ہاؤس کوdisturb کرتے ہیں وہ نہ کریں۔ ایک ساتھ مل کر چلیں تو ہاؤس کی کارروائی کا بھی مزہ آئے گا۔ بہت مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جس طرح سپیکر صاحب نے یہاں صبح announce کیا تھا۔ مجھے بہت زیادہ چٹیں آرہی ہیں۔ جن کے نام آگئے ہیں ان سب کی باری آئے گی چاہے ہمیں رات گیارہ بارہ بجے تک بیٹھنا پڑے۔ آج ہم یہ ساری exhaust کریں گے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میری گزارش یہ ہے کہ ایک تو میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں لوں گا جو pointبہت ضروری ہوا تو اس کو دیکھیں گے اس لئے کہ جن معزز ممبران نے اپنے نام دیئے ہیں اور وہ اپنی باری کے انتظار میں بیٹھے ہیں ہم نے ان کو ٹائم دینا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو ٹائم کی limitرکھی گئی ہے میں آپ کے تعاون سے اسlimit کوenforce کروں گا اور اس سے اوپر بالکل کوئی ٹائم نہیں دوں گا۔ اگلی تقریر سے پہلے محترمہ آصفہ فاروقی مجلس

قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

مسودہ قانون (ترمیم) غیر منقولہ شہری جائیداد ٹیکس پنجاب مصدرہ 2010 اور تحریک التوائے کار نمبر 308/09 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

محترمہ آصفہ فاروقی: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

The Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill 2010 (Bill No.5 of 2010) and Adjournment Motion No.308/09 move by Sheikh Ala-ud-Din PP-181

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹیں پیش ہوئیں۔ ملک محمد وارث کلو تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

تحاریک استحقاق بابت سال 09-2008 اور 2010 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ملک محمد وارث کلو: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر6,35,49اور51بابت سال2008، 19,23,25,28,31، 42,48,49,50,51,55,57 اور60 بابت سال2009، 1,2,5,7,9,10,11 اور 19بابت سال2010 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ30۔ستمبر2010تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر6,35,49اور51بابت سال2008، 19,23,25,28,31، 42,48,49,50,51,55,57 اور60 بابت سال2009، 1,2,5,7,9,10,11 اور 19بابت سال2010 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ30۔ستمبر2010تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر6,35,49اور51بابت سال2008، 19,23,25,28,31، 42,48,49,50,51,55,57 اور60 بابت سال2009، 1,2,5,7,9,10,11 اور 19بابت سال2010 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ30۔ستمبر2010تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ) مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ defer کی جاتی ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! کرنل صاحب جب speech کرنے لگے تو انہوں نے شروع انگلش میں کی تھی۔ ہمارے سپیکر صاحب نے منع کر دیا کہ آپ تقریر اردو میں کریں حالانکہ rule یہ ہے کہ اگر اجازت لے لی جائے تو انگلش میں بھی بات کی جاسکتی ہے۔ پھر یہ اسمبلی تو Graduate ہے، سارے انگلش سمجھتے ہیں میں بھی بہت سی speeches میں اپنی باتوں میں انگلش کے لفظ استعمال کر جاتی ہوں اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ اس کی ہمیں اجازت ہونی چاہئے کیونکہ یہ قاعدے کے مطابق ہے۔

سالانہ بجٹ برائے سال 2010-11 پر عام بحث

(---جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل صحیح بات ہے۔ سردار اطہر حسن گورچانی!--- موجود نہیں ہیں۔ میں ایک بات اور بتا دوں کہ جو ممبر آج موجود نہیں ہیں ان کا ٹائم جو کل کی لسٹ آئی ہوئی ہے اس کے بعد اگر ٹائم ہوا تو دیا جائے گا۔ اب کوئی آکر یہ نہ کہے کہ میں اس وقت موجود نہیں تھا لہذا مجھے اب ٹائم دے دیا جائے۔ ڈاکٹر طاہر علی جاوید!--- موجود نہیں ہیں، خواجہ سلمان رفیق!

خواجہ سلمان رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے سال کے اس اہم ترین budget document پر بات کرنے کا موقع دیا۔ بہتر ہوتا کہ قائد حزب اختلاف یہاں تشریف رکھتے کیونکہ ان کی کچھ باتوں کا جواب میں بڑے ادب اور احترام سے دینا چاہتا تھا۔ کچھ دیر پہلے فاضل ممبر جناب محسن لغاری نے وزیر اعلیٰ ہاؤس کے کرائے کے حوالے سے بات کی تھی۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ بنیادی طور پر پچھلے دور حکومت میں یہ جگہ الفلاح بلڈنگ میں لی گئی تھی اور اس کا کرایہ ادا نہیں کیا گیا تھا۔ موجودہ حکومت نے ان کے حصے کا کرایہ ادا کیا ہے۔ یہاں پر انہوں نے چھوٹے ڈیموں کی بات کی تھی۔ اگر وہ ADP کی تفصیل پڑھ لیتے، صفحہ نمبر 481 پر ADP نمبر 1693 پر on going scheme کو پڑھ لیتے کہ یہ چھ سو ملین روپے کی سکیم ہے۔ پچھلے سال اس پر چالیس ملین روپے خرچ کئے گئے، اس سال اس کے لئے دو سو ملین روپے رکھے گئے ہیں اور یہ سکیم بارانی علاقوں پنڈی، اٹک، جہلم، چکوال اور ان علاقوں کے لئے بنائی جا رہی ہے جہاں پانی کا short fall ہے۔ مجھے خوشی ہوتی اگر اپوزیشن کے دوست یہاں پچھلے دور حکومت اور موجودہ دورہ حکومت کا comparison پیش کرتے۔ چاہے وہ وزیر اعلیٰ ہاؤس

کے اخراجات کا ہوتا یا وزراء کی تعداد کا ہوتا تو میں ان کا بہت شکر گزار ہوتا۔ صرف مخالفت کی بنیاد پر ایک بہترین بجٹ کو criticize کرنا اور ایک ایسے شخص کے بارے میں کہنا جو 17,18 گھنٹے کام کرتا ہے، جس کی capability اس کے اپنے اور پرائے سب مانتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انتہائی نامناسب بات ہے۔ یہاں پہلے بھی وزیر اعلیٰ کے secret fund کی بات ہوئی ہے تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ ایک کمیٹی تشکیل دیں اس میں ہمارے دور کا بھی حساب کیا جائے اور پچھلے دور کا بھی حساب کیا جائے۔ پھر عوام کو بتایا جائے، اگر ہم غلط ہیں تو وہ بھی بتایا جائے اور اگر پچھلے دور میں جو غلطیاں ہوئیں تو وہ بھی بتائی جائیں۔ یہاں سستی روٹی پر بہت بات کی گئی ہے۔ 5۔ارب روپے کی یہ سکیم ہسپتالوں، لاری اڈوں اور سٹیشنوں پر غرباء کے لئے ہے۔ یہاں پنجاب بنک کے ارب ہا روپے کے ڈاکے کو بھی condemn کیا جانا ضروری تھا کہ کس طرح اس صوبے کے غریب عوام کے خزانے اور امانت کو ضائع کیا گیا۔ ایک اور بات ہے جس کی مجھ سے پہلے فاضل ممبران نے نشاندہی کی کہ ہم سب کو ایک دوسرے کا احترام، عزت اور رواداری کرنا بہت ضروری ہے۔ اس معزز ایوان سے پنجاب کے ان لوگوں کو جنہوں نے ہمیں elect کرکے یہاں بھیجا ہے انہیں ایسا کوئی message نہیں جانا چاہئے جس سے یہ تاثر پیدا ہو کہ ہم لوگ خدانخواستہ ان کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں بہت سے ایسے features ہیں جن پر میں بات کرنا چاہتا ہوں مگر میں اپنی بات انشاءاللہ دس منٹ میں پوری کروں گا۔ یہاں جنوبی پنجاب کی بات ہوئی اس پر میں بعد میں بات کروں گا۔ دیہی علاقوں میں دو لاکھ غریب خاندانوں کے لئے جو پانچ مرلہ کی سکیم ہے ہم اس کو سراہتے ہیں۔ بجٹ میں جو گندم پر سبسڈی دی گئی ہے، ٹرانسپورٹ پر، سستی روٹی پر، ramzan package پر ہم اس کو بھی سراہتے ہیں۔ تعلیم کے میدان میں مفت درسی کتب، remote علاقوں کی بچیوں کے لئے ایک ارب پانچ کروڑ روپے کے وظیفے، پوزیشن ہولڈر بچوں کو guard of honour دینا اور پرسوں جناب خادم اعلیٰ نے صوبہ کے toper بچے اور بچیوں کو غیر ملکی دورہ پر بھیجا ہے تاکہ ان کا vision کھلے اور اس میں انتہائی غریب گھرانوں کے لوگ ہیں۔ Punjab Endowment Fund جس میں 10۔ارب روپے کا ٹارگٹ ہے اور جس میں 4۔ارب روپیہ پہلے اور 2۔ارب روپیہ اس دفعہ رکھا گیا

ہے تاکہ وہ غریب بچے جو بہترین تعلیمی اداروں میں نہیں پڑھ سکتے تھے وہ آزادانہ طور پر تعلیم حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر! اگر ہم صحت سیکٹر کی طرف آتے ہیں تو ہم وہاں پر دیکھتے ہیں کہ 6- ارب روپے کی مفت ادویات کی فراہمی ہے، Dialysis ایک ایسا انقلابی قدم ہے جو 1998 میں میاں محمد نواز شریف صاحب نے شروع کیا تھا اور ان کی حکومت کے جانے کے بعد جو ایک فوجی بغاوت کی گئی تھی تو اس کے بعد اس پروگرام کو ختم کر دیا جس کے نتیجہ میں ہزاروں لوگ موت سے ہمکنار ہوئے۔ اس سکیم کو پنجاب کے خادم اعلیٰ نے دوبارہ شروع کیا جو اس مرض کو سمجھتے ہیں کہ 25 سے 30 ہزار روپے ماہانہ کے اخراجات ایک غریب آدمی afford نہیں کر سکتا، لیور ٹرانسپلانٹ پر آپ دیکھیں، آپ ہسپتال میں air conditioner system کو دیکھیں، generator کے back up کو دیکھیں، یہ وہ تمام مثالیں ہیں جو ایک انقلابی نہیں بلکہ اس سے بھی بڑی تبدیلی کا پیش خیمہ ہیں۔

جناب سپیکر! زرعی گریجویٹس کے لئے جو ان کی 25 ایکڑ کی سکیم ہے جس میں 9 لاکھ روپیہ ان کو قرضہ ملے گا، یہ میں سمجھتا ہوں کہ انقلابی قدم ہے اور اس کے علاوہ یہاں پر ساؤتھ پر بہت بات ہوئی۔ اگر ہم پچھلے دور کے پانچ سالوں کو ٹوٹل کریں جو اس پر خرچ کیا گیا تو وہ 70- ارب روپیہ ہے، پچھلے دو سالوں اور موجودہ سال میں 120- ارب روپے کی خطیر رقم جنوبی پنجاب کے لئے رکھی گئی ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر صوبوں کی بات بھی ہوئی، کالا باغ ڈیم کی بات بھی ہوئی، کالا باغ ڈیم پر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ڈیم بننے بہت ضروری ہیں مگر پاکستان کی فیڈریشن اس سے زیادہ ضروری ہے۔ اگر ان ڈیموں کا متبادل موجود ہے اور ہائیڈرل جنریشن یا کوئی اور sources کر سکتے ہیں تو خیبر پختون خواہ اور سندھ کی consensus کے بغیر اس کا بننا ممکن نہیں ہے، صرف سیاسی سکور کرنے کے لئے آپ اگر اتنے ہی مخلص تھے تو اپنے پہلے پانچ سالہ دور میں اس پر آپ کو کوئی نہ کوئی کام کرنا چاہئے تھا۔ جنوبی پنجاب کی جو یہاں پر بات ہوئی ہے میری اس میں گزارش ہے کہ پاکستان کے مختلف صوبوں سے، مختلف بنیادوں پر صوبوں کی آوازیں اٹھتی ہیں، پاکستان کی بڑی سیاسی جماعتوں کو اور علاقائی سیاسی جماعتوں کو بیٹھ کر اس کا حل نکالنا چاہئے اور اس کے ساتھ یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ جب کوئی صوبہ بنے گا تو وہاں پر ایک اسمبلی بنے

گی،وہاں پر ایک وزیر اعلیٰ ہو گا،وزراء ہوں گے اور establishment ہو گی، کیا آج پاکستان ان بھاری اخراجات کو afford کر سکتا ہے؟

جناب سپیکر! میں بجٹ کے علاوہ دو چار باتیں مزید آپ کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں اور پورے دس منٹ میں اپنی بات ختم کروں گا،ایک بات میں ضرور کہنا چاہوں گا کہ اس ہاؤس کے decorum کو بر قرار رکھنا بہت ضروری ہے۔ اس House میں بانی پاکستان کی تصویر آویزاں ہے اور میرے سامنے پاکستان کا یہ جھنڈا ہے، پاکستان جو ہم سب کے آباء کی قربانیوں سے بنا تھا جس کے لئے پاکستان کے آنے والے ہر راستے پر نعشوں کے انبار لگے ہوئے تھے، جس کے لئے ہزاروں ماؤں، بہنوں نے اپنی عصمتیں قربان کی تھیں اور جس پاکستان کے لئے چھوٹے چھوٹے بچوں کو نیزوں کی انیوں پر مار دیا گیا تھا اس پاکستان کے بننے کے صرف 24 سال بعد پاکستان ٹوٹ گیا، سقوط مشرقی پاکستان کا واقعہ ہوا تھا اور قومی نظریہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا تھا۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا اور 16۔دسمبر 1971 کے سانحہ پر مشیر قاضی (مرحوم) نے ایک نظم کہی تھی جس کے دو چار شعر مجھے یاد ہیں۔ نظم کا عنوان "قبر اقبال" تھا۔ شاعر حساس ہوتا ہے اور اس نے کہا تھا کہ:

پھول لے کر گیا آیا روتا ہوا
بات ایسی ہے کہاں کا یارا نہیں
قبر اقبال سے آرہی تھی صدا
یہ چمن مجھ کو آدھا گوارہ نہیں
ماؤں بہنوں کی وہ آبرو
جو نقشہ ایشاء پر سجائی گئی
مار دو وہ آبرو یا وہ تصویر دو
ہم کو دو حصوں میں بٹنا گوارہ نہیں

آج پاکستان ٹوٹنے کے 41 سال بعد ان اسمبلیوں اور پاکستان کی قوم نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہم نے اس ملک اور اس قوم کو کس طرح مشکلات کے بھنور سے نکالنا ہے، روز بم دھماکے ہوتے ہیں، نعشیں

گرتی ہیں، ہم جنازے دفناتے ہیں اس کے لئے ہم ایک دوسرے کی عزت، احترام، صحیح کو صحیح اور غلط کو غلط کہہ کر ہی ہم پاکستان کو اس بھنور سے نکال سکتے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے جناب محمد محسن خان لغاری صاحب سے گزارش کروں گا کہ ہم ان کی بات بڑی انہماک سے سنتے ہیں وہ ہماری بات کو بھی تھوڑا سا سن لیں تو ان کی بہت مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اختلاف نامناسب ہے، نہیں ہونا چاہئے اپوزیشن کے دوستوں سے میری گزارش ہے کہ اگر خادم اعلیٰ اور ہماری حکومت کوئی بہتر کام کرتے ہیں اور کوئی اچھی پالیسی لاتے ہیں تو اس پر ان کو خوش آمدید کرنا چاہئے، جہاں کہیں دیکھیں کہ بہتری کی گنجائش ہے ہمیں ضرور گائیڈ کریں۔ میں کہنا چاہوں گا کہ فیض احمد فیض نے پاکستان کے بارے میں ایک قطعہ کہا تھا۔

یہ داغ داغ اجالا یہ شب گزیدہ سحر
وہ انتظار تھا جس کا یہ وہ سحر تو نہیں
یہ وہ سحر تو نہیں کہ جس کی آرزو لے کر
چلے تھے یار کہ مل جائے گی کہیں نہ کہیں
فلک کے دشت میں تاروں کی آخری منزل
چلے چلو چلے چلو کہ ابھی منزل نہیں آئی

جناب سپیکر! اس منزل کی طرف سفر ہم اصولوں کی بنیاد پر کرسکتے ہیں، تنظیم کی بنیاد پر کرسکتے ہیں، نظم وضبط کی بنیاد پر کرسکتے ہیں۔ یہاں پر کل اقلیتوں کے حوالے سے بھی بات ہوئی تو میں یہاں یہ کہنا چاہوں گا کہ پاکستان کے جھنڈا میں جو سفید رنگ ہے وہ ہمارے اقلیتی بھائیوں کا ہے اور یہ ہمارے ملک اور جھنڈے کا چاند ستارہ ہیں۔ یہاں پر ہماری جو خواتین تشریف لاتی ہیں چاہے ان کا تعلق حکومتی بنچوں سے ہے یا اپوزیشن بنچوں سے ہے، یہ ہماری بہنیں ہیں، یہ خواتین اپنے گھروں سے لوگوں کے لئے، اپنے صوبے کے لئے، اپنے غریب عوام کے لئے یہاں پر آتی ہیں ان کا تقدس بھی ہم پر فرض

ہے قائد ایوان، اپوزیشن لیڈر اور سپیکر صاحب جو Custodian of the House ہیں ان کی عزت بھی ہمارے اوپر فرض ہے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ:

ان اندھیروں میں بھی اپنی منزل پر پہنچ سکتے ہیں ہم
جگنوؤں کو راستہ معلوم ہونا چاہئے

خواہشوں کو خوبصورت شکل دینے کے لئے
خواہشوں کی قید سے آزاد ہونا چاہئے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، احمد خان بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب اور اس کی ٹیم کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے ان حالات میں ایک اچھا اور متوازی بجٹ پیش کیا ہے۔ ان کی ترجیحات صحت تعلیم، زراعت اور چھوٹے کاشتکاروں کے حقوق کے حفاظت کرنا ہے۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے زراعت کو لیتا ہوں۔ زراعت کے بغیر ہماری ملکی معیشت مضبوط نہیں ہو سکتی 75 فیصد آبادی دیہاتوں میں رہتی ہے اور میں یہ بھی نہیں کہنا چاہتا کہ انڈسٹری کو نظر انداز کر دیا جائے یا صنعتکار کو نظر انداز کر دیا جائے۔ دو پہیے ہیں، کاشتکار ہو، کسان ہو یا صنعتکار ہو، یہ دونوں ملکی معیشت کے لئے ضروری ہیں اور دونوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ اس بجٹ میں تھوڑی سی شکایت ہے کہ اس بجٹ میں انڈسٹری کے لئے کچھ بجٹ زیادہ رکھا گیا اور زراعت کے لئے کم رکھا گیا ہے۔ اگر زراعت پیشہ افراد جب تک محنت نہیں کریں گے تو اس وقت تک یہ انڈسٹری یا صنعتکاری نہیں ہو سکتی اور یہ بھی ٹھیک ہے کہ جب تک انڈسٹری مضبوط نہیں ہوگی کاشتکار بھی اپنی پروڈکٹ کہیں نہیں بیچ سکتا۔ ان دونوں کا متوازی ہونا اور دونوں کا مل کر چلنا نہایت ضروری ہے۔

جناب سپیکر! راتوں کو جاگ کر سب کچھ اپنا زمین میں دبا کر آسمانی وزمینی آفات کا مقابلہ کر کے جعلی ادویات اسے ملتی ہیں وہ برداشت کرتا ہے، ڈیزل کی مہنگائی برداشت کرتا ہے آبیانہ، زرعی ٹیکس پتا

نہیں کیا کیا مصیبتیں جھیل کر وہ شہروں کی رونقیں بحال کرتا ہے اور انڈسٹری کا پہیا چلاتا ہے۔جب یہ کہا جاتا ہے کہ کاشتکار پر مزید بوجھ ڈالا جائے تو میں کہتا ہوں یہ ظلم ہے اور پھر کاشتکار پر نہیں ملکی معیشت کو تباہ کرنے کے لئے کہا جاتا ہے کہ اس پر مزید ٹیکس لگائیں تا کہ کاشتکار اتنا غریب سے غریب تر ہو جائے کہ اس کے پاس سیڈ کے پیسے بھی نہ ہوں کہ وہ اپنی کاشت کر سکے۔اگر ملکی معیشت کو مضبوط کرنا ہے تو صاف ظاہر ہے کہ کسان کو، کاشتکار کو خوشحال کرنا ہو گا۔اس میں ہمیں یہ شکوہ بھی ہے کہ گرین ٹریکٹر سکیم ایک اچھی سکیم تھی، جب بجٹ آتا تھا تو چھوٹے کاشتکار خوشحال ہو جاتے تھے، وہ خوشی مناتے تھے، وہ کہتے تھے کہ ہمیں گرین ٹریکٹر سکیم میں 2لاکھ روپے کی رعایت ملے گی اور ہمیں ٹریکٹر کے لئے 2لاکھ روپے کم قیمت دینا پڑے گی۔مجھے افسوس ہے اور میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ وہ سکیم اس بجٹ سے کیوں ختم کر دی گئی؟ زرعی آلات پر جدید کاشتکاری کے لئے جو سبسڈی دی جاتی تھی وہ ختم کر دی گئی ہے۔کھادوں پر بھی جو سبسڈی دی جاتی تھی افسوس ہے کہ وہ بھی ختم کر دی گئی ہے، مرکز نے دی ہے اور نہ صوبہ نے دی ہے۔یہ وہ چیزیں تھیں جس سے کاشتکار کی ہمت بڑھتی تھی اور وہ ملک کی خدمت کر سکتا تھا۔میری گزارش ہے کیونکہ کہا گیا ہے کہ اگر آپ کی تجویز اچھی ہوئی یا ملک کی بہتری کے لئے ہوئی تو اسے ضرور دیکھا جائے گا تو میری آپ کے توسط سے فنانس منسٹر صاحب سے اور وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش ہے کہ یہ گرین ٹریکٹر سکیم ضرور بحال کی جائے۔اس سے چھوٹے کاشتکار کو بہت زیادہ فائدہ ہے ۔اس کو نظر انداز نہ کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! باتیں بہت کرنی تھی لیکن وقت بہت کم ہے۔میں آج آپ کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پہلا بجٹ تھا، آپ کو بھی یاد ہو گا کہ میں نے آپ سے گزارش کی تھی کہ پولیس Rules 2002 کو خدا کے لئے ختم کروائیں، یہ مشرف صاحب کی طرف سے پاکستان کی عوام پر ایک مصیبت نازل ہوئی ہے ۔ ایک ایڈیشنل آئی جی پورے پنجاب میں بیٹھتا ہے اور پورے پنجاب سے جب انوسٹی گیشن تبدیل کرنی ہوتی ہے چاہے وہ ڈیرہ غازی خان ہو، رحیم یار خان ہو وہاں سے مصیبت زدہ آدمی درخواست لے کر لاہور آتا ہے اور یہاں وہ اس کو دیتا ہے اور وہ بھی تبدیل نہیں کر سکتا دوبارہ اپنے ڈسٹرکٹ میں واپس بھیجتا ہے، وہاں بورڈ بیٹھتا ہے اور وہ بورڈ مہینے میں ایک دفعہ بیٹھتا ہے اور اس طرح سے اس کی انوسٹی گیشن تبدیل ہوتے ہوئے تین مہینے لگ جاتے ہیں اس Rule سے انصاف ملنا

بہت مشکل ہے، غریب کو انصاف ملنا تو بہت مشکل ہے۔ تین مہینے میں کرپٹ افسران نے جو کچھ کرنا ہوتا ہے، جس کو چالان کرنا ہوتا ہے، جس کو چھوڑنا ہوتا ہے وہ رشوت لے کر چھوڑ دیتے ہیں اور وہ بے چارہ دھکے کھاتا رہ جاتا ہے، اس کی انوسٹی گیشن تبدیل نہیں ہوتی۔ مشرف تو چلا گیا، آج تیسرا بجٹ پیش ہو رہا ہے ہمیں سمجھ نہیں آتی اس پولیس Rules کو change کرنے میں کیا رکاوٹ ہے؟ خود پولیس افسران، آئی جی صاحب بھی اس سے تنگ ہیں۔ خلق خُدا بھی اس سے تنگ ہے تو آپ مہربانی کریں ایک نیک کام ہے، یہ رفاہ عامہ کا کام ہے اور یہ غریبوں تک انصاف پہنچانے والا کام ہے۔ آپ مہربانی کر کے اس میں دلچسپی لیں، آپ نے بھی اور لاء منسٹر صاحب نے بھی وعدہ فرمایا تھا کہ نویں مہینے کے آخر میں ضرور یہ Rules change ہو جائیں گے اور ایسا نظام آجائے گا جو غریب کی پہنچ تک ہو گا اور اس سے غریب کو انصاف ملے گا۔ یہاں پر جنوبی پنجاب کے لئے بھی بحث چھڑی رہتی ہے ہمیں پہلا افسوس تو یہ ہے کہ اتنا قیمتی ٹائم یہاں پر وہ صاحبان بھی ہیں جن کو سال میں جب بجٹ آتا ہے تو بولنے کا موقع ملتا ہے وہ بھی انتظار میں ہوتے ہیں لیکن جب یہ وقت شور شرابے کی نذر ہو جاتا ہے تو بہت افسوس ہوتا ہے۔ یہاں پر مجھے تھوڑی سی شکایت ہے کہ ہمارے ایک معزز ممبر نے یہ کہا ہے کہ جنوبی پنجاب کے صوبہ کی اگر بات کی جائے گی تو یہ ملک توڑنے والی بات ہو گی خدارا! ایسا نہیں کہنا چاہئے۔ ہمیں ایسے الفاظ سوچنا یا کہنا زیب نہیں دیتے جو چیز قانون میں موجود ہے، Rules میں موجود ہے، پنجاب اسمبلی میں بھی ہم قرارداد پیش کر سکتے ہیں، مرکز میں بھی کر سکتے ہیں۔ پاکستان کے آئین میں صوبے بنانا منع نہیں ہے۔ ہمیں ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ جو حالات ہیں ان میں اگر اس کی ضرورت ہے تو ضرور پوری کریں لیکن جنوبی پنجاب کا صوبہ بننا بھی اتنی خوشی والی بات نہیں ہے۔ میں واضح کہتا ہوں کہ اس عوام نے احساس محرومی کی وجہ سے یہ نعرہ لگایا ہے اس بجٹ میں ان کی percentage اکتیس نکالی گئی ہے اس حساب سے جس طرح وزیر اعلیٰ صاحب نے بجٹ دیا ہے یہ پیسے وہاں لگوا دیں اور اسی حساب سے اگر ان کو سیکرٹریٹ اور دیگر جگہوں پر ملازمتیں بھی دی جائیں تو میں واضح طور پر کہہ سکتا ہوں کہ یہ نعرہ ختم ہو سکتا ہے سوائے اس کے کہ اس کو اس طرح نہیں کہنا چاہئے بلکہ ان کا احساسِ محرومی دور کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، عامر جوئیل سہوترا صاحب!

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں خواجہ سلمان رفیق صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ جنہوں نے minorities کے حوالے سے بڑے خوبصورت الفاظ بیان کئے۔ ان کے خیالات کو میں خراج تحسین پیش کروں گا کہ جس طرح انہوں نے اقلیتوں کو چاند اور ستارے کے ساتھ تشبیہہ دی لیکن بڑے دُکھ اور افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ عملاً پورے ملک میں آج وہ صورتحال نہیں ہے خصوصاً اقلیتوں کے حوالے سے۔ چونکہ میرا تعلق minority community سے ہے اور میں یہ اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں minorities کے حوالے سے ہی کچھ گزارشات آپ کی وساطت سے پنجاب کے اس سب سے بڑے floor پر عرض کروں۔ سب سے پہلے میں اس بات کے لئے بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ 1947 میں جب کرسچیئن کمیونٹی کے ایک سپیکر دیوان بہادر ایس پی سنگھا صاحب پنجاب اسمبلی کے سپیکر بنے تھے تو اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ شاید یہ پہلا موقع ہے کہ کم ازکم پینل آف چیئرمین میں کسی minority ممبر کا نام شامل کیا گیا ہے اور اس کا تعلق بھی اپوزیشن سے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کو کم ازکم minorities کی طرف سے اپوزیشن کو ضرور appreciate کرنا چاہئے تھا۔(نعرہ ہائے تحسین)

یہاں پر جب میں محترم وزیر خزانہ صاحب کی budget speech سُن رہا تھا تو انہوں نے خصوصاً دو دفعہ اٹھارھویں ترمیم کا ذکر کیا، اس بات کے لئے میں خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں محترم میاں محمد نواز شریف صاحب کو اور محترمہ شہید بے نظیر بھٹو صاحبہ کو اور خصوصاً میں سمجھتا ہوں کہ اٹھارھویں ترمیم میں جس طرح ضیاء الحق ایک ڈکٹیٹر آمر کا نام delete کیا گیا لیکن آج لمحہ فکریہ ہے کہ اسی ڈکٹیٹر کے بنائے ہوئے قوانین آج بھی اس ملک میں نافذ ہیں اور خصوصاً ایسے قوانین کا میں ذکر ضرور کرنا چاہوں گا جن کے حوالے سے پاکستان میں بسنے والی اقلیتوں کو اور خصوصاً کرسچیئن کمیونٹی کو بہت ساری مشکلات کا سامنا ہے بلکہ مشکلات کا لفظ میں چھوٹا کہوں گا کہ ایسے قوانین کے استعمال سے ہماری زندگیوں کو اجیرن بنادیا جاتا ہے۔

میں یہ گزارش کروں گا جہاں پر دو بڑی سیاسی جماعتوں نے ایک آمر کا نام اٹھارھویں ترمیم کے ذریعے سے نکالا ہے تو 295(C) کے حوالے سے میں ذکر کرنا چاہوں گا کہ ایسے قوانین میں مناسب ترامیم کی جائیں یا ان کو ختم کیا جائے جن کا استعمال ایسے طریقے سے کیا جاتا ہے کہ minorities کو بہت

زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسی آمر نے 1985 میں جب ایک طویل مارشل لاء کے بعد پہلی اسمبلی بنی تھی، ایک جمہوری دور شروع ہوا تھا تو انہوں نے minorities کی نمائندگی جداگانہ طرز انتخاب کے ذریعے ان اسمبلیوں کو دی اور جو تعداد قومی اسمبلی میں اقلیتوں کی نمائندگی کے لئے رکھی گئی اور جتنی تعداد چاروں صوبوں میں اس ڈکٹیٹر کے ایک حکم کے ذریعے رکھی گئی آج بھی اقلیتوں کے نمائندوں کی تعداد وہی ہے۔ میری اس ہاؤس کی وساطت سے اپنے سیاسی قائدین سے یہ گزارش ہوگی اور خصوصاً میری وفاقی حکومت سے یہ گزارش ہوگی کہ ان نشستوں کی تعداد کو بڑھایا جائے کیونکہ آپ اور میں سب اس بات سے باخبر ہیں کہ اگر ایک طرف ہم نشستوں کا اضافہ آبادی کی بنیاد پر کرتے ہیں تو یہ ممکن نہیں کہ اقلیتوں کی آبادی میں اضافہ نہیں ہوا۔ 1985 میں بھی اقلیتوں کی نمائندگی کے لئے تعداد وہی تھی اور آج بھی ان کی تعداد وہی ہے۔ میری تمام سیاسی جماعتوں سے یہ گزارش ہوگی کہ اس بات کو seriously لیا جائے کیونکہ یہ اقلیتوں کی ایک demand ہے۔ بارہا اس floor پر اس بات کو highlight کیا گیا ہے اور وفاقی حکومت سے گزارش کی گئی ہے کہ ہمارا جو اس وقت مخصوص نشستوں پر طرز انتخاب ہے اس کو تبدیل کیا جائے کیونکہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے اور میں نے پہلے بھی یہ بات یہاں پر عرض کی تھی کہ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید صاحبہ بطور وزیراعظم اپنی دوسری term میں، دوسرے tenure میں اس بات کا ان کی کیبنٹ نے فیصلہ کیا تھا کہ اقلیتوں کو دہرے ووٹ کا حق دیا جائے۔ اگر ایسا فیصلہ موجود ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ تمام سیاسی جماعتوں کو اس بات کا نوٹس لینا چاہئے کیونکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ براہ راست انتخاب کے ذریعے اگر ہم اس معزز ایوان میں آئیں گے تو بہت سارے مسائل اور بہت ساری ایسی باتیں جو مخصوص نشستوں کے حوالے سے یہاں پر کی جاتی ہیں اقلیتوں کے حوالے سے وہ مسئلے حل ہوں گے اور ہماری worth مخصوص نشستوں کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہے۔ ایسی تمام باتوں سے ہمیں آزادی ملنی چاہئے اور میری یہ demand ہے، میرا یہ مطالبہ ہے اور میری یہ گزارش ہے کہ وفاقی حکومت فوری طور پر ایسے اقدامات کرے جو محترمہ شہید بے نظیر بھٹو کا فیصلہ ہے اس پر عملدرآمد کیا جائے۔

جناب سپیکر! یہاں پر دہشت گردی کے حوالے سے بارہا بہت سارے معزز اراکین اسمبلی نے بات کی۔ یہاں لاہور میں بھی جو دہشت گردی کا واقعہ ہوا اپوزیشن کی طرف سے میری بہن نے اس

کا ذکر کیا، یہاں پر ایک محترم رکن اسمبلی نے مشرف کی کتاب لہرا کر ذکر کیا لیکن جناب کیا ہی اچھا ہوتا آج جبکہ سانحہ گوجرہ اور سانحہ کوریاں کو تقریباً ایک سال گزر چکا ہے آج ہم ان شہداء کا بھی ذکر کرتے، آج ہم ان شہداء کی یاد میں بھی یہاں پر ضرور بات کرتے۔ آج جبکہ تقریباً ایک سال ہو گیا ہے اور سانحہ گوجرہ جو کہ دہشت گردی کی ایک بدترین مثال تھی اور جس میں اقلیتوں کے ساتھ بے انتہا ظلم کیا گیا لیکن ایک سال گزرنے کے بعد بھی گوجرہ اور کوریاں کے لوگ ابھی تک اس بات کے منتظر ہیں کہ کیا انصاف کے تقاضوں کو پورا کیا جائے گا اور جو وعدہ ان کے ساتھ کیا گیا تھا اس کی تکمیل تو ہو رہی ہے لیکن ابھی تک وہ مکمل نہیں ہوا۔ میں وفاقی حکومت اور خصوصاً صوبائی حکومت کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ جنہوں نے ڈویلپمنٹ کے حوالے سے وہاں پر کام ضرور شروع کروائے لیکن آج بھی لوگ وہاں پر اس بات کے منتظر ہیں کہ جو وعدے ان کے ساتھ کئے گئے تھے، جس ڈویلپمنٹ کو مکمل کروانے کے لئے ان کو کہا گیا تھا وہ وعدے آج بھی مکمل نہیں ہو سکے۔ مجھے بڑا دکھ ہوا جب خواجہ صاحب نے چاند ستارے کے ساتھ تشبیہ دی تو مجھے اسی وقت گوجرہ کے وہ افسران بالا ضرور یاد آئے جو بطور ڈی سی او، جو بطور ڈی پی او اور جو بطور ایڈیشنل آئی جی وہاں پر تعینات تھے۔ میں یہاں پر کھل کر اور بغیر کسی لگی لپٹی کے بات کروں گا یا میری وابستگی کس جماعت کے ساتھ ہے سیاسی وابستگی سے بالاتر ہو کر یہ بات کروں گا اور گزارش کرنا چاہوں گا کہ ان تمام افسران کو وفاقی حکومت نے اور صوبائی حکومت نے بجائے اس کے کہ ایک جوڈیشل انکوائری جس میں ان کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا تھا ان کو سزا دیتے، وفاق کی حکومت نے اس ڈی سی او کو کمشنر اور ایس پی کی تعیناتی بطور ڈی آئی جی کر دی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب والا! صرف ایک منٹ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ میں نے پہلے ہی بات کی تھی۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب والا! صرف ایک منٹ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ wind up کریں۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! یہاں پر اقلیتوں کے لئے پچھلے بجٹ میں 30 کروڑ روپے کا اعلان کیا گیا تھا۔ میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ اقلیتوں کے لئے یہ رقم ناکافی ہے، بہتر ہوتا کہ وزیر خزانہ اس کو 30 کروڑ روپے کی بجائے 60 کروڑ روپے کرتے، اس کو 21 کروڑ 50 لاکھ روپے پر لے آئے ہیں۔ آخری بات میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ رواں مالی سال میں ایک ارب 80 کروڑ روپے کی جو کتابیں ہیں وہ سکولوں میں مفت تقسیم کی گئی ہیں اور اتنی ہی کتابیں دوبارہ تقسیم کرنے کا حکومت کا ارادہ ہے۔ یہ بڑی خوش آئند بات ہے لیکن اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے ایسے طالب علم جن کو یہ option دی گئی ہے کہ آپ اخلاقیات یا Ethics پڑھیں لیکن ابھی تک بازار میں Ethics کی کتاب ہی available نہیں ہے تو جناب اقلیتوں کے طالب علم کہاں سے Ethics پڑھیں گے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کتاب کا جلد از جلد اجراء کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ!

ڈاکٹر فائزہ اصغر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o جناب سپیکر! میں بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اپنے خیالات کے اظہار کے لئے موقع فراہم کیا۔ اس حکومت کا یہ تیسرا بجٹ ہے جو اس وقت ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے اور پچھلے دو بجٹ جو ہمارے سامنے پیش کئے گئے تھے ان پر جس طریقے سے عمل ہوا ہے وہ بھی ہم سب کے سامنے ہے۔ میں کوئی Mathematician نہیں ہوں اور میں نمبروں کی زیادہ juggglery بھی نہیں جانتی یہ تو فنانس ڈیپارٹمنٹ کا کام ہوتا ہے اور وہ یہ کام بخوبی کر لیتے ہیں لیکن میرے اپنے اندازے کے مطابق جو ایک بجٹ ہے اس کا مقصد یہ ہے کیونکہ اس میں ہمارے ملک کا اور عوام کا پیسا ہوتا ہے تو اس سے ہمارے عوام کی زندگیوں میں بہتری لائی جائے، ان کی زندگیوں کو آسان کیا جائے، ان کے لئے نوکریوں کے مواقع فراہم کئے جائیں اور ان کے لئے کھانے پینے کا سامان سستا فراہم کیا جائے تاکہ وہ اپنی زندگی کو بہتر طریقے سے گزار سکیں۔ ان کے بچوں کو سکول فراہم کیا جائے تاکہ وہ پڑھ سکیں اور ان سب کے مال اور زندگیوں کو تحفظ فراہم کیا جائے تاکہ وہ پُرامن شہری کے طور پر پُرامن ماحول میں زندگی گزار سکیں۔ Numbers میں جائے بغیر میں آپ سے پوچھتی ہوں کہ آپ اپنی دیانت داری سے مجھے یہ بتائیں کہ اس میں سے کون سا کوئی ایک مقصد بھی ایسا ہے جو پچھلے دو سالوں

میں گورنمنٹ نےachieveکیا ہے۔میں تو یہ کہوں گی کہ اس میں تو کوئی ایک چیز بھی ایسی نہیں ہے جو آج تکachieveہوئی ہے۔یہ جو تیسرا بجٹ پیش کیا گیا ہے اس سے بھی اسی قسم کی امید ہے کہ اس کا بھی عوام کو فائدہ نہیں ہوگا۔روٹی کپڑا اور مکان کا جو یہ نعرہ لگاتے ہیں اور جس کے ذریعے الیکشن جیتنے کی بھی کوشش کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ دو سو سے لے کر تین سو فیصد تک ہر کھانے پینے کی چیزوں میں اضافہ ہو چکا ہے اور لوگ poverty line سے اور نیچےpushہو چکے ہیں اور اگر کوئی چیزیں بڑھی ہیں تو وہ corruptionبڑھی ہے، دہشت گردی بڑھی ہے، لوگوں کی بے روزگاری بڑھی ہے،لوگوں کے مسائل بڑھے ہیں اور خودکشیاں بڑھی ہیں، لوگ اپنے بچوں کو بیچنے اور زہر دینے پر آمادہ ہو چکے ہیں۔ بہر حال یہ سب تنقید تو ہوتی رہے گی۔ یہاں پر صرف تنقید کرنا میرا مقصد نہیں ہے میری صرف چند تجاویز ہیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر!کم از کم آپ تو توجہ دے دیں نہ یہاں چیف منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں اور نہ ہی وزیر قانون صاحب ہیں۔وزیر خزانہ بھی نہیں ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فنانس کے جو پارلیمانی سیکرٹری ہیں وہ بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ آپ کےpointsنوٹ کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب والا!میں صرف چند تجاویز دینے کی کوشش کروں گی۔ مجھے کوئی خاص امید نہیں ہے کہ ان پر بھی غور کیا جائے گا بہر حال میں نے اپنا فرض پورا کرنا ہے، اللہ کو جواب دینا ہے، میں اپنی تجاویز پیش کرتی ہوں۔ بہت چھوٹے سےpointsہیں۔ پچھلے سال کے جوdevelopmental fundsتھے ان میں ہم نے دیکھا کہ آدھے فنڈز جو تھے تقریباً50۔ارب روپیہ ان میں سے استعمال نہیں ہو سکا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ یا تو وہ ایسی مدوں میں رکھا گیا تھا جہاں وہ استعمال نہیں ہو سکتے تھے اور اس سال اس کو 195۔ارب روپے تک بڑھا دیا گیا ہے۔ اگر آپ اندازاً decade probablyhistoryدیکھیں تو یہی لگتا ہے کہ کم از کم 50۔ارب،60۔ارب روپیہ اس سال بھی استعمال نہیں ہو گا تو میری یہ رائے ہے کہ جوdevelopmental schemesآپ کی پچھلے سال نہیں چلیں اور آپ کو پتا ہے کہ اب بھی نہیں چلیں گی تو یہ50۔ارب روپے کو اگر آپ براہ راست اپنے غریب عوام کی poverty elevationمیں لگا دیں تو اس سے خاطر خواہ فائدہ بھی ہو گا اور ایک ایسی چیز ہو گی جو

گورنمنٹ کی بہتری کے لئے ہوگی اور فوری طور پر غریب کو اس سے relief ملے گا۔ وہ لوگ جن کی families اس وقت poverty line پر ہیں ان کو کوئی ہنر سکھا دیں اس کے ساتھ ان کو اتنے پیسے دے دیں جس سے وہ اس ہنر کے ساتھ اپنی income generation خود کر سکیں۔ اس میں اگر آپ 50- ارب روپے مختص کر دیں تو آپ دیکھیں گے کہ لاکھوں لوگوں کو آپ فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ یہ لوگ بھکاری نہیں بنیں گے اور ہر سال آپ پر depend نہیں کریں گے کہ گورنمنٹ ان کی مدد کرے، وہ خود اپنی مدد آپ کر سکیں گے۔ اسی مد میں جو سستی روٹی کی سکیم ہے وہ بظاہر تو بہت اچھی لگتی ہے لیکن میں یہی کہوں گی کہ یہ سستی روٹی یا روکھی روٹی جو -/2 روپے میں مل رہی ہے۔ محترم وزیر اعلیٰ اور باقی ساری کیبنٹ جو ہے وہ صرف اپنی زندگی کا ایک ہفتہ ان تنوروں سے صرف اس روٹی پر گزارہ کریں اور میرا ان کو یہ چیلنج ہے کہ وہ ایک ہفتہ یہ روٹی کھا کر دکھائیں اور کیا اس کے بعد وہ چاہیں گے کہ ان کے غریب عوام جن کے نام پر اور جن کے ووٹ لے کر وہ آئے ہیں وہ غریب عوام صرف یہ روٹی کھا کر اپنا گزارہ کریں۔ میرے خیال میں گورنمنٹ کو خود بھی اس بات کی سمجھ آگئی ہے کہ اس کا فائدہ نہیں ہے، بس اپنی انا اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اسے continue رکھا جا رہا ہے۔ پچھلے سال ان کا جو بجٹ تھا اس سال اس مد میں 2- ارب روپے کم کر دیا گیا ہے اس لئے کہ گورنمنٹ کا اپنا اعتراف ہے کہ اس میں بہت corruption ہوئی ہے اور پیسے کھائے گئے ہیں اس لئے اس کا بجٹ کم کر دیا گیا ہے لیکن بہر حال اسے چلانا ہے۔ اگر یہ خود ایک ہفتہ subsistent کر کے مجھے دکھا دیں تو پھر میں مانوں کہ غریب عوام کے لئے بھی یہ صحیح ہے۔ اپنے اور دوسروں کے اندر اتنا تضاد کیوں؟ میری رائے ہے کہ پچھلے سال آپ کی جن سکیموں میں پیسے استعمال نہیں ہوئے آپ ان پیسوں کو اکٹھا کر کے لوگوں کے لئے راشن کارڈ سکیم جاری کریں جیسے پہلے کبھی ہوا کرتی تھی کیونکہ غریب لوگوں کے بھی بچے ہیں، ان کا سال ڈیڑھ سال کا بچہ سوکھی روٹی کے ساتھ گزارا نہیں کر سکتا۔ اسے دال چاہئے، اسے چاول چاہئیں، اسے چینی چاہئے اور اسے دودھ بھی چاہئے لہذا یہ چار پانچ چیزیں جن میں دودھ، چاول، چینی اور گھی راشننگ کریں اور غریب عوام کے لئے راشن کارڈ مہیا کریں اور اس کے لئے آپ جتنے بھی سنٹرز بنا سکتے ہیں وہ بنائیں اور جتنے بھی منتخب ایم این ایز اور ایم پی ایز ہیں ان سب کی ذمہ داری لگائیں کہ وہ یہ دیکھیں تا کہ یہ عوام تک صحیح پہنچے۔ میں

پھر گزارش کرتی ہوں کہ صرف خالی روٹی سے بات بن رہی ہے اور نہ ہی وہ بنے گی۔میں نے جن باقی چیزوں کی گزارش کی ہے یہ اس سے بھی زیادہ ضروری ہیں۔

جناب سپیکر! ہم نے poverty lavation کے لئے خیال نہیں رکھا جیسے آپ روز سنتے ہیں کہ لوگ قرضوں کے نیچے دبے ہوئے ہیں اور اپنی جانیں لینے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور بچوں کو زہر دینے کے لئے بھی مجبور ہو رہے ہیں۔اسے روکنے کا ایک یہ طریقہ ہے کہ حکومت ایک fund micro trade دے جو بغیر سود کے ہو۔آج کل micro fund پر 25 سے 30 فیصد overhead ہے۔ ایک غریب انسان جو پہلے ہی مرا ہوا ہے اگر وہ سود کی مد میں مزید 30 فیصد ادا کرے گا تو پھر اس کا وہی حال ہو گا جو اس وقت گورنمنٹ کا ہو رہا ہے کہ وہ 21۔ارب سود میں ہی دیئے چلے جا رہی ہے اور اصل رقم کہاں سے پیش کریں گے ؟ کم از کم ان لوگوں کو micro trade دیں چونکہ ان کے چھوٹے چھوٹے قرضے ہوتے ہیں اس کے لئے یہ بھی تجویز ہے کہ حکومت اپنے وسائل کے علاوہ تمام بنکوں کو بھی حکم دے کہ وہ اپنے 5۔ارب روپے کے اثاثوں میں سے interest free micro loan کی مد میں دیں اور اسے enforce کیا جائے کہ یہ غریبوں کو دیا جائے گا۔اس سے پہلے کہ کسی قرضے کی وجہ سے اپنی جان لیں وہ یہاں آکر مدد لے سکیں۔ ہم بعد میں جا کر جو ان کو دس لاکھ روپیہ دیں گے اس سے بہتر ہے کہ انہیں پہلے ہی 25/20 ہزار روپے جو ان کی ضرورت ہے وہ دے کر ان کی جانیں بچالیں۔بنک کے ساتھ micro loan کا کام بہت بخوبی ہو سکتا ہے لیکن بات وہی ہے کہ جب intension ہو ایک کام کرنے کی نیت ہو تو کام بخوبی ہو سکتا ہے ورنہ وہ باتیں ہی رہ جاتی ہیں۔

جناب سپیکر! جب دانش سکول کے بارے میں بات کی جاتی ہے تو ہمارے ساتھی بہت پریشان ہو جاتے ہیں۔آپ نے اس کے لئے پچھلے سال 3 کروڑ روپے رکھا تھا۔اگر آپ کہہ بھی رہے ہیں کہ کچھ سکول شروع ہوئے ہیں تو میرے خیال میں probably پانچ یا چھ سے زیادہ سکول ابھی تک شروع نہیں ہوئے۔حالانکہ مجھے تو ایک سکول کی بھی location کا نہیں پتا جہاں وہ actually شروع ہو چکے ہیں۔ TEVTA پنجاب کا ڈیپارٹمنٹ ہے، اس کے چھ سو ادارے ہیں اور ان میں ہر سال ایک لاکھ بچہ کوئی نہ کوئی فنی تعلیم حاصل کرتا ہے اور یہ ایک بہت اچھا ادارہ ہے جو کئی سالوں سے چل رہا ہے لیکن اس کی مد میں صرف 2۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے۔یعنی لاکھوں بچے جو اس ادارے میں جا رہے ہیں ان کے لئے

2۔ارب روپیہ اور باقیوں کے لئے چند سکول؟ فنانس منسٹر صاحب! مجھے اس کی logic سمجھ نہیں آتی کہ آپ نے کس طرح اس کا حساب کیا ہے؟ اگر دانش سکولوں کی بجائے وہی پیسا ان ووکیشنل ایجوکیشن سکولوں میں لگائیں، ان کو double کریں کیونکہ یہاں سے لاکھوں کے حساب سے لوگ فائدہ مند ہوں گے۔Even دانش سکول سے پڑھنے کے بعد پھر بھی انہوں نے کوئی ہنر حاصل کرنے کے لئے انہی ووکیشنل سنٹرز میں آنا ہے۔اگر انہیں بعد میں بھی ہنر حاصل کرنے اور انکم کے لئے یہیں بھیجنا ہے تو پھر پہلے ہی اس پر غور کیوں نہ کیا جائے؟ already جو سکول ہیں ان کی missing facilities بحال کریں۔نئی چیز بنانے سے بہتر نہیں ہے کہ جو چیز بنی ہوئی ہے اس پر تھوڑا خرچ کر کے اسے properly استعمال کیا جائے۔

جناب سپیکر! ہسپتالوں کی بات ہو رہی تھی کہ یہ موبائل ہسپتال شروع کریں گے۔آپ ان کے لئے ڈاکٹر کہاں سے لے کر آئیں گے؟ already آپ کے جو ہسپتال ہیں ان میں 2600 ڈاکٹروں کی اسامیاں خالی پڑی ہوئی ہیں۔تقریباً 24ہزار ہیلتھ ورکرز کی اسامیاں خالی پڑی ہیں۔آپ یہ اسامیاں fill کریں جب آپ انہیں fill کرلیں گے تو ان ہسپتالوں کو اور ان اداروں کو properly چلانا شروع کر دیں گے تو پھر ضرور نئے موبائل سنٹر بھی شروع کریں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز! wind up کریں۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! بجلی کے بحران کی وجہ سے انڈسٹری ختم ہو رہی ہے۔انڈسٹری میں جو skilled لوگ تھے ان کی نوکریاں جا رہی ہیں اس وجہ سے وہ مجبور ہو رہے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کو لیبر میں ڈالیں اور chilled labour کا فروغ ہو رہا ہے۔بچوں کے تحفظ کے لئے ایک چھوٹا سا ڈیپارٹمنٹ ہے جس کا potential اور کام بہت بہترین ہے لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ پچھلی حکومت نے اسے بنایا تھا اس لئے اسے بالکل lift نہیں دی جا رہی۔یہ ایک چھوٹا سا واحد ادارہ ہے جو بچوں کے تحفظ کے لئے کام کرتا ہے۔اس حکومت کو آئے اڑھائی سال ہو گئے ہیں اس کے بورڈ آف گورنرز جس کے patron خود وزیر اعلیٰ صاحب ہیں لیکن وزیر اعلیٰ صاحب کی patron ship میں اس ادارے کی اڑھائی سال میں ایک بھی بورڈ کی میٹنگ نہیں ہوئی حالانکہ اس کے لئے بے تحاشا requests بھیجی جا رہی ہیں۔اسی سے ہمیں کام کرنے کی نیت کی سمجھ آتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

ڈاکٹر فائزہ اصغر: ایک سیکنڈ پلیز۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سب کے لئے ایک ہی rule ہے۔میں نے یہاں پر سب کو منع کیا ہے۔I am very sorry

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): wind up کے لئے ایک منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے wind up کے لئے پورا ایک منٹ دیا ہے۔جی، wind up کریں۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! ضرورت یہ ہے کہ ہم یہاں پر جتنے بھی عہدیداران ہیں وہ سب قرآن پاک کو اپنے ہاتھ میں پکڑیں اور اس پر ہاتھ رکھ کر اپنے ملک کے ساتھ، اپنی قوم کے ساتھ ایک social contract کریں کہ ہم آج کے بعد قوم سے جھوٹ نہیں بولیں گے، ہم قوم کے اثاثوں کو خود نہیں کھائیں گے، ہم اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طریقے سے سرانجام دیں گے، ہم خود رشوت ستانی کریں گے اور نہ ہی اپنے کسی ساتھی کو کرنے دیں گے۔ہم میرٹ اور صرف میرٹ پر لوگوں کو نوکریاں دیں گے اور جو ذمہ داری سونپی گئی ہے ہم اسے دیانتداری سے ادا کریں گے۔اگر ہم میں ہمت ہے اور حکومتی بنچوں کی نیت ہے تو پھر وہ اپنے یہ کام اپنے ملک کے سامنے کریں کیونکہ اندھیروں کے اس زمانے میں لوگوں کو کوئی امید نظر نہیں آرہی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Please now this is enough اب چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ) توسیع کی تحریک پیش کریں گے۔

رپورٹ

(میعاد میں توسیع)

نشان زدہ سوال نمبر 279 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 279 پیش کردہ محترمہ عارفہ خالد پرویز ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-اگست2010تک توسیع کردی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 279 پیش کردہ محترمہ عارفہ خالد پرویز ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-اگست2010تک توسیع کردی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 279 پیش کردہ محترمہ عارفہ خالد پرویز ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-اگست2010تک توسیع کردی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سالانہ بجٹ برائے سال2010-11پر عام بحث

(---جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلے مقرر جناب محمد اعجاز شفیع!---میری دوبارہ گزارش ہے کہ دس منٹ کا مطلب دس منٹ ہی ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: شکریہ۔ جناب سپیکر! کوئی قوم اور کوئی ملک تعلیم کے فروغ کے سوا کبھی بھی جہالت کے اندھیروں، دہشت گردی اور منشیات کی لعنت سے نہیں نکل سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر 2010-11 کے بجٹ کو تعلیم دوست بجٹ نہ کہا جائے تو یہ بہت بڑی زیادتی ہو گی۔ اس بجٹ میں جہاں دوسرے departments کو focus کیا گیا ہے وہاں جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس issue کو زیادہ

focus کیا گیا ہے۔یہاں ہمارے بہت سارے دوستوں نے اور ابھی میری بہن نے بھی یہ بات کی تھی کہ دانش سکول کا وجود نہیں ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس دانش سکول کا نام دانش کی بجائے کیڈٹ کالج رکھا جاتا، ایچی سن کالج رکھا جاتا یا کوئی اور جاگیر دارانہ نام رکھا جاتا تو شاید ہمارے یہ دوست اس پر تنقید نہ کرتے۔ دانش اس لئے رکھا گیا کہ موجودہ حکومت کا یہ vision تھا کہ ان سکولوں کے اندر صرف اور صرف وہ بچے پڑھیں گے ، صرف اور صرف ان والدین کی اولادیں پڑھیں گی جو مزدور ہیں ، جو محنت کش ہیں ، جو سارا دن دھوپ ، گرمی اور سردی میں اپنے بچوں کی روزی کمانے کے لئے آٹھ آٹھ ، دس دس گھنٹے کام کرتے ہیں اور وہ بچے پڑھیں گے جن کے ہاتھوں میں کتابیں نہیں بلکہ ان کے ہاتھوں میں جھاڑو ہیں یا جن کے ہاتھوں میں اس طرح کے instruments ہیں جو ورکشاپوں میں کام کرتے ہیں ، جو کسی کے گھر میں کام کرتے ہیں ، کسی دکان یا کسی ہوٹل میں کام کرتے ہیں ۔Vision یہ تھا کہ جو والدین کی affording position نہیں ہے یا وہ afford نہیں کر سکتے وہ اپنے بچوں کو ایچی سن لاہور یا صادق پبلک سکول بہاولپور میں پڑھائیں یا بیکن ہاؤس میں اپنے بچوں کو لے کر جائیں تو میں پوری ذمہ داری سے on the floor of the House, challenge کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ آج میرے ساتھ اس ہاؤس کا جو بھی دوست جانا چاہتا ہے ، دیکھنا چاہتا ہے تو وہ چلے میں اس کو دکھاؤں گا کیونکہ میں خود ذاتی طور پر تین دانش سکولوں کو visit کر چکا ہوں۔ جو سکول رحیم یار خان ، حاصل پور اور چشتیاں میں بن رہے ہیں میں ان کا visit کر چکا ہوں۔ میں یہاں پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ ان کا civil work تقریباً 80 فیصد مکمل ہو چکا ہے۔انشاءاللہ تعالیٰ ستمبر میں ان سکولوں میں بچے داخلہ لیں گے ، خاص طور پر میرے جنوبی پنجاب کے غریب بچے داخلہ لیں گے۔ اگر مجھے دوبارہ موقع ملا تو ستمبر کے بعد میں اسی ہاؤس میں ، اسی جگہ پر کھڑا ہو کر اپنے ان دوستوں کو بتاؤں گا ، جو کہہ رہے ہیں کہ ان سکولوں کا کہیں پر نام و نشان بھی نہیں ہے کہ آپ دیکھ لیں یہ سکول مکمل ہو چکے ہیں۔ ان سکولوں کی عمارتیں almost 80% مکمل ہو چکی ہیں۔ ان میں صرف بچے ہی نہیں پڑھیں گے بلکہ بچیوں کے داخلے بھی ہوں گے۔ دو علیحدہ علیحدہ portions رکھے گئے ہیں۔ جہاں بچے علیحدہ boarding میں رہیں گے اور بچیاں علیحدہ boarding میں رہیں گی۔ ان کے تمام اخراجات حکومت وقت برداشت کرے گی اور ان بچوں کو وہ

تعلیم دی جائے گی جو کہ ایک امیر آدمی کے بچے، خان زادے، نواب اور بڑے لوگوں کے بچے حاصل کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! دنیا Global Village بن گئی ہے۔ آج سے چار ماہ قبل میں نے اپنے حلقے کے دور دراز علاقے L-109/1 کے ایک ہائی سکول میں computer I.T Lab کا افتتاح کیا تھا۔ وہاں کے بچوں اور والدین کی نظریں دیکھنے والی تھیں، وہ تجسس بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے کہ ہمارے دور دراز کے علاقے میں بھی کمپیوٹر کی تعلیم بچوں کو دی جائے گی۔ یہ اس علاقے کے لئے ایک بہت ہی انمول تحفہ تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت کا یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے کہ انہوں نے تمام ہائی سکولوں میں I.T Lab بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ Without any discrimination, male and female سب سکولوں میں I.T lab بنانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس موجودہ بجٹ کے اندر بھی اس مد میں funds رکھے گئے ہیں۔ اسی طرح ایلیمنٹری سکولوں کی computer education کے لئے جو 50 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں وہ واقعی قابل تعریف بات ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ 800 پرائمری سکولوں کو مڈل سکول کا درجہ دینے کے لئے 4۔ ارب روپے اور 200 مڈل سکولوں کو high schools کا درجہ دینے کے لئے 2۔ ارب روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ یہ بھی ایک بہت بڑا step ہے۔ اس حوالے سے میں ایک تجویز دینا چاہوں گا۔ یہاں on the floor of the House ایک اجلاس میں یہ بات بھی ہوئی تھی کہ ہر یونین کونسل کی سطح پر ایک ہائی سکول قائم کیا جائے۔ ہماری حکومت کا یہ vision ہونا چاہئے کہ at least ہر یونین کونسل کی سطح پر ایک High School for Boys اور ایک High School for Girls لازمی طور پر قائم کیا جانا چاہئے تاکہ وہاں کے رہنے والے بچوں اور بچیوں کو ان کے doorsteps پر ہی ایجوکیشن کی تمام بنیادی سہولیات میسر ہو سکیں۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ ایجوکیشن کے حوالے سے ایک نیا vision دیا گیا ہے کہ ہر ضلعی ہیڈ کوارٹر پر کالجوں کے اندر four year education system کو رائج کیا جا رہا ہے۔ یہ بھی ایک احسن اقدام ہے جس کا ذکر نہ کرنا میں سمجھتا ہوں کہ زیادتی ہو گی۔ ہمارے دور دراز کے اضلاع، خاص طور پر رحیم یار خان، لیہ، مظفر گڑھ کے بچوں کو four year education کو complete کرنے کے لئے بڑے شہروں میں آنا پڑتا تھا۔ جن بچوں کے والدین یہ اخراجات afford نہیں کر سکتے

تھے ان کے بچوں کی four year education مکمل کرنے کی حسرت دم توڑ جاتی تھی۔اب اس اقدام کی وجہ سے یہ سب بچے اپنے اپنے اضلاع میں four year education مکمل کر سکیں گے۔یہ ایک انتہائی احسن اقدام ہے۔

جناب سپیکر!میں نے جو 800 اور 200 سکولوں کی بات کی ہے اس کی division اس طرح سے ہو کہ تمام علاقوں کے اندر district wise ان کو divide کیا جائے تاکہ ہمارے South کے اضلاع کو بھی اس کا پورا پورا حصہ مل سکے۔

جناب سپیکر!تعلیم وہ sector ہے کہ جس سے جہالت،منشیات کی لعنت اور دہشت گردی کی لعنت سے بچا جا سکتا ہے۔اسی طرح ایک ایسا sector ہے جو کہ ہماری ریڑھ کی ہڈی کا کردار ادا کرتا ہے اور وہ زراعت ہے۔زراعت کے شعبے کو موجودہ بجٹ میں خصوصی توجہ دی گئی ہے۔تنقید کرنا تو بہت آسان ہوتا ہے لیکن اچھی باتوں کو مناسب طریقے سے بیان کرنا،ان پر اپنی positive thinking دینا بہت مشکل کام ہوتا ہے۔شعبہ زراعت کے لئے 3۔ارب 20 کروڑ روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے۔اس میں زرعی تحقیق کا بجٹ 96 کروڑ روپے مختص کیا گیا ہے۔ہمارے خان پور کے اندر ایک زرعی تحقیقاتی ادارہ ہے۔ماضی میں اس نے بہت اچھے seeds produce کئے ہیں۔میری یہ گزارش ہو گی کہ اس ادارے کو بھی strengthen کیا جائے۔

جناب سپیکر!اسی طرح ہمارے تھل کے علاقے میں pressure irrigation system کے تحت 2000 ایکڑ کاٹن کاشت کی گئی ہے۔یہ بھی ایک احسن اقدام ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک کی base یہی فصل ہے جس سے ہمیں زرمبادلہ حاصل ہوتا ہے،جس سے ہمارے ہاں بے روزگاری کا خاتمہ ہوتا ہے۔تھل کے علاقے میں اس طرح کے اقدامات سے ہماری معیشت کے اندر بہت بہتر نتائج آئیں گے۔

جناب سپیکر!اسی طرح زرعی گریجویٹس کو ساڑھے بارہ ایکڑ زمین دینے کا اعلان کیا گیا ہے۔اس حوالے سے میں یہ کہوں گا کہ یہ زمین ریٹائرڈ گریجویٹس کو نہ دی جائے بلکہ یہ زمین ان نئے گریجویٹس کو دی جائے جو کہ بے روزگار ہیں تاکہ نئی generation آ کر وزیر اعلیٰ صاحب کے اس vision کو promote کرے کہ ہم نے اس پنجاب کو سرسبز و شاداب بنانا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! wind up کرلیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں wind up کر رہا ہوں۔ مجھے دو چار منٹ کا مزید وقت دے دیں کیونکہ میں کچھ باتیں Southern Punjab کے حوالے سے بھی کرنا چاہتا ہوں۔ ہمیشہ Southern Punjab کی محرومیوں کا رونا رویا گیا ہے لیکن مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے کسی بھی معزز ممبر نے یہ نہیں بتایا کہ Southern Punjab کی محرومیاں کیوں ہیں، یہ کس وجہ سے پیدا ہوئی ہیں اور ان کے issues کیا ہیں؟ اگر ان issues کو discuss کیا جائے تو اس کے ذمہ دار ہم لوگ ہی ہوں گے جو کہ ان ایوانوں میں بیٹھے ہیں یا بیٹھتے رہے ہیں۔ ہم سب کی کوتاہیوں کی وجہ سے ہی آج ہمارا جنوبی پنجاب محرومیوں کا شکار ہے۔ ہماری حکومت نے پچھلے سال 5۔ارب روپے کے funds جنوبی پنجاب کے لئے رکھے تھے اور اس موجودہ بجٹ میں جنوبی پنجاب کے لئے 8۔ارب روپے کے funds رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! مظفر گڑھ، میانوالی، خوشاب اور جھنگ کے لئے جو 2۔ارب روپے کا fund رکھا گیا ہے وہ بھی قابل ستائش ہے۔ یہ علاقے بھی محرومیوں کا شکار ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ لودھراں، مظفر گڑھ، بہاولپور، بہاولنگر کے لئے بھی اس سال 2۔ارب روپے کے funds رکھے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ڈیرہ غازی خان اور ساہیوال میں نئے میڈیکل کالجوں کے قیام کا اعلان بھی ایک بہت ہی احسن اقدام ہے۔

میں آخر میں یہ عرض کروں گا کہ جتنے funds اور منصوبے موجودہ حکومت نے اس بجٹ میں رکھے ہیں ان پر عملدرآمد کو ensure کریں۔ موجودہ حکومت نے کہا ہے کہ ہم نے اپنے ترقیاتی بجٹ کا رُخ Southern Punjab کی طرف کر دیا ہے تو ہمیں اس چیز کو ensure کروانا ہو گا۔ انشاءاللہ مجھے پوری امید ہے کہ اس ترقیاتی بجٹ کو ہم اپنے Southern Punjab میں لے کر جائیں گے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں سب سے پہلے وزیر خزانہ صاحب کو اتنا متوازن اور معیاری بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ جو لوگ آج اس متوازن اور معیاری بجٹ کو الفاظ اور ہندسوں کی جادوگری کہہ رہے ہیں میں ان سے سوال کرتی ہوں کہ کیا وہ موجودہ حالات میں موجودہ وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے اس سے زیادہ معیاری بجٹ پیش کر سکتے ہیں؟ یقیناً نہیں کیونکہ ان کے پاس گزشتہ آٹھ سال تھے اور انہوں نے جو بھی بجٹ پیش کیا اس سے عوام کو کوئی relief نہیں ملا۔ ہمارے قائدین نے ہمیشہ تعمیری تنقید کو سراہا اور اس پر عمل کرتے ہوئے policies مرتب کی ہیں۔ آج اپوزیشن والے بے جا تنقید اس لئے کر رہے ہیں کہ ان کے کرپشن کے راستے بند ہوگئے ہیں جو انہوں نے عوام کے پیسے کو لوٹا۔ آج وہ پیسا عوام پر ہی خرچ ہو رہا ہے اور ان کو اسی بات کی تکلیف ہے۔ میں آج یہ بات دعوے سے کہہ سکتی ہوں کہ آج اگر کسی project پر کوئی رقم مختص کی جاتی ہے تو میں مانتی ہوں کہ وہ رقم اس project پر 100 فیصد خرچ نہ ہوتی ہو لیکن 90 فیصد ضرور اس کام پر خرچ ہوتی ہے۔ کیا یہ پرویز الٰہی دور کا کوئی ایک کام ایسا بتا سکتے ہیں کہ جس پر 50 فیصد رقم بھی خرچ کی گئی ہو، ان کے پاس ایسا کوئی کام نہیں ہوگا۔ آج حقائق موجود ہیں کہ 2000 سے 2008 تک جو بھی ترقیاتی کام شروع کئے گئے ان میں سے بے شمار کام تکمیل کے مراحل عبور نہیں کر سکے۔ میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتی ہوں کہ اس دور میں نام نہاد کمپنیوں کو ٹھیکے دیئے گئے اور کمیشن کے مطالبے کی وجہ سے وہ projects ادھورے کے ادھورے رہ گئے اور آج ہماری حکومت ان projects کو مکمل کر رہی ہے جن projects کا انہوں نے پیسا کھایا ہے۔ یہ بات بتاتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے کہ آج اس ایوان میں وہ لوگ بھی موجود ہیں اور اپنی آواز میں نہایت درد پیدا کر کے یہ بات کرتے ہیں کہ معصوم کلیوں کو زہر دے دیا گیا، یقیناً یہ ایک افسوسناک واقعہ ہے اس میں ان کے کوئی گھریلو مسئلے تھے اور ان کے والدین نے یہ سب کچھ کیا۔ میں ان سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا انہوں نے یہ بات کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں کی طرف نہیں دیکھا کہ جن کے ہاتھ لال مسجد کی بیٹیوں کے لہو سے رنگے ہیں، لال مسجد کی بیٹیوں کے لہو سے ان کے دامن سرخ ہیں وہ کیسے یہ بات کر سکتے ہیں۔ آج وہ بیٹیوں کو پریاں اور معصوم کلیاں کہتے ہیں، کیا وہ بیٹیاں نہیں تھیں، کیا وہ معصوم کلیاں نہیں تھیں جن کے اپنے دامن لہو سے رنگے ہوں وہ کس طرح یہ بات کر سکتے ہیں؟

جناب والا! یہاں پر لوٹ مار اور کرپشن کو بند کرنے کی بات کی گئی۔ پنجاب بنک میں جو لوٹ مار ہوئی اس کا آپ سب کو معلوم ہے اگر میں یہاں پر پنجاب کے بڑے محکموں کے علاوہ صرف LDA اور PHA میں لوٹ مار کا خاکہ ہی پیش کر دوں تو ان کو کہیں جائے پناہ نہ ملے گی۔ جتنے بھی sign boards and hoardings تھے ان کے ٹھیکے صرف چند ہزار روپے سالانہ میں دیئے گئے اور ہماری موجودہ حکومت نے وہ ٹھیکے کروڑوں میں نیلام کئے ہیں۔

جناب والا! ضلعی حکومتیں یقیناً عوام کی بہتری کے لئے کوشاں ہوتی ہیں، کام کرتی ہیں اور ان کے مسائل میں مددگار ثابت ہوتی ہیں لیکن آج یہ بات کرتے ہیں کہ Administrators لگا دیئے گئے۔ ضلعی حکومتوں کا حال تو کسی سے پوشیدہ نہیں ہے، Solid Waste Management کے محکمے میں ضلعی حکومت نے ایک نام نہاد کمپنی کو ٹھیکہ دیا جس کا سرے سے وجود ہی نہیں تھا جس پر 60 کروڑ کا خرچہ آیا اس ٹھیکے کے تحت محمود بوٹی میں 300 کنال اراضی اس کمپنی کو lease کر دی گئی اور معاہدہ یہ تھا کہ وہ کمپنی کچرے سے کھاد بنائے گی اور اس کا 10 فیصد منافع ضلعی حکومت کو دے گی، آج تک اس کمپنی نے ایک روپیہ بھی ضلعی حکومت کو نہیں دیا۔ یہ سب کچھ کرنے کے باوجود یہ لوٹ مار کو بند کرنے کی باتیں کرتے ہیں۔ ان کو کہیں دو سالہ دانش نظر نہیں آتا میں ان سے پوچھتی ہوں کہ دانش تو ابھی چلنا بھی شروع نہیں ہوا اور یہ اس کو بھاگتے ہوئے دیکھنے کی باتیں کرتے ہیں۔ میں پوچھتی ہوں کہ ان کا آٹھ سالہ "پڑھا لکھا پنجاب" کہاں ہے؟ اس کو تو آج تک کسی نے نہیں دیکھا حالانکہ اس کے نام پر انہوں نے اربوں روپیہ کھایا۔ میں سکولوں کے حوالے سے بات کروں گی کہ وزیر اعلیٰ صاحب کا طلباء کو انعامات دینے اور غیر ملکی دورے کروانے کا پروگرام بہت ہی احسن اقدام ہے اور اس کو یقیناً جاری رہنا چاہئے۔ ان کو دانش سکول کی تکلیف اس لئے ہوتی ہے کہ آج ان کے مزارع اور ان کے گھریلو ملازم کا بیٹا وہی تعلیم اور وہی سہولیات مفت حاصل کرے گا جو کہ یہ لاکھوں روپے خرچ کر کے اپنی اولاد کو ایسی سہولیات دلاتے ہیں اور آنے والے وقت میں انشاء اللہ تعالیٰ اسی غریب کا بیٹا ان کی اولاد کے برابر تعلیم یافتہ ہو گا اور قابلیت میں وہ بھی کسی سے پیچھے نہیں ہو گا۔

جناب والا! میں یہاں پر حکومت کی توجہ چند سکولوں کی طرف دلوانا چاہوں گی جن پر ناجائز قبضے ہوئے ہیں۔ گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سیکنڈری سکول لیاقت باغ 1886 میں قائم ہوا اس کی 42 کنال

اراضی تھی اس اراضی پر ناجائز قبضہ ہوتے ہوتے اب چند کنال رہ گئی ہے۔ سنڈیمن سکول کشمیر روڈ مری پر قبضہ گروپ نے اپنی نظریں جمار کھی ہیں اور وہاں کے ہوسٹل کو اس مقصد کے لئے دو مرتبہ آگ لگا دی گئی ہے کہ یہ سکول یہاں سے ختم ہو اور اربوں روپے کی اس property پر قبضہ کیا جا سکے۔ تعلیم کے حوالے سے ایک اور اہم بات یہ ہے کہ صوبہ بھر میں لڑکوں کے تو boarding schools ہیں لیکن لڑکیوں کے boarding schools کا فقدان ہے لہذا گورنمنٹ کو اس طرف خصوصی توجہ دینی چاہئے۔

جناب سپیکر! Punjab Land Development Company کا قیام یقیناً غریب لوگوں کے لئے ایک بہت ہی اچھا قدم ہے اس سے وہ غریب لوگ اپنا گھر حاصل کر سکیں گے جو ہمیشہ سے اپنے گھر کا خواب دیکھتے تھے۔ اس میں میری چند گزارشات ہیں کہ یہ گھر کس criteria پر دیئے جائیں گے؟ یہ گھر non transferable ہونے چاہئیں کیونکہ گزشتہ سکیموں میں دیکھا جائے تو جو گھر یا پلاٹ دیئے جاتے ہیں وہ زیادہ منافع لے کر آگے فروخت کر دیئے جاتے ہیں تو یہ نہیں ہونا چاہئے کہ گھر transfer ہو سکے۔ وہاں پر LDA کی approved schemes کے مطابق سہولیات ہونی چاہئیں یعنی ٹرانسپورٹ کی سہولت ہونی چاہئے لیکن چائنا بسوں کا تلخ تجربہ نہیں دہرانا چاہئے، وہاں no profit no loss کی shuttle service شروع کرنی چاہئے اور اس سکیم میں روزگار کے مواقع دینے چاہئیں تاکہ لوگوں کو روزگار کے حصول کے لئے دور دراز جگہوں پر نہ جانا پڑے۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں خواتین کے لئے 15-ارب روپے رکھے گئے ہیں یقیناً یہ ایک بہت ہی اچھا کام ہے اور اس مرتبہ خواتین کے بارے میں بھی سوچا گیا ہے۔ میں اس میں گزارش کروں گی کہ جو بھی کام شروع کئے جائیں وہ ممبران خواتین کی monitoring میں ہوں اور یہ پیسا ان کی monitoring میں خرچ کیا جائے۔ خواتین کے لئے ہنر گھر بنائے جائیں جہاں پر انہیں نہ صرف مختلف products بنانے کی ٹریننگ دی جائے بلکہ گورنمنٹ کی سطح پر ان کے لئے exhibitions کا اہتمام بھی کیا جائے تاکہ وہ خود اپنی products کو فروخت کر سکیں۔ بنگلہ دیش میں garments ready made کے حوالے سے خواتین کا کردار ہمارے سامنے ہے کہ بنگلہ دیش کے پاس اپنی cotton نہیں ہے لیکن بنگلہ دیش نے آج پوری دنیا میں ready made garments میں ایک نام پیدا کیا ہے اور اس کا سارا credit وہاں کی خواتین کو جاتا ہے۔ ہمیں بھی اپنی خواتین کو encourage کرنا چاہئے، انہیں چھوٹے قرضے دینے چاہئیں اور وہ جو

products بنائیں انہیں market میں لے جانا چاہئے اور ان کی exhibitions کروانی چاہئیں اس سے ہمارے زرمبادلہ میں بھی اضافہ ہوگا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں صرف ایک بات کروں گی کہ روزنامہ "جنگ" کی خبر کے مطابق Pharmaceutical Companies سے ڈاکٹر کمیشن لے رہے ہیں جس کی وجہ سے ان کی بڑھی ہوئی قیمتوں سے غریب عوام بہت پریشان ہیں اور یہ کمپنیاں 100 سے 1000 فیصد تک منافع لے رہی ہیں۔ ان کا ایک ہتھکنڈہ research and development کا ہے جس کی base پر یہ لوگوں کی جیبیں لوٹ رہی ہیں۔ ان کمپنیوں کے وہ کمیشن جو یہ اپنے ایجنٹوں کو دیتے ہیں وہ 25 سے 35 فیصد تک ہوتا ہے اس سے آپ ان کے منافع کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اس پر خصوصی توجہ دی جانی چاہئے۔

جناب سپیکر! میری آخر میں یہ گزارش ہے کہ گریڈ ایک سے 16 تک کے ملازمین کو میڈیکل الاؤنس صرف -/500 روپے دیا جاتا ہے جبکہ 17 سے 22 گریڈ تک کے لئے کوئی حد نہیں ہے اور وہ لاکھوں روپے وصول کرتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ غریب آدمی کو ریلیف دینا چاہئے اور اسے بہتر سہولیات دینی چاہئیں۔ اس پر ضرور غور کیا جائے اور ان کے میڈیکل الاؤنس کو بڑھایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کی شکرگزار ہوں۔ میرا گلا بھی خراب ہے اور میری طبیعت بھی کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ اگر کچھ لغزش آئے تو اسے نظرانداز کر دیا جانا چاہئے۔

جناب والا! NFC ایوارڈ کے اجراء کے بعد یہ تمام صوبائی اسمبلیوں کا پہلا بجٹ ہے۔ اس NFC ایوارڈ پر تمام سیاسی قوتیں بلاشبہ خراج تحسین کی مستحق ہیں۔

جناب سپیکر! مجھے آج یہ کہتے ہوئے بھی خوشی ہو رہی ہے کہ جہاں ہمیشہ مختلف وفاقی حکومتیں صوبائی حکومتوں کو اپنے under رکھ کر کام کرنا بہتر اور مناسب سمجھتی ہیں وہاں پر وفاقی حکومت کی طرف سے اپنے فنڈز صوبوں کو منتقل کر دینا ایک بہت بڑا قدم ہے۔ اگر آج چاروں صوبوں کے ترقیاتی فنڈز کو ملا کر دیکھا جائے تو وہ وفاقی حکومت کے ترقیاتی فنڈ سے کہیں زیادہ ہیں اس لئے یہ جمہوریت کی طرف ایک بڑا مثبت قدم ہے جس پر تمام سیاسی قوتوں کو مبارکباد دینی چاہئے۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں بہت ساری اچھی باتیں ہیں جن کو میں ضرور سراہنا چاہوں گی۔ اس میں میڈیکل کالجوں کی تعداد میں اضافہ، liver transplant کا منصوبہ شروع کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ اس کے بعد سب سے اچھی بات یہ ہے کہ چودھری نثار صاحب کی مرضی کے خلاف سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں جو اضافہ propose کیا گیا اس پر یقیناً وفاقی حکومت اور پنجاب حکومت خراج تحسین کی مستحق ہے۔ یہ کچھ اچھی اور میٹھی میٹھی باتیں تھیں۔ اب کچھ کڑوی گولیاں بھی میں سمجھتی ہوں کہ نگلنا پڑیں گی۔

جناب سپیکر! سارا سال ہماری زباں بندی ہوتی ہے، بجٹ کے اس موقع پر مجھے آپ کو یہ گزارشات کرنی ہیں۔ میں پنجاب کے محکمہ Youth and Cultural Affairs کی پارلیمانی سیکرٹری ہوں۔ مجھے ایک بات کی حیرت ہوئی کہ ایک صبح جب میں نے اخبار پڑھا تو اس میں کسی Youth Commission کا اعلان خادم اعلیٰ پنجاب کی طرف سے کیا گیا تھا مجھے اس میں تکلیف یہ ہوئی کہ محکمہ تعلیم کی طرف سے اشتہار دیا گیا تھا اور محکمہ تعلیم کو اس میں involve کیا گیا تھا۔ مجھے محکمہ تعلیم کو involve کرنے پر اعتراض نہیں لیکن میرا یہ اعتراض بجا ہے کہ جب ایک Department Youth حکومت پنجاب کا موجود ہے تو اس محکمے کو نظر انداز کر کے اس Commission Youth کا انعقاد بالکل میری سمجھ سے باہر ہے اس طرح سے یہ پیغام دیا جانا کہ جن محکموں کے اندر پیپلز پارٹی کے وزراء یا ان کے اراکین اسمبلی موجود ہیں وہاں پر انہیں نظر انداز کیا جانا کسی صورت جمہوریت کی کامیابی ہے اور نہ ہی کوئی نیک شگون ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنے محکمہ کے حوالے سے دوسری بات کرنا چاہتی ہوں کہ میرا محکمہ اس حوالے سے سب سے زیادہ نظرانداز ہوا ہے کہ پچھلے چالیس سال میں صرف Culture Department کے ملازمین کو تیس چالیس سال ملازمت کرنے کے باوجود کوئی پنشن نہیں دی جاتی۔ تیس چالیس سال حکومت پنجاب کی سرکاری ملازمت کرنے کے بعد یہ خالی ہاتھ اپنے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں۔ اس محکمے کے بعد بھی بہت سارے ایسے محکمے بنے ہیں جن میں پنجابی آرٹ لینگوئج کا سنٹر ہے اس کے ملازمین کو بھی پنشن دی گئی ہے لیکن پنجاب آرٹ کونسل کے ملازمین کے لئے کوئی پنشن نہیں ہے، یہ سراسر ناانصافی ہے۔ وہ ملازمین بھی حکومت پنجاب کو serve کرتے ہیں اس لئے

میری strong recommendation ہے اور میری وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ سے گزارش ہو گی کہ ان کے لئے بھی پنشن کا اعلان کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ سستی روٹی کے بارے میں بہت ساری باتیں ہوئی ہیں۔ سستی روٹی پر وزیر اعلیٰ صاحب کا بڑا emphasis ہے مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ وہ سستی روٹی دینا چاہتے ہیں تو دیں لیکن مجھے نہیں معلوم کہ وہ کہاں بکتی ہے؟ سستی روٹی کے نام پر ترقیاتی فنڈ کو کاٹ دینا ناانصافی ہے، سستی روٹی کے نام پر سرکاری ملازمین کو چار چار مہینے تنخواہیں نہ ملنا زیادتی ہے۔ اگر روٹی سستی کرنے کا شوق ہے اور سستی روٹی پر اخراجات کرنے کا شوق ہے تو میاں برادران کی بہت سی ایسی اراضی ہے جو wastage ہے جس پر کوئی کام نہیں ہو رہا اس کو بیچ کر سستی روٹی پر اخراجات کئے جا سکتے ہیں اس لئے پنجاب کے لوگوں کے لئے سستی روٹی کے علاوہ بھی بہت سے concerns ہیں۔ پنجاب کے لوگوں کے اور بھی بہت سارے مسائل ہیں جن کو صرف سستی روٹی کے نام پر نظر انداز کر دینا عقلمندی نہیں ہے۔ اپنی اس سستی روٹی کے لئے اپنے وسائل میں اضافہ فرمائیے اور وہ آپ نے کہاں سے فرمانے ہیں یہ میرا concern نہیں ہے لیکن میرا یہ concern ضرور ہے کہ ترقیاتی فنڈز میں سے کٹوتی کر کے اور مختلف محکموں کے فنڈز میں کٹوتی کر کے سستی روٹی بانٹنا میں کسی صورت اس کو مناسب نہیں سمجھتی۔

جناب سپیکر! میں ایک بات ضرور کرنا چاہوں گی کہ وفاقی حکومت کا ایک پروگرام جس کا نام بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام ہے جب یہ شروع کیا گیا تو اس کی نقل میں ایک فوڈ سپورٹ پروگرام پنجاب میں بھی شروع کیا گیا جو چھ مہینے کے اندر اندر بند ہو گیا۔ اللہ کا فضل ہے کہ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام جاری ہے، یہ کوئی ایک ہزار روپے کا پروگرام نہیں ہے۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتی لیکن ایک concern مجھے ضرور ہے کہ چودھری نثار صاحب نے اپنی بجٹ تقریر کے اندر کہا کہ اس پروگرام کا نام تبدیل ہو جانا چاہئے، میں سمجھتی ہوں کہ چودھری نثار صاحب اس نام کے ساتھ اپنی دشمنی زیادہ دیر تک نہیں چھپا سکے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو کی شہادت کے بعد محترمہ کے نام پر ووٹ لینے کے لئے جلسے کئے گئے۔ محترمہ سے ہمدردی show کی گئی لیکن آخر وہ دشمنی باہر آ گئی، اس کو باہر آنا ہی تھا۔ میں سمجھتی ہوں کہ بڑے لوگوں کے نام پر ہمیشہ پروگرام شروع کئے جاتے ہیں اور پوری دنیا میں ایسا ہوتا ہے لیکن اگر چودھری نثار صاحب کو اتنی تکلیف ہے تو میں کہتی ہوں کہ بے نظیر بھٹو بننا آسان کام

نہیں ہے، بے نظیر بھٹو بننے کے لئے جان کی قربانی دینی پڑتی ہے اس لئے میں چودھری نثار صاحب سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میرا ان سے وعدہ ہے، میں وفاقی حکومت کی طرف سے وعدہ کرتی ہوں کہ اگر ان کی پارٹی کی طرف سے ایک بکرا یا بکری بھی قتل ہو جائے تو ہم اس کے نام پر بہت سارے پروگرام رکھنے کے لئے تیار ہیں۔ اس کے لئے یہ حوصلہ تو پیدا کریں کم از کم بے نظیر کے نام کی مخالفت کرنے کے لئے وہ guts تو ہونے چاہئیں کہ بے نظیر کا نام ہٹا دیا جائے، بے نظیر کا نام اس ملک کے لوگوں کے دلوں سے کوئی ہٹا سکا ہے اور نہ چودھری نثار جیسا کوئی ایجنٹ محترمہ بے نظیر بھٹو کا نام ہٹا سکتا ہے۔ جن لوگوں کو بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام سے تکلیف ہے تو مجھے اس پر حیرت ہوتی ہے کہ میں نے شیخوپورہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے فارموں پر بی بی کی تصویر کے اوپر نواز شریف کی تصویر لگا کر وہ فارم تقسیم کئے گئے، کیا اس طرح بے نظیر بھٹو کا نام ختم ہو جائے گا، کیا اس طرح آپ بے نظیر بھٹو کی جو اس ملک کے لئے قربانی ہے اس کو نظر انداز کر لیں گے؟ بے نظیر بھٹو بننے کے لئے وہ guts لایئے، اس قیادت کی وہ تمام چیزیں لائیں جو ان میں تھیں نہ کہ ان کی تصویر کے اوپر اپنی تصویر لگا کر سیاسی دکانداری چمکانے کی کوشش کریں۔ اس کے علاوہ جن لوگوں کو بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام سے تکلیف ہے تو وہ لکھ کر دے دیں کہ ہمیں اس بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام سے اختلاف ہے۔ ہم ان کے حلقے میں جا کر ان کی مرضی کے بغیر وہاں کے لوگوں کا poverty survey کریں گے، وہاں پر لوگوں کو ہیلتھ انشورنس دی جائے گی، ان کے بچوں کو ٹیکنیکل ایجوکیشن دی جائے گی اور بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کا نام کبھی تبدیل نہیں ہو سکتا بلکہ پاکستان کے اندر، جب تک پیپلز پارٹی میں صرف پیپلز پارٹی ہی نہیں کہوں گی بلکہ پاکستان کے اندر، جب تک ایک غیور انسان موجود ہے بے نظیر کا نام ختم نہیں ہو سکتا۔ یہ لوگ ضرور ختم ہو جائیں گے، جو کسی سیاسی ایجنڈے کے تحت آئے ہیں، جو ایجنسیوں کے پیروکار ہیں اور جو سیاسی مفاہمت کی اس فضا کو خراب کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ میاں محمد نواز شریف صاحب کو ہر تیسرے دن محترمہ بے نظیر بھٹو کی یاد آتی ہے، وہ ہمیشہ ان کے بارے میں ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور چودھری نثار صاحب اور ان کی پارٹی کے کچھ ایسے لوگ ہیں جو ہمیشہ محترمہ کے خلاف بات کرتے ہیں جو ان کی زندگی میں بھی ان کے پیچھے پڑے رہے۔ مجھے یہ حیرت ہوتی ہے کہ یہ محترمہ کے بارے میں ایسے جذبات رکھتے ہیں، محترمہ انہی کی مہربانیوں سے اپنے چھوٹے

چھوٹے بچوں کو لے کر اٹک جیل کے باہر مٹی کے ایک ٹیلے پر تین تین گھنٹے بیٹھتی رہیں، ان کے بچوں کو ان کے باپ سے ملاقات نہیں کرنے دی گئی۔ اس قسم کی باتیں میں سمجھتی تھی کہ محترمہ کی شہادت کے بعد جس طرح مفاہمت کا پیغام دیا گیا اور نوڈیرو میں آ کر جس طرح نواز شریف صاحب نے محترمہ کے بارے میں تعزیت کی اور اس کے بعد تمام پارٹیوں کی election campaign محترمہ بے نظیر بھٹو کے نام پر ہوئی۔ سب نے محترمہ بے نظیر بھٹو کے نام پر ووٹ مانگے۔ آج جو لوگ ان کی وجہ سے اسمبلیوں میں موجود ہیں، آج وہ ان کا نام برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ وہ اندر کی jealousy اور منافقت ہے جس کو وہ بہت دیر تک برداشت نہیں کر سکے اور آج وہ سامنے آگئی ہے جب یہ کہہ دیا گیا جسے میں بتانا چاہتی ہوں۔ میں یہ بات categorically آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتی ہوں کہ محترمہ بے نظیر بھٹو کا نام جن سکیموں کے ساتھ جڑا ہے وہ تو بہت بعد کی بات ہے لیکن جب بھی اس ملک میں جمہوریت کے لئے کوئی کام ہو گا یا جب بھی عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کوئی کام ہو گا تو یقیناً اس میں محترمہ بے نظیر بھٹو کا نام آئے گا۔ اُن کا نام اس ملک سے کوئی ختم نہیں کر سکتا اور چودھری نثار جیسے سیاسی بندے سے میں اس قسم کی کوئی توقع نہیں کر سکتی کہ وہ محترمہ بے نظیر بھٹو کا نام بھی لے سکے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ اُن کا محترمہ کے بارے میں نام لینا بھی محترمہ کے نام کی توہین ہے۔ جیو بھٹو، جئے بے نظیر، جئے پاکستان۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

MR DEPUTY SPEAKER: No point of order please.

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ کوئی بجٹ پر تقریر نہیں بلکہ ایک political speech ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اُن کا ٹائم ہے۔ خان صاحب! یہ Chair کا right ہے، آپ تشریف رکھیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! انتہائی افسوس ہے کہ یہ اس طرح کی بات کر رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ And no point of order allowed

جناب اعجاز احمد خان: ہم نے وفاقی حکومت پر کبھی بات نہیں کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔ یہ اُن کا ٹائم ہے اس کے اندر وہ جو مرضی بات کریں، respond کرنے کا ٹائم اُن کے پاس موجود ہے۔ پلیز تشریف رکھئے۔ جی، شاہد محمود صاحب!

جناب شاہد محمود خان: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین o الرحمٰن الرحیم۔ پنجاب کے پیش کردہ حالیہ بجٹ میں جنوبی پنجاب پر مشتمل خطے کی ترقی وخوشحالی کے لئے 52۔ارب روپے کی جو خطیر رقم مختص کی گئی ہے وہ بلاشبہ پنجاب حکومت کا ایک احسن اور بہت بڑا اقدام ہے جس کے لئے میاں محمد شہباز شریف وزیراعلیٰ پنجاب اور اعلیٰ قیادت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ بلاشبہ اگر 52۔ارب روپے کی یہ خطیر رقم اس خطے کے مجبور عوام کے بنیادی مسائل کے حل کرنے کی ٹھوس منصوبہ بندی کی گئی ہے تو یہاں کے عوام میں موجود احساس محرومی کو دور کرنے میں مدد ملے گی بلکہ قیام پاکستان کے بعد پہلی مرتبہ اس خطے میں حقیقی اور فلاحی ترقی کی مستقل بنیاد ہوگی لیکن یہ سب کچھ اسی صورت میں ممکن ہے کہ اس رقم کے استعمال کی منصوبہ بندی کا کام بیوروکریسی کے روایتی افسران کے سپرد کرنے کی بجائے سرائیکی خطے کے عوام کے ووٹوں سے منتخب کردہ نمائندگان کے حوالے کیا جائے جو یہاں کے عوام کے بنیادی اور حقیقی مسائل سے آگاہ ہیں۔ اس سلسلے میں میری یہ تجویز ہے کہ party politics سے بالاتر جنوبی پنجاب کے خطے سے منتخب شدہ تمام ممبران صوبائی اسمبلی پر مشتمل ایک خصوصی کمیٹی تشکیل دی جائے جس کے لئے میرے نزدیک "وسیب کمیٹی" کا نام سب سے بہتر ہے لہٰذا میری یہ تجویز ہے کہ اس کی قیادت کا فریضہ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کو سونپا جائے جو یہ کمیٹی بجٹ میں مختص اس خطیر رقم کو سرائیکی وسیب کے عوام کے اجتماعی مسائل کو حل کرنے اور خطے کی تعمیر وترقی کے لئے ٹھوس منصوبہ بندی کرے لیکن مجھے خدشہ ہے کہ اگر یہ فلاحی کام ایک بار پھر بیوروکریسی کے روایتی ڈھانچے کے سپرد کیا گیا تو اس رقم کے ضائع ہونے سے نہ صرف عوام کے کندھوں اور قومی خزانے پر قرضوں کے بوجھ میں اضافہ ہوگا بلکہ جنوبی پنجاب کی اصلاح پر ایک نئے صوبے کا مطالبہ زور پکڑے گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! آپ پر اعتراض آرہا ہے اس لئے آپ صرف consult کر سکتے ہیں لیکن ساری تقریر دیکھ کر نہیں کر سکتے۔

جناب شاہد محمود خان: ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! میں کہہ رہا تھا کہ نہ صرف قرضوں کے بوجھ میں اضافہ ہو گا بلکہ ایک نئے صوبے کے قیام کا مطالبہ ایک زبردست سیلاب کی صورت میں پھیلے گا اور نئے صوبے کے قیام کو روکا نہیں جا سکے گا۔ اس کے علاوہ جنوبی پنجاب کے مسائل اور خطے کے عوام کے احساس محرومی کو ختم کرنے کے لئے میری تجویز یہ ہے کہ ایک صوبائی منسٹری برائے جنوبی پنجاب بنا دی جائے تاکہ اسے focus کر کے وہاں کے مسائل کا حل نکالا جائے۔ اسی طرح میں گزارش کروں گا کہ جس طرح وزیر اعلیٰ پنجاب نے NFC ایوارڈ تقسیم کرانے میں جو کردار ادا کیا اس کا اعتراف تمام وزرائے اعلیٰ نے بھی کیا۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوانی صاحب! کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔ Let him talk and this is no way.

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اگر کسی ممبر نے تقریر پڑھ کر کرنی ہے تو وہ آپ کو جمع کروا دے۔ اس طرح کرنا rules کے خلاف ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہد خان صاحب! یہ بالکل valid پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ پہلے بھی اس طرح ہوا ہے۔ آپ صرف consult کر سکتے ہیں لیکن دیکھ کر نہیں پڑھ سکتے۔ اب اگر آپ نے دیکھ کر پڑھی تو پھر میں آپ کو روک دوں گا۔

جناب شاہد محمود خان: جی، ٹھیک ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے جس طرح NFC ایوارڈ تقسیم کروایا اس کو تمام وزرائے اعلیٰ اور وفاقی حکومت نے بھی سراہا، خصوصی طور پر انہوں نے پنجاب کے حصے کا 11۔ارب روپیہ بلوچستان کو دیا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے 2۔ارب روپے کا امراض قلب کا ہسپتال بلوچستان میں بنانے کے لئے بھی کہا، میں اس کاوش کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں لیکن میں یہ بھی کہوں گا کہ جب بلوچستان میں پنجابی قتل ہو رہے ہیں اور جو پنجابی قتل و غارت کے بعد وہاں سے ہجرت کر کے پنجاب میں واپس آئے ہیں ان پنجابیوں کے لئے کسی روزگار اور رہائش کا بھی بندوبست کیا جائے۔ میری یہ خصوصی گزارش ہو گی کہ ان کو گھر دیئے جائیں۔

میں اپنی بجٹ تقریر دو حصوں میں تقسیم کرتا ہوں، ایک جنوبی پنجاب کی احساس محرومی اور دوسری پنجاب پر قرضوں کا بوجھ۔ اس حوالے سے چونکہ figures کی بات ہوگی اس لئے مجھے پڑھ کر سنانا پڑے گا۔ موجودہ حالات میں حکومت پنجاب نے 485۔ارب روپے کے قرضے ادا کرنے ہیں جس میں 95۔ارب روپے کے قرضے ملکی بنکوں کے ہیں اور 391۔ارب روپے کے بیرونی بنکوں کے قرضے ہیں۔ قرضے کی صورت آپ خود دیکھ لیں کہ علامہ اقبال نے بھی پنجہ یہود کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ پنجہ یہود قرضوں کی صورت میں آپ کو جکڑ لیتا ہے، پھر وہ اپنی شرائط منواتے ہیں جو آپ کی غیرت وحرمت کو بھی خرید لیتے ہیں اس لئے ہمیں ان قرضوں سے جان چھڑانی چاہئے۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ ان قرضوں کی مد میں ہم نے اسی بجٹ میں 53۔ارب روپے کا قرضہ واپس کرنا ہے اور ملکی قرضہ جو ہم نے واپس کرنا ہے وہ 23۔ارب روپے ہے لیکن اُس پر 17۔ارب روپے کا سود ہے۔ غیر ملکی قرضہ 8۔ارب روپے کا ہے جس پر 3۔ارب روپے کا سود ہے۔ پنجاب میں پچھلے سات سالوں میں جنوبی پنجاب پر صرف 130۔ارب روپے خرچ کئے گئے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس طرح سالانہ 16۔ارب روپیہ جنوبی پنجاب پر خرچ ہوا۔ جو قرضے ہم نے لئے ہیں ہم سے اسی قرضوں کی مد میں ٹیکس لیا جائے باقی 546۔ارب روپے پنجاب میں جہاں پر خرچ ہوئے ہیں وہاں کے لوگوں سے ٹیکس collect کرکے اُن قرضوں کی واپسی کی جائے۔

جناب سپیکر! میں سبسڈی کا ذکر کروں گا کہ اس بجٹ میں 21۔ارب روپے کی سبسڈی دی گئی ہے جس میں گندم پر 13۔ارب، ramzan package پر 2۔ارب، شمسی توانائی کے ٹیوب ویلوں پر ایک ارب 16 کروڑ، سالڈ ویسٹ پراجیکٹ پر 2۔ارب، سستی روٹی پر 5۔ارب اور پبلک ٹرانسپورٹ پر ایک ارب روپے دیئے گئے ہیں۔ میں گزارش یہ کروں گا کہ جنوبی پنجاب کا اس سبسڈی میں علیحدہ حصہ متعین کر دیا جائے کیونکہ ہمارا علاقہ بہت زیادہ احساس محرومی، پسماندگی اور غربت میں ہے اس لئے خصوصی طور پر خیال کیا جائے۔

جناب سپیکر! اب میں اس بجٹ میں کچھ تجاویز بھی دینا چاہوں گا اور جنوبی پنجاب کی احساس محرومی کی وجہ بھی بتاؤں گا۔ سرکاری ملازمین کی تنخواہ پچاس فیصد بڑھائی گئی ہے جو بہت ہی خوش آئند بات ہے۔ پنجاب کے 42 محکمے ہیں جن میں 12 لاکھ سرکاری ملازم ہیں جو کہ بہت بڑا بوجھ ہیں لہذا محکموں

میں ملازمین کی تعداد کم کی جائے۔ جنوبی پنجاب کی آبادی 31فیصد ہے جبکہ ہمارے سرکاری ملازم صرف 11فیصد ہیں۔ غور کرنے کی بات ہے کہ ہماری آبادی 31فیصد ہے جبکہ ہمارے حصے میں سرکاری ملازمتیں صرف 11فیصد ہیں۔ میں فنانس منسٹر صاحب کو بتانا چاہتا ہوں کہ ان کی تقریر میں ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے tribal areas کی ترقی کے لئے 3۔ارب38کروڑ روپے کی لاگت سے ایک ترقیاتی منصوبہ Tribal Area Development Programme شروع کیا گیا ہے اس منصوبے کے لئے اس سال25کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جبکہ ستم ظریفی یہ دیکھیں کہ پچھلے سال اس پر صرف 2 کروڑ روپے خرچ ہوئے ہیں۔ ویسے یہ منصوبہ 3۔ارب38کروڑ روپے کا ہے لیکن پچھلے سال صرف 2 کروڑ روپیہ خرچ ہوا تھا۔ سیاحت کے لئے ایک ارب67کروڑ روپیہ مختص کیا گیا ہے۔ آئندہ برس مری میں سیاحوں کے لئے جدید طرز پر chair lift system بہت خوش آئند بات ہے لیکن میری یہ گزارش ہے کہ فورٹ منرو کے لئے بھی مری جتنی رقم رکھی جائے۔ میری وزیر موصوف سے خصوصی گزارش ہو گی کہ ہمارا علاقہ اس حد تک ہے کہ راجن پور سے مری آنے میں پندرہ سولہ گھنٹے لگتے ہیں تو میری منسٹر صاحب سے گزارش ہو گی کہ فورٹ منرو کے لئے بھی وہی رقم رکھی جائے۔ اسی طرح بڑے شہروں کی انفراسٹرکچر کی بحالی کے لئے 2۔ارب20کروڑ روپے رکھے گئے ہیں ان میں فیصل آباد، راولپنڈی، سرگودھا اور گوجرانوالہ کو شامل کیا گیا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ ملتان، ڈیرہ غازی خان اور لودھراں کو بھی شامل کیا جائے کیونکہ ان کے انفراسٹرکچر کا بھی بہت برا حال ہے۔ ملتان کی sewerage کا اتنا زیادہ برا حال ہے کہ لوگ روتے پھرتے ہیں اور sewerage کے گندے نظام کی وجہ سے Hepatitis-C کی بیماری بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے۔

میں اپنی تقریر کو ختم نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ points تو بہت تھے لیکن یہی کہوں گا کہ آئندہ سال میں Hepatitis-C کے لئے رکھے گئے، 33کروڑ انتہائی کم ہیں کیونکہ جنوبی پنجاب میں یہ بیماری سب سے زیادہ ہے۔ اسی طرح پسماندہ اور دور دراز کے علاقوں کے بچوں کی تشویشناک حد تک شرح خواندگی کے پیش نظر میٹرک تک تعلیم کے وظائف میں ایک ارب روپیہ رکھا گیا ہے تو جنوبی پنجاب میں کسی کو وظیفہ نہیں ملا۔ اس سال ایک ارب 5کروڑ روپیہ اور رکھا گیا ہے تو میں یہ کہوں گا کہ منسٹر صاحب لازمی یہ بتائیں کہ وہ پیسے کہاں کہاں خرچ ہوئے ہیں؟ اسی طرح ڈیرہ غازی خان، ساہیوال، گوجرانوالہ اور

سیالکوٹ میں نئے بنائے گئے میڈیکل کالجوں میں employees Social Security کے دو کالجوں کا ذکر کیا گیا ہے لیکن ان کے علاقے نہیں بتائے گئے تو میری یہ گزارش ہو گی کہ وہ بتائیں اور راولپنڈی میں دل کے امراض کا بنایا جانے والا ہسپتال جہلم یا چکوال میں بنایا جائے کیونکہ راولپنڈی میں پہلے ہی ملٹری ہسپتال کے علاوہ بہت سے ہسپتال ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ شمسہ گوہر صاحبہ!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔خواجہ عمران نذیر صاحب!

خواجہ عمران نذیر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا موقع دیا۔ہماری اس حکومت کو معرض وجود میں آئے ہوئے آج دو سال سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا ہے تو الحمدللہ اس دو سال کے عرصے میں تمام تر نامساعد حالات کے باوجود، ورثے میں ملی ہوئی دہشت گردی کے باوجود، ورثے میں ملے ہوئے خالی خزانوں کے باوجود میں مبارکباد پیش کرنا چاہوں گا خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب، ان کی ٹیم کو، وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ صاحب، سیکرٹری خزانہ اور ان کی ٹیم کو جنہوں نے ان نامساعد حالات کے باوجود ایک بہترین اور متوازی بجٹ پنجاب کے عوام کے لئے پیش کیا ہے۔

جناب سپیکر!جو لوگ تعصب کی عینک لگا کر بات کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان دو سالوں میں کوئی کام نہیں ہوا اور کچھ نہیں ہوا تو انہیں شاید 42 ہزار ایجوکیٹرز کی میرٹ پر بھرتی نظر نہیں آتی کہ جس میں اس ایوان میں بیٹھے ہوئے کسی ایک شخص کی کوئی سفارش نہیں چلی۔ہم سب نے کسی کے لئے کوئی سفارش نہیں کی اور سو فیصد میرٹ پر 42 ہزار ایجوکیٹرز بھرتی ہو کر آئے۔ان لوگوں کو شاید یہ نظر نہیں آتا کہ ایک لاکھ سے زائد اساتذہ کرام کو دوبارہ train کیا گیا ہے جن کی خصوصی training کی گئی تاکہ معیار تعلیم کو بلند کیا جائے۔انہیں شاید پڑھے لکھے پنجاب کے نام پر اربوں روپے اشتہارات کی نذر کرنے اور ایک شخص کی قصیدہ گوئی کرنے کا سٹائل پسند تھا جو کہ سٹائل اس ملک میں موجود نہیں ہے۔ اس ملک میں تعلیم کے شعبے میں جو ترقی اور اس ملک میں خاص طور پر صوبہ پنجاب میں قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کا جو وژن ہے جس طرح سے وہ پنجاب کی education کو دیکھنا چاہتے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ ہمارا ایک ایک بچہ international standard پر education حاصل کرے۔ دانش سکولوں کی ابھی جیسے میرے بھائی نے بات کی تو دانش سکول ابتدائی مراحل میں ہیں اور ابھی آپ صبر

کیجئے۔ پڑھا لکھا پنجاب پر آپ نے اربوں روپے برباد کر دیئے۔ الحمد للہ ہمیں بڑا احساس ہے کہ ہم نے آپ کی طرح mobilization advance کے طور پر اربوں روپے نہیں دیئے۔ پنجاب کا پیسا پنجاب کے عوام کی امانت ہے اور انشاء اللہ ایک ایک روپے کو نہایت سوچ اور سمجھ کر استعمال کیا جائے گا۔ 5۔ ارب روپے کی خطیر رقم سے 4286 سکولوں میں computerized labs بنائی گئی ہیں اور اس کے علاوہ لاکھوں اساتذہ، ڈاکٹروں کو regular کیا گیا ہے وہ بھی آج اس حکومت کو دعائیں دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم نے وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے اخراجات کو رضاکارانہ طور پر اس حد تک کم کیا کہ آج وہاں پر گلچھرے نہیں اڑائے جاتے۔ پچھلی حکومتوں نے جس طرح اس پیسے کو بے دریغ لوٹا تو آج اللہ کے فضل و کرم سے سادہ چائے اور کافی کے ساتھ مہمانوں کی تواضع کی جاتی ہے اور اس طریقے سے ہم نے رقم بچائی ہے۔ اربوں روپے سے وہ لوگ جو سرکاری دورے کیا کرتے تھے آج تاریخ میں پہلی مرتبہ یہ واقعات ہوئے ہیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کسی بیرونی سرکاری دورے پر تشریف لے جاتے ہیں اور ان کے ساتھ اگر اس ایوان میں بیٹھا میرا کوئی ساتھی یا بھائی جاتا ہے، کوئی وزیر جاتا ہے، میں بھی ایک دفعہ جا چکا ہوں تو اللہ کے فضل و کرم سے ہم سرکاری پیسا نہیں اڑاتے۔ وہاں جا کر اگر ایک بسکٹ بھی کھایا جاتا ہے تو اپنی ذاتی جیب سے اس کی ادائیگی کی جاتی ہے اور وہ پیسے بچا کر اس ملک کے position holders بچوں کو protocol دینے پر خرچ کیا جاتا ہے۔ وہ پیسا اس ملک کے position holders کو یورپ اور انگلینڈ کی یونیورسٹیوں کی سیر کرانے پر خرچ کیا جاتا ہے۔ آج اللہ کے فضل و کرم سے ہمارے سکولوں اور کالجوں میں missing facilities کو دور کرنے پر یہ پیسا خرچ کیا جاتا ہے۔ یہاں پر بہت بات ہوتی ہے سستی روٹی، سستی روٹی تو مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے کہ آج لوگ اگر خودکشیاں کرتے ہیں تو الزام لگانے والے ہی سستی روٹی کی مخالفت کرتے ہیں، ان کی سوچوں پر افسوس ہے۔ یہاں پر کچھ لوگوں کو فوبیا ہو گیا ہے جیسے پنجاب کی ایک اعلیٰ شخصیت کو رانا ثناء اللہ فوبیا ہو گیا ہے اور اسی طرح آج میری ایک colleague کو چودھری نثار فوبیا ہو گیا ہے۔ آج شاید چودھری نثار کا یہ گناہ ہے کہ وہ مرکز میں بیٹھ کر حکومتی ایوانوں کی corruption پر نظر رکھتے ہیں۔ آج انہیں فوبیا سے باہر نکلنے کی ضرورت ہے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کے بارے میں شاید ہی کوئی ایسا بدبخت ہو گا جو ان کے لئے نیک جذبات نہیں رکھتا ہو گا۔ محترمہ عظیم شخصیت تھیں، ہم تمام ان کی یاد میں روتے ہیں لیکن بے نظیر

انکم سپورٹ پروگرام تمام تر معاملات کے باوجود بہت اچھا پروگرام ہو گا، مجھے اس سے کوئی گلہ شکوہ نہیں ہے محض اس بات کے کہ الزامات لگتے ہیں جس طرح یہاں بھی لگتے ہیں لیکن میرا مشورہ ہے کہ اگر محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی تصویر لگا کر بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام چلانے میں کوئی عظمت ہے تو کیا آج قوم یہ پوچھنے کا حق نہیں رکھتی کہ محترمہ کی تصویر کو اتنی عقیدت مگر محترمہ کے قاتلوں کو guard of honour دے کر اس ملک سے رخصت کر دیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ دو رُخی ہے۔ آج پیپلز پارٹی کا بنیادی رکن یہ سوال پوچھنے کا حق رکھتا ہے کہ محترمہ کے قاتلوں کو گود میں بٹھانا اور پھر محترمہ کی بات کرنا یہ double standards ہیں اور انہیں اس double standards سے باہر نکلنا پڑے گا۔ آج سستی روٹی پر تنقید کرنے والوں کو یہ چیز ہضم نہیں ہوتی کہ آج ایک غریب -/2 روپے میں روٹی کھا لیتا ہے۔ یہاں پر پھر میں وہ بات کروں گا کہ اربوں روپے mobilization کے نام پر کاموں کے لئے ایڈوانس دے دیئے جاتے ہیں اور پھر انہیں پوچھنے والا کوئی نہیں ہوتا۔5۔ارب روپے کی رقم کچھ بھی نہیں، 5۔ارب روپے کی رقم محمد شہباز شریف کا بس چلے تو سارا بجٹ ان غریبوں پر لگا دے جو بھوک سے بلک رہے ہیں اور مر رہے ہیں لیکن آج میں بتانا چاہتا ہوں کہ ramzan package، گندم سبسڈی اور پبلک ٹرانسپورٹ پر ایک ارب روپے رکھا گیا ہے اور میں پھر واپس آؤں گا بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام پر بڑا مفید مشورہ دیا گیا قائد محترم میاں محمد نواز شریف صاحب کی جائیداد کا تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ این آر او کے ذریعے اربوں روپے کی corruption کو معاف کروایا گیا تھا، یہ سرے محل کو بیچیں اور سرے محل کی رقم سے بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کو چلائیں۔ اپنی ذاتی تشہیر اگر انہوں نے کرنی ہے تو پھر یہ بھی اپنا پیسا استعمال کریں مگر ہم ایسی باتیں نہیں کرتے۔ بڑے ادب سے میں نے یہ باتیں عرض کی ہیں۔ ہم ایسی باتوں پر نہیں جاتے کیونکہ ہم عملی کام پر جاتے ہیں اور اللہ کے فضل سے ہمارا کام بولتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

آج پنجاب میں بے گھر لوگوں کے لئے پانچ مرلہ سکیم شروع کی جا رہی ہے۔ Punjab Land Development Company کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جس کے لئے 250 ملین روپے دیئے گئے ہیں اور اس مرتبہ اس پر 500 ملین روپے دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! روزگار ہمارے لوگوں کا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اور آج اللہ کے فضل و کرم سے ہمارے پنجاب کا ادارہ TEVTA لوگوں کو skilled کرنے کے لئے کام کر رہا ہے۔ آپ کی حکومت Skilled Development Endowment Fund کا قیام عمل میں لے کر آئی ہے اور اس کے لئے 50 کروڑ روپے کی ابتدائی رقم رکھی گئی ہے۔

میں صحت کے متعلق بات کروں گا کہ خادم اعلیٰ پنجاب نے صحت کو بڑا focus کیا ہے۔ آج آپ پنجاب کے طول و عرض کے کسی بھی ہسپتال میں چلے جائیں، آپ کو اللہ کے فضل و کرم سے غریب مریض کو کہیں باہر سے medicine نہیں لانی پڑتی۔ آج پنجاب کے almost ہسپتالوں میں ائرکنڈ یشنز اور جنریٹرز لگا دیئے گئے ہیں۔ آج میں یہاں آنے سے پہلے صبح بھی اپنے حلقے کے ٹی بی ہسپتال میں visit کر کے آیا وہاں میں نے لوگوں سے پوچھا تو پتا چلا کہ وہاں لوگوں کو کھانا بھی ملتا ہے۔ ہمیں عوام نے عوام الناس کی تکالیف کے ازالے کے لئے mandate دیا ہے نہ کہ یہاں پر بیٹھ کر ایسی باتیں کرنے کے لئے جس سے controversy بڑھے۔ میں نے دو روز پہلے اخبار میں ایک محل کی تصویر دیکھی، being پاکستانی، being political worker میرا دل تو اس سے بہت زیادہ جلا۔ ترکی میں ایک محل ہے جس میں وہ شہزادہ جو اس اسمبلی میں دس بار elect ہونے جا رہا تھا اور وہ شہزادہ جس کو انہوں نے شہزادہ اعظم بنا کر رکھا ہوا تھا، اس وقت یہاں میرے وہ بہن بھائی موجود نہیں ہیں جو اس کی تعریفوں میں آسمان اور زمین کے کلابے ملایا کرتے تھے آج شاید یہ بھی اس کا نام لیتے ہیں یا نہیں لیتے؟ ترکی میں جنرل پرویز مشرف نے محل بنایا ہوا ہے جس میں وہ سال میں صرف دو مرتبہ اس ایکڑوں پر محیط مہنگے ترین محل میں جاتا ہے۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ کیا یہ اس کے باپ کا پیسا تھا، اس کے پاس یہ پیسا کہاں سے آگیا؟ یہی دس سال کی لوٹ کھسوٹ ان بنچوں پر بیٹھنے والوں کے ساتھ مل کر اس نے کی اور یہی لوٹ کھسوٹ کر کے آج وہ اربوں روپے کا محل لے کر ان سے Guard of Honour لے کر چلا گیا۔ آج قوم پوچھتی ہے کہ آپ نے دس سال جس کے خلاف جدوجہد کی اس کے خلاف آپ نے آرٹیکل 6 کے تحت ٹرائل کیوں نہ کیا، آپ نے اس کو Guard of Honour کیوں دیا اور آپ 3۔نومبر کے اقدامات کو تحفظ دینے کی کیوں بات کرتے تھے؟ یہ وہ سوالات ہیں جب تاریخ دان تاریخ لکھے گا تو اس کا جواب بھی بہت سے لوگوں کو دینا پڑے گا۔ میں دوبارہ بجٹ کی speech پر آتا ہوں۔ (قہقہہ)

سچ بات بہت سے ساتھیوں کو شاید ہضم نہیں ہوتی لیکن میرا ان تمام ساتھیوں کے لئے مشورہ ہے جو یہاں جذباتی ہو کر محترمہ بے نظیر بھٹو شہید، اللہ ان کو کروٹ کروٹ جنت دے، ان کا نام لیتے ہیں۔ خدارا ان کے قاتلوں کا، آپ کے صدر کہہ چکے ہیں کہ ان کے قاتلوں کا مجھے پتا ہے تو خدارا ان کے قاتلوں کو بے نقاب کیجئے۔ ورنہ آپ کا political worker آپ کو معاف نہیں کرے گا۔ میں نے بہت ساری باتیں کرنی تھیں۔ اتنے اچھے اچھے کام الحمدللہ ہوئے ہیں لیکن چونکہ وقت کی قلت ہے میں اپنے ان الفاظ کے ساتھ اپنی بات کا خاتمہ کرتا ہوں اور اس عہد کے ساتھ اپنی بات کا خاتمہ کرتا ہوں کہ:

تسلیم کہ رات اندھیری ہے الام کی گھمن گھیری ہے
تیرا تن زخموں سے چور بہت میرا دل غم سے رنجور بہت
اے کعبہ و دل اے معبد جاں تجھے زخمی چھوڑ کے جاؤں کہاں
میرے جیتے جی ان شہروں پر ان کھیتوں پر ان نہروں پر
آسیب کی زردی چھائے کیوں تیرے نین کنول مرجھائے کیوں
اے میرے دیار وفا و یقیں خوشحال سدا آباد سدا تیرے بازو گجرے لال سدا
سر رکھ دیں گے ہر پتھر پر دل رکھ دیں گے ہر ڈالی پر
ہم آنچ نہ آنے دیں گے کبھی اس ملک کی خوش اقبالی پر

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ طیبہ ضمیر!

محترمہ طیبہ ضمیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

لاکھ آندھیاں اٹھیں ہزار برق گرے
وہ پھول کھلتے رہے ہیں جو کھلنے والے تھے
فضاء بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی
بدل سکتا ہے رخ تقدیر کا تدبیر کی جانب
خلوص دل سے جب ہم کوئی تدبیر کرتے ہیں

آدمی شب خون مارے گا پرانی سوچ پر
اک نئی صورت سے یہ دنیا اجالی جائے گی
دکھ ہمارے مشترک ہوں گے تو سکھ بھی مشترک
فکر انسانی ان سانچے میں ڈھالی جائے گی

میں سچے دل سے اور اپنے رب کو حاضر ناظر جان کر کہتی ہوں کہ یہ نہ صرف میرے دل کی آواز ہے بلکہ کروڑوں پاکستانیوں کے دل کی پکار ہے۔ میں وزیراعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ جن کا character اسمبلی کے لئے اور باہر balanced ہے مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ پاکستان مسلم لیگ(ن) کے سینئر مشیر سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب، کیبنٹ کے ممبران، تمام سیکرٹریوں اور ان کی ٹیم کو جنہوں نے اس شاندار بجٹ کو ترتیب دیا۔ انہوں نے عوام کے دکھ اور درد کو محسوس کرتے ہوئے ایک مکینیکل، ٹیکنیکل اور نفسیات کو سمجھتے ہوئے سیاسی بجٹ دیا ہے اس پر میں اللہ رب العزت کی شکر گزار ہوں کہ اس نے ہمارے قائد محترم کو ایسا ذہن دیا، ان کے رفقائے کار کو اتنی ہمت دی کہ اتنے sensitive حالات اور اتنے خاص وقت میں اتنا اچھا بجٹ پیش کیا۔ ان کا یہ سچائی کا جذبہ تھا، ان کے خلوص کی صداقت تھی کہ ایسے complicated حالات میں سے یہ گزرے ہیں۔ یہاں پر ہمارے قائدین محترم اور ہمارے سینئر قائد ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب بیٹھے ہیں ہم disciplinary لوگ ہیں، ہمیں اخلاقیات کا درس دیا گیا ہے اور ہم شتر بے مہار بات نہیں کرتے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا آپ ان کے جھوٹے خداؤں کو برا نہ کہو ورنہ وہ آپ کے سچے خدا کو برا کہیں گے۔ ابھی حالیہ اخبار میں چینی نائب وزیراعظم کا بیان آیا کہ "ایہہ میاں محمد نواز شریف جتنے آپ پاکستان میں مقبول ہیں اتنے ہی چائنا میں مقبول ہیں۔" ہماری پنجابی میں کہاوت ہے کہ "کاواں دے آکھیاں ڈھگیاں نوں کجھ نئی ہوندا"۔ یہ خود منہ میاں مٹھو بننے والی بات نہیں ہے۔ ہم حقیقت پسند لوگ ہیں، ہم الحمدللہ سچائی پر قائم رہنے والے ہیں اور ہم جبر و ظلم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے والے ہیں۔ ہمارے کردار پر کوئی دھبہ نہیں ہے، ہمارے قائد نے جو جو پالیسیاں دی ہیں اور جو جو پراجیکٹ شروع کئے ہیں کوئی ان کے مقابلے میں لائے ایسا ذہن اور اپنی کوئی سوچ لائے۔ ہمارے قائد کی سوچ کو ہر سطح پر سراہا گیا ہے اور سراہا جاتا ہے۔ جس میں سچائی ہوتی ہے وہ ہر کرپشن سے پاک ہوتا ہے۔ یہ بجٹ انشاء اللہ تعالیٰ مستقبل

میں نشان منزل ثابت ہو گا اور یہ وہ کتاب کی روشنی ہے جس میں لکھا گیا ہے کہ قدم کی روشنی ملے تو اگلا قدم خود اٹھایا جاتا ہے۔ یہ بجٹ ایک جگنو ہے جس کی مشعل انشاء اللہ تعالیٰ پورے پاکستان میں پھیلے گی۔ میں اس بات پر بھی اپنے قائدین کے تدبر اور ان کی فراست کو داد پیش کرتی ہوں جنہوں نے کالاباغ ڈیم کے لئے دس لاکھ ٹوکن منی رکھی۔ اس وقت ایک اور issue ہے دانشور لکھتے ہیں کہ اس وقت پاکستان قحط زدہ ہو رہا ہے، پاکستان پیاسا ہے اور پاکستان کو اپنے کھیتوں کے لئے پانی کی ضرورت ہے۔ پاکستان کے پاس پینے کا پانی نہیں ہے تو اللہ کے فضل و کرم سے یہ منصوبہ جس کو تنگ نظر اپوزیشن بلکہ میں کہتی ہوں کہ یہ اپوزیشن نہیں ہے، اپوزیشن تو وہ ہوتی ہے جو آج کے دور میں، آج کے وقت میں جو پراجیکٹ، پالیسیوں کو بغور دیکھ کر اور معائنہ کر کے اچھائیوں کو سراہتی ہے اور غلطیوں کو بتاتی ہے۔ آپ کے پاس ایسا دماغ نہیں ہے، آپ کے پاس تو صرف الف بابا جس کے بارے میں میرے پاس ثبوت ہیں اور اخبارات ہیں جو میں ایوان کو دکھاؤں گی۔ کارگل کے بارے میں فرحت اللہ بابر کہتے ہیں کہ یہ انکوائری رپورٹ کو اس وقت کا آمر کیوں چھپاتا ہے جس وقت کارگل کی انکوائری آئی تو یہ لوگ اس وقت بھی نعوذباللہ اسمبلیوں سے elect کروا رہے تھے۔ آج نعوذباللہ اس آمر کا ساتھ دینا، ہم نے اس وقت بھی کہا اور آج بھی کہتے ہیں کہ وہ مکروہ تھا اس آمر کی وجہ سے پاکستان تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے اور یہ قیادت جس کے بارے میں دانشوروں نے بھی لکھا کہ پاکستان میں میاں محمد نواز شریف کی بھی ضرورت ہے اور نواز شریف پاکستان میں واپس آئیں گے تو یہ پاکستان کا استحکام ہو گا، ان کو شان و شوکت کے ساتھ پاکستان اسی بناء پر لایا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت دو گھنٹے بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! علم انبیاء کی میراث ہے اور تعلیم پر جتنی توجہ دی جائے اتنی کم ہے۔ آپ دیکھیں کہ جس وقت سے حکومت آئی ہے اس قلیل ٹائم میں کیسے کیسے منصوبے، کیسے کیسے اقدامات کئے گئے ہیں اور خطیر رقم ایجوکیشن کی مد میں رکھی گئی ہے۔ talented students کی حوصلہ افزائی کے لئے کیا کیا شاندار مواقع فراہم کئے جا رہے ہیں اور تعلیمی میدان میں دانش کدہ سکول جو ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب کے خوابوں کی تعبیر ہے کیا جھونپڑیوں میں رہنے والے بچے ہمیشہ حسرت سے دیکھیں کہ ایچی سن میں پڑھنے والے بچے کون ہوتے ہیں اور اعلیٰ تعلیم کو ترسیں۔ یہ وہ vision ہے جو

کہ یہاں پر امیر اور غریب کی تفریق کو ختم کرتا ہے اور وہ لوگ جو ساری زندگی سہانی حسرت لئے اس دنیا سے گزر جاتے وہ انشاءاللہ تعالیٰ اس دانش کدہ تحریک سے فیض یاب ہو کر اس ملک اور قوم کی خدمت کریں گے اور بہترین تابوت ثابت ہوں گے۔

جناب سپیکر! سستی روٹی کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں اور میرے خیال میں سستی روٹی کی مخالفت کرنے والے سستی شہرت چاہتے ہیں۔ جب آپ نے اربوں روپے کے قرضے معاف کروائے، جب آپ نے اس ملک کے وسائل کو بیرون ملک منتقل کیا، جب آپ نے "پڑھا لکھا پنجاب" کے نام پر 63ہزار سکولوں کا پیسا ہضم کیا اس وقت آپ کو زرمبادلہ یاد نہ آیا۔ آج اگر مسافر خانوں میں سٹیشن اور لاری اڈوں پر اور ایسی جگہوں پر جہاں پر لوگ بھوکے پیاسے پھر رہے ہوتے ہیں ان کے لئے روٹی سستی کر دی تو آپ کے پیٹ میں کیوں اتنی تکلیف اٹھتی ہے؟ کیا ہمارے خزانوں پر غریب عوام کا حق نہیں ہے جن وسائل پر آپ نے قبضہ کیا ہوا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اب آپ wind up کریں۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! میں کہتی ہوں کہ اگر یہ جرم ہے تو ہم ڈنکے کی چوٹ پر یہ جرم بار بار کریں گے اور میرے پاس تو ابھی بہت material ہے میں یہاں پر اپوزیشن کے ہر مرد اور ہر خاتون کو چیلنج کرتی ہوں کہ وہ اس بجٹ پر point to point میرے ساتھ مناظرہ کریں، میرے ساتھ وہ بات کریں اور وہ اعداوشمار کے مطابق بتائیں کہ اس بجٹ میں کیا خامی ہے؟ اس میں ایک point اٹھایا گیا کہ لائیوسٹاک کا بجٹ کیوں کم کیا گیا ہے، لائیوسٹاک کا بجٹ اس لئے کم کیا گیا ہے کہ وہاں پر سابق وزیر اعلیٰ پرویز الٰہی سے تحریک کارکنان اور افسران نے تالیاں بجا کر 55کروڑ بکرا منڈی کے ٹیکسوں کا وصول کر لیا۔ پانچ جگہ سے ان کو بجٹ ملتا ہے جو کروڑوں اربوں روپے پر مشتمل ہے اور ویکسین کہاں جاتی ہے، وہ چودھریوں کے ڈیروں پر جاتی ہے۔ وہ بجٹ کرپشن کا شکار ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: طیبہ ضمیر صاحبہ! بہت شکریہ۔ آپ کو wind up کا ٹائم دیا تھا۔ اب سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا نمبر 75 تھا اور 74 والے اپنی تقریر کر کے ایک گھنٹے سے چلے گئے ہوئے ہیں۔ میرا نمبر کس کو دے دیا گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کسی کو نہیں دیا گیا، ابھی انیسواں اور اٹھارھواں نمبر چل رہا ہے تشریف رکھیں۔ جی، اب ڈاکٹر زمرد یاسمین صاحبہ!

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف صاحب اور فنانس منسٹر تنویر اشرف کائرہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے ایک عوام دوست، متوازن اور ٹیکس فری بجٹ پیش کیا اور اس سے بھی زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ اس بجٹ سے پہلے جو pre-budget session میں تجاویز پیش کی گئیں تھیں ان ساری تجاویز کو اس میں شامل کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! اپوزیشن کی طرف سے تو بجٹ کو ہمیشہ ہی الفاظ کا گورکھ دھندا کہا جاتا ہے لیکن بجٹ حکومت کے vision کا نام ہے، اگر بجٹ میں زیادہ تر ترقیاتی منصوبے شامل کئے گئے ہوں یا لوگوں کی بہتری اور فلاح و بہبود کے کام کئے گئے ہوں تو یقینی طور پر اس بجٹ کی تعریف میں کسی بغض سے کام نہیں لینا چاہئے۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا بلکہ پہلے سے موجود جائیداد کی خرید و فروخت کے لئے جو ٹیکس تھا اس میں بھی دو فیصد کٹوتی کی گئی ہے۔ ہمارے وزراء کرام کی تنخواہوں میں 25 فیصد کمی کی گئی ہے اور سب سے بڑھ کر اقتدار کے ایوانوں کی شاہ خرچیوں کے آگے پل باندھنے کی کوشش کی گئی جس طرح سے وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے اخراجات میں 25 فیصد کمی کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! کیا ہی اچھا ہو تا کہ وفاق بھی اس کی تقلید کرتا اور اسی طرح سے ایوان صدر اور وزیر اعظم سیکرٹریٹ اور باقی سارے گورنر ہاؤس اور سارے صوبوں کے جو وزیر اعلیٰ ہیں اگر وہ سیکرٹریٹ کے اخراجات کو 25 فیصد کم کر دیں اور ان تمام رقوم کو لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کیا جائے تو ان کی محرومیوں کا کچھ تو ازالہ ہو گا۔

جناب سپیکر! ہماری پولیس فورس کے لئے جس طرح سے ہمارے قائد نے پچھلے دنوں تنخواہوں کا اضافہ کیا بہت سارے لوگوں کو اس پر اعتراض تھا اور بہت سارے لوگوں کو یہ شک ہے کہ

وہ شاید اپنے اہداف اس طرح سے حاصل نہ کر سکیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ان میں بھی جیسے ہمارے معاشرے میں بھی مسائل ہیں وہاں پر کرپشن ہے اور وہاں پر بھی کچھ کالی بھیڑیں ہے لیکن اس کے باوجود جس طرح سے حالیہ دہشت گردی کی لہروں میں ہماری پولیس فورس نے جدید آلات نہ ہونے کے باوجود بھی جس طرح سے اپنے سینوں پر دشمنوں کی گولیاں کھائیں اور اپنے عوام کی جان ومال کی حفاظت کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور شہادتوں کا درجہ حاصل کیا تو میں ان شہیدوں کو سلام پیش کرتی ہوں، ان ماؤں اور ان بہنوں اور ان بیٹیوں کو جنہوں نے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو اپنے سروں کے تاجوں اور اپنی حفاظت کرنے والی باہوں کو لوگوں کی حفاظت کرنے کے لئے قربان کر دیا اور جس طرح سے 30 فیصد اضافہ پولیس فورس کے لئے کیا گیا ہے اور اس کو بڑھا کر تقریباً 50۔ارب روپے کے قریب تک کر دیا گیا ہے یہ یقیناً بہت اچھی بات ہے۔

جناب سپیکر! Where there is conflict, where there is injustice there is conflict. اس conflict کے ساتھ ہی محرومیاں پیدا ہوتی ہیں اور انہی کا ازالہ کرنے کے لئے جس طرح سے فہم وفراست سے اور معاملہ فہمی کے ساتھ NFC Award میں ہمارے قائد نے جو کردار ادا کیا اور جس کا آپ جانتے ہیں تمام صوبوں کے وزیر اعلیٰ نے ادراک کیا اور اس کی تعریف کی وہ یقیناً قابل ستائش ہے، بالکل انہی خطوط پر چلتے ہوئے جنوبی پنجاب کے عوام کے لئے جہاں پر صرف 31 فیصد آبادی ہے وہاں کے لئے پنجاب کے بجٹ کا 36 فیصد حصہ لوگوں کے لئے محرومی کے ازالہ کے لئے خرچ کیا جا رہا ہے تو یہ کیسی بات ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ وہ لوگ جنوبی پنجاب کو نیا صوبہ دینے کے چکر میں ہیں اور پاکستان کو توڑنے کی سازشیں کرنا چاہتے ہیں، ان لوگوں پر یہ بات واضح ہو جانی چاہئے کہ وہ پنجاب کا حصہ ہے اور پنجاب انشاءاللہ تعالیٰ ایک پنجاب اور پاکستان کے وہی صوبے رہیں گے اور ان لوگوں کی باتیں اور سازشیوں کو پایہ تکمیل نہیں پہنچنے دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! اگر یہاں پر pro poor سکیموں کا تذکرہ نہ کیا جائے تو تقیناً یہ بہت غلط بات ہوگی، pro poor سکیموں کی ٹوٹل مد میں جو پیسے تھے وہ بڑھا کر 15۔ارب سے 21۔ارب روپے کر دیئے گئے ہیں جس میں 13۔ارب روپے کی گندم پر سبسڈی، 2۔ارب روپے کا ramzan package اور سستی روٹی اور سستی روٹی جس کی وجہ سے بہت سارے لوگوں کی نیندیں حرام ہو گئیں، انہوں نے

سونا چھوڑ دیا اور ہر وقت دن میں بھی سستی روٹی کے خواب آتے اور اس کے علاوہ اور کوئی کام بھی نہیں ہے اور اس مد صرف میں5۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ اس سے بھی زیادہ خوش آئند بات یہ ہے کہ میرے ہاتھ میں آج کا "نوائے وقت" ہے اس میں ان لنگر خانوں کی بھی تفصیل دے دی گئی ہے جس میں لکھا ہے کہ آج سے پنجاب میں 42 لنگر خانے کام کر رہے ہیں اور انشاءاللہ تعالیٰ اس ماہ کے آخر میں ایک سو لنگر خانے ہوں گے جہاں پر -/10 روپے میں کھانا فراہم کیا جائے گا۔ یہ اتنی اچھی اور قابل ستائش بات ہے کہ جس کی کوئی مثال مل ہی نہیں سکتی اور یہ اصل میں ان لوگوں کے منہ پر ایک طمانچہ ہے جو ہمیشہ سستی روٹی پر تنقید کرتے رہے۔ اس کی وجہ انہیں جو بہت research کے بعد پتا چلی وہ صرف یہی تھی کہ وہ 5۔ ارب روپے جس کا ان کو دکھ ہے اور وہ دکھ صرف اس بات کا ہے کہ وہ 5۔ ارب روپے لوگوں کے پیٹ کا دوزخ بھرنے کے لئے کیوں استعمال ہو رہے ہیں، وہ ان کو پینے پلانے کے لئے کیوں نہیں دیئے جا رہے؟

جناب سپیکر! صحت اور تعلیم حکومت پنجاب کی شروع سے ہی priority رہی ہے اس میں بالترتیب 53 اور 43۔ ارب روپے خرچ کئے جا رہے ہیں۔ .Health is beyond races and waders یہ غریب، امیر، مسلم، عیسائی، سکھ سب کو چاہیئے ہوتا ہے۔ مجھے اس بات کو بتاتے ہوئے بہت خوشی ہوئی ہے کہ Tertiary Centres DHQs, THQs سارے ہسپتالوں میں سارے اداروں میں 6۔ ارب روپے کی خطیر رقم کے ساتھ انشاءاللہ و تعالیٰ ساری ادویات مفت ملیں گی اور اب کوئی شخص علاج کی سہولت کے بغیر نہیں رہے گا اور جب ان کو treatment بھی ملے گا تو وہ بھی respectable way میں۔ Free Dialysis Centre جس کا پہلے سے ہی قیام تھا اب جگہ جگہ پورے پنجاب میں وہ availability ہے اور خوشی کی بات یہ ہے میں آپ کو دو چار چیزیں بتاتی چلوں اس میں جو main کام ہو رہے ہیں establishment of 300 bedded hospital at Bahawalpur, establishment of kidney care centre اور لاہور کی طرح راولپنڈی میں بھی Cardiac Institute کھولا جا رہا ہے اور سب سے خوشی کی بات یہ ہے کہ ستمبر 2010 سے میڈیکل کالجوں میں 452 سیٹوں کا اضافہ کر دیا گیا ہے اور چار میڈیکل کالج سیالکوٹ، گوجرانوالہ، ساہیوال اور ڈی جی خان میں بنائے جا رہے ہیں، جیسے ہی یہ چاروں میڈیکل کالجز completion کی طرف جائیں گے تو 550 سیٹوں کا مزید اضافہ کر دیا جائے گا، اگر

ان کو collectively دیکھا جائے تو ایک ہزار نئے اضافی ڈاکٹر ہر سال انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان کی خدمت کے لئے موجود رہا کریں گے۔ اگر ہم education کو دیکھیں تو اس میں بہت لمبی لسٹ ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ پنجاب کی 41 فیصد آبادی ابھی تک تعلیم کے زیور سے محروم ہے لیکن ہماری پنجاب حکومت کا عزم ہے کہ 2015 تک ہم انشاء اللہ تعالیٰ یقینی طور پر millennium development goals achieve کر کے رہیں گے اور ہمارے صوبے کے ہر بچے کو تعلیم تک رسائی ہوگی۔ Education میں بہت زیادہ اقدامات کئے جا رہے ہیں، ایک ارب 80 کروڑ روپے سے مفت کتابیں دی جا رہی ہیں۔ Position holders کو جس طرح سے نوازا جا رہا ہے، جس طرح سے ان کو عزت دی گئی ہے، جس طرح سے مطالعاتی دوروں کے لئے غیر ممالک میں بھجوایا گیا ہے، ان کے ٹیچرز کی ٹریننگ کی گئی ہے اور سب سے خوشی کی بات اور سب سے اچھی بات یہ ہے کہ کچھ سال پہلے تک کبھی کوئی غریب آدمی کا بچہ یہ سوچ ہی نہیں سکتا تھا کہ IT Labs تک اس کی رسائی ہوگی۔ چار ہزار دو سو IT Labs سرکاری سکولوں میں قائم کر دی گئی ہیں۔ مجھے فخر ہے اس بات پر کہ پنجاب کا کوئی بچہ صرف اس لئے تعلیم سے محروم نہیں رہ جائے گا کہ اس کے ماں باپ غریب ہیں اور وہ اس کی فیس نہیں دے سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، wind up کریں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دیجئے، آج مجھے بات کرنی ہے ان غریبوں کی، ان دُکھی دِلوں کی کہ جن کے حقوق کی پامالی پچھلے دس سالوں سے ہو رہی ہے۔ آج جب ان غریبوں کے زخموں پر مرہم رکھنے کی بات ہو رہی ہے تو انہیں افسوس ہو رہا ہے، آج جب غریبوں کے پیٹ کا دوزخ -/2 روپے کی روٹی سے بھرا جا رہا ہے تو ان لوگوں کے پیٹ میں مروڑ اُٹھ رہے ہیں، آج جب بیمار لوگوں کے لئے علاج معالجہ کی سہولت respectable way میں دی جا رہی ہے تو ان لوگوں کو یہ دُکھ ہے کہ کہیں پنجاب کے بیمار لوگ صحت مند معاشرے کی طرف نہ چلے جائیں اور آج جب لوگوں میں شعور اور آگہی پیدا کرنے کے لئے دانش سکول ایچی سن کی طرز پر بنائے جا رہے ہیں تو یہی دُکھ ہو رہا ہے کہ کہیں یہ لوگ پڑھ لکھ کر ان کے مقابلے میں نہ کھڑے ہو جائیں۔

جناب سپیکر! مجھے بات کر لینے دیجئے اس لئے کہ آج میں یہ بات واضح کر دینا چاہتی ہوں کہ ہمارے ملک کے وسائل پر ہمارے غریب عوام کا حق ہے اور ان وسائل کی منصفانہ تقسیم ہو کر رہے گی۔

ہم غریبوں کو کھانا دیں گے، بے گھروں کو گھر دیا جائے گا، بے روزگاروں کو روزگار دیا جائے گا، وہ لوگ جو کاشتکار ہیں ان کو ٹریکٹرز دیئے جائیں گے اور وہ جو زرعی انجینئرز ہیں ان کو یقینی طور پر جس طرح سے بھی ہو سکے حکومت ان کو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ، wind up کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، اب آصف بشیر بھاگٹ صاحب! (قطع کلامیاں)

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! بس ایک منٹ دے دیں۔ میں آپ کے توسط سے ایک بہت اہم بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جن لوگوں کو اس چیز کا بہت زیادہ دُکھ ہے کہ -/2 روپے کی روٹی کیوں مل رہی ہے یہ سُن کر ان کے تو پیٹ میں مزید مروڑ اُٹھیں گے کہ -/2 روپے کی روٹی کے علاوہ لنگر خانے بھی کھول دیئے گئے ہیں جن کی تعداد اس مہینے کے آخر تک 100 ہو جائے گی۔ وہاں پر -/10 روپے کا کھانا ملا کرے گا تو میں وزیر قانون صاحب سے صرف ایک گزارش کروں گی کہ وہ ان لوگوں کو ایک بہت ہی اچھی luxury سی بس میں بٹھا کر ان تنوروں اور لنگر خانوں کا معائنہ کروا دیں تا کہ یہ بحث بھی ختم ہو جائے اور اس کی تقلید باقی صوبے بھی کر سکیں اور باقی صوبوں کی عوام کو بھی اسی طرح سے یہ کھانا اور یہ روٹی میسر ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، بھاگٹ صاحب!

جناب آصف بشیر بھاگٹ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے آپ کا مشکور ہوں کہ اس سال کے اہم ترین موقع پر آپ کی وساطت سے حکومت کو کچھ گزارشات کرنے کا موقع ملا۔ میں پنجاب کا لگاتار تیسرا بجٹ پیش ہونے پر پنجاب کی تمام جمہوری قوتوں، تمام جمہوری پارٹیوں اور ان کے سربراہان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ دوسرے نمبر پر وزیر خزانہ، ان کی ٹیم، چیئرمین (پی اینڈ ڈی) اور ان کے دیگر ساتھیوں کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنے مشکل حالات میں، جنہیں کہہ کہہ کر اتنا مشکل کر دیا گیا ہے کہ اب تو ہر بندے کو یہ احساس ہونا شروع ہو گیا ہے کہ اتنے مشکل حالات میں تو

بجٹ پیش ہی نہیں ہونا چاہئے تھا لیکن پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں کی ہمت ہے کہ انہوں نے اتنا متوازن بجٹ پیش کرنے کی کوشش کی۔

اس سے آگے جو دوسری بات اس بجٹ میں قابل تحسین ہے وہ یہ ہے کہ پنجاب حکومت نے Prime Minister کی تقلید کرتے ہوئے اور وفاقی حکومت کے اس فیصلے کو مانتے ہوئے پنجاب کے تمام ملازمین کی تنخواہوں میں پچاس فیصد اضافہ کیا میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس پورے بجٹ میں بہت بڑی چیز ہے جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے۔ ہمیں دس منٹ کا بہت مختصر ٹائم ملا ہے تو وہ باتیں نہ کی جائیں جو میرے دیگر ساتھی دو تین دنوں سے بار بار دہرا رہے ہیں۔ میں یہاں پر ایک بات ضرور کہنا چاہوں گا کہ ہم لوگ جمہوری لوگ ہیں، ہماری کچھ سیاسی روایات ہیں، کچھ اس ہاؤس کا decorum ہے، کچھ اس ہاؤس کے اصول اور پالیسیاں ہیں ہمیں ان پر بھی نظر رکھنی چاہئے کیونکہ پچھلے دو تین دن سے یہاں پر جو ماجرہ ہو رہا ہے، مجھ جیسے دیگر میرے ساتھی اس کوشش میں تھے کہ پچھلے تین دن سے ہم اپنی بجٹ تقریر کر سکیں اور ایک دن میں دو یا تین لوگوں کی speeches ہوتی ہیں اور باقی سارا وقت ہمارے اپوزیشن کے ارکان شور مچاتے ہوئے اور حکومت پر بے جا تنقید کرتے ہوئے گزارتے ہیں اور اس کے جواب میں ہمارے treasury benches کے وہ دوست جو شاید یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی ڈیوٹی ہے کہ وہ اس کے بدلے ان پر الزامات لگائیں تو اسی میں سارا وقت گزر جاتا ہے۔ میں وقت کی کمی کو مد نظر رکھتے ہوئے یہاں پر دو چار تجاویز بجٹ کے حوالے سے دینا چاہوں گا۔

اس میں سب سے پہلی میری تجویز یہ ہے کہ جیسے کہ بجٹ میں یہ کہا گیا ہے کہ 12۔ارب روپے سرکاری املاک کو فروخت کر کے اس کا revenue اکٹھا ہو گا اور وہ development schemes پر لگایا جائے گا۔ میری وزیر خزانہ اور سی ایم صاحب سے یہ گزارش ہو گی کہ جو املاک فروخت کر کے ریسٹ ہاؤس یا زرعی زمین فروخت کر کے جو پیسے اکٹھے کئے جائیں گے وہ انہی اضلاع کو واپس دیئے جائیں جن اضلاع سے وہ property فروخت کی جائے گی تو ان اضلاع کو ہی وہ پیسے دیئے جائیں جس طرح پچھلے کئی دنوں سے یہاں پر تخت لاہور، جنوبی پنجاب اور نئے صوبوں کا جو چرچا ہو رہا ہے ان لوگوں کی اس demand کو تقویت پہنچے گی اگر وہ سارے پیسے اکٹھے کر کے بڑے شہروں میں لگا دیئے جائیں گے۔ اس سے آگے میں یہ گزارش کرتا چلوں کہ ہم ایم پی ایز کو Local Government کے ذریعے 80 لاکھ

روپے کا صوابدیدی فنڈ دیا جارہا ہے تو میری یہاں پر یہ گزارش ہے کہ آج سے تین سال پہلے جو سکیمیں 80لاکھ روپے میں مکمل ہوتی تھیں، اس سال inflation اور price variation کی وجہ سے وہ مکمل نہیں ہو سکیں گی۔ لہذا ہمیں اب تقریباً ایک کروڑ60لاکھ روپے دیئے جائیں۔ میری یہ گزارش ہے اور یہ میری proposal ہے کہ بجٹ میں یہ جو ہمارا80لاکھ روپے کا صوابدیدی فنڈ ہے اس کو double کیا جائے کیونکہ پچھلے تین سال سے جو مہنگائی ہے وہ کم از کم double ہو چکی ہے۔ تین سال پہلے ہم اس80لاکھ میں تین یا چار کلو میٹر soling لگوا لیا کرتے تھے مگر اب وہی soling چار کلو میٹر سے کم ہو کر دو کلو میٹر تک ہو گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طریقے سے باقی سارے funds development کو بڑھایا گیا ہے۔ تعلیم میں15فیصد یا دوسرے فنڈز کو بھی بڑھایا گیا ہے تو اس پر بھی توجہ دی جانی چاہئے۔

اس سے آگے میں زراعت کے حوالے سے کیونکہ میں خود ایک زمیندار ہوں تو اس بجٹ کے حوالے سے میرے کچھ خدشات ہیں کیونکہ زراعت کو اس بجٹ میں سب سے زیادہ نظر انداز کیا گیا ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی میرے ایک بھائی نے یہاں کہا کہ یہاں پر گرین ٹریکٹر سکیم شروع کی گئی تھی جو پچھلے دو سال چھوٹے زمینداروں کو یہ ٹریکٹر مہیا کئے گئے اور یہ کسی بڑے زمیندار کے لئے سکیم نہیں تھی بلکہ چھوٹے زمینداروں کے لئے2لاکھ روپے کی subsidy رکھی گئی تھی۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ اس سکیم کو دوبارہ شروع کیا جائے اور اس پر غور کیا جائے۔ اس حوالے سے میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے وزیر خزانہ جو کہ خود بھی ایک زمیندار ہیں اور اس House میں بیٹھے ہوئے اکثر میرے دوستوں کا تعلق بھی زراعت سے ہے اور صوبہ کی70فیصد آمدن ہے وہ بھی زراعت سے منسلک ہے اس لئے میری یہ خواہش ہو گی کہ میری اس تجویز پر ضرور غور کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ اس حکومت سے پہلے شاید جب ہمارا پہلا سال تھا یا اس سے پہلے جب مسلم لیگ(ق) کی حکومت تھی یا اس سے پہلے جو بھی حکومت تھی پنجاب کے جتنے بھی کاشتکار ہیں ان کے لئے تین ماہ کے لئے ایک subsidy دی جاتی تھی اور جب بھی ہماری دھان کی فصل آتی تھی، میں یہ بھی گزارش کرتا چلوں کہ دھان اور چاول export item ہے پنجاب کے چھوٹے زمیندار بڑی محنت سے چاول پیدا کرتے ہیں اور پھر یہ چاول پوری دنیا میں ایکسپورٹ ہوتا ہے۔ آپ ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں اس لئے میں وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ میرے اس point کو نوٹ کیا جائے کہ پچھلے

آٹھ نو سالوں سے یہ روایت ہے ہر تین ماہ کے لئے جب دھان کی فصل آتی تھی تو زرعی ٹیوب ویلوں کو 25فیصد یا33فیصدsubsidized کیا جاتا تھا۔ جس طرح میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ اس بجٹ میں کاشتکار کو نظر انداز کیا گیا ہے اور میرے خیال میں اس بجٹ کی جو سب سے منفی چیز ہے وہ یہی ہے کہ اس میں زمیندار کوneglect کیا گیا ہے۔ اس میں آپ اندازہ لگالیں کہ وہ حکومتیں جن پر ہم کھڑے ہو کر الزامات لگاتے ہیں کہ وہ ڈکٹیٹر کی حکومت تھی یا وہ ڈکٹیٹر کے پروردہ تھے لیکن ان کے ادوار میں زمیندار کو33فیصد زرعی ٹیوب ویل پرsubsidy دی جاتی تھی۔ اگر ہم سستی روٹی پرsubsidy دے سکتے ہیں، اگر ہم سستے آٹے پرsubsidy دے سکتے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پھر اس چھوٹے زمیندار کا بھی اتنا ہی حق بنتا ہے اس لئے میری گزارش ہو گی کہ33فیصد زرعی ٹیوب ویلوں پرsubsidy دی جائے۔

اس سے آگے میں دانش سکول کے حوالے سے گزارش کروں گا کہ یہاں پر میرے ایک ساتھی نے بھی کہا ہے کہ میں تین دانش سکول دیکھ کر آیا ہوں کہ جہاں پر سول ورکس مکمل ہو چکا ہے لیکن میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میں نے کم از کم گوجرانوالہ ڈویژن ساری دیکھی ہے، بشمول میرے ڈسٹرکٹ منڈی بہاؤالدین کے وہاں پر تو کوئی ایسا منصوبہ ابھی تک شروع بھی نہیں کیا گیا، مکمل کیا جانا تو بڑی دور کی بات ہے۔ میری ایک تجویز ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب میری اس تجویز پر غور کریں۔ ہم نے 7۔ارب روپے دانش سکول سسٹم کے لئے رکھا ہے۔ دانش سکول سسٹم کا جو ہمconcept لے کر آئے ہیں وہconcept یہ ہے کہ ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر پر دو دانش سکول سسٹم بنائیں گے۔ 7۔ارب سے تو میرے خیال میں تین دانش سکول بھی نہیں بن سکتے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ بجائے دانش سکول سسٹم کے ہم نام بے شک دانش سکول سسٹم کا ہی رکھیں تو ہم ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر پر دو ماڈل سکول بنا دیں انہیexisting سکولوں کو جو بڑے سکول ہیں، جن میں بچوں کی تعداد زیادہ ہے ان کو ہی دانش سکول کا نام دے دیا جائے ان کی بلڈنگیں بھی ہم استعمال کر سکتے ہیں وہاں پر ہم ان کی ایک autonomous body بنا دیں کہ جس طرح ایچی سن ہے یا گورنمنٹ کالج ہے تاکہ اس کو بہتر طریقے سے چلایا جا سکے۔ اب ہم اس کو انا کا مسئلہ نہ بنائیں کہ ہم نے اگر دانش سکولannounce کر دیا ہے تو اسی طریقے سے ہی بنانے ہیں جس میں ایک سکول ایک بلین کا بنے گا کم از کم ایک ارب روپے اس سکول پر لگے گا۔ میں یہ

گزارش کرتا چلوں کہ پنجاب کے تین ڈویژن میں وہ سکول سسٹم شروع کیا جاسکتا ہے کیونکہ ہمارے پاس already existing buildings بھی ہیں اور ہمارے پاس وہاں پر سٹاف بھی موجود ہے۔ صرف بورڈ آف گورنر کو وہ سکول اگر دے دیئے جائیں تو میرے خیال میں یہ ایک بہتر طریقہ ہوگا۔ جس طریقے سے اس سکول سسٹم پر تنقید کی جارہی ہے اس کو بھی کم کیا جاسکتا ہے۔

اس سے آگے میں ایک اور گزارش بھی کرتا چلوں جو کہ لائیو سٹاک کے حوالے سے ہے۔ زمیندار کا یہ دوسرا بڑا مسئلہ ہے۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ پہلے تو زراعت کو نظر انداز کیا گیا ہے اور لائیو سٹاک بھی زمیندار سے متعلقہ ہے وہ بھی چھوٹے کاشتکار سے متعلقہ ہے اور وہ بھی غیر کاشتکار سے متعلقہ ہے جو بھیڑ بکریاں پال کر اپنے بچوں کا پیٹ پالتا ہے۔ اس سال لائیو سٹاک کے لئے بھی کوئی extra رقم نہیں رکھی گئی۔ جو بجٹ پچھلے سال دیا گیا تھا سیکرٹری فنانس یہاں پر بیٹھے ہیں، ہمارے منسٹر فنانس بھی بیٹھے ہیں اس میں بھی ساٹھ فیصد پچھلے سال کٹ لگایا گیا تھا۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس سال وہ کٹ لگایا تھا وہ کٹ بھی نہ لگایا جائے اور لائیو سٹاک کے لئے رقم بڑھائی جائے کیونکہ ہمارے زمینداروں کا فصل کاشت کرنے کے بعد جو سب سے بڑا source of income ہے وہ لائیو سٹاک ہے۔ دوسری بات یہ کروں گا کہ میرے ایک دوست نے یہاں پر لائیو سٹاک کو ایکسپورٹ کرنے پر تنقید کی مجھے نہیں پتا کہ ان کا اس کے پیچھے کیا motive تھا لیکن لائیو سٹاک کی ایکسپورٹ جو ہے اس کو encourage کیا جائے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہماری جو لائیو سٹاک کی منسٹری ہے اس منسٹری کو یہ حکم دیا جائے کہ لائیو سٹاک کو ایکسپورٹ کرنے کے لئے حکومتی سطح پر یہاں پر جو مختلف ادارے ہیں جو ایکسپورٹ کر رہے ہیں ان کی سرپرستی کی جائے۔

اس کے ساتھ ساتھ اس بجٹ کے حوالے سے میں ایک اور گزارش بھی کرتا چلوں کہ یہاں پر اس سال پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے لئے وہی رقم رکھی گئی ہے جو پچھلے سال رکھی گئی تھی تو میری یہ گزارش ہوگی کہ ہمارے جو sanitation کے اور واٹر سپلائی کے مسائل ہیں وہ سارے پنجاب میں یکساں ہیں۔ یہاں پر یہ تفریق کی جاتی ہے کہ جن علاقوں میں sweet water ہے وہاں پر واٹر سپلائی نہ لگائی جائے اور جن علاقوں میں آرسنک ہے یا کیمیکلز ہیں وہاں پر واٹر سپلائی لگائی جائے۔ میری یہ گزارش ہے کہ ہمارے sanitation اور سیوریج کے ناقص نظام کی وجہ سے پورے پنجاب کا جو ہمارا پانی ہے وہ سارا

contaminated ہو چکا ہے اور اس میں بیکٹیریا جا چکے ہیں اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس پابندی کو ختم کیا جائے کہ میٹھے پانی والے علاقوں میں واٹر سپلائی سکیم شروع نہیں کرنی۔ ایک میری تجویز یہ بھی ہے کہ mini WASAs بنائے جائیں۔ بڑے شہروں میں جیسے لاہور میں بہت بڑا WASA بنایا گیا ہے اسی طرح سے گوجرانوالہ میں بھی بنایا گیا ہے تو میری یہ آپ کی وساطت سے آخری submission ہے کہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کو یہ حکم دیا جائے کہ آپ لوگوں کے پاس سٹاف بھی موجود ہے تو کیوں نہ تحصیل ہیڈ کوارٹر پر پوری تحصیل کے لئے mini WASAs بنائے جائیں کیونکہ ہمارا بھی یہ حق ہے کہ ہمارے گھروں کے سامنے سے بھی کوڑا کرکٹ اٹھایا جائے۔ ہمارا دیہاتوں میں رہنے والے لوگوں کا بھی یہ حق ہے کہ ہمیں بھی صاف پانی دیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! یہ میری گزاش ہو گی کہ اس پر ضرور غور کیا جائے اور میں یہ آج اس House میں گزارش کر رہا ہوں۔ یہ بات میں اس سے پہلے بھی کر چکا ہوں، پچھلے تین سیکرٹریوں کے پاس جا کر ان کے آفس میں بھی یہ گزارش کر چکا ہوں کہ آپ کے پاس XEN ہے، SDO ہے اور سٹاف ہے تو آپ مہربانی کریں ہم گاؤں کے لوگ بل دینے کے لئے بھی تیار ہیں۔ ہمارے گھر کے سامنے جو کوڑا پڑا ہے یا ہماری جو نالیاں صاف کرنے والی ہیں اگر لاہور کے لوگوں کا یہ حق ہے کہ ان کے لئے ایک بہت بڑا WASA بنایا جائے اور بڑے فنڈز رکھے جائیں تو میری یہ گزارش ہے کہ ہم دیہاتوں کے رہنے والے لوگوں کو بھی صحت کی ضرورت ہے، اس پر غور وخوض کیا جائے۔ بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ سردار شہزاد رسول خان جتوئی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، میاں محمد شفیق ارائیں صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ رانا منور غوث صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب اور جناب وزیر خزانہ پنجاب کا بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اعلان فرمایا ہے کہ راولپنڈی میں جہاں میری عظیم قائد محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ شہید ہوئی تھیں وہاں پر پنجاب حکومت اپنے خرچے سے ایک یادگار تعمیر کرے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ وہ جمہوری رویہ ہے جس کی بنیاد میری قائد محترمہ بے نظیر بھٹو اور میاں محمد نواز شریف صاحب نے رکھی تھی۔ الحمد للہ یہ معاملات کامیابی سے اپنی منازل طے کرتے ہوئے پایہ

تکمیل تک پہنچیں گے اور اس ملک میں جمہوری رویے فروغ پائیں گے۔پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کی مخلوط حکومت نے پنجاب میں ایک متوازن بجٹ پیش کیا ہے جس پر اپوزیشن بے شمار نکتہ چینی کر رہی ہے لیکن حقیقت سے نظریں نہیں چرائی جاسکتیں۔ آپ کے سامنے پنجاب میں ہمیں جو حکومت ملی ان دو سالوں میں پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) نے دانشمندی سے اور خوبصورت انداز میں حکومت چلائی ہے۔حکومت پنجاب اور وفاقی حکومت کی کوشش ہو گی کہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں دی جائیں۔اس سلسلے میں پنجاب حکومت نے گرین ٹریکٹر سکیم کا اجراء کیا میں اس پر وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے دو سالوں میں چھوٹے طبقے کے کسانوں کو سہولتیں دی ہیں اور غریب کسانوں کو ٹریکٹر میسر آئے ہیں۔اس سے پہلے تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا تھا لہذا میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے گزارش کرتا ہوں کہ اس سکیم کو زیادہ سے زیادہ فروغ دیا جائے تاکہ اس صوبہ پنجاب میں جس کا زیادہ تر انحصار زراعت پر ہے وہاں لوگوں کو زیادہ سے زیادہ یہ سہولت میسر آسکے اور زراعت فروغ پائے۔حکومت پنجاب نے اریگیشن سسٹم کو بہتر کرنے کے لئے ایک خطیر رقم رکھی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو نہری پانی کی cute shortage ہے اس سے جو saline area ہے،brackish area ہے اس میں میرا ضلع سرگودھا، میری تحصیل سلانوالی، میرا حلقہ پی پی۔36 بھی شامل ہے۔جنوبی پنجاب کے مختلف علاقے بھی شامل ہیں، قصور کے علاقے بھی شامل ہیں۔ میری آپ کے توسط سے حکومت پنجاب سے گزارش ہے کہ وہاں جو نہریں بند کی جاتی ہیں جو وارابندی کی جاتی ہے انہیں ترجیح دی جائے تاکہ saline area کے زمیندار اپنی فصلیں کاشت کر سکیں اور پنجاب میں فصلیں کاشت کرنے کا جو target ہے وہ زیادہ بہتر ہو سکے۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے دوبارہ پانچ مرلہ سکیم کا اجراء کیا ہے جس کی بنیاد میرے قائد ، قائد عوام شہید ذوالفقار علی بھٹو نے 1973 میں رکھی تھی جس سے غریب لوگوں کو کالونیاں میسر آئیں، انہیں پانچ پانچ مرلے کے پلاٹ ملے اور آج وہ باعزت زندگی گزار رہے ہیں۔ان پانچ مرلہ کالونیوں سے غریبوں کو یہ فائدہ ہو گا کہ جن کے گھروں کی آبادی زیادہ ہو چکی ہے، جن کے گھر کے افراد زیادہ ہو چکے ہیں اور جن میں اپنے نئے پلاٹ خریدنے کی سکت نہیں ہے ان غریب لوگوں کو یہ فائدہ ہو گا لہذا میری گزارش ہے کہ اسے transparent طریقے سے تقسیم کیا جائے اور اس کا طریق کار بہتر ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! یہاں پر تجویز دی گئی کہ دیہاتوں میں بھی واٹر سپلائی سکیم ہونی چاہئے اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ پچھلے کئی سالوں سے حکومتیں واٹر سپلائی سکیمیں بناتی آ رہی ہیں اور ہر سال بجٹ میں ان کے لئے خطیر رقم رکھی جاتی ہے۔میں نے پچھلے سال کے بجٹ میں بھی یہ تجویز دی تھی کہ PHE ڈیپارٹمنٹ کو اپنا Operation and Maintenance Wing علیحدہ بنانا چاہئے تاکہ واٹر سپلائی سکیموں کو بہتر طریقے سے چلایا جائے اور جب وہ خراب ہو جائیں یا ان کے بلوں کی عدم ادائیگی ہو تو وہ set up انہیں بہتر طریقے سے چلا سکے لہذا میری آپ کے توسط سے وزیر خزانہ اور PHE ڈیپارٹمنٹ سے گزارش ہے کہ maintenance and operation wing علیحدہ سے قائم کیا جائے تاکہ لوگوں کو یہ سہولت بہم میسر آتی رہے اور واٹر سپلائی سکیمیں بہتر طریقے سے چلتی رہیں۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب نے صحت کے شعبہ میں ایک خطیر رقم رکھی ہے جس میں liver transplant نئے چلڈرن ہسپتال اور کڈنی سنٹرز بنائے ہیں اور ہمارے سرگودھا کے DHQ کو full funded scheme دی ہے جس سے DHQ کی تعمیر مکمل ہو گی اور وہاں جدید سہولتیں میسر آئیں گی اس پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس بجٹ میں سرگودھا کو یاد رکھا۔

جناب سپیکر! سستی روٹی سکیم کو بہت تنقید کا نشانہ بنایا جا رہا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ یہ پاکستان پیپلز پارٹی اور (ن) لیگ کی مخلوط حکومت ہے اس میں روٹی کپڑا اور مکان کے نعرے کو عملی جامہ پہنایا جا رہا ہے۔غریب لوگوں، غریب کالونیوں، غریب آبادیوں کو سستی روٹی کی سہولت میسر آ رہی ہے۔میری گزارش ہے کہ اس کو بہتر طریقے سے transparent بنایا جائے اور اس پر مکمل طور پر عملدرآمد کرایا جائے اور جہاں کوئی کمی بیشی آ رہی ہے حکومت پنجاب کو اس پر نظر رکھنی چاہئے۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے پنجاب یوتھ ایمپلائمنٹ فنڈ قائم کیا ہے۔یہ حکومت پنجاب کا ایک خوش آئند اقدام ہے لیکن اس کے طریق کار کے بارے میں وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر میں واضح کیا گیا ہے اور نہ ہی کسی اور پمفلٹ کے ذریعے اس کی پالیسی سامنے آئی ہے لہذا اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ یہ فنڈ ان نوجوانوں کو دیا جائے۔جیسے آپ نے agriculture graduates کو آدھ آدھ مربع رقبہ ایک transparent طریقے سے قرعہ اندازی کے ذریعے دیا ہے اسی طرح اس فنڈ کو بھی اچھے طریقے

سے utilize کیا جائے تاکہ وہ مستحق نوجوان جن کو نوکریاں نہیں ملیں یا جن کے پاس روزگار کا کوئی وسیلہ دستیاب نہیں ہے وہ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں پر لائیو سٹاک کے حوالے سے بات ہوئی ہے۔میں اس سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح پنجاب میں زراعت ایک ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہے اسی طرح لائیو سٹاک بھی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ہم جس طرح عام شہریوں کو مفت ادویات دے رہے ہیں اور انہیں بہتر طبی سہولتیں میسر آ رہی ہیں اور انشاء اللہ آئیں گی اسی طرح لائیو سٹاک کی بہتری کے لئے مفت ادویات فراہم کی جائیں اور مفت سروسز بھی فراہم کی جائیں تاکہ لائیو سٹاک کی زیادہ سے زیادہ ترقی ہو سکے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ الحمدللہ پنجاب میں تعلیم کا نظام پچھلے دس سالوں سے ان دو سالوں میں بہت بہتر ہوا ہے۔جس طرح سے مفت کتابیں، فری تعلیم، فیسیں معاف کر دی گئی ہیں، یونیورسٹیوں، کالجوں اور غیر ممالک میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے طلباء کو سہولتیں دی جا رہی ہیں اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ سکولوں کو زیادہ سے زیادہ توسیع دی جائے۔دیہاتوں میں زیادہ سے زیادہ سکولوں کو upgrade کیا جائے کیونکہ جس شرح سے آبادی بڑھ رہی ہے اس شرح سے سرکاری سکولوں اور کالجوں کی تعداد نہیں بڑھ رہی بلکہ پرائیویٹ ادارے زیادہ فروغ پا رہے ہیں اور وہ لوگوں سے زیادہ فیسیں وصول کر رہے ہیں۔میں آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر تعلیم سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ جو پرائیویٹ ادارے لوگوں سے زیادہ فیسیں وصول کر رہے ان پر بھی کوئی check and balance کا نظام قائم کیا جائے تاکہ وہ بھی سرکاری اداروں کے برابر آئیں اور عام لوگوں کو ان سے فائدہ ہو سکے۔

جناب سپیکر! ترکی نے پاکستان اور پنجاب میں ایک Investment Board قائم کیا ہے---

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، رانا منور صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا کہ ترکی کے تعاون سے پاکستان اور پنجاب میں بہت سے منصوبے کام کرنا شروع کریں گے اور یہ ایک خوش آئند بات ہے۔

میں اس پر جناب وزیر اعلیٰ پنجاب اور جناب وزیر اعظم پاکستان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ وہ اپنی خصوصی کاوشوں سے انوسٹمنٹ پاکستان میں لائے ہیں۔انشاء اللہ یہ منصوبے کام کریں گے اور پاکستان کی عوام کو فائدہ ہوگا۔میں آخر میں یہ گزارش کروں گا کہ جہاں پر پنجاب حکومت نے عوام کی سہولتوں کے لئے اتنے منصوبے بنائے ہیں وہاں پر یہ ایک خصوصی اعلان فرمادیں کہ پرائمری تک تعلیم لازمی اور مفت قرار دی جائے گی۔بے حد شکریہ

جناب سپیکر: اگلے مقرر چودھری جاوید احمد صاحب ہیں۔ تشریف نہیں رکھتے ؟لابی میں تو نہیں ہیں ؟ چودھری صاحب نہیں ہیں۔اگلے مقرر محمد حفیظ اختر چودھری صاحب ہیں۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! آج اس ایوان میں تیسرا جمہوری بجٹ پیش کرنے پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب،وزیر خزانہ اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔2009-10 کے بجٹ میں انہوں نے ایک شعر استعمال کیا تھا میں اسی سے شروع کرتا ہوں۔

شب گزر جائے تو ظلمت کی شکایت بے سود
درد تھم جائے تو اظہار اذیت کیسا؟

جناب سپیکر! اس مقدس ایوان میں ہمیشہ معزز اراکین اپنی تجاویز بروقت دیتے رہے ہیں لیکن ہمارے اس ایوان کے معزز ممبران کی تجاویز کو ہمیشہ نظر انداز کیا گیا اور ان تجاویز کو بجٹ کا حصہ نہیں بنایا گیا۔ آج میں یہ ضرور کہوں گا کہ اس کا درد ہمیں ہمیشہ سال کے آخر میں محسوس ہوتا ہے لیکن معزز ممبران صبر کی حالت میں پھر بیٹھ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر!ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب کا جو vision ہے اس کے چند الفاظ میں ضرور پڑھنا چاہوں گا جو کہ 2009-10 کی بجٹ تقریر میں دیا گیا تھا۔اس میں یہ کہا گیا تھا کہ "صوبہ پنجاب کی معیشت کا انحصار زراعت پر ہے،زرعی شعبہ ہماری خوراک کی ضرورت کو پورا کرتا ہے، صوبہ کی انڈسٹریز کو خام مال مہیا کرتا ہے۔زرعی سیکٹر صوبہ کی 45 فیصد آبادی کے لئے روزگار کا وسیلہ ہے اور industrial products کے لئے ایک بہت بڑی مارکیٹ ہے۔"اُس وقت بجٹ میں زراعت کے لئے 3-ارب 20 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے جس میں ریسرچ کے لئے ایک ارب 2 کروڑ

روپے، لائیوسٹاک کے لئے 2 کروڑ روپے اور جنگلات کے لئے 90 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے۔ جب ہم یہ حقیقت مانتے ہیں کہ زراعت ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور زراعت کی ترقی کے بغیر ہمارے ملک کا چلنا مشکل ہے۔ ایک سروے کے مطابق ہمارے پاکستان کی GDP میں زراعت کا کردار 22 فیصد سے بھی زیادہ ہے۔ ہماری 55 فیصد آبادی جو کہ شعبہ زراعت سے منسلک ہے۔ یہ 45 فیصد آبادی کے لئے روزگار مہیا کرتے ہیں اور ان کی food security کا بندوبست کرتے ہیں۔ مجھے آج افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے اس بجٹ میں اس چیز کو ignore کیا گیا ہے۔ اس وقت ہمارا بجٹ 175 بلین سے بڑھ کر 193 بلین پر چلا گیا ہے لیکن ہمارے شعبہ زراعت کا share پچھلے بجٹ جتنا ہی ہے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ زراعت کا بجٹ 3.21 فیصد ہو گیا ہے۔ پچھلے بجٹ کی نسبت اس مرتبہ زراعت کا بجٹ بڑھنا چاہئے تھا لیکن وہ کم ہو گیا ہے۔ اگر اعداد و شمار کے مطابق دیکھا جائے تو ہمارے 25 ہزار دیہات میں سے تقریباً 23941 دیہات rural areas سے تعلق رکھتے ہیں باقی تقریباً پندرہ سو یا سوا پندرہ سو کے قریب دیہات urban areas کے دیہات ہیں یا urban areas میں convert ہو چکے ہیں۔ اس وقت ان دیہات میں 45 فیصد آبادی کے لئے نہیں بلکہ اس ملک کی 100 فیصد آبادی کے لئے روزگار کا بندوبست کیا جاتا ہے، ان کو خوراک مہیا کرتے ہیں تو ان لوگوں کے لئے یہ موجودہ بجٹ ناکافی اور نامناسب ہو گا۔ اس وقت زراعت کے لئے total budget 6.2 billion rupees رکھا گیا ہے۔ 6.2billion rupees زراعت کے تمام sectors کے لئے مختص کیا گیا ہے جو کہ اس بجٹ کا تقریباً 3.21 فیصد بنتا ہے۔ یہاں پر food security کی بات کی جاتی ہے۔ ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے لیکن زراعت کی ترقی کے لئے کبھی بھی ہم نے سنجیدگی کے ساتھ نہیں سوچا۔ یہاں اکثر consensus کی بات کی جاتی ہے۔ ہمارے ملک، ہمارے پنجاب نے جب بھی compromise کیا تو اس وقت تمام صوبوں کا consensus develop ہو گیا۔ N.F.C Award میں بھی جب مرکز نے زائد حصہ دے دیا اور ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے اپنے پنجاب کے حصے میں سے کچھ حصہ ان کو دے دیا تو اسی وقت consensus ہو گیا۔ یہ پنجاب کب تک قربانیاں دیتا رہے گا؟ پانی کے حوالے سے بات کر لیں، جب بھی پنجاب نے ارسا میں اپنے حصے کے پانی پر compromise کیا تو اسی وقت consensus develop ہو گیا۔

جناب سپیکر!اگر آپ agriculture کو ترقی دینا چاہتے ہیں اور مانتے ہیں کہ زراعت آپ کے ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور آپ کے ملک کی economy میں ایک اہم role play کر رہی ہے۔آپ کی GDP میں اس کا role ہے تو پھر اس کی طرف توجہ دینا ہوگی اور اس کے بجٹ میں اضافہ کرنا ہوگا۔کوئی بھی ادارہ یا شعبہ اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک کہ اس میں ریسرچ کو promote نہ کیا جائے۔Research basic technology فراہم کرتی ہے۔اس سال ریسرچ کے بجٹ کو پچھلے سال 2009-10 کی نسبت کم کر دیا گیا ہے۔اس وقت devalue ہو کر ہمارے ملک میں روپے کی قدر کتنی کم ہو گئی ہے۔اس حوالے سے دیکھا جائے تو پھر یہ جو ریسرچ کے لئے بجٹ رکھا گیا ہے،بہت ہی کم ہے۔اسی طرح agriculture کی development کے لئے جو بجٹ رکھا گیا ہے وہ بھی بہت کم ہے۔

جناب سپیکر:ملک صاحب!یہ باتیں آپ کو پسند آرہی ہیں یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ(ڈاکٹر محمد اختر ملک):جی ہاں!پسند آرہی ہیں۔

جناب سپیکر:تو کیا آپ ان کے notes لے رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ(ڈاکٹر محمد اختر ملک):جی،ہاں میں ان کے notes لے رہا ہوں۔

جناب سپیکر:آپ کی مہربانی ہے۔ذرا ان باتوں پر خصوصی توجہ فرمائیں۔جی،حفیظ اختر صاحب!آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری:جناب سپیکر!میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ارسا کے مطابق ہمیں ربیع میں 19 ملین ایکڑ فٹ پانی دیا جا رہا ہے جبکہ خریف میں ہمیں 37 ملین ایکڑ فٹ پانی اس وقت مل رہا ہے لیکن جو available on ground reality ہے،جو پانی ہمیں اس وقت مل رہا ہے وہ 13.65 ملین ایکڑ فٹ ربیع میں اور 34 ملین ایکڑ فٹ خریف میں مل رہا ہے۔اس طرح ہم تقریباً 40 ملین ایکڑ فٹ پانی other sources سے حاصل کر رہے ہیں اور tube wells چاہے بجلی سے چلتے ہیں یا ڈیزل سے چل رہے ہیں یہ پانی ہم ان ٹیوب ویلوں سے حاصل کر رہے ہیں اس میں بات وہی water price کی آجاتی ہے۔اگر خریف کو تین irrigations میں divide کر دیا جائے تو اس کا آبیانہ 85/90 روپے فی ایکڑ بنتا

ہے۔ ہمیں اس وقت جو per hour پانی مل رہا ہے وہ تقریباً30 اور -/40روپے کے درمیان مل رہا ہے۔ اگر ہم other sources پر چلے جائیں، اگر ہم بجلی سے چلنے والے ٹیوب ویلوں پر چلے جائیں تو اس میں ہمیں -/200 روپے per hour پانی مل رہا ہے۔ اس کو اگر ہم convert کریں تو تقریباً -/500 روپے میں ہمیں ایک ایکڑ پانی مل رہا ہے۔ اگر ہم ڈیزل پر چلے جائیں تو پھر ہمیں per acre ایک ہزار روپے میں cost پڑتی ہے۔

جناب سپیکر! یہ جو گندم پر subsidy دی جاری ہے، یہ جو سستی روٹی سکیم میں subsidy دی جار ہی ہے ہم اس سے منع نہیں کرتے، ہم اس کے خلاف نہیں ہیں۔ غریبوں کی فلاح کے لئے جو بھی منصوبہ آئے گا ہم ہمیشہ اس کی حمایت کریں گے کیونکہ ہمارا تعلق بھی درمیانے طبقے سے ہے۔ ہم اسی درمیانے طبقے کے لوگوں میں رہتے ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اگر یہ subsidy اس طرح convert کر دی جائے کہ یہ farmer کی جو water price ہے اس پر focus ہو جائے، farmer کو کوئی direct subsidy دے دی جائے تو یہ -/950 روپے فی من دی جانے والی گندم ہم -/750 یا -/700 روپے میں دینے کے لئے تیار ہیں تو زمیندار -/250 روپے کا compromise کرنے کے لئے تیار ہے اگر اس subsidy کو directly farmers کی water prices پر ہی دے دیا جائے، اس کو seeds میں subsidy دے دی جائے اور ہم اس کے rates کم کر دیں تو زمیندار اس کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو گا۔ اگر آپ اس وقت انڈیا کی example لیں تو اس وقت انڈیا میں جو seed دیا جارہا ہے وہ 80 فیصد ہے اور ہمارے ملک میں اس کا 20 فیصد دیا جارہا ہے تو اس seed technology میں جب ہم اچھی reputed companies involve کر کے ان کی technology کو زمینداروں تک پہنچائیں گے تو اس کے نتائج بہت مفید ہوں گے۔ میں گرین ٹریکٹر سکیم کی بات کروں گا کہ اس میں جو قرعہ اندازی ہوئی وہ بڑی crystal and clear تھی (نعرہ ہائے تحسین)

لیکن بات یہ ہے کہ آج بھی میں یہ دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس سکیم کے 90 فیصد ٹریکٹر misuse ہوئے ہیں جو فوری طور پر فروخت کر دیئے گئے اور ان لوگوں نے 2 لاکھ روپیہ اپنی جیب میں ڈال لیا۔ قرعہ اندازی سے پہلے جب ان سے فارم لئے جاتے ہیں تو اس میں کوئی ایسا قانون وضع کیا گیا ہو گا کہ وہ دو سال، تین سال یا پانچ سال تک اس ٹریکٹر کو خود operate کریں گے، زمیندار خود اپنی زمینوں میں

اپنی فصل پر چلائیں گے تو جتنے زمینداروں نے ان ٹریکٹروں کو misuse کیا ہے وہ پیسا گورنمنٹ کے خزانے میں واپس جمع ہونا چاہئے جن کو 2 لاکھ روپے کی یہ subsidy دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! اس وقت بجٹ میں مجھے کوئی ایسی سکیم نظر نہیں آئی جو productively enhancement and yield enhancement میں مدد دے سکے کہ ہم اپنے زمینداروں کی فصلات کی پیداوار بڑھانے کے لئے ان کو کوئی incentive دے سکیں۔ پچھلے بجٹ میں ایسی سکیمیں موجود تھیں لیکن اس بجٹ میں productivity enhancement کی کوئی ایسی سکیم نہیں دی گئی۔ جب پہلا بجٹ پیش ہوا تو اس وقت cold storage کی ایک facility airport پر دی گئی تھی اس وقت tunnel farming کا ایک منصوبہ announce ہوا تھا تو وہ project دو سال چلا لیکن اس کا infrastructure complete نہ ہو سکا اور وہ cold storage کچھ ائرپورٹس پر لگ گئے لیکن وہ صرف airport facility کے لئے تھے اور اس میں farmer facility نہیں تھی اگر اس میں Vegetable Export Zone, Fruit Export Zone بن جاتے تو آج farmer کی حالت بدل چکی ہوتی۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ اس وقت productivity enhancement کے جتنے بھی projects ہیں ان کو launch کیا جائے اور خاص طور پر جہاں ہمارے farmers کو پانی کی کمی ہے اس میں Laser levelling کا ایک project چل رہا تھا جو دو سال سے بند ہے اگر اس کو دوبارہ شروع کیا جائے تو وہ ہمارے زمینداروں کے لئے بہت مفید ہو گا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں آپ کا، وزیر خزانہ کا، Finance Department and P&D Department کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ساہیوال میں ہمیں 50 کروڑ روپے کا ایک میڈیکل کالج دیا لیکن ایک گزارش ضرور کروں گا کہ پچھلے سال جو Food Sector Programme چل رہا تھا اس project میں ہمیں منع کیا گیا تھا کہ rural area میں جتنی بھی Public Health کی Water Sewerage Schemes ہیں ان میں آپ rehabilitation کے لئے پیسا نہیں دے سکتے تو میرے اپنے حلقہ میں تقریباً 70 percent area کے اوپر یہ Sewerage Schemes چل رہی ہیں جن میں اگر تھوڑا تھوڑا پیسا دے دیا جائے تو وہ پھر پانچ دس سال کے لئے کارآمد ہو جائیں گی۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: جناب ظفر ذوالقرنین ساہی صاحب!

جناب ظفر ذوالقرنین ساہی: جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ہر سال پنجاب کی عوام بلکہ پورے ملک کی عوام بہت سی امیدوں اور بہت سی امنگوں کے ساتھ بجٹ کا انتظار کرتی ہے مگر بد قسمتی سے یہ امیدیں اتنی دفعہ مایوسی میں تبدیل ہو چکی ہیں کہ اب ان امیدوں پر دوبارہ پورا اترنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ Technically speaking میں بجٹ محض ایک document ہے۔

A document that depots the economic policy of government through projected revenue and expenditures.

یہ document آنے والے سال کے لئے micro level پر حکومت کی policy economic کا اظہار کرتی ہے۔ اس بجٹ میں بطور document صلاحیت ہے کہ یہ کامیاب بجٹ ہو سکے اور اس document کی base پر میں وزیر خزانہ، وزیر اعلیٰ اور Finance Department کو مبارکباد پیش کرتا ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ اس بجٹ کی کامیابی اور ناکامی کا تعین کہ آیا یہ بجٹ غریب دوست اور عوام دوست ہے یا نہیں، اس کا فیصلہ اس سال کے اختتام پر عوام کے حالات اور صوبہ کی معاشی صورتحال کی روشنی میں کیا جا سکے گا۔ ہمیں یہ ensure کرنا ہو گا کہ اس بجٹ میں دیئے گئے تمام ترقیاتی اخراجات کو پورے طریقے سے عوامی فلاح کے لئے استعمال کیا جائے اور اس کا ایک روپیہ بھی کرپشن اور in competency کی نذر نہ ہو سکے۔ کرپشن ایک ایسی بیماری ہے جس نے ہمارے صوبے اور ہمارے ملک کو اندر سے کھوکھلا کر دیا ہے۔ بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کرپشن کسی ایک خاص ادارے کی میراث ہے، یہ کسی سیاسی نظام کے، کسی سیاسی جماعت کے اور نہ ہی کسی ادارے کی مرہون منت ہے۔ میں یہ بات بہت افسوس سے کہتا ہوں کہ ہم بحیثیت قوم corrupt جانے جاتے ہیں۔ یہاں پر ایک fruit کی ریڑھی لگانے والا بھی اتنی ہی کرپشن کی صلاحیت رکھتا ہے جتنا ایک اعلیٰ عہدیدار۔ رمضان جیسے مقدس مہینے میں fruits اور سبزیوں کی قیمتیں بڑھا کر عوام کی ضروریات کو exploit کرنے والا وہ سبزی فروش اتنا ہی corrupt ہے جتنا ایک صنعت کار، جو عوام کی ضروریات کو نظر انداز کرتے ہوئے ذخیرہ اندوزی کرتا ہے۔ یہاں پر گوالا جو دودھ میں ملاوٹ کرتا ہے اور پرچون فروش جو کھانے پینے کی اشیاء میں ملاوٹ کرتا ہے وہ بھی اتنا ہی corrupt ہے جتنا کوئی اعلیٰ عہدیدار، جو اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کر کے اربوں کا غبن کرتا ہے۔ ہمیں اس کرپشن سے چھٹکارا حاصل کرنا ہے کیونکہ اس کرپشن

سے چھٹکارا حاصل کئے بغیر ہم پنجاب یا پاکستان کو ترقی و خوشحالی کی ان بلندیوں تک نہیں لے جاسکیں گے جس کا ہمارے بزرگوں نے خواب دیکھا تھا اور جو پاکستان ہم اپنی آنے والی نسلوں کو دینا چاہتے ہیں۔ یہ بات قابل ستائش ہے کہ موجودہ وزیر اعلیٰ خود کرپشن کا نوٹس لیتے ہیں اور ایک سے زیادہ forums پر وہ یہ بات کہہ چکے ہیں کہ ترقیاتی مد میں جاری ہونے والا -/100 روپیہ ترقیاتی منصوبے پر استعمال ہونے تک -/50 روپیہ رہ جاتا ہے۔ آپ خود اندازہ لگایئے کہ اگر اس50 فیصد کرپشن پر قابو پا لیا جائے تو 598۔ارب روپے کے اس بجٹ سے زیادہ افادیت شاید 299۔ارب روپے کے بجٹ کی ہو۔ بے شک کسی بھی مرض کی تشخیص اس کے علاج کا پہلا قدم ہے لیکن تشخیص سے علاج شروع ہوتا ہے، مکمل نہیں ہوتا۔ وزیر اعلیٰ کا اس بات کا نوٹس لینا اور حکومت کا اس کے لئے اقدامات کرنا اس سفر کا پہلا قدم ہے۔ یہاں پر میں ایک سروے کا ذکر کرنا چاہوں گا، Survey National Corruption کے مطابق پاکستان میں کرپشن 2009 کی 195 بلین روپے سے بڑھ کر 2010 میں 223 بلین روپے تک پہنچ گئی ہے۔ ہمیں stringent anti corruption laws کی ضرورت ہے۔ ایسے قوانین جو بد دیانت اور بے ایمان شخص کو اپنی گرفت میں لیں اور اس قانون سے کوئی بھی شخص خواہ وہ سرکاری افسر ہو، صنعت کار ہو، عام آدمی ہو، سیاست دان ہو یا کوئی فوجی ہو، کوئی بھی شخص اس قانون کے دائرہ کار سے باہر نہ ہو۔ ممبران صوبائی اسمبلی اور Parliamentarians کی بھی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم بجٹ کی implementation میں کرپشن اور in competency کو avoid کرنے کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔ ہمیں ان تمام ترقیاتی منصوبوں کی verticals monitoring کرنی ہوگی اور اس کے علاوہ ہمیں یہ ensure کرنا ہوگا کہ دیگر امور میں بھی ملک میں کرپشن کو discourage and condemn کیا جائے۔ یہاں پر میں austerity drive کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ 2008 کے الیکشن کے بعد وفاقی حکومت اور پنجاب کی صوبائی حکومت نے austerity drive کا ذکر کیا اور مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ پنجاب حکومت نے اس ضمن میں کچھ اقدامات کئے ہیں۔ حالیہ مثال CM Secretariat کے اخراجات میں کمی اور وزراء کی تنخواہوں میں 25 فیصد کمی ہے لیکن یہ بھی ایک بہت لمبے سفر کا پہلا قدم ہے۔ We have a lot of room for austerity غیر ترقیاتی اخراجات میں سے بے تحاشا پیسا بچا کر ڈویلپمنٹ کی مد میں لگایا جاسکتا ہے۔ کل ہی میرے ایک ساتھی نے یہاں پر چیف سیکرٹری کے دفتر کے برآمدے کی renovation کے لئے 4 کروڑ

روپے اور جی او آر کے کلب کے جمنیزیم کے لئے جاری کردہ20 کروڑ روپے کا ذکر کیا۔ میں یا اس ایوان میں بیٹھا ہوا کوئی بھی شخص بیوروکریسی یا چیف سیکرٹری سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں رکھتا لیکن ایک دفتر کے برآمدے کے لئے4 کروڑ روپے رکھنا، اس وقت جب اس صوبے میں فیصل آباد سمیت بیشتر اضلاع ایسے ہیں، جہاں پینے کے پانی کی بنیادی ضرورت میسر نہیں ہے۔ جہاں ہسپتال موجود نہیں ہیں اور جہاں بچے تعلیم کے زیور سے محروم ہیں ان حالات میں اگر آپ ایک دفتر کے برآمدے کے لئے 4 کروڑ روپیہ جاری کرتے ہیں تو میرے حساب سے یہ زیادتی ہے۔ آپ 4 کروڑ روپے خرچ کیجئے، بے شک 8 کروڑ روپے خرچ کیجئے لیکن اس وقت کیجئے کہ جب پنجاب کے عوام کے لئے اس پیسے کی اس سے زیادہ افادیت یہاں کے علاوہ کہیں اور نہ ہو۔ اگر اسی پیسے سے ہسپتال بن سکتے ہیں، سکول بن سکتے ہیں، BHUsبن سکتے ہیں تو پہلے اس عوام کا حق ہے جن کو ان سہولیات کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ اگر 20 کروڑ روپے جمنیزیم پر لگانے سے سرکاری افسران کی کارکردگی میں بہتری آئے اور وہ سالانہ حکومت کو20 کروڑ روپے سے زیادہ کا منافع دے سکتے ہیں تو بے شک 20 کروڑ روپے جمنیزیم میں لگانا چاہئے لیکن اخراجات کی افادیت کا اندازہ لگانا چاہئے سڑک پر یا اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے غریب عوام جب یہ باتیں سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں تو ان کے دل کو تکلیف پہنچتی ہے کہ ہمارے پاس بنیادی سہولیات میسر نہیں ہیں اور ایک دفتر کی ایسی جگہ جہاں پر کسی افسر نے بیٹھنا بھی نہیں ہے اس کی renovation کے لئے اتنا پیسا خرچ کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! Austerity drive کو صرف وزیر اعلیٰ اور وزراء تک محدود نہ رکھا جائے اس میں صنعتکاروں کو، سرکاری افسران اور عام آدمی کو یہاں تک کہ ممبران اسمبلی کو بھی شامل کیا جائے۔ میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر یہ گارنٹی ہو کہ austerity سے بچنے والا پیسا عوام کی فلاح کے لئے استعمال ہوگا، اس سے ہسپتال بنیں گے، اس سے سکول بنیں گے اور اس سے عوام کو خوشحالی کی طرف گامزن کیا جائے گا تو اس ایوان میں بیٹھا ہوا ہر نمائندہ آپ کے ساتھ اس drive میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے گا اور کسی قربانی سے دریغ نہیں کرے گا۔

جناب سپیکر! ہم عوامی نمائندے ہیں، ہم عوام کے درمیان سے آتے ہیں، ان کے درد اور مسائل کا احساس رکھتے ہیں۔ ہم سب اولاد کی محبت سے واقف ہیں اور ہم سمجھ سکتے ہیں کہ اگر آپ کا بچہ

آپ کے سامنے بھوک سے بلک رہا ہو اور آپ کے پاس اس کی بھوک کا سامان کرنے کے وسائل موجود نہ ہوں تو آپ کے پاس کیا راستہ رہ جاتا ہے؟ آپ یا تو جرم کا راستہ اختیار کریں گے یا پھر مایوس ہو کر خودکشی کا راستہ اختیار کریں گے۔

The trend for suicide is unfortunately on the rise in Punjab as well as in Pakistan

اور یہ بہت خطرناک اور مایوس کن حالات ہیں۔ یہ بے شک حالات بڑے drastic ہیں، ہمیں ان drastic حالات میں drastic measures ہی لینے پڑیں گے۔ Desperate time calls for desperate measures ہمیں ایسے اقدامات کرنے پڑیں گے کہ جن سے عوام کی فلاح اور عوام کی بہبود ہو ہمیں قربانیاں دینی پڑیں گی اور ہمیں ایسے اقدامات عمل میں لانے پڑیں گے کہ جس طرح اگر ہم یہ اعلان کر دیں کہ یہ سال elevation poverty کا سال ہے۔ ہم دیگر تمام مدوں میں سے اخراجات نکال کر اس مد میں ڈالنا چاہیں گے۔ میں اس کی technicalities میں یقیناً اپنی ناقص تجربے کی بنیاد پر کوئی مشورہ نہیں دے سکتا لیکن میں ایک framework کی تجویز وزیر خزانہ اور محکمہ خزانہ کو پیش کرنا چاہوں گا کہ آپ ایک سال کو elevation poverty کے لئے مخصوص کر دیں، ایک کو ایجوکیشن کے لئے کر دیں، ایک کو ہیلتھ کر لئے کر دیں کیونکہ ہم جتنے پسماندہ علاقے میں رہتے ہیں بے شک پنجاب کی ترقیاتی صورتحال کرپشن کی صورتحال اور شرح خواندگی سب وفاق سے بہتر جا رہا ہے لیکن ابھی بھی فرق بہت زیادہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! Infant motility rate پاکستان میں 2008 کے Pakistan Institute of Development Economics کے سروے کے مطابق. It stands at alarming 78 of every 1000. ہر ایک ہزار میں سے 78 نومولود بچے جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ اس کی وجہ poor health facilities اور illiteracy کے ساتھ ساتھ سب سے بڑی وجہ غربت ہے۔ جو نومولود بچے کسی بھی وجہ سے وفات پا جاتے ہیں ان میں سے جو بچ جاتے ہیں وہ غربت کی وجہ سے، ویکسینیشن نہ ہونے کی وجہ سے کسی بیماری کا شکار ہو جاتے ہیں اور ان میں سے جو بھی بچ جاتے ہیں ان میں سے 50 فیصد ہمارے literacy rate کی وجہ سے معاشرے کا فعال حصہ نہیں بن سکتے۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں صرف ایک تجویز دینا چاہوں گا، بے شک پنجاب کے اس سالانہ بجٹ میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 50 فیصد اضافہ ایک تاریخی اقدام ہے لیکن میری یہ تجویز ہوگی کہ اس اضافے کو غریب کے prospective کو دیکھ کر ان کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کے لئے کیا جائے مثلاً 50 فیصد across the board اضافے سے یہ ہوگا کہ جس جس طرح گریڈ بڑھیں گے اسی طرح تنخواہوں میں روپوں کی صورت میں اضافہ بڑھتا رہے گا اور at the end of the day the result would be کہ جس کو اپنی قوت خرید کو بڑھانے کے لئے سب سے کم ضرورت ہے اس کو سب سے زیادہ فائدہ ہوگا اور جس کو سب سے زیادہ ضرورت ہے اس کو سب سے کم فائدہ ہوگا۔ میں اس کے لئے یہ فارمولہ تجویز کروں گا کہ گریڈ ایک تا 10 کے ملازمین کی تنخواہوں میں 100 فیصد، گریڈ 11 تا 16، 75 فیصد اور 16 سے اوپر گریڈ کے ملازمین کی تنخواہوں میں 50 فیصد اضافہ کیا جائے۔ اگر یہ فارمولہ کسی تکنیکی وجہ سے قابل عمل نہیں یعنی گریڈ 10 اور گریڈ 11 کی تنخواہوں میں فرق کم ہو جائے تو آپ ایسا فارمولہ نکال لیجئے کہ اضافہ ہونے والی رقم یکساں ہو جو تین ہزار، پانچ ہزار یا دس ہزار ہو سکتی ہے مگر اس اقدام کا objective غریب کی فلاح ہونی چاہیئے۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں آپ کا مشکور ہوں اور اپنے حلقے کی عوام اور اپنی طرف سے وزیر خزانہ اور حکومت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور a prayer not only as a congratulation but as یہ دعا کرتا ہوں اللہ کرے یہ بجٹ پنجاب کی عوام کے لئے مبارک ہو۔ (آمین) شکریہ

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ محترمہ غزالہ سعد رفیق صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ جناب محمد شفیق خان صاحب!

جناب محمد شفیق خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں اپنے معزز بھائی جناب تنویر اشرف کائرہ وزیر خزانہ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے اس معزز ایوان میں تیسری مرتبہ بجٹ پیش کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ جب سے اس بجٹ بحث کا آغاز ہوا ہے معزز اراکین اسمبلی نے پورے بجٹ کے جتنے بھی items تھے ان پر سیر حاصل بحث کی ہے لیکن میں اپنی اس بجٹ تقریر میں اپنے حلقہ پی پی۔7 ٹیکسلا چکری اور اپنے ڈویژن راولپنڈی کو focus کروں گا۔

جناب والا! میرا حلقہ تحصیل ٹیکسلا کی 8 اور تحصیل راولپنڈی کی تقریباً 9 یونین کونسلوں پر مشتمل ہے۔ میرے حلقہ میں بہت سارے مسائل ہیں۔ ہماری گزشتہ حکومت نے ان پر خصوصی توجہ فرماتے ہوئے تحصیل ٹیکسلا کی ایک یونین کونسل عثمان کھٹر کے مقام پر ایک ٹیکنیکل کالج بنوایا، اس کی بلڈنگ مکمل ہو چکی ہے۔ میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کو مکمل ہوئے تقریباً سال ڈیڑھ سال کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن تاوقت اس میں کلاسوں کا اجراء نہیں ہوا، اس ٹیکنیکل کالج میں جلد از جلد کلاسوں کا اجراء کیا جائے۔ علاوہ ازیں میرے حلقہ کی ایک اور یونین کونسل جو دور دراز کی یونین کونسل ہے اس میں ڈگری کالج برائے خواتین سہال ہماری سابق حکومت نے بنوایا تھا۔ اس کالج کی بلڈنگ ہر حوالے سے مکمل ہو چکی ہے لیکن آج تک تین سال ہونے کو ہیں اس ڈگری کالج برائے خواتین سہال میں کلاسوں کا اجراء نہیں ہوا۔ میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ صاحب سے یہ خصوصی گزارش کرتا ہوں کہ وہاں جلد از جلد کلاسوں کا اجراء کیا جائے تاکہ علاقے کی ہماری بچیاں اپنی تعلیم شروع کر سکیں۔

علاوہ ازیں میری یونین کونسل چکری میں سابق حکومت پنجاب نے ایک پٹرولنگ پولیس پوسٹ چکری کے نام سے بنوائی تھی جس کی بلڈنگ مکمل ہو چکی ہے لیکن مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ پنجاب حکومت کی کیا مجبوری ہے کہ آج تک وہاں سٹاف کی تعیناتی ہوئی ہے اور نہ بجلی فراہم کی گئی ہے اس لئے ہماری شاہرات بہت غیر محفوظ ہیں۔ میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ خصوصی مہربانی فرماتے ہوئے ہماری سابقہ حکومت کے کام جو مکمل ہو چکے ہیں اس کا ضیاع نہ ہونے پائے۔ میں دوبارہ گزارش کرتا ہوں کہ وہاں خصوصی توجہ فرماتے ہوئے سٹاف تعینات کریں، اُن کی گاڑی کا بھی بندوبست کیا جائے اور پٹرولنگ پوسٹ کو جلد از جلد operational کیا جائے۔ اسی طرح کی ایک پٹرولنگ پوسٹ میری اپنی ذاتی یونین کونسل چھٹہ خلیل میں جو کہ گزشتہ ایک ڈیڑھ سال کے عرصہ سے کام کر رہی ہے لیکن اس پٹرولنگ پوسٹ پر سب سے زیادہ پریشانی کا سامنا یہ ہے کہ اُن کو ڈیزل مہیا نہیں کیا جاتا۔ میں جناب کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ اس پٹرولنگ پوسٹ کے لئے بالخصوص ڈیزل کا بندوبست کیا جائے کیونکہ ہمارا ضلع راولپنڈی بالخصوص تحصیل ٹیکسلا ایک

bordering تحصیل ہے اور bordering تحصیل ہونے کی وجہ سے جرائم کی شرح بہت زیادہ ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ جس قدر جلدی ہوسکے وہاں پر ڈیزل کی فراہمی کا بندوبست کیا جائے۔

جناب سپیکر! اتفاق سے یہاں میرے بھائی ایگریکلچر منسٹر بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ چونکہ ہمارا صوبہ بھی ایک زرعی صوبہ ہے اور ہماری تقریباً 65 فیصد آبادی زرعی علاقوں سے تعلق رکھتی ہے۔ ضلع راولپنڈی بالخصوص اور راولپنڈی ڈویژن بالعموم غیر ہموار علاقہ ہے اور غیر ہموار ہونے کی وجہ سے وہاں پر uncultivable land بہت زیادہ ہے۔ میں نے ایک دفعہ خود معزز وزیر صاحب سے بھی درخواست کی تھی کہ میرے راولپنڈی ڈویژن میں بلڈوزروں کی کل تعداد 44 ہے جو 1993 سے چل رہے ہیں تو اس ڈویژن کے علاقہ کو cultivable بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ بلڈوزروں کی ضرورت ہے۔ میں گزارش کرتا ہوں کیونکہ وہاں 1993 سے نئے بلڈوزر نہیں خریدے گئے اور اب تک ان پرانے بلڈوزروں سے کام لیا جارہا ہے لہذا جناب سے میری یہ التماس ہوگی کہ نئے بلڈوزر خریدے جائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ رقبہ cultivable بنایا جاسکے اور زراعت میں لوگ اپنی محنت کرکے رزق کما سکیں۔ میں وزیر خزانہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے بارانی علاقوں کے لئے دوسو چھوٹے ڈیموں کے لئے 20 کروڑ روپے کی رقم مختص کی ہے۔ اس سے پہلے بھی میرے میں ایک بھائی نے اس بارے میں ایک بات کی تھی کہ دوسو ڈیموں کے لئے 20 کروڑ روپے کی رقم بہت کم ہے کیونکہ اس حساب سے ایک ڈیم تقریباً دس لاکھ روپے میں بنتا ہے۔ میں یہ نہیں سمجھتا کہ یہ دس لاکھ روپے سے ایک ڈیم بن سکے۔ اس سے جوہڑ ٹائپ کی کوئی چیز تو بن سکتی ہے لیکن ڈیم نہیں بن سکتا اس لئے میں آپ کے توسط سے تنویر اشرف کائرہ صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ اس رقم کو بڑھایا جائے بالخصوص جن علاقوں میں یہ ڈیم بنیں گے تو on Farm Water Management کے لئے بھی کچھ فنڈز رکھے جائیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ on Farm Water Management کے لئے موجودہ بجٹ میں کوئی فنڈز نہیں رکھے گئے چونکہ ہمارا بارانی علاقہ ہے وہاں پر ڈیم تو بن جائیں گے لیکن چونکہ زمین level نہیں ہے اس لئے پانی لگانے میں بہت مشکل پیش آتی ہے۔ جب تک Water Management کے پاس پیسے نہیں ہوں گے تب تک زمیندار کے لئے وہ ڈیم مفید ثابت نہیں ہوں گے۔ میں جناب سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ ان ڈیموں کے لئے جو رقم رکھی گئی ہے اُس کو بڑھایا جائے

اور دوسری on Farm Water Management کے لئے رقم مختص کی جائے تاکہ میرے علاقے کے چھوٹے کاشتکار زیادہ سے زیادہ اپنے رقبوں پر water courses and water lines وغیرہ لے جاکر زمین کو سیراب کر سکیں اور اپنی محنت مشقت سے استفادہ کر سکیں۔

جناب سپیکر! جس طرح وزیر خزانہ صاحب نے اپنی بجٹ تقریر میں فرمایا کہ حکومت پنجاب معدنیات کو ترقی دینے کا تہیہ کئے ہوئے ہے اور معدنی پیداوار کو بڑھانے کے لئے پرائیویٹ سیکٹر کو آگے لارہی ہے میں اس سلسلے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ انہوں نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ وہ پرائیویٹ سیکٹر کو آگے لائیں گے لیکن میرے حلقہ تحصیل ٹیکسلا میں 226 crushers تھے جو پنجاب حکومت نے گزشتہ ڈیڑھ سال سے بند کرنے کے احکامات جاری کئے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے کافی پریشانی ہے۔ ان 226 crushers پر کم از کم 400 loading مشینیں کام کرتی ہیں ان کے علاوہ 700 dumpers وہاں crush لے جانے اور آنے کے کام آتے ہیں اور ہزاروں مزدور اس پیشہ سے منسلک ہیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ معدنی ترقی جو پہلے سے ہم لوگوں نے اپنی ذاتی investment سے پیسا لگا کر کاروبار بنایا تھا اُس کو ختم کیا جارہا ہے تو پھر نئی investment کہاں سے آئے گی؟ یہ جو ایک انتقامی سیاست کی ابتدا کی گئی ہے اور انتقامی سیاست سے کام لیتے ہوئے وہ crushers بند کئے جارہے ہیں تو میری اس معزز ایوان میں یہ گزارش ہوگی کہ یہ انتقام نہ لیا جائے اور 226 crushers بند کرنے کے احکامات واپس لئے جائیں۔

جناب سپیکر! آخر پر میں ایک بات مقامی حکومت کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے لئے اس بجٹ میں 164۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ تحصیل اور ضلع میں مقامی ادارے چونکہ ختم ہو چکے ہیں تو ابھی تک الیکشن کا اعلان نہیں ہوا۔ یہ 164۔ارب روپے جو مختص کئے گئے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ یہ ہمارے لئے مفید ثابت ہوں گے۔ ان کو اگر administratively utilize کریں گے تو misuse ہوں گے اس لئے میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ ان کو اُس وقت تک freeze رکھا جائے جب تک نئے انتخابات نہ ہو جائیں۔ میں ان الفاظ کے ساتھ آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اگلے مقرر قیصر اقبال سندھو صاحب!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں۔ جی، محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! 2010-11 کا بجٹ پیش کیا گیا ہے جو لکھا بیورو کریٹس اور سیکرٹریوں نے اور پڑھا وزیر خزانہ نے ہے۔

جناب سپیکر: بڑی خوشی کی بات ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): میں پڑھنے پر بھی وزیر خزانہ کے اس حوصلے کو داد دیتی ہوں کہ اتنے مشکل لفظوں میں لکھے ہوئے بجٹ اور اتنے بھاری اور جھوٹ کے پلندے کو خوبصورت انداز میں وزیر خزانہ نے پڑھا ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ہر مکتبہ فکر کے لوگوں کو بجٹ بناتے وقت اُن سے رائے لی جاتی تا کہ بہتر اور خوبصورت بجٹ بنتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: محترمہ! کتاب تو ماشاءاللہ بڑی خوبصورت ہے۔ کیا آپ نے دیکھی نہیں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! کتاب بھی خوبصورت ہے اور اندر figures بھی خوبصورت ہیں۔ ویسے تو CD بھی بہت اچھی ہے اس لئے تو میں نے وزیر خزانہ کو داد دی ہے کہ خوبصورت چیزیں پیش کی ہیں لیکن اُس کے اندر کچھ نہیں ہے۔ ہر مکتبہ فکر کے لوگوں کی رائے لینا تو ایک طرف تھا لیکن انہوں نے اپنے coalition میں بیٹھے ہوئے ساتھیوں سے بھی رائے لینا پسند نہیں کیا۔ میں یہی کہوں گی کہ یہ پھر اعداد و شمار اور ایک ایسا ہیر پھیر ہے جس سے ملک کے مزدوروں، محنت کشوں کی آمدنی میں اضافہ ہوگا، غریبوں کی حالت بہتر ہوگی، بے روزگاری ختم ہوگی اور نہ ہی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے اژدھا کو روکے گا جو ہر زہریلے ناگ کی طرح غریبوں کے خون کو چوسنے کے لئے تیار بیٹھا ہے۔

(اس مرحلہ پر وزیر خزانہ ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر! پھر یہ کہا جاتا ہے کہ بجٹ میں غربت میں کمی اور غریبوں کے کندھوں سے زندگی کے مسائل کا بوجھ کم کرنے کے لئے سستی روٹی سکیم شروع کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ ذرا سخت الفاظ استعمال نہ کریں کیونکہ منسٹر صاحب میرے خیال میں اسی لئے باہر تو نہیں چلے گئے، واک آؤٹ تو نہیں کر گئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! تاریخ میں محمد شاہ تغلق ایک ناکام بادشاہ تھا کیونکہ وہ منصوبے بہت بناتا تھا لیکن ان منصوبوں پر عمل نہیں کر سکتا تھا اور ہوتا یہ تھا کہ اس کا ہر منصوبہ سستی روٹی سکیم کی طرح ناکام ہو جاتا تھا۔ جو منصوبے رات کے اندھیروں میں بیٹھ کر جلد بازی میں بنائے جاتے ہیں جیسے فوڈ سیٹمپ سکیم پروگرام تھا۔ میں خود اس بات کی گواہ ہوں کہ راتوں رات ایک پرنٹ نکال لیا اور اس کی فوٹو کاپیاں کر کے لوگوں میں بانٹ دی گئیں۔ وہ منصوبہ کتنا ناکام ہوا اور وہاں پر لوگوں کی غربت کا مذاق اڑایا گیا۔ غریبوں کو ملا بھی کچھ نہیں اور حکومت نے اربوں روپے اس میں ضائع کر دیئے۔ اسی طرح پھر ایک "کھانا گھر" کا ایک ناکام منصوبہ شروع کیا گیا۔ میں حیران ہوں کہ وزیر اعلیٰ کے مشیر کتنے نا اہل ہیں کہ وہ انہیں ایسا کرنے سے روکتے بھی نہیں۔ کھانا گھر جیسا ایک اور ناکام منصوبہ شروع کر کے یہ غریبوں کو کیا تاثر دینا چاہتے ہیں کہ غریب صبح سے لائنوں میں لگ کر -/10 روپے کے بکنے والے کھانے کے لئے لائنوں میں کھڑے رہیں۔ وہ خواتین سے کیا کروانا چاہتے ہیں اگر روٹی بھی تنوروں سے ملتی ہے اور سالن بھی تنوروں پر ملنا شروع ہو گیا تو پھر کل سے کپڑے بھی تنوروں پر ملنے شروع ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! وہ رانا ثناء اللہ صاحب جو اپوزیشن میں بیٹھ کر بہت بلند بانگ دعوے کیا کرتے تھے۔ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ رانا ثناء اللہ صاحب کو چاہئے کہ وہ واپس آ جائیں کیونکہ وہ یہاں اس سیٹ پر بیٹھے ہوئے suite نہیں کر رہے کیونکہ میرا خیال ہے کہ یہ انہی کے مشورے سے جیسے صحت کے بارے میں کہا گیا کہ مفت ادویات مل رہی ہیں مگر کسی جگہ پر بھی، کسی ہسپتال میں مفت دوائی نہیں ملتی کیونکہ اگر کوئی ایک مریض داخل ہوتا ہے تو ایک پرچی دی جاتی ہے اور ابھی وہ دوائی لے کر نہیں آتا تو اسے دوسری پرچی تھما دی جاتی ہے۔ ادویات مفت ملنے کا تو یہ حال ہے کہ اسمبلی کے اندر ایم پی ایز کو بھی دو دو ماہ کے بعد ادویات ملتی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ علاج کے لئے بہتر سہولتوں کے بارے میں یہ عرض کروں گی کہ جیسے وزیر اعلیٰ نے پچھلے دنوں پنجاب کارڈیالوجی کا بوجھ کم کرنے کے لئے مختلف اضلاع میں ایسے یونٹ قائم کرنے کا فیصلہ کیا تھا تاکہ وہاں کے لوگوں کے لئے یہاں سے ہفتے میں ایک ٹیم جایا کرے گی جو

انہیں بہتر سہولت دے سکے لیکن اس میں بھی رانا ثناء اللہ صاحب نے اپنی ایک ٹانگ اڑا دی کہ نہیں جی، پیسے نہیں ہیں اور اس طرح یہ منصوبہ بھی ناکام ہو گیا اور یہ بھی حالات کے رحم و کرم پر یا رانا ثناء اللہ صاحب کے رحم و کرم پر ویسے کا ویسا ہی پڑا ہوا ہے۔ میں یہاں پر ایک شعر عرض کرتی ہوں کہ:

ایک طرف سیم و زر کے بستر پر زندگی کروٹیں بدلتی ہے
ایک طرف مفلس کے دوزخ میں آدمیت کی لاش جلتی ہے

جناب سپیکر! تعلیم کی مد میں 4۔ارب روپے کی خطیر رقم فراہم کی جا سکی ہے۔ تعلیمی میدان میں پوزیشن ہولڈرز کی صلاحیتوں کا اعتراف اور ان میں خود اعتمادی پیدا کرنے کے لئے ایوارڈز دینے کے علاوہ سرکاری خرچ پر بیرونی ممالک کے دورے کروائے جا رہے ہیں جو کہ ایک اچھا قدم ہے اور میں اسے خراج تحسین بھی پیش کرتی ہوں اور میں یہ بھی چاہوں گی کہ بیرون ملک جانے والے بچے صرف (ن) لیگ کے نہ ہوں باقی تمام پاکستان اور پنجاب کے باعزت اور غریب شہریوں کے بچے بھی ہوں کیونکہ اگر مقصد نوازنا صرف اپنے ہی لوگوں کو ہو گا تو پھر یہ منصوبہ بھی پہلے منصوبوں کی طرح ناکام ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! سپیشل بچوں کی تعلیم کے بارے میں کوئی واضح منصوبہ نہیں دیا گیا۔ سپیشل بچے اس معاشرے کا ایک بڑا حصہ ہیں۔ کچھ این جی اوز سپیشل سکول چلاتی ہیں چونکہ کوئی انہیں دیکھنے والا نہیں ہے اور کسی کے پاس اتنا وقت ہی نہیں ہے کہ وہ ان سکولوں کو چیک کر سکے کہ وہاں پر بچوں کو پڑھایا یا کچھ سکھایا بھی جاتا ہے کہ نہیں۔ میری حکومت سے یہ گزارش ہو گی کہ ان بچوں کے لئے فنی تعلیمی ادارے قائم کئے جائیں جہاں پر ایسے بچے فنی تعلیم حاصل کر کے ایک مفید شہری بن سکیں۔

جناب سپیکر! 1973 کے آئین میں اقلیتوں کو مکمل مذہبی آزادی، معاشی اور معاشرتی ترقی کے مواقع کی ضمانت دی گئی ہے۔ اقلیتوں کے لئے 21 کروڑ 50 لاکھ روپے گزشتہ سال رکھے گئے۔ گزشتہ سال گوجرہ اور امسال لاہور میں اقلیتوں کی عبادت گاہوں پر حملے سے بیرون ملک پاکستان کا image کافی خراب ہوا ہے۔ میری حکومت سے یہ گزارش ہے کہ ان کی مذہبی درسگاہوں کی حفاظت کی جائے اور اس مقصد کے لئے خاص فنڈز مختص کئے جائیں۔ اقلیتوں کو ملازمتوں میں پانچ فیصد کوٹا دیا جاتا ہے تو اس

پر عمل بھی کروایا جائے کیونکہ صرف زبانی دینے سے کسی کو کوئی چیز نہیں ملتی جب تک کہ اس پر عمل نہ کروایا جائے۔ اقلیتی گروہوں کی تعلیمی اور معاشرتی حیثیت کے بارے میں اعداد و شمار اکٹھے کرنا اور ان بنیادوں پر خصوصی پروگراموں کا اجراء مثلاً پنجاب میں سرکاری، نیم سرکاری اور غیر سرکاری اداروں میں کام کرنے والے سینیٹری ورکرز کی رجسٹریشن بہت ضروری ہے۔ اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے سینیٹری ورکرز مختلف ہسپتالوں میں کام کرتے ہیں لیکن ان کی کوئی رجسٹریشن نہیں کی گئی تو میرا حکومت سے یہ مطالبہ ہے کہ ایسے تمام لوگ جو چھوٹی سطح پر کام کرتے ہیں جیسے وہ صفائی کرتے ہیں یا بیماروں کے بستر تبدیل کرتے ہیں تو انہیں بھی مختلف بیماریاں لاحق ہو سکتی ہیں لہذا ان کی بھی رجسٹریشن کی جائے۔

جناب سپیکر! بجٹ میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے 15۔ارب روپے کے مختلف شعبہ جات میں منصوبے تجویز کئے گئے ہیں تاہم بجٹ کی موٹی بھاری کتابوں میں مختلف شعبہ جات میں خواتین کے ترقیاتی منصوبوں پر نظر ڈالی تو خواتین کے لئے کوئی بھی مخصوص فنڈ موجود نہیں تھا۔ ایسے ہی تھا جیسے سب نے مل کر چائے پی ہے تو اس میں جو خواتین نے چائے پی ہے وہ خواتین کا فنڈ ہو گیا۔ اسی طریقے سے ہسپتالوں میں جہاں علاج ہوتا ہے تو جہاں خواتین کا علاج ہو گیا وہ خواتین کا فنڈ ہو گیا ہے۔ ہمارے وومن ڈویلپمنٹ کے وزیر یہاں پر موجود نہیں ہیں تو ہمارے محکمہ کا سیکرٹری ڈیڑھ سال سے وہاں پر موجود ہی نہیں ہے اور کھیلوں کے سیکرٹری کو ایڈہاک چارج دیا گیا ہے۔ اس محکمے میں بھی خواتین کی بہبود کے لئے کسی قسم کا کوئی فنڈ نہیں رکھا گیا۔

جناب سپیکر! ہماری نصف آبادی خواتین پر مشتمل ہے اور خواتین کے مالی مسائل روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں تو انہیں کم یا حل کرنے کے لئے فارمولہ یا کوئی اچھا peakage نہیں دیا گیا۔ خواتین سے مختلف قسم کے کام لے کر انہیں معاشرے کا ایک باعزت شہری بنایا جا سکتا ہے لیکن اس کے لئے صنعت زار جیسے سکول ہر تحصیل کی سطح پر قائم کئے جائیں تاکہ وہ باعزت اور بہتر طور پر اپنی روزی کما سکیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر این ایف سی ایوارڈ کی بات ضرور کرنا چاہوں گی اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ این ایف سی ایوارڈ کی کامیابی کے حصول نے اس بات پر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ ایک منتخب جمہوری قیادت ہی مشکل اور پیچیدہ کام کو بطریق احسن کر سکتی ہے۔ آج تک این ایف سی ایوارڈ کے سلسلے

میں صوبوں اور مرکز کے درمیان ایک کشیدگی پائی جاتی تھی لیکن ساتویں این ایف سی ایوارڈ نے رنجشوں کو ختم کر دیا جس پر میں صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری کو اوراٹھارھویں ترمیم پر بھی میں انہیں خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے صوبوں اور مرکز کے درمیان رنجش ختم کر دی۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی، آگے ہیں احسن رضا صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ میاں محمد علی لالیکا صاحب!

میاں محمد علی لالیکا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کو بجٹ 11-2010 پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ موجودہ حالات میں جس طرح ملک اور صوبہ پنجاب دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے تو ہم افواج پاکستان کو، پولیس کے جوانوں اور سول سوسائٹی کے ان لوگوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں جنہوں نے دہشت گردی کی جنگ میں اپنے وطن عزیز کی خاطر اپنی جانوں کی قربانیاں دیں۔ میں اس جمہوری حکومت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اتنی خوش اسلوبی سے اٹھارہویں ترمیم کو منظور کیا اور این ایف سی ایوارڈ کا قیام اتنی خوش اسلوبی سے عمل میں آیا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی بھی بجٹ اس وقت تک صحیح معنوں میں عوام کی امنگوں کی ترجمانی نہ کر سکے گا جب تک ان کے منتخب نمائندوں کو بھرپور طریقے سے شامل نہ کیا جائے، ان کی تجاویز پر غور نہ کیا جائے اور ان کی تجاویز کو سمجھا نہ جائے۔ ان نمائندوں کو صرف گلا پھاڑ پھاڑ کر تقریریں کرنے پر ہی نہ رکھ دیا جائے بلکہ ان کی تجاویز پر عمل بھی کیا جائے تاکہ وہ نمائندے جو یہاں ٹھنڈے اے سی ہالوں میں بیٹھے ہیں وہ صحیح معنوں میں عوام کی ترجمانی کر سکیں۔ ہمارے پاس ایسی مثالیں موجود ہیں کہ جہاں قومیں قحط اور جنگوں کی نذر ہوئیں لیکن انہوں نے اپنے آپ کو کس طریقے سے دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑا کیا۔ جاپان کی مثال لے لیجئے کہ جنگ عظیم دوم کے بعد جاپان تباہی وبربادی کے دھانے پر تھا۔ چین کی مثال لے لیجئے جو ایک نشہ آور قوم تھی اور نشہ ان کے جوڑوں اور ہڈیوں میں رچا بسا تھا لیکن انہوں نے اپنی افرادی قوت کے بل بوتے پر اور افرادی قوت کو دیئے گئے ہنر کے بل بوتے پر دنیا میں اپنی economy کو strong کیا۔ آج دنیا میں ان ممالک کی مثالیں دی جاتی ہیں۔ یہاں ضرورت اس امر کی ہے کہ سبسڈیز دی جانی چاہئے لیکن یہ بھی سوچنا چاہئے کہ سبسڈیز کی مد میں کیا ہماری قوم، کیا ہماری عوام کشکول لے کر بھکاری تو نہیں بننے جا رہی؟ مجھے آج آپ نبی کریم ﷺ کا وہ واقعہ یاد آتا ہے کہ جو ہمارے

لئےrole modelہے۔ حضور پاک ﷺ کی خدمت میں ایک شخص کشکول لے کر حاضر ہوتا ہے تو آپ ﷺ اس کے کشکول یا سامان کو فروخت کرواتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جاؤ ایک کلہاڑا اور رسی لے کر آؤ اور اس سے محنت کرو خدا تمہاری اس محنت میں برکت ڈالے گا۔ پھر کیا ہوتا ہے؟ کچھ عرصہ کے بعد وہ شخص دوبارہ حاضر ہوتا ہے تو اس کی معاشی حالت بہتر ہوئی ہوتی ہے اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ سبسڈیز دی جائیں جہاں جائز ہیں لیکن اس کی بجائے اگر ہنر اور ایسے technical institutions بنائے جائیں جہاں پر ہم افرادی قوت کی وہ طاقت پیدا کر سکیں جو ملک و قوم کو آگے لے کر چل سکے۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ:

قرض کی پیتے تھے مے اور کہتے تھے کہ رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

کوئی شک نہیں کہ توانائی کا بحران سابقہ حکومت کا دیا ہوا ہے لیکن آج اس موقع پر عوام کا تیسرا بجٹ پیش کر رہے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ توانائی کے اس بحران کو کنٹرول کرنے کے لئے ہماری حکومت مؤثر اقدام کرے گی خواہ وہ مرکز کی ہو یا پنجاب کی ہو، اگر اگلے سال میں بھی ہم یہی عذر پیش کرتے رہے کہ سابقہ حکومت نے یہ توانائی کا بحران دیا ہے تو ہماری بھی ذمہ داریاں ہیں، ہمارے بھی فرائض ہیں اور ہم فی الفور توانائی کے اس بحران کو کنٹرول کریں ورنہ جس طریقے سے غریب کا چولہا بند ہوتا ہوا نظر آرہا ہے اس میں کوئی سستی روٹی کام کر سکے گی اور نہ کوئی ملازمتیں کام کر سکیں گی، جب تک آپ اپنی اس افرادی قوت کو جو باہنر ہے اس کو اس توانائی کے بحران سے نہیں نکالیں گے اس وقت تک یہ ممکن نہ ہو گا۔ اس کے لئے صوبہ میں اگر چھوٹے ڈیم بنائے جائیں یا solar energy سے استفادہ کیا جائے تو یہ بھی بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر! زراعت ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے اس کے لئے بھی ہمیں جامع اقدام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سال اور پچھلے سال وفاقی حکومت نے گندم کی جو قیمت مقرر کی، آپ بھی کاشتکار ہیں اور ہم بھی کاشتکار ہیں۔ اس سال Food Department نے سات بوریاں، آٹھ بوریاں، نو بوریاں کیا یہ مذاق نہیں ہے؟ میری آپ کی وساطت سے اس ایوان اور وزیر موصوف سے یہ درخواست ہو گی کہ اس میں ایسی جامع پالیسیاں تشکیل دی جائیں تاکہ کاشتکاروں کو بوریوں کی تعداد نہ گنوانی پڑے کہ اتنی فرد لے کر آؤ پھر اتنی بوریاں دی جائیں گی اور یہ باردانہ دیا جائے گا۔ زراعت کے

ساتھ ہمارا نہری نظام لازم وملزوم ہے۔ آج ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان کا نہری نظام دنیا کا طویل ترین نہری نظام ہے۔ اس میں Farmer organization کو شامل کر کے جس طریقے سے ان کو با اختیار کر دیا اور ڈیپارٹمنٹ کو نکال دیا گیا تو پھر خدارا یہ نظام تباہی کے دہانے پر ہے۔ خدارا! اس Farmer organization کے ساتھ ساتھ محکمے کو با اختیار رہنے دیا جائے۔ اگر آپ محکمہ انہار کو بے اختیار کر دیں گے اور former organization کو strong کریں گے تو وہ اس علاقے کے باسی ہیں، ان کی مرضی ہے کہ ایک وقت آئے گا اور آنے والا ہے کہ خون سستا اور پانی مہنگا ہو گا۔ اگر میں اس Farmer organization نہر کا صدر منتخب ہوتا ہوں تو میری مرضی ہے کہ میں اگلے موگے والے، اگلے out let والے کو پانی دوں یا نہ دوں۔ خدارا اس پر غور کیجئے۔ سستی روٹی سے فائدہ اٹھانے والی 35 فیصد شہری آبادی ہے اور 65 فیصد دیہاتی آبادی ہے۔ ہم ایوان میں بیٹھنے والے یہاں جتنے بھی عوامی نمائندے موجود ہیں یہ سب اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ دیہات میں بسنے والا مزدور اگر کسی بھی ہنر سے فائدہ اٹھاتا ہے تو گندم کی کٹائی کے دوران وہ اپنی سال کی گندم ضرور اکٹھی کر لیتا ہے اس لئے اللہ کے فضل وکرم سے اس کو یہ پریشانی نہیں ہوتی۔ خدارا اگر دیہات میں رہنے والوں کے لئے جس طریقے سے ٹریکٹر سکیم میں قرعہ اندازی کی جاتی ہے اور سبسڈی دی جا رہی ہے تو اس کے ساتھ ساتھ اگر لائیوسٹاک میں جانوروں کی مد میں بھی سبسڈی دی جائے تو ہمارے صوبہ کا دیہاتی جو ہے وہ خوشحال ہو گا۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں منسٹر لائیوسٹاک آپ کی باتیں لکھ رہے ہیں۔ منسٹر صاحب! میرے خیال میں آپ کے متعلقہ بات ہو رہی ہے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میں جتنے معزز ممبران ہیں ان کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ جتنی بھی یہ تقریریں کر رہے ہیں ان تمام تقریروں کا ہم رات کو بیٹھ کر مطالعہ کرتے ہیں اور بجائے points نوٹ کرنے کے پوری تقریر جو آپ کا عملہ تیار کرتا ہے اس کو دیکھتے ہیں اور میں جب پانچ یا چھ منٹ نہیں ہوتا تو پارلیمانی سیکرٹری بیٹھے ہوتے ہیں وہ points بھی نوٹ کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تو کر رہے ہیں، میں آپ کی بات نہیں کر رہا، میں جو لائیوسٹاک کے متعلقہ وزیر بیٹھے ہوئے تھے ان کی توجہ ادھر کروا رہا تھا۔

میاں محمد علی لالیکا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: بس مہربانی، آپ کا بہت شکریہ

میاں محمد علی لالیکا: جناب سپیکر! میں ایک منٹ میں ختم کرتا ہوں۔ اگر جنوبی پنجاب کا چرچا کیا جا رہا ہے تو اس کی بھی ایک وجہ ہے کہ یہاں پر جنوبی پنجاب کے لئے جو allocation کی گئی ہم وزیر اعلیٰ پنجاب کے مشکور ہیں کہ جنہوں نے ہمیں پانچ بلین روپے دیئے، 2 بلین روپے ریلیز ہوئے اور expenditure بیس کروڑ ہیں، ان بیس کروڑ میں بھی وہ ہوا جو افسر شاہی نے چاہا، جس میں عوامی نمائندوں کی تجاویز کچھ اور تھیں۔ اس کے مترادف جہاں اللہ کے فضل و کرم سے اور الحمدللہ رِنگ روڈ کی allocation جو ہے وہ 13۔ارب روپے اور ریلیز بھی 13۔ارب روپے ہے اور expenditure سو فیصد ہے اور ہم بھی یہ توقع کرتے ہیں کہ شاید Southern Punjab کے لوگوں کو بھی اسی طریقے سے فنڈز دیئے جائیں تاکہ وہ بھی اپنے علاقوں میں ترقیاتی منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکیں۔ جس طریقے سے رِنگ روڈ کا منصوبہ پایۂ تکمیل تک پہنچنے کو جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! جب تک آپ عوامی نمائندوں کی تجاویز جو اس بجٹ بحث کے دوران دی گئی ہیں ان پر غور و خوض اور عملدرآمد نہیں کریں گے تو اس وقت تک عوام کو بجٹ کا فائدہ نہیں پہنچے گا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: یہ میں آپ کو بتا دوں کہ لائیو سٹاک والوں نے آپ کا کوئی point نہیں لکھا اور آپ کی بھی بہت مہربانی اور شکریہ۔ جی، تنویر احمد ناصر آپ کدھر تھے؟

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میں ادھر ہی تھا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کا نمبر پہلے جا چکا ہے اور آپ کی غیر حاضری لگ گئی ہے۔ چلیں، ہم آپ کو ٹائم دیتے ہیں لیکن آپ کا ٹائم دس منٹ سے ایک منٹ بھی اوپر نہیں ہو گا کیونکہ دوسروں کو بھی ٹائم دینا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! بجٹ کیا ہے، کیا یہ الفاظ کا گورکھ دھندا ہے، یہ ہندسوں کی ہیر پھیر ہے یا پھر جو ہمارے حکمران ہیں ان کی ترجیحات ہوتی ہیں؟ اگر بجٹ کا بغور تقابلی جائزہ لیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ یہ ایک عوامی بجٹ ہے جس میں عوامی خدمت کو مدنظر رکھا گیا ہے اور اس ٹیکس فری بجٹ کو پیش کرنے پر میں محترم میاں محمد شہباز شریف صاحب اور ان کے خوبصورت وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! علم کے بغیر کوئی معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا اور علم کے بغیر کوئی صوبہ اور ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ اگر ہم اپنے صوبہ اور اپنے ملک میں چاہتے ہیں کہ یہاں پر تیز رفتار ترقی ہو تو پھر تعلیم کو اولین ترجیح دینا ہوگی۔ اس بجٹ میں جس طرح تعلیم کے لئے 53۔ارب اور 99 کروڑ روپے کے فنڈز مختص کئے گئے ہیں وہ چیف منسٹر صاحب کے vision کو بڑا واضح کرتے ہیں جو کہ current fiscal year کی رقم ہے وہ اس سے 12 فیصد زیادہ ہے Punjab Education Endowment Fund قائم کیا گیا جس کے تحت تقریباً بارہ ہزار سے زیادہ students استفادہ کر چکے ہیں اور اگلے مالی سال میں یہ بجٹ 4۔ارب روپے سے بڑھا کر 6۔ارب روپے کر دیا گیا ہے اور آئندہ تین سالوں میں یہ بجٹ 10۔ارب روپے ہو جائے گا۔ اب میں آئی ٹی لیب کے حوالے سے بات کرتا ہوں جو کہ ہائی سکولوں میں آئی ٹی لیب قائم کی گئی ہیں یقیناً آئی ٹی کے شعبہ میں یہ انقلاب برپا کر کے رہیں گی اور اگلے مالی سال میں آئی ٹی لیب کو ایلیمنٹری سکول تک بڑھایا جا رہا ہے، یہ بڑی اچھی بات ہے۔ یہ پہلے کبھی نہیں ہوا تھا کہ جو position holder students ہیں ان کو بیرونی ملکوں کے مطالعاتی دورے کرائے جا رہے ہیں تو یہ کریڈٹ بھی ہماری گورنمنٹ کو جاتا ہے کہ حال ہی میں چھیالیس students یورپی ملکوں کے مطالعاتی دورہ پر گئے ہیں۔

جناب سپیکر: ذرا ایک منٹ، اپوزیشن کے سارے بھائی چلے گئے ہیں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! بھائی اور بہنیں بھی ساری چلی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، دیکھیں، ذرا باہر تو نہیں بیٹھے ہوئے؟

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: میں دیکھ نہیں پایا ہوں کہ کوئی ناراض تو نہیں ہو گئے ہیں؟ کوئی نہیں ہے چلیں، تنویر ناصر صاحب اپنی تقریر جاری رکھیں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! اساتذہ کی تربیت، ان کی آگاہی کے لئے اور بہترین رزلٹ پر ان کو جو incentive دیا گیا ہے اس کے لئے دس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جو کہ بہت اچھی بات ہے۔ اسی طرح text books کی فراہمی current fiscal year میں ایک ارب 80 کروڑ روپے کی books فراہم کی گئی ہیں اور اگلے مالی سال میں بھی اتنی ہی مالیت کی text books فراہم کی جائیں گی اور یقیناً جو پروگرام سابقہ حکومتوں نے پھیلایا جو صرف ٹی وی سکرینوں پر نظر آرہا تھا پڑھا لکھا پنجاب اس کی نسبت یہ پروگرام بہت بہتر ہے اور جو بہت بڑی بات ہے وہ انجینئرنگ کی تعلیم کے لئے جو تین سو سیٹوں کا سرکاری یونیورسٹی اور انجینئرنگ کالجوں میں اضافہ کیا گیا ہے جس طرح سے میڈیکل کالجوں میں 452 سیٹوں میں اضافہ کیا گیا ہے تو اس سے ایک ہزار ڈاکٹرز زیادہ تربیت حاصل کریں گے اور میدان عمل میں آئیں گے اور انجینئرز بھی زیادہ وافر مقدار میں آئیں گے جس سے جو ڈاکٹر اور انجینئرز کی کمی ہے ان کو پورا کیا جاسکے گا۔ TEVTA کو مالی اور انتظامی خود مختاری دی گئی یہ بہت اچھی بات ہے تاکہ کلرک پیدا کرنے کی بجائے ہنر مند پیدا کئے جائیں اس کے لئے 6۔ ارب 80 کروڑ روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے۔ یہاں پر دانش سکول پر بہت زیادہ تنقید کی جاتی ہے مجھے سمجھ نہیں آتی کہ تنقید کرنے والوں کو کیا خوف ہے؟

جناب سپیکر: جو باتیں پہلے ہو گئی ہیں ان کو چھوڑ دیں۔ آپ اپنی کوئی اور بات کریں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! چلیں، یہ بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ ایجوکیٹر اور کانسٹیبل کی جو میرٹ پر بھرتی ہوئی ہے کیا یہ سابقہ حکومت میں ایسی کوئی مثال پیش کر سکتے ہیں؟ ہر گز نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: اس لئے تو وہ چلے گئے ہیں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! آپ کی بات بالکل صحیح ہے۔ ورنہ ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ کانسٹیبل کی بھرتی کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپے تک لئے گئے تھے۔

جناب سپیکر! صحت کے لئے بجٹ میں80۔ارب43کروڑ روپے رکھا گیا ہے اور یہ جو current fiscal year ہے اس میں61.6فیصد زیادہ ہے کیونکہ سماجی شعبہ میں تعلیم کے بعد صحت ہی سب سے اہم شعبہ ہے۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے معزز ممبر جناب محمد محسن خان لغاری ہاؤس میں تشریف لے آئے)

علاج کے لئے فری ادویات، DHQ,THQ اور بڑے ہسپتالوں میں جو ٹیچنگ ہسپتال ہیں ان میں 6۔ارب کا مختص کیا جانا بڑی اہم بات ہے لیکن اس میں جو میری تجویز ہے وہ یہ ہے کیونکہ دیہاتیوں کا DHQ,THQ پر پہنچنا کافی مشکل ہوتا ہے اس سکیم کو کم از کم آر ایس level پر ضرور بڑھایا جائے تاکہ دیہاتی جو بڑے غریب لوگ ہوتے ہیں وہ بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔موبائل ہسپتال کا جو تصور پیش کیا گیا ہے وہ یقیناً next fiscal year میں قابل عمل ہو جائے گا جو بڑی اچھی بات ہے اور جگر کی پیوندکاری کے بارے میں، میں ضرور بات کروں گا کہ یہ کریڈٹ صرف صوبہ پنجاب کو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! کاشتکاروں کے لئے مختلف سکیموں کے تحت اور زراعت کی ترقی کے لئے کثیر مقدار میں رقم رکھی گئی ہے جو کہ دانشمندانہ اقدام ہے۔میری یہ proposal ہے کہ یہ ہمارا agro based صوبہ ہے۔ اس میں زراعت کو ترقی دینے کے لئے زراعت کے ہر شعبہ میں زیادہ سے زیادہ subsidy دی جائے اور اگلے مالی سال میں جو گرین ٹریکٹر سکیم ختم کر دی گئی ہے اس کو دوبارہ شروع کیا جائے۔یہ میری تجویز ہے کیونکہ اس سے چھوٹے زمیندار استفادہ کر رہے تھے جن کی holdings صرف چالیس کنال تھی اور یہ اتنی شفاف قرعہ اندازی ہوتی تھی کہ اس پر کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں ہوتا تھا مگر یہاں پر یہ بات کی گئی ہے کہ گرین ٹریکٹر سکیم misuse ہوئی ہے تو وہ بہت غلط بات ہے۔اس میں بہت اچھے rules تھے کہ جو لوگ گرین ٹریکٹر سکیم سے استفادہ کرتے ہیں وہ صرف کاشتکاری کے لئے ٹریکٹر استعمال کریں گے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ تو یہاں کہہ گئے ہیں کہ 90فیصد کرپشن ہوئی ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جی، بالکل غلط بات ہے، اس کی بڑی شفاف belting ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: ظفر ذوالقرنین صاحب کہہ گئے ہیں۔

رانا تنویر احمد ناصر: نہیں، ان کو اندازہ نہیں ہو گا ہم خود اسbeltingمیں شریک ہوتے تھے اور اس beltingمیں آپ یقین کریں کہ میں نے اپنے مخالفین کے بھی ٹریکٹر نکالے ہیں۔ یہ اس حد تک شفاف طریق کار تھا۔

جناب سپیکر!زراعت کوsubsidizeکرنے کے لئے پنجاب پر بہت pressure ہے،پاکستان پر بہتpressureہے کہ زراعت پرsubsidy ختم کر دی جائے،اس پر ہمیشہ سے international levelکے مالیاتی اداروں،امریکہ اور یورپین ممالک کا بہتpressureرہا ہے لیکن ان کا یہbehaviourبہتcontradictoryہے کہ وہ اپنے ملک میں تو زراعت کوsubsidize کرتے ہیں اور پاکستان میں کہتے ہیں کہ زراعت کوsubsidizeنہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جلدیwind upکریں۔

رانا تنویر احمد ناصر: میں یہاں پر اپنے ہمسایہ ملک بھارت کی بات کروں گا جب وہاں پر جواہر لال نہرو وزیر اعظم تھے ان پر بھی pressure آیا کہ آپ زراعت پرsubsidy ختم کر دیں تو انہوں نے کہا کہ Who says we subsidize, we invest.تو اس لئے ہمیں بھی زراعت پرsubsidy ختم نہیں کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کریںinvestmentضرور کریں۔

رانا تنویر احمد ناصر: ان حالات میں، میں تنخواہوں میں جو اضافہ ہوا ہے اس پر بھی بات کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ بہت مہربانی۔ جی، سردار محمد ایوب خان گادھی!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جی، سردار اطہر حسن خان گورچانی! پہلے آپ اپنی سیٹ پر جائیں۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جی، میں اپنی سیٹ پر جاتا ہوں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت مہربانی، آپ نے مجھے بالآخر بات کرنے کا موقع دے ہی دیا۔ گزشتہ سال بھی مجھے بار بار بجٹ کی تقریر میں سے جتنے بھی جھوٹے دعوے تھے وہ دِکھانے پڑے۔ اب وہی سلسلہ چل رہا ہے جھوٹ پر جھوٹ۔ کس کس بات کو سامنے لائیں، کس کس بات کا شکوہ کریں، کس کس بات کا گلہ کریں اپنی ہی حکومت ہے جو جھوٹے دعوے کر رہی ہے۔ بجٹ میں ان کے کتنے جھوٹے دعوے گنوائیں؟ یہ کہ بجٹ

میں جھوٹ بولا جا رہا ہے۔ آپ کے سامنے international agenciesکی reportsموجود ہیں۔ ورلڈ بنک نے جو reportدی ہے اس میں صاف لکھا ہوا ہے کہ لاہور میں فی کس آدمی کے اوپر 35ہزار روپے خرچ کیا جا رہا ہے۔ میرے بہت سارے ساتھی بھائیوں نے بتایا ہے کہ راجن پور میں فی کس -/300 روپے خرچ ہو رہے ہیں۔ کتنا بڑا ظلم ہے، کتنی بڑی ناانصافی ہے؟ بہر حال پھر بھی میں شکر گزار ہوں وزیر اعلیٰ لاہور میاں محمد شہباز شریف صاحب کا کہ انہوں نے اس دفعہ جنوبی پنجاب۔۔۔

جناب سپیکر: وزیر اعلیٰ لاہور نہیں، وزیر اعلیٰ پنجاب کہیں۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: اوہ، میں بھول گیا۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ بھولے نہیں ہیں۔ آپ کو یہ کہنے کی اجازت نہیں ہو گی۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جی، معذرت چاہتا ہوں، میں بھول گیا۔ بہر حال انہوں نے مہربانی کی پچھلے سال انہوں نے کہا تھا کہ ہم آپ کو 5۔ارب روپے دے رہے ہیں جو کہ نظر کہیں نہیں آیا کہ کہاں خرچ ہوا ہے؟ کوئی ایک اینٹ دکھائیں باقی اضلاع کا تو مجھے نہیں پتا، راجن پور کا تو میرے سامنے ہے کہ کسی بھی منصوبے کی ایک اینٹ بھی نہیں رکھی گئی جو announceکئے گئے تھے۔ بہر حال انہوں نے مہربانی کی اور کہا کہ 52۔ارب روپے ہم آپ کو اس سال دیں گے۔ یہاں میں آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ بجٹ کی تقریر میں پچھلے سال جو 5۔ارب روپیہ announceکیا گیا تھا اس تقریر میں اس کو 42۔ارب روپے showکیا گیا یہ 42۔ارب روپے کس چیز کے ہیں، کس چیز کا احسان چڑھایا جا رہا ہے ہمارے اوپر کہ ہم نے آپ کو 42۔ارب روپے دیئے ہیں؟ سفید جھوٹ بولتے ہوئے ہمیں تھوڑی سی بھی شرم نہیں آتی۔ ابھی پھر یہ کہا گیا ہے کہ ہم آپ کو 52۔ارب روپے دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ کس کو مخاطب کر رہے ہیں؟

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر! اپنے آپ کو اور حکومت کو، کیونکہ ہم بھی تو حکومت کا حصہ ہیں۔

جناب سپیکر: لیکن addressتو آپ مجھے کر رہے ہیں۔ (قہقہے)

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر! آپ کے توسط سے ہی کہنا ہے، ہم تو کسی کو مخاطب نہیں کر سکتے۔ اس دفعہ تقریر میں بتایا گیا کہ جنوبی پنجاب کی آبادی 31 فیصد ہے اور ہم آپ کو 36 فیصد دے رہے ہیں۔ شاید Finance Department کا یا ہماری حکومت کا calculator اعداد و شمار کو اوپر دکھا دیتا ہے، ایک زیرو بڑھا دیتا ہے یہ 26 فیصد بنتا ہے اگر Secretary Finance ذرا calculator گھمائیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ ان سے نہ مخاطب ہوں۔ منسٹر صاحب بیٹھے ہیں۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جی، اگر calculator گھمایا جائے تو وہ 26.9 فیصد show کرتا ہے، کس طریقے سے اس کو 36 فیصد show کیا گیا ہے؟ میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ ہماری آبادی 31 فیصد نہیں ہے، ہم تقریباً صوبہ پنجاب کا 40 فیصد ہیں، ہمارے پاس تقریباً 60 فیصد area ہے۔ کس calculator کے تحت ہمیں یہاں پر 31 فیصد show کر دیا گیا؟

مخدوم محمد ارتضیٰ: اس کی battery down تھی۔

جناب سپیکر: وہ بے چارے میری طرح کسی دیہات کے سکول سے پڑھے ہوں گے۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: اسی طرح Federal Bureau of Statistics نے جو سروے کیا ہے اس میں 77 percent of the people of the Punjab are saying کہ ہماری حالت جو آج سے دو سال پہلے تھی اس سے بھی خراب ہو چکی ہے، ہم کس حیثیت سے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے پنجاب میں good governance رکھی ہوئی ہے۔ پھر اگر transparency report دیکھیں اس میں لکھا ہوا ہے corruption کم ہو گئی ہے۔ یہ agency لوگوں کی perception پر base کرتی ہے، ان کے پاس کوئی data نہیں ہے۔ اس کا طریق کار یہ ہے کہ مجھ سے پوچھ لیا، محسن خان سے پوچھ لیا، مخدوم ارتضیٰ سے پوچھ لیا کہ corruption کم ہوئی ہے تو انہوں نے لکھ دیا۔ تین دن سے سن رہے ہیں کہ transparency report آ گئی ہے جی، corruption کم ہوئی ہے، کہاں کم ہوئی ہے؟ کل ہمیں یہاں پر ہمارے دوست مخدوم ارتضیٰ صاحب نے اپنی تقریر میں بتایا ہے کہ ساڑھے چار کروڑ روپے صرف سیکرٹریٹ کے برآمدے پر خرچ ہو رہے ہیں، 6 کروڑ روپے صرف سیکرٹریٹ کے foot path اور سڑک پر خرچ ہوئے ہیں۔ 6 کروڑ سے تقریباً 12 کلومیٹر سڑک بنتی ہے، اگر راجن پور میں آ کر بنائیں، یہاں کا پتا نہیں کیا حساب

ہے، سیکرٹریٹ میں ساڑھے چھ کروڑ روپے خرچ ہو رہے ہیں اور وہ شاید ایک کلو میٹر بھی نہیں ہو گا؟ اگر پچھلے سال یہی بجٹ تھوڑا سا ہمیں دے دیا جاتا تو پچھلے سال کچھ نہ کچھ واٹر سپلائی اور سڑکیں بن جاتیں۔ ہم آج اس طرح کھڑے ہو کر حکومت کی ناقص پالیسیوں اور جھوٹ پر اعتراض نہ کر رہے ہوتے۔ پھر ہمارے سارے بھائی کھڑے ہو جاتے ہیں کہتے ہیں کہ جی، یہ دانش سکول پر اعتراض کرتے ہیں۔ دانش سکول کا idea بہت اچھا ہے، میں مانتا ہوں، بہت اچھی بات ہے، دانش سکول ہونا چاہئے لیکن یہ تو بتائیں کہ feasible کیسے ہے؟ یہ حکومت ایک ڈاکٹر تو میرے گاؤں میں لگا نہیں سکی جہاں پر 1935 میں ہسپتال بنا تھا۔ راجن پور کے ایک گاؤں میں 1935 میں ایک ہسپتال بنا تھا لیکن آج بھی وہاں پر کوئی ڈاکٹر جانے کو تیار نہیں ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم وہاں پر دانش سکول بنائیں گے اور وہاں پر international level کی پڑھائی ہو گی اور غریب بچہ وہاں پر پڑھے گا۔ میں کہتا ہوں کہ بہت اچھی بات ہے، پڑھائیں، یہ ہمارے بچے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آدمی تو وہاں اچھے ہیں، پتا نہیں ڈاکٹر وہاں پر کیوں نہیں جاتے؟

سردار اطہر حسن خان گورچانی: اب بات یہ ہے کہ دانش سکول بلڈنگ بنانے سے دانش نہیں بنے گا۔ وہاں پر جو استاد پڑھائیں گے وہ اس کو دانش سکول بنائیں گے۔ یہ کہاں سے استاد لائیں گے؟ اس سکول کی جو ساری مشینری ہو گی، جو استاد ہوں گے، کتابیں ہوں گی یہ کیسی وہاں پر بچوں کو سہولتیں provide کریں گے؟ صرف بچے داخل کرنے سے اور بلڈنگ بنانے سے سکول بن جائے گا۔ انتہائی flop منصوبہ ہے اس کی estimate running cost ہی ان کے پاس نہیں ہے۔ پہلے ہمیں یہ تو بتائیں کہ اس کی running cost ہے کیا یا صرف دعویٰ کر دیا گیا ہے؟ اس طرح سے ان کی سستی روٹی کی ایک اور سکیم ہے۔ سستی روٹی کا بار بار ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے، یہ سستی روٹی بانٹی کہاں جا رہی ہے؟ ہمیں تو نہیں مل رہی جبکہ ہمارے ڈسٹرکٹ میں 88 تنور تھے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں اور یہ میری رپورٹ نہیں ہے بلکہ یہ حکومت پنجاب نے جاری کی ہے۔ ٹوٹل 12 ہزار تنور ہیں جس میں سے اس سال 2 ہزار کے قریب کم کر دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹائم ایک گھنٹہ اور بڑھایا جاتا ہے۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب والا!12ہزار تنوروں میں سے تقریباً2ہزار کے قریب کم کر کے اب ٹوٹل10ہزار تنور رہ گئے ہیں۔ان میں سے2084صرف لاہور شہر میں ہیں۔کتنی بڑی ناانصافی ہے صرف لاہوریوں کو خوش کیا جارہا ہے کہ -/2روپے کی روٹی ہے اور ہمارا اس پر کوئی حق نہیں ہے۔ راجن پور میں88تنور تھے جن میں سے20کم کر دیئے گئے ہیں اور اب صرف68تنور رہ گئے ہیں۔اگر ڈی جی خان، راجن پور، لیہ مظفر گڑھ چار اضلاع کی آبادی دیکھی جائے توalmostلاہور کے برابر آبادی ہو جاتی ہے۔لاہور میں2084تنور اور ان چاروں اضلاع میں صرف600۔پھر کہتے ہیں کہ آپ نئے صوبہ کی بات کر کے ملک توڑنے کی سازش کر رہے ہیں، نئے صوبہ کی بات کر کے غداری کر رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ کیوں نہ نئے صوبہ کی بات کریں۔اگر ہمارے حقوق آج سے63سال پہلے سلب نہ کئے ہوتے، ہمارے ساتھ یہ سلوک روا نہ رکھا جاتا تو آج ہم یہ بات کیوں کرتے؟ اب اگر ہم نئے صوبہ کی بات کر رہے ہیں تو اس میں بُرائی کیا ہے؟ مجھے اس بات کا جواب دیا جائے، چنیوٹ کو ضلع کیوں بنایا گیا ہے اور ساہیوال کو ڈویژن کیوں بنایا گیا ہے؟ یہ انتظامی امور کو بہتر بنانے کے لئے کیا گیا ہے۔اگر نیا صوبہ بن جائے گا تو کون سی قیامت آجائے گی۔ہم آپ کے بھائی ہیں، آپ ہمارے بھائی ہیں اس میں پنجابی بلوچی سندھی پٹھان کسی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

مخدوم محمد ارتضیٰ: آپ بھی تالی بجادیں۔

جناب سپیکر: یہ میرا کام نہیں ہے۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: اسی طرح ایک حیران کن بات جو ہمیں بجٹ میں لگتی ہے وہ block allocation کی ہے۔میں آپ کو بتاؤں سب سے زیادہ پیسےblock allocationمیں آگئے ہیں۔ ہائر ایجوکیشن میں1350ملین روپے خرچ کئے جانے ہیں جس میں سے555ملین تو وزیر اعلیٰ کے پاس ہیں۔اسی طرح سپورٹس میں150ملین روپے ہیں اور وہ سو فیصد وزیر اعلیٰ کے پاس ہیں۔مجھے تو یہ نظر نہیں آتا کہ یہ رقم راجن پور یا ڈی جی خان میں خرچ ہو گی سارا پیسا ادھر ہی خرچ ہو جائے گا۔اسی طرح آپ ٹورازم میں آجائیں1675ملین روپے رکھے گئے ہیں اس میں سے92فیصد مری میں خرچ کئے جا رہے ہیں اور پنجاب کوئی ایسا اچھا صحت افزا مقام نہیں ہے جہاں ہماری عوام گھومنے چلی جائے۔

جناب سپیکر: یہ notes آپ نے اپوزیشن سے لئے ہیں۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب والا! کہیں نہ کہیں سے تو لئے ہیں۔ یہ books میں سے ہیں جو آپ نے ہماری حکومت نے ہمیں provide کی ہیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ انصاف سے کام لیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو دو منٹ میں اور دیتا ہوں کیونکہ آپ کا میں نے تھوڑا سا ٹائم لیا ہے۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب والا! مجھے آپ بولنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب والا! میں یہ کہہ رہا تھا کہ اگر ناانصافی نہ ہوتی بلکہ مجھے تو یہ لگ رہا ہے کہ ہمارے ساتھ ناانصافی کا سلسلہ جاری رہے گا اور حکومت کی جو credibility ہے ہمیں اس پر اب کوئی trust نہیں رہا کیونکہ جھوٹے دعوے کئے گئے تھے۔ انہوں نے جو دعویٰ کیا ہے کہ 52۔ ارب روپے ہم جنوبی پنجاب پر خرچ کریں گے اس کے لئے آپ ایک کمیٹی بنائیں اور وہ کمیٹی ایم پی ایز میں سے ہو اس میں اپوزیشن کے لوگ بھی ہوں، پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) سمیت تمام پارٹیوں سے لوگ ہوں اور وہ decide کریں کہ پیسے کہاں پر خرچ ہونے چاہئیں۔ چیف منسٹر صاحب اپنے پاس یہ حق نہ رکھیں کیونکہ اگر ان کے پاس یہ حق رہ گیا تو پھر وہ پیسے بھی نہیں آئیں گے۔ اگر ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمارا صوبہ ہو پھر ہمیں یہ کہتے ہیں کہ آپ غدار ہیں، ملک توڑ رہے ہیں۔

جناب والا! ہم انشاءاللہ اپنے مطالبے پر ڈٹے رہیں گے، صوبہ بنائیں گے اس میں کہیں بھی لسانیت کی بات نہیں ہوگی، ہم صرف اور صرف انتظامی امور پر صوبہ مانگ رہے ہیں۔ کہیں یہ بات نہیں کر رہے کہ سرائیکستان بنائیں یا پنجابستان بنائیں یا بلوچستان کی کوئی نئی شکل بنائیں، صرف اور صرف ہماری purely demand administrative grounds پر ہے۔ جس طرح ضلع یا تحصیل بنائی جاتی ہے اسی طرح ایک اور صوبہ بنائیں جس کے حقوق وہاں کے عوام decide کریں گے کہ وہاں پر پیسے کیسے خرچ ہونے ہیں اور پانی وہاں پر کس کس طرح جانا ہے۔ یہاں لاہور کے ایوانوں میں بیٹھ کر فیصلے نہ کئے جائیں۔ بس میری یہی گزارش ہے کہ خدارا یہاں پر جو لوگ اتنی غلط زبان استعمال کرتے ہیں یہ ملک

توڑنے کی سازش ہے یا غداری کر رہے ہیں ان کو روکا جائے ورنہ پھر ہم سڑکوں پر آ جائیں گے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: ملک جہانزیب وارن صاحب!

ملک جہانزیب وارن: شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے مالی سال 2010-11 کے بجٹ پر بحث کرنے کا موقع دیا۔ اس وقت ملک کے تمام صوبوں میں سب سے اچھی گورنمنٹ صوبہ پنجاب میں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! یہ لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: notes دیکھ رہے ہیں۔ وہ hints لے سکتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! ان کا سر نیچے ہے۔ سر اٹھا کر جیئں۔

جناب سپیکر: لکھی ہوئی تقریر آپ یہاں نہیں پڑھ سکتے۔

ملک جہانزیب وارن: جناب والا! لکھی ہوئی تقریر نہیں ہے، کچھ hints ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے hints لے لیں۔ Carry on

ملک جہانزیب وارن: صوبہ پنجاب میں جس کی تعریف ایمنسٹی انٹر نیشنل کی رپورٹ ہے جس میں انہوں نے صوبہ پنجاب کی حکومت کی تعریف بھی کی ہے۔ میں صوبہ پنجاب میں اچھا بجٹ پیش کرنے پر میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب اور جناب تنویر اشرف کائرہ وزیر خزانہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: کائرہ صاحب تو ہو سکتے ہیں، خزانہ صاحب نہیں ہو سکتے۔ (قہقہہ)

ملک جہانزیب وارن: جناب والا! دونوں چیزیں ٹھیک ہیں۔ یہ جو اس دفعہ بجٹ پیش کیا گیا ہے یہ ٹیکس فری بجٹ ہے اور اس بات کو ماننا چاہئے کہ غریب عوام کی فلاح کے لئے جو اقدامات اس گورنمنٹ نے کئے ہیں پچھلے آٹھ سالہ دور میں نہیں ہوئے۔ اگر یہ تکلیف ہو رہی ہے کہ سستی روٹی یا یہ تکلیف ہو رہی ہے کہ کوئی ٹیکس نہیں لگا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ناانصافی ہو گی۔ پنجاب کی ہسٹری میں پہلی دفعہ یہ ہوا ہے

کہ ڈی جی خان، بہاولپور اور ملتان میں دانش سکول غریب لوگوں کے بچوں کے لئے بنائے جا رہے ہیں جس سے خواندگی میں کمی ہوگی۔ موبائل ڈسپنسری کا جو نیا سسٹم متعارف کروایا جا رہا ہے وہ ہمارے جنوبی پنجاب کے لئے ایک اچھا اقدام ہے۔ ہمارے حلقے میں پچھلے آٹھ سال میں، میں آپ کو ضلع بہاولپور کی مثال دیتا ہوں وہ میرا شہر ہے 18-ارب روپے کے اس وقت کام ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کتنے کام ہو رہے ہیں؟

ملک جہانزیب وارن: 18-ارب روپے کے بہاولپور میں کام ہو رہے ہیں اور اگر کوئی دیکھنا چاہے تو میرے ساتھ چل کر وہ دیکھے کہ 18-ارب روپے وہاں پر خرچ ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ اپوزیشن والوں کو دکھا دیں باقیوں کی خیر ہے۔

ملک جہانزیب وارن: جناب والا! اس میں ایک بات میں یہ کہوں گا کہ۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! بجٹ میں 5-ارب روپے تو جنوبی پنجاب کے لئے مختص کئے گئے تھے تو اس میں سے 18-ارب روپے کہاں سے خرچ ہو گئے؟

جناب سپیکر: آپ ان کی بات غور سے سن لیں۔ جی، فرمائیں!

ملک جہانزیب وارن: جناب سپیکر! میں ان کو چیلنج کر رہا ہوں کہ یہ میرے ساتھ چلیں اور پورے بہاولپور کو دیکھیں یہ ناراض نہ ہوں میں کہنا چاہتا ہوں کہ اگر نمائندگان گھر سوئے رہیں، کوئی بات نہ کریں، کوئی کام نہ کریں اور غریبوں کو غریب رہنے پر مجبور کریں، وہاں پر جو سکول بنے ہوئے ہیں ان میں جانور بندھے ہوئے ہیں، ہسپتالوں میں قبضے کئے ہوئے ہیں تو پھر یہ کیا ہو گا؟ (نعرہ ہائے تحسین)
جناب سپیکر! حقیقت کی طرف آنا چاہئے میں بھی اسی علاقے سے ہوں۔ میں نے حلف اٹھاتے ہی وہ ہسپتال قبضہ گروپوں سے خالی کروائے، میں نے جاگیرداروں سے وہ سکول خالی کروائے ہیں اور ان سب کی میرے پاس وڈیو فلمیں ہیں، میرے پاس فوٹو اور اخبارات کے وہ بیانات بھی موجود ہیں۔

جناب سپیکر: شاباش۔

ملک جہانزیب وارن: میں نے غلط کام بند کروائے ہیں۔ میں نے میاں صاحب کو جو کام بھی کہا ہے وہ انہوں نے پورا کیا ہے۔ میں نے ایک نیا تھانہ بنوایا ہے، سب تحصیل بنوائی ہے، میرے حلقے میں

تین ڈبل روڈ بنے ہیں-وہاں پر موبائل ڈسپنسری آ رہی ہے-میں محنت کرتا ہوں، حلقے کے لئے مانگتا ہوں- آپ بھی مانگیں اور لیں، صرف یہ نہیں کہ آپ الزامات لگائیں-ہم نے ترقی کرنی ہے-ہم ملائیشیا سے ہو کر آئے ہیں، رانا صاحب بھی ہمارے ساتھ تھے، وہاں سب لوگ کام کر رہے ہیں-ایک دوسرے پر کوئی الزامات نہیں لگا رہے لیکن ہم یہاں کہہ رہے ہیں کہ سستی روٹی سکیم خراب ہے اور جو بھی اچھا کام ہو یہ اس پر تنقید کرتے ہیں-میری استدعا ہے کہ تنقید برائے تنقید نہیں ہونی چاہئے بلکہ اب ہمیں سوچنا ہو گا اور پاکستانی قوم بننا ہو گا-جب ہم پاکستانی بن گئے تو ہم دنیا کی عظیم تر قوم بن جائیں گے-ہم نے ہندوستان سے پاکستان مانگا تھا، ہم نے اس ملک کے ٹکڑے نہیں کروانے-ہم نے تو پہلے بھی ایک ملک گنوا دیا ہے-(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: پلیز! مداخلت نہ کریں اور ان کو بات کرنے دیں-

ملک جہانزیب وارن: آج یہ نعرے لگائے جا رہے ہیں کہ وہاں پر محرومی ہے-میں سمجھتا ہوں کہ اگر محرومی ہے تو صرف نمائندگان کی وجہ سے ہے-نمائندگان کو کام کرنا چاہئے، انہیں دن رات جاگنا چاہئے پھر یہ محرومی ختم ہو گی-میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ میرے دوست میرے ساتھ چلیں، یہ میرے حلقے کی ڈویلپمنٹ کا اڑھائی سالہ دور چیک کریں اور اس سے پہلے والا دور بھی چیک کریں تو خود بخود سمجھ آ جائے گی کہ جو آدمی جاگتا ہے اس کا کام ہو گا اور جو سو جائے گا اس کا کام نہیں ہو گا-میرے بھائی کہہ رہے تھے کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے؟ میں تھوڑی سی تفصیل بتا دیتا ہوں کہ وہاں پر نیا DHQ ہسپتال بن رہا ہے، وہاں اینیمل یونیورسٹی بن رہی ہے-

جناب محمد محسن خان لغاری: انسانوں کے لئے یونیورسٹی بنی چاہئے تھی-

ملک جہانزیب وارن: جناب سپیکر! میں آپ سے مخاطب ہوں کہ وہاں ویٹرنری یونیورسٹی بن رہی ہے-میں عرض کرتا ہوں کہ حقیقت کو ماننا چاہئے اور جو نہیں ماننے والے انہوں نے کبھی بھی نہیں ماننا، جو میرے ذہن میں ہے یا جو میں نے دیکھا ہے وہ بالکل یہاں بیان کروں گا-میں نے ہر فورم پر یہ بات کی ہے، بہت کچھ ہو گیا ہے، اب ہمیں بطور قوم سوچنا ہو گا-آپ چولستان میں چلے جائیں وہاں پر پانی اور لائیو سٹاک کے لئے میاں محمد شہباز شریف صاحب نے جو کام کروایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ پچھلا ساٹھ سالہ

دور چولستان کے لوگوں کے لئے محرومی کا دور تھا۔ آج وہاں کے لوگ میاں محمد شہباز شریف کے بچوں کو دعائیں دے رہے ہیں۔میاں محمد شہباز شریف نے جگہ جگہ جا کر visit کیا ہے اور وہاں کام ہو رہے ہیں۔ صرف سیاہ دور کو یاد نہیں کرنا جو لوٹ کر کھا گیا، جو اس ملک کو تباہ کر گیا، یہ اس کے نعرے لگانے والے اور اسے دس دفعہ وردی میں منتخب کرنے والے کہتے ہیں کہ وہ دور تھا لیکن آج تو ایک غریب آدمی کی سنی جا رہی ہے۔ آج غریب آدمی کے لئے کام ہو رہے ہیں لیکن ان کو یہ دور نظر نہیں آ رہا۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ ناانصافی ہے، ہمیں بطور قوم پاکستان کے لئے کام کرنا ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہاں پر موجود تمام ممبران کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ان کے اندر یہ چیز ہے اس لئے یہ بیٹھے ہیں اور اجلاس بھی ہو رہا ہے۔میرے جو دوست چلے گئے ہیں ان کے بارے میں اتنا کہوں گا کہ ایم پی اے یا ایم این اے بن جانا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔اگر ہم بیوروکریٹس کی بات کرتے ہیں، اگر ہم کسی ادارے کی بات کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ اپنے کام سے کام کرتے ہیں۔اگر ہم بھی اپنے کام کو کام سمجھ کر کریں تو میرا خیال نہیں کہ کسی جگہ پر کرپشن ہو۔جب ہم اپنے اس شعبے کے ساتھ انصاف کریں گے تو سب چیزیں ختم ہو جائیں گی۔میں آخر میں اپنے قائد میاں نواز شریف اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ ان کی کوششوں سے صوبہ پنجاب دن دگنی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔پاکستان زندہ باد۔شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، مسعود لالی صاحب!

جناب محمد مسعود لالی: شکریہ۔جناب سپیکر! جن مشکل حالات میں ہماری حکومت نے میرے قائد کی زیر نگرانی جو بجٹ دیا ہے وہ قابل تحسین ہے۔ابھی وارن صاحب بھی بات کر رہے تھے، فقط تنقید کرنا ہی مقصد ہو اور حقائق کو مسخ کر کے پیش کر دیا جائے تو اس سے بات نہیں بنتی اور یہ ہمارا فرض نہیں ہے۔ حقائق کو سامنے لانا اور حقائق پر بات کرنا ضروری ہوتا ہے۔حکومت نے 60 کروڑ روپے کی رقم سے بارانی علاقے میں mini dams اور ponds کی سکیم شروع کی ہے لیکن میرے ایک معزز ممبر فرما رہے تھے کہ دس لاکھ روپے میں یہ mini dams کیسے بنیں گے جبکہ حقائق ذرا مختلف ہیں۔ دس لاکھ میں ڈیم نہیں بن رہا بلکہ 18 لاکھ میں ڈیم بن رہا ہے جس میں 3 لاکھ کا حصہ عوام اور زمیندار کا ہو گا اور 15 لاکھ حکومت دے گی۔اسی طرح کے 200 ponds بھی بنیں گے۔پہلی بار کسی حکومت نے اتنی سنجیدگی کے ساتھ بارانی

علاقے کے زمینداروں اور کاشتکاروں کے لئے سوچا ہے لیکن اس سے پہلے کسی کو ایسی توفیق نہیں ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور معزز ممبر نے یہ بھی کہا کہ معدنیات کی کرشنگ کے جو یونٹس چل رہے تھے وہ بند کر دیئے گئے ہیں جبکہ حقائق اس سے بھی مختلف ہیں۔ حقیقت میں مافیا کا بھتہ بند ہوا ہے جو پچھلی حکومت سے چلتا آرہا تھا اس میں حکومت کو ایک دھیلے کی بھی آمدنی حاصل نہیں ہوئی۔ سب جانتے ہیں کہ علاقے میں pollution کیا تھی، pollution rate کیا تھا اور وہ پیسا کن کی جیبوں میں جاتا تھا اور حکومت کو کیا وصول ہوتا تھا۔ یہ حقائق ہیں لہذا میری گزارش ہے کہ حقائق کی طرف ہی رہا جائے تو وہی اچھا ہے اور ایک اچھے کام کو ایک عمل کو صرف تنقید برائے تنقید کے لئے سامنے لانا اور اچھالنا کوئی اچھی روایت نہیں ہے اس روایت سے علیحدہ ہو جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں نے کہیں اور سے بات شروع کرنی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: کسی نے روکا ہے؟

جناب محمد مسعود لالی: جناب سپیکر! میں نے کہیں اور سے بات شروع کرنی تھی لیکن کچھ ایسی باتیں آ گئی ہیں کہ مجھے بات کرنا پڑی۔

جناب سپیکر: Repetition نہیں ہونی چاہیے۔

جناب محمد مسعود لالی: جناب سپیکر! تنقید برائے تنقید اور negative approach towards کی بات پر میں نے بات شروع کی ہے لہذا اب پہلے یہ بات مکمل کرتا ہوں پھر میں اپنی بات پر آؤں گا۔ سستی روٹی پر مسلسل تنقید جاری ہے۔ ہر بندہ اٹھتا ہے اور سستی روٹی پر تنقید کرتا ہے۔ ہماری ایک معزز رکن محترمہ نے کہا کہ کوئی مجھے وہ روٹی ایک ماہ کھا کر دکھائے تو میں اس کی افادیت مان جاؤں۔ ایک اور محترمہ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتی کہ سستی روٹی کہاں ملتی ہے؟ ان کو تو پتا ہی نہیں کہ غریب کی بنیادی خوراک ہی روٹی ہے۔ In fact specific burger culture کو کیا پتا کہ روٹی کیا چیز ہے؟ ہم تو سالن کو لون کہتے ہیں۔ سالن تو ہمارے لئے صرف لون ہوتا ہے جس کے ساتھ ہم روٹی لگا کر کھاتے ہیں۔ اصل چیز تو روٹی ہی ہے۔ ایک مزدور ایک وقت میں ایک روٹی نہیں کھاتا بلکہ وہ ایک وقت میں چار روٹیاں کھاتا ہے لیکن یہ سمجھتے ہیں کہ سستی روٹی میں صرف ایک روٹی بک رہی ہے اور ایک آدمی ایک روٹی لے کر جا رہا ہے۔ وہ ایک

روٹی لے کر نہیں جاتا بلکہ وہ کم از کم چار روٹیاں کھاتا ہے اور اسے وہ چار روٹیاں -/8 روپے میں ملتی ہیں۔اگر ویسے لے تو16 سے-/17 روپے میں اسے ایک وقت کی روٹی ملے گی یعنی وہ دو روپے کی روٹی کھاتا ہے تو اسے -/16 روپے کی بچت ہوتی ہے اور اگر اس کا خاندان چار بندوں پر مشتمل ہے تو وہ روزانہ کے -/64 روپے بچاتا ہے۔اس کو-/64 روپے کی بچت آتی ہے۔ آپ روٹی کی افادیت ان سے پوچھیں جنہوں نے روٹی کھانی ہے۔ جنہوں نے روٹی کھانی ہی نہیں ہے ان کو اس سستی روٹی کی افادیت کا کیسے پتا چلے گا؟ آپ کو پتا ہو گا کہ دیہاتی طبقوں میں کافی دفعہ اچار کے ساتھ بھی روٹی کھائی جاتی ہے۔سالن کو ہم ایک اضافی چیز سمجھتے ہیں۔اچار ہر گھر میں موجود ہوتا ہے۔اگر-/2روپے کی روٹی لے کر آتے ہیں تو وہ اچار کے ساتھ بھی کھائی جاسکتی ہے۔میں تو کہوں گا کہ اس سکیم کو اور زیادہ وسعت دی جائے۔میں بھی ایک چھوٹا سا کاشتکار ہوں۔جب ہارویسٹر نہیں تھے تو ہمارے مزدور محنت کر کے گندم اکٹھی کر لیتے تھے۔جب سے combined harvesting machines آئی ہیں تو ان مزدوروں کی حالت بُری ہو چکی ہے کیونکہ جو پہلے دہاڑی، مزدوری کر کے گندم اکٹھی کرتے تھے وہ اب نہیں کر سکتے۔اب ان کو بھی آٹا خریدنا پڑتا ہے۔دیہاتوں میں بھی لوگوں کو آٹا خریدنا پڑ جاتا ہے لہٰذا اس سستی روٹی کی سکیم کے دائرہ کار کو بڑھانا چاہئے۔ پچھلے دنوں میری لیبر پارٹی کے سیکرٹری، طاہر فاروق صاحب سے بات ہو رہی تھی وہ بتا رہے تھے کہ یہاں لاہور شہر میں ایک میٹنگ میں ہم 50روٹیاں منگواتے ہیں۔ہماری میٹنگ میں مزدور تنور سے پچاس روٹیاں منگوائی جاتی ہیں جو کہ ہمیں -/100روپے میں ملتی ہیں۔اگر یہی 50روٹیاں ہم ویسے منگوائیں تو -/250روپے میں آئیں گی۔ہمیں اس سستی روٹی سکیم کی وجہ سے -/150 روپے کی بچت ہوتی ہے۔ آپ غریب سے پوچھیں کہ اسے اس سستی روٹی سکیم کی وجہ سے کتنی بچت ہوتی ہے۔ آپ اس کو calculate کر کے دیکھ لیں، جو آدمی 6 سے 9 ہزار روپے کماتا ہے اسے ایک مہینے میں-/1900 سے-/2000روپے تک کی بچت ہوتی ہے۔اس مزدور یا کم تنخواہ دار آدمی سے پوچھیں کہ اس کے لئے دو ہزار روپے کی بچت کتنی اہمیت رکھتی ہے۔ آپ اپنے حوالے سے نہ دیکھیں بلکہ مزدور اور کم تنخواہ دار طبقے کی طرف دیکھ کر اس کا analysis کریں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں امن و امان کے حوالے سے بات کروں گا۔2000 سے لے کر اب تک پولیس کو جو مراعات دی گئی ہیں، جتنی رعایات دی گئی ہیں، جتنا ان پر پیسا خرچ کیا گیا ہے، جتنا

بجٹ دیا گیا ہے اس کا ایک گراف بنائیں اور اس کے parallel آپ crime کا بھی ایک گراف بنائیں۔اس میں آپ دیکھیں کہ crime ratio کتنا بڑھا ہے اور پولیس کو مراعات کتنی دی گئی ہیں۔اگر اتنی زیادہ مراعات دی گئی ہیں تو پھر crime ratio بھی کم ہونا چاہئے تھا لیکن ایسا نہیں ہوا۔اس سسٹم میں گڑبڑ ہے،اس سسٹم میں خرابی ہے۔وردی والی forces میں ایک خرابی ہوتی ہے،خواہ پولیس ہو یا آرمی ان میں ایک خرابی اور اکڑ ضرور ہوتی ہے۔اس پر اگر آپ سول گورنمنٹ کا کنٹرول رکھ دیتے ہیں،اس کو پھر D.C.O کے under لے جاتے ہیں یا D.C صاحب کے نیچے لے جاتے ہیں تو اس میں بہتری آئے گی کیونکہ ایک سائل کا D.C.O کے سامنے پیش ہونا آسان ہے جبکہ ایک باوردی S.P صاحب کے سامنے پیش ہونا مشکل ہوتا ہے۔وہ اپنے دل کی بات D.C.O/D.C کو آسانی سے کہہ دے گا لیکن ایس۔پی صاحب کے سامنے اسے اپنے دل کی بات کہتے ہوئے ضرور دقت محسوس ہوگی لہذا اس سسٹم کو improve کیا جائے،اس میں بہتری لائی جائے۔

جناب سپیکر!شعبہ صحت کے حوالے سے ہماری حکومت نے جو کچھ بھی کیا ہے وہ قابل تحسین ہے۔جتنے منصوبے جس طریقے سے بنائے گئے ہیں سارے قابل تحسین ہیں۔ہسپتال میں ادویات کی فراہمی،نئے ہسپتالوں کا اجراء،Kidney Centres کا قیام اور Kidney Transplant کے پروگرام سب کے سب احسن اقدامات ہیں۔اس بارے میں میری ایک تجویز ہے کہ بڑے ہسپتالوں میں یہ جو private practice کی جاتی ہے،گورنمنٹ نے بڑے بڑے ڈاکٹروں کو ہسپتالوں میں جو private practice کی اجازت دی ہوئی ہے یہ kindly بند کر دیں۔اس کو اس level پر لے آئیں جیسا کہ انڈیا یا باقی ممالک میں ہے۔وہاں پر سرکاری ہسپتالوں میں private practice کی اجازت نہیں ہوتی۔میں آپ کو پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی مثال دیتا ہوں۔فرض کریں کہ اگر پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں چوبیس گھنٹوں کے اندر بیس آپریشن ہوتے ہیں تو ان میں سے صرف آٹھ نو غریب لوگوں کے آپریشن ہوں گے جبکہ باقی وہ بارہ ان لوگوں کے آپریشن کریں گے کہ جنہوں نے pay کیا ہوتا ہے،جو paid کرتے ہیں۔اگر حق مارا گیا تو غریب کا مارا گیا۔آپ پنجاب کارڈیالوجی میں غریب مریضوں کی list دیکھیں۔وہاں پر جو پرائیویٹ ڈاکٹر پُول بنتا ہے ان میں سے ہر ایک

specialistکو15/20 لاکھ روپے per month ملتے ہیں۔ہمارے ہسپتالوں میں کافی زیادہ experienced doctorsموجود ہیں، سٹاف موجود ہے جو کہ اس کوhandle کرسکتے ہیں۔

They can handle it, they can control it. This private practice should absolutely be stopped altogether.

جناب سپیکر! دیہی علاقوں میں دو لاکھ غریب گھرانوں کو زمین دینے کا اعلان کیا گیا ہے۔ یہ ایک نہایت ہی قابل تحسین stepہے اور یہ بہت خوبصورت بات ہے۔ میرا اس حوالے سے صرف اتنا مشورہ ہے کہ وہاں پر جوalreadyسرکاری زمینavailableہے اسی زمین میں سے ان کو زمین دی جائے۔ ان کے لئے نئے سرے سے علیحدہ سے زمین نہ خریدی جائے۔ جس ضلع میں جو سرکاری زمین availableہے وہی ان لوگوں کو تقسیم کی جائے۔

جناب سپیکر! میرا ضلع چنیوٹ نیا بنا ہے۔ وہاں پر بہت ساراinfrastructureچاہیئے۔ وہاں پر بہت ساری عمارتوں کی ضرورت ہے اور ہسپتالوں کی ضرورت ہے۔ یہ پہلے تحصیل تھی اب وہاں پر district headquarterبنے گا۔ پہلے تحصیل لالیاں نہیں تھی اور اب لالیاں تحصیل بنی ہے تو وہاں پر بھی تحصیلheadquarterبنے گا۔ اسی طرح وہاں پر بھی سارا infrastructure چاہیئے۔ اس کے لئے پورے funds مختص کئے جائیں۔ ہمارے علاقے میں بہت زیادہ minerals ہیں ان کوexploreکیا جائے۔ وہاں پر colleges بننے ہیں ان کے لئے funds مختص کئے جائیں۔ میرا علاقہ سب سے بڑاcitrus growing areaہے۔ وہاں پر ایسی بیماری آجاتی ہے کہ جس کی آج تک کسی کو سمجھ ہی نہیں آ سکی۔ پودا، درخت سوکھ جاتا ہے۔ مہربانی کر کے ہمارے تحقیقی اداروں کو فعال کریں۔ ہماری فیصل آباد کی زرعی یونیورسٹی کو اس پر کام کرنے کے لئے کہا جائے کہ وہ اس بیماری کی روک تھام کا بندوبست کرے۔ اس کی تحقیق کے لئے رقم مختص کی جائے۔ اس کے علاوہ گندم، کپاس اور گنے کے نئے بیجوں کے لئے ریسرچ کی جائے۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ بہت مہربانی

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ چودھری محمد ارشد صاحب!

چودھری محمد ارشد: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ سب سے پہلے میں تنویر اشرف کائرہ صاحب کو مبارکباد پیش کرنا چاہوں گا۔ بے شک یہ بجٹ تقریر لکھی کسی اور نے، print کسی اور نے کی جبکہ تیسری بار پڑھنے کے لئے تنویر اشرف کائرہ صاحب کو دے دی گئی۔ بجٹ کے اعداد و شمار کے حوالے سے بہت سے ساتھیوں نے بات کرتے ہوئے اس کا احاطہ کیا ہے۔ میں اس بحث میں تو نہیں جانا چاہوں گا لیکن کوشش کروں گا کہ چند مسائل اور تجاویز پیش کر سکوں۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے N.F.C Award کے حوالے سے محترم میاں محمد شہباز شریف صاحب کی فہم و فراست، معاملہ فہمی اور دور اندیشی کو سراہنا چاہوں گا۔ وزارت اعلیٰ کا منصب سنبھالتے ہوئے محترم میاں محمد شہباز شریف صاحب نے چند ترجیحات کا ذکر کیا تھا۔ میں آپ کی وساطت سے انہیں دہرانا چاہوں گا۔"غربت میں کمی، غریب اور متوسط طبقہ کو سہولیات کی فراہمی" زراعت کی ترقی اور کسانوں خصوصاً چھوٹے کاشتکاروں کے حقوق کا تحفظ، صحت عامہ کی سہولیات کا فروغ، تعلیم کا فروغ اور محنتی طلباء کی حوصلہ افزائی، فوری اور سستے انصاف کی فراہمی اور عوام کے جان و مال کا تحفظ۔

جناب سپیکر! جہاں تک غربت میں کمی کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ اور ہم سب جانتے ہیں کہ کہاں تک غربت میں کمی ہوئی، کہاں تک اضافہ ہوا؟ اس اعداد و شمار میں بھی جائیں گے تو شاید بات بہت لمبی ہو جائے گی، ٹائم بہت کم ہے۔ میں کوشش کرنا چاہوں گا کہ کچھ points جلدی سے آپ کے گوش گزار کر سکوں۔ غربت کی کمی کے حوالے سے سستی روٹی سکیم کا قیام کیا گیا، سستی روٹی کے حوالے سے بے شمار باتیں ہوئی ہیں۔ ہمارے علاقے میں بھی کچھ تنور چل رہے ہیں۔ سستی روٹی کے ساتھ ساتھ کرپشن کی بات بھی ہوتی ہے تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اگر کسی کو سستی روٹی مل رہی ہے تو کیا کبھی ہم نے سوچا ہے کہ جہاں پر سستی روٹی مل رہی ہے وہاں پر ایک مزدور کو کتنی دیر قطار میں کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ جب ایک مزدور کو اسی طرح قطار میں کھڑا ہونا پڑتا ہے جس طرح ماہ رمضان میں ہم نے سستے آٹے کی تقسیم کی۔ ہم نے -/200 روپے کے حساب سے آٹا تقسیم کیا جبکہ normally ایک مزدور کی ایک دن کی کمائی -/300 روپے ہوتی ہے اور -/300 روپے کے بدلے میں جب اس نے -/200 روپے کا آٹا لینا ہوتا تھا تو اسے وہ اپنا دن ضائع کرنا پڑتا تھا کیونکہ اسے سارا دن اس قطار میں لگ کر -/200 روپے کا آٹے کا

تھیلا حاصل کرنا ہوتا تھا تو at the end of the day ہوتا یہ تھا کہ اس مزدور کو -/200 روپے والا تھیلا -/500 روپے کا پڑتا تھا اسی طرح میں یہ سمجھتا ہوں کہ سستی روٹی کے حوالے سے جب بات کی جاتی ہے تو میں آپ کو اپنی تحصیل کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا مجھے نہیں پتا کہ کہیں اور کوئی کرپشن ہو رہی ہے یا نہیں؟ اگر کوئی صاحب اس بات کو ثابت کرنے کے لئے میرے ساتھ چلنا چاہے تو میں ثابت کر سکتا ہوں کہ لوگ دو تین آٹے کے تھیلے لیتے ہیں تو ان میں سے اس تنور پر ایک روٹی بھی نہیں بناتے۔ وہ سارے کے سارے تھیلے شام کو کسی دکان دار کے ہاتھ بیچ کر اپنے گھر چلے جاتے ہیں۔ میں یہ بات On the Floor of the House کہہ رہا ہوں اور میں یہ بات ثابت کر سکتا ہوں کہ ایسا ہو رہا ہے۔ میں اس سکیم کے حوالے سے تنقید نہیں کر رہا کیونکہ یہ سکیم اپنی جگہ پر اچھی ہے لیکن ہم نے اس کو کیسے چلانا ہے، اس کو monitor کیسے کرنا ہے اس کے حوالے سے ہمیں کچھ بہتر اقدامات کرنے کی انتہائی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے زراعت کی ترقی کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا کہ زراعت کی ترقی کے حوالے سے جہاں Veterinary Graduates کو 25 ایکڑ اراضی دینے کا وعدہ کیا گیا ہے کیا ہی اچھا ہوتا کہ ان Veterinary Graduates کے ساتھ ساتھ اگر ایف اے یا بی اے لوگوں کو بھی شامل کر لیتے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ بے روزگاری کے حوالے سے یا اس غربت کو دور کرنے کے حوالے سے یہ ایک احسن اقدام ہوتا اگر موجودہ حکومت مناسب سمجھے تو اس حوالے سے اس پر بھی سوچا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! حکومت نے 2 لاکھ گھرانوں کو پانچ مرلہ کے پلاٹ دینے کا وعدہ کیا ہے اس میں شک نہیں ہے کہ پانچ مرلہ کے پلاٹ سرکاری اراضی میں سے دیئے جائیں گے اور اس میں بھی شک نہیں ہے کہ بہت سی سرکاری اراضی پر ناجائز قابضین بیٹھے ہوتے ہیں ان سے وہ زمین واگزار کروا کر جب آپ پانچ مرلہ سکیم کے تحت مختلف غریب لوگوں کو وہ پلاٹ مہیا کریں گے تو یہ ایک احسن اقدام ہے لیکن میں یہیں پر اپنے حلقے کے حوالے سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں، جناب وزیر خزانہ بھی اسی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ تحصیل کھاریاں میں رکھ پبی سرکار ایک پبی ہے، سرکاری جنگل ہے اس میں ایک گاؤں ہے جس کا نام پیر جعفر ہے وہ گاؤں کسی بزرگ کے نام پر چل رہا ہے جو تقریباً پچھلے ڈیڑھ دو سال سے وہاں پر آباد ہے۔ اس وقت اس گاؤں کے گھرانوں کی تعداد تقریباً تین سو کے قریب ہے۔

ایک طرف تو ہم غریب لوگوں میں پانچ مرلہ پلاٹ تقسیم کرنے جا رہے ہیں جن کے پاس کوئی گھر یا اراضی نہیں ہے۔ دوسری طرف یہ کہاں کا انصاف ہے کہ تین سو گھروں پر مشتمل ایک دیہات جو اس جنگل میں کبھی آباد ہوا تھا اس دیہات میں پنجاب حکومت کی طرف سے electricity موجود ہے، پنجاب حکومت کے funds سے وہاں پر گلیاں، نالیاں اور Sewerage System موجود ہے، پنجاب حکومت کے funds سے وہاں پر Water Supply Scheme چل رہی ہے، پنجاب حکومت کے funds سے وہاں پر پرائمری سکول بنا ہوا ہے تو آج ان کو notices serve کئے جا چکے ہیں کہ کل آپ یہ گاؤں خالی کر دیں اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ جگہ محکمہ جنگلات کی بنتی ہے۔ پچھلے ڈیڑھ دو سو سالوں میں تو محکمہ جنگلات کو خیال نہیں آیا کہ اگر انہوں نے اس دیہات پر ناجائز قبضہ کیا تھا تو ان کے خلاف وہ court میں جاتے آج ڈیڑھ سو سال کے بعد جہاں گورنمنٹ کی طرف سے اتنی investment ہو چکی ہے تو آج انہیں notices جاری کئے جاتے ہیں کہ آپ ان کو خالی کریں۔ اس وقت ہاؤس میں وزیر جنگلات بیٹھے ہیں میں یہ بات ان کے knowledge میں لانا چاہوں گا کہ اگر محکمہ جنگلات نے واقعی اتنی efficiency دکھانی ہے تو میں ان کو ناجائز قابضین کے حوالے سے بتانا چاہوں گا کہ سٹی سرائے عالمگیر جو جی ٹی روڈ کے اوپر واقع ہے اس کے TMA Office کے بالکل ساتھ بر لب جی ٹی روڈ محکمہ جنگلات کا باون کنال کا پلاٹ موجود ہے جس پر بغیر کسی building کے آرمی والوں نے قبضہ کیا ہوا ہے اور وہ show کرتے ہیں کہ یہ زمین ہماری ہے حالانکہ محکمہ مال کے کاغذات کے مطابق آرمی کا کہیں ذکر نہیں ہے اگر زمین خالی ہی کروانی ہے تو وہ زمین خالی کروالیں اس لئے کہ آرمی والے اس زمین کو دس سال کے لئے منڈی مویشیاں نیلام کر چکے ہیں۔ پنجاب حکومت کی یہ سکیم ہے کہ آپ سبزی منڈیاں اٹھا کر شہر سے باہر لے جائیں اور انتہائی زیادتی ہے کہ منڈی مویشیاں اٹھا کر شہر کے اندر لائی جا رہی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ محکمہ جنگلات کی نااہلی ہے جس کی وجہ سے باون کنال کا پلاٹ heart of the city in the موجود ہے اس حوالے سے اب تک کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ میں محترم وزیر جنگلات سے request کروں گا کہ اگر وہ documents چاہیں گے تو میں انہیں provide کر دوں گا وہ مہربانی کریں اور اس کے حوالے سے ہمیں کوئی relief دیں۔

جناب سپیکر! بجٹ تقریر میں سستے آٹے اور چینی کے حوالے سے بات ہوئی ہے کہ رمضان میں یہ چیزیں مہیا کی گئیں، یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ کیا غریب لوگوں کو صرف رمضان میں ہی سستا آٹا اور چینی کی ضرورت پڑتی ہے، کیا رمضان کے علاوہ ہمیں غریب کو بھول جانا ہے، کیا ہم نے رمضان کے علاوہ غریب کو کوئی سستی چیز provide کرنے کے لئے کوئی کام کیا ہے؟

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک بات کرنا چاہوں گا کہ وزیر خزانہ میرے ضلع سے تعلق رکھتے ہیں، بڑی عجیب سی بات لگتی ہے کہ اس 11-2010 کے مالی سال میں ضلع گجرات کے لئے کوئی سڑک بھی نہیں رکھی گئی اگر کوئی سڑک رکھی گئی ہے تو وہ شاید وزیر خزانہ صاحب کے اپنے حلقے کی ہو تو وہ میرے علم میں نہیں ہے لیکن budget book میں مجھے کوئی سڑک نظر نہیں آئی۔ میں یہ عرض کروں گا جہاں ابھی supplementary grants, budget and block allocation کے حوالے سے بات ہو رہی تھی تو میں request کرنا چاہوں گا کہ ہماری تحصیل کو اس قدر نظر انداز نہ کیا جائے۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جاوید حسن گجر صاحب!

جناب جاوید حسن گجر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج ہماری پنجاب حکومت جو تیسرا بجٹ پیش کرنے کے لئے تیار ہے اور پرسوں اس پر ووٹنگ بھی ہونی ہے بہت سے topics ہیں لیکن وقت کی کمی کے پیش نظر صرف ایک دو topics کو میں touch کروں گا۔ بہت سے دوست اور احباب یہ کہہ رہے ہیں کہ زراعت ریڑھ کی ہڈی ہے لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ زراعت اس وقت تک نہیں چل سکتی کہ جب تک ہمارے پاس اس کو سیراب کرنے کے لئے پانی نہ ہو۔ اس میں ہمیں یہ سوچنا ہو گا کہ ہم نے زراعت کے لئے جو پیسا رکھا ہے، اس کے ساتھ ساتھ آبپاشی کے لئے پیسا رکھا ہے، irrigation کی rehabilitation کے لئے اور بیراجوں کے لئے جو پیسا رکھا ہے، پیسا تو پچھلے سال بھی رکھا گیا تھا لیکن اس کا آڈٹ پبلک اکاؤنٹ کمیٹی کو پیش کیا جانا چاہئے تھا کہ جو پچھلے بجٹ میں بیراجوں کو پیسا دیا گیا تھا وہ کس مد میں خرچ ہوا ہے۔ آج تک اس فورم کو نہیں بتایا گیا۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ صاحب اور ان کی ٹیم سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ جو نیا پیسا دینے والے ہیں وہ اس وقت تک نہ دیں جب تک کہ پچھلے پیسے کا حساب نہیں لے لیتے۔ آپ visit کریں، نہروں کو دیکھیں تو سب کے پشتے کمزور ہیں، کسی پر

مٹی نہیں ڈالی گئی، کسی کے ہیڈ نہیں بنائے گئے اور کسی کے اوپر بیراج نہیں بنایا گیا اس میں انتہائی کمی ہے۔ انھوں نے جہاں نہروں کو بنانا ہے وہاں پر میں آپ کی وساطت سے اپنے وزیر آبپاشی اور وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ آپ کے پاس جو صوابدیدی فنڈ ہے یا وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس صوابدیدی فنڈ ہے اس میں irrigation کے لئے ایک ایسا فورم بنایا جائے جو کسانوں کو آگاہی دے۔ آج کل کے موجودہ حالات میں جس میں پانی کی کمی ہے۔ جس طرح زرعی ادویات کی کمپنیوں نے کسانوں کو اکٹھا کر کے educate کیا کہ سپرے کیسے کرنا ہے اور کس وقت کرنا ہے اسی طرح کسانوں کو یہ بتایا جائے کہ پانی چوری کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کپاس کو کاشت کرنے کا ڈیڑھ مہینہ ہوتا ہے اگر سارے زمیندار اپنی اپنی باری پر اپنے اپنے علاقوں میں اپنے اپنے موگوں پر اپنی باری کا پانی لے لیں تو کوئی ایسی ضرورت نہیں کہ کوئی زمیندار پانی چوری کرے یا موگہ توڑے۔

جناب والا! رانا ثناء اللہ صاحب بھی یہاں بیٹھے ہیں اور بھی پرانے ساتھی بیٹھے ہیں شاید ان کو یاد ہو کہ 2004 سے لے کر پچھلے سال تک کی تقریر میں، میں یہ کہتا رہا ہوں کہ حکومت نے کوالٹی کا بیج کسانوں کو فراہم کرنا ہے۔ Agriculture Graduates کو زمین دی جائے لہذا میں وزیر اعلیٰ کا انتہائی مشکور ہوں کہ چار پانچ سال کے بعد میری یہ بات سنی گئی اور Agriculture Graduates جو ہمارے ساتھی ہیں ان کو زمینیں دی گئیں الحمد للہ ان میں، میں بھی شامل ہوں۔

جناب سپیکر: پنجاب اسمبلی کا اس میں حصہ ہو گیا۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ انھوں نے رحیم یار خان، بہاولپور میں زمینیں دی ہیں وہاں ان کو پانی بھی مہیا کیا جائے تاکہ Agriculture Graduates ان زمینوں کو سیراب کریں اور اچھا بیج اُگائیں اور اس زمین کو آباد کریں تاکہ revenue اکٹھا ہو سکے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد بجٹ میں urbanization کا ذکر ہے۔ اس میں جہاں انھوں نے solid waste کے لئے کہا ہے کہ ہمیں پیسا چاہئے اور اس کے لئے انھوں نے 2۔ارب روپے کا بجٹ رکھا ہے۔ میں آپ سے اور تمام ساتھیوں سے اور سیکرٹری خزانہ سے آپ کی وساطت سے درخواست کروں گا کہ ایک قرارداد میں نے آپ کو بھیجی تھی جو آپ نے مجھے reject کر کے بھیج دی تھی وہ یہ تھی کہ جتنے

بڑے شہر ہیں ان میں تمام ہاؤسنگ سوسائیٹوں کی جو نئی develop کرنے کی سکیمیں ہیں وہ بند کر دی جائیں اس لئے کہ آج جو سبزیات خریدی جا رہی ہیں وہ مہنگی خریدی جا رہی ہیں ایک دہاڑی دار اپنی وہ سبزی بھی پوری نہیں کر پاتا، پہلے شہر کے ارد گرد جو زمینیں خالی تھیں جہاں سبزیات اگائی جاتی تھیں آج ہماری پالیسی کمزور ہونے کی وجہ سے جتنے پیسے والے لوگ تھے وہ نئی ڈویلپمنٹ سکیموں کو پاس کروا کر زرعی زمین پر ہاؤسنگ سکیمیں آباد کر رہے ہیں جس کی وجہ سے ہماری سبزیات نہیں اُگائی جا رہی ہیں اور سبزیات مہنگی ہو رہی ہیں۔اس کے علاوہ آئے دن شہروں میں آبادی بڑھ رہی ہے اس کو روکا جائے اس کو روکنے کے لئے میں یہ تجویز دوں گا کہ ایک بجٹ رکھا جائے۔ آج وزیر خزانہ صاحب بھی موجود ہیں اور وزیر قانون بھی موجود ہیں یہ ایک meeting under the supervision C.M call کریں کہ اس کے لئے میں ایک تجویز دیتا ہوں کہ کم از کم 20۔ارب روپیہ اور رکھا جائے، کسی اور مد سے نکال کر رکھا جائے جیسے وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا ہے کہ میں اپنے سیکرٹریٹ کے اخراجات 25 فیصد کم کرتا ہوں تو میں آپ کی وساطت سے یہ کہوں گا کہ وہ پیسا آپ generate کریں اور جو بڑے شہر ہیں ان سے 20 سے 30 کلو میٹر دور ایک آبادی بنائی جائے جس میں تمام سہولیات جو بڑے شہروں میں ہیں وہاں آبادی کو منتقل کی جائیں اور شہروں کی طرف بڑھتے ہوئے دباؤ کو کم کیا جائے۔

جناب سپیکر!اس کے ساتھ ساتھ ہم کسی جگہ بھی اپنی اقلیتی برادری کو نہیں روک سکتے۔ میرے حلقے میں بارہ ہزار ووٹر ہیں جن میں ہندو سکھ اور عیسائی ہیں ہمیں بڑاافسوس ہے کہ پورے پنجاب کی اقلیتوں کے لئے 21 کروڑ روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے۔یہ 21 کروڑ اقلیت کے لئے بہت کم ہے۔ میں نے صرف اپنے حلقے کی اقلیتوں کی بات کی ہے کہ جس میں بارہ ہزار ووٹ صرف ہندوؤں کے ہیں اس لئے میں وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ 21 کروڑ کو بڑھایا جائے اور اس مد کو improve کیا جائے۔

جناب سپیکر!ایجوکیشن کے لئے میں صرف اتنا کہوں گا کہ آپ نے جتنا بجٹ رکھا ہے اس میں سو فیصد یہ کوشش ہونی چاہئے کہ پرائمری ایجوکیشن ایک ایک بستی اور ایک ایک محلے میں فراہم کی جائے تاکہ آنے والی ساری نسل پڑھ سکے اور وڈیرہ شاہی کے چنگل سے نکل سکے۔ وہ وڈیرہ شاہی کے

چنگل سے اسی وقت نکلیں گے جب بستی بستی، گاؤں گاؤں، قریہ قریہ ہر جگہ پر پرائمری سکول بچوں اور بچیوں کا ہو گا تب جا کر آنے والی نسل کو کچھ awareness ملے گی۔

جناب سپیکر! صحت کے حوالے سے بھی میں گزارش کروں گا کہ اس میں بھی بہتری کی ضرورت ہے۔ اس مد میں جو 21 بلین روپیہ رکھا گیا ہے یہ بہت کم ہے اس کو بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر! حکومت نے جہاں باقی سہولیات دی ہیں وہیں پر ملازمین کے لئے تنخواہیں 50 فیصد بڑھائی گئی ہیں لیکن اس کی شرح ایک جیسی ہے جو زیادتی ہے۔ میں یہ تجویز دوں گا کہ وزیر خزانہ کو اپنی ٹیم کے ساتھ بیٹھ کر اسے review کرنا ہو گا، ایک گریڈ سے 11 گریڈ کے ملازمین کی تنخواہوں میں 80 فیصد اضافہ کیا جائے۔ On the basis of basic salary، اگر ایک بندے کی basic salary تین ہزار روپیہ ہے تو 50 فیصد اس میں اضافہ کر رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ اس کے -/1500 روپے بڑھے ہیں، اس کا کل -/4500 سو ہو گیا whereas کہ جو گریڈ 20 یا 22 کا ملازم ہے وہ 20 ہزار روپے basic salary لے رہا ہے تو اس کے 50 فیصد کے حساب سے دس ہزار تنخواہ بڑھ جاتی ہے اس طرح اس کی تنخوہ 30 ہزار روپے بن جاتی ہے۔ وہ 30 ہزار basic لے رہا ہے اور اس کے بعد other facilities enjoy کر رہا ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔ میں اس فورم سے اپنے بھائیوں سے درخواست کروں گا کہ اس چیز کو support کریں اور ایک گریڈ سے 11 گریڈ تک 80 فیصد اضافہ کیا جائے، 12 سے 16 گریڈ تک 50 فیصد اضافہ کیا جائے اور جو 17 سے 22 گریڈ کے officers gazzetted ہیں ان کی تنخواہ 30 فیصد increase کی جائے کیونکہ ان کے پاس اور بہت سی سہولیات ہیں۔ 22 گریڈ کے ملازم نے تین تین گاڑیاں رکھی ہوئی ہیں لیکن گریڈ 11 والا رکشے سے بھی محروم ہے اور وہ ویگن کا کرایہ بھی نہیں دے سکتا۔ میں یہ کہوں گا کہ پورے پنجاب کے ملازمین کو basic pay میں جو اضافی الاؤنس دیا گیا ہے اس کو renew کریں تاکہ وہ اپنی آنے والی نسل بنا سکیں۔ خودسوزیوں اور خودکشیوں میں تب ہی کمی ہو گی جب ہم اُن کی shape of salaries میں ان کو accommodate کریں گے۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم اب ختم ہو گیا ہے۔

جناب جاوید حسن گجر: جی، میرا بھی ٹائم ختم ہو گیا ہے اور میں آپ کی bell کے ساتھ ہی جا رہا ہوں۔ میں صرف یہ ضرور کہوں گا کہ میں نے salary کے حوالے سے جو تجاویز دی ہیں اسے وزیر خزانہ

صاحب نے پتا نہیں note کیا ہے یا نہیں لیکن مہربانی فرما کر ملازمین اور آنے والی نسل پر ترس کھائیں۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ آپ میری ان تجاویز کو ضرور support کریں کہ جہاں میں نے شہروں کو دیہاتوں میں آباد کرنے کے لئے ان سے extra پیسے مانگے ہیں، ساتھ یہ بڑے شہروں کے نزدیک new developments کو بھی روکیں تاکہ غریب غرباء لوگ سبزیاں صحیح اور سستی لے سکیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ گزارش یہ ہے کہ محترمہ نجمی سلیم صاحبہ خود بھی پریشان بیٹھی ہیں اور مجھے بھی پریشان کر رہی ہیں کیونکہ چودھری جاوید صاحب کے بعد انیلہ اختر چودھری صاحبہ کی باری ہے لیکن نجمی سلیم صاحبہ بڑی دیر سے مجھے بار بار چٹیں بھیج رہی ہیں اور میرے خیال میں اب وہ یہاں پر اکیلی بھی رہ گئی ہیں۔ اگر اُن کو دس منٹ دے دیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ جی، محترمہ نجمی سلیم صاحبہ! رائے اسلم صاحب! ان کے بعد آپ کی باری ہے۔

محترمہ نجمی سلیم: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا۔ میں آپ کی وساطت سے تنویر اشرف کائرہ صاحب کو 2010-11 کا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 50 فیصد اضافہ اور پنشنرز کی پنشن میں 15 سے 20 فیصد اضافہ بھی قابل تحسین ہے۔ اسی طرح سے گندم پر 3۔ارب روپے، سستی روٹی سکیم پر 5۔ارب روپے، ramzan package پر 2۔ارب روپے اور پبلک ٹرانسپورٹ کے لئے ایک ارب کی جو سبسڈی دی جا رہی ہے وہ بھی قابل تعریف ہے۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام کے لئے 193۔ارب 50 کروڑ روپے کا جو بجٹ مختص کیا گیا ہے جو کہ پچھلے سال کے ADP کے مطابق 188۔ارب روپے سے زیادہ ہے، میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی قابل تعریف ہے۔ بجٹ تقریر کے صفحہ نمبر 20 کے اندر ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے announce کیا کہ خواتین کی ترقی کے لئے تقریباً 15۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں لیکن جب ہم ADP کا جائزہ لیں تو اُس سے ہمیں واضح ہوتا ہے کہ اس میں سوشل ویلفیئر، وومن ڈویلپمنٹ، بیت المال اور اسی طرح سے 90 کروڑ روپے کے اکیس منصوبے شامل ہیں۔ جب ہم ADP book کے صفحہ نمبر 439 پر دیکھتے ہیں تو اس میں واضح ہوتا ہے کہ خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے 15۔ارب روپے کے منصوبے شامل ہیں لیکن میں وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش کرتی ہوں کہ اس کی باقاعدہ details ہمیں دی جائیں کہ وہ

کون سے منصوبے ہیں جو انہوں نے خواتین کے لئے شروع کئے ہیں یا پھر یہ figures جو تقریر اور ADP Book میں ہیں انہیں درست کیا جائے۔

جناب سپیکر!اسی طرح میرے کافی معزز اراکین نے ذکر کیا ہے کہ اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لئے جو بجٹ مختص کیا گیا ہے وہ گزشتہ بجٹ کی نسبت بہت کم ہے۔21۔کروڑ روپے کا بجٹ مختص کیا گیا ہے جبکہ اس سے پہلے 30 کروڑ روپے کا تھا۔ میں وزیر خزانہ صاحب سے پوچھوں گی کہ کیا اقلیتوں کی آبادی پہلے سے کم ہو گئی ہے یا اُن کے مسائل آپ لوگوں نے سارے حل کر دیئے ہیں؟ اس سلسلے میں، میں چاہوں گی کہ اقلیتوں کے فنڈ کو review کیا جائے۔ اسی طرح سے detail میں جائیں تو اقلیتی طلباء کے لئے پچاس لاکھ کے سکالر شپ رکھے گئے ہیں جسے میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی کم ہیں کیونکہ پنجاب کے اندر تقریباً ایک کروڑ کے قریب اقلیتی موجود ہیں جس میں مختلف community سے تعلق رکھنے والی minorities بستی ہیں۔ ان کے لئے جو بجٹ، وظائف یا جو رقم مختص کی گئی ہے وہ بہت کم ہے اس کے لئے میں چاہوں گی کہ آپ ان فنڈز کو دُگنا کریں۔

جناب سپیکر!حکومت نے اقلیتوں کے لئے ملازمتوں کے اندر 5 فیصد کوٹا مقرر کیا تھا اسی طرح میں چاہوں گی کہ اقلیتی طلباء اور افراد کے لئے بھی مختلف اداروں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے اندر 5 فیصد داخلے کے لئے کوٹا مقرر کیا جانا چاہئے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس forum کی وساطت سے اس چیز کو بھی یقینی بنانا چاہوں گی کہ جو 5 فیصد کوٹا مخصوص کیا گیا ہے اس کی implementation کے لئے خصوصی طور پر حکومت pursue کرے کیونکہ بہت ساری ایسی شکایات موجود ہیں کہ مختلف اداروں اور محکموں میں 5 فیصد کوٹے پر عملدرآمد نہیں ہو رہا۔ میں چاہوں گی کہ اس چیز کو یقینی بنایا جائے۔ اسی طرح ہمارے بہت سارے اقلیتی طلباء competition میں صرف سے اس وجہ سے محروم رہ جاتے ہیں کہ جو ناظرہ کے 20 نمبر مسلم طلباء و طالبات کو حاصل ہو جاتے ہیں لیکن ہمارے بچے اُن 20 نمبروں سے محروم رہ جاتے ہیں۔ میں چاہوں گی کہ اس سلسلے میں مذہبی تعلیم ان کے لئے بھی مخصوص کی جائے تاکہ وہ بھی اس competition میں حصہ لے سکیں اور وہ 20 فیصد نمبر کو avail کر سکیں۔ اسی طرح ایک طرف ہم دیکھتے ہیں کہ حکومت سرکاری املاک کو privatize کرنا چاہ رہی ہے اور اس سلسلے میں کہا گیا ہے کہ اگلے سال 12۔ارب روپے کی آمدنی متوقع ہے لیکن انتہائی افسوس کی

بات بھی ہے کہ بجٹ تقریر کے اندر کہا گیا کہ ہم اقلیتی تعلیمی اداروں کو جو 1974 میں nationalized کئے گئے تھے ان کو یقینی طور پر privatize کرنے کے لئے اقدامات کر رہے ہیں۔ میں چاہوں گی کہ بہت سارے ایسے missionaries ادارے ان کے اصل مالکان کو واپس کئے جانے چاہئیں تاکہ وہ اخراجات اور تمام مسائل کی maintenance سے بچ سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ادارے جو private کئے گئے تھے اُن کو باقاعدہ طور پر اصل مالکان کو واپس کر دیا جائے جن میں گارڈن کالج راولپنڈی، مرے کالج سیالکوٹ، سینٹ فرانسز ہائی سکول انارکلی لاہور شامل ہیں ان جیسے تمام اداروں کو ان کے اصلی مالکان کو واپس کیا جائے۔

جناب سپیکر! آخر میں ایک point جو بہت زیادہ اہم بھی ہے اس میں صوبائی حکومت کو ایکسائز ڈیوٹی کے head میں شراب کی فروخت اور لائسنس پر جو بجٹ حاصل ہوتا ہے اس کے اجراء کے لئے 2010-11 میں ADP Book کے صفحہ نمبر 7 پر ایک ارب 11 کروڑ روپے کی آمدنی متوقع ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ آمدنی غیر مسلموں سے حاصل کی جاتی ہے تو اس حوالے سے میں گزارش کروں گی کہ اس کی آمدنی اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کی جائے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی چاہوں گی کہ جو گزارشات میں نے ابھی آپ کے حضور پیش کی ہیں انہیں وزیر خزانہ صاحب note بھی فرمائیں اور ان پر یقینی طور پر عملدرآمد بھی کریں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے محمد اسلم کھرل صاحب! ہاؤس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

رائے محمد اسلم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں جناب تنویر اشرف کائرہ وزیر خزانہ پنجاب کو میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں جمہوری حکومت کا تیسرا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس موقع پر اگر شہید محترمہ بے نظیر بھٹو اور میاں محمد نواز شریف کو خراج تحسین پیش نہ کیا جائے تو زیادتی ہو گی چونکہ شہید بی بی کی فہم و فراست اور ان کی شہادت کی بدولت جمہوریت اور جمہوری ادارے قائم ہوئے اور محترمہ بے نظیر بھٹو اور میاں محمد نواز شریف کے

دستخط شدہ میثاق جمہوریت کی بدولت آج جمہوریت کی یہ گاڑی پٹڑی پر چل رہی ہے اور انشاءاللہ چلتی رہے گی۔

جناب سپیکر! بلاشبہ مسائل اور وسائل کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بجٹ عوامی کہلانے کا حق دار ہے۔ پولیس فورس کے نوجوانوں کی شہادتوں کی داستان کو دیکھتے ہوئے اس بجٹ میں پولیس کے لئے مختص فنڈز میں 13 فیصد کا اضافہ، pro poor سکیموں کے لئے 15- ارب روپے سے بڑھا کر 21- ارب روپے کی رقم مختص کرنا، بے گھر لوگوں کو چھت مہیا کرنے کے لئے سستے گھر مہیا کرنا اور دیہاتوں میں پانچ مرلہ سکیم کے تحت پلاٹ مہیا کرنا اور اس کے علاوہ پنجاب Endowment Fund Educational کا قیام اور پنجاب کے 41 فیصد ان پڑھ بچوں کے لئے تعلیم کی سہولیات مہیا کرنا، تعلیمی میدان میں پوزیشن ہولڈروں کے لئے اعزازات اور غریب طلباء کے لئے مفت text books اور وظائف مہیا کرنے کے لئے اس بجٹ میں رقوم مہیا کی گئی ہیں۔

جناب سپیکر! کمپیوٹر ٹیکنالوجی سے آگاہی کے لئے I.T. Labs اور سکولوں کی اپ گریڈیشن، میڈیکل کالجوں کی سیٹوں میں اضافہ اور نئے کالجز اور انجنیئرنگ یونیورسٹیوں کی تعمیر کے لئے فنڈز اسی بجٹ 11-2010 میں مختص کئے گئے ہیں۔ تعلیم کی طرح صحت کے شعبہ میں بھی 16.6 فیصد بجٹ میں اضافہ کیا گیا ہے اور 43- ارب 80 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں جس میں جدید موبائل ہسپتال، صوبہ میں مفت ڈائلسز کا دائرہ وسیع کرنا، کڈنی سنٹرز اور لیور ٹرانسپلانٹس کے مراکز کا قیام شامل ہے۔

جناب سپیکر! Punjab Youth Employment Fund کا قیام اور زرعی اور ویٹرنری گریجویٹس کے لئے 25 ایکڑ سرکاری رقبہ 15 سال کے لئے لیز پر مہیا کرنا اور فی کس 9 لاکھ روپے قرضہ مہیا کرنے کے لئے اس بجٹ میں فنڈز رکھے گئے ہیں تو بلاشبہ یہ عوامی فلاح وبہبود کا بجٹ ہے۔

جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کے لئے 53/52- ارب روپے مخصوص کرنا، دور دراز علاقوں میں ترقیاتی اور فلاحی کاموں کا آغاز ہے۔ جہاں تک غیر ترقیاتی اخراجات میں کمی کا تعلق ہے تو وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے اخراجات میں 25 فیصد کمی، وزراء کی مراعات اور تنخواہوں میں 25 فیصد کمی اور اس کے ساتھ ساتھ میں ایک اور تجویز پیش کرتا ہوں کہ چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی کو دی ہوئی نایاب بلیسنو گاڑیاں

بھی سیکرٹری صاحبان کو دے دی جائیں تاکہ ان کے پاس تین، تین کی بجائے چار، چار ہو جائیں اور بجٹ کے لئے چیئر مین سٹینڈنگ کمیٹیوں کو بائیسکل خرید کر دے دیئے جائیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس بات میں شک نہیں کہ وزیر خزانہ صاحب کی ٹیم نے بجٹ بنایا، فنانس سیکرٹری صاحب تھے لیکن ٹیم تو پنجاب حکومت کی تھی اور آج جب Chair پر لاہور کے باسی ڈپٹی سپیکر بیٹھے ہیں تو جنوبی پنجاب نے تو اپنے حصے کے فنڈز لے لئے ہیں لیکن لاہور ڈویژن میں اپنے حلقہ انتخاب کے لئے میں چند معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں کہ میرا حلقہ انتخاب لاہور ڈویژن کا ایک پسماندہ ترین حلقہ ہے اور جمہوری حکومت کے پچھلے دو سالانہ ترقیاتی پروگرامز میں سے اور وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی فنڈز میں سے ایک روپیہ بھی اس حلقہ میں خرچ نہیں کیا گیا۔ ایک بہت بڑا اژدھا جسے لاہور سٹی کا نام دیا جاتا ہے وہ اس کے حصے کے بھی فنڈز کھا جاتا ہے۔

جناب سپیکر!فنڈز اور وسائل کی منصفانہ تقسیم کی بات ہو تو یہ اصول یہاں سے ہی غلط ہو جاتا ہے کہ لاہور ڈویژن کے پسماندہ علاقے کے نمائندے کا پہلے دن تقریر کے لئے پانچواں نمبر ہوتا ہے، دوسرے دن آٹھواں ہو جاتا ہے اور تیسرے دن وہ چالیسواں ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر!میرا ضلع ننکانہ صاحب تین تحصیلوں سانگلہ ہل، شاہکوٹ اور ننکانہ پر مشتمل ہے۔ تحصیل سانگلہ ہل دس یونین کونسلوں، تحصیل شاہکوٹ دس یونین کونسلوں اور تحصیل ننکانہ صاحب سینتیس یونین کونسلوں پر مشتمل ہے۔ جب تحصیل وار فنڈز کی تقسیم ہوتی ہے تو یہ ہسپتال اس علاقے میں نہیں پہنچ پاتے۔Central of Excellence School اس علاقہ میں نہیں پہنچ سکتے۔ میری گزارش ہے کہ قانونگو حلقہ بڑھا کر سید والا، قانونگو حلقہ ناتھا اور ننکانہ 2 کے چند پٹوار سرکل ملا کر وہاں نئی تحصیل بنا دی جائے جس کی feasibility اور نقشہ وغیرہ چیف منسٹر پنجاب کے حکم پر تیار ہے۔ پچھلے دور حکومت میں میاں محمد شہباز شریف نے سید والا کے مقام پر راوی پل کی تعمیر کا سنگ بنیاد رکھا تھا آج بھی ادھر میاں محمد شہباز شریف کے نام کی تختی لگی ہوئی ہے۔ اب مرکزی حکومت 50 فیصد اپنے حصے کا فنڈ release کرنے کے لئے تیار ہے تو میری گزارش ہے کہ اس سال پنجاب حکومت بھی اپنے بجٹ میں یہ فنڈز مختص کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ ٹائم ختم ہو چکا ہے۔۔۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ لوں گا۔ بجٹ 11-2010 میں نئے کالجوں کی تعمیر کے لئے 6۔ارب 35 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ وہ حلقہ جہاں ایک بھی کالج نہیں ہے اور چیف منسٹر پنجاب کے directive سے feasibility, estimate بلکہ ہائر ایجوکیشن نے approval admin کے بعد P&D کو فنڈز کے لئے بھی لکھ دیا ہے، خدارا اس بجٹ میں اس کے لئے فنڈز رکھیں۔ کوئی کہہ رہا تھا کہ بجٹ جھوٹ کا پلندا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ ہمیں ان طاقتوں کو روکنا ہے۔ پچھلے بجٹ میں wind up کرتے ہوئے وزیر خزانہ پنجاب جناب تنویر اشرف کائرہ نے موڑ کھنڈا میں ڈگری کالج کے قیام کا اعلان کیا تھا لیکن وہ قوتیں اور طاقتیں جو آج بھی وسائل اور اختیارات پر قابض ہیں جنہیں آپ bureaucrats کا نام دیتے ہیں انہوں نے فنانس منسٹر کو بھی جھوٹا ثابت کر دیا۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے صاحب! بس کریں، ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ اب wind up کریں۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! آبپاشی کے شعبہ میں 11۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے صاحب! آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہیں بات کرنے دیں، ان کو میرا ٹائم بھی دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے صاحب! تشریف رکھیں، بہت شکریہ۔ محترمہ راحت اجمل، موجود نہیں ہیں۔ جناب افتخار علی بابر کھیتران!

جناب افتخار علی بابر کھیتران: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں فنانس منسٹر تنویر اشرف کائرہ صاحب اور ان کی ٹیم کو مبارکباد دینا چاہوں گا جنہوں نے پنجاب حکومت کا تیسرا بجٹ جو 580.2 بلین رقم پر محیط پیش کیا۔ میں اس حوالے سے، پاکستان پیپلز پارٹی کے رکن کے حوالے سے اور محترمہ شہید کی پارٹی کے رکن کے حوالے سے یہ یقین رکھتا ہوں کہ کوئی بھی عوامی حکومت جو لوگوں کے ووٹوں سے منتخب ہوئی ہو وہ اپنی نیک نیتی کے ساتھ لوگوں کی بھلائی کے لئے ہی ایسی دستاویز تیار کرے گی۔ یہ coalition government جو براہ راست لوگوں کے ووٹوں سے منتخب ہوئی ہے تو اس نے ہر صورت میں لوگوں کی تکالیف کو رفع کرنے کے لئے یہ دستاویز تیار کی ہے۔ اس میں ایک چیز جس کو بار بار repeat کیا گیا، اس

سے پہلے رائے اسلم صاحب اور تقریباً تمام ممبران جنہوں نے بحث میں حصہ لیا ایکfactor کی نشاندہی کی کہ جس سے یہ رقم آگے عام آدمی تکtransfer ہوتی ہے، جسmechanism کے تحتshift ہونا ہے اسے ہمbureaucracy کہتے ہیں۔ چیف سیکرٹری سے لے کر اس کلرک تک، اس نائب قاصد تک جہاں عام آدمی ان کے پاس جاتا ہے، بد قسمتی سے یہ پوراbureaucracy کاmechanism زنگ آلود ہے۔ میں اس کے لئے کوئی اصطلاح استعمال نہیں کروں گا، یقیناً اس کے اندر اچھے لوگ ہوں گے لیکنoverall یہ system مکمل طور پر زنگ آلود ہے۔ اس حوالے سے اگر ہم دیکھتے ہیں کہ تعلیم پر 53۔ارب99 کروڑ روپے خرچ کیا جارہا ہے، کیا اتنی بڑیamount خرچ کرنے کے بعد اس طرح بیٹھے ہوئےbureaucrats یا officials جن کیcapacity ہے کہ وہ پرائیویٹ سکول میں اپنے بچوں کو پڑھا سکتے ہیں کیا وہ اپنے بچوں کو گورنمنٹ سکولوں میں اس رقم کی ادائیگی کے بعد بھیج سکیں گے یا بھیجنے کا ارادہ کرلیں گے؟ یہ کبھی نہیں ہوگا۔ صرف وہی لوگ جوafford نہیں کرسکتے، جو پرائیویٹ سکول کی فیسیںafford نہیں کرسکتے، انہی لوگوں کے بچے وہاں جاتے ہیں۔ میں جب بھی اپنے حلقے کے سکولوں میں جاتا ہوں تو بچوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ کے والد کیا کرتے ہیں تو عموماً وہ اس کلاس کا ذکر کرتے ہیں جسے ہمworking class کہتے ہیں۔ جب تعلیم کی مد میں اتنی بڑی رقم خرچ کی جارہی ہے اور اسی رقم کے مقابلے میں پرائیویٹ سیکٹر میں جو سکول چل رہے ہیں وہاں آپ دیکھ لیں کہ وہاں اس سے بہترdeliverance ہو رہی ہے۔ کم salary package پر وہاں ٹیچرز زیادہ محنت کر رہے ہیں اس کا جوابدہ کون ہوگا؟ وہاں کوئی سسٹم available نہیں ہے جو یہ چیک کرسکے کہ جو بچہ وہاں پڑھ رہا ہے اسے کس معیار کی تعلیم مل رہی ہے؟ Missing facilities, computers وغیرہ سب چیزیں دینے کے باوجود لوگ کیوں نہیں اپنے بچوں کو وہاں بھیجنے کے لئے تیار ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر! پولیس کو اچھی خاصی رقم دی جارہی ہے اس رقم دینے کے بعد جو بجٹ میں mention کی گئی ہے کیا جو جھوٹی ایف آئی آر درج ہوگی وہ بغیر پیسے دیئے کسی مظلوم کو اس حوالے سے ریلیف مل سکے گا، کیا وہ لوگ جو پولیس کی زد میں آتے ہیں یا پولیس کے پاس انصاف کے لئے جاتے ہیں انہیں اس حوالے سے کون سا ریلیف ملے گا؟ میں اس بجٹ کو اس حوالے سے دیکھتا ہوں کہ عام آدمی جس کے پاس کوئیsource نہیں ہے اور جس کا کوئی اثر ورسوخ نہیں ہے وہ کس حوالے سے اس بجٹ

سے ریلیف حاصل کرے گا؟ میں چاہوں گا کہ منصوبہ ساز، stakeholders جو decision لے سکتے ہیں وہ اس بجٹ کی رقم کو عام آدمی کی زندگی میں تبدیلی کے حوالے سے judge کریں۔ آپ جہاں بھی کرپشن دیکھ لیں، ادویات کی خریداری میں دیکھ لیں میں اس حوالے سے تین communities کا ذکر کرنا چاہوں گا جنہیں ان کے حالات کے مطابق زیادہ سے زیادہ ریلیف چاہئے۔ ایک سینٹری ہیں جو صحت اور صفائی کا کام کرتے ہیں لیکن ان کی اپنی صحت کے حوالے سے کوئی میڈیکل فنڈ مختص نہیں کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں کو میڈیکل فنڈز کی زیادہ ضرورت ہے، انہیں کسی بھی صورت میں یہ ریلیف ملنا چاہئے۔ ایک اور community ہے جسے شاید کچھ لوگ جانتے ہوں، وہ دریا کے کنارے بستے ہیں جنہیں ہم خانہ بدوش کہتے ہیں۔ ان کا life style دریا کے کنارے سے ہی منسلک ہے اور وہ صدیوں سے دریا کے کنارے رہ رہے ہیں۔ انہوں نے کبھی government facilities حاصل کی ہیں اور نہ ہی کر سکتے ہیں۔ ان کے لئے کوئی نہ کوئی پیکج اور کوئی نہ کوئی ایسا decision ہونا چاہئے کہ ان کے patron کو facilitate کیا جاسکے۔ تیسرا منشیات کے عادی لوگ جو addicted لوگ ہیں ان کے لئے کم از کم ڈسٹرکٹ سطح پر ہسپتالوں میں کچھ نہ کچھ کام ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں Hydel Power Projects کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا جو آئین نے صوبوں کو حق دیا ہے۔ پنجاب کے حصے کا ذکر 28.2۔ ارب روپے کیا گیا ہے۔ Indus River کالا باغ سے صادق آباد تک جب اپنا travel کرتا ہے تو اس کے travel کے اندر بہت سارے وہ لوگ جو دریا کے ساتھ اپنی کاشتکاری کر رہے ہیں وہ اس کی زد میں آجاتے ہیں۔ میرا اپنا ضلع لیہ وہاں میرا اپنا ذاتی گھر اس وقت دریا کی نذر ہو چکا ہے اور پورے کے پورے گاؤں زد میں آگئے ہیں۔

ڈسٹرکٹ مظفر گڑھ کے اندر بھی یہی صورتحال ہے اور وہ لوگ جن کے گھر اور زمینیں مکمل طور پر دریا برد ہو جاتی ہیں ان کے درد کو وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو ہندوستان سے پاکستان میں آئے تھے اور اپنا سب کچھ وہ پیچھے چھوڑ آئے تھے۔ اس تکلیف کے باوجود جو ہمارے decision makers ہیں ان کے سامنے اس بات کی نشاندہی بھی کی گئی۔ وہ لوگ خدا کی طرف سے فیصلہ سمجھ کر قبول کرتے ہیں اور گورنمنٹ کی طرف سے ایک سنگل پائی کا بھی ریلیف نہیں ملا۔ ہم حق تو اپنے صوبے کا 28۔ ارب روپیہ claim کر رہے ہیں لیکن Indus river کے متاثرہ لوگوں کو جو دریا کے کٹاؤ کی زد میں آرہے ہیں

ان کے لئے ہمارے پاس ایک روپیہ تک بھی دینے کو نہیں اور ان کے بارے میں سوچنے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ ہم ان کے لئے کیا کریں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد جو مجھے اس بجٹ میں ایک اچھی چیز نظر آئی ہے وہ یہ ہے کہ پنجاب کا جو edge ہے جو اس کی power ہے وہ میں نہیں سمجھتا تھا کہ اس سے ایگریکلچر یا انڈسٹری کا مقابلہ کیا جائے بلکہ پنجاب کا edge اس کے 9 کروڑ عوام ہیں، اس ملک اور اس صوبے کے محنتی اور باصلاحیت لوگ ہیں وہی اس کی طاقت ہیں۔ اس حوالے سے جو موجودہ بجٹ کے اندر بہت خوش آئندہ بات ہے وہ پچاس کروڑ روپے کا skill development endowment fund کا قیام ہے تو اس حوالے میں مبارکباد دینا چاہوں گا کہ جب تک آپ لوگوں کی skill کو نہیں بڑھاتے اور ان کی صلاحیت کو mature نہیں کرتے اگر وہ ایگریکلچر میں ہے تو ایگریکلچر کی skill کو نہیں بڑھاتے، اگر وہ انڈسٹری کے اندر ہے تو industry skill کو نہیں بڑھاتے، یہ موٹر سائیکل کی مرمت اور موبائل کی مرمت سے آگے بڑھ کر یہ ریسرچ کرنی ہو گی کہ دنیا کے اندر جہاں بھی skill لوگوں کی demand ہے انہیں کس طرح کی skill چاہئے؟ اس پر ہر صورت میں کام ہونا چاہئے اور اس سے آگے بڑھ کر کرنا چاہئے۔ ٹیکنیکل کالج کے اندر جب ٹیوٹا کو خود مختار ادارے کی حیثیت دی جا رہی ہے بد قسمتی سے بیس سال پرانا سلیبس ٹیکنیکل کالجوں کے اندر پڑھایا جا رہا ہے، جو شخص آج سے بیس سال پہلے کی ٹیکنالوجی کو پڑھے گا وہ فیلڈ کے اندر اتنا کارآمد نہیں ہو گا تو اس کے لئے ہنگامی بنیادوں پر کام ہونا چاہئے کہ جو ایجوکیشن یا جو skill delivered کی جا رہی ہیں کیا مارکیٹ کے اندر ان کی demand بھی ہے یا وہ outdate ہو چکی ہیں؟

جناب سپیکر! اسی طرح سبسڈی کے حوالے سے میں کہتا ہوں کہ سبسڈی اچھی چیز ہے، یہ ایگریکلچر کے اندر ہو یا 2/- روپے روٹی کی صورت میں ہو لیکن جو خلا ہیں اور جن کے اوپر انگلیاں اٹھائی جا رہی ہیں کم از کم انہیں روکنا ہر صورت میں ضروری ہے۔ لالیکا صاحب چونکہ مثال دے چکے ہیں اور بحیثیت مسلمان حضور ﷺ کی حیات طیبہ کا ایک واقعہ ہے کہ ایک شخص جب امداد کے لئے حضور ﷺ کے پاس جاتا ہے تو آپ ﷺ ان سے کہتے ہیں کہ تمھارے پاس کیا ہے تو وہ کہتا ہے کہ ایک پیالہ اور ایک کمبل ہے۔ صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا ریٹ لگواتے ہیں اور اس کی جو بھی رقم ملتی ہے اس سے اسے کلہاڑی اور رسہ خرید دیتے ہیں اور کہتے ہیں تم جنگل میں جایا کرو اور لکڑی کاٹ کر اسے

فروخت کیا کرو اور اپنا گزر بسر کرو۔ اس سے بڑی مثال ہمارے لئے نہیں ہو سکتی۔ اگر چاہتے تو اسے دو چار درہم اسے دے دیتے لیکن انہوں نے اسے charity ہی نہیں کیا اور اسے اس قابل کیا کہ وہ اپنی آمدنی خود پیدا کر سکے یہ ہم سب کے لئے پیغام ہے تو اس کو دیکھتے ہوئے جو بھی ہم mechanism developed کریں گے وہ یقیناً بحیثیت مسلمان ہمارے لئے زیادہ مفید ہو گا۔ میں آخر میں اپنے ضلع کے حوالے سے بات کروں گا کہ جھنگ سب سے پسماندہ ضلع world Bank کی رپورٹ کے مطابق declare ہوا ہے اور اس کے بعد لیہ ہے۔ لیہ اس حوالے سے بہت زیادہ محروم ہے، ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کو اس سے بھی زیادہ محروم کیا جا رہا ہے اور تقریباً تمام پراجیکٹ ادھر ادھر گھوم کر جا رہے ہیں اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کو consider نہیں کیا جا رہا تو جو بھی ترقیاتی پراجیکٹ ہیں کم از کم لیہ کے اندر ایجوکیشن کے ہوں یا صحت کے ہوں ان میں ضلع لیہ کو consider کیا جائے۔ آپ کا شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، چودھری احمد علی ٹولو صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ نسیم ناصر خواجہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب عبدالرازق ڈھلوں صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب طاہر نوید چودھری صاحب!

جناب طاہر نوید چودھری: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے تو وزیر خزانہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس بجٹ تقریر میں انہوں نے تین سطریں اقلیتوں کے لئے لکھیں اور اس کے ساتھ میں پنجاب حکومت اور وزیر خزانہ کو مبارکباد احتجاجاً دیتا ہوں اور احتجاجاً اس لئے دیتا ہوں کہ آج بھی جب بجٹ کا سائز بڑھا ہے اور زیادہ بڑھا ہوا ہے لیکن اقلیتوں کے لئے پچھلے سال block allocation میں رکھی جانی والی جو رقم ہے وہ 30 کروڑ روپے سے کم کر کے 21 کروڑ روپے کر دی گئی ہے۔ میں یہ بتانا چاہوں گا اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کسی آبادی میں، کسی گاؤں میں جب بھی آپ نے اندازہ لگانا ہو کہ اقلیتی آبادی کہاں پر رہتی ہے تو جہاں پر سڑک ختم ہو گی، جہاں پر نالی ختم ہو گی اور جہاں پر بنیادی سہولیات نہیں ہوں گی وہ محلہ یا گلی اقلیتی افراد کی ہو گی۔ آج میں یہ بھی آپ کو بتانا چاہوں گا کہ آپ کی سیٹ پر بیٹھے ہوئے دیوان بہادر ایس پی سنگھا جو گورا قبرستان لاہور میں دفن ہیں ان کی روح آج چیخ چیخ کر یہ کہتی ہے کہ کیا انہوں نے بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے کہنے پر اپنے دیگر ساتھیوں کے ہمراہ 23۔جولائی 1947 کو Boundary Commission کے سامنے پاکستان کے حق میں ووٹ اس

لئے دیا تھا کہ آج ان کی اولادوں کے ساتھ یہاں پر کہنے کو برابری کے ساتھ سلوک ہوتا ہے لیکن میں یہاں پر یہ عرض کرتا چلوں کہ مجھے خوشی ہوئی کہ یہاں چودھری جاوید گجر اپنے حلقے کی اقلیتوں کی بات کر رہے تھے لیکن جناب! یہ 21 کروڑ روپے کی جو رقم رکھی گئی ہے ہمارے لئے ان کی welfare صرف اسی سے ہوگی اور میں اپنے سرگودھا کی اور اپنے شہر کی بات بتاتا چلوں کہ جہاں پر42ہزار اقلیتی ووٹر ہیں لیکن پچھلے دو سالوں میں جنرل سیٹ پر وہاں کے ایم پی اے یا ایم این اے صاحبان نے ایک سکیم بھی اقلیتوں کی welfare کے لئے نہیں رکھی۔ آج بھی اقلیتی لوگ توقع کرتے ہیں کہ ہم ان کے نمائندے جو اسمبلیوں میں بیٹھے ہیں ہم ان کی welfare کے اقدامات اٹھائیں۔ اتنی تھوڑی سی رقم، میں سمجھتا ہوں کہ ایک کروڑ کے قریب ہماری آبادی ہے جس طرح ملازمتوں میں پانچ فیصد کوٹا رکھا گیا ہے اسی طرح اس بجٹ کا پانچ فیصد حصہ اقلیتوں کی welfare کے لئے لگایا جانا چاہئے۔ یہاں پر میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ آج یہاں پر ہمارے ایک چیف جسٹس، جسٹس کرنیلس کی روح بھی پکارتی ہے جن کی ایمانداری پر، جن کی وطن کے ساتھ وفاداری پر کوئی آدمی انگلی نہیں اٹھا سکتا، نہ صرف ان پر بلکہ ایک اور بات پورے فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس ملک کی دشمن سرگرمی یا کہیں غداری یا انتہا پسندی یا دہشت گردی میں کوئی اقلیتی فرد کبھی ملوث نہیں ہوا کیا ہم پاکستان کے برابر کے شہری نہیں ہیں، کیا ہم ذمی اور مفتوح ہیں؟ بانی پاکستان جو سمجھتے تھے کہ بلا تفریق رنگ اور نسل ہم برابر کے شہری ہیں اس کی انہوں نے بہت بڑی مثال قائم کی کہ جب انہوں نے 11۔ اگست کو تقریر کی تو اس وقت جو اسمبلی کی صدارت کی ایک اچھوت رکن کے ذریعے کرائی جو گندر ناتھ منڈل۔ آج ہم کیا دیکھتے ہیں کہ یہاں پر jobs کے لئے وفاقی گورنمنٹ کی پیروی کرتے ہوئے پنجاب گورنمنٹ میں 23۔ دسمبر 2008 کو خادم اعلیٰ نے ایک وعدہ فرمایا کہ تمام jobs میں پانچ فیصد کوٹا دے دیا جائے گا لیکن آج وہ کوٹا کس طرح دیا جاتا ہے۔ ذرا دیکھیں آج تمام اقلیتیں پوچھتی ہیں، تمام دنیا کی missionaries پوچھتی ہیں جنہوں نے بانی پاکستان قائداعظم کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا، جنہوں نے شہید ذوالفقار علی بھٹو کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا
،
شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا، میاں محمد نواز شریف، خادم اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا۔ آج وہ پوچھتے ہیں کہ ان کی نسلوں کے لئے اس 5 فیصد کوٹا پر کس

طرح سے عملدرآمد ہو رہا ہے، کیا ان کے لئے صرف جھاڑو والی نوکری رکھی گئی ہے؟ اس ضمن میں، میں یہ بتانا چاہوں گا کہ آج حافظ آباد میں209 سیٹیں ایجوکیشن کے لئے تھیں جن میں ایل اے کی23 سیٹیں تھیں، کلاس4 کی 92 سیٹیں تھیں، ماشکی، مالی، چوکیدار اور بلاوی کی 13 سیٹیں تھیں لیکن وہاں پر کیا ہوا کہ 9لوگوں کو خاکروب بھرتی کرکے اس5 فیصد کوٹا پر عملدرآمد کیا گیا۔ فیصل آباد میں میرے مسلم بھائی جو ایم پی اے ہیں انہیں پہلے سے پانچویں سکیل پر سیٹیں دی گئیں وہاں پر میرے جو کرسچیئن ایم پی اے بھائی ہیں انہیں WASA میں sewer man کی 7 سیٹیں دی گئیں۔ یہ 5 فیصد کوٹا پر عملدرآمد ہو رہا ہے؟ آج آپ پبلک سروس کمیشن میں دیکھیں کہ انہوں نے 5 فیصد کا اشتہار دیا مگر جب ان سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ اس سال ہم نہیں دے سکتے آئندہ دیکھیں گے، یہ برابری کا سلوک ہے؟ سانحہ گوجرہ کو رونما ہوئے ایک سال ہو گیا ہے۔ جسٹس اقبال حمید الرحمٰن نے جن لوگوں کو گنہگار ٹھہرایا ان میں جب وہاں پر سی ایم صاحب چوتھے دن گئے تو انہوں نے کہا کہ میں احمد رضا کو اُلٹا لٹکا دوں گا لیکن اس کا رزلٹ کیا ہوا کہ احمد رضا طاہر کو لاہور میں سی سی پی او لگا دیا گیا۔ وہ تو بھلا ہو خواجہ شریف کا جنہوں نے suo motu notice لیتے ہوئے اس کو سی سی پی او شپ سے dismiss کیا۔ آج بھی وہ لوگ جو وہاں پر جلے جن میں تین بچے بھی شامل تھے ان کی نعش پکارتی ہیں کہ ان ذمہ داران کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے؟ یہاں پر رویوں کی تبدیلی کی ضرورت ہے۔ یہاں پر کہا تو جاتا ہے کہ اقلیتیں مقدس امانت ہیں۔ میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ اس دھرتی کی بنیادوں میں ہمارا لہو شامل ہے، ہم کوئی ذمی، مفتوح نہیں ہیں، ہمیں اگر قائداعظم برابر کا شہری سمجھتے تھے تو دوسرے لوگوں کو بھی سمجھنا چاہئے۔ آج ہمارے ساتھ یہ سلوک نہیں کرنا چاہئے کہ ہمیں جناح آبادیوں میں بھی نظر انداز کر دیا جائے، گرین ٹریکٹر سکیم شروع ہوئی میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ وہاں پر کمپیوٹر کو بھی اقلیت نظر آجاتی ہے وہ بھی اسے ignore کر دیتا ہے۔ میری وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہو گی کہ سارے بجٹ کا 5 فیصد مینارٹی ویلفیئر کے لئے دیا جائے، جتنی آبادی اور رہائشی سکیمیں ہیں ان میں بھی 5 فیصد کے حساب سے ہمیں کوٹا دیا جائے اور TEVTA میں جو ووکیشنل انسٹیٹیوٹ ہے ان کے لئے جو سی ایم صاحب نے ایک سال پہلے اعلان فرمایا ہے اس میں minority students بھی مستفید ہو سکیں گے اس پر آج تک عملدرآمد نہیں ہوا۔ میں کہوں گا کہ ہم برابر کے شہری ہیں، میں اتنی ہی بات کروں گا کہ:

اکو ای تیری میری ماں
اکو ای تیرا میرا پیو
اکو ای ساڈی جمن بھیوں
توں سردار تے میں کمیں کیوں

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر محمد اختر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں کل تقریر کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ کا نام میرے پاس موجود ہے۔ اصل میں جن کے نام آج ہیں وہ آج ہی تقریر کریں گے، کل کی لسٹ already بنی ہوئی ہے۔ اگر آپ کل کرنا چاہتے ہیں تو پھر کل آپ کی سب سے آخر میں باری آئے گی۔

رائے محمد اسلم خان: آج سات آٹھ لوگ بیٹھے ہیں کل دو بیٹھے ہوں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: کرلیں۔ کھلونا ای مسئلہ ہوندا اے، تسی کھلو گے او، ہن گل کر لو۔ (قہقہہ)

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): شاہ جی! ہن بولن وی دیو گے؟ جناب سپیکر! مجھے تو کہا گیا تھا کہ آپ سن سکتے، بات نہیں کر سکتے۔ میں نے کہا چلو! ٹائم ملے گا تو تھوڑی سی بات بھی کروں گا ، پہلے سب کی سن لیں۔ جمہوری گورنمنٹ کا یہ تیسرا بجٹ ہے، پہلے جتنی بھی جمہوری حکومتیں آئی ہیں میرا خیال ہے کہ کسی کو تیسرا بجٹ پیش کرنے کا موقع نہیں دیا گیا یہ بھی اس جمہوری دور کا تحفہ ہے کہ جمہوری حکومت یہ بجٹ پیش کر رہی ہے اکثر دو، اڑھائی سال بعد حکومتیں تبدیل ہو جاتی تھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوری حکومت کے کارناموں میں سے ایک کارنامہ ہے۔ بجٹ حکومت کے ترقیاتی کاموں یا حکومت کی کارکردگی کا مظہر ہوتا ہے۔ اس دفعہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک متوازن اور ٹیکس فری بجٹ دینا، ناقدین اس پر جتنا مرضی اعتراض کریں میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر بجٹ ان حالات میں پیش نہیں کیا جا سکتا تھا۔ میں اس پر اپنی ساری ٹیم، وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی قیادت، وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ اور ڈیپارٹمنٹ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں سمجھتا ہوں کہ بجٹ پر اپنی رائے بھی ضرور دینی چاہئے اور مشورہ بھی دینا چاہئے۔ اس بجٹ میں یا جو ہمارے پچھلے بجٹ تھے ان میں ہم اپنی عوام کو کوئی long term policy نہیں دے سکے۔ اگر ہم long term policy دیں یا کم از کم دو، تین سال کے کسی پراجیکٹ پر focus کریں کہ ہم اتنے سالوں میں یہ کام کریں گے۔ میرے ایک بھائی نے بات کی تھی کہ جیسے poverty elimination کے لئے ایک سال مقرر کر دیں یا پراجیکٹس کی تکمیل کے لئے ایک سال مقرر کر دیں یا کوئی ایسا کام کر جائیں جس سے اس ملک و قوم اور اس صوبے کی عوام کو فائدہ ہو، میں سمجھتا ہوں کہ جو ہم نے عارضی حل تلاش کئے ہوئے ہیں چاہے وہ subsidies کی مد میں ہیں یا adhoc pays کی مد میں ہیں یہ کوئی مستقل حل نہیں ہے۔ میں اس چیز کو مانتا ہوں، اگر ہم ان کو مستقل طریقے سے جیسے کسی area کو tax free zone قرار دے کر یا industry develop کرنے میں اپنا ایک project launch کریں تو اس کا کوئی long term affect بھی ہو گا اور لوگوں کو مستقل روزگار کا ذریعہ بھی ملے گا۔ ان حالات میں ہم subsidies پر گزارا کر رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ہماری طرف سے ملک و قوم کے لئے خدمت ہے۔ اس بجٹ میں جو دو اہم باتیں تھیں، میں ان کا ذکر کرنا بہت ضروری سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں 19 سال کے بعد NFC ایوارڈ کی جو فاضل رقم ملی۔ وہ ہمیں Net Hydel Profit اور NFC کی وجہ سے ملی۔ اس سے بجٹ بنانے میں ہمیں بڑی مدد ملی ہے اور بہت سی چیزیں جن کو ہمیں pending کرنا پڑتا تھا ان فاضل رقوم کی وجہ سے ہمیں کافی چیزیں adjust کرنے میں مدد ملی ہے۔ NFC ایوارڈ جو اس سال اس قوم کو تحفہ ملا ہے اور خاص طور پر وفاقی حکومت نے جو اپنا 56 percent share سے کم کر کے sacrifice کیا ہے اور اسے 47 فیصد کر دیا ہے اور باقی صوبوں کو راضی کیا ہے اس میں تقریباً 2 فیصد کے قریب پنجاب کو نقصان ہوا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک مفاہمتی فضا پورے ملک میں قائم ہوئی ہے اس پر وفاقی حکومت کے اقدامات بھی قابل تحسین ہیں اور صوبائی حکومت کے بھی قابل ستائش ہیں۔

دوسری بات میں اس میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آج اگر ہم یہاں پر کھڑے ہیں تو اٹھارہویں ترمیم ڈکٹیٹرز جنہوں نے آئین کا حلیہ بگاڑا تھا وہ بھی آج ساری قوم کے سامنے لا کر کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ آئین جو ہمارے قائد نے 1973 میں اس ملک کو دیا تھا، ایک راہ دی تھی آج پھر ہماری قوم اس پر متفق ہوئی ہے کہ وہ جو راہ چُنی گئی تھی، وہ راہ بالکل عین اصولوں کے مطابق تھی اور چالیس سال بعد بھی قوم

نے اس کی ضرورت کو محسوس کیا اور تمام سیاسی جماعتوں نے اکٹھے ہو کر اٹھارھویں ترمیم کو منظور کیا، انشاء اللہ جب اس کی implementation ہو جائے گی ان چیزوں پر تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ قوم اور ملک کے لئے بہتر ثابت ہوگا۔

تیسری بات میں یہاں پر یہ کرنا چاہتا ہوں کہ دو سال پہلے جب ہم نے حلف لیا تھا تو پہلے دہشت گردی کا دور دورہ تھا اور اس میں زیادہ credit وفاقی حکومت کو جاتا ہے اور صوبوں کے تعاون سے جاتا ہے اور وہ جو دہشت گردی کا عالم تھا وہ آج الحمد للہ 99 فیصد ختم ہو گیا ہے، کوئی اکا دُکا اگر واقعات ہیں یا اِکا دُکا دہشت گرد ہیں تو وہ بھی اپنے انجام کو پہنچیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو زیادتیاں یا محرومیاں کچھ علاقوں کے ساتھ ہوتی رہی ہیں جن میں جنوبی پنجاب کا باشندہ ہونے کے حوالے سے ضرور ذکر کرنا چاہوں گا آج ان کو ایک فائدہ ضرور ہوا ہے کہ پچھلے سال سے یا دو سالوں سے جنوبی پنجاب کا نام بار بار لینے سے یہ فائدہ ضرور ہوا ہے کہ وہ discuss ہونے لگ گیا ہے اور اس کی جو محرومیاں ہیں ان کو بھی address کیا جانے لگا ہے۔ آج 52۔ارب روپیہ چاہے ہماری ongoing schemes پر جا رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ میں جنوبی پنجاب کے حوالے سے اس طرح کی رقوم مختص کرنا بھی ایک احسن قدم ہے اور اس میں مزید بہتری آنی چاہئے۔ ہمیشہ محرومیاں ہی نفرتوں کو جنم دیتی ہیں تو جب آپ دوسرے جو ہمارے علاقے ہیں ان کو اپنی گورنمنٹ میں محروم کریں گے تو ان کا خمیازہ بھی ہمیں ہی بھگتنا پڑے گا۔ میں ایک چھوٹی سی مثال یہ دوں گا کہ انٹری ٹیسٹ جو میڈیکل کے لئے ہوتا ہے اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ایریاز مخصوص کئے جائیں کہ جہاں پر تعلیمی سہولیات ہیں، تعلیمی سہولیات جو ہمارے جنوبی پنجاب میں ملتی ہیں اور یہاں ہمارے لاہور اور دوسرے علاقوں میں ملتی ہیں وہ برابر نہیں ہیں اگر ہم equal ماحول یہاں پنجاب کے تمام لوگوں کو مہیا کریں اور پھر ان کو competition میں بٹھائیں پھر اگر وہ رہ جائیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ان کا کوئی بات کرنے کا حق نہیں بنتا، اگر سہولیات یا جو مراعات ہیں وہ ہم سارے علاقوں میں یکسر نہ دیں اور پھر ہم لوگوں کو competition میں بٹھائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ناانصافی ہو گی۔ ان چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے میرا خیال ہے کہ ایک احسن قدم اس صوبہ کی عوام کو پہنچانے کے لئے ضروریات زندگی، تعلیمی اور صحت کے میدان میں پہنچانے کے لئے جو احسن قدم اٹھایا گیا ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ منزل تک پہنچے گا اور ہمیں ضرورت اس بات کی

ہے کہ ہمارے لئے پنجاب کے دور دراز علاقوں سے کوٹ سبزل کے بارڈر پر بیٹھا ہوا بندہ اور جو اسلام آباد کے بارڈر پر بیٹھا ہے وہ ہمارے لئے قابل احترام ہے اور ہمارے لئے وہ جو حضرت عمرؓ کے دور میں کہا گیا تھا کہ اگر ایک کتا بھی دریائے فرات کے کنارے بھوک سے مر جاتا ہے تو حاکم وقت اس کا جواب دہ ہوتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہم سہولیات یا مراعات صوبہ کے تمام عوام کو یکسر نہیں دے سکتے تو ہم جواب دہ ہیں اور کوشش ہماری اور آپ کی اس حکومت کے تعاون سے یہی ہو گی کہ ہم تمام لوگوں کو یکسر سہولیات میسر کریں اور ان کا proper خیال بھی رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب رائے صفدر عباس بھٹی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، حاجی ذوالفقار علی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، رانا محمد ارشد صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، ملک محمد عباس راں صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب محمد طارق امین ہوتیانہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب محمد سعید مغل صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، رانا محمد اقبال خان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، چودھری اویس قاسم خان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، ملک احمد کریم قسور لنگڑیال صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، انجینئر بلال احمد کھر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، میاں غلام سرور صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، رانا تجمل حسین صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، ملک محمد ظہور انور صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، انجینئر شہزاد الٰہی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب محمد نعیم اختر خان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، محترمہ راحیلہ خادم حسین!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، ملک جاوید اقبال اعوان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب محمد الیاس چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ بجٹ تقریر سے پہلے میں ایک شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ سات، آٹھ مہینے پہلے میں نے ڈی سی او چنیوٹ کے بارے میں تحریک استحقاق پیش کی تھی۔ الحمدللہ سٹینڈنگ کمیٹی نے میرے مؤقف کو سمجھا اور ڈی سی او صاحب کو ڈی سی او شپ سے ہٹایا اور اب بھی ان کی کرامات جو ہیں وہ ظاہر ہو رہی ہیں۔ پچھلے ہفتے کو یہاں پر ایک جلوس بھی آیا۔ جو چنیوٹ کے محکمہ ریونیو میں ہوا اس میں تقریباً 240 یا نیچے اوپر ملازمین بھرتی کئے گئے اس کمیٹی کے چیئر مین ڈی او آر تھے تو ان کے ضلع چنیوٹ میں سیٹ پر موجود ہونے کے باوجود وہ جو تقریباً 18 ہزار درخواستیں آئی تھیں ان میں سے ایک آدمی کی فائل بھی اس کمیٹی کے چیئر مین کے حوالے نہیں کی گئی اس لئے ریونیو بورڈ

نے چھ مہینے پہلے ہی اس سلیکشن پر اعتراض لگایا تھا اور آج ریونیو بورڈ لاہور نے ان ساری سیٹوں کو cancel کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنی عوامی اور جمہوری حکومت کو مسلسل تیسرا بجٹ پیش کرنے پر اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف اور جناب تنویر اشرف کائرہ ان کی کیبنٹ اور ساتھی جنہوں نے دن رات محنت، کوشش کر کے یہ بجٹ پیش کیا سب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف صاحب اور جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب ہی نہیں کیونکہ میاں صاحب کو جو میں نے دیکھا ہے انہوں نے تمام وزارتوں کے لوگوں کو، ذمہ داروں کو اکٹھا کیا اور بڑی مشاورت کے ساتھ یہ بجٹ تیار کیا ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ عوام دوست بھی ہے اور سادگی والا بجٹ بھی ہے۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آج صبح میں 7۔کلب روڈ پر چیف منسٹر صاحب سے ملنے گیا تو ان کا جو اپنا آفس ہے اس میں صرف ایک پنکھا چل رہا تھا اور کوئی لائٹ بھی نہیں جل رہی تھی۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے سادگی کی ابتداء اپنے دفتر سے ہی کی ہے۔ ہماری سب کی یہ کوشش ہونی چاہیے کہ اس قسم کا وتیرہ ہم بھی اختیار کریں۔ این ایف سی ایوارڈ کے لئے بھی ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب نے جو قربانی دی اور تمام وزراء اعلیٰ نے ان کو خراج تحسین پیش کیا میں بھی ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں خود بھی چاہتا ہوں کہ انسان عمل کرے اور عملی اقدامات ہونے چاہئیں۔ میں نے چیف منسٹر صاحب کو دیکھا ہے کہ جہاں کہیں بھی شکایت پہنچی تو وہ خود موقع پر پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں نے اپنے حلقہ میں بھی دیکھا ہے کہ بہت ساری ایسی جگہیں ہیں کہ پاکستان بننے سے لے کر آج تک جہاں کوئی سکول یا تعلیمی ادارہ نہیں تھا الحمدللہ ہم وہاں اپنے حلقے میں دو تین جگہوں پر بچوں اور بچیوں کے نئے پرائمری سکول تعمیر کروا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بچیوں کے دو سکولوں کو ہائی سکول کا درجہ دیا گیا۔ اسی طرح دیہاتوں میں اس سے پہلے یہ تصور نہیں تھا کہ وہاں پر disposal schemes بنائی جائیں۔ الحمدللہ میرے حلقے میں دو disposal schemes بنائی گئی ہیں اور وہ بھی اب چالو ہو گئی ہیں۔ اسی طریقے سے وزیر اعلیٰ صاحب نے چار اضلاع جو بہت پسماندہ تھے ان کو 55 کروڑ روپے اضافی فنڈ دیا تو اس میں ہمارے ضلع کو بھی وہ 55 کروڑ روپیہ ملا اور عملی طور پر بھی اس پر کام ہو رہا ہے۔ صحت کے معاملے پر میں یہ کہوں گا کہ بہت سارے ہسپتالوں کے مریضوں کو دعائیں دیتے دیکھا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی جیب میں موبائل تو نہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں تلاشی لوں؟

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب نے صحت کے معاملے میں خصوصی دلچسپی لی ہے۔ ہمارا شہر جو اس وقت تحصیل تھا، تحصیل کی سطح پر بھی ہمارے ہسپتال میں مریضوں کے لئے عام ہال میں بھی ائر کنڈیشنڈ کی سہولتیں مہیا کی گئیں لیکن اب میں کہوں گا کہ چونکہ اب یہ ضلع بن گیا ہے لیکن ابھی تک ہمارے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں کسی بھی شعبے کا سپیشلسٹ ڈاکٹر مہیا نہیں کیا گیا۔اسی طریقے سے ہماری باقی دونوں نئی تحصیلیں بھوانہ اور لالیاں میں بھی تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کو عملی شکل دینا نہایت ضروری ہے۔چنیوٹ ہمارا نیا ضلع بن گیا ہے اس کے لئے ڈسٹرکٹ کمپلیکس کی اشد ضرورت ہے۔پچھلے سال ADP میں اس کے لئے کچھ بجٹ بھی رکھا گیا تھا، چیف سیکرٹری پنجاب اور کمشنر فیصل آباد کے ذریعے سے وہ معاملات طے ہونے تھے لیکن عدم دلچسپی کی وجہ سے اب صورتحال یہ نظر آرہی ہے کہ اس سال کے ADP میں اس کے لئے کوئی فنڈز مختص نہیں کئے گئے۔ہمارے ضلع کے جوڈیشل کمپلیکس کے لئے بھی اس بجٹ میں کوئی ذکر نہیں ہے۔اگر یہ دفاتر نہیں بنائے جائیں گے تو پھر جج کہاں بیٹھیں گے، ہمارے ضلعی افسران کہاں بیٹھیں گے؟ اس لئے میری استدعا ہے کہ اس کی طرف توجہ دینا ضروری ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے اس سالانہ بجٹ میں تعلیم کا خصوصیت کے ساتھ ذکر ہوا اور واقعتاً یہ بات خراج تحسین ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے ہونہار بچوں اور بچیوں دونوں کو برابر کا حق دیا ہے اور اچھے بچے جنھوں نے اعلیٰ کارکردگی دکھائی ہے انہیں صرف اپنی کرسی پر ہی نہیں بٹھایا بلکہ انہیں دوسرے ملکوں کے مطالعاتی دورے پر بھی بھیجا ہے تاکہ وہ تعلیم کا موازنہ کر سکیں لیکن میں یہاں پر یہ گزارش کروں گا کہ اس وقت جو ہفتہ کی دو چھٹیاں ہوگئی ہیں پہلے بھی بہت زیادہ چھٹیاں ہوتی تھیں۔اگر اب حساب کیا جائے تو موجودہ حالات میں تعلیمی tenure تین ماہ رہ جاتا ہے اور 9 ماہ تو چھٹیوں میں گزر جاتے ہیں لہذا میری تجویز ہے کہ دو چھٹیوں کی بجائے صرف ایک جمعہ کی چھٹی پر اکتفا کیا جائے۔ یہاں قرآن مجید کی تعلیم کا ذکر ہوا کہ جو بچہ قرآن مجید حفظ کرتا ہے اسے پانچ یا دس نمبر ملتے ہیں، یہ ہونا بھی چاہئے لیکن اس کے بالمقابل قرآن مجید چونکہ ہماری وہ معمول کی کتاب ہے جو ہمارے آخری نبی

ﷺ پر نازل ہوئی۔ ہم باقی اسلامی اور آسمانی کتابوں کا بھی پورے دل سے احترام کرتے ہیں لیکن ان کتابوں کو قرآن مجید والا مقام نہیں دیا جاسکتا۔ اگرچہ وہ آسمانی کتابیں ہیں مگر ان پر ہماری امت محمدیہ کو عمل کرنے کی تلقین نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر! سرکاری ملازمین کی تنخواہیں اور پنشنرز کی پنشن میں جو اضافہ کیا گیا ہے اس سلسلے میں یہاں بہت ساری باتیں ہوئی ہیں میں بھی اس کی تائید کرتا ہوں کہ ہمارے بڑے عہدے کے افسران کو تو واقعتاً بہت ساری مراعات ملتی ہیں لیکن چھوٹے طبقے کے لوگوں کے لئے یہاں جو مختلف تجاویز آئی ہیں زیادہ توجہ ان پر دینی چاہئے۔ یہاں پرسوں ایک بات ہوئی تھی کہ جب ہم دوسروں کے حقوق کی بات کرتے ہیں تو اب جو مہنگائی کا دور ہے اور پٹرول دن بدن چڑھتا جارہا ہے تو ایم پی ایز گاڑیوں پر ہی آتے ہیں اور یہاں اخراجات کرتے ہیں لہذا میں سمجھتا ہوں کہ جہاں باقی لوگ اس مہنگائی سے متاثر ہوئے ہیں تو ایم پی ایز بھی ضرور متاثر ہوئے ہیں اس لئے میری استدعا ہے کہ ان کے مشاہراہ اور سفری الاؤنس میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے اور اس کی 70 فیصد آبادی زراعت سے منسلک ہے۔ اس پر جتنا زیادہ focus کیا جائے گا وہ بہتر بات ہے۔ گندم کی جو shortage ظاہر کی جاتی تھی ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے پچھلے سال جو گندم خریدی اور ایک سال کی کارکردگی سے اس shortage کو ختم کیا۔ ابھی وزیر خزانہ تو موجود نہیں ہیں لیکن ان کے نمائندے موجود ہیں تو میں گزارش کروں گا کہ جیسے long life کی بات ہوئی ہے ہمارے منصوبے بھی long time ہونے چاہئیں قرآن مجید کی تعلیمات سے پتا چلتا ہے کہ جب سیدنا یوسف علیہ السلام کو وزارت خزانہ دی گئی تھی تو اس وقت سیدنا یوسف علیہ السلام نے مصر حکومت کو جو بجٹ بنانے کی تجویز دی تھی وہ چودہ سالوں پر محیط تھی۔ جیسے ہمارے سیکرٹری صاحب نے بھی اشارہ کیا ہے کہ اگر ہمارے منصوبے دیرپا ہوں گے تو انشاء اللہ ان کے نتائج سامنے آئیں گے۔

یہاں پر لائیوسٹاک کا بھی ذکر ہوا ہے میں سمجھتا ہوں کہ عام جانوروں کے ساتھ ماہی پروری پر بھی توجہ دینی چاہئے۔

یہاں معدنیات کا بھی ذکر ہوا ہے بہت اچھی بات ہے اور معدنیات پر ہمارا انحصار ہونا چاہئے۔ میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ میں نے پچھلے سال کے بجٹ میں بھی یہ بتایا تھا کہ ماہرین نے بتایا ہے کہ چنیوٹ کے اندر جو لوہے کے ذخائر ہیں اگر ان کو نکالا جائے تو پورے پاکستان کی 125 سالہ ضروریات کے لئے کافی ہو سکتا ہے لیکن اس بجٹ میں اس کے لئے کوئی فنڈ مختص نہیں کیا گیا لہذا میری گزارش ہے کہ اس کے لئے بھی فنڈ مختص کیا جائے۔

بے گھر لوگوں کو پلاٹ دینے کا جو پروگرام بنایا گیا ہے یہ قابل تحسین ہے لیکن میں یہ دیکھتا ہوں کہ شہروں میں بہت سارے ایسے لوگ ہیں جن کے پاس کوئی ذاتی مکان نہیں اور وہ کرائے پر رہ رہے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ ایسے شہری لوگ جو دیہات میں نہیں رہتے لیکن وہ بے گھر ہیں تو ان کو بھی اس سکیم میں شامل کر لیا جائے تو یہ بہت اچھا قدم ہو گا۔

جناب سپیکر! یہاں کالا باغ ڈیم کا ذکر ہوا ہے۔اللہ پاک نے ساری چیزوں کو پانی سے پیدا کیا ہے، پانی ہماری ایک بنیادی ضرورت ہے اور پانی کے ایک ایک قطرے کا تحفظ ہونا چاہئے۔کالا باغ ڈیم ہماری سیاسی لڑائی جھگڑوں کی نذر ہو گیا ہے اور سارا پانی سمندر میں جا رہا ہے۔میں اس بات کی تائید کروں گا کہ کالا باغ ڈیم بننا چاہئے۔ اس معاملے پر چاروں صوبوں اور وفاق کو اکٹھا ہونا چاہئے۔ میں اپنی مذہبی علما برادری کی طرف سے یہ دعوت فکر دیتا ہوں کہ اگر عوامی رائے میں علما اور دینی طبقے کو قائل کرنا ہے تو آپ ایک ایسی کمیٹی بنائیں جو تمام صوبوں کا visit کرے۔ہم سندھ، سرحد، بلوچستان کے علما کو دینی حوالے سے بات کریں گے لیکن اس پر ہمارا اتفاق ہونا چاہئے۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے وقت دیا۔

میں ایک گزارش کروں گا کہ سنا ہے کہ پچھلے زمانے میں ایسا ہوتا تھا کہ سرکاری ملازمین کو مکان وغیرہ بنانے کے لئے دوران ملازمت کچھ ایڈوانس تنخواہیں دی جاتی تھیں لیکن اب وہ سہولت ختم کر دی گئی ہے۔جب وہ ملازمت سے ریٹائر ہو جاتے ہیں تو اس وقت انہیں کچھ دیا جاتا ہے لیکن مکان کے ریٹ بڑھ جاتے ہیں لہذا میری تجویز ہے کہ جیسے پہلے ہوتا تھا کہ انہیں دوران ملازمت ایسا الاؤنس یا اضافی تنخواہیں دی جائیں۔پہلے 50 ہزار روپیہ دیا جاتا تھا۔اب تو 50 ہزار سے مشکل سے باورچی خانہ ہی بن

سکتا ہے لہذا اس میں اضافہ کر کے ملازمین کو مکان بنانے کے لئے سستی شرائط پر قرضے مہیا کئے جائیں۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ صائمہ عزیز!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ محترمہ ساجدہ میر!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سید حسن مرتضیٰ صاحب! ہاؤس کا وقت ایک گھنٹہ مزید بڑھایا جاتا ہے۔ جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ نے مجھے ٹائم دیا میں آپ کا بے حد مشکور ہوں۔ میں ان چند مٹھی بھر ایم پی ایز کا بھی مشکور ہوں کہ جو رات گئے تک بیٹھے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ کم از کم اسمبلی ملازمین کو ہی بلا لیں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! سید حسن مرضیٰ صاحب کو میرا زیادہ مشکور ہونا چاہئے اس لئے کہ میں نے تقریر نہیں کرنی بلکہ سید صاحب اور دیگر مقررین کو سننے کے لئے بیٹھا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ماشاء اللہ۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ممبران کی ایک کثیر تعداد بیٹھی ہے۔ میں میاں صاحب کا بھی بڑا مشکور ہوں اور کوفتہ صاحب (نذر محمد چیمبر اٹینڈنٹ) کا خاص طور پر مشکور ہوں کہ انہوں نے انہیں سونے نہیں دیا۔ (قہقہے)

میاں محمد رفیق: میں نے آج تقریر نہیں کرنی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: No cross talk شاہ صاحب! یہ دھیان رکھیں کہ آپ کے دس منٹ میں سے ٹائم کٹ رہا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں آج میاں صاحب کا خاص طور پر بڑا مشکور ہوں۔ میں اس عوامی حکومت کو اس صوبہ پنجاب کا تیسرا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ 1947 میں جب یہ پاکستان آزاد ہوا تھا تو اس وقت سے لے کر آج تک عوامی حکومتوں کا دور بھی دیکھ لیں اور آمریت کا دور

بھی ملاحظہ کر لیا جائے۔ایک طبقہ ایسا ہے جو کہ 1947 سے لے کر آج تک اس صوبے پر حکومت کرتا چلا آرہا ہے اور وہ establishment کا طبقہ ہے۔آج جب talk shows میں ہمارے وزراء صاحبان جاتے ہیں تو وہاں وہ جواب دے رہے ہوتے ہیں، اپنی صفائی پیش کر رہے ہوتے ہیں۔میں آج اس حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ ان بابوؤں کو جو کہ کوٹ ٹائی لگا کر A.C والے کمروں میں بیٹھتے ہیں اور صوبہ پنجاب کا بجٹ بناتے ہیں۔عوام کو جواب بھی ان بابوؤں کو ہی دینا چاہئے۔بجٹ بنا کر یہ بستہ ہمارے وزراء کو تھما دیا جاتا ہے اور وہ یہاں بجٹ speech پڑھ کر سنا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں اعداد و شمار کے حوالے سے کافی باتیں ہوئی ہیں۔ہمارا ضلع جو کہ بہت پسماندہ ہے اس میں بنیادی سہولتیں آج تک میسر نہیں ہیں۔وہاں پر کام رُکے ہوئے ہیں کیونکہ حکومت کے پاس پیسے نہیں ہیں جبکہ دوسری جانب یہاں سیکرٹریٹ میں چیف سیکرٹری کا دفتر مسلسل بن رہا ہے۔اس کی دیار پتا نہیں کس دیار غیر سے لائی گئی ہے اور اس کی تزئین و آرائش پر بہت زیادہ رقم خرچ کر دی گئی ہے۔میں کل سیکرٹریٹ گیا تھا۔میں نے وہاں دیکھا کہ محکمہ ہوم کی ایک عمارت کو پھر سے renovate کیا جا رہا ہے۔جب میں نے پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ اس عمارت کی renovation کے بعد انار کلی کا مقبرہ بھی بنے گا۔یہاں لاہور میں تو مقبرے بھی تعمیر ہو رہے ہیں، یہاں پر چیف سیکرٹری ،بڑے بابو کا دفتر بھی بن رہا ہے۔یہ بابو کلاس ہے، کوئی بڑا بابو ہے اور کوئی چھوٹا بابو ہے۔بڑے بابو کے دفتر کی تزئین و آرائش پر اخراجات کئے گئے اب انار کلی کے مقبرہ پر قومی خزانے سے رقم خرچ کی جائے گی لیکن ہمارے پسماندہ اضلاع میں کچھ نہیں کیا جا رہا۔یہاں پنجاب کے ٹکڑے کرنے کی جو باتیں ہو رہی ہیں وہ انہی محرومیوں کی وجہ سے کی جا رہی ہیں۔میں ہر سال جب سندھ جاتا ہوں تو اسی Southern Punjab سے گزر کر جاتا ہوں۔ان کی منہ بولتی محرومیاں ہمیں سڑکوں کے ارد گرد نظر آتی ہیں۔یہ Southern Punjab جھنگ سے شروع ہوتا ہے۔ہم بھی ایک وقت میں جھنگ کا حصہ تھے۔۔۔جناب سپیکر! کون سی ایسی آفت آگئی ہے کہ ہر دو منٹ بعد آپ کو پیغام آرہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ بات جاری رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پنجاب حکومت کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے ہمیں ایک ضلع دیا ہے۔اس کے لئے ہمیں development funds دیئے۔یہ اس عوامی حکومت کا ہم پر بہت

بڑا احسان ہے۔اس حکومت نے ہمارا34 سالہ پرانا مطالبہ پورا کیا ہے۔ہم اس پر وزیر اعلیٰ صاحب کے مشکور ہیں کہ انہوں نے ہم پر یہ مہربانی فرمائی ہے لیکن اگر آپ آج بھی ہمارے حلقے میں جائیں، میرے کچے کا علاقہ دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ وہاں پر schools نہیں ہیں، وہاں پر سڑکیں نہیں ہیں اور وہاں پر بجلی بھی نہیں ہے۔کیا ہم آج 2010 میں بھی کسی پرانی دنیا میں رہ رہے ہیں؟ ہمارے پاس بجلی ہے schools ہیں، ہسپتال ہیں اور نہ ہی سڑکیں ہیں۔وہاں پر جو چند ایک ہسپتال ہیں ان میں ڈاکٹر نہیں ہیں، جو schools ہیں ان میں استاد نہیں ہیں۔اس کے مقابلے میں اگر آپ لاہور کو دیکھیں تو یہاں پر ایچی سن جیسے ادارے ہیں جہاں پر صرف بیوروکریٹس پیدا ہوتے ہیں۔اس حکومت کی توجہ صرف ان بیوروکریٹس پیدا کرنے والی انڈسٹریز کی طرف ہے۔میرا آج اس حکومت سے مطالبہ ہے کہ اگر یہ طبقاتی نظام تعلیم ختم نہیں کیا جائے گا تو خدا کی قسم ہمارے علاقوں میں نفرت اور بڑھے گی، یہاں پر علیحدگی کے نعرے بھی لگیں گے اور یہاں پر اپنا حق چھیننے والے، جنہیں آپ ڈاکو کا نام دیتے ہیں وہ بھی پیدا ہوں گے لہذا میں یہ گزارش کروں گا کہ ان محرومیوں کو ختم کیا جائے۔ان اعداد و شمار سے، اس بستے سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے، یہ تو بیوروکریسی کے لئے ہے۔انہوں نے اپنے آرام کے لئے، اپنے دفاتر کی تزئین و آرائش کے لئے اور اپنے بچوں کے مستقبل کے لئے یہ سارا کچھ کیا ہوا ہے۔ہم آپ سے یہ مطالبہ کرتے ہیں، آپ کی وساطت سے اپنی حکومت سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ خدارا ہمارے پسماندہ علاقوں کی طرف بھی توجہ دیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں ایک شاعر کے کلام سے چند اشعار پڑھنا چاہوں گا:

ربا سچیا توں تے آکھیا سی
جا اوئے بندیا جگ دا شاہ ہیں توں
ساڈیاں نعمتاں تیریاں دولتاں نیں
ساڈا نائب تے عالیجاہ ہیں توں
ایس لارے تے ٹور کد بُجھیا ای
کیہہ ایس نمانے تے بیتیاں نیں
کدی سُر وی لئی اُو رب سائیاں

تیرے شاہ نال جگ کی کیتیاں نیں
کِتے دھونس پولیس سرکار دی اے
کِتے دھاندلی مال پٹوار دی اے
اینویں ہڈاں وچ کلپے جان میری
جیویں پھاہی وچ کونج کرلاوندی اے
چنگا شاہ بنایا ای رب سائیاں
پولے کھاندیاں وار نہ آوندی اے

جناب سپیکر! اس بجٹ میں Livestock کے لئے صرف 2۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ہماری بنیادی ضرورت دودھ اور گوشت ہے اس کو پورا کرنے کے لئے پورے پنجاب کے لئے صرف اور صرف 2۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔میں اپنے وزیر خزانہ سے یہ عرض کروں گا کہ Livestock کے funds میں اضافہ کیا جائے۔ہمارے دیہاتی لوگوں کی آمدن کا واحد ذریعہ دودھ اور گوشت ہے۔حکومت نے اس شعبے کی ترقی کے لئے بہت ہی کم پیسے مختص کئے ہیں۔

جناب سپیکر!میں Irrigation کے حوالے سے بات کروں گا کہ خوش قسمتی سے ہمارے ضلع کا زیر زمین پانی میٹھا ہے جبکہ ہمارے ساتھ والے اضلاع ٹوبہ اور فیصل آباد کا پانی کڑوا ہے۔میرے حلقے میں ٹیوب ویل لگا کر فیصل آباد کو پانی supply کیا جاتا ہے جس سے میرے علاقے میں زیر زمین پانی کا water table down ہوتا جا رہا ہے۔وہاں بارشیں کم ہوتی ہیں، بجلی کی لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے جس کی وجہ سے خشک سالی کا اندیشہ ہے اور وہاں پر پانی کے حوالے سے بہت سے مسائل کا سامنا ہے۔پورے فیصل آباد اور ٹوبہ میں نہروں پر linings ہوئی ہیں جبکہ ہمارے علاقے کو sweet water zone قرار دے کر ہماری نہروں پر linings نہیں کی گئی۔میں اپنے وزیر آبپاشی اور وزیر خزانہ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ میرے حلقے کا یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے۔اس کو فی الفور اسی سال بلکہ اسی مہینے میں، اسی ADP میں شامل کر کے حل کیا جائے۔اس کے لئے اسی ADP میں رقم مختص کی جائے اور میرے علاقے کی نہروں کی lining کروائی جائے تا کہ ہمارا پانی کا مسئلہ حل ہو سکے۔

جناب سپیکر! میں نے environment کے حوالے سے بارہا مرتبہ عرض کیا ہے۔ چونکہ میرے علاقے میں رقبے سستے ہیں اس لئے فیصل آباد سے ساری انڈسٹری چنیوٹ کی طرف shift ہو رہی ہے۔ اس industries کا جو گندہ پانی ہے وہ کسی treatment کے بغیر open drain میں چھوڑا جارہا ہے۔ ان industries کو کوئی treatment plant لگائے بغیر licenses جاری کر دیئے جاتے ہیں۔ وہ اس گندے پانی کو یا تو ہماری open drain میں چھوڑ دیتے ہیں یا پھر انہوں نے اپنے ponds بنائے ہوئے ہیں جن میں بورنگ کر کے اس پانی کو زمین میں بھیجا جارہا ہے جس کی وجہ سے ہمارا زیر زمین پانی خراب ہو رہا ہے۔ آج ہمارا علاقہ sweet water zone ہے لیکن مجھے لگتا ہے کہ اگر اسی طرح یہ گندہ پانی زیر زمین جاتا رہا تو آئندہ چند سالوں میں ہمارا یہ زیر زمین پانی بھی خراب ہو جائے گا۔ ہمارے علاقے کے ایک گاؤں میں تقریباً 35 لوگ گندہ پانی پینے کی وجہ سے مر گئے ہیں۔ یہ میں پچھلے دو سالوں سے عرض کر رہا ہوں اور میں نے اسمبلی میں کئی دفعہ یہ عرض کیا ہے کہ یہ ہمارا بہت ہی دیرینہ مطالبہ ہے اسے پورا کیا جائے میں نے CM صاحب سے بھی مل کر یہی request کی تھی کہ میرا یہ مسئلہ حل کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے، اب آپ تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر مختار بھرتھ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ زوبیہ رباب ملک صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میاں طارق صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! شکریہ۔ اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ موجودہ حالات اتنے خراب تھے کہ ممبران اسمبلی میں، میں بھی یہ سوچتا تھا کہ یہ اس سال کا بجٹ کس طرح بنائیں گے اور ہمیں development fund ملے گا یا نہیں ملے گا لیکن میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ اور ان کے ساتھ اس کام میں حصہ لینے والوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بہت محنت اور کوشش سے یہ بجٹ بنایا اور اس میں تمام محکموں کے لئے funds رکھے۔

جناب سپیکر! آج کے حالات میں، میں سمجھتا ہوں کہ میرٹ کی پالیسی کو قائم کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب نے جو کردار ادا کیا وہ پاکستان کی تاریخ میں اپنی ایک حیثیت رکھتا ہے۔ کوئی ایم پی اے ایک کانسٹیبل بھی میرٹ کے بغیر بھرتی نہیں کرا سکا۔ انسانی ہمدردی کی بات ہو یا ظلم کے خلاف جنگ کی بات، ہر آدمی نے اپنا اپنا نقطہ نظر بیان کرنا ہوتا ہے یہاں وزیر اعلیٰ کے اخراجات کی بات کی گئی ہم سب

MPA's اس بات کے گواہ ہیں اور ہم اکثر وزیر اعلیٰ ہاؤس میں جاتے رہتے ہیں اس سے کم خرچ اور اس سے کم خرچ میں گزارہ کوئی اور وزیر اعلیٰ یا کوئی اور حکومت کر ہی نہیں سکتی۔ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اس سے محنتی وزیر اعلیٰ کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا۔ اپنی پوری کوشش اور محنت سے اس صوبہ اور عوام کی خدمت کی جا رہی ہے۔ پٹرول بچ جائے اور ایک جگہ پر دس قتل ہو جائیں ظلم کی انتہا ہو، کسی کے ساتھ زیادتی ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ میاں محمد شہباز شریف کا ہیلی کاپٹر ہے جو وہاں پر جاتا ہے اور انصاف دیتا ہے۔ آج ایک خوف کا سماں ہے کہ وزیر اعلیٰ نہ پہنچ جائے، جلدی سے جلدی ملزم گرفتار کئے جائیں اگر یہاں پر یہ بات نہ کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی زیادتی ہوگی۔

جناب سپیکر! پچھلے سال وزیر اعلیٰ پنجاب نے جس طرح گندم خریدی، زمینداروں کے لئے یہ پہلا موقع تھا کہ وزیر اعلیٰ نے اپنا ایک وعدہ پورا کیا کہ میں گندم کا ایک ایک دانہ زمینداروں سے خریدوں گا اور اسی طرح اس دفعہ بھی ہوا لیکن دیکھنے والی بات یہ ہے کہ جب حکومت میرٹ کی پالیسی پر کام کرتی ہے اور صحیح کام کرتی ہے تو عوام کا تعاون ساتھ ہو تو پھر ہی کام چل سکتا ہے۔ حکومت نے ramzan package دیا تو لوگوں نے اس کو misuse کیا جس کی وجہ سے قطاریں لگیں اگر اس سہولت کو misuse نہ کیا جاتا، تمام حق دار وہ آٹا خریدتے تو آپ یقین جانیں کوئی قطار نہیں لگنی تھی۔ اگر ایک ایک بندہ دس دس bag اٹھانا شروع کر دے تو پھر یہی کچھ ہوتا ہے اور جو لوگ اس سہولت کو misuse کرتے ہیں وہی قطاریں بھی لگاتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں -/2 روپے کی روٹی کی بات ہوتی ہے، -/2 روپے کی روٹی کی بات کر لینا تو آسان ہے لیکن -/2 روپے کی روٹی ایک غریب آدمی تک پہنچانا اسی وزیر اعلیٰ کا کام ہے، یہ credit صرف میاں محمد شہباز شریف کو ہی جاتا ہے۔ آج گندم کے ذخیرے کو دیکھا جائے تو پنجاب کے ذخیروں میں کبھی اتنی گندم نہیں تھی یہ پہلا موقع ہے کہ زمیندار سے گندم خریدی گئی، یہ نہیں کہ گندم کسی آڑھتی سے خریدی گئی۔ زمیندار کی فرد چیک کی جاتی تھی کہ اس کی کتنی گندم تھی اس کے حساب سے اس سے گندم خریدی جاتی تھی۔

جناب والا! پوری دنیا کا سب سے بڑا Irrigation System ہمارے ملک میں ہے جس کے اوپر ہم 11۔ارب روپے خرچ کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر پوری دنیا میں ہمارے پاس سب سے اچھا

Irrigation System ہے تو اس کو اسی طرح سنبھالنا چاہئے۔ میرے حلقے میں سے نہر اپر جہلم نکلتی ہے اس سے تھوڑا سا آگے ہیڈ کھوکھراں آتا ہے وہاں سے شروع ہو کر کنجاہ تک یہ نہر میرے حلقے سے گزرتی ہے۔ میں نے وہاں پر ایک خامی دیکھی ہے جو میں آپ کی وساطت سے حکومت کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ نہری نظام کو بچانا اور اس کو خوبصورت رکھنا ہماری ذمہ داری ہے تو مجھے بڑا افسوس ہوا کہ ہم ایک ریسٹ ہاؤس کو ٹھیک نہیں کر سکے تو آج سے ایک دو مہینے پہلے اس کی زمین کو بیچنا شروع کر دیا اور اب ہم ایک اور ریسٹ ہاؤس بیچ رہے ہیں تو میری اور میرے حلقہ کے عوام کی بھی یہ گزارش ہے کہ اتنی بڑی نہر کو کنٹرول کرنے کے لئے ہر پانچ، چھ، سات میل کے بعد ایک ریسٹ ہاؤس بنایا گیا تھا اور نہر کا تمام عملہ اس ریسٹ ہاؤس میں رہتا تھا۔ نہر کو visit کرنے اگر کوئی افسر جاتا تھا تو وہ بھی اسی ریسٹ ہاؤس میں ٹھہرتا تھا اس لئے انہیں بالکل نہ بیچا جائے۔ ان کو بیچنے سے ایک تو نہری نظام خراب ہو گا اور دوسرا یہ ہے کہ یہ ہمارے اثاثے ہیں ان کو کسی قیمت پر بھی نہیں بیچنا چاہئے۔

جناب سپیکر! گندم کے حوالے سے یہاں یہ بات ہوئی کہ گندم کے stores نہیں ہیں اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ چونکہ زمیندار کے پاس گندم ہے اور زمیندار یہ سوچتا ہے کہ ہماری فصل آنے والی ہے اگر پہلی فصل سنبھالی نہیں جا رہی تو آئندہ یہ فصل کس طرح سنبھالی جائے گی۔ پچھلے بجٹ میں محکمہ خوراک کا منصوبہ تھا کہ اس کے لئے گودام بنائے جائیں گے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ان کی بڑی اچھی proposal ہے کہ Private Sector میں لوگوں سے گودام لے لئے جائیں کیونکہ گورنمنٹ کے پاس شاید اتنے funds نہ ہوں اس کے لئے 2۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی گورنمنٹ کا ایک اچھا اقدام ہے۔ بڑے عرصے سے زبانی باتیں ہوتی رہی ہیں لیکن اس بارے میں کسی نے serious ہو کر نہیں سوچا کہ حکومت پنجاب کے پاس دو سال کی گندم store کرنے کے لئے store ہونے چاہئیں تو میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کا یہ بڑا اچھا قدم ہے کہ یہ stores بن جائیں گے اور محکمہ خوراک وہ گندم ان میں رکھ دے گا جس سے گندم محفوظ ہو گی اور اس میں بہتری آئے گی۔

جناب والا! ہمارے حلقے ایک دوسرے سے مختلف ہیں کسی میں زیادہ funds خرچ ہوتے ہیں اور کسی میں کم خرچ ہوتے ہیں۔ ہر ایک کی اپنی اپنی رائے ہے لیکن میں محسوس کرتا ہوں کہ اس دور میں

جتنے سکولوں کو upgrade کیا گیا پنجاب کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں پچھلے سوا دو سال میں اتنے سکول upgrade نہیں ہوئے۔ اس دور میں جتنے سکولوں میں Computer and Science Labs بنی ہیں اس سے پہلے کبھی نہیں بنیں اور یہ ریکارڈ سامنے موجود ہے۔ میں اس سلسلے میں بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اس میں یہی رہ گیا تھا کہ غریب کا بچہ کمپیوٹر نہیں سیکھ سکتا جس طرح محکمہ نے اس سلسلے میں شروع کیا ہوا ہے تو آج غریب کا بچہ بھی کمپیوٹر سیکھ رہا ہے۔ یہاں بڑے بڑے کالجوں اور سکولوں کی بات ہوئی میں سمجھتا ہوں کہ دانش سکول والا اقدام گورنمنٹ نے اٹھایا ہے وہ بہت اچھا ہے۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب ممتاز جہ صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (چودھری ممتاز احمد جہ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ بوڑھا آدمی تھا، چلیں نمبر لگ ہی گیا۔

جناب سپیکر! یقیناً یہ بجٹ جو ہماری حکومت نے پیش کیا ہے اس کے ہر پہلو کا اگر جائزہ لیا جائے تو یہ بات ہر لحاظ سے ثابت ہوتی ہے کہ یہ ایک عوامی بجٹ ہے اس میں ہمارے صوبے کے غریب شہری کے لئے بہتری کے پروگرام مرتب کرنے کی ہر لحاظ سے کوشش کی گئی ہے۔ اس حوالے سے میں وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف، وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ اور ان کی ٹیم کو مبارکباد دیتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ اس بجٹ کے اندر جو اعلانات کئے گئے ہیں انشاءاللہ ان پر ہر لحاظ سے مکمل طور پر عملدرآمد ہو گا۔

جناب سپیکر! یہاں جنوبی پنجاب کی بہت بات کی گئی ہے۔ میرا تعلق بھی اسی علاقہ سے ہے۔ آج میرے علاقہ میں کچھ پیشہ ور سیاستدان اس بات کو بہت politicize کر رہے ہیں اور بہت ہوا دے رہے ہیں وہ جو پچھلے چھ سات سالہ دور میں اقتدار میں رہے ہیں۔ میں تھوڑا سا ماضی میں جانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ملک کو سب سے زیادہ نقصان آمریت نے پہنچایا ہے۔ سب سے پہلے جب ایک آمر نے اس ملک کی حکومت پر قبضہ کیا اس آمر کا نام جنرل ایوب تھا اس وقت سے محرومیوں نے جنم لیا ہے۔ اس آمریت کے دور کی محرومیوں کی وجہ سے مشرقی پاکستان میں احساس محرومی بڑھا اور وہ ہم سے علیحدہ ہو گیا۔ اب آپ دیکھ لیں اس بے غیرت پرویز مشرف کے دور اقتدار کی محرومیوں کی وجہ سے آج اسی طریقے سے

ہر علاقے میں احساس محرومی کی وجہ سے لوگ پھر علیحدگی کی باتیں کرتے ہیں۔ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے آج سے کچھ عرصہ پہلے جنوبی پنجاب کے کچھ عوامی نمائندوں کی ایک کمیٹی بنائی جس کو سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ head کر رہے تھے اس کمیٹی کی بہت ساری میٹنگز ہوئی ہیں۔ ہم نے یہ بات اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے اور یہ ریکارڈ سے ثابت ہوا کہ ماضی میں واقعی اس علاقے سے زیادتی ہوئی ہے۔ اس کی حق تلفی ہوئی ہے، ہر میدان میں اس کو پیچھے رکھا گیا ہے۔ یہ بات ہمیں اس وجہ سے پتا چلی کہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ کو یہ احساس ہوا ہے کہ میں نے پورے علاقے کو اور پورے صوبے کو ساتھ لے کر چلنا ہے۔ اسی وجہ سے اس سال کے بجٹ میں جنوبی پنجاب کو اس کے حصہ کے مطابق allocation کی جا رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ خدا کرے کہ ہمارے ملک کے اندر جمہوریت کی جڑیں مضبوط ہوں۔ جمہوریت مضبوط ہوگی تو اس ملک میں بسنے والے ہر شہری کو اس کا حصہ ملے گا اور جب ہر شہری کو اس کا حصہ ملے گا تو اس کی احساس محرومی خود بخود ختم ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب کسی کی حق تلفی ہو، کسی علاقے کی حق تلفی ہو، کسی شہری کی حق تلفی ہو، کسی ایک طبقے کی حق تلفی ہو تو پھر احساس محرومی جنم لیتی ہے اور جب احساس محرومی بڑھ جاتی ہے تو پھر یہ سارے مسائل پیدا ہوتے ہیں اور علیحدگی کی باتیں ہوتی ہیں۔ بہر صورت میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ کرے یہ جمہوریت پھلے پھولے اور اس جمہوری دور کے اندر سارے علاقے کو، سارے طبقوں کو ان کے برابر کے حصے اور حق ملیں تاکہ یہ محرومیاں ختم ہوں۔

جناب سپیکر! میں بجٹ کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا میرے ساتھیوں نے بڑی تفصیل سے باتیں کی ہیں۔ میں اپنے علاقے کے حوالے سے دو تین major مسائل کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ میں سب سے پہلے تو میاں محمد شہباز شریف کا شکر گزار ہوں۔ میں پچھلے دو سال سے اپنے علاقے کے گھمبیر مسئلے کے متعلق ان سے گزارش کر تا رہا ہوں کیونکہ میرا علاقہ پنجاب کے نہری نظام کی tail پر واقع ہے اور tail پر رہنے والے کو آپ جانتے ہیں کہ اس کے پاس اوپر والوں سے بچا کھچا مال ہی پہنچتا ہے تو میرے علاقے میں پانی کی سب سے زیادہ کمی ہے۔ مجھے جو نہر پانی پہنچاتی ہے، میرا سوکھا ہوا دریا جس کا نام ستلج ہے جو ایک آمر نے بیچ دیا تھا اس کے نیچے سے گزاری گئی ہے۔ اس کی چار سرنگیں ہیں جو اس وقت ڈیزائن ہوئیں۔ ان میں پانی کی جتنی capacity تھی وہ اس وقت 63-1962 کے مطابق ضرورت کو تو پورا

کرتی تھی لیکن اب ضرورت اس سے double ہو گئی ہے چونکہ اس ملک کے سب جرنیل اب میرے علاقے کے جاگیردار اور نمبردار بنے ہوئے ہیں۔ اس لحاظ سے وہاں سے پانی گزارنے کے لئے ایک اور سرنگ کی ضرورت تھی جس کا تخمینہ محکمہ والے تقریباً اڑھائی پونے تین ارب روپے بنا رہے تھے۔ میں پچھلے دو سال سے یہ گزارش کر رہا تھا اور میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے میرا وہ منصوبہ اپنی اس بجٹ تقریر میں شامل کر لیا ہے اور میں یہ امید رکھتا ہوں کہ اب یہ شامل ہوا ہے تو اس پر کام بھی شروع ہو گا، کہیں کام شروع ہوتے ہوتے دو سال اور نہ لگ جائیں اور ہمارا tenure ہی ختم ہو جائے اور نئی حکومت آئے تو یہ منصوبہ کہیں اور پیچھے چلا جائے۔ یہ میرے علاقے کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ میرے علاقے میں نہری نظام میں تین طرح کے سسٹم ہیں ایک سالانہ، ایک ششماہی اور ایک flood system ہے اس میں صرف دو مہینے کا پانی دیا جاتا ہے۔ ہمارے چولستانی بھائی اس flood channels پر ہیں۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ اب وہاں پر پانی کی اتنی کمی ہے کہ ہماری سالانہ نہروں میں بھی پانی پورا نہیں ہوتا اور ہم اپنی سالانہ نہروں کا share ان flood channels اور ششماہی نہروں کو دیتے ہیں اس سے ہم پورا سال مستقل وارابندی میں رہتے ہیں۔ ہماری سالانہ نہریں مستقل وارابندی میں رہتی ہیں وہ ایک ہفتہ چلتی ہیں اور ایک ہفتہ بند رہتی ہیں وہ بھی اس وقت جب پانی ہمیں پورا ملتا ہے جب اس سے کم ہوتا ہے تو پھر ہماری نہریں دو ہفتہ بند رہتی ہیں اور ایک ہفتہ چلتی ہیں۔ میرا علاقہ سو فیصد کاشتکار ہے اور کاشتکاری ہی ہماری زندگی کو رواں رکھنے کا ایک ذریعہ ہے اس لئے میں وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ نے یہ جو شفقت فرمائی ہے اسے مکمل بھی کروایا جائے کیونکہ مجھے چیئرمین (پی اینڈ ڈی) اور محکمہ آبپاشی نے بتایا ہے کہ اس کو ابھی منظوری کے مراحل سے گزرنا ہے جس پر تقریباً سات آٹھ ماہ لگ جائیں گے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں ہماری مدد کریں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں ایک گزارش اور کرنا چاہتا ہوں وہ بھی بہت major problem ہے اور میرے علاقے کا بڑا burning issue ہے کہ آج سے کچھ عرصہ پہلے پتا نہیں۔ کس کی حکومت نے اربن ایریا کی حدبندی کو بڑھایا تھا؟ پہلے غالباً وہ تین میل یا تین کلومیٹر تھی لیکن اب کہتے ہیں کہ دس کلومیٹر ہو گئی ہے۔ اتفاق سے میرے ضلع بلکہ پورے بہاولپور ڈویژن جس میں تقریباً one third آباد

ہے اور two third چولستان ہے۔ میرے تحصیل ہیڈ کوارٹر کے جو شہر ہیں ان میں ضلع رحیم یار خان، تحصیل خان پور، تحصیل لیاقت پور، تحصیل آمن پور، تحصیل یزمان اور تحصیل فورٹ عباس آتی ہیں، یہ ساری تحصیلیں چولستان کے کنارے پر واقع ہیں۔ میرے اپنے شہر یزمان سے صرف تین کلو میٹر آگے چولستان شروع ہو جاتا ہے۔ چولستانی لوگوں کو جو زمینیں الاٹ کی گئی ہیں وہ ساری کی ساری اس limit میں آ جاتی ہیں جو limit بڑھی ہے۔ میری تحصیل یزمان کے کم از کم پچاس دیہات ایسے ہیں جو 100 فیصد الاٹ شدہ ہیں لیکن کسی ایک بندے کو بھی حقوق ملکیت نہیں ملے۔ میں گزارش کروں گا کیونکہ یہ ایک بہت بڑا burning issue ہے۔ اگر اس کو کسی level پر حل کر دیا جائے تو بہت نوازش ہو گی کیونکہ اگر لوگوں کو زمینوں کے حقوق ملکیت ہی نہیں دیئے جانے تو پھر اُن کو زمینیں دینے کا کیا فائدہ ہے؟ بہر کیف یہ بہت major issue ہے اس لئے میں جناب کے توسط سے وزیر خزانہ سے بھی سفارش کروں گا کہ اس حوالے سے جو بھی اتھارٹی ہے اُن تک میری یہ گزارش پہنچائیں۔ دو تین اور گزارشات تھیں بہر حال بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ سکینہ شاہین صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب شاہجہاں بھٹی!

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! جون 2008 میں جب وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ نے اپنا پہلا بجٹ پیش کیا تو اُس وقت ملکی حالات آج سے بہت مختلف تھے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ اُن دنوں صوبہ سرحد کی حکومت جو آج کل خیبر پختونخواہ کی حکومت ہے ان کو انہی دنوں میں دھمکیاں دی گئیں کہ آپ ایک ہفتہ کے اندر استعفے دے دیں ورنہ ان کے ساتھ بہت برا سلوک کیا جائے گا۔ اس وقت ہم ایک 1973 کے مسخ شدہ آئین کے تحت رہ رہے تھے اور NFC ایوارڈ بھی نہیں ہوا تھا۔ آج حالات مختلف ہیں اور سکیورٹی کی صورتحال بہت بہتر ہے۔ ہمارے صوبہ اور ملک کو جو threats تھے وہ بھی کافی حد تک abate ہو چکے ہیں۔ NFC ایوارڈ جاری ہوا جس کے نتیجہ میں ہم آج بجٹ پر بحث کر رہے ہیں اس میں ہمیں 100۔ ارب روپے سے زیادہ کی رقم موصول ہوئی۔ یہ بجٹ شاید 33 سال کے بعد منفرد بجٹ ہے کہ آخری مرتبہ 1977 کے بعد 1973 کے اصل آئین کے تحت ایک بجٹ پیش کیا گیا۔ اب ہم 1977 کے بعد پہلی مرتبہ اصل آئین 1973 کے تحت بجٹ دیکھ رہے ہیں۔ ایک انفرادیت اس بجٹ کی یہ بھی تھی کہ پہلی دفعہ یہ budget documents ہمیں CD پر موصول

ہوئے جس کے لئے میں وزیر خزانہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور امید ہے کہ آنے والے سالوں میں ہمارے email boxes میں یہی بجٹ کی documents موصول ہوا کریں گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس بجٹ کی بہت سی کامیابیاں ہیں لیکن سب سے زیادہ کامیابی مجھے ایجوکیشن کے میدان میں نظر آئی ہے۔ حال ہی میں علی رضا نامی ایک طالبعلم کو شور کوٹ میں دفن کیا گیا ہے۔ یہ بچہ کرغزستان کے ethnic rights میں مارا گیا ہے، یہ وہاں انجینئرنگ کی تعلیم کے لئے گیا ہوا تھا۔ شاید اس کو پاکستان کی کسی انجینئرنگ یونیورسٹیوں میں داخلہ نہیں ملا تھا اس لئے اس کو دوسرے ملک میں جاکر انجینئرنگ کرنی پڑی۔ اس بجٹ میں حکومت نے پنجاب کے انجینئرنگ کالجوں کے اندر 300 اضافی سیٹوں کا اعلان کیا ہے اور یہ سیٹیں آئندہ چار سالوں میں 1200 مزید ہو جائیں گی۔ مجھے یقین ہے کہ آئندہ سالوں میں کسی علی رضا کو باہر نہیں جانا پڑے گا صرف اس وجہ سے کہ پاکستان کے کسی ادارہ میں اس کو داخلہ نہ مل سکا۔ ایجوکیشن کے میدان میں جو کامیابیاں ہوئی ہیں ان کا ذکر تو بہت ہو تا رہا۔ ایک بہت ہی اہم پراجیکٹ پروگرام Punjab Education Endowment Fund شروع ہوا جو ایک سکالرشپ پروگرام نہیں بلکہ ایک social change and social revolution کا vehicle ہے۔ اس کے ذریعے وہ talented اور needy طالبعلم جن کے پاس شاید ہنر ہو، انہیں ان institutions میں داخلہ بھی مل سکتا ہو لیکن ان کے پاس وہاں جانے کے لئے پیسے نہ ہوں، اُن کو اس فنڈ کے ذریعے ایجوکیشن دلوائی جائے گی اور آج دس ہزار سے زائد طلباء اس کے ذریعے پنجاب کے مختلف کالجوں اور institutions میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ حال ہی میں 20 طلباء کو اس فنڈ کے ذریعے لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز میں چار سالہ پروگرام میں داخلہ ملا ہے۔ وہ لوگ اس طرح کے ادارے میں تعلیم حاصل کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے لیکن اُن میں ذہانت تھی جو آج پنجاب حکومت کے اس پروگرام کے ذریعے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ آئندہ برسوں میں یہی پروگرام foreign education کے لئے بھی funding کرے گا جس کے ذریعے میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف پنجاب بلکہ پورے پاکستان کی بہتری ہوگی۔ اس میں اقلیتوں، درجہ چہارم اور چھوٹے طبقہ کے ملازمین کے لئے سپیشل کوٹا رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر! سکیورٹی کی صورتحال بہت بہتر ہوئی ہے۔ پچھلے سال پولیس کو ایک خطیر رقم دی گئی تھی اور اس مرتبہ بھی تقریباً 50۔ ارب روپے کے قریب دیئے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کی ٹریننگ کے لئے اس سال ایک ارب روپے سے زیادہ رقم مختص کی گئی ہے یہ بھی شاید کم ہے کیونکہ پولیس کی ٹریننگ اور اس کے سازوسامان کی modernization کے لئے ہم جتنی بھی رقم خرچ کریں شاید کم ہو لہٰذا میں توقع کروں گا کہ یہ جو رقم اس سال اُن کو دی گئی ہے اس کا صحیح استعمال کیا جائے۔ ہمیں پولیس کے professionalism کو کم از کم آرمی کے level پر لانا ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ اگر آپ کسی آرمی کے pickets پر جائیں تو اُس کا اور ہماری پولیس کے pickets میں بہت فرق ہے۔ ابھی بھی ہمیں پولیس میں professionalism کو لانے کے لئے بہت لمبا سفر طے کرنا ہے۔

جناب سپیکر! زراعت پر بہت باتیں ہوئیں۔ اس میں اُس وقت تک ترقی نہیں ہو گی جب تک ہم Agriculturist یا farmers کی ترقی نہیں کریں گے۔ اس مرتبہ ایک ادارہ پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ کے نام سے موجود ہے اس کی Chairmanship وزیر زراعت کرتے ہیں، اس کے تحت ریسرچ پر comparative grant system کے تحت بہت زیادہ توجہ دی جا رہی ہے۔ ایسے research projects آرہے ہیں جن سے یقیناً میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک اور پنجاب کے مختلف crops جیسے cotton, rice, wheat and sugarcane وغیرہ ہیں اِن میں higher yields اور مناسب قسمیں سامنے آئیں گی۔ اگر welfare of the farmer ہمارا primary objective بنے تو میں اس حوالے سے یہ سمجھتا ہوں کہ بہت سی مختلف چیزیں cover ہو جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ جو آپ rural, urban migration دیکھتے ہیں یہ بھی شاید اس میں reverse ہو جائے کیونکہ جب دیہی علاقے ترقی کریں گے تو کسی کو لاہور، ملتان، راولپنڈی یا گوجرانوالہ جانے کی ضرورت نہیں پڑے گی اور ان شہروں پر بھی بوجھ کم ہو جائے گا لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ اگر farmers کی ترقی کرنی ہے تو انہیں organize کرنا پڑے گا۔ آپ دیکھیں کہ لاہور میں Chamber of Commerce ہے، Federation of Pakistan, Chamber of Commerce and Industry ہے لیکن farmers کی کوئی ایسی organization نہیں ہے۔ یہاں میں حکومت کو تجویز دوں گا کہ farmers اور agriculture کے لئے Chamber of Agriculture قائم کیا جائے جس طرح ہمارے trade اور commerce

کے chambers ہیں انہیں اتنا مضبوط کیا جائے کہ وہ agriculture سے متعلقہ اور دیہی علاقوں کے مسائل کو وہیں حل کر سکیں۔ ابھی ان میں کوئی organization نہیں ہے اور کوئی direction بھی نہیں ہے۔

جناب والا! اتنا زیادہ بجٹ ترقی یافتہ کاموں کے لئے اس دفعہ رکھا گیا ہے جو کہ اچھی بات ہے لیکن اسے manage کرنا انتہائی ضروری ہے۔ اس کی بہتر management کے لئے پنجاب حکومت نے دس محکمے identify کئے جن میں یقیناً وہی محکمے ہیں جن میں ماضی میں corruption سب سے زیادہ نظر آتی تھی۔ Irrigation, Health, Education اور اس کے لئے reforms جاری ہیں لیکن جب تک ہماری اس body اور ہماری اس اسمبلی کی ان پر supremacy نہیں ہو گی تو حالات بہتر نہیں ہوں گے۔ میں تجویز یہ دوں گا کہ Public Accounts Committee کو suo motu powers حکومت دلوائے تاکہ آج کے مسائل اور موجودہ corruption کو پکڑا جائے نہ کہ ہم چار سال پرانے آڈٹ پیروں کو دیکھتے رہیں۔

میں آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں اپنے صوبہ اور اپنے ملک کے مستقبل سے ناامید نہیں ہوں۔ جو اقدامات اور process اس حکومت نے شروع کیا ہے، یہ بجٹ جب پہلے دو سال میں آیا تو وہ صرف course correction تھا امسال یہ بجٹ glamorous نہیں ہے اور اس میں ایسی کوئی outstanding باتیں نظر نہیں آتیں لیکن یہ صرف fine tuning ہوئی ہے اور اگر ہمارا صوبہ اور ملک اسی course پر رہے گا تو یقیناً میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب جو کہتے ہیں کہ "اے وطن کی مٹی مجھے ایڑھیاں رگڑنے دے" ان کو یقین ہے کہ چشمہ نکلے گا اور میں بھی سمجھتا ہوں کہ چشمہ یہیں سے نکلے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب آج کے آخری سپیکر پرویز رفیق صاحب!

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا تاکہ میں بجٹ پر جاری بحث میں حصہ لے سکوں۔ میں حکومت پنجاب کے بجٹ 11-2010 پر جناب وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ کو اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کیونکہ میں وہ زیادتی نہیں کروں گا جو زیادتی ہم سے ہوتی رہی ہے، ہو رہی ہے اور اس بجٹ میں بھی ہوئی ہے کیونکہ جو کام وزیر اعلیٰ نے کئے ہیں اور بجٹ کے حوالے سے

انہوں نے جو مستقبل کا plan سوچا ہے وہ overall پنجاب کے لئے بہت اچھا ہے۔ چونکہ میں اقلیتی نشستوں سے آیا ہوں اور اقلیتوں کے لئے وزیر خزانہ نے تقریر کی تھی کہ "اقلیتیں ہمارے معاشرے کا نہایت اہم حصہ ہیں اور وہ ہمارے صوبہ کی تعمیر و ترقی کے لئے نہایت اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔" میں اقلیتوں کی طرف سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے یہ تسلیم کیا لیکن اس جھنڈے کو جسے میں اور آپ برابر مانتے ہیں کیونکہ یہ ہمارے وطن کی شان ہے اور اسے سر بلند رکھنا ہم سب کی محب وطن شہری ہونے کے ناتے ایک ذمہ داری ہے اور اکثریت سے تعلق رکھنے والے ہمارے بہت سے لوگ کہتے ہیں اور اقلیتیں بھی یہ سمجھتی ہیں کہ جھنڈے میں سفید رنگ اقلیتوں کی نشاندہی کرتا ہے اور یہ ان کا حصہ ہے۔ اب آپ اس جھنڈے کا ذرا معائنہ کر لیں کہ اس میں ہمارا حصہ کتنا ہے؟ جناب! 21 کروڑ روپے۔ یقین کریں کہ مجھے شرم آتی ہے اور یہ اس دفعہ کا رویہ نہیں ہے بلکہ 2007، 2008 اور 2009 کے بجٹ آپ اٹھا کر دیکھ لیں کبھی 2 کروڑ اوپر کر دیتے ہیں، کبھی نیچے کر دیتے ہیں۔ حکومت پنجاب نے ترقیاتی مد میں 193۔ارب 50 کروڑ روپے رکھے ہیں اور صوبہ پنجاب کے 36 اضلاع میں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنی والی اقلیتیں ہر ضلع میں ہیں، just ایک justification کریں کیونکہ حکومت کا یہ بھی عزم ہے کہ اگر انصاف اور ترقی معاشرے میں اور صوبے میں بسنے والے لوگوں کو نہیں ملے گی تو وہ کس طرح survive کریں گے؟

جناب سپیکر! میں کچھ نہیں کہتا یہ وزیر اعلیٰ صاحب سے میری گزارش ہے اور مجھے یہ بھی شک ہے کہ انہوں نے، وزیر خزانہ اور نہ ہی حکومتی کابینہ میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے آج تک اقلیتوں کے chapter کے حوالے سے ابھی serious لیا ہی نہیں ہے اور ہمیں تو یہاں تک کہہ دیا جاتا ہے کہ آپ کو وزیر دے دیا ہے۔ بد قسمتی کا عالم یہ ہے کہ ہر محکمہ کی سٹینڈنگ کمیٹی اسمبلی میں بنی ہوئی ہے، قومی اسمبلی میں بھی minorities کی سٹینڈنگ کمیٹی ہے اور دوسرے صوبوں میں بھی ہے لیکن افسوس سے مجھے یہ کہنا پڑتا ہے، ہم بڑے بھائی ہیں اور بڑے بھائی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن پنجاب اسمبلی کی minorities کی سٹینڈنگ کمیٹی موجود نہیں ہے۔ اگر آپ دیکھیں ڈیپارٹمنٹ تو ماسوائے ایک دفتر جو منسٹر صاحب کو، پارلیمانی سیکرٹری اقلیتی امور کو اور ہمارے اقلیتوں کے ایک co-ordinator بن گئے ہیں

جسے میں بڑا اقدام سمجھتا ہوں مگر رحیم یار خان، فیصل آباد یا جس طرح دوسرے محکموں کے ہر ضلع میں دفاتر ہیں as a department ان کے وہ دفاتر نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! یہ صرف eye wash ہے پنجاب کی اقلیتوں کے ہمیشہ یہ مطالبات رہے ہیں اور آپ کس طرح یہ تصور کر سکتے ہیں کہ ہم بڑے خوش ہوں گے، ہم کہیں گے کہ پنجاب حکومت نے بڑا معرکہ مارا ہے۔ ہم کہیں گے نہیں۔ جب ہم اس چیز کو represent کر رہے ہیں اگر اس ہاؤس میں اقلیتوں کی نمائندگی رکھی گئی ہے تو اس کا ایک logic ہے کیونکہ وہ پست حالی کا شکار طبقہ ہیں اور ان کی ترقی کے لئے اگر صرف 21 کروڑ روپے نہ صرف اقلیتوں کے لئے بلکہ ڈیپارٹمنٹ کا پورا نام لوں گا Minority Affairs & Human Rights اب صوبے کا اندازہ کر لیں کہ اگر صوبے کی human rights activities کو restore کرنے human rights violation کو ختم کرنے اور ادھر انسانی حقوق کی بحالی اور اقلیتوں کے حقوق کی ترقی کے لئے اگر 21 کروڑ روپے اتنے بڑے بجٹ میں رکھا گیا ہے تو اس سے ہم اقلیتوں کو کیا message دے رہے ہیں؟

جناب سپیکر! یہاں پر بات ہو رہی تھی کہ جنوبی پنجاب والوں کو وہ تمام چیزیں حاصل نہیں ہیں اور وہ محروم ہیں جس پر وہ آج ایک صوبہ کی بات کر رہے ہیں۔ آیا ہم یہ سوچ بھی نہیں سکتے لیکن روپے یہ بتا رہے ہیں کہ ہمیں کچھ اور سوچنا پڑے گا۔ اگر آپ کا ہمارے ساتھ گزارہ نہیں ہے تو پھر کل اقلیتیں بھی کہیں گی کہ ہمیں بھی پنجاب میں علیحدہ صوبہ دیں لیکن میں نہیں چاہتا کہ یہ بات ہو بلکہ میں یہ چاہتا ہوں اس سے پہلے کہ یہ محروم اور پسے ہوئے طبقات ایسی بات کریں ایک majority اور ایک ذمہ دار اور جمہوری حکومت ہونے کے ناتے کہ ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم ان کے معاملات کو دیکھیں۔ اگر آپ پورے بجٹ کا صرف ایک فیصد دیں تو کیا زیادہ ہے یعنی ترقیاتی مد کے 193۔ ارب 50 کروڑ روپے کا صرف ایک فیصد دے دیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ صوبہ کے تمام 36 اضلاع میں اقلیتوں کے لئے پانی، سیوریج، سڑکیں، ان کے رہنے کے لئے گھر، چرچ، مندر اور گردواروں کی تعمیر وغیرہ اور ان کے بچوں کے وظائف کے لئے غریب اور بیوہ عورتوں کے لئے ہم صوبہ سے دے سکتے ہیں لیکن نیت نہیں ہے اور یہ

بات ہمارے ذہنوں میں بیٹھ گئی ہے کہ ہم نے انہیں کچھ نہیں دینا اور اب اقلیتیں یہ سوچنے پر مجبور ہو گئی ہیں کہ اب ہم نے لینا ہے کیونکہ !

اب کے برس ہم گلشن والے اپنا حصہ پورا لیں گے
پھولوں کو تقسیم کریں گے کانٹوں کو تقسیم کریں گے

نہایت افسوس کے ساتھ کہ 21 کروڑ روپے کی تقسیم میں بھی ظلم ہوتا ہے۔ ہم پنجاب حکومت کے اتحادی ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ تمام minorities کو فنڈ ملنا چاہئے آپ نے جو بھی رکھا ہے لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ دو سال بجٹ پیش ہوا ہے اور اقلیتیوں کا بجٹ مسلم لیگ (ن) کے اقلیتی ارکان کو دیا جاتا رہا ہے۔ میرا اس بجٹ سے اپنا گھر نہیں بننا ہے اس بجٹ سے صوبہ کے کام ہونے ہیں۔ ہم ایک شہر میں تین ہیں، دوسرے شہر میں تین ہیں اور دوسرے شہروں میں دو دو اقلیتی رکن ہیں جبکہ صوبہ کے دوسرے اضلاع تک ہم نہیں پہنچ سکتے۔ وہ ہم سے پوچھتے ہیں کہ ہمارے جو جنرل سیٹوں پر نمائندے منتخب ہوئے ہیں وہ تو ہماری بات نہیں سنتے، وہ کہتے ہیں کہ آپ کی minority سیٹیں ہیں آپ ادھر جائیں۔ اب مجھے بتائیں کہ یہ 80 لاکھ روپے جو ہمیں صرف دو دفعہ دیا گیا ہے اور 21 کروڑ روپے جس کی میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ مجھے شرم آتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اگر اقلیتی افراد میں غیرت ہے یا حکومت اقلیتوں کے ساتھ واقعی سنجیدہ ہے تو پھر اقلیتی افراد اس کو ٹھکرا دیں یا پھر حکومت سے مطالبہ کریں کہ ہمیں کم از کم ترقیاتی مد میں کل بجٹ کا ایک فیصد حصہ دے۔ آپ صرف لاہور کی ایک آبادی اٹھا کر دیکھ لیں۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ 21 کروڑ روپے میں اس کی سڑکیں بھی نہیں بنے گی۔ ہمیں صرف ٹشو پیپر کی طرح سمجھا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اقلیتیں ہمارے لئے نہایت اہم ہیں۔ یہ بتایا جائے کہ ہم کیسے اہم ہیں؟ یہاں ایجوکیشن کی بات ہوئی۔ یہاں بات ہوئی کہ حافظ قرآن کو بیس نمبر ملتے ہیں ہمیں بھی بیس نمبر دیئے جائیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کسی نے انجینئر بننا ہے تو اس کا اس حوالے سے ٹیسٹ لیا جائے، اس میں مذہبی تفریق نہ لائی جائے کیونکہ ڈاکٹرز، انجینئرز اور باقی پروفیشنل ڈگریز میں ہمیں ان چیزوں کو لے کر نہیں آنا چاہئے۔ اس طرح سے ہم اپنے لوگوں کا criteria خراب کر رہے ہیں۔ ہم professionalism کو مذہب کی بنیاد پر چیلنج کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ ہم پسماندہ افراد ہیں جس طرح مختلف پسماندہ علاقوں کے لئے جو کوٹے رکھے گئے ہیں میں اس کے حوالے

سے کہتا ہوں کہ professional educational institutions میں ہمارے بچے پسماندہ، معاشی کمزوری اور بدحالی کی وجہ سے مقابلے میں نہیں آسکتے۔ جس طرح ملازمتوں میں پانچ فیصد کوٹا رکھا ہے میری گزارش اور تجویز ہے کہ Institutional Professional Educational میں ہمارے بچوں کے لئے کم از کم پانچ فیصد کوٹا رکھا جائے تاکہ ان کو بھی professionalism کی ڈگریاں حاصل کرنے میں آسانی ہو۔

جناب سپیکر! اس بجٹ کی کتاب کو اٹھا کر دیکھیں، میرا دل کر رہا تھا کہ اس کو پھاڑ کر پھینک دوں۔ میرے لئے جو اس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی ہوئی ہے یہ بہت قابل احترام ہے۔ مجھے پتا ہے کہ کوئی issue بن سکتا ہے کیونکہ ہماری روایت یہ ہے لیکن میں احتجاجاً یہ ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ یہ کتاب جو دو رنگوں سفید اور سبز پر محیط ہے اس نے پنجاب کی اقلیتوں کو حقیقی معنوں میں، ہم حکومت میں بیٹھے ہوئے ہیں ہمیں شرمندہ کیا ہے، ہمیں شرمندگی اٹھانا پڑی ہے اور اقلیتوں کو احساس دلایا ہے کہ پاکستان کے پنجاب کی اقلیتوں کے پاس کچھ نہیں ہے۔ میں آپ سے گزارش کرتے ہوئے wind up کرتا ہوں کہ تین تین، چار چار کروڑ روپیہ جس طرح دیا گیا ہے اس میں اس کو بڑھا کر کل بجٹ کا ایک فیصد کیا جائے۔ دوسرا وزیراعلیٰ صاحب اقلیتوں کے لئے کوئی special package، اگلے بجٹ میں نہیں اس بجٹ میں اقلیتوں کے لئے announce کریں۔ اس کو categories طریقے سے کریں کہ یہ ایجوکیشن کے لئے ہے، یہ بیوہ کے لئے ہے، یہ ترقیاتی کاموں کے لئے ہے اور یہ سٹوڈنٹس کے لئے ہے۔ اس میں finance ministry، minority ministry اور اقلیتی ممبران کی کمیٹی بیٹھ کر decide کرے۔ میری گزارش ہے کہ وزیراعلیٰ اسی بجٹ میں یہ special package announce کریں۔ اگر ایسا نہ ہوا تو باقی دنوں میں اگر وزیرخزانہ نے اپنی تقریر میں ہماری تجاویز اور demands پوری نہ کیں تو میں اور میرے چند اقلیتی ساتھی بجٹ سیشن کا بائیکاٹ کریں گے ہم اپنے لوگوں کو پورے صوبہ میں نکالیں گے۔ اس لئے میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ بعد میں ہماری کوئی ذمہ داری نہیں ہے کہ کیا صورتحال ہوتی ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب اجلاس بروز اتوار مورخہ 20۔ جون 2010 کو صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ اس دن سالانہ بجٹ پر عام بحث کا آخری دن ہوگا اور آخر میں وزیرخزانہ بجٹ پر بحث کو wind up کریں گے۔ بہت شکریہ

415

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،20۔جون2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ برائے سال11-2010پر عام بحث جاری رہے گی۔

417

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اٹھارھواں اجلاس

اتوار،20۔جون2010

(یوم الاحد،7۔رجب المرجب1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح10بج کر44منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِنَّهُۥ لَقَوۡلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝١٩ ذِي قُوَّةٍ
عِندَ ذِي ٱلۡعَرۡشِ مَكِينٍ ۝٢٠ مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ۝٢١ وَمَا
صَاحِبُكُم بِمَجۡنُونٍ ۝٢٢ وَلَقَدۡ رَءَاهُ بِٱلۡأُفُقِ ٱلۡمُبِينِ ۝٢٣
وَمَا هُوَ عَلَى ٱلۡغَيۡبِ بِضَنِينٍ ۝٢٤ وَمَا هُوَ بِقَوۡلِ شَيۡطَٰنٍ رَّجِيمٍ ۝٢٥
فَأَيۡنَ تَذۡهَبُونَ ۝٢٦ إِنۡ هُوَ إِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعَٰلَمِينَ ۝٢٧ لِمَن شَآءَ
مِنكُمۡ أَن يَسۡتَقِيمَ ۝٢٨ وَمَا تَشَآءُونَ إِلَّآ أَن يَشَآءَ ٱللَّهُ
رَبُّ ٱلۡعَٰلَمِينَ ۝٢٩

سُوۡرَةُ التّکویر آیات 19 تا29

کہ بے شک یہ (قرآن) فرشتہ عالی مقام کی زبان کا پیغام ہے(19)جو صاحب قوت مالک عرش کے ہاں اونچے درجے والا(20) سردار (اور) امانتدار ہے(21)اور(مکے والو) تمہارے رفیق (یعنی محمد ﷺ) دیوانے نہیں ہیں(22) بے شک انہوں نے اس (فرشتے) کو(آسمان کے کھلے یعنی) مشرقی کنارے پر دیکھا ہے(23)اور وہ پوشیدہ باتوں (کے ظاہر کرنے) میں بخیل نہیں(24)اور یہ شیطان مردود کا کلام نہیں(25) پھر تم کدھر جا رہے ہو؟(26) یہ تو جہان کے لوگوں کے لئے نصیحت ہے(27)(یعنی)اس کے لئے جو تم میں سے سیدھی چال چلنا چاہے(28)اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر وہی جو خدائے رب العالمین چاہے(29)

وماعلیناالاالبلاغo

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

سکّہ حق چلانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے
نقشِ باطل مٹانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے
معصیت کے عذاب المناک سے
آدمی کو چُھڑانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے
بے کسوں پر کھلے باب لطف و کرم
لعل و گوہر لُٹانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے
جو فروزاں رہیں گی رہے زیست میں
ایسی شمعیں جلانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آج کا دن بھی بجٹ پر عام بحث کے لئے مقرر ہے۔ ہماری یہ بحث 5:00 بجے تک چلے گی۔ جہاں تک ناموں کی بات ہے تو میرے پاس اس وقت تقریباً اناسی ایم پی اے صاحبان کی لسٹ ہے۔ اب آپ دیکھ لیں کہ کس طرح سے ہم اس کو پورا کر پائیں گے۔ ہر معزز ممبر کی خواہش ہے کہ اسے وقت ملے۔ ہم اگر مل جُل کر اس کا تعین کر لیں تو اچھی بات ہو گی تا کہ ہر ایک کو بات کرنے کا موقع مل جائے۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! میرے خیال میں آج صرف چوبیس کے قریب ممبران بات کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگر دس منٹ کی بجائے پانچ منٹ ٹائم مقرر کر لیا جائے تو زیادہ لوگ بات کر سکیں گے۔ کل میں نے پانچ منٹ کا کہا تھا تو یہاں بڑا شور شرابا ہوا، اپوزیشن کی طرف سے اس بارے میں کافی واویلا مچایا گیا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ بجٹ پر بحث کو شروع کرنے سے پہلے ہم آپس میں کوئی ایسی بات طے کر لیں کہ ہر معزز ممبر نے کتنے منٹ بات کرنی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پھر ایسا کر لیتے ہیں کہ ایک ایک جملہ رکھ لیتے ہیں، شکریہ ادا کریں اور بیٹھ جائیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، یہ بات تو آپ logically درست نہیں کہہ رہے، یہ تو ناراضگی کا اظہار ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بحث پر بحث کرنا ہر ممبر کا right ہے اور ہر ممبر کی خواہش بھی ہوتی ہے کہ وہ بجٹ پر بحث میں حصہ لے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اگر بجٹ پر بحث کے لئے چار دن کی بجائے چھ دن رکھ لئے جائیں تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ اگر یہی اجلاس 14 کی بجائے 12 یا 10۔ جون کو بلالیا جاتا تو کیا فرق پڑتا تھا؟ بجٹ پر اس House میں سیر حاصل بحث ہونی چاہئے۔ میں نے پچھلی دفعہ بھی گزارش کی تھی کہ اس بحث کا حاصل تو ہوتا نہیں صرف contribution ہوتی ہے۔ ممبران سمجھتے ہیں کہ بجٹ کی بحث میں ہم نے contribute کیا ہے، اپنے علاقے کے مسائل کی نشاندہی کر دی ہے اور ممبران کا بجٹ تقاریر میں نام آجاتا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ایسا کر لیتے ہیں کہ جتنے صاحبان آج تقاریر کر سکیں وہ کر لیں گے باقی صاحبان کو ضمنی بجٹ پر بحث کے دوران زیادہ وقت دے دیا جائے گا۔ کیا خیال ہے؟

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! یہ بجا ہے کہ جو معزز ممبران رہ جاتے ہیں وہ پھر ضمنی بجٹ کے موقع پر بحث میں حصہ لیتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس بحث کو کھلے دل سے کرنا چاہئے۔ اگر چھ دن بحث رکھ لی جاتی اور تمام ممبران اپنی مرضی سے بحث میں حصہ لے لیتے تو اس سے کیا فرق پڑ جاتا؟ لوگ اس House میں آتے ہی اس لئے ہیں کہ وہ اپنے علاقے کے مسائل کی نشاندہی کر سکیں۔

جناب سپیکر: بجٹ پر بحث اور منظوری کے حوالے سے schedule ہم نے دے دیا ہے لہٰذا اب مہربانی کریں۔ ہم آج ہی اس کو wind up کرنا چاہتے ہیں۔ جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): بہت بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! سعید اکبر نوانی صاحب نے جو کچھ کہا ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں نے جو گزارش کی ہے اس پر کوئی غور نہیں ہو رہا؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): نہیں، ایسا نہیں ہے۔ میری معروضات ساری مکمل ہو جائیں گی تو شاید آپ اس پر اتفاق فرمائیں گے۔ جس دن ہماری Business Advisory Committee کی میٹنگ ہوئی تھی تو وزیر قانون اور آپ کی موجودگی میں ہم نے ایک دن بڑھانے کا فیصلہ کیا تھا۔ یعنی پانچ دن بجٹ پر بحث کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ اگلے دن ہمیں Tentative Schedule of the Budget Session کا جو print out ملا تھا وہ بھی پانچ دن کا ہی تھا۔ بعد میں اس میں amendment ہوئی ہے، شاید یہ کوئی انتظامی وجہ ہے، ورنہ ہم نے تو آپ سے request کر کے پانچ دن بحث کے لئے رکھوائے تھے۔ اگر اس amended schedule کو re-amend کیا جا سکے تو بہتر ہے ہمیں بجٹ پر بحث کے لئے ایک دن اور دے دیا جائے۔ اگر یہ ممکن نہیں ہے تو پھر ہمارے ساتھیوں کو دس منٹ کا وقت دیا جائے کیونکہ ہمارے اب تھوڑے سے ساتھی تقریر کرنے والے رہ گئے ہیں۔ حکومتی بنچوں کے ممبران کو پانچ یا تین منٹ دے دیں کیونکہ وہ آپ سے ویسے بھی

باتیں کرتے رہتے ہیں۔انہوں نے تو ایک ٹوکن کے طور پر بات کرنی ہوتی ہے۔ہماری استدعا ہے کہ ہمارے جو چار یا پانچ ممبران رہتے ہیں انہیں دس دس منٹ کا وقت دے دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،وزیر قانون صاحب! آپ کی کیا رائے ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پچھلے تین دن سے جو اس House کے اندر بجٹ پر بحث ہوئی ہے وہ بڑی positive, accurate اور facts and figures کے ساتھ ہوئی ہے۔اس کو نہ صرف اس ایوان میں بیٹھے ہوئے تمام معزز ارکان نے سراہا ہے بلکہ میڈیا نے بھی اسے بڑا positively report کیا ہے۔اس میں ابھی چار دن اور ہیں یعنی ابھی دو دن cut motions پر جو بحث ہونی ہے وہ بھی در حقیقت بجٹ پر ہی بحث ہے۔اپوزیشن کے لئے وہ دو دن بالکل مخصوص ہوں گے۔اس کے بعد پھر ضمنی بجٹ پر بھی ایک دن عام بحث ہو گی اور دوسرے دن cut motions کے اوپر بحث ہو گی اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ممبران کو کافی زیادہ وقت ملے گا۔اب تک بجٹ کا کوئی ایسا aspect نہیں رہ گیا کہ جس پر حکومتی بنچز کی طرف سے یا اپوزیشن کی طرف سے بات نہ ہوئی ہو۔آج آپ 5:00 بجے تک اجلاس کو لے کر جا رہے ہیں۔اس وقت دیکھ لیں گے ،اگر کوئی کمی بیشی رہی تو پھر ٹائم extend کر لیا جائے گا۔کل رات تقریباً پونے آٹھ بجے تک یہ اجلاس چلا ہے اور آخر میں ہم کتنے صاحبان یہاں پر موجود تھے؟ میرا خیال ہے کہ صرف speech کرنے والے موجود تھے اور سبھی صاحبان جو کل بات کرنا چاہتے تھے انہوں نے بات کی ہے تو آج 5:00 بجے کے لگ بھگ اگر آپ دیکھیں کہ واقعی کوئی ایسی صورتحال ہے کہ جس میں مزید ٹائم extend کیا جانا بہت ضروری ہے تو پھر ٹائم بھی بڑھایا جا سکتا ہے یا جیسے آپ حکم کریں گے ویسے کیا جا سکتا ہے۔ہم چاہتے ہیں کہ بالکل معزز اراکین کی منشاء کے مطابق بحث ہونی چاہئے۔قائد حزب اختلاف نے جو یہ بات کی ہے کہ اپوزیشن کے لوگوں کو کم وقت ملے گا تو اس حوالے سے عرض ہے کہ اگلے دو دن specifically اپوزیشن کے لئے ہی ہوں گے۔اس میں حکومتی بنچز کی طرف سے ماسوائے متعلقہ منسٹر کے جواب دینے کے اور کوئی بات نہیں کرے گا،سارا وقت اپوزیشن کے پاس ہی ہو گا۔

جناب سپیکر: چودھری ظہیر الدین صاحب! اگر ہم اس کو 5:00 کی بجائے آگے 8:00 بجے تک لے جائیں تو اس پر آپ کو تو کوئی اعتراض نہیں ہے؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ہم آج کے اجلاس کو 8:00 بجے تک لے جاتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری ایک استدعا ہے۔ میں ایک چیز آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔ وزیر قانون صاحب بھی اس سے آگاہ ہوں گے۔ پہلے یہ طریق کار ہوتا تھا کہ حکومتی بنچز کے ایک یا دو ممبران کے بعد ایک اپوزیشن کے معزز ممبر کو call کیا جاتا تھا۔ آپ ریکارڈ منگوا کر دیکھ لیجئے گا۔ پہلے دن جناب نے بھی اسی طرح کیا تھا لیکن اس کے بعد جو دو دن گزرے ہیں اس میں سیکرٹری صاحب کی طرف سے آپ کو جو ایک لسٹ مہیا کی گئی ہے اس کے حساب سے آپ نے ممبران کو call کیا ہے۔ یہ party wise کیا جائے۔ آپ بے شک حکومتی بنچوں کی طرف سے دو کی بجائے تین کر لیں لیکن اس کے بعد پھر ایک اپوزیشن کے ممبر کو تقریر کے لئے call کیا جائے۔ یہ ہمیشہ ہوتا رہا ہے اور جناب نے بھی پہلے دن ایسے ہی کیا تھا۔ آپ بے شک وزیر قانون صاحب سے opinion لے لیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے اس طرح کر لیں گے۔ ہر تین کے بعد آپ کا ایک ممبر آ جائے گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): بہت شکریہ

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کی طرف آتے ہیں۔ رانا صاحب! محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ایک تحریک استحقاق ہے اب اس کا نمبر 23 ہو گیا ہے، پتا نہیں پہلے اس کا کتنا نمبر تھا یہ ایک دفعہ تو ختم ہو گئی تھی اس کے بعد پھر محترمہ نے اپنی تحریک restore کروالی۔ جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

ایس ایچ او تھانہ فیکٹری ایریا لاہور کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ تھانہ فیکٹری ایریا، تھانہ کوٹ لکھپت، تھانہ نشتر لاہور میں مورخہ 15۔مارچ 2010 کو مقدمہ نمبر 328/10 بسیں جلانے کا بجرم 149 ,148/427,120B/353,186/324 تعزیرات پاکستان ATA 7 کے تحت ایک پرچہ درج کیا۔ اس FIR میں میرے شوہر (خاور حیات) سمیت 39 دیگر افراد کو نامزد کیا گیا۔ میں نے اپنے شوہر اور دیگر عزیزوں کے خلاف اس جھوٹے اور من گھڑت پرچے کے اندراج پر ایس ایچ او فیکٹری ایریا عبداللہ علی یوسف کو مورخہ 17۔مارچ 2010 کو فون کیا کہ آپ نے جو پرچہ میرے خاوند اور دیگر افراد کے خلاف درج کیا ہے اس میں ایسے افراد کے نام بھی شامل کئے گئے ہیں جو وفات پا چکے ہیں یعنی حاجی عبدالواحد جس کی وفات کا سرٹیفکیٹ ساتھ لف ہے، میرے خاوند اور خاندان کے لوگوں کا بلاوجہ سیاسی انتقام کی خاطر ان کا نام شامل کر لیا گیا تو مذکورہ ایس ایچ او سیخ پا ہو گئے اور بڑے ترش، بد تمیزانہ انداز میں مجھ سے کہا کہ اگر آپ اپنے خاوند کی جان بچانا چاہتی ہیں تو فوراً ان کو میرے پاس حاضر کریں اور یہ جو آپ کہہ رہی ہیں کہ اس FIR میں ایسے افراد کے نام شامل کئے گئے ہیں جو وفات پا گئے ہیں، ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ قبروں سے آ کر یہاں پر بسوں کو جلا گئے ہوں۔ اس کے علاوہ انہوں نے اور بھی میرے خلاف نازیبا الفاظ کہے اور آج مورخہ 18۔مارچ 2010 کو روزنامہ "ایکسپریس" میں میرے خلاف من گھڑت اور جھوٹ پر مبنی خبر لگوا دی ہے کہ میں (یعنی ثمینہ خاور حیات) نے اسے فون کر کے دھمکیاں دی ہیں اور کہا ہے کہ میرے شوہر کو مقدمے میں ملوث کرنے کا انجام اچھا نہیں ہو گا۔ اس نے دھمکیاں بھی مجھے دی ہیں اور مجھ سے ترش اور بد تمیزانہ انداز میں بات کی۔ اس کے باوجود میرے خلاف خبریں بھی اخبارات میں پرنٹ کروا رہا ہے۔ اس کے اس طرز عمل سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں اپنی اس تحریک استحقاق پر short statement دینا چاہوں گی۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ میرے سسر (مرحوم) چودھری حیات صاحب جن کا تعلق قصور سے ہے وہ اس معزز اسمبلی کے معزز رکن رہ چکے ہیں اور میرے والد عبدالواحد صاحب آپ کے ہم نوالہ ہم پیالہ رہے ہیں

اور آپ کے بہت قریبی ساتھی رہے ہیں۔ آپ سے بہت محبت اور آپ سے بہت پیار کرنے والے دوست رہے ہیں۔

جناب سپیکر: پیالے والے میرے ساتھ نہیں رہے۔(قہقہے)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس FIR میں جس کا ذکر کیا گیا ہے وہ آپ کے دوست ہیں۔

جناب سپیکر: میں جانتا ہوں، ان سے اچھی طرح سے میری دوستی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! عبدالواحد صاحب جو آپ کے دوست رہے ہیں اس FIR میں صاف طریقے سے لکھا گیا ہے اور یہ ایف آئی آر State کی طرف سے کاٹی گئی ہے۔ میں اس FIR کو word to word پڑھنا چاہتی ہوں، اس کی مدعی پولیس بنی ہوئی ہے تو اس FIR میں State کی طرف سے کوئی غلط لفظ نہیں ہونا چاہئے۔ اگر میں یا کوئی اور بندہ مدعی بنے تو اس میں غلطی ہو جائے تو وہ قابل معافی ہے لیکن اگر state یا پولیس کا کوئی بندہ اس میں مدعی ہے تو اس FIR میں کوئی غلط لفظ لکھنے پر Police Order 2000 کے تحت ان کے خلاف باقاعدہ پرچہ کٹ سکتا ہے اور ان کو سخت سے سخت سزا ہو سکتی ہے تو میں اس کا مطالبہ کس سے کر سکتی ہوں؟ میرے نزدیک تو یہ مقدس forum ہے، میں آپ سے request کرتی ہوں اور وہ line پڑھنا چاہتی ہوں جو اس FIR میں لکھی گئی ہے کہ اس شخص کو فوت ہوئے تین سال گزر چکے ہیں اور ان کا Death Certificate بھی میرے پاس موجود ہے جو میں نے آپ کو اس FIR کے ساتھ پیش کر دیا ہے۔ اس FIR میں یہ لکھا ہے کہ حاجی عبدالواحد صاحب پسٹل کے ساتھ للکارتے ہوئے پولیس پر فائرنگ کرتے رہے۔ خاور حیات (جو کہ میرے husband ہیں) کے لئے یہ لکھا گیا ہے کہ وہ ڈنڈوں اور سوٹوں کے ساتھ پٹرول چھڑک کر بسوں کو اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آگ لگاتے رہے اور شیشے توڑتے رہے اور میرا بھائی عمر حیات جو اس میں ملوث ہے خاور حیات کے ساتھ موجود تھے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ میں مانتی ہوں کہ میں vocal MPA ہوں، آپ کہہ سکتے ہیں کہ میں اپنی پارٹی کے لئے وفادار MPA ہوں۔ میں اپنی پارٹی کے ساتھ کھڑی ہوں، اس کا یہ مطلب نہیں کہ میرے خاندان پر اس طرح کے الزامات لگا کر سیاسی انتقامات لئے جائیں۔ وفادار ہونے کا یہ صلہ دیا جا رہا ہے کہ آج میرے خاندان کے اوپر اس طرح کے پرچے کاٹے جا رہے ہیں اور پھر وہ پولیس والا یہ کہہ رہا ہے کہ اس

مردے کو میرے سامنے لے کر آؤ۔ میرے لئے تو مقدس forum میرا یہ House ہے اور میں آپ سے request کرتی ہوں کہ اس میں میری بھرپور help کیجئے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ رانا صاحب! اس کو کل یا اگلے دن کے لئے رکھ لیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ اس کو کوئی دو دن کے لئے pending فرمالیں، اس کا جو بھی انوسٹی گیشن ریکارڈ ہے، اس کی مثل ہے، اس کے انوسٹی گیشن آفیسر کو میں یہاں پر حاضر کردوں گا، ثمینہ خاور حیات صاحبہ بیٹھ جائیں اور آپ ان کے ہم نوالہ ہم پیالہ ہیں آپ بھی بیٹھ جائیں اور جو فیصلہ کریں اس کے اوپر گورنمنٹ عملدرآمد کردے گی۔

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال 11-2010 پر عام بحث

(---جاری)

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ ہم ان کو دو دن کی بجائے تین دن کا ٹائم دیتے ہیں۔ 24-جون تک کے لئے اس تحریک کو pending کیا جاتا ہے۔ اب بجٹ پر بحث کے لئے آج کی اس لسٹ کے مطابق چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب!--- موجود نہیں ہیں۔ اس کے بعد احسان الحق احسن نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں سب سے پہلے budget philosophy پر بات کروں گا۔ ہمارے چاروں صوبوں، مرکز اور بشمول صوبہ پنجاب میں بجٹ کا انحصار 70 percent indirect taxes پر کیا جاتا ہے اور باقی ماندہ 30 فیصد انحصار taxes direct پر ہوتا ہے۔ میں اسے روایتی بجٹ اس لئے کہوں گا کہ اگر اس بجٹ کے اندر کوئی ایک لفظ بھی ایسا درج کیا جاتا کہ ہم نے indirect taxes پر انحصار کیا ہے لیکن آنے والے وقتوں میں فلاں فلاں مجبوری کی وجہ سے ہم مجبور تھے کہ ہم indirect taxes پر انحصار کریں ہم اس ratio کو 70 فیصد سے بہت کم کرنے کی کوشش

کریں گے یا ہم فلاں فلاں actionلیں گے یا ہم فلاں فلاں نئی techniquesاستعمال کریں گے جس سے ہمارا بجٹ indirect taxesکی بجائے direct taxesپر انحصار کرنے لگے گا۔

جناب سپیکر! indirect taxesاصل میں ضروریات زندگی پر لگائے ہوئے ٹیکس ہیں کہ ہر وہ فرد جو چاہے جتنا بھی غریب ترین آدمی ہے جو بینظیر انکم سپورٹ پروگرام سے پیسے لیتا ہے یا سستی روٹی کھانے کو ترجیح دیتا ہے یا جو اپنی livelihoodکو برقرار رکھنے کے لئے جو بھی چھوٹے سے چھوٹا معیار زندگی اپنا کر طرز حیات گزارنے پر مجبور ہے اس فرد کی utilitiesپر ٹیکس وصول کئے جاتے ہیں اس لحاظ سے میں اس بجٹ کو traditionalہی کہوں گا۔ میری اپنی ہی حکومت سے استدعا ہوگی اور دونوں coalition partnersسے ہوگی کہ آنے والے وقتوں میں اپنے بجٹ کی فلاسفی میں اس بات کو ضرور شامل کیا جائے کہ ہم فخر کریں گے کہ indirect taxesسے direct taxesکی طرف آئیں۔

جناب سپیکر! پہلے جو صوبہ میں حکمران تھے انہوں نے آبیانے کے اندر فلیٹ ریٹ کا conceptدیا تھا۔ اس سے پہلے یہ تھا کہ جو کاشتکار جتنی کاشت کرے گا اور جو نسی کاشت کرے گا اس پر اسے ٹیکس دینا پڑے گا۔ اس طرح ایک کماد کا کاشتکار تین سو روپیہ فی ایکڑ دیتا تھا اور سبزی والا چار سو روپیہ دیتا تھا۔ اب فلیٹ ریٹ کے ذریعے سے ہر فرد کی ملکیت پر ٹیکس لگا دیا گیا کہ جو فرد جتنی ملکیت رکھتا ہے اس کے حساب سے -/85 روپے ٹیکس دے گا۔ اس کا فائدہ اپر پنجاب کو یہ ہوا کہ یہاں چونکہ تمام زمینیں زیر کاشت ہیں وہ فرد جو اپر پنجاب میں سبزی اور کماد کاشت کر کے چار سو یا پانچ سو روپیہ فی ایکڑ دیتا تھا آج وہ وہی فصلیں کاشت کر کے -/85روپے دیتا ہے اس کے مقابلے میں جنوبی پنجاب کے اندر لوگ جو زمین کاشت کرتے ہیں وہ اس کا بھی ٹیکس دیتے ہیں اور جو زمین وہ کاشت نہیں کرتے مگر فلیٹ ریٹ کی وجہ سے اس کا بھی انہیں ٹیکس دینا پڑتا ہے۔ نتیجتاً یہ ہے کہ ساؤتھ میں غیر آباد ٹیلے، ٹبے اور صحراؤں کی وجہ سے ایک فرد اگر تین مربع اراضی کا کاشتکار ہے وہ 75ایکڑ ملکیت رکھتا ہے اور 5ایکڑ صرف کاشت کرتا ہے لیکن فلیٹ ریٹ کی لعنت کی وجہ سے اسے جو آبیانہ دینا پڑتا ہے کہ 75 ایکڑ پر ہی دینا پڑتا ہے۔ اس کے لئے سابقہ حکومت سے ہم نے تھل کینال کے command areaکے لئے یہ relief مانگا تھا اور گزشتہ حکومت نے ہمیں فلیٹ ریٹ کے اس ظلم کی وجہ سے آبیانے کے اندر چھوٹ دی تھی۔ ہم نے اپنی coalition governmentکی دو سال پہلے اس طرف توجہ دلائی تھی لیکن سوا دو سال گزرنے

کے باوجود جنوبی پنجاب کے کاشتکاروں پر یہ ظلم جاری ہے کہ 75 ایکڑ زمین کا مالک 5 ایکڑ کاشت کرے گا تو وہ آبیانہ 75 ایکڑ کا دینے پر مجبور کر دیا گیا ہے، یہ کیوں ہے؟

جناب سپیکر: کیا یہ ادھر ہی ہے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اپر پنجاب میں جو دس ایکڑ کا مالک ہے اس کی ساری زمین زیر کاشت ہے، اپر پنجاب میں غیر آباد زمین نہیں ہے وہاں جس کی جتنی ملکیت ہے وہ اتنی زمین کاشت کرتا ہے اس سے اپر پنجاب کے کاشتکار کو فائدہ ہوا ہے کہ وہ کماد کے ایک ایکڑ کا تین سو روپیہ دیتا تھا اور آج وہ -/85 روپے دیتا ہے۔ جس کے پاس تین مربع زمین ہے وہ تین مربع زمین کاشت کرتا ہے جبکہ ساؤتھ میں ایسا نہیں ہے وہاں غیر آباد زمین زیادہ ہونے کی وجہ سے 75 ایکڑ کا کاشتکار پانچ، دس یا بیس ایکڑ کاشت کر رہا ہوتا ہے لیکن فلیٹ ریٹ کی وجہ سے وہ آبیانہ 75 ایکڑ کا دینے پر مجبور ہے۔

جناب سپیکر: کیا وہ چک بندی میں شامل ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! وہ command area میں شامل ہے۔ پانی کی قلت کی وجہ سے وہ سارا رقبہ کاشت نہیں کر سکتا جس وجہ سے رقبہ غیر آباد ہے۔ اس پر ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جس کی دس میٹنگز ہوئی ہیں اور ان میں کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ مجھے آج یہ تسلیم کرتے ہوئے یقین کیجئے برا بھی لگتا ہے لیکن سابقہ حکومت کے سامنے جب ہم نے یہ بات رکھی تو انہوں نے ہماری اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے صرف جنوبی پنجاب کے اندر اس فلیٹ ریٹ میں کمی کی تھی۔ ہم نے اڑھائی سالوں سے یہ بات اپنی حکومت کے سامنے رکھی ہے اور اس پر دس میٹنگز ہوئی ہیں۔ میں یہاں بتانا چاہتا ہوں کہ کلو صاحب، نوانی صاحب اس کمیٹی کے ممبر ہیں لیکن اس پر آج تک ایک فیصد بھی پیشرفت نہیں ہو سکی۔

جناب سپیکر! آج میں ایک دوسرے ظلم کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ سابقہ ایک آمرانہ حکومت کے تحت پرویز مشرف نے ارسا کے ممبران میں تبدیلی کی، اس سے پہلے ارسا کے ممبران میں ہر صوبے کا ایک ممبر ہوتا تھا اور ایک مرکز کا ممبر ہوتا تھا۔ اس ڈکٹیٹر نے اس ممبر شپ کو تبدیل کر کے سندھ کے دو ممبران کر دیئے اور تمام صوبوں کا ایک ایک ممبر کر دیا۔ اس سے ہمیں یہ نقصان ہوا کہ ارسا کے غلط فیصلے کی وجہ سے پنجاب کی نہروں کو پانی نہیں مل رہا اور جو پانی ہمیں ملتا ہے اس پر ایک

عجیب وغریب قسم کی پابندی لگا دی جاتی ہے۔ ارسا کے رولز میں یہ ہے کہ جتنا پانی جس صوبہ کو دیا جائے گا وہ اس پانی کو صوبہ خود تقسیم کرے گا لیکن ایک حیرت انگیز بات یہ ہے کہ سندھ اور بلوچستان نے پنجاب کے حکمرانوں پر ایک پابندی لگائی ہے کہ ارسا کے ذریعے جو پانی آپ کو ملتا ہے وہ ہم آپ کو فلاں نہر کھولنے کے لئے تو دے سکتے ہیں لیکن فلاں نہر کو کھولنے کے لئے نہیں دے سکتے۔ دس ماہ سے سی جے لنک کینال بند ہے جو تمام ساؤتھ کو irrigate کرتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ نے اچھے انداز میں ارسا کے فورم پر plead نہیں کیا وہ اس لئے کہ ارسا کے دو ممبران سندھ سے ایک ممبر بلوچستان سے اور بدقسمتی سے جو ممبر پنجاب کی طرف سے ہے وہ بھی لاہور کا رہنے والا ہے اور متاثرین جنوبی پنجاب سے ہیں۔ وہ ہمارے دکھ کو کبھی نہیں جان سکتا کہ دس ماہ سے اگر سی جے لنک کینال بند ہو تو ساؤتھ کے کاشتکاروں کو اس سے کیا نقصان ہوگا؟

جناب سپیکر! میں وقت کے اختصار کی وجہ سے جنوبی پنجاب کی چند چیزوں کی طرف توجہ دلا کر اجازت چاہوں گا۔ 5.5۔ارب کا جنوبی پنجاب کے لئے پیکج کا اعلان کیا گیا آج پی اینڈ ڈی نے اس کا جو حشر کیا ہے وہ میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ 505 کروڑ روپے کا جنوبی پنجاب کے پیکج کے تحت 200 کروڑ روپے کے منصوبے پاس کئے گئے اور اس میں صرف 20 کروڑ روپے کی releases کی گئی ہیں۔ بجٹ تخمینوں کا نام ہوتا ہے، allocations کا نام ہوتا ہے میں آج مطالبہ کرتا ہوں کہ آئندہ بجٹ کے اندر گزشتہ بجٹ کی releases کا چارٹ بھی پیش کیا جائے کہ ہم نے جو تخمینے دیئے تھے ان تخمینوں کے ساتھ گزشتہ سال کی releases یہ ہیں۔ میں اس بات کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے معزز ملک جہانزیب وارن نے کہا تھا کہ 18۔ارب روپیہ بہاولپور کو دیا گیا ہے۔ اس کا حشر جو پی اینڈ ڈی نے کیا ہے وہ میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ 18۔ارب کے منصوبے ضرور پاس کئے گئے ہیں اور ان کو ongoing بھی کیا گیا ہے۔ ہاں میں تسلیم کرتا ہوں لیکن جب ان کی releases دیکھیں گے تو وہ تین یا چار فیصد سے آگے نہیں بڑھتیں اور اس کے مقابلے میں جب لاہور کے منصوبوں کو دیکھتے ہیں تو انہوں نے کیا کیا کہ ایک ایک منصوبے کی 13,13۔ارب روپے کی releases اور utilization آپ کو نظر آئے گی۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر ایک اور بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں اور میں وزیر اعلیٰ پنجاب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میرے حلقہ کے لئے دو ڈگری کالجز جو 20 کروڑ روپے مالیت کے ہیں،

دو ٹیکنیکل سنٹر جو دس کروڑ کی مالیت کے ہیں۔ ہاں وہ منظور بھی ہوئے ہیں، پاس بھی ہوئے ہیں، ٹینڈر بھی لگے ہیں اور بننا بھی شروع ہو گئے ہیں لیکن پھر ایک وہی مضحکہ خیز بات یہاں آنے کو ہے کہ 20 کروڑ روپے کے منصوبے کے لئے مالی سال کے اندر کتنے پیسے دیئے گئے ہیں، صرف ایک کروڑ اسی رفتار سے اگر چلتے رہے تو انشاءاللہ دس سالوں میں میرے کالج مکمل ہو جائیں گے اور دس سالوں کے بجٹ کے اندر ہر بجٹ میں شمار کیا جائے گا کہ ہم نے مظفر گڑھ کو دو ڈگری کالج دیئے اور دو ڈگری کالجوں کی مالیت 20 کروڑ روپے تھی۔

جناب سپیکر! میں بڑے زور و شور سے مطالبہ کروں گا کہ آئندہ بجٹ کی کتاب کے اندر گزشتہ سال کی releases ضمنی بجٹ کی طرح لازماً پیش کی جائیں تاکہ یہ پتا چل سکے کہ کون سے area کو کیا دیا گیا۔

جناب سپیکر! میرا دوسرا مطالبہ Provincial Financial Award سے متعلقہ ہے۔ اس ایوارڈ کے تحت تمام اضلاع کو لوکل گورنمنٹ کے تحت فنڈز دیئے جاتے ہیں اور اس کے فارمولے کے اندر پانچ اصول دیئے گئے ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ:

> On the basis of population, on the basis of area, on the basis of backwardness, on the basis of tax return and on the basis of efficiency and utilization and utility.

پہلے چاروں نکات جنوبی پنجاب کو support کرتے ہیں لیکن آخری نکتہ چونکہ یہ تختِ لاہور کے حکمرانوں کے بس میں ہے کہ efficiency کیسے آئے گی؟ وہاں پر سرکاری ملازمین کی ہزاروں سیٹیں ایسی ہیں جن پر آپ posting ہی نہیں کریں گے۔ کئی سیٹوں پر لوگوں کی posting ہی نہیں کی جاتی جو کئی کئی سالوں تک خالی پڑی رہتی ہیں۔ جب releases نہیں دی جائیں گی تو آپ کا کیا خیال ہے کہ جنوبی پنجاب کے اندر ترقی ہو سکے گی؟ میں آپ سے ایک مطالبہ اور کروں گا کہ ہمارا کوٹا upper Punjab سے علیحدہ کر دیا جائے same اسی طرح جیسے سندھ میں rural Sindh اور upper Sindh کی طرح علیحدہ ہے اسی طرح ہمارا PMS and CSS کے اندر کوٹا الگ کیا جائے۔ میڈیکل کالجوں اور زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے اندر بھی کوٹا الگ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جناب! آپ کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: اس کے علاوہ سول سیکرٹریٹ کے اندر کوٹا الگ کیا جائے۔ اگر یہ کوٹے علیحدہ کر دیئے جائیں تو ممکن ہے کہ جنوبی پنجاب کے عوام کے حقوق انہیں مل سکتے ہیں ورنہ ہمارا وہی مطالبہ ہے کہ ہمارا صوبہ ہر صورت میں الگ کیا جائے۔ اس سے کسی چھوٹے مطالبے کو ہم نہیں مانیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں آخر پر سرائیکی کا ایک بند آپ کی نذر کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے سرائیکی وسیب کے Shakespeare اور سرائیکی وسیب کے اقبال فرماتے ہیں اور انہوں نے بڑی خوبصورت بات کی ہے کہ:

میڈی زندگی وگڑیا دھاگا اے
ایکو تنڑدا وُنڑدا کوئی نئیں
میڈے ٹوٹے کر کے سٹ ڈیندن
ایتے گِن دا گُن دا کوئی نئیں
میاں ہر کوئی چُن دا کلیاں کوں
ڈھٹھے پھُل کوں چُن دا کوئی نئیں
ہن بس کر شاکر روون دی
تیڈی دھاڑ کوں سُن دا کوئی نئیں
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، محترمہ سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! حسب روایت میں گوتم بدھ کے فلسفہ دکھ سے چند شعر عرض کروں گی۔

جناب سپیکر: ٹائم آپ کا دس منٹ ہے چاہے آپ شعروں میں گزار لیں، چاہے پڑھ کر گزار لیں چاہے، بول کر گزار لیں، آپ کی مرضی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!

میرے عزیزو! میری بات کو توجہ سے سننے والو
یہ زندہ رہنے کا، باقی رہنے کا شوق، یہ اہتمام دکھ ہے
سکوت دکھ ہے کہ کون اس کربِ عظیم کو سہہ سکا ہے
کلام دکھ ہے کہ کون اس دنیا میں کہہ سکا ہے
جو ماورائے کلام ہے، دکھ ہے،
یہ ہونا دکھ ہے، نہ ہونا دکھ ہے
ثبات دکھ ہے، دوام دکھ ہے،
میرے عزیزو! تمام دکھ ہے

جناب سپیکر! آج کے بجٹ کے لئے میں صرف یہ کہوں گی کہ واقعی جاذبِ نظر ہے کہ بڑا خوبصورت cover اور بڑی خوبصورت باتیں ہوئی ہیں لیکن exaggerated figures کے ساتھ یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ ایسے figures کہ جس کے ساتھ ایک حلف نامہ ہونا چاہئے تھا کہ ایک ایک پیسا ادا بھی ہوگا۔ ان کے پاس اتنے پیسے ہی نہیں ہیں جتنا انہوں نے claim کیا ہے۔ سب سے پہلے انہوں نے ٹیکس فری بجٹ کہا ہے جو ایک عجیب و غریب اور کھوکھلا نعرہ ہے کیونکہ اگر آپ نے اپنا GST ایک فیصد بڑھا دیا ہے تو عوام کی جیب میں سے 40۔ارب روپے کا ڈاکا ڈال دیا ہے۔ 16 سے 17 فیصد پر GST لے جانے کو کیا آپ ٹیکس فری کہتے ہیں؟ 40۔ارب روپے عوام کی جیب پر ڈاکے کو ٹیکس فری کہتے ہیں اور اُس کے بعد یہ بھی کہہ دیا کہ VAT اس سے بہتر ہوگا۔ جب وہ آئے گا تو پھر ان کا یہ claim کرنا کہ اُس سے 12۔ارب عوام کی جیب سے نکلے گا یہ غلط بیانی ہے کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ کم از کم 90۔ارب روپے اس ٹیکس کے زمرے میں لگائے جائیں گے۔ اسی طرح سیدھا سیدھا land registry کے حوالے سے زمیندار کی جیب پر ڈاکا ڈالا جا رہا ہے۔ انہوں نے سوچا کہ وہ 80 فیصد عوام جو زمیندار ہیں ان

کی registry cost جس کو DC rate کہتے ہیں اب rural area کو urban area کے برابر لایا گیا ہے تا کہ جب کاشتکار رجسٹری کروانے جائے گا تو یہ بھی حکومت کے پاس 80 فیصد tax pool میں جائے گا۔ غریب زمیندار جس کو facilitate کرنا اس agricultural Punjab کا فرض تھا بجائے اس کے کہ اسے facilitate کرتی بلکہ ٹیکس بڑھا دیئے ہیں۔ ہماری حکومت ساڑھے 12 ایکڑ پر ٹیکس مفت کرتی رہی لیکن آپ کی حکومت نے اس طریقے سے 80 فیصد عوام یعنی کسانوں کو tax pool میں گھسیٹا ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف ایوان میں تشریف لائے
اور ممبران نے "شیر آیا، شیر آیا" کے نعروں سے استقبال کیا)

جناب سپیکر! ٹیکس کے نام پر ٹیکس کو وصول کرنے کے لئے زمیندار کے اوپر جو registry cost یا DC rate لگایا گیا ہے اُس سے صرف یہ ہو گا کہ 80 فیصد زمیندار جس کو facilitate کرنا پنجاب کی حکومت کا فرض تھا کیونکہ یہ ایک زرعی صوبہ ہے لیکن اب یہ پیسا ان کی جیبوں میں سے ڈاکا ڈال کر نکالا جائے گا لہٰذا اس لفظ کو واپس لینا چاہئے کہ یہ ایک ٹیکس فری بجٹ ہے۔ میں کہتی ہوں کہ یہ ٹیکس فری بجٹ نہیں بلکہ indirect ٹیکس حاصل کرنے والا بجٹ ہے جس کے بغیر صوبہ ویسے ہی بالکل دیوالیہ ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر! NFC ایوارڈ میں گزشتہ اڑھائی برس کے بعد پنجاب غریب ہوتا نظر آیا ہے۔ اگرچہ اس میں بڑا بھائی ہونے کی حیثیت سے محترم شہباز شریف نے کہا کہ ہم نے اس میں قربانی دی ہے، میں اس چیز کو بھی سراہتی ہوں کہ انہوں نے چھوٹے بھائیوں کا خیال رکھا لیکن جب یہ صوبہ خود اتنے crisis میں ہو اور اُس کے پاس اپنی کوئی income نہ ہو تو وہ بجٹ میں کتنا حصہ ڈال رہا ہے؟ اب آپ خود دیکھیں اور حساب لگائیں کہ بجٹ کی آمدن 548۔ارب روپے بتائی گئی ہے اور NFC ایوارڈ سے جو حصہ آئے گا وہ 434۔ارب ہو گا یعنی پنجاب کی income صرف اور صرف 114۔ارب دکھائی گئی ہے۔ یہ اس بات کا اقرار ہے کہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں۔ مجھے یہ بتایئے کہ 55 فیصد آبادی ہونے کے باوجود NFC ایوارڈ کی کل رقم کی صرف چالیس فیصد ضروریات کو کیسے پورا کرے گی؟ میں یہ بات ببانگ دہل کہتی ہوں کہ اگر NFC ایوارڈ Federation سے آنے والے 434۔ارب روپے میں ذرا

بھی delay ہوئی یا یہ پیسے کم آئے تو یہ صوبہ بالکل ہی دیوالیہ ہو جائے گا۔ NFCایوارڈ میں ایک فارمولے کے تحت population کی بنیاد پر فنڈز distribute کئے گئے لیکن Provincial Formula of Distribution of Fundsیا Provincial Finance Awardکی کیا بنیاد ہے، کیا یہاں پر کوئی Provincial Award یا اس کی سفارشات ہیں؟ میں آپ کو اسی مئی کی statisticsکی مثال دیتی ہوں کہ 40۔ارب روپے NFCایوارڈ سے آئے تھے۔ 22۔ارب روپے لاہور کو دیئے گئے اور 22 کروڑ روپے میرے خانیوال کو دیئے گئے۔ 22۔ارب اور 22 کروڑ روپوں کو اگر آپ نے آبادی کے تناسب سے بانٹا ہے تو80لاکھ آبادی لاہور کی ہے اور 20لاکھ آبادی خانیوال کی ہے۔ اس حساب سے one is to fourکی ratioبنتی ہے۔ اگر آپ 40۔ارب روپے تقسیم کرتے ہیں تو پچھلے مہینے ساڑھے پانچ ارب روپے خانیوال کو ملنے چاہئیں تھے لیکن ساڑھے پانچ ارب روپے نہیں دیئے گئے اور صرف 22 کروڑ روپیہ دیا گیا۔ میں کہتی ہوں کہ یہ ایک مہینہ کیا، پورے سال میں بھی اس طرح نہیں کریں گے، اسی طرح آپ ہر ضلع کا حساب لگا سکتے ہیں۔ ہر ضلع جو جنوبی پنجاب میں ہے اس کو Lahore population versus لگا کر دیکھ لیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ کتنی زیادتی ہوئی ہے، پھر آپ کہتے ہیں کہ یہ غداری ہے اور جنوبی پنجاب قائم کرنے کی آواز بڑھ گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں utilization of fundsکے بارے میں آپ کو بتادوں کہ اس کی بار بار تفصیل دی جاچکی ہے لہٰذا میں اس میں نہیں جاؤں گی لیکن میں وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی یہاں موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ کہیں نہ کہیں out of the boc methodology لائیں۔ آج کل تو یہ رواج ہے کہ C&W کے جو procedures ہیں وہ red tapism, ping pong inter-shunting of files between departments اور delay tacticsکا شکار ہے۔ اس میں ایک کمیشن مافیا موجود ہے۔ آپ جتنا بھی پیسا بھیجیں وہ utilize صرف اس لئے نہیں ہوتا کیونکہ اس C&W کے اندر honestلوگ بھی موجود نہیں ہیں جیسا کہ فواد حسن فواد کو بھی ایک منٹ میں transfer کر دیا کیونکہ اس نے کوشش کی کہ اس میں honesty آئے۔ Consultancies, out sourcing, open market competitions and

public privateلائی جائیں۔ آپ کو C&Wکو out of the boxلانا ہو گا، partnerships
اس میں آپ کو نئی methodologyبھی لانی ہو گی۔

جناب سپیکر! اسی طرح صحت کے حوالے سے میرے پاس ایک چھوٹی سی لسٹ تھی لیکن اس میں بھی اگر آپ دیکھیں تو صحت کے فنڈ میں صرف اور صرف misquote کیا گیا ہے کہ 52فیصد بڑھایا ہے۔ 52فیصد نہیں بلکہ صرف 16فیصد بڑھا ہے اس لئے کہ 12۔ارب روپے سے 14۔ارب روپے تک آپ calculate کریں تو 16فیصد بنتا ہے لیکن 9۔ارب روپے یا 7۔ارب روپے اگر آپ کے پاس بچ گئے تھے تو اس سے calculate کر کے اس کو 52فیصد کیسے لکھ دیا؟ میں اس حوالے سے یہ کہوں گی کہ بنگلہ دیش کو donor friendly اسے 22 percent donors friendly provinces province کہیں، لوگوں کو صوبے میں بلائیں کہ ہمارے صحت کے problems ہیں۔ بنگلہ دیش 22فیصد لوگوں سے لیتا ہے، بھارت 14فیصد لیتا ہے لیکن پاکستان صرف دو فیصد لیتا ہے۔ جب تک صحت کے حوالے سے آپ بجٹ میں donor friendly policiesاور donor friendly agencies کو دعوت نہیں دیں گے یہ مسئلہ کبھی بھی حل نہیں ہو سکتا۔ میں دوبارہ آپ سے یہی کہوں گی کہ آپ اس طرف توجہ دیں۔ میں اپنی تجاویز وزیر خزانہ صاحب کو تحریری طور پر submit کروں گی کہ کس طرح School Health Nutrition Supervisorکو permanentکیا جائے یا loansکو کس طرح lay offکیا جائے یا ہسپتال کو کیسے کیا جائے؟

جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی یہاں موجودگی میں یہ point out کرنا چاہتی ہوں کہ پنجاب کے لوگوں کو دو سال سے زکوٰۃ فنڈ کی مد میں پیسے نہیں ملے۔ خدارا جس حکومت نے زکوٰۃ ادا نہ کی ہو تو اس سے کس طرح برکت پڑے گی؟ ہم سب کی طرف سے آپ کو درخواست ہے کہ دو سال سے بیت المال اور زکوٰۃ کے پیسے پنجاب کے غریب عوام کو نہیں ملے اس طرف توجہ فرمائیں اور امسال سمیت تین سال کی واجب الاداز کوٰۃ غریب لوگوں کو دیں اور ان سے دعائیں لیں۔ خدا آپ کی اس حکومت میں اور اس وقت میں ضرور برکت ڈالے گا۔ شکریہ

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): شکریہ۔ جناب سپیکر! جب یہ معزز ایوان اپنی بجٹ کی ساری کارروائی کو مکمل کرے گا تو میں اپنی چند معروضات آپ کی خدمت میں اور آپ کے توسط سے اس معزز

ایوان کی خدمت میں پیش کروں گا۔ میری بہن نے لاہور کے حوالے سے 22۔ارب روپے کی figure دی تو میں ان facts پر روشنی ڈالوں گا۔ جنوبی پنجاب کے حوالے سے بنائی گئی بوگی کے غبارے سے مکمل طور پر ہوا نکالی جا چکی ہے۔ معزز وزیر خزانہ اور معزز ممبران نے اس پر facts کی بنیاد پر بات کی ہے لیکن لاہور کے حوالے سے میں آپ کے توسط سے اپنی بہن کی خدمت میں عرض کروں گا کہ میں ان کے facts اس ایوان میں لے آؤں گا۔ پچھلی حکومت کے دور میں رنگ روڈ کے حوالے سے جو الائنمنٹ change کی گئی اور خاص طور پر مشرقی الائنمنٹ کو شہر کے اندر لایا گیا۔ میں بغیر کسی point scoring اور الزام تراشی کے عرض کروں گا کہ دنیا بھر میں یہ established فلسفہ ہے کہ شہروں کے گرد رنگ روڈ بنتے ہیں تو اس کا خیال کیا جاتا ہے کہ جال شہر سے باہر ہو تا کہ آئندہ کے لئے expansion اور ضروریات پوری کر سکے نہ کہ شہر کے اندر اس کو لایا جائے۔ رنگ روڈ کی الائنمنٹ1980 یا1990 کی دہائی میں یا ہمارے پچھلے دور میں بنائی گئی تھی مگر اس کو شہر کے اندر لایا گیا حتیٰ کہ فیروز پور روڈ کو اس کا dividing line بنا دیا گیا۔ کبھی رنگ روڈ شہر کے اندر بنتے ہیں، اس سے میں یہ آپ کو عرض کرنا چاہتا ہوں اور اپنی بہن کی خدمت میں عرض کردوں کہ کئی زمینوں کی قیمتوں میں اضافہ کر کے ان کے کاروبار کو فروغ دیا گیا۔(شیم، شیم)

جناب سپیکر! میں یہ بات facts کی بنیاد پر کر رہا ہوں اور میں انشاءاللہ یہ ایوان میں پیش کروں گا کہ اگر وہ original الائنمنٹ ہوتی تو اس صوبہ کے اربوں روپے بچائے جا سکتے تھے۔ رنگ روڈ تو نہ بنا لیکن زمینوں کے کاروبار میں اربوں روپے خُورد بُرد ہو گئے اور یہی وجہ ہے میری بہن کہ لاہور کو طعنہ زن کیا جاتا ہے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: علی اصغر منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں اس بجٹ پر بحث کے موقع پر اتنا متوازن، خوبصورت، عوام دوست، ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر صوبہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ میری مراد خادم پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور صوبہ پنجاب کے وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ اور ان کی ٹیم میری مراد سیکرٹری خزانہ، ان کے رفقائے کار، Planning and Development Department کو

مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اس موقع پر میں اپنے دوستوں اور ان ناقدین کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ موجودہ بجٹ ایک عوام دوست بجٹ ہونے کے ساتھ ساتھ اس میں Education, Poverty Health, alleviationاور دیگر تمام social sectors میں allocationکو بڑھایا گیا ہے۔ اگر آپ Educationکو دیکھ لیں، زراعت کو دیکھ لیں، Irrigationکو دیکھ لیں، Healthکو دیکھ لیں، Livestock کو دیکھ لیں بلکہ میری مراد تو یہ ہو گی کہ زندگی کے تمام شعبہ جات کو دیکھ لیں، فنڈز کو بڑھایا گیا ہے اور ان میں transparencyکے عمل کو ترجیح دی گئی ہے تو میں 580 روپے سے زائد حجم کے صوبائی بجٹ کو پیش کرنے پر اپنے وزیر اعلیٰ پنجاب، اپنے وزیر خزانہ پنجاب کو دوبارہ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں باقی تمام departments اور تمام special initiativesجو میرے قائد میاں محمد شہباز شریف کی طرف سے لئے گئے ہیں یا ان کی ٹیم کی طرف سے لئے گئے ہیں جن پر میرے تمام دوستوں نے اس کے حق اور مخالفت میں اپنے دلائل دیئے لیکن میں صرف اور صرف چند منٹوں میں ایک ہی چیز پر بحث کرنے کے لئے جناب سپیکر کی اجازت چاہوں گا جس پر میرے کچھ دوستوں اور اس صوبہ کے کچھ ناقدین کو بڑا شدید اعتراض ہے۔ مجھے پتا ہے کہ انہیں یہ اعتراض کیوں ہے۔ یہ اعتراض انہیں اس لئے ہے کہ یہ پروگرام اور یہ سکیم صرف اور صرف غریبوں کے لئے ہے اور یہ اس صوبہ کے غریبوں کے لئے سکیم ہے اس لئے میرے دوستوں کو اس پر بہت problemہوتی ہے اور بہت اعتراض ہوتا ہے کیونکہ میرے قائد اور اس صوبے کے چیف ایگزیکٹو نے تاریخ پاکستان کی سیاست میں پہلی دفعہ صوبہ کے وسائل کا منہ براہ راست غریبوں کی طرف موڑ دیا ہے اس لئے انہیں problemہوتی ہے اور انہیں ایسے جھوٹے الزام لگانے سے پہلے سوچنا چاہئے اور اس چیز پر غور کرنا چاہئے کہ Asian Development کی 2000 سے لے کر 2005 تک کی رپورٹ جو 2006 میں شائع ہوئی اس میں یہ بات بڑی واضح تھی کہ گورنمنٹ اور سول سوسائٹی نے غربت مکاؤ اقدامات کئے۔ اس میں سب سے کم فائدہ صوبہ پنجاب کی عوام کو پہنچا اور وہ رپورٹ صفحہ مثل پر آج موجود ہے تو اسی لئے میرے قائد نے صوبہ پنجاب کی عوام کی غربت مکاؤ پروگرام کے لئے یہ پہلا اقدام اٹھایا جس کا فائدہ directغریب عوام کو ہوتا ہے۔ میرے دوستوں کو اس بات پر بھی غور کرنا چاہئے کہ یکم مئی کو ہمارے ایک

فیڈرل منسٹر جن کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے، جنہوں نے لاہور میں میڈیا میں بات کرتے ہوئے کہا جن کا نام سینیٹر وقار احمد خان ہے جو Minister for Investment ہیں انہوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ سستی روٹی سکیم بہت اچھی سکیم ہے اور اس سکیم کو باقی تین صوبوں کو بھی شروع کرنا چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اگر میرے کسی دوست کو وہ خبر چاہئے تو وہ The Nation کی خبر ہے یہ ملاحظہ فرمالیں۔ میری بات کو تقویت اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ یکم جنوری 2010 کو Provincial Coordination Committee کی میٹنگ میں (ق) لیگ کے ایک رکن قومی اسمبلی شیخ وقاص اکرم نے یہ فائنل سٹیٹمنٹ دی کہ سستی روٹی سکیم بہت اچھی سکیم ہے اور اس کو باقی تین صوبوں کو بھی شروع کرنا چاہئے۔ میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ وہ سکیم ہے جس کو ہمارے دوست مانتے بھی ہیں، recommend بھی کرتے ہیں لیکن جب ان کو اس کی افادیت کا علم ہوتا ہے، جب ان کو یہ پتا چلتا ہے کہ ہم نے تو گزشتہ پانچ سال کسی غریب کا نہ سوچا۔ ہماری حکومت براہ راست غریبوں کا سوچ رہی ہے اور غریبوں کو فائدہ ہو رہا ہے تو اس پر ان کو problem ہوتی ہے۔ میں عرض کروں گا کہ جس طرح ہمارے ناقدین نے یہ الزام لگایا کہ یہ سکیم rural areas کے لئے نہیں ہے یہ صرف urban areas کے لئے ہے تو میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ ملاحظہ فرمالیں کہ اس رپورٹ میں تمام صوبہ میں سستی روٹی کے لئے تنور کھولے گئے ہیں جس میں ڈی جی خان، رحیم یار خان، راجن پور، اٹک سرگودھا، لیہ، بہاولنگر اور تمام اضلاع میں۔۔۔

معزز ممبران حزب اختلاف: کتنے کتنے تنور کھولے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں، No cross talk, No cross talk

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں چیلنج سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لاہور میں آبادی سے کم تنور کھولے گئے ہیں، یہ ایک جھوٹا الزام ہے۔ آپ آبادی کی تعداد اور تنوروں کی تعداد کا تناسب منگوا کر ملاحظہ فرمالیں۔ آبادی کے تناسب سے جتنے تنور لاہور میں چاہئیں تھے ان سے کم ہیں۔ یہ میں چیلنج سے کہتا ہوں اور جتنے تنور ڈی جی خان، راجن پور، رحیم یار خان، اٹک، لیہ، بہاولنگر اور بہاولپور میں ہیں ان کی تعداد آبادی کے مطابق ہے۔ لاہور، گوجرانوالہ، فیصل آباد ان میں آبادی کے مطابق تعداد نہ ہے۔ اب ہم اس میں دوبارہ review کرنے جا رہے ہیں۔ اب ہم آٹا دینے کی بجائے direct

تنور مالک کے اکاؤنٹ میں cash دیں گے۔ ہم اپنے ناقدین کو یہ دعوت دیتے ہیں کہ یہ جھوٹے الزام تراشی کرنے کی بجائے آئیں اور ہمیں بتائیں کہ کہاں غلط کام ہو رہا ہے، ہم جہاں بہتر سمجھیں گے اور جہاں کوئی گڑبڑ ہوگی اسے ٹھیک کریں گے۔ آئیں ہمارے ساتھ مل کر transparency کو ترویج دیں نہ کہ جھوٹے الزام لگائیں۔ جیسا کہ میرے قائد نے کہا کہ کہیں اگر بجلی چوری ہوگی، گیس چوری ہوگی یا پانی چوری ہوگا تو کیا بجلی روک دی جائے گی، گیس روک دی جائے گی یا پانی روک دیا جائے گا؟ نہیں، نہیں، نہیں بلکہ اس میں transparency کے عمل کو دہرایا جائے گا۔ میں انہی گزارشات کے ساتھ اجازت لوں گا اور آخر میں ایک شعر عرض ہے کہ:

اپنا شیوہ ہے کہ جلاتے ہیں اندھیروں میں چراغ
ان کی سازش ہے کہ زمانے میں یونہی رات رہے

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے معزز بھائی نے ابھی جو بات کی ہے جو انہوں نے اخبار سے سینیٹر وقار کی سٹیٹمنٹ پڑھ دی ہے کیا یہ آپ کو بتانا پسند کریں گے کہ 26۔اپریل سے لے کر 26۔مئی تک پنجاب میں کتنی خودکشیاں ہوئی ہیں؟ اس کی ratio نکالی گئی ہے وہ 280 لوگ ہیں، کیا یہ House میں وہ سٹیٹمنٹ بتانا پسند کریں گے کہ ان خودکشیوں کا ذمہ دار کون ہے؟ وقار کی سٹیٹمنٹ تو ان کو یاد ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔۔۔order in the House منڈ اصاحب! آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں، آپ کی مہربانی۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میری اس سلسلے میں آپ سے اور معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے دونوں طرف کے معزز اراکین سے یہ گزارش ہے کہ یہ جواب الجواب کا اگر سلسلہ شروع ہو گا تو قائد ایوان نے ایکexceptionلی اسی طرح سے قائد حزب اختلاف بھی کسی موقع پرexception لے سکتے ہیں لیکن اگر ہم اسی طرح سے جس طرح سے تین دن بہت سے ہمارے حزب اختلاف کے اراکین نے بہت سی باتیں کیں جن کا جواب اسی وقت دیا جا سکتا تھا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ جواب الجواب کا اگر سلسلہ شروع ہو جائے گا تو پھر ایوان کا ماحول اورdecorum قائم نہیں رہے گا۔ جب ان کی طرف سے کوئی دوست بات کرے اور اگر وہ اس وقت جواب دینا چاہے تو وہ دے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک مقرر کے بعد دوسرے مقرر کو دعوت ملنی چاہیئے اور پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہونے چاہئیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!میری گزارش یہ ہے کہ جب بات کی جائے تو چیئر کو مخاطب کر کے کی جائے، ہماری طرف اشارے کر کے بات نہ کی جائے۔ اگر کوئی ہم سے مخاطب ہو کر بات کرے گا تو پھر ہم بھی جواب دیں گے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، جب منڈا صاحب بول رہے تھے تو وہ مجھے ہیaddress کر رہے تھے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے کی اجازت دیجئے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں، میں اس طرح بات کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ میں آپ کو اس طرح بات کرنے کی اجازت نہیں دیتا، آپ تشریف رکھیں۔ ایسا نہ کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کل بھی جو ہوا وہ آپ کے علم میں ہے کہ انہوں نے کس طرح مجھے روکا۔ آج میں صرف محترم وزیر اعلیٰ کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے صرف دو منٹ لوں گا جو کہ بہت ضروری ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: لوٹا، لوٹا، لوٹا۔۔۔(قطع کلامیاں)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ ان کو خاموش کرالیں ورنہ میں آج اس عورت کی وہ حقیقت بتاؤں گا جو آپ۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ مجھے address کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آج اس عورت کی حقیقت بتاؤں گا کہ یہ اصل میں کیا چیز ہے؟ آج آپ میرا مائیک نہیں روکیں گے، میں نے کل بھی اس کو برداشت کیا۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شیخ صاحب! دیکھیں، آپ ماحول کو خراب کرنا چاہتے ہیں۔۔۔

معزز خواتین ممبران حزب اختلاف: لوٹا، لوٹا، لوٹا۔۔۔

شیخ علاؤالدین: میاں شہباز شریف اور میاں نواز شریف کے دور میں، میں 93-1992 میں پاکستان کا distributor تھا۔۔۔

معزز خواتین ممبران حزب اختلاف: لوٹا، لوٹا، لوٹا۔

شیخ علاؤالدین: میاں نواز شریف نے جس طرح اس کے خاندان کو فائدہ پہنچایا۔۔۔(شور وغل)

معزز خواتین ممبران حزب اختلاف: لوٹا، لوٹا، لوٹا۔

جناب سپیکر: دیکھیں، بات سنیں۔۔۔

معزز خواتین ممبران حزب اختلاف: لوٹا، لوٹا، لوٹا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف پوائنٹ آف آرڈر پر آیا ہوں۔۔۔

معزز خواتین ممبران حزب اختلاف: لوٹا، لوٹا، لوٹا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ اپنی تقریر کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ House کو آپ نے چلانا ہے یا میں نے چلانا ہے؟ آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: یہ اپنے ساتھیوں کو بتاتی ہے کہ میں بڑی گاڑی میں آئی ہوں۔ یہ ان کو بھی پریشان کرتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں،۔ اچھا پھر آپ کی مرضی ہے، آپ کی مرضی ہے۔ یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔۔۔(شوروغل)

معزز خواتین ممبران حزب اختلاف: لوٹا، لوٹا، لوٹا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں لگژری ٹیکس کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں اور عوام کے فائدے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کون ہوتے ہیں مجھے روکنے والے؟

جناب سپیکر: جی، آپ ایسے بات نہ کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! 5۔ ارب روپے کا لگژری ٹیکس پر سالانہ نقصان ہو رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں گے، آپ تشریف رکھیں گے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ مجھے کیوں نہیں بات کرنے دیتے؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں ورنہ میں کچھ اور کرنے والا ہوں، میں آپ کو بتا دوں۔

شیخ علاؤالدین: کیا آپ مجھے باہر پھینکوا دیں گے؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میری بات سنیں، آپ اس معزز ایوان کا کچھ احساس کریں، آپ کی مہربانی ہے۔۔۔

معزز خواتین ممبران حزب اختلاف: لوٹا، لوٹا، لوٹا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، آپ تشریف رکھیں۔ میاں رفیق صاحب!

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، No, point of order آپ تشریف رکھیں۔ ان کا مائیک نہیں کھولنا۔ میاں رفیق صاحب!۔۔۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں، میں نے ان کو floor دے دیا ہے۔ جی، میاں رفیق!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آج آپ نے مجھے بجٹ پر بحث کرنے کے لئے موقع فراہم کیا ہے۔ سب سے پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس کے بعد میں روایتی طور پر اس بجٹ کو متوازن بھی قرار دیتا ہوں، pro people بھی قرار دیتا ہوں، pro poor اور ٹیکس فری بھی قرار دیتا ہوں جس پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب کے vision اور ان کی ٹیم اور وزیر خزانہ کی ٹیم کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں اپوزیشن کی طرف سے لگائے گئے الزامات کا جواب دوں گا۔ ایک الزام تو انہوں نے یہ لگایا تھا کہ یہ اعداد و شمار کا مجموعہ ہے اور اس کے ثمرات عوام تک نہیں پہنچیں گے اس کے جواب میں میرا جواب یہ ہے کہ پرویز مشرف کی hatchery میں جو مافیا پیدا کیا گیا وہ مافیا تھا کرپشن مافیا، کمیشن مافیا اور مہنگائی مافیا تھا اور وہ مافیا یقیناً اس بجٹ کے ثمرات ممکن ہے نہ پہنچنے دے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں وزیر اعلیٰ صاحب کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ پچھلی حکومت کے دور میں یہ باب پاکستان کے لئے اٹلی سے 96 کروڑ روپے کا سنگ مرمر درآمد کرنے پر ایک زر کثیر خرچ کیا تھا جس کو وزیر اعلیٰ صاحب نے آکر اس منصوبہ کا جائزہ لیا اور اس کے بعد اسے روک کر زر مبادلہ بچایا اور ملکی وسائل سے ایک چوتھائی میں باب پاکستان کو مکمل کرنے کی ہدایت کی ہے جس کے لئے میں وزیر اعلیٰ صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جو کہ قومی وسائل میں بچت کی ایک نادر مثال ہے، اس کے بعد انہوں نے اپنے سیکرٹریٹ کا بجٹ بھی 25 فیصد کم کیا ہے اور وزراء کی تنخواؤں میں بھی 25 فیصد کمی کی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ادھر سے زراعت، آبپاشی اور خوراک کے حوالے سے بھی الزام آیا ہے لیکن زراعت اور خوراک کے حوالے سے ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ 67 لاکھ ٹن گندم ابھی تک موجود ہے اور پھر زراعت ہماری آبپاشی کے ساتھ جڑی ہوئی ہے اور آبپاشی کے سلسلے میں، میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ 12۔اکتوبر 1996 سے پہلے جب نواز شریف صاحب مرکزی حکومت میں وزیر اعظم تھے تو واجپائی کو یہاں پر بلایا گیا، انہوں نے مینار پاکستان آکر پاکستان کو تسلیم کیا، اپنے تاثرات ریکارڈ کئے اور ایک اکارڈ تیار ہوا جس میں کشمیر اور دریائی پانیوں کا مسئلہ حل ہو جانا تھا وہ کون لوگ تھے جنہوں نے یہ برداشت نہیں کیا کہ یہ اکارڈ تسلیم ہو جائے اور 12۔اکتوبر 1999 کو ایک غیر قانونی قبضہ کے ذریعے پرویز مشرف

تشریف لے آئے اور اس کے بعد ہمارے پاکستان کے تینوں دریا جہلم، چناب اور سندھ ہندوستان کے حوالے کر دیئے گئے کہ ہم تو ان پر ڈیم بنا نہیں سکتے، جو آج کالا باغ ڈیم بنانے کا شور مچاتے ہیں اپنے وقت میں تو بنا نہیں سکے اور ہندوستان کے حوالے کر دیئے کہ بھئی! آپ ان پر ڈیم بنالو۔ انہوں نے بگلیہاڑ ڈیم، کشن گنگا ڈیم اور سندھ سے tunnel کے ذریعے پانی لا کر بھی ڈیم بنا رہے ہیں اس طرح پاکستان کو بنجر کرنے کی یہ ایک سازش ہے اور یہ سازش پرویز مشرف کی hatchery میں تیار ہوئی اور پیدا ہونی والی قیادت کے اندر انہوں نے ان کو ثابت کیا اور approve کیا، یہ تینوں دریا ہندوستان کے حوالے کر دیئے گئے۔

جناب سپیکر! یہ تعلیم پر اعتراض کرتے ہیں اور تعلیم کی مد میں جو رقم رکھی ہے اس میں نئے سکولوں، نئے کالجوں، نئے ہسپتالوں اور نئے ٹیچنگ ہسپتال کا اجراء اور اس کے علاوہ بڑی بات جو میں اپوزیشن اور ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ سب کو معلوم ہو گا کہ چیف منسٹر صاحب نے اس ایوان اور پارلیمانی پارٹی کے اجلاس کے اندر یہ اعلان کیا تھا کہ تمام بھرتیاں میرٹ پر ہوں گی اور ایجوکیٹر کی جتنی بھرتیاں بھی ہوئی ہیں وہ میرٹ پر ہوئی ہیں لیکن ٹوبہ ٹیک سنگھ کے اندر اس میں کچھ بد انتظامی ہوئی اور وہاں کے ڈی سی او صاحب کا کچھ کردار شامل ہے کہ انہوں نے مجھے بروقت اطلاع دی اور میں چیف منسٹر صاحب کے نوٹس میں لایا۔ چیف منسٹر صاحب نے انکوائری کروائی تو ان لوگوں کو جیل جانا پڑا۔ EDO اور باقی لوگوں کو جیل جانا پڑا، جنہوں نے اس میں بد انتظامی کی تھی اور میرٹ پر بھرتیاں نہیں کی تھیں اور دوبارہ دو دو، تین تین بار بار اس کو circularize کر کے میرٹ پر بھرتیاں کی گئی ہیں، یہ ایک سنہری کارنامہ ہے۔ آپ کے سامنے اور آپ کے توسط سے میں اپوزیشن کو یہ بات یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ان کے دور حکومت میں ایجوکیٹر کی بھرتی کے لئے کوٹے مقرر ہوئے۔ استاد اور استانیاں کوٹا پر بھرتی کی گئیں، نالائق ٹیچرز اور نالائق استاد بھرتی کئے گئے جن کو درخواست بھی لکھنا نہیں آتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اسی طرح سے Prosecution میں جو Prosecutors بھرتی کئے گئے وہ بھی کوٹے پر بھرتی کئے گئے اور وہ لوگ بجائے عدالتوں میں Prosecution کے فرائض انجام دینے کے لئے اپنے مخالفوں کے ساتھ وہ انتقام لے رہے ہیں جو (ق) لیگ کے علاوہ دیگر لوگوں کے ساتھ تھے۔

جناب سپیکر!TEVTA کے حوالے سے بھی میں بات کروں گا کہ اس پر بھی اعتراض ہوئے اورTEVTA کے ذریعے سارے پنجاب کے اندر جال پھیلایا گیا تا کہ غریبوں کے بچے فنی تعلیم حاصل کر سکیں اور آپ کو یہ سن کر حیرت ہو گی کہ پچھلے ہی دور میں جب قانون اور قواعد وضوابط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ٹوبہ ٹیک سنگھ میںTEVTA کا جو چیئر مین مقرر کیا گیا وہ (ق) لیگ کا شکست خوردہ امیدوار تھا جس نے (ق) لیگ کے students کو داخلہ دیا اور انہی کو انہوں نے کامیاب کروایا۔ اب ان کا اعتراض دانش سکولوں پر ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ چیف منسٹر صاحب کا سب سے بڑا انقلابی قدم ہے۔ کم وسائل والے لوگوں کی طرف وسائل کا موڑنا یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ جتنی ہماری elite class ہے، جتنی ہماری بیورو کریسی ہے یہ ان کے لئے تکلیف دہ ہے۔ ان کو یہ تکلیف ہے کہ غریبوں کے بچے ان دانش سکولوں میں پڑھ کر ان کے برابر آجائیں گے۔ جیسے یہ کنئیرڈ کالج ہے، جیسے یہ ایچی سن کالج ہے ان کے معیار پر یہ لوگ تعلیم حاصل کر کے ان کی جگہ لے لیں گے۔ ان کو صرف یہی مروڑ ہے یہی تکلیف ہے۔ غریب بچوں کے لئے یہ نادر موقع ہے کہ وہ بھی انہی کالجوں اور انہی سکولوں کے برابر تعلیم حاصل کر کے بیورو کریسی میں آسکیں، سی ایس ایس کا امتحان دے کر آسکیں، انجینئر بن سکیں، ڈاکٹر بن سکیں یا حکومتوں کے اندر آسکیں اور یہاں پر خواجہ سلمان صاحب نے اپنی ایک تقریر میں یہ بات کہی تھی اور فیض صاحب کے شعر کہے تھے اور میرے ایک دوست نے طبقاتی نمائندگی کے حوالے سے بھی یہاں پر بات کی تھی تو میں ان کو یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ آنے والے وقت میں وہ نوے فیصد لوگ جو محروم ہیں ان میں سے پچھتر فیصد دیہاتوں میں آباد ہیں، مزدور ہیں، چھوٹا کاشتکار ہے، باقی مزدور ہیں یہ نوے فیصد لوگ ہیں جو کہ اقتدار سے بھی محروم ہیں، اختیارات سے بھی محروم ہیں۔ آنے والے وقت میں، انہی دانش سکولوں کے ذریعے اور انہی تعلیمی اداروں کے ذریعے ان تک شعور اور آگاہی پہنچ رہی ہے۔ وہ وقت قریب آرہا ہے جب وہ بھیک نہیں مانگیں گے بلکہ حق حکمرانی مانگیں گے۔ بس مجھے ایک شعر پڑھنے کی اجازت دے دیجئے۔

اب سوچ کا محور بھی بدلنا ہو گا، اب نظام زر بدلنا ہو گا
گر نہ ہو ممکن بدلنا جسم کا بھی، بادشاہ کا سر بدلنا ہو گا

شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، اب ادھر سے پوائنٹ آف آرڈر آگیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ ابھی سی ایم صاحب کے پاس آئی تھیں، وہ کہہ رہی تھیں کہ مجھے آپ کے اقدامات بہت پسند ہیں اور میرا پورا خاندان آپ کے ساتھ ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ اس بات کو چھوڑیں۔ اچھے انسانوں کی آپ قدر کیا کریں۔ میں نے ادھر floor دیا ہوا ہے۔ جی۔

محترمہ خدیجہ عمر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o شکریہ۔ جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب نے یقیناً بڑے اچھے الفاظ میں اور بڑے اچھے انداز میں تیسری دفعہ یہ بجٹ پیش کیا ہے لیکن بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس میں ہمیشہ کی طرح اربوں اور کھربوں کی باتیں کی گئی ہیں لیکن وہ ارب اور کھرب کہاں گئے کوئی پتا نہیں۔ حکومت کا کوئی منصوبہ بھی مکمل نہیں ہو سکا۔ کسی منصوبے میں، کسی کام میں کوئی vision نظر نہیں آتا۔ ہر دفعہ نئے targets کا آغاز کرتے ہیں، ہر دفعہ نئے target fix کرتے ہیں اور پھر اگلی دفعہ ایک نیا محاذ کھول لیا جاتا ہے۔ Budget utilization کے حوالے سے اس حکومت کے اداروں کی کارکردگی انتہائی غیر تسلی بخش ہے جیسے اس دفعہ بجٹ میں ڈویلپمنٹ فنڈ کا استعمال 43 فیصد ہوا تو آپ اسی سے اندازہ لگالیں کہ بجٹ کی جو utilization ہے اس کا کیا حال ہے؟ میں یہاں پر یہ بھی کہوں گی کہ اس صوبہ کی یا اس گورنمنٹ کی ناکامی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ جب یہ گورنمنٹ میں آئے تو انہوں نے جمہوریت کے نعرے لگائے، بڑا واویلا کیا، ڈیموکریسی کے اداروں کو مضبوط کرنے کی بات کی گئی اور میثاق جمہوریت پر بھی جب sign ہوئے تو اس میں سب سے پہلے یہ کہا گیا کہ جمہوریت کو بحال کریں گے، اداروں کو مضبوط کریں گے لیکن آج یہ حال ہے کہ سرکاری ملازمین پر انحصار کیا گیا ہے اور ایک International Transparency Report کے مطابق Administrators کی تقرری کے بعد بلدیاتی اداروں میں corruption زیادہ ہوئی ہے۔

جناب سپیکر!میں یہاں پر ایجوکیشن کے حوالے سے یہ بتانا چاہوں گی کہ وزیر خزانہ صاحب نے وزیر اعلیٰ کے ایماء پر16۔جون2008 کو کسی مغربی مفکر کے حوالے سے یہ فرمایا جس کا نام انہوں نے آج تک نہیں بتایا، اس مفکر کے قول کے مطابق "جس قوم کی لائبریریوں اور لیبارٹریوں کی بتیاں روشن رہتی ہیں وہ قوم کبھی شکست نہیں کھا سکتی۔"تو میں حکومت کے ذمہ داران سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کہاں ہیں وہ لائبریریاں اور کہاں انہوں نے وہ بتیاں روشن کی ہیں؟ میری اطلاع کے مطابق صوبہ کے 28ہزار423 سکولوں میں بجلی نہیں ہے۔ تیس ہزار چھ سو چار سکولوں میں سیوریج سسٹم نہیں ہے۔ سولہ ہزار آٹھ سو تین سکولوں میں واش رومز نہیں ہیں۔ اس وقت پنجاب دہشتگردی کے خوف کے سائے میں ہے اور وہ دہشتگرد عبادت گاہوں اور تعلیمی اداروں کو نشانہ بنائے ہوئے ہیں لیکن سرکاری سکولوں کا یہ عالم ہے کہ یہاں پر تقریباً سولہ ہزار سرکاری سکول گیٹ سے محروم ہیں اور تین ہزار چوکیداروں کی اسامیاں خالی ہیں۔نو ہزار آٹھ سو چالیس سکول پینے کے پانی کی سہولت سے محروم ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ بات کہ صوبہ میں علمی انقلاب لانے کی باتیں ہو رہی ہیں اور آج کی تاریخ تک صوبہ پنجاب کے سرکاری اداروں میں پچیس ہزار اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ تین دانش سکولوں کے لئے 3۔ارب روپیہ، جبکہ تریسٹھ ہزار سکولوں کے لئے4۔ارب روپے۔ تین دن سے اخبار میں اکیس colleges کو ٹھیکے پر دینے کی بات کی جارہی ہے۔ یہ ہم اپنے عوام کے بچوں کو کیا پیغام دے رہے ہیں؟ ہم اربوں روپے چند سکولوں پر لگا رہے ہیں اور ایک طرف colleges کو ٹھیکے پر دے رہے ہیں۔ ویسے تو یہ آدھا صوبہ ٹھیکہ پر ہی چل رہا ہے، کچھ مشیر بھی ٹھیکوں پر ہیں اور task forces بھی ٹھیکوں پر ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ جو غریب بچے تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کا مستقبل خراب کرنے کی بجائے اس صوبہ کو ٹھیکے پر دے دیا جائے تو شاید یہ بچ جائے۔ گزشتہ اڑھائی سالوں میں لائبریریوں کی بتیاں روشن کرنے والی حکومت نے کسی سرکاری سکول میں لائبریری نہیں بنائی ہے اسی لئے دانشور کہتے ہیں کہ "پہلے تولو پھر بولو"۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر اٹھارہویں ترمیم کے حوالے سے جس کے تحت آپ نے بھی حلف لیا ہے اور بلدیاتی اداروں کے الیکشن جو ہیں وہ الیکشن کمیشن آف پاکستان کروائے گا۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہ2 کروڑ38 لاکھ روپے کس کھاتے میں رکھے گئے ہیں؟ جب الیکشن اتھارٹی کا کوئی کردار ہی نہیں رہا تو پھر پیسے کھانے کا یہ کوئی نیا منصوبہ ہے؟ یہ مقروض صوبہ کے ساتھ سراسر زیادتی

ہے۔ میں یہاں پر ذکر کروں گی 60 to 70 percent economy میں cottage industry کا بہت بڑا contribution ہے اور یہ غریب کی انڈسٹری ہے جس کا اس بجٹ میں کہیں ذکر ہی نہیں کیا گیا۔ یہ بہت زیادتی ہے کہ مہنگائی اور بے روزگاری کی وجہ سے لوگ خودکشیاں کر رہے ہیں، crime rate بڑھ رہا ہے، جرائم بڑھ رہے ہیں لیکن میں لاہور کی بات کرتی ہوں جہاں پر good governance کی مثال دی جاتی ہے۔ اس لاہور شہر میں کتوں بلیوں کا گوشت کھلایا جا رہا ہے اور یہاں پر یہ حال ہے کہ کوڑھ کے مرض میں مبتلا ایک فیملی ہسپتال میں گئی تو اسے دھکے دے کر ہسپتال سے باہر پھینکوا دیا گیا۔ یہ good governance ہے؟ اسی لاہور میں غربت کے خاتمے کی باتیں ہو رہی ہیں، غریب کو انصاف دلانے کی باتیں ہو رہی ہیں، کاشتکار مر رہا ہے مگر غریب کے لئے سستی روٹی مہیا کی جا رہی ہے۔ اس پنجاب کے دل لاہور میں جب بجٹ پیش کیا گیا تو پوری بجٹ تقریر میں industry cottage کے لئے ایک لفظ نہیں بولا گیا حالانکہ یہ ایک غریب کی انڈسٹری ہے اور اس کے لئے ایک پیسا بھی نہیں رکھا گیا۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر ہیلتھ کے حوالے سے بات کروں گی کہ دل کے مریض کوئٹہ میں بھی ہیں، پنڈی میں بھی ہیں، لیہ میں بھی ہیں بھکر میں بھی ہیں، یہ مرض ہر جگہ پر ہے تو مجھے ایک بات کی سمجھ نہیں آئی کہ جب راولپنڈی میں پہلے ہی cardiology Hospital موجود ہے تو یہ کہاں کی عقل مندی ہے کہ وہاں پر ایک اور Cardiac Centre بنایا جائے۔ ایک طرف تو ہم جنوبی پنجاب کی محرومیوں کی بات کرتے ہیں، میں بڑا appreciate کروں گی کہ یہاں پر ہمارے treasury benches کے بھائی احسان الحق نولاٹیا صاحب نے بھی اس چیز کو support کیا ہے اور جنوبی پنجاب کی محرومیوں کا ذکر کیا ہے بلکہ ہمارے بہت سے treasury benches کے بھائیوں نے اس چیز کو support کیا ہے۔ ہم ایک طرف تو ان کی محرومیوں کی بات کرتے ہیں اور یہی ہسپتال ہم ڈیرہ غازی خان میں بھی بنا سکتے تھے، یہی ہسپتال ہم لیہ میں بھی بنا سکتے تھے اور یہی ہسپتال ہم بھکر میں بھی بنا سکتے تھے۔ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آئی کہ یہاں پر دوبارہ ایک ہسپتال بنانے کی ضرورت کیوں پیش آئی ہے؟ چونکہ میرا تعلق گجرات سے ہے اور اس حوالے سے میں کہوں گی کہ وزیر آباد کا جو Cardiac Centre ہے اس کی بلڈنگ موجود ہے صرف اس کو functional ہونے کی ضرورت ہے تو مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ اس کو functional کیوں نہیں کیا گیا؟ کیا اس سے گجرات کے لوگ مستفید ہو جائیں گے

اور یہی وجہ ہے کہ وہاں پر نہیں بنایا گیا۔ میں نے پہلے بھی اپنی تقریر میں کہا تھا اور میری موجودہ حکومت سے یہ گزارش ہے کہ گجرات صوبہ پنجاب کا حصہ ہے وہاں بھی پنجاب کی عوام رہتی ہے اس لئے مہربانی فرما کر ان کے ساتھ اس طرح کی زیادتیاں نہ کی جائیں۔

جناب سپیکر!میں یہاں پر بیرونی قرضوں کے متعلق ذکر کروں گی کہ 2009-10 اور2010-11 میں جو قرضے لئے گئے اور جتنا ہم نے ان کا سود ادا کیا، پچھلے دو تین دن سے ہم نے یہاں این ایف سی ایوارڈ کا بہت ذکر کیا ہے اور اس کے share کی بڑی باتیں ہو رہی ہیں۔ میرا خیال یہ ہے بلکہ facts and figures کے مطابق این ایف سی ایوارڈ کا جو ہمیں share ملے گا اور اس سے تو ہم سارا قرضہ ہی ادا کر دیں گے اور ہمارے ہاتھ خالی کے خالی ہوں گے۔ مہربانی کریں اور ایسی چیزوں پر غور کریں جس سے ہمیں آئندہ future میں کوئی فائدہ ہو اور ہم آگے کی طرف بڑھیں کیونکہ اس وقت ہماری حالت دن بدن worse ہوتی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! خواتین کا اگر اس بجٹ میں ذکر ہو ہی گیا، دو تین سال بعد خواتین کا نام آیا ہے، اس میں لکھا گیا ہے کہ 15۔ارب روپے اس مد میں دیئے جائیں گے۔ میری وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش ہے کہ وہ اپنی wind up تقریر میں یہ ضرور بتائیں کہ وہ 15۔ارب روپے کہاں استعمال ہوں گے، کیسے استعمال ہوں گے اور کہاں سے خواتین کو اس سے فائدہ حاصل ہو گا؟ مہربانی کریں اور اس کے متعلق تفصیل بتائیں۔ جتنے بھی میرے بھائی ہمارے اس معزز ایوان کے رکن ہیں میری ان سے گزارش ہے کہ مہربانی فرما کر اسمبلی میں خواتین کے ساتھ امتیازی سلوک بند کیا جائے کیونکہ ہم بھی آپ لوگوں کی مائیں ہیں، بہنیں ہیں اور بیٹیاں ہیں۔ ہم یہاں پر بڑی معزز families سے آئی ہوئی ہیں اور ہمیں چاہئے کہ ہم اس ایوان کی عزت کا خیال رکھیں۔ ہم بھی اس طرح ہیں جس طرح آپ کے گھر میں ماں، بہنیں اور بیٹیاں ہیں۔ یہ جان کر بھی بڑی خوشی ہوئی کہ ڈیرہ غازی خان میں میڈیکل کالج مفت کتابوں کی فراہمی اور سابق حکومت کا منصوبہ mass transit ہو یا آئی ٹی پارک کا منصوبہ ہو بالآخر انہیں اڑھائی سال نفرت کا نشانہ بنائے رکھنے کے بعد دوبارہ شروع کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔ اسی طرح Rescue 1122 کے متعلق بھی میں وزیر خزانہ صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ اس کو ہم اور شہروں میں بھی اس کا آغاز کریں گے اس پر میں ان کی بڑی مشکور ہوں، چلیں

آخر دیر آید درست آید۔ ان کو یہ احساس ہو گیا کہ وہ اچھے منصوبے تھے اور دو سال انہوں نے good governance کی وجہ سے وقت ضائع کیا۔ میں یہاں پر ٹاسک فورسز کی بات کرنا بھی ضروری سمجھتی ہوں کہ جب بھی ہم نے ٹاسک فورسز پر تنقید کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ اب آپ wind up کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: میں wind up کرتی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ٹاسک فورسز اس لئے بنائی گئی ہیں کہ ان کی recommendation سے محکموں میں بہتری آئے گی۔ ویسے تو بتیس ٹاسک فورسز ہیں اگر ان کا میں پُرسان حال بتاؤں تو وقت میرے پاس نہیں ہے لیکن ایک ٹاسک فورس سے آپ سمجھ جائیں گے کہ باقیوں کا کیا حال ہے۔ ایک ٹاسک فورس جس میں تیرہ recommendations دی گئیں لیکن ان میں سے ایک کو بھی consider نہیں کیا گیا۔ یہ ٹاسک فورس جیل خانہ جات کی ہے جس کے چیئرمین جناب حمزہ شہباز شریف ہیں۔ اب آپ خود سمجھ جائیں کہ باقی ٹاسک فورسز کا کیا حال ہو گا۔ میں آخر میں یہ کہوں گی کہ ہیلتھ کے حوالے سے بھی 16۔جون 2008 کو ادا کئے ہوئے جملے کا حوالہ دوں گی جس میں انہوں نے کہا تھا کہ ہم سرکاری ہسپتالوں کو اس مقام پر لے آئیں گے جس میں مریض کی حیثیت کو نہیں دیکھا جائے گا بلکہ مریض کو دیکھا جائے گا۔ میں یہاں پر آپ کو ایک اخبار کی تصویر دکھاتی ہوں جس میں حافظ آباد میں ایک خاتون تڑپ رہی ہے اس کا کوئی پرسان حال نہیں ہے اور وہ ہسپتال کے باہر گری ہوئی ہے، اسے کوئی نہیں پوچھ رہا۔ یہی آپ دیکھ لیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔ آپ کا بہت شکریہ۔ محترمہ ڈاکٹر آمنہ بٹر صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر پہلے ان کی بات سن لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! کیا ہی اچھا ہوتا جس وقت خادم اعلیٰ موجود تھے اس وقت آپ مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کرتے۔

جناب سپیکر: کون جی؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! جب خادم اعلیٰ موجود تھے تو ان کی موجودگی میں اگر آپ مجھے پوائنٹ آف آرڈر پیش کرنے کا موقع دے دیتے تو کتنا اچھا ہوتا۔ یہ کتنا importantکام ہے جو کہ عرصہ اڑھائی سال سے رکا ہوا ہے اور یہ directاس اسمبلی کی چھت تلے کام کرنے والے غریب ملازمین کا مسئلہ ہے، ان کی زندگیوں کا مسئلہ ہے اور اس کے لئے آپ نے ایک کمیٹی بنائی تھی اس کمیٹی نے اپنی سفارشات پیش کیں انہوں نے فیصلہ کیا ان فیصلوں کو bulldozeکرتے ہوئے جس جگہ پر غریب ملازمین کے کوارٹرز تعمیر ہونے تھے وہاں پر تھانہ بنایا جارہا ہے اور کسی کمیٹی کی سفارش کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ پیپلز ہاؤس میں اس وقت جو کوارٹرز ہیں ان کی چھتیں برسات میں ٹپکتی رہتی ہیں وہ سخت مخدوش حالت میں ہیں، اگر یہ کوارٹرز نہیں بنانے تو حکومت بتائے۔اس چھت کے نیچے کام کرنے والوں کو تحفظ دینے میں حکومت ناکام ہو چکی ہے۔ خدارا ان کی کم از کم repairہی کروادیں اور ان کو اس قابل بنادیں۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں، میں وہ رپورٹ دیکھتا ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! یہ انتہائی اہمیت کا معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ بہت مہربانی۔ یہ پیپلز ہاؤس والی بات وزیر اعلیٰ کو سنانے والی بات ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب! پھر کس کو بتائیں؟

جناب سپیکر: جی، پیپلز ہاؤس کے لئے میں آپ کا خادم بیٹھا ہوا ہوں۔ محترمہ ڈاکٹر آمنہ بٹر صاحبہ!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! آپ کی بات سے light moodمیں، میں بھی ایک بات آپ کے علم میں لانا چاہوں گا کہ ویسے تو قائد ایوان کا ایوان میں تشریف لانا ہمیشہ بہت ہی بہتر ہوتا ہے اور اس کے بہت فائدے ہوتے ہیں لیکن بعض اوقات کوئی نہ کوئی ضرر اس طرح سے بھی ہو جاتا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ میرے بھائی میاں رفیق صاحب نے جو تقریر تیار کی تھی اس کے بارے میں مجھے تھوڑا سا علم تھا۔۔۔

جناب سپیکر: وہ مجھے بھی پتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): لیکن وزیر اعلیٰ صاحب جب بیٹھے تھے تو انہوں نے تقریر بالکل بدل دی ہے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ انہیں ایک دفعہ دوبارہ موقع دیا جائے کیونکہ انہوں نے جو تقریر تیار کی تھی وہ بھی سننے والی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، آخر میں ان کو بھی موقع دے دیں گے۔ محترمہ! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o سب سے پہلے میں محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کو خراج عقیدت پیش کروں گی۔ کل ان کی سالگرہ ہے اور آج ہم پنجاب حکومت کا تیسرا budget discuss کر رہے ہیں اور یہ محترمہ کا دیا ہوا ہی تحفہ ہے۔ یہ جمہوری حکومت یہ coalition Government پورے پاکستان میں چل رہی ہے۔ محترمہ کے خون سے سینچ کر ہمیں یہ جمہوریت ملی ہے اور ہمارا یہ فرض ہے کہ اس کی ہم اپنی جان سے بھی زیادہ حفاظت کریں۔ محترمہ ہی کا دیا ہوا یہ تحفہ ہے اور ہم آج یہاں نہ ہوتے اگر محترمہ کی مفاہمت کی پالیسی نہ ہوتی، محترمہ کی فہم و فراست نہ ہوتی اور محترمہ اپنی جان کی قربانی نہ دیتیں۔ میں صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ ان کی سیاسی بصیرت، فہم و فراست اور مفاہمت کی پالیسی کی وجہ سے ہی آج ہم Government coalition میں اپنا تیسرا budget discuss کر رہے ہیں۔ میں صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری کی ہمت کی داد دیتی ہوں۔ یہ پاکستان کی تاریخ میں تو کیا پوری دنیا کی تاریخ میں ایسا کبھی ہوا ہی نہیں کہ ایک شخص جو اپنی کرسی پر بیٹھا ہوا ہو اور اپنے ہاتھ سے اپنے اختیارات اور اپنی powers دوسروں کے حوالے کر دے۔ اس کے لئے بہت بڑا حوصلہ، ہمت اور جگر چاہئے اور اس کا اعزاز پاکستان پیپلز پارٹی اور ہمیں ہی ملا ہے، ہمارے قائد کے پاس ہی یہ حوصلہ اور ہمت ہے۔ coalition Government اور جمہوریت کا استحکام بہت اہم ہے۔ coalition Government کے لئے شاعر نے کہا ہے:

عجب سلگتی ہوئی لکڑیاں ہیں رشتہ دار
جدا ہوں تو دھواں دیں ملیں تو جلنے لگیں

جناب والا! بجٹ پر بات کرتے ہوئے میں یہ سمجھتی ہوں کہ بجٹ تو ایک دن پیش ہوتا ہے، یہ ایک دن کا process نہیں ہے، یہ جو موٹی موٹی کتابیں ہیں ان کی بھی اتنی اہمیت نہیں ہے۔، بجٹ وہ ہے کہ ہمارا یہ فرض ہے کہ بجٹ کی implementation کے بارے میں سوچیں۔ سال میں 365 دن ہوتے ہیں، ہر روز ہمیں بجٹ کے بارے میں سوچنا ہے، انصاف کے بارے میں سوچنا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا ہے کہ ظلم کے ساتھ تو معاشرہ چل سکتا ہے، انصاف کے بغیر معاشرہ نہیں چل سکتا اور انصاف صرف وہی نہیں ہوتا جو عدلیہ میں ہوتا ہے کیونکہ وہ تو صرف 5 percent of the population کو pursue کرتے ہیں۔ آبادی کے سو فیصد کو معاشی، سیاسی، معاشرتی اور معیشتی انصاف چاہئے۔۔۔ اٹھارہویں ترمیم انصاف ہے، این ایف سی ایوارڈ کی منصفانہ تقسیم، صوبوں کو خود مختارانہ حقوق انصاف ہے۔ گورنمنٹ ملازمین کی تنخواہوں میں پچاس فیصد اضافہ انصاف ہے۔انصاف یہ نہیں ہے کہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ میں سات لاکھ روپے روزانہ خرچ ہوتے ہیں۔ لاہور جیسے شہر میں گرین ٹاؤن اور ٹاؤن شپ میں ایسے پرائمری سکول ہیں جہاں پر آج بھی بچے درختوں کے نیچے پڑھ رہے ہیں، یہ انصاف نہیں ہے۔ یہ انصاف نہیں ہے کہ گرین ٹاؤن، ٹاؤن شپ میں لڑکیوں کا صرف ایک ہی کالج ہے جو پہلے فزیکل ایجوکیشن کا کالج تھا اب اسی کو ڈگری کالج بنا دیا گیا ہے لیکن ان کے پاس proper facilities نہیں ہیں۔ ہم باتیں تو ماحول کی آلودگی کی کرتے ہیں کہ ہمارا ماحول آلودہ ہو رہا ہے اور ہمیں environment پر focus کرنا چاہئے مگر ہم نے اس سال environment کا بجٹ 21 فیصد گھٹا دیا ہے، یہ انصاف نہیں ہے۔ ہم باتیں تو کرتے ہیں کہ غریب کو فوائد دینے ہیں، غریب کے لئے subsidy دینی ہے اور low income housing جو ہمارے بجٹ کا significant programme ہے اس میں پچھلے سال سے 20 فیصد بجٹ کم کر دیا گیا ہے۔

جناب والا! سستی روٹی بہت اچھی سکیم ہے، میں آج صبح بھی اپنے گھر میں غریب خواتین سے سستی روٹی کے بارے میں بات کر رہی تھی تو انہوں نے مجھے کہا کہ "کتھے اے سستی روٹی، سستی روٹی مینوں کپڑے نہیں دیندی، سستی روٹی مینوں بس دا کرایہ نہیں دیندی" ہمیں minimum wages کی implementation پر کام کرنا ہے۔یہ بھی انصاف نہیں ہے کہ جب وزیر اعلیٰ شہباز شریف صاحب چاند باغ سکول جاتے ہیں جہاں پر میرے جیسے لوگ تو اپنے بچوں کو بھیجنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے۔

جہاں پر امراء سے بھی امراء کے بچے جاتے ہیں-میرے خیال میں اس سکول کی ماہانہ فیس بائیس پچیس ہزار روپے ہے - وہ چاند باغ سکول کو تو چھ کروڑ روپے دیتے ہیں اور ہمارے ہاں پرائمری سکولوں، سیکنڈری سکولوں میں بچوں کے پاس بیٹھنے کے لئے کمرے نہیں ہیں، جہاں کرسیاں نہیں ہیں اور سکولوں کے gates تک نہیں ہیں - یہ انصاف نہیں ہے- یہ بھی انصاف نہیں ہے کہ پنجاب حکومت جماعت الدعوۃ کو جو کالعدم جماعت ہے، جو دہشتگرد جماعت ہے اسے 8 کروڑ روپے دیتی ہے- یہ بھی انصاف نہیں ہے کہ---

جناب سپیکر: آپ کی بجٹ پر بحث ہے؟ پلیز بجٹ پر بحث کریں-

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! میں بجٹ پر بحث کر رہی ہوں اور یہ میرا استحقاق ہے-

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کیا یہ بجٹ پر بحث ہو رہی ہے، کیا جماعت الدعوۃ بجٹ ہے؟

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! بجٹ پر بات ہو رہی ہے اور یہ پیسا حکومت پنجاب کی طرف سے گیا ہے- کل پرسوں لوگوں کا جو بھی دل چاہا انہوں نے بولا ہے لیکن بہر حال میں بجٹ پر ہی focus کر کے بول رہی ہوں-

جناب سپیکر: آپ ٹائم کے اندر بات مکمل کریں-

ڈاکٹر آمنہ بٹر: یہ کون سا ٹائم ہے؟ میرے تو دو منٹ میں دس منٹ ہو جاتے ہیں اور باقی لوگوں کو بیس منٹ-میں بہت مختصر بات کر رہی ہوں-

جناب سپیکر: میں ٹائم کا بڑا پابند ہوں-میں آپ کے ٹائم سے اوپر ایک منٹ بھی نہیں دوں گا-

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! یہ بھی انصاف نہیں ہے کہ ہم نئے ہسپتال بنانے کی بات کرتے ہیں، ہم میڈیکل کالجز بنانے کی بات کرتے ہیں لیکن وہ ڈاکٹر جو دس دس، پندرہ پندرہ، بیس بیس سال محنت کر کے آتے ہیں وہ پاکستان میں رہنا چاہتے ہیں، حکومت کے ہسپتالوں میں کام کرنا چاہتے ہیں لیکن ان کی تنخواہ ایک کلرک کی تنخواہ سے بھی کم ہے-اس وجہ سے brain drain ہو رہا ہے- ہمارے intelligent ترین لوگ ملک سے باہر جا رہے ہیں-یہ بھی انصاف نہیں ہے کہ پاکستان کی پنجاب کی یونیورسٹیز میں جو یہاں کا پروفیسر ہے اس کی تنخواہ ڈیڑھ لاکھ روپے ہے اور foreign Professor کی تنخواہ تین لاکھ روپے ہے-یہ

بھی انصاف نہیں ہے کہ ہم نے ٹیوب ویل کے لئے subsidy کے لئے پیسے promise کئے تھے وہ نہیں دیئے گئے۔انصاف یہ بھی نہیں ہے کہ ہم نے ستر ٹاسک فورسز بنائی ہوئی ہیں مگر تیرہ وزارتیں خالی ہیں۔ یہ بھی انصاف نہیں ہے کہ اس وقت ایوان میں مسلم لیگ کا کوئی وزیر نہیں بیٹھا۔میاں محمد شہباز شریف گئے ہیں تو وہ وزراء بھی چلے گئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا!ہم women empowerment کی بات کرتے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ کیا کرتے ہیں،انہیں بار بار کیوں disturb کرتے ہیں؟

ڈاکٹر آمنہ بٹر: ہم women empowerment کے لئے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں مگر ہماری اسمبلی میں خاتون کی عزت نہیں ہے۔یہ بھی انصاف نہیں ہے کہ خواتین کو فنڈز نہیں دیئے جا رہے۔میں زراعت کے شعبے کے حوالے سے بات کروں گی، آپ زمیندار ہیں، میں بھی کاشتکار گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں۔ہم نے اپنے ڈویلپمنٹ بجٹ میں زراعت کے لئے صرف 3فیصد رکھا ہے اس میں بھی زراعت، لائیو سٹاک، فشریز اور فوڈ کو ملا کر رکھا ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ہماری source of income تو زراعت ہے، ہم کسان کے بچے ہیں مگر ہم کسان کو ہی اس کے حقوق نہیں دے رہے۔

جناب والا!یہ انصاف نہیں ہے کہ ہم اربوں روپے کی کروڑوں ایکڑ زمین ملٹی نیشنل کمپنیوں کو lease کر دیں، ہم باہر سے آئے ہوئے لوگوں کو دے دیں گے تو وہ مزارعے جو سو سال سے حکومت پنجاب کی زمین پر مختلف farms میں اپنا خون دے رہے ہیں لیکن ہم ان کو حقوق نہیں دے رہے۔ "جھیڑا واہوے اُہی کھاوے"یہ تمام باتیں مساوات کی ہیں بلھے شاہ نے کہا اے:

چل او بلھیا اُتھے چلئے جتھے سارے انے
نہ کوئی ساڈی ذات پچھانے نہ کوئی سانوں منے

جب تک ہم اس بات کو نہیں سمجھیں گے، غریب عوام، خواتین بچے رو رہے ہیں ہمیں ان کے حقوق کی implementation کے لئے بات کرنی ہے۔جان اللہ تعالیٰ کو دینی ہے اور ہمیں یہ یاد رکھنا ہے کہ غریب، کسان، مزدور، کھیت مزدور اور شہروں میں کام کرنے والے لوگ رو رہے ہیں، ان کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ہم تو یہ کہہ رہے ہیں کہ سستی روٹی، سستی روٹی، سستی روٹی، ہمیں

سوچنا چاہئے کہ ہم Queen Marry and Anthony کی طرح ہوگئے ہیں جس نے کہا کہ لوگوں کے پاس کھانے کے لئے روٹی نہیں تو انہیں کیک دے دو۔ہم کہتے ہیں کہ لوگوں کے پاس بس میں چڑھنے کے لئے پیسے نہیں ہیں۔کرائے کے لئے پیسے نہیں ہیں۔ہم انہیں سستی روٹی تو دے رہے ہیں۔ہمیں یہ سوچنا ہے کہ سستی روٹی کی طرح فوڈ سپورٹ پروگرام شروع کیا گیا لیکن وہ کرپشن کی وجہ سے ختم ہو گیا۔اپنے کارکنوں اور کرپٹ لوگوں کو دینے کے لئے ایسے پروگرام بناتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی شکریہ۔اب آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! میں آخر میں ایک شعر پیش کرنا چاہتی ہوں۔

اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخ امراء کے در و دیوار ہلا دو
جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہء گندم کو جلا دو

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! انہوں نے کہا کہ غریبوں کو جگا دو، پاکستان کے غریبوں کو امریکہ میں رہ کر جگا دو۔ان سے پوچھیں کہ ان کی شہریت کون سی ہے؟

جناب سپیکر: پلیز! آپ اس بات کو چھوڑیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہاں پر معزز ممبران کو حقائق پر بات کرنی چاہئے۔انہوں نے کہا ہے کہ ڈاکٹر کی تنخواہ کلرک سے کم ہے۔محترمہ یہ بات ثابت کریں کہ کس ڈاکٹر کی تنخواہ کلرک سے کم ہے؟

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! ہم سب کو یہ معلوم ہے کہ پنجاب میں پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کی مخلوط حکومت ہے۔پنجاب میں چالیس فیصد حصہ پیپلز پارٹی claim کرتی ہے اور ساٹھ فیصد پاکستان مسلم لیگ (ن) پچھلے تین دن سے پیپلز پارٹی کے متعدد اراکین نے تقاریر کی ہیں تو ان کی تقاریر کی tone اپوزیشن والی ہے۔میں اس پر سخت احتجاج کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ یہ بات اپنی پارٹی میٹنگ میں کریں۔یہ میرے متعلقہ نہیں ہے۔بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: یہ غلط طریق کار ہے۔بغل میں چھری منہ میں رام رام۔

جناب سپیکر: پلیز! آپ یہ بات اپنی پارٹیوں میں کریں۔

شیخ علاؤالدین: وہ صحیح بات کر رہے ہیں، انہیں بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: آپ اپنی پارٹیوں میں بات کریں، مجھے کیا اعتراض ہے؟ آپ ان کے وزراء کے notice میں لائیں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: ان کی طرف سے جو تقریر بھی آتی ہے وہ اپوزیشن کی زبان بولتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ یہ بات اپنی پارٹی میں کریں۔ یہ باتیں میرے سامنے کرنے کی نہیں ہیں۔ پلیز! آپ تشریف رکھیں۔ آپ House میں ایسی باتیں نہ کریں، جا کر کسی چینل پر کر لیں۔ان کا حق ہے وہ جو کچھ بولتے ہیں آپ سنتے جائیں۔ آپ اس کا جواب چینل پر دیں یا اپنی پارٹی میٹنگ میں دیں ۔ یہاں بیٹھ کر بات نہ کریں۔ محترمہ! اپنی سیٹ پر ہو جائیں۔اب چودھری عبداللہ یوسف صاحب کی باری ہے۔

چودھری عبداللہ یوسف: شکریہ۔ جناب سپیکر! لوگ زیادہ وقت مانگتے ہیں لیکن میں سب سے کم وقت لوں گا۔ جس صوبہ میں لوگ غربت، افلاس اور بھوک سے تنگ آ کر بیوی بچوں سمیت خودکشیاں کر رہے ہوں، جہاں corruption rampant ہو، جہاں تعلیم کی سہولتیں نہ ہوں، جہاں غریبوں کے علاج کے لئے دوائی میسر نہ ہو، جہاں Law and Order نہ ہو اور جہاں غریب کی عزت محفوظ نہ ہو میں ایسی حکومت کے ایسے بے کار بجٹ پر بحث کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں اور میں under protest اپنے آپ کو disassociate کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر چودھری عبداللہ یوسف as a protest تقریر کئے بغیر بیٹھ گئے)

جناب سپیکر: جیسے آپ کی مرضی۔ جی، جناب خالد جاوید اصغر گھرال!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! وہ ابھی تقریر نہیں کرنا چاہتے۔ انہوں نے اپنا time مجھے دیا ہے۔

جناب سپیکر: گھرال صاحب! آپ میری بات سن لیں کہ اب آپ کو time مشکل سے مل سکے گا۔ میں نے آپ کو time دیا ہے اور آپ نے آگے کہہ دیا ہے۔ Let me tell you. میں بعد میں کچھ نہیں کر سکوں گا۔ جی، علی حیدر نور خان نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر اظہار خیال کا موقع دیا اور اس کے ساتھ میں اس معزز ایوان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اس جمہوری حکومت نے اس سال اپنا تیسرا بجٹ پیش کیا ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اگر انسان کے دل میں کچھ کر گزرنے کا جذبہ ہو تو راستے خود بخود اپنی منزل کا رستہ بتانے لگتے ہیں اور انسانی عزم و ہمت کے سامنے تمام مشکلات، تکالیف اور مصیبتیں ریت کی دیوار ثابت ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے گزشتہ سال بھی بجٹ پر بحث کے دوران یہ بات کہی تھی کہ شاید ہماری یہ حکومت دودھ اور شہد کی نہریں نہ بہا سکے لیکن یہ حکومت جو کام کرے گی وہ ایمانداری اور نیک نیتی کے ساتھ کرے گی۔ غریبوں کی خدمت اور ان کے دکھوں کو کم کرنے کے جذبے کے ساتھ کام کرے گی۔ ہم کوشش کریں گے کہ ہمارے کاموں سے ترقی کا رُخ غربت زدہ علاقوں کی طرف مڑ جائے۔

جناب سپیکر! ہم شاید دودھ اور شہد کی نہریں واقعی نہیں بہا سکے لیکن دیئے کی روشنی میں پڑھنے والا غریب کا وہ position holder بچہ جسے وسائل نہ ہونے کے باعث کبھی کالج کے گیٹ سے آگے نہیں جانے دیا جاتا تھا آج وہ بچہ یورپ کی عظیم درسگاہوں میں پاکستان کا سرکاری مہمان ہونے پر فخر کر رہا ہے۔ میرے سکول کے وہ بچے جنہیں کبھی قلم اور کتاب بھی میسر نہ تھی آج کمپیوٹر کے ذریعے پوری دنیا ان کی انگلیوں کے نیچے ہے اور ان بچوں کے دلوں میں یہ امید جاگ چکی ہے کہ آج وہ بھی ایچی سن کے مقابلے میں دانش سکولوں میں بیٹھیں گے اور علم و دانش کے وہ موتی چن سکیں گے جو غربت کی تاریکی میں گم ہو چکے تھے۔ ان بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے والا استاد جو کہ ایک باپ کا درجہ رکھتا ہے آج وہ بھی مطمئن ہے کہ اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کرنے پر اس کے ہاتھوں کو بھی چوما جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! نئے مالی سال میں حکومت نے میڈیکل کالجوں کی سیٹیں بڑھا کر اور چار نئے میڈیکل کالج تعمیر کر کے ہر سال ایک ہزار نئے ڈاکٹرز بنانے کا جو منصوبہ تیار کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس اقدام سے ان طالب علموں کو بھی ڈاکٹر بننے کا موقع مل سکے گا جو 80 اور 90 فیصد نمبر حاصل کرنے کے باوجود اپنے خوابوں کو ریزہ ریزہ ہوتے دیکھتے تھے۔ میڈیکل کالجوں میں کم نشستوں کے باعث ان کے مقدر پر سیاہ لکیر کھینچ دی جاتی تھی۔

جناب سپیکر! وہ بوڑھی ماں جو ٹوٹی چارپائی پر دوائی نہ ملنے کے باعث، علاج نہ ہونے کے باعث اپنے بچوں کے سامنے دم توڑ دیتی تھی آج اس جیسی ہزاروں ماؤں کو مفت ادویات فراہم کرنے کے لئے حکومت نے 6۔ارب روپے مختص کئے ہیں۔ آج انہیں بھی مفت Dialysis کی سہولت حاصل ہے۔ وہ سہولت جو آپ کے بندوق اٹھائے ایک آمر نے ایک شاہی حکم کے ذریعے ختم کر دی تھی۔ آج جگر کے مرض میں مبتلا میرے صوبے کے غریب لوگ بھی Liver Transplant کروانے کا خواب دیکھ سکتے ہیں۔ اب دور دراز کے علاقوں میں رہنے والے لوگ موبائل ہسپتالوں کے ذریعے گھر کی دہلیز پر صحت کی سہولتیں حاصل کر سکیں گے۔

جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ پنجاب، میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے صرف پنجاب کی عوام کا نہیں سوچا بلکہ 2۔ارب روپے کے کارڈیالوجی ہسپتال کا تحفہ بلوچی بھائیوں اور بہنوں کو بھی دیا ہے۔

جناب سپیکر! آج میرے صوبہ کی زمین جس پر ناجائز قابضین قابض تھے، جو کہ قبضہ groups کے قبضہ میں تھی آج اس زمین کو حق داروں کے حوالے کیا جا رہا ہے۔ حکومت کے اس اقدام سے 4لاکھ ایکڑ اراضی بے زمین کاشتکاروں میں تقسیم ہو گی۔ میری ان اپوزیشن کے بہن بھائیوں سے گزارش ہے کہ یہ بھی سوچیں کہ حکومت کے اس اقدام سے کتنے گھروں میں خوشحالی آئے گی، کتنے چہروں پر مسکراہٹ آئے گی اور ان جاگیر داروں کے کتنے مزارعے مالک بنیں گے کہ جن کی کئی نسلیں اپنا خون پسینہ زمین میں دفن کر دیتی تھیں لیکن پھر بھی غربت ان کا مقدر رہتی تھی۔

جناب سپیکر! میرے پیپلز پارٹی کے وہ بہن اور بھائی جو بلاوجہ اس بجٹ پر تنقید کر رہے ہیں میں انہیں کہوں گا کہ یہ اب ایک grace show کریں۔ یہ اس بجٹ کے اوپر تنقید کر رہے ہیں لہٰذا یہ

grace show کریں اور اس بجٹ کو ووٹ نہ دیں کیونکہ یہ اگر اس بجٹ پر ووٹ کریں گے تو وہ منافقت کے زمرے میں آئے گا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ زرعی گریجوایٹس کو سرکاری زمین lease پر دینے سے نہ صرف اضافی رقبہ زیر کاشت آئے گا بلکہ پیداوار میں بھی اضافہ ہوگا اور ہاتھوں میں ڈگریاں پکڑے ہوئے وہ بے روزگار جو کہ بے روزگاری کا طعنہ سنتے تھے اب وہ بھی خود مالک بنیں گے۔

جناب سپیکر! عوام کو وہ وقت یاد ہے کہ جب پچھلے پانچ سالہ دور میں حکومت نے جنوبی پنجاب کو اس کے حق سے محروم رکھا۔ وہ رقم جس پر جنوبی پنجاب کے بھائیوں کا حق تھا ایک ڈکٹیٹر کے جلسے کرانے پر لُٹا دی گئی۔ اس وقت عوام کے ان منتخب نمائندوں نے آمریت کا ساتھ دیا اور انہوں نے آمریت کا ساتھ دے کر پرویز مشرف کو دس بار وردی سمیت صدر بنانے کا جو عہد کیا تھا عوام نے 2008 کے الیکشن میں جمہوریت کے پردے میں چھپے ان آمروں کو وہ سبق سکھایا کہ آج وہ شرم کے مارے مشرف کے سائے سے بھی دور بھاگتے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ کیا آپ خاموش نہیں رہ سکتے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم تو ان کی مزاحیہ باتوں کو enjoy کر رہے ہیں۔ ہم تو ان کی مزاحیہ تقریر کو enjoy کر رہے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ خواب سنا رہے ہیں، یہ نیند میں ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ مزاحیہ باتیں نہیں کر رہے بلکہ صحیح باتیں کر رہے ہیں۔ جی، علی حیدر نور خان نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! جمہوریت کے پردے میں چھپے ہوئے ان آمروں کو 2008 کے الیکشن میں عوام نے وہ سبق سکھایا کہ آج یہ لوگ مشرف کے سائے سے بھی دور بھاگتے ہیں۔ جنوبی پنجاب کے لئے 52۔ارب روپے کی رقم جو بجٹ میں مختص کی گئی ہے وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہماری حکومت نے 62 سالہ محرومیوں کو دور کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور آج جنوبی پنجاب کے بھائی اس

دھارے میں شامل ہیں۔ آبادی کے لحاظ سے وسائل پر 31فیصد حصہ رکھنے والا علاقہ ترقیاتی بجٹ کے 36فیصد کا مالک ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ وہ hints لے رہے ہیں۔ وہ ماشاء اللہ خود ہی بہت سمجھدار ہیں۔ وہ صرف اپنے hints لے رہے ہیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! Chief Minister Punjab کا یہ vision ہے کہ ہم انشاء اللہ جنوبی پنجاب کی 62سالہ محرومیوں کو دور کریں گے اور آج جنوبی پنجاب کا وارث ہونے کا دعویٰ کرنے والوں سے ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے پانچ سالہ دور میں جنوبی پنجاب کے لئے کیا کیا؟ انہوں نے اپنے پانچ سالہ دور میں 68۔ارب روپے کی رقم خرچ کی اور اس میں سے 80 فیصد رقم کرپشن کی نذر ہو گئی جبکہ موجودہ حکومت نے تین سال میں جنوبی پنجاب کے لئے 120۔ارب روپے کے funds مہیا کر کے جنوبی پنجاب کی محرومیوں کو اپنا سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ حکومت کو اس بات کا احساس ہے کہ ملک کے معاشی حالات ٹھیک نہیں ہیں اور بڑھتی ہوئی مہنگائی نے عوام کی مشکلات میں اضافہ کیا ہے لیکن اس کے باوجود خادم اعلیٰ پنجاب نے ایوان وزیر اعلیٰ اور وزراء کی تنخواہوں کو 25فیصد کم کر کے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کو 50 فیصد بڑھا دیا ہے اور وہ 50 فیصد تنخواہیں بڑھا کر ہم نے ان لوگوں کے آنسو پونچھنے کی کوشش کی ہے اور میرے وہ retired بزرگ جن کی تیس، چالیس سالہ خدمات کا صلہ 2000/1500 روپے کی صورت میں پنشن میں ملتا تھا آج اس پنشن کی شرح کو کم از کم -/3000روپے کر کے حکومت نے ان کی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔

جناب سپیکر! میں اب ایک ایسا آئینہ دکھانا چاہتا ہوں جس میں سرکاری مال لوٹنے والے لٹیروں کے چہرے بڑے صاف نظر آئیں گے۔ بنک آف پنجاب پر اربوں روپے کا ڈاکا مارنے والے ڈاکوؤں کے چہرے اس آئینے میں دیکھے جا سکتے ہیں، کرپشن کے محلات کھڑے کرنے والے اور مزارعوں کی زمینوں پر قبضہ کرنے والے اس آئینے میں اپنا چہرہ دیکھ سکتے ہیں۔ آسمان پر تھوکا منہ پر آتا ہے، موجودہ حکومت پر تنقید کرنے والے براہ مہربانی Transparency International کی رپورٹ پڑھ کر دیکھیں جس کے اعداد و شمار چیخ چیخ کر ہماری سچائی، ہماری ایمانداری، ہماری نیک نیتی اور اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ قوم کا ایک ایک پیسا خلوص، ایمانداری اور عوامی جذبے کے تحت خرچ کیا جائے

گا۔ ہم نے کوئی bullet proof گاڑیاں درآمد نہیں کیں، ہم نے secret funds کے اربوں روپے نہیں لوٹے بلکہ یہی رقم غریب آدمی کو سستی روٹی دینے پر خرچ کی ہے، ہم نے یہی رقم سستا آٹا دینے پر خرچ کی ہے، ہم نے اپنے کسان بھائیوں کو یہی رقم سستے ٹریکٹر خریدنے پر خرچ کی ہے اور یہی رقم آبپاشی کے ان منصوبوں پر خرچ کی ہے جن سے میرے پنجاب کا کسان بہتر فصل اُگا سکے گا، جس سے میرے پنجاب کے دیہات میں دوبارہ خوش حالی آئے گی، جس سے میرے پنجاب کی محرومیاں اور اندھیرے ترقی کے اجالوں میں بدل جائیں گے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ نا امیدیاں پھیلانے والے سن لیں کہ حکومت آج بھی پُر امید ہے، میں آج بھی پُر امید ہوں، عوام آج بھی پُر امید ہے، ہماری ہمت اور جذبوں سے مسائل کے اندھیروں میں امید کے جگنوؤں کی روشنی بالآخر ان ڈوبتے اندھیروں میں روشنی کا سیلاب لے کر آئے گی جو ان مسائل کو ختم کر دے گا، اس غربت کو ختم کر دے گا، اس بھوک کو ختم کر دے گا، اس مہنگائی کو ختم کر دے گا، اس بے روزگاری کو ختم کر دے گا اور انشاء اللہ ہم عوام اور اپنے خدا کے سامنے سرخرو ہوں گے۔ میں حکومتی اور اپوزیشن ارکان سے درخواست کرتا ہوں کہ آیئے اس معزز ایوان میں یہ عہد کریں کہ اب تیز آندھیاں چلیں یا طوفان آئیں ترقی اور خوش حالی کا یہ سفر اب رکنے نہیں پائے گا اور اب غریب کو اس کی دہلیز پر انصاف ملے گا، اب دہشتگردی کا جڑ سے خاتمہ ہو گا اور اب صحراؤں، زرخیز میدانوں اور برفیلے پہاڑوں کے دامن تک علم کی روشنی پھیلے گی اور بجٹ کے اعداد و شمار اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ ہماری نیتیں صاف ہیں، ہم کام کریں گے، کام کریں گے اور انشاء اللہ مسائل آہستہ آہستہ حل ہوتے جائیں گے اور میں اس دعا کے ساتھ آپ سے اجازت لوں گا کہ:

خدا کرے میری ارضِ پاک پر اترے
وہ فصلِ گُل جسے اندیشہ زوال نہ ہو
یہاں جب پھول کھلے وہ کھلا رہے صدیوں
یہاں خزاں کو گزرنے کی بھی مجال نہ ہو
جو سبزہ اُگے وہ ہمیشہ سبز رہے

ایسا سبز کہ جس کی کوئی مثال نہ ہو
خدا کرے کہ نہ خم ہو سرِ وقارِ وطن
اس کے حسن کو تشویشِ ماہ و سال نہ ہو
ہر ایک فرد ہو تہذیب و فن کا اوج و کمال
کوئی ملول نہ ہو کوئی خستہ حال نہ ہو
خدا کرے کہ میرے اِک بھی ہم وطن کے لئے
حیات جرم نہ ہو زندگی وبال نہ ہو
خدا کرے میری ارضِ پاک پر اُترے
وہ فصلِ گل جسے اندیشہ زوال نہ ہو

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! نیازی صاحب نے اپنی تقریر میں بنک آف پنجاب میں 50-ارب روپے کے فراڈ کا ذکر کیا اور انہوں نے محسن لغاری صاحب کی طرف دیکھا تو یہ ان کا قصور تو نہیں ہے۔ محسن لغاری صاحب اس قرضے میں ملوث نہیں ہیں وہ اور لوگ ہیں جو منظر عام پر آ چکے ہیں۔

جناب سپیکر: جو لوگ اس فراڈ میں ملوث ہوں گے وہ اپنی سزا بھگتیں گے، آپ ان کو کیوں نشانہ بنا رہے ہیں؟ محترمہ غزالہ سعد رفیق صاحبہ!

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس وقت تو میں نے آپ سے point of order پر ٹائم مانگا تھا آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا ہے تو میں جو رویہ پچھلے تین دن سے اس ایوان میں دیکھ رہی ہوں، تقریر تو کچھ اور تھی جیسے کہ روایت ہے کہ آپ بجٹ تقریر میں بجٹ کے علاوہ بھی بہت ساری باتیں کر سکتے ہیں اور آپ جو باتیں کرنا چاہتے ہیں، جو نکتے آپ اٹھانا چاہتے ہیں وہ آپ budget speech میں اٹھا سکتے ہیں۔ یہ رویے جو ہم سب نے یہاں پر adopt کئے ہوئے ہیں، مجھ سے پہلے جب میرا بھائی تقریر کر رہا تھا اس میں، میں نے لوگوں کے جو رویے دیکھے ہیں میں یہاں پر کہنا چاہتی ہوں کہ یہ طرزِ سیاست اب پنجاب کے لوگوں کو قبول نہیں ہے۔ اس طرز سیاست کی پاکستان میں اب کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم آپس میں لڑیں، ہم چاہتے ہیں کہ ہم آپس میں مقابلہ

کریں تو وہ مقابلہ ایسا ہونا چاہئے کہ کس طرح اس ملک سے کرپشن کا خاتمہ، ٹھیکیدار مافیا کا خاتمہ، غربت کا خاتمہ، بھوک اور افلاس کا خاتمہ کیا جائے۔ خدارا آج نہ صرف پورا پنجاب بلکہ پورا پاکستان ہم سب کو دیکھ رہا ہے کہ پنجاب پاکستان کا وہ صوبہ ہے جس کی طرف ہر بشر کی نظر ہے اور ہر پاکستانی باشندے کی نظر ہے تو آپ ایسا تماشا کر کے لوگوں کو نہ دکھائیں کہ لوگ آپ کو سیاستدان سمجھنے کی بجائے تماشا گیر سمجھنا شروع کر دیں اور اسمبلیوں میں آنے والے لوگوں کو بیوقوف اور نااہل سمجھیں۔ خدا کے لئے اس طرز سیاست کو تبدیل کیجئے۔ خدا کے لئے پاکستان کے ان غریب، بھوکے ننگے اور بے سروسامان بے روزگار نوجوانوں کے بارے میں سوچیں نہیں تو ایک دن اس طرح آئے گا کہ وہ نوجوان اٹھیں گے اور سب کچھ اپنے ساتھ بہا کر لے جائیں گے پھر کسی کی سیاست نہیں بچے گی۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ ہم سیاست کریں گے ایک دوسرے کے اوپر point scoring کر کے، دشنام طرازی کر کے سیاست کریں گے تو میں اس ایوان کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ کسی کی سیاست نہیں بچے گی۔ ہم سب اس میں جائیں گے اور پھر کوئی فوج آپ کے ملک میں نہیں آئے گی بے روزگار، بے سروسامان کچی آبادیوں اور کچے مکانوں میں رہنے والے لوگ آئیں گے وہ آپ سب کو بہا کر لے جائیں گے۔

جناب سپیکر! یہ کیا طریقہ ہے جو میں پچھلے تین دن سے یہاں پر دیکھ رہی ہوں کہ ہڑتالیں کر کے اور اس ایوان میں shout کر کے کہتے ہیں کہ ہم اور صوبے بنائیں گے۔ صوبے بنانے چاہئیں لیکن انتظامی بنیادوں پر بنانے چاہئیں، لوگوں کو relief دینے کی بنیادوں پر بنانے چاہئیں لیکن کسی وڈیرے کو وزیر اعلیٰ بنانے کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے صوبے نہیں بننے چاہئیں۔ صوبے بنانے کے لئے آئین میں ایک طریق کار موجود ہے۔ آئیں ہم اپنی مرکزی حکومت سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ اعلیٰ عدلیہ کا ایک کمیشن قائم کرے اور پاکستان میں صوبوں کی نئی حد بندیوں کے بارے میں بات کرے اور ان سفارشات کو ایوانوں میں پیش کیا جائے اور ان صوبوں کو اس ملک کے رہنے والے لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے حد بندیاں کی جائیں اور انتظامات کی بنیاد پر حد بندیاں کی جائیں کسی وڈیرے کو وزیر اعلیٰ بنانے کی خواہش میں صوبے نہیں بنیں گے، ہم اس کے خلاف کھڑے ہو جائیں گے اور دیوار بنیں گے۔ پاکستان کے آئین میں اس کا طریق کار موجود ہے۔ میں یہ جو ساری باتیں کر رہی ہوں تو آپ یقین کریں کہ میں دل سے سوچ کر آئی تھی کہ میں اس ایوان میں تقریر نہیں کروں گی۔ میں تقریر

کرنے کے لئے سوچ کر ہی نہیں آئی تھی لیکن جو رویہ پچھلے تین چار دن سے میں اس ایوان میں دیکھ رہی ہوں اس پر میں بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا چاہتی ہوں کہ پاکستان میں اس طرز سیاست کی گنجائش ختم ہو گئی ہے۔ ہم سب کے پاس یہ آخری موقع ہے کہ ہم نے پاکستان کے غریب عوام کے مستقبل کے لئے کیا کرنا ہے تو آئیں آج بھی ہمارے پاس موقع ہے، آئیں اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہر رکن جس کا تعلق کسی بھی جماعت سے ہے، کسی بھی سیاسی سوچ سے ہے، آئیں ہم مل کر اس پاکستان کو بچالیں۔ ہم مل کر پاکستان کے ہر بچے کو وہ روشن مستقبل دینے کی کوشش تو کریں، آئیں ہم کرپشن مافیا کو ختم کرنے کی کوشش تو کریں، آئیں ہم لڑیں اور اس بات پر لڑیں کہ ہم کیسے معصوم بچوں کو بچا سکیں گے۔ آئیں ہم اس معزز ایوان میں آج یہ عہد کریں کہ ہم کس طرح اپنے ملک کو آگے لے کر جائیں گے؟ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہم سب اس میں ملوث ہیں۔ آئیں ہم سب مل کر اس کرپشن کے خاتمے کے لئے پاکستان کے پھول سے معصوم بچوں کے مستقبل کی خاطر آج یہ عہد کریں اور اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہر سیاسی جماعت کے، ہر فرد سے، ہر کارکن سے میری التجاء اور التماس ہے کہ ہم ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے والی سیاست کو دفن کر دیں، اس کو ختم کر دیں اور اس کو آگے نہ بڑھنے دیں کہ یہ ہمارے کسی کام نہیں آئے گی۔ ہم میں سے کوئی بھی اس کو لے کر نہیں چل سکے گا۔ آئیں پاکستان کے روشن مستقبل کے لئے ہم سب ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر آگے چلیں۔

جناب سپیکر! چند اشعار مجھے یاد آ رہے ہیں جو میں کہنا چاہتی ہوں کہ:

تسلیم کہ رات اندھیری ہے الام کی گھمن گھیری ہے
تیرا تن زخموں سے چُور بہت میرا دل غم سے رنجور بہت
اے کعبہ دل اے معبدِ جاں تجھے زخمی چھوڑ کے جاؤں کہاں
میرے جیتے جی ان شہروں پر ان کھیتوں پر ان نہروں پر
آسیب کی زردی چھائے کیوں تیرے نین کنول مرجھائیں کیوں
اے میرے دیار وفا و یقیں خوشحال سدا آباد سدا تیرے بازو گجرے لال سدا

سر رکھ دیں گے ہر پتھر پر دل رکھ دیں گے ہر ڈالی پر

ہم آنچ نہ آنے دیں گے کبھی اس خاک کی خوش اقبالی پر

(نعرہ ہائے تحسین)

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ کل مجھے بات کرنے کا مکمل موقع نہیں دیا گیا لیکن تین معاملات ایسے ہیں جو میں وزیر خزانہ کے علم میں لانا چاہتا ہوں جس سے بہت بڑا مسئلہ اس قوم کو اس وقت درپیش ہے۔ اس وقت ایک معاملہ یہ ہے کہ encashment کا ریٹ 6 فیصد سے بھی اوپر چلا گیا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ وزیر خزانہ اس بات کو فوری سمجھ لیں گے کہ اڑھائی فیصد زکوۃ لینے کے بعد capital کو white قرار دے دیا جائے تاکہ رجسٹریوں کے اندر ان کو اربوں روپے کا فائدہ ہو جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مرکزی حکومت نے Pay Orders اور Drafts پر جو 03. فیصد لگایا ہے اسی ایوان نے دو دفعہ قرارداد پاس کی تھی کہ cash withdrawal پر ٹیکس نہ لیا جائے اس سے مرکزی حکومت اربوں روپیہ پنجاب سے لے رہی ہے اور اب Orders Pay اور Bank Drafts پر لگا دیا گیا ہے۔ یہ میری main تقریر کا حصہ تھا لیکن مجھے بولنے نہیں دیا گیا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ وزیر خزانہ اس بات کو دیکھ لیں کہ اس سے اتنا بڑا طوفان آئے گا۔

جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ گاڑیوں پر luxury tax فوراً ختم کر دیا جائے۔ اس سے پنجاب کو سالانہ پانچ چھ ارب نقصان ہو رہا ہے کیونکہ گاڑیاں اسلام آباد اور کراچی میں رجسٹرڈ ہو رہی ہیں۔ یہ میری تین ایسی گزارشات ہیں جن پر مجھے اس ایوان کی مدد کی ضرورت ہے، اس قوم کے لئے مدد کی ضرورت ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: یہ سب آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ فکر نہ کریں۔ جی، طاہر اقبال چودھری صاحب!

جناب طاہر اقبال چودھری: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے بجٹ 11-2010 پر مجھے بھی بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ مجھ سے پہلے اراکین نے اپنی اپنی تقریر میں بجٹ 11-2010 پر بات کی ہے۔ میں بھی یہ سمجھتا ہوں

کہ یہ بجٹ ایک ایسے وقت میں پیش کیا گیا ہے جب ہمارا صوبہ پنجاب بدترین معاشی، مالی اور انتظامی بدحالی کا شکار ہے۔ بجٹ کسی بھی حکومت کی آئندہ کی حکمت عملی ہوتی ہے، اس کا کوئی پروگرام یا visionہوتا ہے، اس کی عکاسی کرتا ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں جس طرح مجھ سے پہلے بھی لوگوں نے کہا کہ ہمارا صوبہ تقریباً90۔ارب روپے کا مقروض ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر ہر ماہ کی 30 تاریخ کو وفاقی حکومت ہماری مدد کے لئے نہ پہنچے تو اس صوبہ کے پاس تنخواہیں دینے کے لئے بھی پیسے ناکافی ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ کے جو اہداف ہوتے ہیں وہ ٹیکسوں کی وصولی کے حوالے سے ہوتے ہیں۔ پچھلے سال 10-2009 کے ٹیکسوں کا ہدف 149۔ارب روپے رکھا گیا تھا پھر اُس کو کم کر کے 137۔ارب روپے کر دیا گیا۔ اب مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ اس ہدف کو بڑھا کر 191۔ارب روپے کر دیا گیا ہے، یہ لوگوں کو بے وقوف بنانے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے کیونکہ پہلے جو ہدف مقرر کیا گیا تھا اس میں حکومت ناکام ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! میں اب زراعت کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ صوبہ پنجاب بلکہ پورے ملک کی معیشت زراعت سے وابستہ ہے اور اس کے لئے 10-2009 میں 3.2۔ارب روپے کا بجٹ رکھا گیا تھا لیکن اس میں سے صرف 2.3۔ارب روپیہ خرچ کیا گیا ہے۔ موجودہ حکومت کی پالیسی کسان دوست ہے اس حوالے سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جتنا بجٹ کسانوں کے لئے رکھا گیا تھا اس میں حکومت کی دلچسپی نہیں ہے۔ میں اس میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ گندم کی فصل تازہ تازہ آئی تھی اب اس حوالے سے کسانوں کے ساتھ ظلم و زیادتی جو ہوئی ہے اس کی مثال پچھلے جتنے بھی ادوار گزرے ہیں ان میں نہیں ملتی۔ میں یہ حقیقت بتا رہا ہوں کہ گندم خرید کرنے کا جو ہدف رکھا گیا تھا اس سے بہت کم کسان سے گندم خریدی گئی ہے۔ حکومت پنجاب نے گندم خریدنے کا پھر ایک ایسا طریق کار وضع کر دیا کہ اس کے اندر پٹواری کو شامل کیا گیا حالانکہ موجودہ حکومت بھی یہ سمجھتی اور کہتی ہے کہ پٹواری کسان کا استحصال کر رہا ہے لیکن اس دفعہ گندم کی خریداری بھی پٹواری سے منسلک کر دی گئی کہ جب تک کوئی زمیندار اپنی فردِ ملکیت یا فردِ کاشت لے کر نہیں آئے گا تب تک اُس کی گندم نہیں خریدی جائے گی، اس دوران پٹواریوں نے لاکھوں روپے کمائے ہیں اور یہ ساری ملی بھگت تھی۔ کسانوں سے ان کی جو گندم خریدی گئی ہے اس کی ابھی تک بہت ساری وصولیاں بھی نہیں ہو سکیں۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ کوئی بھی حکومت صنعتی ترقی کے ذریعے اپنے لوگوں کو لے کر چلتی ہے۔ 10-2009 میں صنعت کے لئے جو بجٹ رکھا گیا تھا وہ 3.50۔ارب تھے لیکن ان کی bad governance کی وجہ سے اس میں سے جو خرچ کئے گئے ہیں وہ 2.91۔ارب ہیں۔اب انڈسٹری کے لئے اس بجٹ کو کم کرکے 2.20 کر دیا گیا ہے۔جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اس صوبہ کے اندر انڈسٹری کو فروغ دیں گے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم اس کے بجٹ میں کمی کرکے اس میں ترقی لے آئیں گے۔

جناب سپیکر!مجھ سے پہلے بھی کچھ ارکان نے زکوٰۃ کے حوالے سے بات کی ہے اور آپ بھی اس کو تسلیم کریں گے کہ یہ حقیقت ہے کہ پچھلے اڑھائی سال سے زکوٰۃ کا محکمہ عملاً ختم ہو چکا ہے اور صوبہ پنجاب کے اندر زکوٰۃ کی رقم تقریباً 5۔ارب روپے بنتی ہے۔مستحقین،بیوہ عورتوں،مساکین اور جہیز فنڈ وغیرہ کے لئے رقم نہیں رکھی گئی۔اس سال کے بجٹ میں بھی زکوٰۃ کے بجٹ میں کوئی پیسا نہیں رکھا گیا۔ اس کے علاوہ سستی روٹی کے حوالے سے یہاں پر بڑا شور ہوا ہے۔سستی روٹی کو بلاشبہ ایک اچھا اقدام کہا جا سکتا ہے لیکن آپ نے دیکھا اور آڈیٹر جنرل کی رپورٹ بھی آئی ہے کہ سستی روٹی سکیم میں ایک ارب 6 کروڑ کا گھپلا ہوا ہے کیونکہ اس کا طریق کار ٹھیک نہیں ہے۔سستی روٹی سکیم کو دیکھیں تو 70 لاکھ آبادی پر ایک تنور ہے اور یہ کس طرح ممکن ہے کہ اس سے سارا صوبہ مستفید ہو رہا ہے، یہ کیسے ممکن ہے کہ 70 لاکھ آبادی پر ایک تنور ہو اور تمام لوگوں کو سستی روٹی مہیا کی جاتی ہو؟

جناب سپیکر: جی، آپ اعداد و شمار کا خیال رکھیں۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر!اس کے علاوہ انسانی حقوق اور اقلیتی امور کے لئے حکومت کہتی ہے کہ ہم یہاں کی اقلیتوں کے لئے بڑا کام کر رہے ہیں۔گزشتہ بجٹ میں اس کے لئے 20 کروڑ روپے رکھے گئے تھے جس میں سے صرف 2 کروڑ 70 لاکھ روپے خرچ کئے گئے ہیں۔موجودہ حکومت کی minorities کے ساتھ محبت،پیار یا جو کچھ یہ کرنا چاہتے ہیں میرے خیال میں یہ دستاویزات کافی ہیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔محترمہ زوبیہ رباب صاحبہ!

جناب اللہ رکھا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ اس حوالے سے میرا جو دوست بات کر رہا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: کر رہا تھا نہیں، کر رہے تھے۔ وہ معزز ممبر ہیں۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! لاہور کے حوالے سے میں بات کروں گا کہ 25 سے 30 ہزار کی آبادی پر مشتمل ایک یونین کونسل ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، جب آپ کو بولنے کا وقت ملے گا تو اُس وقت بتا دیجئے گا۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! بس میری بات ختم ہو گئی ہے۔ میں بتا رہا تھا کہ 25 سے 30 ہزار کی آبادی پر مشتمل ایک یونین کونسل ہے جس میں 15 تنور ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، بہت اچھا۔ اسے correct کر لیں۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! اس حساب سے دو سے اڑھائی ہزار بنتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! ہمارے معزز اراکین دو اڑھائی لاکھ لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں ان کی تنقید کرنا بجا ہے لیکن اس کا کوئی alternate حل بھی بتائیں اور تجاویز بھی دیں۔ تنقید کی بجائے اگر حل بتائیں تو پھر فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر: نہیں، اس کا حل آپ خود ہی ڈھونڈیں۔ جی، زوبیہ رُباب صاحبہ!

محترمہ زوبیہ رُباب ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتی ہوں کہ اس 2010-11 کے بجٹ میں آپ نے مجھے اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا موقع دیا۔ آپ کی اجازت سے اس بجٹ کی کتاب میں کچھ points ہیں جنہیں میں پڑھنا چاہوں گی۔ صفحہ نمبر 4 پوائنٹ نمبر 12 میں لکھا ہوا ہے اور آپ کو یاد ہو گا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے وزارتِ

اعلیٰ کا منصب سنبھالنے کے بعد اپنی حکومت کی جن جن ترجیحات کا ذکر کیا تھا ان میں فوری اور سستے انصاف کی فراہمی اور عوام کے جان و مال کا تحفظ، غربت میں کمی، غریب اور ضرورت مند طبقہ کو سہولیات کی فراہمی، تعلیم کا فروغ اور محنتی اور ہونہار طلباء کی حوصلہ افزائی، صحت عامہ کی سہولیات کو فروغ دینا، زراعت کی ترقی اور کسانوں خصوصاً چھوٹے کاشتکاروں کے حقوق کا تحفظ سرفہرست ہیں۔

جناب سپیکر! یہ سب ترجیحات بہت ہی اہم اور بہت ہی ضروری ہیں۔ اس چیز سے میں بھی انکار نہیں کر سکتی لیکن ان تمام ترجیحات میں سب سے اہم issue غربت میں کمی کا ہے۔ غربت ایک ایسا core issue ہے جسے ختم کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ اس وقت پنجاب کے پانچ کروڑ سے بھی زیادہ لوگ غربت کی لکیر سے نیچے کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم۔

محترمہ زوبیہ رُباب ملک: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہتے ہوئے کہنا چاہتی ہوں کہ غربت ہی ایک ایسی چیز ہے جسے اگر ہم ختم کریں گے تو فوری اور سستے انصاف کی فراہمی ممکن ہو گی۔ تعلیم کو فروغ اسی وقت ملے گا جب غربت ختم ہو گی، صحت عامہ کی سہولیات تبھی فروغ دی جائیں گی جب غربت ختم ہو گی۔ زراعت کی ترقی اور کاشتکاروں کو تبھی اچھا موقع فراہم ہو گا جب غربت ختم ہو گی۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ صاحب سے پوچھنا چاہوں گی کہ یہ بجٹ بناتے وقت اس بات کا سوچا گیا کہ غربت کا analysis کیسے کیا جائے اور اسے کیسے ختم کیا جائے تو مجھے بتایا جائے کہ 1947 میں جب آبادی اڑھائی کروڑ کے قریب پنجاب کی تھی اور اب 2010 میں آبادی آٹھ کروڑ ہو گئی ہے اور پورے پاکستان کی اٹھارہ کروڑ آبادی ہے تو عدالتوں کی تعداد وہی ہے، آپ کیسے کہتے ہیں کہ فوری اور سستا انصاف ملے گا؟ (نعرہ ہائے تحسین)

آج تک کسی نے اس بات پر point out کیا ہے کہ 1947 سے لے کر 2010 اب جبکہ آبادی کی ratio اٹھارہ کروڑ کے قریب پہنچ گئی ہے اور عدالتوں کی تعداد وہی ہے تو میں چاہوں گی کہ انصاف کی بات جب ہوتی ہے جب اعداد و شمار کے مطابق بجٹ بنے کیونکہ عدالتیں وہی ہیں اور ان کی تعداد وہی ہے اور ان کا structure اتنا ہی ہے مگر آبادی بڑھ گئی ہے تو ایسے کس طرح انصاف ملے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اگر ایک انسان کے پاس فیس دینے کے لئے پیسے نہیں ہیں تو انصاف تو دور کی بات وہ فیس جمع کروائے گا تو سستا انصاف ملے گا۔

جناب سپیکر!تیسری اور اہم بات تعلیم کو فروغ دینے کی ہے تو میں یہاں پر توجہ دلانا چاہوں گی کہ جب ہم تعلیم کی بات کرتے ہیں تو انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے صوبہ پنجاب میں 75فیصد بچے ابھی سکول ہی نہیں جارہے جو تعلیم سے محروم بیٹھے ہوئے ہیں۔کیا اس پر توجہ دی گئی کہ 75فیصد بچے تعلیم حاصل کیوں نہیں کر رہے؟ میں سمجھتی ہوں کہ دانش سکول حکومت پنجاب کا ایک اچھا اقدام ہو گا لیکن کیا سوچا گیا کہ وہ تو ان بچوں کے لئے ہیں جو سکول جارہے ہوں گے کیا ان بچوں کے بارے میں بھی سوچا گیا جو سکول ہی نہیں جارہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!ہمارے صوبہ پنجاب میں 65 ہزار سکول ہیں اور ان 65 ہزار میں سے 15 ہزار سکولوں کو بہتر سہولیات فراہم کرنے کا اس بجٹ میں بتایا گیا ہے۔مجھے بتایا جائے کہ باقی سکولوں میں بچے نہیں جاتے، کیا ان میں بنیادی سہولیات نہیں چاہئیں؟ میری آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ صاحب سے گزارش ہے کہ باقی سکول جہاں پر غریبوں کے بچے جاتے ہیں، ان کو بھی دیکھا جائے اور انہیں بھی سہولیات دی جائیں۔ دانش سکولوں کے لئے مختص 3۔ارب روپے سے cut کر کے ان سکولوں میں سہولیات کی فراہمی پر خرچ کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!صحت عامہ کی سہولیات کے متعلق عرض کرتی ہوں کہ ہمارے پاس ہسپتالوں تک جانے کا کرایہ نہیں ہو گا تو صحت عامہ کیسے اچھی ہو گی اور کیسے ہیں وہ بچے، وہ بیوی، وہ بہن، وہ بھائی جن کے پاس پیسے نہیں ہیں کہ وہ میو ہسپتال پہنچیں، وہ کیسے ہسپتال جائیں گے؟ وہ تو وہیں دم توڑ جائیں گے اور دور دراز کے دیہاتی علاقوں میں زچگی کے دوران اتنی بڑی تعداد میں مرنے والی عورتوں کا حساب کون دے گا؟ ہم صحت عامہ کی بات کرتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس بجٹ میں ہیپا ٹائٹس کے لئے 33 کروڑ روپے کا فنڈ رکھا گیا ہے جو کہ 15 فیصد ہے اور ایک آدمی پر 33/-روپے لگتے ہیں کیا آپ سمجھتے ہیں کہ 33/-روپے میں ہیپا ٹائٹس کے ایک مریض کا علاج ہو جائے گا؟(نعرہ ہائے تحسین)

ہمارے صوبہ پنجاب کے ہسپتالوں میں 36 ہزار بیڈ ہیں تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ایک بیڈ 2500 انسانوں کے لئے کافی ہے (شیم، شیم)

یہ صحت عامہ ٹھیک نہیں ہے۔ میں آپ کی توجہ دلاؤں گی کہ صحت کی طرف بھی کچھ ایسا کام کیا جائے کہ لوگوں کو سہولیات ملیں اور موبائل سسٹم شروع کیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس بارے میں مجھے اور آپ کو زیادہ ضرورت ہے۔

محترمہ زوبیہ رُباب ملک: جناب سپیکر! چوتھی بات زراعت کی آتی ہے کہ یہاں پر زراعت کیسے ہو گی، جب پانی نہیں ہو گا، بجلی نہیں ہو گی اور کسانوں کے لئے کوئی کام نہیں ہو گا، زراعت کیسے ترقی کرے گی؟ میں مانتی ہوں کہ زراعت ہماری معیشت کے لئے ریڑھ کی ہڈی ہے تو میں چاہوں گی کہ آپ کو ایک chain بتاؤں جو ہماری غربت کی اس chain کو explain کرے اور وہ chain یہ ہے کہ توانائی یعنی بجلی اور گیس نہ ہونے کی وجہ سے ہماری انڈسٹری برباد ہو گئی، پانی نہ ہونے، کھاد اور بیج مہنگا ہونے کی وجہ سے زراعت برباد ہو گی، انڈسٹری اور زراعت کی بربادی سے بے روزگاری اور مہنگائی پیدا ہو گی، بے روزگاری کی وجہ سے میں دوبارہ کہوں گی کہ غربت پیدا ہو گی اور غربت کی وجہ سے خودکشیاں ہوں گی۔ (شیم، شیم)

آپ دیکھیں کہ کل ڈیرہ غازی خان میں ایک باپ نے دو بچوں کے لئے دودھ نہ ملنے پر خودکشی کر لی۔ اگر ہم ان خودکشیوں کو بند کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں ان تجاویز پر کام کرنا ہو گا۔

جناب سپیکر: کیا آپ کی پارٹی کے ادھر ڈی جی خان میں بندے نہیں ہیں؟ میرا مطلب ہے کہ آپ حکومت کو تو نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہ ہمارے معاشرے کے افراد کا بھی فرض ہے۔

محترمہ زوبیہ رُباب ملک: جناب سپیکر! میں غربت ختم کرنے کی تجاویز دینا چاہتی ہوں کہ بند انڈسٹریز کو چلائیں اور توانائی کے بحران کو ختم کریں۔ غربت ختم کرنے کے لئے ہمیں دو کام کرنے ہوں گے جن میں Green revolution اور white revolution لانا ہو گا۔ Green revolution کو سبز انقلاب جسے آپ لائیو سٹاک کہتے ہیں۔ ہمارے پاکستان میں اس وقت 15 من فی ایکڑ گندم نکالی جاتی ہے جبکہ بھارت میں 28 من ہوتی ہے تو انہوں نے اس revolution کو اپنایا ہے یہ ہوا ہے میں چاہتی ہوں کہ پنجاب میں

بھی سبز انقلاب کو لایا جائے کیونکہ ہمارے پاس اس طرح کی چیزیں عام ہیں اور اس میں ہمیں کوئی زیادہ محنت بھی نہیں کرنا پڑے گی۔ ایک اور آخری بات یہ ہے کہ کسانوں کو بغیر سود کے قرضے دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ جی، محترمہ ساجدہ میر! یہ ٹائم نوٹ کر لیں ایک بج کر20 منٹ ہو چکے ہیں اور ٹھیک30 منٹ پر آپ کی بات ختم ہو گی۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! آپ کا حکم ہے میں پانچ منٹ لوں گی اس لئے کہ میں مزید ایوان کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتی کیونکہ بجٹ پر بہت سے لوگوں نے بات کر لی ہے۔ سب سے پہلے وزیر خزانہ محترم جناب تنویر اشرف کائرہ کو مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں کہ اتنے مشکل حالات میں انہوں نے جس طرح اس بجٹ کو پیش کیا اس کو خراج تحسین پیش کرنا چاہئے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو ہم سے تجاویز لی گئی تھیں اسی حوالے سے بات کروں گی۔ یہ کسی کی ذات کی point scoring نہیں ہے لیکن فلاحی ریاست بنانے کے لئے اگر ہم ایک فلاحی بجٹ پیش کرتے۔ آج تیس لاکھ نوجوان ڈگریاں لے کر ہاتھوں میں نوکریوں کی تلاش میں پھر رہے ہیں۔ اس کے بعد صوبائی خودمختاری کے حوالے سے صوبہ کے پاس محصولات بھی بڑھ گئے ہیں اور تعلیمی نظام مرکز سے نکل کر صوبائی حکومت کے پاس آ گیا ہے۔ میں ان سے یہی گزارش کروں گی کہ سب سے پہلے نظام تعلیم کو equal کیا جائے اور پانچ طرح کی تعلیم کے نظام کو ختم کیا جائے۔ یہاں پر انڈسٹری لگانے سے ایک تو بے روزگاری کا خاتمہ ہو گا اور دوسرا وزراء کی مراعات اور ہماری مراعات بھی اگر کم کر کے یہاں عوام کی بہتری ہوتی ہے تو ضرور بہتری کرنی چاہئے۔ تیسری بات یہ ہے کہ یہاں پر خواتین کے لئے 15۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے لیکن اس کی پلاننگ کوئی نہیں ہے کہ وہ کس جگہ پر استعمال ہو گا؟ میں سمجھتی ہوں کہ اس کی تفصیل اس بجٹ میں ہونی چاہئے تھی کہ آیا آپ ہمیں کس سیکٹر میں دیتے ہیں۔ اس میں ورکنگ وومن کا مسئلہ ہے ان کے لئے ٹرانسپورٹ کا مسئلہ ہے۔ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ کا مسئلہ ہے، آپ دیکھیں کہ پچھلے دس سالوں میں TEVTA کا 2۔ارب روپیہ lapse ہوا اس کے بعد پھر TEVTA کو 2۔ارب روپے دے دیا گیا۔ میں سمجھتی ہوں کہ ٹیکنیکل ایجوکیشن میں مرد بھی آتے ہیں اور عورتیں بھی آتی ہیں لیکن ہمیں ہنرمند بنانے کے لئے بالخصوص اس بجٹ میں کوئی ایسا فلاحی طریق کار رکھنا چاہئے تھا کہ واضح ہو تا کہ اس ملک میں خواتین 52 فیصد ہیں یہ پیسے

ان کی فلاح کے لئے کیسے خرچ کئے جائیں گے؟ یہاں پر چار کروڑ ایکڑ اراضی کا فیصلہ کیا گیا کہ غریب کسانوں کو لیز پر دی جائے گی۔ میں نے پہلے بھی اپنی بجٹ تجاویز میں یہ بات کی تھی تو یہاں پر چیف منسٹر صاحب بیٹھے تھے اور آپ نے مجھے بات نہیں کرنے دی۔ اس زمین کو دینے کا طریق کار کیا ہو گا؟ جو انہوں نے طریق کار طے کیا اس میں ایگریکلچر کے graduate، اب آپ دیکھیں، خود سوچیں کہ ایک کھیت میں کام کرنے والی خاتون جو دن رات کھیتوں میں کام کرتی ہے وہ graduation تو نہیں کر سکتی، اس نے تو محنت کرنی ہے۔ وہ محنت کش خاتون ہے۔ اگر مردوں کے ساتھ ساتھ ایسے مزارع جو سالہا سال سے اپنے جاگیرداروں کی زمینوں پر کام کرتے ہیں ہم ان کو یہ زمینیں دے دیں تو میں سمجھتی ہوں کہ ان کے چالیس لاکھ گھروں میں ایک معاشی خوشحالی آسکتی ہے۔ یہ صوبہ پنجاب کی خوش قسمتی ہو گی اور وزیراعلیٰ پنجاب کا یہ انقلابی کام ہو گا۔ وزیراعلیٰ پنجاب خود کہتے ہیں کہ معاشی بدحالی اتنی ہے کہ کہیں خونی انقلاب نہ آجائے۔ میں یہ بات کہوں گی کہ ان کی بات سچ ہے لیکن اس کے لئے ہمیں یہ سوچنا ہے، یہ ہمارے پاس فورم ہے اور ہم نے ہی legislation کرنی ہے اور ہم نے ہی لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرنا ہے۔ رہی بات جنوبی پنجاب کی تو یہ بہت اچھا کام کیا ہے کہ 52۔ارب روپیہ ان کے لئے رکھا ہے۔ ان کا احساس محرومی تو چلیں اب ختم ہوا لیکن دوسری بات ہے کہ ان کی ڈویلپمنٹ اور فلاح کے لئے کام ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ صحت کی مد میں بہت کم پیسے رکھے گئے ہیں۔ ہم as a volunteer آپ کے ساتھ کام کرنے کے لئے تیار ہیں، یہاں پر ہیلتھ منسٹر بھی ہوں گے۔ آپ میو ہسپتال میں ایک کاؤنٹر لگا کر بیٹھ جاتے ہیں وہاں پر دیکھتے ہیں کہ دیگر اضلاع سے کتنے مریض آتے ہیں جن کو بنیادی صحت نہیں ملتی۔ ہم نے ہر ضلع کے لئے بجٹ میں پیسے رکھے ہیں تو پھر آپ جنرل ہسپتال میں جا کر دیکھیں، آپ PIC میں جا کر دیکھیں، آپ سروسز ہسپتال میں جا کر دیکھیں، آپ ملتان کے نشتر ہسپتال میں جا کر دیکھیں کہ جو دوسرے چھوٹے ضلعوں سے لوگ آتے ہیں کیا وہاں کا ایم ایس یا ای ڈی او ہیلتھ ہے وہ ان کو بنیادی صحت دیتا ہے؟ ان کے لئے بھی ایک strategy plan کرنی پڑے گی۔ یہ بجٹ بہت اچھا ہے، متوازن ہے لیکن میں امید کرتی ہوں کہ جب تک یہاں پر ایک فلاحی ریاست نہیں بنے گی اتنی دیر تک آپ کوئی ٹیکس نہ لگائیں۔ عوام آپ پر آنکھیں لگا کر بیٹھی ہوئی ہے کہ

یہاں پر غربت کا خاتمہ ہو۔ جب فلاحی ریاست بنے گی تو یہاں پر کوئی خودکشی نہیں کرے گا۔ ٹھیک ہے کہ سستی روٹی بنیادی ضرورت ہے میں اس کو criticize نہیں کرنا چاہتی ہوں اور بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام بھی ایک اچھی بات ہے لیکن اس سے بڑھ کر ایک قدم اور ہمیں غریبوں کے لئے کام کرنا چاہئے جو سب کے لئے اجتماعی ہو۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس طرح یہ صوبہ اور بہتری کی طرف جائے گا۔ میں وزیر خزانہ کو مبارکباد دیتی ہوں اور امید رکھتی ہوں کہ واقعی وزیر خزانہ فلاحی ریاست کے لئے کام کرکے یہ ثابت کریں گے کہ جس طریقے سے انہوں نے اتنی محنت سے بجٹ بنایا وہ بالخصوص خواتین کے لئے پلاننگ کریں گے، جس کے لئے ہم سے recommendations لی تھیں، یہ ان کو سامنے رکھ کر پلاننگ کی جاتی تاکہ پتا چلتا کہ 15۔ارب روپیہ کہاں خرچ ہونا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ خالد اصغر گھرال صاحب!

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑے اچھے انداز میں اس دن تقریر کی اور بڑی اچھی آواز میں ہمیں تقریر سنائی۔ جہاں تک اس بجٹ کے ٹیکس فری ہونے اور عوام دوست ہونے کی باتیں ہو رہی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ عوام کے ساتھ بہت بڑا مذاق ہے۔ آج سے پندرہ بیس سال پہلے جب فیڈرل گورنمنٹ کا بجٹ آتا تھا یا صوبہ کا بجٹ آتا تھا تو لوگ بڑی توجہ کے ساتھ وہ بجٹ سنتے تھے۔ ان کو امید ہوتی تھی کہ شاید اس بجٹ میں ہمارے لئے کوئی ریلیف ہو گا لیکن آج جو بجٹ پیش کئے جا رہے ہیں اور جو بجٹ پنجاب حکومت نے پیش کیا ہے اس میں کروڑوں اور اربوں کے اعداد و شمار اُدھر سے اِدھر اور اِدھر سے اُدھر رکھ کر ہمیں سنا دیا گیا ہے۔ اگر اس کو غور سے دیکھیں تو ہمیں good governance اور پنجاب کی کارکردگی کہیں نظر نہیں آتی۔ اگر good governance بھوک اور افلاس کو کہتے ہیں تو وہ تو بہت بڑھ چکی ہے۔ اگر good governance آپ کرائم کو کہتے ہیں تو اس کی ratio بھی کم از کم تیس فیصد بڑھ چکی ہے۔ ڈکیتیاں بہت بڑھ چکی ہیں، چوریاں ہو رہی ہیں اور قتل و غارت ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! اگر education sector میں دیکھیں تو چالیس سے پچاس ہزار سکول اس وقت بھی basic facilities سے عاری ہیں۔ تعلیم کا دہرا معیار شروع کر دیا گیا ہے یہ دنیا کے کسی ملک میں

حکومتی سیکٹر میں نہیں ملے گا کہ کچھ لوگوں کے لئے آپ اربوں روپے رکھ دیں اور لاکھوں، کروڑوں لوگوں کے لئے بھی آپ اتنے ہی پیسے رکھ دیں۔ اس بات کی سمجھ کم از کم مجھے نہیں آسکی کہ اس کا ultimately کیا فائدہ ہو گا؟ جو کروڑوں بچے ہیں وہ کہاں پر بیٹھے ہیں اور چند ہزار بچوں کو آپ کہاں پر لے کر جا رہے ہیں؟ پچھلی گورنمنٹ کے کچھ mega projects تھے جیسے لاہور سے سیالکوٹ روڈ، گجرات اور سیالکوٹ کے درمیان دریا چناب پر ایک شہباز پور پل تھا، وزیر آباد کا Cardiac Hospital تھا اگر وہ جلدی مکمل ہو جائے تو اس سے کم از کم چھ اضلاع فائدہ اٹھائیں گے لیکن صرف اور صرف ان پراجیکٹ کو slow کر دیا گیا اور اس میں funding بہت کم کر دی گئی صرف اس لئے کہ شاید ان کے نزدیک گجرات بستا ہے لیکن گجرات کے عوام بھی پنجاب کے عوام ہیں ان کو شمار کیا جائے اور ان لوگوں کی جو مشکلات ہیں ان کو دیکھا جائے۔ جناب وزیر موصوف خود گجرات سے تعلق رکھتے ہیں تو خود وزیر اعلیٰ صاحب کو میرے خیال میں ان معاملات کو بخوبی سمجھا بھی سکتے ہیں۔ میں درخواست کروں گا وزیر خزانہ صاحب ان چیزوں کو ضرور وزیر اعلیٰ صاحب کے نوٹس میں لائیں۔

جناب سپیکر! ایگریکلچر میں پچھلے سال میں کسان کو بہت نقصان ہوا ہے، چاول کی فصل میں دیکھ لیں اور پھر جب گندم آئی تو گورنمنٹ نے کہا کہ ہم یہ گندم کسان سے خریدیں گے لیکن اس کا طریق کار اتنا غلط رکھا گیا کہ کسان کو بالکل اس حد تک فائدہ نہیں ہو سکا بلکہ اس میں لوگ ذلیل وخوار زیادہ ہوئے۔

جناب سپیکر! میں ایک بات کالا باغ ڈیم کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت قومی اسمبلی اور سینیٹ میں بھی کالا باغ ڈیم پر بہت بحث ہوئی اور پھر اے این پی اور سندھ کے کچھ وڈیروں نے بھی مخالفت کی۔ اگر پاکستان کو بچانا ہے تو کالا باغ ڈیم کو ہر صورت میں بنانا ہے۔ اگر پاکستان میں یہ نہ بن سکا تو کم از کم ہمیں پنجاب کی طرف سے کالا باغ ڈیم کے مقام پر پنجاب کے حصہ کے پانی کو سٹور کر کے ایک ڈیم بنانا چاہئے اس کا نام بے شک آپ کالا باغ ڈیم رکھیں یا کچھ اور رکھیں لیکن یہ بات ممکن ہو سکتی ہے اگر ہمارے Irrigation Department اور وزیر اعلیٰ صاحب اس پر غور وخوض کریں کہ اگر اسی جگہ پر جو صرف پنجاب کا پانی ہے اس کو سٹور کیا جائے اور اس پر جو اس کی بلندی ہے اس کو پہلے سے تھوڑا کم کر لیا جائے تاکہ سرحد اور کسی دوسرے صوبے کا کوئی اعتراض نہ رہے اور وہ ڈیم صرف اور

صرف پنجاب کے لئے ہو اس پر ضرور غوروخوض کرنا چاہئے،Irrigation Departmentاور specialist لوگوں کو اس پر ضرور توجہ دینی چاہئے۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جی، محترم یعقوب ندیم سیٹھی صاحب!۔۔۔نہیں ہیں،سید احمد مجتبیٰ گیلانی صاحب!۔۔۔نہیں ہیں، ڈاکٹر اسماء ممدوٹ صاحبہ!۔۔۔نہیں ہیں،جناب خرم نواب صاحب ہیں؟نہیں ہیں۔عارفہ خالد صاحبہ مجھے کہہ گئی ہیں کہ میں چند منٹ کے بعد آتی ہوں، یہ ٹائم ان کا ہے۔آگے سردار شیر علی گورچانی صاحب!۔۔۔نہیں ہیں،کرنل نوید صاحب کا بھی نام ہے،وسیم افضل صاحب!۔۔۔نہیں ہیں؟،جناب طاہر احمد سندھو صاحب!جی، آپ کے فوری بعد پھر عارفہ خالد صاحبہ کا نمبر آئے گا۔عارفہ خالد صاحبہ آگئی ہیں۔سندھو صاحب!excuse me وہ اپنے نمبر پر آگئی ہیں۔بہت مہربانی، ان کے بعد آپ کا نمبر ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر!بہت شکریہ۔میں وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ صاحب اور حکومت پنجاب کو آج کے challenges کو مدنظر رکھتے ہوئے جو انہوں نے بہترین بجٹ پیش کیا اس کی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔اگر آپ مجھے اجازت دیں گے تو کچھ انگلش کے sentences آجائیں گے۔

جناب سپیکر: نہیں جی، میں اس کی اجازت نہیں دوں گا، آپ اردو میں تقریر کریں،اس کی اجازت نہیں ہے،اگر آپ کو اجازت دوں گا تو پھر باقیوں کو بھی دینی پڑے گی۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر!ہم نے بڑے مشکل حالات میں حکومت کا چیلنج قبول کیا کیونکہ جو حالات over the year create کئے ہوئے تھے ان کے اندر یہ والا چیلنج ایک بڑا چیلنج بن جاتا ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ اس وقت Who can deny? کہ جو terrorism ہے وہ ہماری ایک ایک گلی میں اور ایک ایک محلہ میں، دیہاتوں میں اور ہر جگہ پہنچا ہوا ہے۔ان حالات کے اندر اس وقت صوبہ کو امن وامان سے چلانا، باقی مسائل کا خیال رکھنا یہ سارے کا سارا بہت بڑا چیلنج ہے، وہ پنجاب حکومت کو ورثہ میں ملا۔سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ بھی ہم deny نہیں کرسکتے کہ بہت سی قومیں اس وقت اپنی

geographical territoryسے باہر نکل کر جی رہی ہیں اور دوسری قوموں کے مسائل حل کرنے کی شکل میں ان کے مسائل بڑھا بھی رہی ہیں اور ہماری negative forces کو نہ صرف supportدے رہی ہیں ایسی forces کو انہوں نے اس حد تک ہمارے لئے بھیانک شکل اختیار کروادی ہے کہ ہمیں ان کوhandle کرنے کے لئے بہت بڑا بجٹ چاہئے۔ ان سارےchallenges کو سامنے رکھنے کے باوجود ہم لوگوں نے اس وقت جس طرح کا متوازن بجٹ پیش کیا ہے یہ بالکل مبارکباد دینا ہم سب کا فرض بنتا ہے ،اس میں ،میں یہ ضرورadd کروں گی کہ جس طرح آج کل globalization and mediaکا دور ہے اور کوئی چیز اس وقت دنیا میں کہیں چھپی ہوئی نہیں ہے۔ آپ دیکھیں کہ اسی سال کے اندرInternational Transparency Report آئی ہے اور اس میں انہوں نے بتایا ہے کہ جو2006 کی صوبہ پنجاب کے حوالے سے رپورٹ تھی اس میں پنجاب most corruptصوبہ تھا اور اس وقت پنجاب کو ماشاءاللہ بہترین صوبوں کے اندرconsider کیا گیا تو یہ ایک چھوٹی بات نہیں ہے اس میں کوئیpolitical influenceشامل نہیں تھا اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ سب چیزیں کسی کے کہنے پر نہیں بنائی جاتیں اور ایسیreportsخود سے تیار نہیں کی جاتیں بلکہ یہ بہت بڑا indicatorہوتی ہیں کہ پنجاب جو ہے وہ ترقی کی طرف کس طرح گامزن ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے سامنے ایک بات لانا چاہوں گی کہalreadyپنجاب کو میں کہوں گی کہa drop in ocean ہے اور آپ اسdrop کے کتنے حصے کریں گے، کیا یہ سب کے مل جل کر رہنے کا ٹائم نہیں ہے، کیا اس وقت جوterrorism ہمارے بارڈر سے سرائیت کرکے اندر آچکی ہے اس کو اکٹھےfight کرنے کا ٹائم نہیں ہے؟ اس وقت اس قسم کی باتیں کرنا تو میں صرف یہی کہوں گی کہ جب بہت سے صوبے بنانے کی باتیں کی جاتی ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ وہ negative forces اپنا کام ضرور کررہی ہیں جو اپنے geographical territoryسے باہر ہو کر جی رہی ہیں اور ہمارے geographical territory کے بارے میں الٹے سیدھے خیالات لوگوں کے ذہن میں ڈالتی ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ کہوں گی کہ چونکہ آج ترقی کا دور ہے اور چیلنج بہت بڑا ہے تو ہمیں اپنیspeedکا جوpace ہے اس کو اس کے مطابق کرنا ہے۔ اس وقت دنیا جسpaceپر چل رہی ہے اس کے اندرindustrializationکا بہت بڑاroleہے اور اس وقت میںindustrialization کے

حوالے سے چھوٹی سی مثال دوں گی کیونکہ ٹائم مخصوص ہے فی الحال پنجاب انڈسٹریل سٹیٹ نے جس کو ہم سب PIE کے نام سے جانتے ہیں۔ انہوں نے سندر کے پلاٹس جو پانچ سال سے بیکار پڑے ہوئے تھے اور جن کی مدت صرف چھ مہینے کی تھی اور چھ مہینے کے اندر وہاں پر انڈسٹری لگنی تھی، ان پلاٹس میں انڈسٹری نہیں لگی، ان پلاٹس کو cancel کیا گیا اور وہاں دوبارہ نئے طریقے سے ان کو rehabilitate کرنے کے لئے اس سلسلے میں نیا پروگرام دیا گیا ہے اور لوگوں کو تین مہینے کا ٹائم دیا گیا ہے کہ وہ دوبارہ سے ان کے اندر اپنی انڈسٹری کو واپس لے کر آئیں، otherwise یہ ان لوگوں کو دیئے جائیں گے جو لوگ اس وقت industry لگانے میں serious ہیں اور industry نہ لگنے کی ایک بہت بڑی وجہ میرے خیال میں hydel projects کا نہ لگنا تھا جو 1996 میں لگ جانے چاہئیں تھے اور ان پر کام ہونا چاہئے تھا، اس وقت کی problems کی وجہ سے پچھلی حکومت نے اس پر کوئی کام نہیں کیا تو ہمارے وہ سارے projects collapse ہوتے چلے گئے اور eventually یہ میاں محمد شہباز شریف کی بہت بڑی effort ہے کہ انہوں نے دوبارہ سے ان کو پنجاب حکومت کے لئے restore کروایا اور اب انشاءاللہ industries کے اندر آپ کو اس کی ترقی کے کوئی نہ کوئی راستے نظر آئیں گے۔ میں یہاں پر یہ ذکر کرنا ضروری سمجھتی ہوں کہ جو three new industrial estate شیخوپورہ، رحیم یار خان اور سرگودھا میں چیف منسٹر نے جو پروگرام approve کیا ہے اس کے ساتھ 82 ہزار لوگوں کی employment کا بندوبست ہو گا اور three hundred and thirty thousand لوگوں کی indirect employment ہو گی۔ Which is a very big thing اور پنجاب میں اس کی بہت سخت ضرورت تھی۔ جب بھی کسی جگہ کوئی industrial activity ہوتی ہے تو اس جگہ پر صوبہ کی ترقی آسمان سے باتیں کرنے لگ جاتی ہے۔ صرف یہی project اگر ٹھیک سے ہو گئے تو آپ یقین کریں کہ آپ ایک نیا پنجاب دیکھیں گے جس کو آپ کسی طرح سے بھی غریب صوبہ نہیں کہہ سکیں گے۔

جناب سپیکر! اسی جگہ میں تھوڑا سا سستی روٹی کا ذکر کرنا چاہوں گی کہ بار بار اس کو criticize کیا گیا، اس کو تھوڑی دیر کے لئے ضرور ہم نے freeze کیا کیونکہ اس میں corruption ہوئی، اس سے ہم deny نہیں کرتے۔ جہاں پر corruption ہوتی ہے ان چیزوں کو بند نہیں کیا جاتا بلکہ ان کو دوبارہ سے بہتر بنا کر واپس لایا جاتا ہے اس لئے 13 ہزار 980 تنوروں کی بجائے 10 ہزار 660 تنور دوبارہ سے واپس

آئے اور ان تنوروں کو خاص طور پر ان areas میں لگایا گیا جیسا کہ کچی آبادی، ریلوے کالونیز، بس سٹاپس اور ایسی جگہیں تھیں جہاں صرف غریب غرباء کا رہنا تھا جبکہ ہمیں کہا گیا کہ آپ کے تنور گلبرگ میں لگے ہوئے ہیں اور آپ کے تنور ایسے areas میں کام کر رہے ہیں جہاں پر امراء رہتے ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے آپ ان کو check کیجئے، یہ تنور خاص طور پر وہاں ہیں جہاں آبادی زیادہ ہے اور غریب غرباء کی رہائش ہے۔

جناب سپیکر! دانش سکول کا بار بار ذکر ہوا، دانش سکول اس وقت already بننے کی stage میں ہیں، چشتیاں، رحیم یار خان اور حاصل پور میں یہ سکول زیر تکمیل ہیں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ جب ہم سے سوال کیا جاتا ہے کہ یہ کہاں ہیں؟ ان کی شکل دکھائیں اور جب ہم اس کو mention کرتے ہیں تو پھر ان کو شاباش بھی دینی چاہئے۔ Because I think کہ اگر ہم ان کے سوال کا جواب دے دیں تو atleast being together living in the same Province ہم یہ ضرور deserve کرتے ہیں کہ ہماری حکومت کو شاباش ضرور دی جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: شاباش۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: اسی طرح being a woman میرا جو بات کرنے کا right ہے وہ یہ ہے کہ میں سمجھتی ہوں کہ عورتیں itself ایک institution ہوتی ہیں اور آپ ایک inherent factor سے deny نہیں کر سکتے That every woman is a mother وہ ایک mother instinct کے ساتھ پیدا ہوتی ہے۔ عورت کا دل ماں کے جذبہ کے ساتھ even کہ ایک چھوٹی بچی کے اندر آپ یہ چیز note کر سکتے ہیں کہ اس کے اندر ایک ماں کے احساسات ہوتے ہیں تو Being a woman I am very pleased to say that کہ جو 15 بلین کا بجٹ خواتین کے لئے رکھا گیا، ان کو empowerment کے لئے دیا گیا یہ ایک بہت بڑا اقدام ہے۔ اس کے اندر سب سے بڑی بات جو میں خواتین کے لئے کہوں گی کہ مجھے فخر ہے کہ یہاں پر نہ صرف خواتین اور handicapped بچوں کے لئے 250 ملین دیئے گئے ہیں اس میں صرف یہ تجویز دینا چاہوں گی کہ ان کو گورنمنٹ سکولوں میں بیٹھنے کی بھی اجازت دی جائے تاکہ جو normal بچے ہیں وہ بھی ان کو سمجھ سکیں کہ ان بچوں کی کیا responsibility ہے؟

جناب سپیکر: جی، Wind up کریں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: میں wind up کر رہی ہوں۔ آپ مجھے تھوڑی سی بات کرنے کی اجازت دے دیں۔ میں خواتین کے حوالے سے صرف تھوڑا سا ٹائم لینا چاہتی ہوں۔ خواتین کے لئے جو Sports Complex بنائے جا رہے ہیں، جس میں cricket grounds ہیں، Gymnasium ہیں اور Tennis Courts ہیں۔ All these things are there. We are making these things in the cluster of schools. یہ ہم cluster of schools دیکھ کر ان کے درمیان میں ایسے complexes بنا رہے ہیں تاکہ خواتین benefits حاصل کر سکیں۔ 159 ملین کا بجٹ صرف social protection کے لئے خواتین کو دیا گیا ہے اور اس بجٹ کی جو schemes ہیں وہ صرف اور صرف gender reforms پر خرچ ہوں گی۔ یہ بہت بڑی achievement ہو گی اور اس میں جو سب سے بڑی achievement خواتین کے حوالے سے ہے اس کا میں ذکر کرنا چاہوں گی جو block allocation of Rs. 200 millions just for women کی گئی ہے یہ ایک بہت بڑی چیز ہو گی جس میں public representatives بتائیں گے کہ کس طریقے سے کہاں پر problems ہیں اور اس میں صرف خواتین اور gender related issues کو سامنے لا کر دُور کیا جائے گا۔ اس پر میں سمجھتی ہوں کہ میں اپنے پورے صوبہ کے لوگوں سے جس میں ہماری سب parties شامل ہیں انہیں above party line ہو کر appreciate کرنا چاہئے کیونکہ اس طرح کے بجٹ کی آج سے پہلے allocation کبھی نہیں کی گئی تھی۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر رانا مشہود احمد خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا ٹائم ہو گیا ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! آپ نے تو آتے ہی میرا ٹائم ختم کر دیا ہے۔ میں صرف اتنا کہوں گی کہ social reforms, women empowerment, handicapped children یہ ساری چیزیں جو fragility کے دائرے میں آتی تھیں ان کو زندگی میں پہلی بار اس طریقے سے address کیا جا رہا ہے۔ آج اس forum پر کھڑے ہو کر میں یہ بات بڑے فخر سے کہہ سکتی ہوں کہ آج کی خاتون کو اپنے social, political and legal rights کا پتا ہے۔ انشاء اللہ ہم سب مل کر حکومت کا ساتھ دیں گے اور اس کے ساتھ مل کر چلیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب طاہر احمد سندھو صاحب!

جناب طاہر احمد سندھو: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج کل جو عوام کی حالت ہے میں اس کا آغاز فیض کے اشعار سے کروں گا۔ فیض صاحب فرماتے ہیں کہ:

ربّا سچیا توں تے آکھیا سی
جا اوئے بندیا جگ دا شاہ اے توں

ساڈیاں نعمتاں تیریاں دولتاں نیں
ساڈا نیب تے عالیجاہ اے توں
ایس لارے تے ٹور کد پُچھیا اے
کیہہ ایس نمانے تے بیتیاں نیں
کتے دھونس پولیس سرکار دی اے
کتے دھاندلی مال پٹوار دی اے
ایویں ہڈاں اچ کلپے جاں میری
جیویں پھائی اچ کونج کرلاندی اے
چنگا شاہ بنایا ای ربّ سائیاں
پولے کھاندیاں وار نئیں آوندی اے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ عوام کی حالت بہت ابتر ہے اور انسان جو اشرف المخلوقات ہے کیا یہ پولے کھانے کے لئے یہاں آیا تھا، کیا ہم آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے یہی حالات چھوڑ کر جا رہے ہیں، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب میں حلقہ میں جاتا ہوں تو میری گاڑی کے پاس بچے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ تن سے ننگے، پاؤں سے ننگے، وہ مجھ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ کون سا پاکستان تھا، قائد کے پاکستان نے ہمیں کیا دیا، کیا ہم انسان نہیں ہیں، کیا اللہ تعالیٰ نے ہمیں آزاد پیدا نہیں، کیا ہمارا مقدر غلامی ہے؟ جب ان کی سرخ آنکھوں سے مجھے محسوس ہوتا ہے کہ وہ معصوم

چہروں سے مجھے کہہ رہے ہیں کہ تم جس گاڑی پر آئے ہو یہ ہم تم سے چھین لیں گے، ہاں! چھین لیں گے اگر تم نہیں دو گے تو تمہارا گلا کاٹ کر لے جائیں گے۔ یہ genuine حالات ہیں جو ہمارے ملک میں اس وقت ہیں۔ باتیں تو بہت سی کرنے والی ہیں لیکن گزارش یہ ہے کہ پچھلے باسٹھ سال میں ہم جہاں تھے وہیں کھڑے ہیں۔ ایک اُمید کی کرن وہ یہی تھی کہ یہاں جمہوریت آئے گی، لوگوں کے مسائل کا حل ہو گا اور خدا گواہ ہے کہ میں نے ایک مسیحا کو ووٹ دیا تھا۔

جناب سپیکر! ایک دن میں سڑک پر جا رہا تھا تو میرا ڈرائیور کہتا ہے کہ یہ لائٹیں تب جلیں گی جب میاں شہباز شریف آئیں گے۔ الحمدللہ اس وقت پنجاب گورنمنٹ کی کارکردگی اپنی جگہ لیکن میں دعوٰی سے کہہ سکتا ہوں کہ سب سے جو بُری مرض ہے، جان لیوا مرض ہے وہ کرپشن ہے۔ کرپشن کی سرکوبی کے لئے ہماری حکومت دن رات کوشاں ہے اور انشاءاللہ العزیز آپ دیکھیں گے کہ وقت کے ساتھ ساتھ کرپشن کو کنٹرول کر لیں گے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم کرپشن کو کنٹرول کر لیں تو آج ہمارا بجٹ اگر 522۔ارب روپے کا ہے تو سمجھیں کہ وہ 1500۔ارب کا بن سکتا ہے کیونکہ کرپشن کی وجہ سے ہمیں کافی مشکل حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ میں نے پہلے بھی فیض کے اشعار سے عرض کیا کہ قائد محترم نے جب پہلے دن تقریر کی تھی تو انہوں نے ایک اعلیٰ نباض کی طرح صحیح نبض پر ہاتھ رکھا تھا اور مجھے آج بھی ان کی وہ statement یاد ہے کہ اگر کسی شعبے میں ایمرجنسی کی ضرورت ہے تو وہ ایجوکیشن کا شعبہ ہے۔ اس شعبے میں اگرچہ ہماری حکومت نے خاطر خواہ کامیابیاں حاصل کی ہیں، آئی ٹی لیب، لائبریریاں اور الحمدللہ 35 ہزار ایجوکیٹرز کی میرٹ پر بھرتی کی گئی ہے لیکن اس کے باوجود ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے اور ابھی منازل طے کرنے کے لئے ہمیں شبانہ روز محنت کرنا ہو گی۔

اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ ہیلتھ کے شعبے میں الحمدللہ ہماری حکومت نے بہت ہی احسن اقدامات کئے ہیں اور کافی investment کی ہے، اس کے بڑے خاطر خواہ نتائج بھی سامنے آ رہے ہیں۔ پچھلے دنوں میرے حلقہ کی ایک غریب بچی جس پر تین لاکھ روپے خرچ ہوتا تھا، فیصل آباد میں جو پی آئی سی ہسپتال ہے وہاں سے free of cost انہوں نے علاج کروایا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب اور قائد محترم کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جہاں تک امن عامہ کا مسئلہ ہے تو میں یہ وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگرچہ ہمارا ملک ایک state of war میں ہے۔ ہمارا ملک جو ایک میدان جنگ بنا ہوا ہے، ہم proxy war لڑ رہے ہیں جو کہ ہمیں ایک ڈکٹیٹر دے کر گیا ہے لیکن اس کے باوجود الحمدللہ یہ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ پچھلے دنوں بھی تین ڈویژن کی ایک میٹنگ ہوئی تھی اس میں فیصل آباد، سرگودھا اور راولپنڈی ڈویژن کی میٹنگ ہوئی تھی اور وہاں ہمارا یہ consensus تھا کہ crime rate کافی حد تک نیچے آگیا ہے اور انشاءاللہ جس طرح ہماری گورنمنٹ کی پالیسی ہے کہ اچھے آفیسر RPO اور DPO level پر تعینات کئے جا رہے ہیں انشاءاللہ العزیز وقت آنے پر خاطر خواہ نتائج نکلیں گے۔

جہاں تک good governance کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے قائد محترم مبارکباد کے مستحق ہیں کہ پہلی دفعہ پاکستان میں welfare estate کا concept introduce کروایا گیا ہے۔ پہلی دفعہ یہاں پر مفت تعلیم، مفت علاج اور سستی روٹی کا introduction کروایا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات ہمارے لئے باعث فخر ہے اور انشاءاللہ العزیز اگر اس قسم کی سوچ ہو گی تو بہتر سے بہتر نتائج سامنے آئیں گے۔

جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے دنوں دہشتگردی کی activities کی وجہ سے ہمارے پولیس کے کافی نوجوان شہید ہوئے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ وہ ہمارے صوبہ اور وطن کا دفاع کرتے ہوئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں ان کو مختلف سوسائٹیوں میں entitlement کے مطابق پلاٹ دینے چاہئیں تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو اور عوام کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہ کریں۔

آخر میں یہ گزارش کروں گا کہ جہاں تک ہمارے accountability laws ہیں، بجٹ پر جن کا براہ راست اثر ہوتا ہے وہ ہے inefficiency اور corruption ہمیں چاہئے کہ وہ laws جو ہیں ان کو نئے سرے سے revise کریں، ان کو update کریں اور active کریں تاکہ احتساب کا عمل جو ہے وہ نہ صرف شفاف ہو بلکہ مؤثر بھی ہو تاکہ ہمارے ملک میں کرپشن ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے اور روز روشن کی طرح ہمارا ملک دن دُگنی رات چوگنی ترقی کرے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! گاڑیوں کے لگژری ٹیکس کے حوالے سے ایک مسئلہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب اس پر اپنا point of view بتا دیں۔ میں اس پر کچھ بات کرنا چاہتا ہوں، جاوید صاحب بھی اس پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ آپ لاء منسٹر صاحب سے پوچھیں کہ وہ کوئی جواب دینا چاہتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ پہلے speeches کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، آپ صرف پانچ منٹ دے دیجئے، ان سے پوچھ لیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، انہیں پتا ہی نہیں ہے کہ بات کیا ہے؟

شیخ علاؤالدین: نہیں، انہیں پتا ہے۔ آپ پوچھ تو لیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! شیخ صاحب کہہ رہے ہیں کہ آپ ٹیکسز کے بارے میں بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: ہم بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! بعد میں کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بات کرنی ہے تو پھر ان سے جا کر کر لیں۔ جب ان کو بھی نہیں پتا، House کو بھی نہیں پتا تو آپ ان سے مل لیں۔ in the meanwhile ایک ممبر speech کر لیتے ہیں اس کے بعد آپ بات کر لیجئے گا۔ اگر وہ کہتے ہیں تو آپ take up کر لیجئے گا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ کے آنے سے پہلے شیخ صاحب House میں بات کر چکے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب تک ایک ممبر بات کرتا ہے تو اتنی دیر میں آپ ان سے بات کر لیں۔ جی، عبدالحفیظ خان صاحب!

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ خان صاحب جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں آپ کے knowledge میں ایک بات لانا چاہتی ہوں، مجھے اُمید ہے کہ وہ already آپ کے نوٹس میں ہو گی۔ یہاں House میں صبح جو بھی ہوا مجھے اس بات کا بہت افسوس ہوا کہ hon'able CM صاحب یہاں پر تشریف فرما تھے اور ان کے منع کرنے کے باوجود، بہت سارے منسٹر صاحبان کے intervene کرنے کے باوجود جو language use کی گئی اور جو بھی ہوا میڈیا obviously سب کچھ دیکھ رہا ہے اور اس وقت عالم یہ ہے کہ میں نہیں سمجھتی کہ یہ الفاظ اس قابل ہیں کہ میں انہیں repeat کروں کہ جو tickers میڈیا پر چل رہے ہیں This is too much یہاں جو ہوتا ہے وہ سب دیکھتے ہیں، کسی کو یہ right نہیں ہے کہ وہ کسی کے بارے میں اس طرح کی زبان استعمال کرے۔ آپ یہ باتیں کر کے اپنی brought up، اپنا background show کرتے ہیں، جو زبان آپ بولتے ہیں وہ آپ کی شخصیت کا آئینہ دار ہوتی ہے لیکن hon'able Sheikh Ala-ud-Din صاحب کے نام سے جو tickers میڈیا پر چل رہے ہیں اور جو باتیں میڈیا پر چل رہی ہیں میں سمجھتی ہوں کہ کسی عورت کے بارے میں ایسی باتیں کرنا سراسر زیادتی ہے۔ میں اس کو condemn کرتی ہوں اور تمام اپوزیشن کے ممبران کی جانب سے میں یہ کہتی ہوں کہ ہم اس اجلاس کا بائیکاٹ کرتے ہیں اور ہم شیخ علاؤالدین کے خلاف اپوزیشن کی طرف سے ایک Privilege Motion پیش کریں گے اور میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا آپ اس کو justify کریں گے؟ جو زبان شیخ علاؤالدین صاحب نے استعمال کی اور میں آج یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ چیف منسٹر صاحب کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ ایسے لوگوں کو وہ اپنی پارٹی میں لے کر گئے ہیں۔ ایسے لوگ جو ان کی بات بھی سننے کو تیار نہیں ہیں، ایسے لوگ جو منسٹر صاحبان کی عزت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور شیخ صاحب یہ کس کو بتائیں گے کہ ثمینہ خاور حیات کو کس نے نوازا، اس کے خاندان کو کس نے نوازا؟ شیخ صاحب پہلے یہ بتائیں کہ ان کو کس کس نے نہیں نوازا؟ یہ کون ہوتے ہیں ہماری ممبر کے بارے میں ایسی باتیں کرنے والے، یہ پہلے یوں کر کے تو دیکھیں کہ ان کا اپنا دامن کتنا پاک ہے؟ ان کو کیا حق ہے کہ ایک عورت کے بارے میں یہ ایسی باتیں کریں۔ ان کو شرم آنی چاہئے۔ کیا اس House میں بیٹھا کوئی ممبر اس language کو justify کرے گا، کیا کوئی اس زبان کو justify کرنے

کے لئے تیار ہے، ایک عورت کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ میں اس کی کرتوتیں بتاؤں تو کیا مطلب ہے ان باتوں کا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ لاء منسٹر صاحب پہلے بات کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس کا جواب دینے کی اجازت چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔ پہلے لاء منسٹر صاحب کی بات سُن لیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ جب شیخ صاحب نے پہلے بات کرنا چاہی تو اس وقت چیف منسٹر صاحب بھی موجود تھے۔ اپوزیشن کی طرف سے جب روکا گیا تو یہ جذبات میں آگئے اور انہوں نے ایک فقرہ ایسا بولا اور میں اس بات کو بالکل تسلیم کرتا ہوں کہ ایسے فقرےpersonal levelپر جا کر ممبران کو ایک دوسرے کے خلاف نہیں بولنے چاہئیں۔ میرے خیال میں اپوزیشن کے ممبران بھی خود اس وقت دیکھ رہے تھے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے مجھے کہا کہ آپ شیخ صاحب کو سمجھائیں اور انہیں روکیں حالانکہ جو بات یہ کرنا چاہتے تھے غالباً یہ اب وہی بات کریں گے جو میں senseکر رہا ہوں۔ پھر انہیں روکا گیا کہ آپ اس بات کو چھوڑیں اور nextجو مقرر ہے اس کو پھر بات کرنے کی اجازت دی گئی۔ دیکھیں جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ میڈیا کیاticker چلا رہا ہے۔ اگر تو وہ الفاظ جو ادا نہیں ہوئے اس سے علیحدہ کوئیticker mediaاپنے پاس سے چلا رہا ہے تو بالکل ہم میڈیا سے بھی بات کرنے کو تیار ہیں لیکن یہاں پر اگر کوئی ایسی بات ہو گی جو کہ بعد میں ہمیں دیکھ کر یہ محسوس ہو کہ یہ بات درست نہیں ہے یا ہمارے لئے کوئی فخر کا باعث نہیں ہے یا شرمندگی کا باعث ہے تو بات یہ ہے کہ اس بات کا پھر ہمیں خود خیال کرنا چاہئے۔ اگرmedia exaggerate ہے تو ہم بالکل میڈیا سے بات کرنے کو تیار ہیں۔ ہم ان کے سامنے بھی یہ بات کہتے ہیں کہ آپ نے فلاں فلاں جگہ پرexaggerationکی ہے تو میرا خیال ہے کہ اس معاملے میں، لغاری صاحب اس وقت تشریف فرما ہیں، اگر قائد حزب اختلاف اور سپیکر صاحب بیٹھ جائیں، میں بھی آپ کے ساتھ بیٹھنے کو تیار ہوں۔ اگر اس بارے میں آپ یہ طے کریں کہ جو ممبر اس حد تک جائے اور دیکھیں یہ ہوتا دونوں

طرف سے ہے یعنی اگر آج یہ بات point out ہو گئی ہے تو یہ علیحدہ بات ہے لیکن ہوتا دونوں طرف سے ہے۔ اگر Chair چاہے اور Chair کے پاس بالکل یہ اختیار ہے اگر آپ مناسب سمجھیں کہ جو ممبر اس fault میں پایا جائے، آپ تین sitting سے یا rest of the session سے اسے House میں آنے سے روک دیں تاکہ discipline enforced ہو اور یہ personalized قسم کا character نہ ہو۔ آج سے کچھ دن پہلے بھی اسمبلی چیمبر میں دو خواتین کی طرف سے اس قسم کا مظاہرہ ہوا۔ میں نے اس سلسلے میں پیپلز پارٹی کی لیڈرشپ سے بھی بات کی ہے۔ کل میری بات ہوئی ہے غالباً آج راجہ صاحب نہیں آئے۔ پارٹی سطح پر بھی action ہوا ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ House کی سطح پر بھی action ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈیموکریسی maturity کی طرف اسی وقت جائے گی جب ہم ان چیزوں کا خیال رکھیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میرے خیال میں اس پر واک آؤٹ کرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ قیمتی وقت ہے آپ نے بجٹ پر بحث کرنی ہے۔ آپ قائد حزب اختلاف کا پتا کروا لیں اگر وہ موجود ہیں تو پھر سپیکر صاحب، ڈپٹی سپیکر صاحب بھی موجود ہیں اور ہم آج ہی بیٹھنے کو تیار ہیں لیکن اس میں یہ دیکھنے والی بات ہے کہ اگر آپ کی طرف سے کسی کے خلاف action ہو تو پھر آپ اسے بھی اتنی ہی فراخدلی سے لیں اور اگر ہماری طرف سے ہو تو انشاءاللہ ہم اس میں قطعی طور پر کسی رُو رعایت سے کام نہیں لیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ہم لاء منسٹر صاحب کے مشکور ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سیمل کامران صاحبہ! ایک منٹ۔ شیخ صاحب! ذرا آپ بھی ایک منٹ تشریف رکھئے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ سپیکر آفس یا سپیکر کا عہدہ Custodian of the House ہوتا ہے اور تمام ممبران نے مل کر اس House کی sanctity کو برقرار رکھنا ہوتا ہے۔ ایک طرح سے ہم لوگ باقی تمام معاشرے کے لئے role model بھی ہوتے ہیں کیونکہ جن سے آپ ووٹ لے کر آئے ہوتے ہیں یا جن کی نمائندگی کر رہے ہوتے ہیں وہ دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ ان کے نمائندے جا کر کیا کر رہے ہیں؟ اگر ہم ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالتے ہیں تو پھر عوام کو ایک اچھا message نہیں جاتا۔ میرے خیال میں لاء منسٹر صاحب نے جو تجویز دی ہے اس میں قائد حزب اختلاف اور ان کے ساتھ اپوزیشن کی طرف سے

کوئی بھی ایک ممبر جو آنا چاہئیں وہ آ جائیں - لاء منسٹر صاحب، میں اور سپیکر صاحب اور لاء منسٹر صاحب اگر اپنے ساتھ کسی کو رکھنا چاہیں تو ٹھیک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے خیال میں اس میں راجہ صاحب یا کائرہ صاحب کو تو لے لیں گے لیکن اگر قائد حزب اختلاف اپنے ساتھ کسی ممبر کو لانا چاہیں تو بے شک لے آئیں لیکن میرے خیال میں ان کی موجودگی از خود personal بھی ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! ذرا میں اپنی بات مکمل کر لوں پھر آپ کو بھی floor دیتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم بیٹھ کر پہلے تو وہ پورا transcript نکلوائیں گے اور اسے دیکھیں گے۔ آپ یہاں پر issues اور policies پر ضرور بات کریں لیکن میری تمام ممبران سے گزارش ہے کہ personal attacks سے گریز کیا جائے تاکہ ہم اسمبلی کو smooth چلا سکیں۔ میرے خیال میں اب ہم اس پر بیٹھ جائیں گے اور اس پر جو بھی فیصلہ ہوتا ہے اسے آئندہ کے لئے course of action بنا لیں گے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کل جس طرح مجھے روکا گیا تھا۔ میں floor پر انتہائی اہم issues لانا چاہتا تھا جو نہیں لانے دیئے گئے۔ ان میں ایک اہم مسئلہ یہ تھا کہ جس طرح پنجابیوں کو بلوچستان میں قتل کیا جا رہا ہے جب میں اس point پر تھا تو محترمہ ثمینہ نے اٹھ کر shouting شروع کی اس کے بعد ہنگامہ ہوا، naturally میری تقریر کو روکا گیا۔ کل جو واقعہ ہوا وہ بھی آپ دیکھ لیجئے گا کہ اس میں میرا کوئی قصور ہے؟ میں بہترین طریقے سے کوشش کرتا ہوں کہ میرا ان کے ساتھ رویہ اچھا ہو۔ میں ان کو بالکل ایک لفظ بھی کہنا اور نہ ہی بولنا چاہتا ہوں۔ میں اس خاتون کی خاص طور پر حیات صاحب کی وجہ سے عزت کرتا ہوں کہ وہ میرے بھی بڑے تھے اور میرا ان سے تعلق رہا ہے لیکن یہ نہیں سمجھتی۔ آج صبح انہوں نے تحریک استحقاق کے ذریعے ایک personal business matter اٹھایا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ذاتی بات نہ کریں۔

شیخ علاؤ الدین: جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ دے دیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤ الدین: میں نے اس کے اندر انہیں support کیا کہ ہاں ٹھیک ہے یہ نہیں ہونا چاہئے تھا۔ میں نے ایک لفظ نہیں بولا کیونکہ میں ان کی تکلیف کو سمجھتا تھا کہ یہ جو بات کر رہی ہیں صحیح کر رہی ہیں۔ اس کے بعد جب وزیر اعلیٰ صاحب تشریف رکھتے تھے، میرے تین issues تھے، آپ بھی بزنس کو سمجھتے ہیں کہ اب وفاقی حکومت نے Pay Order اور Draft پر بھی 3 فیصد لگا دیا ہے۔ اسی اسمبلی میں میری دو قرار دادیں تھیں جو اسمبلی نے پاس کی تھیں کہ cash withdrawal پر ٹیکس نہ لیں اس سے اس قوم سے اربوں روپیہ لیا جا رہا ہے اور اب یہ کھربوں روپیہ لیا جائے گا۔ اس پر مجھے محترمہ نے نہیں بولنے دیا۔ میں چاہتا تھا کہ white money کے لئے اڑھائی فیصد زکوۃ allow کر دی جائے۔ تیسرا میں یہ چاہتا تھا کہ خدارا لگژری ٹیکس ختم کر دیں اس سے پنجاب کا بے پناہ نقصان ہو گیا ہے۔ میں بالکل minimize کر کے بات کرنا چاہتا تھا لیکن محترمہ پھر کھڑی ہو گئیں اور انہوں نے مجھے روکا۔ اب بار بار یہ کیا کہتی ہیں؟ ان کے ساتھ محترمہ سیمل بیٹھی ہیں آپ ان سے پوچھ لیں اور یہ پورا House سن رہا ہے۔ انہوں نے ایک دن مجھ سے کہا تھا کہ آپ ہمیں tissue نہ کہیں۔ میں نے کہا کہ آئندہ نہیں کہوں گا انہوں نے اس کے باوجود لوٹا لوٹا کہا۔ آپس میں بات ہوئی تھی کہ اب میں tissue نہیں بولوں گا اور میں نے اس اجلاس میں tissue کا ایک لفظ بھی استعمال نہیں کیا لیکن انہوں نے پھر لوٹا لوٹا بولا۔ اب آپ مجھے بتایئے اور خود انصاف کیجئے کہ آخر میں چار لاکھ لوگوں کا نمائندہ ہوں۔ خدا جانتا ہے کہ میں ہر نماز میں پورے پنجاب کے لئے دعا کرتا ہوں کہ میرے ہاتھوں سے کچھ ہو جائے۔ اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے میں قسم کھا کر کہتا ہوں لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ مجھ سے انہیں کیا مسئلہ ہے؟ میرا ان کے خاندان سے بیس بائیس سال سے continuous تعلق ہے۔ جب تک یہ مجھے کچھ نہ کہیں میں ان کے بارے میں derogatory لفظ کیوں بولوں گا؟ آج صبح کا واقعہ ہے کہ میں نے ان کو support کیا ہے اور میں نے کہا ہے کہ ہاں یہ صحیح کہہ رہی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ پچھلا اجلاس دیکھ لیں، اس سے پچھلا دیکھ لیں آخر میری ایک غلطی تو بتائیں کہ میں ان کو کچھ کہتا ہوں؟ اگر میرا کوئی بھائی، ادھر سے یا ادھر سے floor پر بتا دے کہ میں نے پہلے ایک لفظ بھی initiate کیا ہو تو آپ یقین کیجئے کہ مجھ پر plenty بھی لگائیں اور میں resign

کرتا ہوں لیکن اگر میں نے کوئی کام کیا ہی نہیں ہے اور میں ان کی عزت کرتا ہوں- میں ان کے ہر معاملے میں ان کے ساتھ چلتا ہوں- میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں نے ان کے ساتھ کیا زیادتی کی ہے ؟ یہ خود مانتی ہیں اور انہوں نے floor پر مانا ہے کہ میرا ان کے ساتھ family relation ہے- خاک family relation ہے ؟ مجھے سیمل نے کہا I have great regard for the lady اس نے کہا کہ آپ آئندہ tissue نہیں کہیں گے، میں نے کہا کہ نہیں کہوں گا- جب میں ان کی بات ہی نہیں کرتا، ان کے بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تو انہیں میرے سے ہی کوئی مسئلہ ہے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے جو بات کی اسے کمیٹی دیکھے گی-

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں point of personal explanation پر بات کرنا چاہتی ہوں کہ جتنا ہم شیخ صاحب کا regard کرتے ہیں شاید ہی کوئی کرتا ہو for the simple reason کہ یہ بہت اہم issues کو House تک لے کر آتے ہیں لیکن اس وقت ہماری بھی burning heart ہوتی ہے کہ جب بڑی مشکل سے ہمارا سوال take up ہوتا ہے اور ہم honourable Minister سے اس کا جواب accept کرتے ہیں لیکن وہ جواب شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے آرہا ہوتا ہے- شیخ صاحب نے جو دوسری بات کی ہے کہ کل بھی اپوزیشن نے ان پر اعتراض کیا- جب ہمارا ٹائم ختم ہو جاتا ہے تو Chair پر آپ ہوں یا سپیکر صاحب ہمیں بات کرنے کے لئے allow نہیں کرتے- اس House میں جتنے بھی لوگ ہیں وہ ہمیشہ بہت ہی important discussion کرتے ہیں، ان کے پاس اپنے اپنے حلقہ کے بہت ہی اہم issues ہوتے ہیں- یہاں پر اپنے گھر، اپنی فیملی اور اپنے بچوں کی باتیں کرنے کوئی نہیں آتا- ہر بندے کا issue اس کی نظر میں بہت اہم ہوتا ہے- جب اپوزیشن کو ٹائم نہیں دیا جارہا تو پھر سب کے لئے وہ rules apply ہونے چاہئیں - آج بھی اسی بات پر احتجاج ہوا تھا کہ جب ہمیں ٹائم نہیں ملتا تو پھر شیخ صاحب کو extra time کیوں دیا جاتا ہے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں ہم نے جو کمیٹی بنا دی ہے سب اس میں دیکھ لیں گے- اب ہم House کی کارروائی کو آگے چلالیں- میں دوبارہ کہوں گا کہ ہم سب نے مل کر اس House کی sanctity کو برقرار رکھنا ہے- اگلے مقرر عبدالحفیظ خان صاحب ہیں-

پارلیمانی سیکرٹری برائے زکوٰۃ و عشر، بیت المال (جناب عبدالحفیظ خان): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ صاحب، سیکرٹری فنانس صاحب، چیئرمین P&D اور ان کی تمام ٹیم کو خصوصی طور پر مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک عوام دوست اور ٹیکس فری بجٹ پیش کیا۔ میں خصوصی طور پر این ایف سی ایوارڈ پر مبارکباد پیش کروں گا کہ ہمارے وزیر اعلیٰ جن کا اس میں خصوصی کردار رہا ہے اور اس کے ساتھ وفاقی حکومت اور چاروں وزرائے اعلیٰ کو این ایف سی ایوارڈ کی کامیابی پر خصوصی مبارکباد پیش کروں گا۔ Transparency International کی رپورٹ کہ پنجاب پاکستان کے اندر تمام صوبوں سے کم کرپٹ ہے، یہ تو نہیں ہے کہ ہم کرپٹ نہیں ہیں لیکن کم کرپٹ ہیں چلو اس پر بھی ہمیں خوش ہو جانا چاہئے، جیسے کہتے ہیں کہ اندھوں میں کانا راجہ۔ مجھے افسوس ہے کہ ہمارے ملک میں کرپشن کی جو حالت ہے وہ بہت زیادہ خراب ہے ہر محکمے میں ہر جگہ پر کرپشن ہے۔ اگر ایک ایم پی اے، ایم این اے کرپٹ نہیں ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں ٹھیکوں میں سے کمیشن نہیں لیتا مجھے جو فنڈ ملا ہے وہ پورے کا پورا میرٹ پر لگے لیکن یہ تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ٹھیکیدار بغیر کمیشن دیئے اپنے پیسے وصول کرلے۔ جنوبی پنجاب neglected feel کر رہا تھا یہ بھی بڑی خوش آئند اور اچھی بات ہے کہ اس دفعہ جنوبی پنجاب کے لئے خصوصی فنڈز رکھے گئے ہیں اور South Punjab کا خصوصی خیال کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں غریب لوگوں کے لئے پانچ مرلہ کے پلاٹ دینے کا اعلان کیا گیا ہے۔ اسی طرح ہمارے سرکاری ملازمین کی بنیادی تنخواہوں میں 50 فیصد اضافہ کیا گیا ہے، پنشنروں کی پنشن بڑھائی گئی ہے اور ان کو میڈیکل الاؤنس بھی دیا گیا ہے۔ یہ بھی بڑی خوش آئند بات ہے۔

جناب سپیکر! سستی روٹی سکیم کے لئے 5۔ ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ یہ بہت اچھی سکیم ہے لیکن پچھلے سال اس میں جو corruption ہوئی ہے اس پر بڑی تنقید کی گئی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اس کرپشن کی روک تھام کے لئے خصوصی طور پر اقدامات کئے جائیں۔ اسی طرح رمضان package دیا گیا ہے۔ اس حوالے سے میں اتنی عرض کروں گا کہ جہاں پر ایک تھیلا -/540 روپے کا ہے جب ہم اس کو -/200 روپے میں مہیا کرتے ہیں تو اس کی قیمت میں فرق بہت زیادہ آ جاتا ہے جس کی وجہ سے black کرنے والے لوگ بہت زیادہ درمیان میں آ جاتے ہیں اور ان کی کوشش ہوتی ہے کہ ہم آٹے کے تھیلوں

کے یہ ٹرک مارکیٹ سے پہلے ہی غائب کر دیں اور پھر وہ اس کی black marketing کرتے ہیں یا دکانداروں کو فروخت کرتے ہیں۔ قیمت کے اس فرق کو تھوڑا کم رکھ کر بھی کسی غریب کو سہولت دینا چاہیں تو دی جاسکتی ہے، اس طریقے سے کرپشن کم ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! گندم کی support price کے بارے میں عرض کروں گا کہ ایک زمیندار کو جب یہ تسلی ہوتی ہے کہ مجھ سے ساری گندم خرید لی جائے گی، جیسا کہ پچھلی دفعہ حکومت نے گندم کا ایک ایک دانہ خریدا تھا تو اس سے کاشتکار کو ایک incentive ملتا ہے اور وہ مزید گندم کاشت کرتا ہے۔ اس دفعہ گندم کی خریداری اس طریقے سے نہیں ہوئی۔ آپ کو پتا ہے کہ کاشتکار ہمیشہ قرض لے کر کھاد اور بیج وغیرہ لیتا ہے۔ اسے سب سے پہلے وہ قرض ادا کرنا ہوتا ہے جس پر اسے آڑھتی خاص طور پر blackmail کرتا ہے۔ اگر کاشتکار کے ساتھ یہ وعدہ کیا جاتا ہے کہ ہم آپ کا دانہ دانہ خریدیں گے تو پھر ہمیں اس وعدے پر قائم رہنا چاہئے۔ اگر ہمارا کاشتکار یا ہماری عوام حکومتی وعدوں پر اعتبار نہیں کرے گی تو یہ ہمارے لئے نقصان دہ بات ہو گی۔ مجھے امید ہے کہ آئندہ حکومت کی طرف سے کاشتکار سے جو وعدہ کیا جائے گا اسے پورا بھی کیا جائے گا۔

گرین ٹریکٹر سکیم ایک اچھی سکیم تھی اب تو وہ ختم ہو گئی ہے۔ ہماری وفاقی حکومت نے جو ٹریکٹر دیئے ہیں وہ گرین نہیں تھے بلکہ وہ لال رنگ کے تھے۔ ہماری سندھ حکومت نے جو ٹریکٹر دیئے ہیں وہ بھی گرین نہیں تھے بلکہ لال تھے۔ اس سے یہ ہوتا ہے کہ یہ ٹریکٹر مارکیٹ میں فروخت ہو جاتے ہیں بلکہ افغانستان میں سمگل ہو جاتے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ جب یہ ٹریکٹر افغانستان سمگل ہوتے ہیں تو وہ کاغذ نہیں پوچھتے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ٹریکٹر دو چاہے وہ چوری کا ہو تو یہ لال ٹریکٹر زمینوں میں استعمال ہونے کی بجائے black market میں فروخت ہو جاتے ہیں۔ حکومت پنجاب کی طرف سے جو ٹریکٹر کاشتکاروں کو مہیا کئے گئے تھے وہ چونکہ گرین تھے اس لئے وہ جب بھی مارکیٹ میں آئے گا تو صاف طور پر اس کی نشاندہی ہو جائے گی کہ یہ گرین ٹریکٹر ہے۔ میری یہ درخواست ہے کہ جب کبھی آئندہ یہ سکیم شروع کی جائے تو لال رنگ کی بجائے کوئی اور رنگ رکھیں، بے شک پیپلز پارٹی والے اپنا کوئی رنگ دے دیں لیکن معلوم ہونا چاہئے کہ یہ subsidy والا ٹریکٹر ہے اور یہ عام مارکیٹ والا ٹریکٹر نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وفاقی حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ ڈیزل کی قیمت کم کی جائے۔ جب ڈیزل کی قیمت بڑھتی ہے تو ہماری زراعت اور ٹرانسپورٹ اس سے direct متاثر ہوتی ہے۔ ہمارے tubewells اور پیٹر انجن ڈیزل سے چلتے ہیں کیونکہ لوڈشیڈنگ کی وجہ سے بجلی تو میسر نہیں ہے۔ بجلی اگر آتی بھی ہے تو پانی ابھی کھالے سے زمین تک پہنچا ہی ہوتا ہے کہ بجلی پھر چلی جاتی ہے۔ مجبوراً کاشتکار ڈیزل سے چلنے والی مشینری استعمال کرتا ہے لہذا مہربانی کر کے ڈیزل کے نرخ کم کئے جائیں کیونکہ یہ بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب میں اتنے زیادہ ایجوکیٹرز بھرتی کئے گئے ہیں۔ میری تحصیل عیسیٰ خیل آخری تحصیل ہے۔ ہماری طرف کوئی استاد آنے کو تیار نہیں ہے۔ جب یہ بھرتی ہوتے ہیں تو اس وقت یہ سب شرائط ماننے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ جب کوئی ڈاکٹرز یا ایجوکیٹرز بھرتی کئے جائیں تو مہربانی کر کے ان سے یہ ضرور حلف لیا جائے کہ جب آپ select ہو جائیں، آپ کو اگر کہیں دور دراز علاقے میں ہم post کریں گے تو آپ اس وقت نخرے نہیں دکھائیں گے اور آپ وہاں پر جا کر ڈیوٹی کریں گے۔ میں یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ میرے علاقے میں عمارتیں ہیں، سکول ہیں لیکن کوئی ایجوکیٹر یا سولہ سترہ گریڈ کا لیکچرار میرے علاقے میں نہیں ہے۔ وہاں پر کوئی جانے کے لئے تیار ہی نہیں ہے پھر مجبوراً یہ ہوتا ہے کہ ہم مقامی لوگوں کو ہی CTI کے نام سے دس دس ہزار روپے تنخواہ کے عوض بھرتی کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر! صحت کے حوالے سے کہوں گا کہ پہلے ہمارے ہسپتالوں میں C.T Scan اور Dialysis وغیرہ free تھا، پھر Kidney Centres بنے اور اب ماشاءاللہ Liver Transplant کے Centres بھی بن رہے ہیں۔ یہ بڑی خوش آئند بات ہے۔

جناب سپیکر! Rescue-1122 کی سروس پہلے 12 اضلاع میں تھی، دو سالوں میں مزید 23 اضلاع میں یہ سہولت مہیا کی گئی اور اس مرتبہ 35 اضلاع کے اندر Rescue-1122 کی سہولت میسر کر دی گئی ہے۔ آئندہ ہمارا یہ پروگرام ہے کہ اس سروس کو تحصیل ہیڈکوارٹرز کی سطح پر لے کر آئیں گے۔ اس کے لئے میں وزیر خزانہ کو مبارکباد دوں گا۔ ہسپتالوں میں 6۔ارب روپے کی مفت ادویات مہیا کئے جانے کا اعلان کیا گیا ہے، بہت اچھی بات ہے لیکن اس پر خاص monitoring کی ضرورت ہے۔ کیا وہ ادویات ہسپتالوں میں غریب عوام تک پہنچ رہی ہیں؟ اس میں بڑی خورد برد ہوتی

ہے۔پتا نہیں ڈاکٹر کیا کرتے ہیں کہ مل ملا کر وہ ادویات غائب کر دی جاتی ہیں اور غریب آدمی کو نہیں ملتیں۔جب کوئی غریب آدمی ہسپتال میں داخل ہوتا ہے تو اسے کہا جاتا ہے کہ یہ پرچی لو اور باہر سے دوائی لے کر آؤ۔اس کے تدارک کے لئے خصوصی طور پر انتظام کیا جانا از حد ضروری ہے۔

جناب سپیکر! میں واٹر سپلائی اور سیوریج کے حوالے سے بھی بات کروں گا۔میرے علاقے میں لوگ سیمنٹ کا تالاب بنا لیتے ہیں اور بارش کا پانی اس کے اندر آکر کھڑا ہو جاتا ہے۔وہی پانی انسان بھی پی رہے ہوتے ہیں اور جانور بھی پی رہے ہوتے ہیں۔خاص طور پر دیہاتوں میں سیوریج کا بہت ناقص انتظام ہے جس کی وجہ سے گندگی پھیلتی ہے، مچھر پیدا ہوتے ہیں اور بیماریاں پھیلتی ہیں۔آدھی سے زیادہ بیماریاں گندہ پانی پینے اور ناقص سیوریج سسٹم کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔مہربانی کرکے اس بجٹ میں اس جانب خصوصی توجہ دی جائے۔اسی طرح جہاں پر کھارا پانی ہے وہاں پر بھی صاف اور میٹھا پانی مہیا کئے جانے کا بندوبست کیا جائے۔

جناب سپیکر!میرا علاقہ دریا کے بالکل پار ہے۔کالاباغ سے میری تحصیل شروع ہوتی ہے۔میں جناح بیراج cross کرتا ہوں تو اپنی تحصیل کے اندر جاتا ہوں۔وہاں میرے پاس کوئی نہر نہیں ہے۔وہ کہتے ہیں کہ کنویں کے پاس بھی بندہ پیاسا ہے۔ہماری بھی یہی حالت ہے تو مہربانی کرکے نئی نہریں کھودنے کی طرف بھی توجہ دی جائے اور اس کے لئے بھی کوئی خصوصی funds مختص کئے جائیں۔یہ بڑا ضروری ہے۔tubewells اتنے مہنگے ہیں،ڈیزل اور بجلی مہنگی ہے جس کی وجہ سے کاشتکار کا خرچہ زیادہ ہو جاتا ہے اور آمدن بہت کم ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! یہاں لاہور میں جگہ جگہ underpasses بنے ہوئے ہیں،بہت اچھی چیز ہے لیکن ان کا آگے کوئی outlet نہیں ہے۔بندہ underpass سے نکلتا ہے یا اوپر سے نکلتا ہے،نہر کے اوپر آگے جب وہ سڑک پر جاتا ہے تو وہاں پر ایک ہی سڑک ہے جس کی وجہ سے پولیس نے یا تو اوپر والوں کو روکا ہوتا ہے یا underpass والوں کو روکا ہوتا ہے کیونکہ آگے کوئی outlet نہیں ہے۔جب تک آپ آگے صحیح outlet نہیں بنائیں گے تو پھر ان underpasses کی کیا افادیت رہ جائے گی؟ underpass کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ آپ کی ٹریفک بغیر کسی رکاوٹ کے چلتی جائے لیکن جب آگے

outlet نہیں ہو گا، جب آگے سڑک چھوٹی ہو گی تو پھر اس کا کیا فائدہ رہ جائے گا، اتنے زیادہ پیسے خرچ کرنے کا کیا فائدہ ہے؟

جناب سپیکر! میرا ضلع میانوالی ہے، ماشاءاللہ گزارا ہے سڑکیں ٹھیک ہیں لیکن جب آپ آگے میانوالی سے cross کرتے ہیں تو میانوالی بنوں روڈ کی حالت بہت ہی خراب ہے لہٰذا مہربانی کر کے اس بجٹ میں اس کے لئے خصوصی طور پر funds رکھے جائیں۔ آگے Frontier کو بھی یہی سڑک جاتی ہے۔ Frontier کی سڑکیں بہترین ہوتی ہے لیکن ہمارے پنجاب کی سڑک بہت ناقص اور خراب حالت میں ہے۔

جناب سپیکر! یہ بہت اچھی بات ہوئی ہے کہ CVT چار فیصد سے کم کر کے دو فیصد کر دیا گیا ہے۔ شیخ علاؤالدین صاحب بات کر رہے تھے کہ آپ نے لگژری ٹیکس لگایا ہوا ہے اور لوگ اسلام آباد میں جا کر اپنی گاڑیاں registered کروالیتے ہیں۔ اسی طرح جب آپ ریونیو کے اندر زیادہ ٹیکس لگائیں گے تو لوگ زمینیں transfer نہیں کرواتے۔ وہ مختار نامے یا اقرار نامے پر اپنی زمینیں رکھ لیتے ہیں اور transfer نہیں کرواتے۔ آپ نے اس ٹیکس میں کمی کر کے بہت احسن اقدام اٹھایا ہے۔

جناب سپیکر! پہلے یہ کہا جاتا تھا کہ پولیس بہت corrupt ہے لیکن اب پولیس کی بھی بڑی قربانیاں آگئی ہیں اور یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ جب کوئی پولیس والا شہید ہوتا ہے تو ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب اس کے گھر پہنچتے ہیں۔ ان کو ایک خطیر رقم دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اگر اس کی اولاد میں سے کوئی qualify کرتا ہے تو اسے نوکری بھی دی جاتی ہے۔ اس کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ یہ بہت اچھے اقدامات ہیں۔ اس سے پولیس کو encouragement ملے گی۔

جناب سپیکر! میں آخر میں صرف اتنا کہوں گا کہ یہ بہت اچھا بجٹ ہے، بڑا متوازن قسم کا بجٹ ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب، وزیر خزانہ، سیکرٹری فنانس، چیئرمین P&D ان سب کو میں خصوصی طور پر مبارکباد دوں گا کیونکہ انہوں نے ایک اچھا بجٹ پیش کیا ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب آجاسم شریف صاحب!۔۔۔ کدھر گئے ہیں؟ انہیں بلائیں ذرا، ان کی تقریر تھی۔ ان کے بعد کاظم پیرزادہ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ کی اجازت ہو تو میں یہ پڑھنے لگا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! موجودہ حکومت نے اپنے پہلے بجٹ یعنی 2008 میں لگژری گاڑیوں پر ایک مرتبہ fix tax لاگو کیا بلاشبہ اس اقدام کا مقصد ایسے امراء اور صاحب ثروت حضرات جو ایسی مہنگی imported گاڑیاں استعمال کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں، ان سے کچھ لے کر غریب اور محروم طبقے کی فلاح و بہبود کے لئے funds کی فراہمی تھا۔ حکومت کے اس اقدام سے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن نے اس مد میں اب تک تقریباً 74 کروڑ روپیہ جمع کیا ہے تاہم اس اقدام کے مطلوبہ مقاصد پورے نہ ہو سکے جس کی بنیادی وجہ گاڑیوں کا متحرک ہونا اور پاکستان میں کہیں سے بھی گاڑی کو registered کروانے کی قانونی سہولت کا میسر ہونا ہے۔ چنانچہ ایسے حضرات نے اس قانونی رعایت سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے ایسی گاڑیوں کو صوبہ پنجاب سے باہر registered کروانا شروع کیا اس طرح صوبہ نہ صرف اس ٹیکس کو پوری طرح وصول نہ کر پایا بلکہ سال 09-2008 اور 10-2009، اپریل 2010 تک اندازاً 48 کروڑ روپے کی جو رقم Registration Fee and Token Tax کی مد میں حاصل ہونا تھی اس سے بھی محروم ہو گیا۔ اس سلسلہ میں تجویز ہے کہ تمام صوبوں کی مشاورت سے یہ ٹیکس پورے پاکستان میں لاگو کیا جائے اور تاوقتیکہ یہ ٹیکس پورے ملک میں لاگو نہیں ہوتا اس ٹیکس کو ختم کر دیا جائے تاکہ پنجاب ایسی گاڑیوں سے Registration Fee and Token Tax کی ادائیگیاں وصول کر سکے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ وزیر قانون صاحب نے سن لیا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بھی اسی سلسلے میں بات کرنی چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کی بات سے آپ کی تسلی نہیں ہوئی؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جی، تسلی تو سارے House کی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ House کی طرف سے یہ consensus آنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے اجازت مانگی تھی کہ Law Minister سے اجازت لے لیں کہ چودھری جاوید صاحب اور شیخ صاحب ٹیکس پر بات کرنا چاہتے تھے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! قومی اسمبلی میں Leader of the Opposition پر personal attack کیا گیا اور اگر ہم یہاں پر اپنی پارٹی کے ان ذمہ داران کو تحفظ نہیں دے سکتے تو یہاں بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہمیں بتایا جائے کہ کس routine اور کس practice کے تحت یہ کیا جارہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو ابھی بتاتا ہوں، آپ تشریف رکھیں۔ آپ بات کر لیں اس کے بعد لغاری صاحب بولیں گے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! Rules of Procedure تو اس کو permit نہیں کرتے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! budget speech میں تو دس دس منٹ بعد ہمیں چپ کروا دیا گیا۔ بہت ساری اہم چیزیں تھیں جن پر ہمیں incorporate کرنا چاہئے تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! میری بات سنیں، میری بات سنیں۔ آپ اتنی greatness show کریں، اگر انہوں نے ایک بات کی ہے۔ انہوں نے Law Minister سے بھی کہا تو انہوں نے کہا کہ یہ speaker بول لیں ان کے بعد پھر وہ بات کر لیں۔ جی، جاوید صاحب! آپ wind up کریں پھر اس کو ہم آگے چلاتے ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں صرف اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ پنجاب کے مفاد کی بات ہو رہی ہے۔ یہ ہمارا personal مسئلہ ہے اور نہ ہی میں آپ کی توجہ کسی اور مسئلہ کی طرف مبذول کروا رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! آپ اپنی بجٹ بحث کے دوران یہ بات کر لینا۔ انہوں نے بات کر لی ابھی بجٹ پر آپ کی باری آنی ہے، اس میں آپ یہ بات بھی ساتھ ہی کر لیجئے گا، تشریف رکھیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): میں اس لئے بات کرنی چاہ رہا تھا کہ وزیر قانون صاحب اس بارے میں جواب دہ ہیں تو میں بھی چاہتا ہوں کہ اس پر ہمارے House کا consensus ہونا چاہئے کہ ہمارے صوبہ کے مفاد میں پہلے جو taxation کی گئی تھی اس سے 74 کروڑ روپے کے قریب وصول ہوئے اور اگر ہمارا تقریباً 50 کروڑ روپے کا نقصان ہو رہا ہے تو اگر اس کو انہوں نے highlight کیا ہے تو ہم ان کی تائید کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، اس کا طریق کار یہ ہے کہ آپ اس پر قرارداد لے کر آئیں یا جب آپ بجٹ پر اپنی بحث کریں گے تو اس میں اس پر بات کیجئے گا تو آپ نے بات کی تو وزیر خزانہ صاحب نے سب کی باتوں کا جواب دینا ہے تو اس کا ایک طریق کار ہے۔ بس، تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اس میں قرارداد relevant نہیں ہے اس میں Finance Bill میں amendment درکار ہو گی اور کل بھی یہاں پر جن ممبران نے speeches کیں ان میں سے ایک دو نے اس کا ذکر کیا اور میں اس وقت House میں موجود نہیں تھا تو مجھے بتایا گیا کہ جب یہ بات ہوئی تو House کی sense اس بارے میں positive تھی تو میں نے آج صبح چیف منسٹر صاحب سے بات کی ہے۔ اس ٹیکس کو لگانے کا ان کا مقصد یہ تھا کہ جو اہل ثروت ہیں ان سے ٹیکس لیا جائے اور جن کو زیادہ ضرورت ہے ان کو دیا جائے لیکن ہوا یہ کہ چونکہ اسلام آباد بہت نزدیک ہے اور وہاں سے گاڑی registered کروانی بڑی آسان ہے تو وہ تمام registrations اسلام آباد چلی گئیں اس سے یقیناً یہ loss ہوا ہے تو اس پر کل بھی کچھ صاحبان نے بات کی ہے اور آج بھی انہوں نے بات کی ہے اگر یہ House کی sense ہوئی تو گورنمنٹ اس کو reconsider کرنے کو تیار ہو گی اور Finance Bill ابھی دو دن ٹھہر کر آئے گا۔ اس بارے میں وزیر خزانہ صاحب سے بھی یہ بات کر لیں، مجھ سے بھی کر لیں اور اس پر دوبارہ چیف منسٹر صاحب سے بات کر کے اگر House کی sense ہے اور اگر اس طرح سے صوبہ کا فائدہ ہو سکتا ہے تو وہ فائدہ 50 کروڑ کا ہو یا 5 لاکھ کا ہو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو پورا کرنے میں ہمیں کوئی hesitation نہیں ہو گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اس میں یہ لوگ demand کر رہے ہیں کہ باقی صوبے بھی اپنے ٹیکس بڑھائیں تو ہم یہاں سے ایک قرارداد کی صورت میں وفاقی حکومت کو یہ کہیں گے کہ باقی صوبوں کے ساتھ uniform tax کر دیں مجھے Finance Bill کے ساتھ تو اس کا تعلق نظر نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ جب یہاں بجٹ پر بحث ہوتی ہے تو اس پر ہر معزز ممبر کی اپنی recommendations ہوتی ہیں، ہر ایک کی اپنی priorities ہوتی ہیں اگر اس کے اندر the sense of House یہ بن رہی ہے کہ لگژری ٹیکس نہیں لگنا تو جب آگے وزیر خزانہ صاحب گورنمنٹ کا point of

view لے کر آئیں گے تو اس میں اس sense of the House کو سامنے رکھ کر ہی اس کا جواب دیں گے۔ اگر کچھ ممبران نے یہ بات کی ہے، then Law Minister صاحب سے بھی بات ہوئی ہے تو Let the Finance Minister reply on that. Thank you. (قطع کلامیاں)

نہیں، پلیز پلیز۔ اب میں کاظم پیرزادہ کو Floor دیتا ہوں۔ پھر وہ point of orders شروع ہو جائیں گے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! لگژری گاڑیوں پر ٹیکس صوبہ کے لئے ایک اچھی پالیسی ہے جیسے وزیر قانون نے بھی کہا ہے کہ امراء میں سے جو لگژری گاڑیوں کی facility لے رہا ہے تو اس سے ٹیکس لے کر غرباء تک ان وسائل کو پہنچانا چاہئے۔ یہ sense emerge ہو رہی ہے کہ باقی صوبوں کے لئے بھی Federal Government کو یہ گزارش کی جائے کہ وہ بھی implement کرے، اسلام آباد میں بھی implement ہو تاکہ پنجاب کی گاڑیاں وہاں جا کر registered نہ ہوں۔ یہ sense قطعاً نہیں ہے کہ یہ واپس لیا جائے۔ یہ واپس قطعاً نہیں لیا جانا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، پھر یہ کام دوبارہ شروع ہو جائے گا۔ (قطع کلامیاں)

ذرا میری بات سنیں سارے۔ آپ میری بات سنیں گے؟ میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ بات صرف اتنی ہے کہ 5:00 بجے وزیر خزانہ نے wind up کرنا ہے۔ وہ لوگ جو چار دن سے ٹائم لکھوا کر بیٹھے ہیں ان کے حق پر ڈاکا نہ ماریں۔ کاظم پیرزادہ صاحب!

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے اس معزز ایوان میں بجٹ پر بحث کرنے کا وقت دیا۔ میں آپ کی اور اس ایوان کی خدمت میں ایک حدیث پیش کرنا چاہتا ہوں۔ حدیث مبارک ہے کہ جب ایک شہر ضرورت سے زیادہ بڑا ہو جائے تو ان شہروں کے قریب چھوٹے شہر آباد کرو اس سے ملک کا نظم و نسق چلانے میں آسانی ہو گی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جنوبی پنجاب بلکہ پنجاب کی future direction کو اسی کی روشنی میں دیکھا جا سکتا ہے۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ خادمِ اعلیٰ پنجاب کی ایک vision کے مطابق کہ وہ جنوبی پنجاب کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں اور پہلی دفعہ جنوبی پنجاب کے لئے کچھ funds مختص کئے گئے ہیں اور اس کے اندر بہت انقلابی اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ اس میں، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دانش سکول والا جو اقدام کیا گیا ہے، الحمدللہ میرے حلقہ میں تو دانش سکول بڑی تیزی سے بن رہا ہے۔ میرے حلقہ کے ساتھ ہی Live Stock

Development کے تحت Co-operative Farms بنا کر وہاں کے مقامی کاشتکاروں کو دیئے جا رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں پاکستان کے اندر اور جنوبی پنجاب کی محرومیوں کو دور کرنے کے لئے نئے شہر آباد کرنے چاہئیں اس سے ایک فائدہ یہ ہو گا کہ بڑے شہروں کے infrastructure پر جو pressure ہے یہاں جو لوگ shift ہو رہے ہیں اس pressure کو بانٹنے میں مدد ملے گی اور ہمارے جنوبی پنجاب کے محروم لوگوں کو وہیں پر وہ سہولیات اور وہ چیزیں میسر ہوں گی جن کی تلاش میں وہ یہاں بڑے شہروں میں آتے ہیں۔ اگر ان شہروں کے متعلق سوچا جائے تو آئندہ وہاں پر انڈسٹریل زون دیئے جائیں۔ ہم پہلے ہی ٹیکسٹائل کا خام مال پیدا کر رہے ہیں اور ہماری ہی وجہ سے فیصل آباد، لاہور اور کراچی کی چمنیوں میں سے دھواں نکل رہا ہے۔ یہ بڑی affective بات ہو گی کہ اگر وہاں پر انڈسٹریل زون بنائے جائیں۔

جناب والا! جس وقت دریائے ستلج کا سودا ہو گیا اور اس ملک کے ساتھ بڑا افسوسناک واقعہ ہوا بلکہ پنجاب کے ساتھ سب سے بڑا حادثہ دریائے ستلج کو بیچنا ہی تھا۔ 1947 میں انگریز چیف انجینئر تھے ان کی study کے مطابق یہ پٹی برصغیر کی زرخیز ترین پٹی بتائی گئی ہے۔ یہ ریکارڈ پر موجود ہے لیکن ان دریاؤں کے بکنے کے ساتھ ساتھ وہاں پر صرف پانی ہی کی کمی نہیں ہوئی بلکہ ہماری ثقافت ختم ہو گئی ہے، ہمارے ریت رواج ختم ہو گئے ہیں، ہماری پوری زندگی متاثر ہو گئی ہے اور ہر چیز بالکل ختم ہو گئی ہے۔ ہمارا انفراسٹرکچر ہی ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! چولستان میں 66 لاکھ ایکڑ سے کچھ زائد رقبہ موجود ہے جس کو irrigate کرنے کے لئے ہمارے پاس ابھی پانی کی کوئی صورت نہیں آ رہی، ہاں صرف ایک طریقہ ہے کہ اگر انڈیا سے ستلج میں پانی لیا جائے تو پھر شاید اس علاقے کو سیراب کیا جا سکے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ شہر جو زرخیز زمینوں کے ساتھ بڑھ رہے ہیں اور زرعی رقبہ squeeze کر رہا ہے۔ اگر ان بنجر علاقوں میں ایک نئے شہر کو آباد کرنے کے لئے سوچا جائے تو بہتر ہو گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے پیسے سے بھی زیادہ commitment کی ضرورت ہے جو کہ آج ہمیں دستیاب ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی شخصیت میں یہ بات ہے اور اس پر ہر سیاسی پارٹی اور پنجاب کی پوری عوام یہ سمجھتی ہے کہ وہ جو commitment کرتے ہیں وہ اس پر پورا اترتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب وقت ہے اور یہ کوئی ایسی تجویز نہیں ہے جس پر عمل نہ ہو سکے، ہمارا برادر اسلامی ملک سعودی عرب یہ چیز کر رہا ہے۔ اس میں public private

کے ساتھ partnership جو ہمارے ہاں private land developers ہیں ان کو مراعات دے کر ایسے اقدامات کئے جائیں۔ اس وقت جنوبی پنجاب کو پوری دنیا میں دہشتگردی کے حوالے سے شک کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے۔ دانش سکول کے بنانے میں ایک سوچ یہی تھی کہ دہشتگردی کو تعلیم کے ساتھ روکا جائے اور ہمیشہ تعلیم یافتہ قوم ہی ترقی کرتی ہیں۔ ہماری محرومی بھی یہی رہی ہے جبکہ اس کے برعکس ہمارا بہاولپور فلاحی ریاست تھا۔ پاکستان سے کہیں سے بھی بہتر تعلیم کا infrastructure وہاں پر موجود تھا جو اب saturate ہو گیا ہے۔ وہاں آبادی بڑھ جانے کی وجہ سے ہمیں مشکلات آرہی ہیں۔

جناب سپیکر! ہمارے سرائیکی علاقے کے نوجوانوں میں لسانیت کی بنیاد پر جو نفرت آرہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس بنیاد پر صوبے نہیں بننے چاہئیں، یہ وفاق کے لئے اچھا نہیں ہوگا۔ ہمارے ملک کی بقاء کے لئے ضروری ہے کہ صوبے انتظامی بنیادوں پر تو بے شک بنیں لیکن زبان کی بنیاد پر یا کسی فرقہ واریت کی بنیاد پر نہیں بننے چاہئیں۔ ہم پہلے بھی ایک فرقہ واریت کی لہر سے گزرے ہیں۔ ہمارے علاقے نے فرقہ واریت میں بھی بہت قربانیاں دی ہیں۔ میں یہاں پر یہ کہنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس میں میرے اپنے خاندان نے قربانی دی۔ یہ صورتحال جو وہاں پر بن رہی ہے کہ وہاں پر احساس محرومی کو دور کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ آپ وہاں سکول، کالج بنا رہے ہیں اور لائیو سٹاک پر پہلے ہی کام کر رہے ہیں اس کے لئے ایک نئے شہر کی داغ بیل ڈالنی چاہئے جس کے اندر تمام سہولیات ہوں۔ ہمارے لوئر پنجاب کے لوگ بجائے اس کے کہ وہ بڑے شہروں کی طرف آئیں وہ وہاں پر رہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ آپ کا وقت بہت قیمتی ہے اور میرے کافی ساتھیوں نے آپ کو کافی دیر سے request کر رکھی ہے۔ میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: پیرزادہ صاحب! بہت شکریہ۔ چودھری علی اصغر منڈا صاحب مجلس قائمہ برائے Irrigation and Power کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔ چودھری علی اصغر منڈا!

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

مسودہ قانون (ترمیم) اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2008 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The Punjab Irrigation and Drainage Authority (Amendment) Bill 2008 (Bill No.16 of 2008) moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari MPA PP-245

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔اگست 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Punjab Irrigation and Drainage Authority (Amendment) Bill 2008 (Bill No.16 of 2008) moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari MPA PP-245

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔اگست 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The Punjab Irrigation and Drainage Authority (Amendment) Bill 2008 (Bill No.16 of 2008) moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari MPA PP-245

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔اگست 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب جناب محمد محسن خان لغاری صاحب! سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔ جی، لغاری صاحب!

ہنگامی قانون نجی قرض دہی کی ممانعت پنجاب مصدرہ 2007 میں تبدیلی کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب محمد محسن خان لغاری: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The Amendment in the Punjab Prohibition of Private Money Lending Act 2007

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔اگست 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Amendment in the Punjab Prohibition of Private Money Lending Act 2007

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔اگست 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The Amendment in the Punjab Prohibition of Private Money Lending Act 2007

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔اگست 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سالانہ بجٹ برائے سال 2010-11 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ کے لئے وقت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بسراء صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ابھی یہاں پر ٹیکس کی بات ہو رہی تھی۔ یہ بات مرکز میں بھی آئی تھی کہ کسانوں پر ٹیکس لگایا جائے۔ اس میں گزارش یہ ہے کہ آپ یقین مانیں کہ جنوبی پنجاب کے علاقے میں ہزاروں ایکڑ زمین بنجر ہو رہی ہے۔ کسان کے پاس پانی ہے، کھاد ہے اور نہ اس کو فصل کی مناسب قیمت مل رہی ہے۔ اگر یہ ساری چیزیں آپ کسان کو دے دیتے ہیں اور بعد میں ٹیکس لگاتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن میری بڑی ادب سے گزارش ہے کہ ہمیں House کی جانب سے ایک قرارداد منظور کر کے وفاق کو بھیجنا چاہئے کہ خدارا اس ملک کے کسان پر رحم کریں اور اس کو ٹیکس سے بچایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ رانا آصف محمود صاحب!

رانا آصف محمود: جناب سپیکر! میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر اپنی گزارشات پیش کرنے کا موقع دیا۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ایک متوازن اور غریب پرور بجٹ پیش کیا ہے اور موجودہ حکومت کا تیسرا بجٹ پیش کرنے پر انہیں میں دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس بجٹ میں بالخصوص تعلیم اور صحت کے شعبہ جات پر خصوصی توجہ دی گئی ہے اس کے لئے میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ تعلیم کسی بھی ملک کی ترقی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے لیکن ہمارے ملک میں ماضی میں ہمیشہ روایتی تعلیم پر زیادہ زور دیا جاتا رہا ہے جس کی وجہ سے آج ہزاروں نوجوان ہاتھوں میں بے کار ڈگریاں لئے گھوم رہے ہیں۔ ہمیں آج کے دور کے تقاضوں کے مطابق ٹیکنیکل تعلیم جیسے انفارمیشن ٹیکنالوجی کی تعلیم کی ضرورت ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ ہمیں دیگر ممالک میں جو سسٹم رائج ہیں ان سے استفادہ کرنا چاہئے۔

بہت سے ممالک میں تعلیم میں three tire system رائج ہے جیسے پہلی سے آٹھویں جماعت تک پھر نویں سے بارہویں جماعت تک اور اس کے بعد یونیورسٹی کی تعلیم ہوتی ہے۔ وہی نوجوان طلباء و طالبات یونیورسٹی کی تعلیم حاصل کرتے ہیں جو اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک ہوتے ہیں لیکن ہمارے ہاں نوجوانوں کو یہ علم ہی نہیں ہوتا کہ ان کی تعلیم کا مقصد کیا ہے۔ انہیں یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ وہ کس شعبہ میں جائیں گے اور کون سا پیشہ اختیار کریں گے۔ میری یہ گزارش ہے کہ نوجوانوں کی رہنمائی کے لئے ایسے شعبہ جات قائم کئے جائیں اور اس کے لئے اساتذہ کی تربیت کا خاص اہتمام کیا جائے۔ ہمارے ہاں اساتذہ کی تربیت پر زیادہ توجہ نہیں دی جاتی جس کی وجہ سے ہمارے ہاں تعلیم کا معیار مسلسل گرتا چلا جا رہا ہے۔ ہمارے ہاں تعلیم کے معیار کو بہتر کرنے کے لئے ایک گزارش ہے کہ ماضی میں قومی ملکیت میں لئے گئے باقی ماندہ اداروں کو بلا تاخیر ان کے مالکان کے حوالے کیا جائے۔ ہمارے سامنے ایسی مثالیں ہیں کہ جن اداروں کو واپس کیا گیا۔ آج وہ ادارے بہترین تعلیمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں جس کی ایک زندہ مثال ایف سی کالج لاہور ہے جو کہ ایک چارٹرڈ یونیورسٹی کی حیثیت سے بہت اچھی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ میرا تعلق سیالکوٹ سے ہے تو سیالکوٹ میں مرے کالج ایک قدیم تعلیمی ادارہ ہے جہاں سے ہمارے علامہ اقبال زیورِ تعلیم سے آراستہ ہوئے۔ میری یہ گزارش ہے کہ مرے کالج کو اُس کے پرانے مالکان کے حوالے کر کے اسے یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے۔ یہ ایک بدقسمتی ہے کہ سیالکوٹ جہاں پر علامہ اقبال اور فیض احمد فیض جیسی ہستیاں پیدا ہوئیں وہاں آج تک کوئی یونیورسٹی نہیں ہے لیکن نزدیکی شہر گجرات میں ایک یونیورسٹی قائم کی گئی ہے۔ میری آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم سے یہ گزارش ہے کہ وہ ادارے جن کا نوٹیفکیشن 30۔جون 1998 کو جاری ہوا تھا، اُس وقت میاں محمد شہباز شریف صاحب وزیر اعلیٰ تھے اُن اداروں کی کچھ implementation مشرف دور میں ضرور ہوئی لیکن اس کی واپسی کا زیادہ تر کام اُس دوران ہوا تھا جب وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے اس پر کام کیا تھا۔

اس بجٹ میں اقلیتوں کے لئے جو فنڈز مختص کئے گئے ہیں وہ 21 کروڑ پچاس لاکھ ہیں حالانکہ پچھلے سال اقلیتوں کے لئے جو فنڈز دیئے گئے تھے وہ 30 کروڑ تھے۔ بدقسمتی سے اس میں سے صرف 2 کروڑ 70 لاکھ استعمال ہوئے۔ یہ بہت افسوس کی بات ہے کہ اس بجٹ میں جبکہ تمام شعبہ جات کے فنڈز میں اضافہ کیا گیا ہے لیکن اقلیتوں کے بجٹ میں کمی کی گئی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اقلیتوں کے

فنڈز کو مناسب طریقے سے بڑھایا جائے یا کم از کم پچھلے سال کے level پر لایا جائے۔ اس بجٹ میں یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ اقلیتی طلباء کو خصوصی وظائف دیئے جائیں گے۔ یہ وعدہ پچھلے سال بھی کیا گیا تھا لیکن وعدہ وفا نہ ہوا۔ پچھلے سال اقلیتی طلباء کو وظیفے نہیں دیئے گئے۔ اس سے بھی پچھلے سال 2008-09 میں یہ خصوصی وظائف ضرور دیئے گئے تھے لیکن اس رقم کا ٹوٹل ایک کروڑ تھا۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس سال وظائف کے فنڈز بڑھا کر اقلیتوں کو دیئے جائیں۔ 2008-09 میں ان فنڈز کی تقسیم کے لئے ہم نے گورنمنٹ کی مشینری کو استعمال کیا تھا جس کی وجہ سے زیادہ تر طلباء و طالبات جو دیہاتوں میں رہتے ہیں وہ فیض یاب نہیں ہو سکے تھے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کے لئے اقلیتی ارکان اسمبلی کی خدمات سے استفادہ کیا جائے تاکہ یہ وظائف پنجاب کے دیہاتوں میں مقیم دور دراز علاقوں کے اقلیتی طلباء و طالبات تک پہنچیں۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب نے اقلیتوں کے لئے پانچ فیصد کوٹا کا اعلان فرمایا تھا جس کے لئے 10۔مارچ 2010 کو نوٹیفکیشن بھی جاری ہوا لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا اور بہت سے محکمہ جات اس پر پوری طرح سے عمل نہیں کر رہے۔ سیالکوٹ میں 14۔اپریل 2010 کو ایک سے درجہ چہارم تک کے ملازمین کا اخبارات میں اشتہار شائع ہوا لیکن اُس میں اس پانچ فیصد کوٹا کا بالکل بھی ذکر نہیں تھا جو کہ ایک غیر قانونی چیز ہے۔ میری متعلقہ وزیر سے یہ گزارش ہو گی کہ اُس advertisement کو cancel کیا جائے اور اسے دوبارہ جاری کیا جائے تاکہ اس پانچ فیصد کوٹا سے اقلیتی لوگ صحیح طور پر فائدہ اٹھا سکیں۔ پنجاب میں وزارت اقلیتی امور قائم ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ اُس کی سٹینڈنگ کمیٹی موجود نہیں ہے۔ میں نے ذاتی طور پر وزیر اعلیٰ سے یہ درخواست کی تھی اور انہوں نے اس کا حکم بھی فرمایا تھا جس کے جواب میں سیکرٹری قانون صاحب نے یہ جواب دیا کہ اقلیتی امور کو بھی سٹینڈنگ کمیٹی برائے قانون ہی deal کرتی ہے۔ کیا ہم یہ سمجھیں کہ اقلیتی امور کی جو وزارت ہے یہ قانون کی منسٹری کی ذیلی وزارت ہے؟ میری یہ گزارش ہو گی کہ جیسا کہ سندھ اور دوسرے صوبوں کی اسمبلیوں میں اقلیتی امور کی سٹینڈنگ کمیٹیاں قائم ہیں تو یہاں بھی اس کی سٹینڈنگ کمیٹی ہونی چاہئے۔ بجٹ میں رمضان پیکج کے لئے 2۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ ہم وزیر اعلیٰ پنجاب کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے پچھلے سال 63 سال میں پہلی مرتبہ کرسمس پیکج دیا اور کرسمس بازار لگائے گئے لہذا میری یہ گزارش ہے کہ رمضان

پیکج کی طرز پر اس سلسلے کو مستقل طور پر جاری رکھا جائے تاکہ اقلیتی لوگوں کے لئے اُن کے مذہبی تہواروں پر انہیں سستی خریداری کی سہولت مل سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب wind up کر دیں۔

رانا آصف محمود: جناب سپیکر! میں صنعتوں کے حوالے سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سیالکوٹ میں Surgical and Sports goods کی صنعتیں سُکڑ رہی ہیں۔ آج پہلی دفعہ فٹ بال کے عالمی مقابلوں میں چین کا فٹ بال استعمال ہو رہا ہے حالانکہ اس سے پہلے ہمیشہ پاکستان کے فٹ بال استعمال ہوتے تھے۔ میری آپ کی وساطت سے یہ گزارش ہے کہ جیسا کہ اس بجٹ میں وعدہ کیا گیا ہے کہ چھوٹی اور گھریلو صنعتیں جو کہ سیالکوٹ جیسے شہروں میں قائم ہیں ان کے لئے بھی خصوصی توجہ دی جائے۔ میں آخر پر یہ صدق دل سے توقع کرتا ہوں کہ یہ بجٹ ہمارے حالات میں بہتری لائے گا اور پنجاب میں معاشی حالات بہتر ہوں گے۔ میں ایک دفعہ پھر وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ صاحب کو اس کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترمہ شگفتہ شیخ صاحبہ!

محترمہ شگفتہ شیخ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں دلی طور پر آپ کی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے مالی سال 11-2010 کے بجٹ پر اظہار خیال کا موقع دیا۔ یہ حقیقت ہے کہ نامساعد حالات اور معاشی بحران کے باوجود پنجاب کی جمہوری حکومت نے خادمِ اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی ولولہ انگیز قیادت میں تیسرے مالی سال کا غریب دوست، عوام دوست اور ٹیکس فری بجٹ پیش کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مشکلات کے باوجود بھی قوم کے لئے اچھے فیصلے کئے جا سکتے ہیں۔ میں عوامی فلاحی اور ترقیاتی بجٹ پیش کرنے پر وزیر اعلیٰ پنجاب، وزیر خزانہ اور ان کی حکومت کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ تعلیم اور علاج عام آدمی کی پہنچ سے دور ہوتا جا رہا ہے مگر پنجاب کے عوام کے لئے حکومت نے تعلیم اور علاج معالجے کی سہولیات مہیا کرنے کے لئے اربوں روپے مختص کر دیئے۔ کسی غریب کا ہونہار بچہ اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے سے اب محروم نہیں رہے گا کیونکہ خادم اعلیٰ کی اولین ترجیح ہے کہ تعلیم سب کے لئے ہے۔ اسی طرح ہسپتالوں میں ایمر جنسی مریضوں کو ہر قسم کی ادویات مفت اور ڈائیلسز کی مفت

سہولت مل رہی ہے۔ عام آدمی جو ڈائیلسز پر ہزاروں روپے خرچ کرتا تھا آج اُن کے ڈائیلسز مفت ہو رہے ہیں۔ حکومت کے اس اقدام پر جتنا بھی خراج تحسین پیش کیا جائے وہ کم ہے۔ یہ درست ہے کہ تعلیم، صحت، روزگار اور امن و امان بہم پہنچانا ریاست کی ذمہ داری ہے۔ الحمدللہ پنجاب حکومت وزیر اعلیٰ کی قیادت میں اپنی اس ذمہ داری کو پوری طرح نبھا رہی ہے۔

جناب سپیکر! روٹی انسان کا بنیادی حق ہے۔ سستی روٹی جیسے فلاحی پروگرام کو جاری رکھنا اور اس کے بجٹ میں اضافہ کر کے وزیر اعلیٰ نے غریب دوست ہونے کا عملی ثبوت دیا ہے۔ اس پر تنقید کرنے والوں کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ غریبوں کا مذاق اڑائیں۔ اس کے علاوہ ramzan package کے لئے رقم مختص کرنے اور اشیائے خوردونوش کے لئے subsidy دینے پر میں وزیر اعلیٰ کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ اس سے کروڑوں غریبوں کو relief ملے گا۔ یہ اقدام وزیر اعلیٰ کی عوام سے محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

جناب سپیکر! سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ان کے Medical Allowance میں اضافہ جبکہ pensioners کی Pension اور ان کے Medical Allowance میں اضافہ کر کے لاکھوں سرکاری ملازمین کے دل وزیر اعلیٰ صاحب نے جیت لئے ہیں۔

جناب سپیکر! میرا تعلق ضلع قصور سے ہے جس کی آبادی تقریباً ساڑھے 32 لاکھ ہو چکی ہے جبکہ تحصیل قصور کی آبادی 16 لاکھ ہے۔ ضلع قصور میں ایک ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے جہاں ادویات کی فراہمی اور Dialysis کی مفت سہولت موجود ہے مگر وہاں ڈاکٹروں کی کمی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اگر قصور کو big city بنا دیا جائے تو ڈاکٹرز لاہور سے قصور جانے کے لئے تیار ہیں۔ اب کسی ڈاکٹر کو قصور تعینات کیا جاتا ہے تو وہ اپنے اثر و رسوخ سے تبادلہ کرا لیتا ہے کیونکہ لاہور اور قصور میں تنخواہوں اور مراعات میں کافی فرق ہے اس فرق کو ختم کرنے کے لئے قصور کو بگ سٹی declare کیا جائے تاکہ ڈاکٹرز قصور میں تعینات ہو کر عوام کو علاج معالجہ کی سہولیات دے سکیں۔ اس کے فوائد تبھی ممکن ہو سکتے ہیں جب عوام علاج معالجہ سے مستفید ہوں اور Trauma Centre and C.T Scan کی سہولت بھی بہم پہنچائی جائے اور ڈاکٹروں کی کمی کو پورا کیا جائے۔

جناب سپیکر!خواتین اراکین اسمبلی کے ساتھ ترقیاتی فنڈ میں امتیازی سلوک کیا جاتا ہے اور اگر انہیں کچھ فنڈ مل بھی جاتا ہے تو دفتری موشگافیوں کی وجہ سے وہ فنڈ صحیح طور پر استعمال نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی ٹھیکیدار بد قسمتی سے ٹھیکہ لے کر کام شروع کر دیتا ہے تو اسے سیکرٹریٹ اور لوکل گورنمنٹ کے افسران کے طواف کرنا پڑتے ہیں۔خواتین کو بھی دیگر اراکین اسمبلی کی طرح فنڈز دے کر انہیں احساس محرومی سے نجات دلائی جائے۔دفتروں کے نظام کو صاف،شفاف بنایا جائے تاکہ بلوں کی ادائیگی کے لئے ٹھیکیداروں کو پریشان نہ ہونا پڑے۔

جناب سپیکر!میں ایک دفعہ پھر عوامی،فلاحی اور ترقیاتی بجٹ پیش کرنے پر وزیر اعلیٰ پنجاب، وزیر خزانہ اور حکومتی ارباب اختیار کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے آپ کاشکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔میں ایک شعر عرض کرتی ہوں کہ:

چاہنے والوں کا ایک قافلہ رواں دواں ہے
تعمیل حکم پر وہ جان بھی وار دیتے ہیں
فقدان ہے رقابت کا رقیبوں میں یہاں
چاہنے والوں کو بھی پیار دیتے ہیں

جناب ڈپٹی سپیکر:شکریہ۔اب کرنل(ریٹائرڈ)نوید ساجد صاحب!

کرنل(ریٹائرڈ)نوید اقبال ساجد:بہت شکریہ۔جناب سپیکر!ہماری باری ایسے وقت پر آتی ہے جب ایوان میں یا تو لوگ تھک چکے ہوتے ہیں یا حاضری بہت کم ہو جاتی ہے لیکن اس کے باوجود بھی میں یہ شعر آپ کی نذر کروں گا کہ:

اپنی تقدیر پر نازاں ہوں
تیری نظر کرم میں سمایا ہوں میں

جناب سپیکر!بجٹ ہر ملک اور ہر صوبہ کے عوام کی تقدیر کے لئے اچھائیاں لے کر آتا ہے اور بجٹ میں برائیوں کو مٹانے کی کوشش کی جاتی ہے۔حکومت وقت اپنی بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک اچھی کاوش سے ایک ایسا ex-chequer پیش کرتی ہے کہ جس سے عوام کی تقدیر میں

بہتری آ سکے۔ کچھ عرصہ سے ہمارے ملک میں problems چل رہے ہیں، دہشتگردی کی وجہ سے ہماری بہت ساری چیزیں plan نہیں ہو رہیں لیکن میں گزارش کروں گا کہ قومیں وہی ہوتی ہیں جو مشکل وقت میں اچھے فیصلے کریں اور ان فیصلوں کے دور رس نتائج ہوں۔ کوئی بہت دور کی بات نہیں ہے کہ ویت نام کی فرانس سے آزادی کی جنگ چل رہی تھی جو کہ بڑی prolong war تھی تو ان کے لیڈر ہوچی من نے اس وقت جب ان کی قوم پر بہت مشکل دور تھا تو انہوں نے اپنے ملک کی تقدیر کو سنوارنے کے لئے بہت بڑے فیصلے کئے اور ان فیصلوں میں سے ایک فیصلہ یہ کیا کہ انہوں نے اپنے ملک سے feudalism ختم کر کے تمام لوگوں کو چار ہیکٹر زمین دینے کا فیصلہ کیا۔ خواتین کے حق کو تسلیم کرتے ہوئے انہیں بھی زمین رکھنے کا حق دیا گیا تو ان کی کابینہ کے تمام وزراء اور مشیروں نے ان سے بات کی کہ اس وقت بہت مشکل وقت ہے اور ایسا فیصلہ نہ کریں کیونکہ ہمیں لڑنے کے لئے سپاہیوں کی ضرورت ہے اور یہ لوگ اگر ہمارے ہاتھ سے نکل گئے تو پھر ہمیں لڑائی کے لئے لوگ نہیں ملیں گے تو ہوچی من نے اس وقت ایک ایسی بات کی جو ویت نام کی تقدیر کے لئے ایک بہت بڑا معرکہ ثابت ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ یہ مشکل وقت ہے اور مشکل وقت میں مشکل فیصلے ہی قوموں کی تقدیر بدلا کرتے ہیں۔ میں نے یہ فیصلہ کیا ہے تو میں اس پر عملدرآمد بھی کرواؤں گا کیونکہ غریب آدمی کو جب چار ہیکٹر زمین ملے گی تو وہ زیادہ شان سے اس ملک کی حفاظت کرے گا بجائے۔ امیروں کے آج اگر ہم اس ملک کو دیکھتے ہیں تو وہ ہمارے پاکستان کی اکانومی سے بہت آگے نکل چکا ہے۔ ہم اگر مشکل وقت میں اچھے فیصلے لے کر اچھی چیزوں کو آگے لائے تو ہمارے لئے بھی اچھی چیزیں ہوں گی۔

جناب سپیکر! بجٹ میں ہم پچھلے تین سالوں سے دیکھ رہے ہیں کہ blocked allocations رکھی جاتی ہیں جبکہ بجٹ basically blocked allocation پر believe نہیں کرتا۔ بجٹ ایک ایسی چیز ہے جس میں تمام پالیسیوں کو down to the ladder لکھا جاتا ہے تاکہ اس میں بعد میں ترامیم نہ ہو سکیں۔ ہمارے ہاں پچھلے کافی عرصے سے جو بجٹ پیش کر دیا جاتا ہے اس میں بعد میں re-appropriations کی جاتی ہیں جو کہ کبھی بھی ہمارے سامنے آئیں، ایوان کے سامنے آئیں اور نہ ہی کبھی عوام کے سامنے آئی ہیں۔ بجٹ کی کتابوں میں جو لکھا جاتا ہے وہی میڈیا کے سامنے آتا ہے، وہی لوگوں کی تقدیر کے سامنے آتا ہے لیکن بعد میں کئے ہوئے فیصلے اچھے ثابت نہیں ہوتے جس طرح پچھلے

بجٹ میں South کے لئے 48۔ارب روپے رکھے گئے جو بجٹ کی کتاب میں published ہے تو یہاں فنانس کے لوگ بیٹھے ہیں اور Planning and Development کے بھی لوگ موجود ہوں گے تو میرے علم کے مطابق اس میں جو re-appropriations کی گئیں وہ تقریباً 38۔ارب روپے کی تھیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس بجٹ کا ثمر South میں ٹوٹل 10۔ارب روپے ہوا۔ اگر آج کے بجٹ کو دیکھا جائے جس میں 193 بلین روپے development کے لئے رکھے گئے ہیں تو اگر judicious اس کی تقسیم ہو تو ہر تحصیل کے حصے میں سوا ارب سے ڈیڑھ ارب روپے آتے ہیں۔ پچھلا بجٹ 170۔ارب روپے پر محیط تھا اور اس وقت بھی ہمارے حصے میں ایک ارب روپے آنے چاہئیں تھے، میرے باقی دوست بھی بیٹھے ہیں جو کہ مختلف تحصیلوں سے ہیں لیکن میں اپنی تحصیل کی بات کروں گا کہ میری تحصیل لیاقت پور کے مقدر میں دس کروڑ 80 لاکھ روپے آیا جبکہ کتابوں کے مطابق اور پلاننگ کے مطابق لیاقت پور تحصیل میں ایک ارب روپیہ آنا چاہئے تھا لیکن re-appropriations کرنے کے بعد ہمارے ساتھ ایسی چیزیں ہوتی ہیں جن کی وجہ سے ترقی کا پہیہ پیچھے کی طرف آتا ہے۔ میری ارباب اختیار سے گزارش ہے کہ پالیسیوں کو بناتے ہیں تو ان پر عملدرآمد بھی کروائیں کیونکہ ایسا کرنے سے ہی مقدر بدلے گا۔ آج ہم لاہور میں بیٹھے ہوئے ہیں اور بہت سارے دوستوں نے لاہور کے بارے میں بات کی ہے۔ کوئی لاہور کے بارے میں کچھ بات کرتا ہے کہ یہاں لاہور میں پیسہ زیادہ لگ گیا، یہاں دوسری چیز لگ گئی، تیسری چیز لگ گئی۔ میں گزارش یہ کرتا ہوں کہ پھر یہ کسی کو بات کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔ اگر ایم پی ایز کے لحاظ سے تقسیم کو دیکھا جائے تو لاہور میں پچیس ایم پی اے ہیں، لیاقت پور میں تین ایم پی اے ہیں۔ تب بھی اگر دیکھا جائے جتنا لاہور میں خرچ ہوا ہے تو لیاقت پور میں اس حساب سے ڈیڑھ ارب روپے خرچ ہونا چاہئے تھا۔ باقی تحصیلوں کے لئے بھی ایسا ہی بجٹ ہونا چاہئے تھا لیکن نہیں کیا گیا۔ میں توقع کرتا ہوں کہ آئندہ اس بجٹ میں انشاء اللہ تعالیٰ اس چیز کو مدنظر رکھا جائے گا تاکہ بہتری پیدا ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہر بجٹ کے ساتھ فنانس ڈیپارٹمنٹ یا فنانس کی کتابوں میں، جو سٹوڈنٹس اکنامکس پڑھنے والے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کسی بھی ملک میں جب migration prevail کر رہی ہو تو اس کا مطلب ہے کہ وہ بجٹ کے لئے قرض ہے۔ اس وقت بجٹ کو ناکام ثابت کیا جاتا ہے جب migration ہو

رہی ہو۔ پچھلے دس سالوں میں دیکھیں، بیس سالوں میں دیکھیں کہ South سے تمام لوگ اٹھ کر لاہور آ رہے ہیں۔ میں بھی لاہور کو بڑا پیار کرتا ہوں، مجھے بھی لاہور بڑا اچھا لگتا ہے اور ہم سب کا دل لاہور کے ساتھ دھڑکتا ہے۔ اگر وہی چیزیں ہمیں دے دی جائیں، وہی سہولتیں ہمیں دے دی جائیں تو ہم لاہور آئیں لیکن لاہور کے بارے میں کوئی غلط بات نہ کریں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم لاہور کے بارے میں اچھی اچھی باتیں کریں لیکن مجبوری یہ آگئی ہے کہ جہاں ہم رہتے ہیں، جہاں ہم نے مرنا ہے، جہاں ہم نے دفن ہونا ہے اور جہاں ہماری اگلی generation نے اوپر آنا ہے وہاں پر اگر محرومیاں ہیں تو پھر ہم آگے کیسے چلیں گے؟ اس لئے ہماری گزارش یہ ہے کہ ایک parity کو ختم کیا جائے اور بجٹ میں جو تقسیم رکھی جاتی ہے اسے اسی طرح کیا جائے۔ میں اس کی مثال دوں گا، ہم جنوبی پنجاب میں رہنے والے لوگ ہیں اگر پنجاب کو دیکھا جائے تو پنجاب میں تیس فیصد urban areas میں لوگ رہ رہے ہیں اور 70 فیصد لوگ rural areas میں رہ رہے ہیں، اگر آپ 70 فیصد لوگوں کی economy دیکھیں تو وہ agro based economy ہے اور اگر ایسا ہے تو ہم لوگ agriculture سے وابستہ ہیں۔ ہمارے لئے Irrigation Department بہت اہم ہے، زراعت کا شعبہ ایسی پالیسیاں بنائے جو ہمارے لئے اچھی ہوں۔ اس بجٹ میں، میں گزارش کروں گا، ہمارے پارلیمانی سیکرٹری تشریف رکھتے ہیں اگر میں تھوڑا سا اس میں run down دے دوں۔ پچھلے بجٹ میں main canals کے لئے 1031 ملین روپے رکھے گئے تھے لیکن اس سال اس کو سو فیصد کم کر کے 531 ملین روپے کر دیا گیا۔ مجھے بتائیں کہ اس سے ہمارا فائدہ ہو رہا ہے یا نقصان ہو رہا ہے؟ ڈویلپمنٹ بجٹ بڑھ رہا ہے، 170 بلین سے 193 بلین ہو رہا ہے لیکن دوسری طرف ہمارے ساتھ کیا انیائے ہو رہا ہے کہ 1031 سے کم کر کے 531 ملین کر دیا گیا۔ lift irrigation، چولستان، ضلع رحیم یار خان، ڈویژن بہاولپور میں lift irrigation کا بہت زیادہ کام ہے۔ پچھلے سال lift irrigation میں 235 ملین روپے تھا اس دفعہ 184 ملین کر دیا گیا۔ آگے جانے کی بجائے ہم پیچھے آرہے ہیں۔ Blocked allocation for main canals ان کی maintenance کے لئے پچھلے سال 307 ملین روپے رکھا گیا اور اس بجٹ میں کوئی پیسا نہیں ہے۔ اسی طرح Blocked allocation for minor canals کے لئے پچھلے سال 70 ملین رکھا گیا اور اس دفعہ اس مد میں بھی کوئی پیسا نہیں رکھا گیا۔ اگر یہ چیزیں نہیں رکھی جائیں گی تو آپ مجھے یہ بتائیں کہ 70 فیصد آبادی محرومیوں کی طرف جائے گی یا بہتری

کی طرف جائے گی؟ میری گزارش ہے کہ اس کو revise کیا جائے، اس کو دیکھا جائے اور لوگوں کو ریلیف دیا جائے۔

جناب سپیکر! کسی بھی علاقے کی بہتری میں ملازمتوں کا بڑا role ہوتا ہے۔ جنوبی پنجاب میں اس وقت فقدان ہے۔ میری حکومت وقت سے گزارش ہے کہ وہاں پر انڈسٹریل زون declared کئے جائیں۔ کم از کم دو اور ڈویژن، بہاولپور میں ایک تو لازمی کیا جائے کیونکہ ایک شوگر مل بیس ہزار آدمیوں کو ملازمت دیتی ہے۔ اگر وہاں انڈسٹریل زون ہو گا تو ہمارے علاقے میں uplift آئے گی اور ہم لوگ بہتری کی طرف جائیں گے ورنہ ہم اپنے لئے صوبہ مانگنا شروع کر دیں گے۔ جس طرح صوبے کی تحریک آج کل چل رہی ہے، یہ تحریک مزید زور پکڑتی جائے گی اگر محرومیاں بڑھتی جائیں گی۔ ہم اپنے حق کے لئے اٹھیں گے، ہم انہی چیزوں کو آگے لے کر چلیں گے اور آپ سے مانگیں گے کہ آپ ہمیں صوبہ دے دیں کیونکہ پنجاب آبادی کے حساب سے دنیا کے 126 ملکوں سے بڑا area ہے۔ اگر اس کو divide کیا جائے گا تو ہمیں ان محرومیوں سے نجات ملے گی، ہمیں good governance ملے گی اور ہمیں اپنے حقوق ملیں گے اس لئے ہم کہتے ہیں کہ آج وقت آ گیا ہے کہ اگر ہمیں ان چیزوں میں consider نہیں کیا جاتا، وہ تو کرنی ہی کرنی ہے لیکن میں گزارش کروں گا کہ ایک بڑا دل رکھتے ہوئے آج حق دے دینا چاہئے اور جنوبی پنجاب کو ان کا حق دے دینا چاہئے۔ 9 کروڑ کی آبادی کو اگر ہم کم کریں گے تو governance بہتر ہو گی۔ ہم لوگ اپنے حق کے لئے آپ کے سامنے آواز اٹھاتے ہیں، جب ہم آواز اٹھاتے ہیں تو براہ کرم اس کو سنیں اور ہمیں حق دینے کے لئے ہمیں support کریں۔ ہم آپ لوگوں سے support مانگتے ہیں، لاہور سے ہم support مانگتے ہیں تاکہ لاہور اور بہتر ہو۔ جب ہم اگلی دفعہ لاہور کو دیکھنے کے لئے آئیں تو یہ اور خوبصورت ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ کشور قیوم!

محترمہ کشور قیوم: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے صوبائی بجٹ پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ میں پنجاب کے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب اور وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ کو بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے فلاحی، عوام دوست اور متوازن بجٹ پیش کیا ہے۔ میں وفاقی حکومت کو بھی خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گی جنہوں نے این ایف سی ایوارڈ کا

اعلان کرکے ہمارے صوبہ کو فنڈز فراہم کئے ہیں۔ موجودہ بجٹ ہر لحاظ سے حقیقت پسندانہ ہے اور اس میں غربت، صحت، تعلیم، روزگار، توانائی اور پانی جیسے اہم مسائل پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ مہنگائی اور بے روزگاری کے حوالے سے میں کہوں گی کہ اس نے عوام کو بے حد پریشان کر رکھا ہے۔ اگر عوام کو ریلیف نہ دیا گیا اور اس پر قابو نہ پایا گیا تو ان میں اتنا غصہ پایا جاتا ہے کہ پاکستان میں خونی انقلاب کو کوئی نہیں روک سکے گا۔ ایک شاعر نے کہا ہے کہ:

پنج رکن اسلام دے تے چھیواں جاوئے ٹک
چھیواں جے نہ ہووے تے پنجو جاون مک

روٹی کا مسئلہ انسان کا بنیادی حق ہے، سستی روٹی سکیم شروع کی گئی ہے یہ قابل ستائش ہے مگر اس میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت دو گھنٹے بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ کشور قیوم: ہر شہری اور ہر دیہاتی کو سستی روٹی ملنی چاہئے۔ اس حوالے سے جو خدشات ہیں وہ دور کرنے چاہئیں۔ پنجاب کے عوام یہ منطق سمجھنے سے قاصر ہیں جو جاگیر دار اور سرمایہ دار ہیں ان پر ٹیکس نہیں لگایا جاتا۔ صرف غریب اور متوسط طبقہ ہی ٹیکس ادا کرتا ہے۔ ان لوگوں پر بھی ٹیکس لگانا چاہئے خاص طور پر جو زراعت کے حوالے سے جن کے پاس زیادہ زمینیں ہیں اور بڑے بڑے زمینداروں پر بھی ٹیکس لگنا چاہئے۔ جس زمیندار کی زرعی آمدنی تین لاکھ روپے سالانہ سے زیادہ ہو اس پر ٹیکس لگنا چاہئے تاکہ جب زرعی ٹیکس لگے تو اس سے بھی حکومت کو مزید آمدنی حاصل ہوگی۔ پاکستان میں ایک عام کلرک، مزدور وغیرہ ٹیکس دیتا ہے مگر یہ لوگ نہیں دیتے۔

جناب سپیکر! میں دانش سکول کے حوالے سے یہ کہوں گی کہ دانش سکول بہت قابل تعریف ہے۔ ان غریب طلباء کو تعلیم دی جا رہی ہے جو مالی دشواریوں کی وجہ سے نہیں پڑھ سکتے اور جو ذہین بچے ہیں ان کو اس سے مزید مواقع ملیں گے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو گورنمنٹ کے سکول ہیں، دیہاتوں میں ہیں جن کی حالت بہت بُری ہو چکی ہے ان کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے تاکہ زیادہ سے زیادہ بچے بنیادی تعلیم حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں خواتین کے حوالے سے میں کہوں گی کہ دیہاتوں میں ہماری خواتین کافی محنت کرتی ہیں اور کھیتوں میں بھی کام کرتی ہیں تو وہاں پر کارخانے لگائے جائیں تاکہ ان کو کارخانوں میں روزگار دیا جائے مثلاً وہ پیکنگ وغیرہ کا کام کرسکتی ہیں، دیہاتوں میں گھریلو صنعتوں کو فروغ دیا جائے۔

جناب سپیکر! میں امن وامان کے حوالے سے یہ کہوں گی کہ پنجاب میں امن وامان کے حالات بگڑتے جارہے ہیں اور دہشتگردی کے واقعات بھی بڑھتے جارہے ہیں اس لحاظ سے اس میں ہمیں یہ کرنا چاہئے کہ یونین کونسل کی سطح پر امن فورس قائم کی جائے تاکہ ایک تو بے روزگار نوجوان ہیں اس سے ان کو روزگار میسر آئے گا اور دوسرا یہ کہ وہاں پر جو رہنے والے ہیں وہ اپنے اپنے علاقے کی زیادہ دیکھ بھال کرسکیں گے کہ کوئی اجنبی یا باہر سے لوگ آکر وہاں پر رہنا شروع کردیتے ہیں اور وہاں سے پھر کارروائیاں کرتے ہیں وہ ان کو watch کرسکیں گے، اس طرح سے ہم دہشتگردی پر کافی حد تک قابو پاسکیں گے۔

جناب سپیکر! اب پولیس کے حوالے سے بھی بات کرتی ہوں کہ اس کے نظام کو بھی بہتر کرنا چاہئے حالانکہ ان کے لوگوں کی کافی قربانیاں بھی ہیں اور مختلف واقعات میں پولیس والے مارے جاتے ہیں لیکن ان کے نظام میں بھی تبدیلی لانی چاہئے تاکہ یہ جو حالات ہیں اس سے بہتر ہوسکیں۔ پولیس کا ایس ایچ او متعلقہ علاقے کا ہو جسے عوام کی کمیٹی نامزد کرے۔ ہر سال بجٹ تو بن جاتا ہے لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہوپاتا تو اس لحاظ سے بھی کمیٹیاں بنی چاہئیں تاکہ جو بجٹ میں پیسے رکھے جاتے ہیں اس کا صحیح استعمال ہوسکے اور اس کی وہ صحیح نگرانی کرسکیں۔

جناب سپیکر! میں پنجاب پبلک لائبریری کے حوالے سے بھی بات کرنا چاہوں گی کہ میں نے پچھلے دنوں پنجاب پبلک لائبریری کو visit کیا ہے تو میں یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئی ہوں کہ وہاں پر بہت پرانے پرانے قرآن پاک کے قلمی قدیم نسخے ضائع ہورہے ہیں اور ان کو محفوظ بنانے کے لئے ان کے پاس فنڈز نہیں ہیں۔ ان کی لائبریری میں بہت پرانی اور نایاب کتابیں ہیں لیکن ان کے پاس الماریاں اور کمرے بھی کم ہیں، اس میں فرنیچر وغیرہ کی بھی کمی ہے اس کے لئے میں وزیراعلیٰ صاحب سے التماس کروں گی کہ وہ ان کو مزید فنڈز دیں تاکہ وہ ان نایاب کتابوں کو محفوظ کرسکیں اور وہ پنجاب لائبریری کو بہتر بناسکیں۔

جناب سپیکر! میں اپنی تقریر کو ان اشعار پر ختم کرتی ہوں:

غربت نے میرے بچوں کو تہذیب سکھا دی
سہمے ہوئے رہتے ہیں شرارت نہیں کرتے
گھر گئی جھونپڑی میری عمارتوں کے سائے میں
کچھ لوگ میرے حصے کا سورج بھی کھا گئے

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری محمد شفیق صاحب!

چودھری محمد شفیق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر تقریر کرنے کا موقع فراہم کیا۔ بجٹ کسی صوبہ کا ہو یا چاہے فیڈرل گورنمنٹ کا ہو دراصل یہ ایک ایسی کتاب ہوتی ہے، ایسی figures ہوتی ہیں جن کو اپنے صوبہ کی ترقی کے لئے، اپنے صوبہ کے مسائل حل کرنے کے لئے اور اپنے صوبوں کی مشکلات دور کرنے کے لئے ایک پورا پروگرام اس سلسلے میں پیش کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ ان کی vision اور ان کی تعمیر و ترقی کی سوچ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے وزیر خزانہ اور ان کی پوری ٹیم نے جس محنت سے کام کیا ہے میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ مسلسل تین چار دن سے House میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ یہ ایک صرف figures کی کتاب تیار کی گئی ہے اور اس میں صرف ہمیں اعداد و شمار کے ذریعے خوش کیا گیا ہے۔ دراصل بجٹ جو ہوتا ہے اس میں ہوتے ہی اعداد و شمار اور figures ہیں جن میں یہ بتایا جاتا ہے کہ اس صوبہ کی ترقی کے لئے، اس صوبہ کی فلاح و بہبود کے لئے ہمارے پاس کیا ہے اور ہم اپنی قوم کو کیا پیش کر رہے ہیں اسی بناء پر میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ نے یہ بہت بڑا 585۔ ارب روپے کا بجٹ جو اس قوم اور صوبہ کے لئے پیش کیا ہے اس کے پیچھے ان کی بڑی محنت اور سوچ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میاں محمد شہباز شریف صاحب نے پوری کوشش کی ہے، ان کی یہ سوچ ہے، ان کا یہ مشن ہے اور ان کی یہ خواہش ہے کہ ہم اس صوبہ کی ترقی کے لئے، صوبہ کی فلاح و بہبود کے لئے، صوبہ میں غربت ختم کرنے کے لئے اور صوبہ

میں امن وامان قائم کرنے کے لئے جو کچھ میں کر سکتا ہوں اور جتنے میرے پاس وسائل ہیں جتنی میں اس میں کوشش کروں وہ اس طریقے سے دن رات محنت کر رہے ہیں۔ یہ اسی سلسلے کی کڑی ہے کہ سب سے پہلے انہوں نے اس ملک میں غربت ختم کرنے کے سلسلے میں، اپنی عوام کو تعلیم دینے کے لئے ایجوکیشن کی طرف خصوصی طور پر توجہ دی ہے یہ اسی سلسلے کی کڑی ہے کہ ایجوکیشن پر پورے پنجاب میں بے پناہ پیسا خرچ کیا جارہا ہے۔ اس طرح دانش سکول بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے کہ دانش سکول پنجاب میں بنائے جارہے ہیں اور دانش سکول ان علاقوں میں بنائے جارہے ہیں جہاں واقعی تعلیم کا فقدان تھا تاکہ وہ لوگ، وہاں کے رہنے والے باسی، وہاں کے غریب عوام، وہاں کے مزدور اور وہاں کے کسان کے بچے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے اپنی منزل کو حاصل کر سکیں۔ اس وقت تک قوم اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکتی جب تک تعلیم سے بہرہ ور نہ ہو یہ اسی سلسلے کی کڑی ہے کہ وہ تعلیم پر خصوصی طور پر توجہ دے رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے سب سے زیادہ توجہ صحت کی طرف دی ہے جب تک قوم جسمانی طور پر صحت یاب نہیں ہوگی وہ ذہنی طور پر پوری طرح کامیاب نہیں ہو سکتی لہذا انہوں نے صوبہ میں صحت کے حوالے سے بے پناہ اقدامات اٹھائے ہیں۔ سب سے پہلے تو انہوں نے پورے صوبہ میں مفت ادویات دینے کا اہتمام کیا ہے تاکہ غریب عوام کو مفت ادویات مل سکیں اور ہسپتالوں کو upgrade کیا گیا ہے جہاں جہاں ضرورت تھی وہاں انہوں نے نئے ہسپتال بنانا شروع کئے تو میں سمجھتا ہوں کہ صوبہ کی عوام کو صحت کے حوالے سے سہولیات فراہم کرنے کا بہت بڑا اقدام ہے۔ اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا سب سے بڑا زمیندار اس لائق ہے کہ ہم اس کی جتنی خدمت کر سکیں وہ کریں۔ اس میں چھوٹے کسان بھی ہیں اور اس میں بڑے کسان بھی ہیں۔ چھوٹے کسان کے لئے جو ایک بہت بڑا مسئلہ تھا وہ یہ تھا کہ جو آدھا آدھا مربع لیز پر لیا ہوا تھا وہ 2003 سے ختم کر دی گئی تھی۔ اس حکومت نے چھوٹے زمینداروں کو خوشحال کرنے اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے دوبارہ وہ سکیم شروع کی ہے اور نہ صرف اسے 2010 تک extend کیا ہے بلکہ آگے بھی ان کو مزید پانچ سال دینے کے لئے پروگرام بنایا ہے۔ اسی طرح جو ہمارے زرعی گریجویٹ تھے ان لوگوں کو انہوں نے 25 ایکڑ زمین مہیا کی ہے تاکہ اپنے لئے روزگار بھی پیدا کر سکیں اور اپنے والدین کی بھی خدمت کر سکیں اور جس طریقے سے انہوں نے تعلیم حاصل کی اسی طریقے سے ان کو صلہ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر!ہم جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں اور میرا جنوبی پنجاب کی اس تحصیل سے تعلق ہے جو پنجاب کی سب سے آخری تحصیل ہے جس کے ساتھ سندھ بارڈر بھی لگتا ہے اور بلوچستان کا بارڈر بھی لگتا ہے۔ ہم یہ مسلسل جنوبی پنجاب کے بارے میں اس Houseکے اندر اپنے فاضل ممبران کی سوچ کو پڑھ بھی رہے ہیں اور دیکھ بھی رہے ہیں۔ دراصل میں اس House میں یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ جنوبی پنجاب کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب نے پچھلے بجٹ میں بھی 42۔ارب روپیہ رکھا تھا۔ آج بھی اس بجٹ میں انہوں نے 52۔ارب رکھ کر جنوبی پنجاب کی محرومیوں کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے۔ جنوبی پنجاب کی بات کون کرتے ہیں؟ ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم اپنی محرومیوں کی بات کریں، ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم اپنے علاقے کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لئے بات کریں، ہمارا یہ حق بنتا ہے چاہے وہ جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتا ہو یا کسی اور جگہ سے تعلق رکھتا ہو یہ ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم اپنے علاقے کے لئے بات کریں ٹھیک ہے لیکن اگر جنوبی پنجاب کی بات صرف اس لہجے میں کی جائے جس سے انتشار پیدا ہوتا ہو، جس سے قوم میں نفرتیں پھیلتی ہوں نہ صرف علاقے کے لئے نقصان دہ ہے بلکہ پورے ملک کے لئے نقصان دہ ہے اس سلسلے میں ہمیں سوچ سمجھ کر بات کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر!دوسری بات میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جنوبی پنجاب کی علیحدگی یا کسی صوبہ کا نعرہ کون لوگ لگاتے ہیں۔ اگر میں 1962 کی historyکو لے لوں کہ وہ لوگ جو آج یہ بات کرتے ہیں یہ وہی لوگ ہیں جن لوگوں نے جنوبی پنجاب کو محروم کیا، صادق آباد سے لے کر ملتان تک وہی لوگ ہمیشہ ایم این اے اور ایم پی اے رہے ہیں، وہی وزیر رہے ہیں، وہی پرائم منسٹر رہے ہیں، وہی پریذیڈنٹ رہے ہیں ، وہی اہم منصبوں پر رہے ہیں۔ جنوبی پنجاب کا وہ شخص جو محرومیوں کا شکار رہا ہے وہ کبھی ان ایوانوں میں نہیں پہنچا تھا۔ آج وہی یہ بات کرتے ہیں جنہوں نے اس علاقے کو ہمیشہ محروم رکھا، وہ لوگ اپنے ذاتی مفادات کی خاطر بات کرتے ہیں، اپنے ذاتی اقتدار کی خاطر بات کرتے ہیں، اگر ان کے دل میں ان کی محرومیوں کو دور کرنے کی خواہش ہوتی، ان کو دور کرنے کا خواب ہوتا تو جب وہ 45 سال اس علاقے میں برسر اقتدار رہے تو ان کا حق بنتا تھا کہ وہ ان کی محرومیاں ختم کرتے، ان لوگوں کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لئے کام کرتے اور ان کے لئے تعلیم کا میدان کھلا رکھتے۔ اس کو انڈسٹریل سٹیٹ بناتے تاکہ وہاں کے باسی آرام وسکون سے اعلیٰ مقام تک پہنچتے اور اچھی زندگی بسر کرتے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کا تہہ دل

سے مشکور ہوں کہ وہ جس دن سے خادم اعلیٰ پنجاب بنے ہیں اس دن سے انہوں نے اس علاقے کی ترقی کے لئے بے پناہ پیسا خرچ کیا ہے، یہ لوگ اعداد و شمار تو سامنے نہیں رکھتے۔ ترقی کا پہیہ جو چل رہا ہے اس سلسلے میں وہ کبھی بات نہیں کرتے۔ اگر میں یہ بات کروں کہ انہوں نے ملتان، ڈیرہ غازی خان، بہاولپور ڈویژن کے لئے کیا کچھ کیا ہے اور کیا کچھ کر رہے ہیں وہ ان کے لئے حیران کن ہو گا؟

میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے صرف ایجوکیشن کے سلسلے میں ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں صرف missing facilities کے لئے کم از کم ایک ہزار ملین روپیہ بہاولپور، ڈی جی خان اور ملتان کے لئے رکھا ہے، ان کی ڈویلپمنٹ کے لئے علیحدہ پیسا ہے، ان کی upgradation کے لئے علیحدہ پیسا ہے اور ان کے دیگر مسائل کے لئے علیحدہ پیسا ہے۔ صرف ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے لئے انہوں نے تقریباً ایک ہزار ملین روپے رکھا ہے۔ اسی طریقے سے roads کے سلسلے میں، ہائر ایجوکیشن میں، سپیشل ایجوکیشن میں، سپورٹس اور لائبریریوں کے لئے بھی انہوں نے بے پناہ پیسے جنوبی پنجاب کے لئے رکھے ہیں۔ اسی طریقے سے ڈی جی خان کا جو tribal area ہے اس کے لئے بے پناہ پیسا رکھا گیا ہے تاکہ ان کی پسماندگی کو دور کیا جائے۔ مظفر گڑھ کے لئے بے پناہ پیسا رکھا گیا ہے ان کے فلائی اوور بھی بن رہے ہیں ، بائی پاس بھی بن رہے ہیں وہ کس حساب سے بن رہے ہیں؟ وہ ان لوگوں کی محرومیوں کو ختم کرنے کے لئے بن رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں اپنے دوستوں سے یہ گزارش کروں گا جو جنوبی پنجاب کی بات کرتے ہیں چاہے وہ مسلم لیگ (ن) سے تعلق رکھتے ہیں یا پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں کہ جنوبی پنجاب کا سب سے بڑا مسئلہ irrigation کا ہے۔ اگر ہم سب نے مل کر پانی کے مسئلہ کو حل نہ کیا تو ہماری ترقی کے پہیہ کی رفتار اسی طریقے سے رہ جائے گی اور ہمارے علاقے ایتھوپیا کی شکل اختیار کر جائیں گے۔ اس وقت پورے جنوبی پنجاب خاص طور پر بہاولپور ڈویژن میں اور دیگر علاقوں میں پانی کی بہت کمی ہے لہذا میں اپنے ان ایم پی اے صاحبان سے گزارش کرتا ہوں جو اس سلسلے میں بات کرتے ہیں وہ صوبائی حکومت سے بھی اور فیڈرل حکومت سے بھی پانی کے سلسلے میں گزارش کریں کیونکہ اگر زمیندار کی کاشت ختم ہو گئی، اگر زمیندار تباہ ہو گیا تو پورے ملک کی معاشی صورتحال بھی تباہ ہو جائے گی۔ پورے ملک کی معاشی صورتحال کا دارومدار ان کسانوں پر ہے جو دن رات محنت کرتے ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ سردار فتح محمد خان بزدار صاحب!

سردار فتح محمد خان بزدار: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ اس موقع پر اور باتوں کی بجائے ہم اپنے علاقے کی بات کریں، اپنی محرومیوں کی بات حکومت تک پہنچائیں۔ میرا تعلق ضلع ڈیرہ غازی خان کی تحصیل تونسہ اور تحصیلtribal area سے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ علاقہ سب سے زیادہ پسماندہ ہے۔Tribal area بہت بڑاarea ہے، وہاں سڑکیں، بجلی، گیس، واٹر سپلائی نہیں ہے۔ لوگ اپنے خرچ پر جو کر سکتے ہیں وہ کرتے ہیں، ہینڈ پمپ لگا لیتے ہیں۔ ہم نے حکومت سے بارہا گزارش کی ہے کہ اس علاقے میں ہمارے جو مسائل ہیں ان پر خصوصی توجہ دی جائے کیونکہ لوگوں کے مزاج بدلنے میں دیر نہیں لگتی۔ ہمارے ساتھ بلوچستان لگتا ہے، ڈسٹرکٹ موسیٰ خیل، ڈسٹرکٹ بارخان ہے وہاں پر بجلی بھی ہے، پانی بھی ہے اور زمینداروں کو سہولیات بھی دی جاتی ہیں۔ وہ اس طرح کہ گورنمنٹ اپنے خرچ پر رود کوہی کو کنٹرول کرنے کے لئے، ان کی زمینوں کو نقصان سے بچانے کے لئے بلڈوزر دیتی ہے لیکن ہمارے یہاں ایسا کوئی رواج نہیں ہے یہ بھی ہونا چاہئے کیونکہ ہمارا جو tribal area ہے وہ زیادہ تر بارانی علاقہ ہے۔ زمینوں کو آباد کرنے کے لئے حکومت کی امداد کی بہت ضرورت ہے کیونکہ غریب لوگ خود آباد نہیں کر سکتے۔ وہاں کی زمینیں ایسی ہیں جن کوdamn بھی کہہ سکتے ہیں، گٹھا بھی کہہ سکتے ہیں اور ہماری زبان میں بھی اس کو گٹھا کہتے ہیں۔ دو پہاڑوں کے درمیان لٹھ بندی کی جاتی ہے، دیوار بنائی جاتی ہے۔ جب بارش آتی ہے اس میں پانی بھی جمع ہو جاتا ہے اور اس کے نیچے چشمہ بھی جاری ہو جاتا ہے جس سے لوگ اور مویشی پانی پیتے ہیں۔ ہمارے علاقے میں سڑکیں نہیں ہیں، تھوڑے بہت کچے روڈ ہیں اس سے لوگ اپنا کام چلاتے ہیں۔ جب بارش ہوتی ہے تو یہ بھی بند ہو جاتے ہیں۔ حالات یہ ہیں کہ جو ہمارے اوپر کے جو پہاڑ ہیں وہاں کافی آبادی ہے جو کہ مال مویشی پال کر اپنا گزارا کرتے ہیں، وہاں سڑکیں نہیں ہیں، لوگ اپنا سامان کندھوں پر اٹھائےstep by step جاتے ہیں تو یہ بہت افسوس کی بات ہے۔

جناب سپیکر! تعلیم کا یہ حال ہے کہ جو پرائمری سکول ہیں ان کو کم کیا جا رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں جو ساتھ ساتھ سکول ہیں ان کو ایک دوسرے میں ضم کیا جائے۔ اس طرح تو ہو نہیں سکتا کیونکہ ایک سکول اگر پہاڑ پر ہے تو دوسرا نیچے ہے، بچے وہاں سے نیچے نہیں جا سکتے، درمیان میں جو ندیاں چلتی ہیں وہ بہت ہی خوفناک ہوتی ہیں، وہاں تو بڑا آدمی بھی cross نہیں کر سکتا بچے کیسے جا سکتے ہیں؟ ہمارےtribal

areas کی جو اقتصادیات ہے وہ مال مویشی اور زمینداری ہے۔ وہاں پر مویشیوں کا کوئی ہسپتال بھی نہیں ہے کہ وہ ان کا وہاں سے علاج کروا سکیں اور زمینداری کا یہ حال ہے کہ ہمیں اتنا بھی معلوم نہیں ہے کہ ہماری زمینیں کتنی ہیں کیونکہ وہ پہاڑی علاقہ ہے اور وہاں پر settlement کا کام نہیں ہوا ہے۔ ہم نے مطالبہ کیا تھا کہ پہلے آپ settlement کا کام کریں پھر اس کا صحیح ریکارڈ بنائیں لیکن ابھی تک اس پر کوئی کام نہیں ہوا۔ ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ settlement کے کام کو شروع کیا جائے تاکہ ہمیں بھی پتا ہو اور گورنمنٹ کو بھی پتا ہو کہ ان کا کتنا رقبہ ہے۔ وہ پہاڑی علاقہ ہے وہاں پر پتھر ہیں، اگر پتا ہو گا تو وہ ٹریکٹر خریدنے کے لئے قرضہ بھی لے سکیں گے۔

تعلیم کا مسئلہ میں نے بتایا ہے کہ وہاں پر لوگ بہت غریب ہیں، تعلیم کے لئے migrate کر کے تونسہ یا ڈیرہ غازی خان جاتے ہیں اور اپنے بچوں کو بڑی مشکل سے پڑھاتے ہیں۔ گورنمنٹ کو چاہئے کہ وہ میڈیکل کالجوں میں دوسرے پروفیشنل کالجوں میں ٹیکنیکل کالجوں میں ان کا ایک بڑا حصہ رکھیں تاکہ وہ بھی پڑھ لکھ کر آگے بڑھنے کے قابل ہو جائیں اور ان کی غربت دور ہو۔ جینے کے لئے وہاں پر پانی بھی میسر نہیں ہے۔ ہمارا علاقہ ایسا ہے کہ کچھ پہاڑ کے اوپر ہے، کوئی پہاڑ کے دامن میں ہے، اگر وہاں پر ہینڈ پمپ نہیں لگ سکتا، واٹر سپلائی سکیم نہیں بنائی جا سکتی تو وہاں پر بڑے تالاب بنائے جا سکتے ہیں تاکہ وہاں پر جب بارش ہو تو پانی اکٹھا کیا جا سکے اور وہاں پر پانی تقریباً ایک سال تک کھڑا رہتا ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح ہمارا ایک اور مسئلہ شناختی کارڈ کا ہے کیونکہ شناختی کارڈ کے بغیر تو آج کل کوئی کام نہیں ہوتا۔ ووٹ دے سکتے ہیں، کہیں جا سکتے ہیں اور نہ ہی وہ اپنی شناخت کروا سکتے ہیں۔ شناختی کارڈ کے جو دفاتر ہیں وہ ڈیرہ غازی خان یا تونسہ میں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اپنے آدمیوں کو وہاں سے لاؤ یہاں ہمارے پاس آؤ پھر ہم آپ کو شناختی کارڈ بنا کر دیں گے۔ وہ کیسے آئیں؟ پانچ چھ ہزار روپیہ خرچ آتا ہے اور پھر وہاں کہاں پر ٹھہریں گے، گرمی سردی میں کہاں بیٹھیں گے؟ ہونا یوں چاہئے کہ tribal areas کی ایک تحصیل بارتھی ہے جو وہاں کا مین سنٹر ہے وہاں پر شناختی کارڈ کا دفتر کھولا جائے اور ہم ان کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔ وہ موبائل ٹیمیں بنا کر اس علاقے میں پھیل جائیں اور ان کا data وہاں سے لے کر شناختی کارڈ بنوا کر پھر ان کو وہاں پر تقسیم کریں۔ یہ سہولت ان کو ہر صورت میں

ملنی چاہئے۔ جس طرح ایک ڈاکیا خط کو تقسیم کرتا ہے اسی طرح کی سہولت مہیا کی جائے۔ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے، براہ مہربانی حکومت اس پر اپنی پوری توجہ دے۔

اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے لوگوں کا دارومدار مال مویشی پر تھوڑا بہت زراعت پر اس کے بعد ملازمتوں پر ہے۔ وہ فوج میں بھی بھرتی ہونا چاہتے ہیں، وہ پولیس میں بھی بھرتی ہونا چاہتے ہیں لیکن ان کو سہولیات میسر نہیں ہیں۔ بلوچستان میں جو میٹرک پاس ہوتا ہے ان کا قد ہمارے علاقے کے لوگوں کے برابر ہے وہاں ان کو تو بھرتی کر لیا جاتا ہے لیکن ہمارا جو tribal area ہے یہاں کے لوگوں کو بھرتی نہیں کرتے کیونکہ ہمارے پاس جی ایچ کیو سے ہدایت نامہ نہیں ہے۔ ہم پنجاب گورنمنٹ سے التماس کرتے ہیں کہ وہ ان سے رابطہ کریں تاکہ ان کو بھی بھرتی ہونے کا موقع ملے اور ان کو روزگار مل سکے۔

جناب سپیکر! بجلی بھی ہمارے علاقے میں نہیں ہے، پورے tribal areas میں سوائے فورٹ منرو کے کہیں بجلی نہیں ہے۔ ویسے بھی فورٹ منرو تو ایک شہر ہے، انگریزوں کے دور سے وہاں پر کچھ نہ کچھ ڈویلپمنٹ ہوتی رہی ہے اور اب بھی ہو رہی ہے۔ وہاں پر سڑکیں ہیں، بجلی ہے اور پانی ہے بلکہ سب چیز ہے لیکن دوسرے علاقوں میں کوئی سہولت نہیں ہے۔ گیس ہے، پانی ہے بلکہ کوئی چیز بھی نہیں ہے۔ گورنمنٹ کو چاہئے کہ ہمارے علاقے میں دیہاتوں میں سولر سسٹم کے تحت بجلی فراہم کرے۔ اگر ویسے بجلی نہیں دے سکتے تو اس طرح سے فراہم کر سکتے ہیں۔

اس کے بعد میدانی علاقہ کے متعلق گزارش کروں گا۔ پہاڑی علاقہ بلوچستان سے شروع ہوتا ہے اور جہاں پہاڑی علاقہ ختم ہوتا ہے اس کے آگے اس کو "پچادایریا" کہتے ہیں۔ یعنی پہاڑ سے نہر تک ایک ایریا ہوتا ہے اس کے حالات بھی بہت خراب ہیں۔ وہاں پر پہلے پانی کا مسئلہ ہے جب یہ Hill torrents پہاڑی ندی نالے چلتے ہیں وہ بڑی force سے چلتے ہیں ان کے آگے جو آبادی ہوتی ہے یا جو سڑک ہوتی ہے تو اس کو یہ توڑ دیتے ہیں اور لوگوں کا بڑا نقصان ہوتا ہے اس کا پھر کیا کرنا چاہئے؟ اس کا یہ حل ہے کہ بلڈوزروں کے ذریعے ان کی لٹھ بندی کی جائے۔ اس کے آگے ایک دیوار بنائی جاتی ہے تاکہ اس سے بچا جائے۔ یہ گورنمنٹ کے خرچ پر ہونا چاہئے۔ پھر یہ بھی ہے کہ وہاں کھیتوں میں پانی لانے کے لئے بھی بلڈوزر استعمال کئے جاتے ہیں۔ پانی اپنے راستے پر آتا ہے اس کے سامنے بند باندھا جاتا ہے اور

پھر جب پانی تھوڑا ہو جاتا ہے تو اس پانی کو کھیتوں میں divert کیا جاتا ہے۔ وہاں پر کھیت اتنے زرخیز ہیں کہ جب ایک دفعہ اس میں پانی آ جائے تو پھر اس کو دوبارہ پانی کی ضرورت نہیں رہتی؟ کھاد کی ضرورت رہتی ہے اور نہ ہی پانی کی ضرورت رہتی ہے۔ یہ جو پچاد کا علاقہ ہے اس کو آباد کرنے کے لئے گورنمنٹ نے بند باندھنا شروع کر دیا ہے ۔ Passes جس کو ہم درہ کہتے ہیں ۔ اس کے دونوں طرف لٹھ بندی کی جا رہی ہے تا کہ پانی بغیر کنٹرول کے نہ جائے۔ اسی طرح میدانی علاقوں میں بھی واٹر سپلائی کی بہت ضرورت ہے۔ ہم جہاں جاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ واٹر سپلائی نہیں ہے، پانی نہیں ہے ہم کیا کریں؟ یہ علاقہ بھی بہت مشکل حالات میں ہے۔ آپ خود سوچیں جب پینے کے لئے پانی ہی نہ ہو تو وہ بے چارے کیا کریں؟ ہینڈ پمپ تو وہاں لگ نہیں سکتے پہاڑی علاقے میں ہینڈ پمپ لگ سکتے ہیں لیکن میدانی علاقوں میں "پچاد ایریاز" میں بہت مشکل سے لگتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

سردار فتح محمد خان بزدار: جناب والا! تھوڑا سا ہمیں ٹائم دے دیں، آپ کی مہربانی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر آپ پلیز wind up کر لیں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سردار فتح محمد خان بزدار: جناب والا! پنجاب گورنمنٹ نے 3۔ ارب 38 کروڑ کا بجٹ tribal areas کی ڈویلپمنٹ کے لئے رکھا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس رقم کو جلد از جلد release کیا جائے تا کہ اس پر کام شروع ہو سکے۔ اس کے علاوہ میں یہ گزارش کروں گا کہ جو کام بھی ڈویلپمنٹ کا کرنا ہے وہ وہاں کے علاقے کے لوگوں کے مشورے سے کیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ ضرورت کسی اور چیز کی ہو اور کام کوئی اور کیا جا رہا ہو۔ آخر میں، میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: آپ کی بھی بہت مہربانی۔ محترمہ شبینہ ریاض صاحبہ!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: تشریف فرما ہیں؟

محترمہ شبینہ ریاض: جی، میں موجود ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھیں کون کہہ رہے ہیں نہیں ہیں؟

معزز ممبر: منڈا صاحب!

جناب سپیکر: اپنی عادات کو درست کر لیں۔ آئندہ ایسی باتوں کا لحاظ نہیں ہو گا۔ محترمہ شبینہ ریاض صاحبہ!

محترمہ شبینہ ریاض: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ پنجاب، پنجاب کابینہ اور خصوصی طور پر پاکستان پیپلز پارٹی کے نامزد وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

معزز ممبران: وہ نامزد نہیں ہیں۔

محترمہ شبینہ ریاض: چلیں جی، پنجاب کے وزیر خزانہ۔ اب ٹھیک ہے؟ اس معزز ایوان کو بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ بے پناہ مسائل کے باوجود coalition Government کو تیسری بار پنجاب کا سالانہ بجٹ پیش کرنے کا موقع ملا۔ اس معزز ایوان میں بجٹ پر بہت سی تقاریر کی گئیں اور اعداد و شمار پر بھی بہت سی باتیں کی گئیں لیکن میں آپ کی توجہ صرف چند باتوں پر مبذول کروانا چاہتی ہوں۔ بجٹ میں زراعت کے شعبہ کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے اس پر نظر ثانی کی جائے۔ اس ایوان کے اکثر ممبران کا تعلق دیہاتی علاقوں سے ہے اور جو دیہات کی زندگی ہے وہ بہت مشکل ہے۔ ہم لوگ جو ائر کنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر بجٹ بناتے ہیں اور زندگی کی تلخ حقیقتوں سے ناواقف ہیں۔ کھیتوں میں کام کرنے والے مزدور کو اس کا حق نہیں ملتا۔ کم از کم مزدور کی تنخواہ کا جو فارمولا بنایا گیا ہے اسے خصوصی قانون سازی کے ذریعے کھیتوں میں کام کرنے والے مزدوروں پر بھی لاگو کیا جانا چاہئے۔ اب چونکہ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کے vision کے مطابق پارلیمنٹ نے اٹھارہویں ترمیم منظور کر لی ہے اور جناب صدر نے اپنے اختیارات کم کر کے صوبوں کو منتقل کر کے ملک کو مضبوط کرنے کی پالیسی بنائی ہے۔

جناب سپیکر! جب اختیارات ملتے ہیں تو ذمہ داریاں بھی بڑھتی ہیں۔ تعلیم اور صحت کے تقریباً تمام معاملات جو ہیں وہ اب completely صوبائی انتظامیہ کے کنٹرول میں آ گئے ہیں۔ اب ہمیں تعلیم کے میدان میں بھی امتیازی سلوک ختم کرنا چاہئے اور یکساں تعلیمی نظام اپنانا چاہئے۔ کہیں O-level

کہیں A-level کہیں سینئر کیمرج، کہیں میٹرک، ایف اے ان کی بجائے ایک ہی ذریعہ تعلیم اپنایا جائے ۔اب فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہمیں کس سسٹم کے ساتھ چلنا ہے۔ یورپ، امریکہ یا کوئی اپنا سسٹم adopt کرنا ہے؟ اس کے مطابق ہمیں اپنا نظام تعلیم مرتب کرنا چاہئے۔ ہمیں ترقی یافتہ ملکوں کی طرح یکساں نظام تعلیم اپنانا ہوگا۔

جناب سپیکر! صحت کے شعبہ میں بھی بہت اصلاح کی ضرورت ہے۔دور دراز کے علاقوں میں عوام کو صحت کی سہولتیں میسر نہیں ہیں اگر کہیں ہیں بھی تو وہ بہت کم ہیں اور ان لوگوں کو دور دراز کا سفر کر کے ایسے علاقوں میں آنا پڑتا ہے جہاں ہسپتال ہیں اسے آسان بنانے کی ضرورت ہے۔شہری علاقوں میں بھی صرف پرائیویٹ طریقہ علاج کامیاب ہے۔عام شہری کو علاج کی سہولتیں میسر نہیں ہیں، مریض کو سفارش کے بغیر ہسپتال میں داخلہ نہیں ملتا اور اگر داخلہ مل جائے تو دوائی نہیں ملتی، اگر دوائی مل جائے تو پھر اسے ڈسچارج کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے پاس بیڈ نہیں ہے آپ لوگ جائیں۔اس سسٹم پر بھی نظر ثانی کی ضرورت ہے۔وزیر اعلیٰ صاحب اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ یورپ اور لندن میں ہر شہری کو مفت علاج کی اعلیٰ سہولتیں میسر ہیں اور کبھی کسی شخص کو اس کی صحت کے بنیادی حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔میں اپنی مخلوط حکومت اور خصوصی طور پر خادم پنجاب سے مطالبہ کرتی ہوں کہ وہ صوبہ کے ہر شہری کو صحت اور تعلیم کی کم از کم بنیادی سہولتیں فراہم کریں کیونکہ اسی طرح حکومت عوام دوست کہلائے گی۔

جناب سپیکر! پنجاب کی آبادی ساڑھے سات کروڑ سے بھی تجاوز کر گئی ہے لیکن اس کی صحت کی سہولتوں کی فراہمی کے لئے صرف 14۔ارب روپے رکھے گئے ہیں جبکہ سستی روٹی، جمعہ یا اتوار بازار کے لئے تقریباً 22۔ارب کی خطیر رقم رکھی گئی ہے۔ اس وقت صوبہ بھر میں تحصیل اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کا infrastructure موجود ہے لیکن وہاں جدید سہولتوں اور سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی کمی ہے۔اگر وہاں پر یہ کمی پوری کر دی جائے تو عوام کو صحت کی سہولتیں فراہم کرنے میں بہت حد تک آسانی ہو جائے گی۔میں سبسڈی اور سستی روٹی کی سکیموں سے متفق نہیں ہوں۔یہ سکیمیں سرمائے کا ضیاع ہیں، تنور سے تو ہر آدمی کی پہنچ ہے آپ اسے کس طرح محدود کر سکتے ہیں؟ آپ اسے کس طرح روک سکتے ہیں کہ صرف غریب بندہ ہی اس تنور سے روٹی لے سکتا ہے؟

جناب سپیکر: آپ ان کو چھوڑیں مجھ سے مخاطب ہوں۔

محترمہ شبینہ ریاض: جناب سپیکر! سستی روٹی سے تاثر ملتا ہے کہ چند لوگوں کو نوازنے کے لئے یہ پالیسی بنائی گئی ہے حالانکہ سبسڈی تو صرف غریبوں تک محدود ہونی چاہیئے اس سے امیروں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچانا چاہیئے۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں کہ آپ غریبوں کو محروم کریں اور امیر اس سے مستفید ہوں۔ وفاق میں ہماری پاکستان پیپلز پارٹی نے غریبوں اور مستحق لوگوں کے لئے جو بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کا سسٹم قائم کیا ہے اس سے directly غریب کو فائدہ ہو رہا ہے۔ہمیں یہاں بھی وہ پالیسی اپنانی چاہیئے۔

جناب سپیکر! اس معزز ایوان کی کارکردگی مزید بہتر بنانے کے لئے سٹینڈنگ کمیٹیوں کو فعال بنانا ہوگا تاکہ اس ایوان کے ذریعے سے حکومت کی کارکردگی پر نظر رکھی جاسکے نہ کہ غیر منتخب ٹاسک فورسز کے ذریعے نظام حکومت چلایا جائے۔ بجٹ میں بیت المال پنجاب کا کوئی ذکر نہیں ہے مہربانی فرما کر اس کو بھی consider کیا جائے۔شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، آپ کی بہت مہربانی، بہت شکریہ۔اگلے مقرر نوید انجم صاحب ہیں!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔چودھری شہباز صاحب!

چودھری شہباز احمد: میں نے اپنا ٹائم شیخ علاؤالدین صاحب کو دیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ایسے ٹائم نہیں دیا جاتا۔وہ ٹائم میں دوں گا، آپ نہیں دے سکتے۔وہ آپ کے اختیار کی بات نہیں ہے۔پلیز آپ تشریف رکھیں۔اگلے مقرر شفیع محمد صاحب ہیں!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ملک عادل حسین اترا صاحب!

ملک عادل حسین اترا: شکریہ۔جناب سپیکر! میں سب سے پہلے خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ اور ملک محمد اختر پارلیمانی سیکرٹری خزانہ کو اتنا آسان، ٹیکس فری اور غریب دوست بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ہماری حکومت نے وفاقی حکومت کے اعلان کے مطابق ملازمین کے لئے تنخواہیں بڑھائی ہیں جو ایک قابل ستائش قدم ہے۔میرا تعلق

ضلع بھکر سے ہے جو ایک دور افتادہ اور پسماندہ علاقہ ہے۔میرے ضلع کے نزدیک کوئی میڈیکل کالج یا یونیورسٹی نہیں ہے۔حکومت نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ میڈیکل کالج اور یونیورسٹی دیں گے لیکن ابھی تک نہیں دیئے۔مجھے امید ہے کہ آنے والے سالوں میں دیں گے۔میرا ضلع تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی TDA میں شامل تھا مگر کچھ سال پہلے TDA کا محکمہ ختم کر دیا گیا۔مہربانی فرما کر تھل کے اضلاع لیہ، بھکر، مظفر گڑھ، میانوالی اور خوشاب کے لئے TDA کا محکمہ بنایا جائے تاکہ ان علاقوں میں ترقی ہو سکے چونکہ میرا علاقہ تھل پر مشتمل ہے، علاقے میں جو تھوڑی بہت نہریں ہیں وہ بھی کچی ہیں میں حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ مہربانی فرما کر ان نہروں کو پختہ کیا جائے تاکہ قیمتی پانی ریت میں جذب ہو کر ضائع نہ ہو سکے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میرا حلقہ بھکر شہر پر مشتمل ہے، وہاں پینے کا پانی سیوریج کی وجہ سے خراب ہو رہا ہے۔میری استدعا ہے کہ مہربانی فرما کر منظور شدہ سیور نالہ جلد از جلد تعمیر کیا جائے تاکہ میرے حلقہ کی عوام متعدد امراض سے بچ سکیں اور ان کی جانوں کا ضیاع نہ ہو سکے۔میرے ضلع کے چاروں صوبائی حلقوں میں 09-2008 میں پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام کی رقم نہیں گئی جس وجہ سے میرے ضلع کے عوام کی حق تلفی ہوئی ہے۔اس سال ترقیاتی بجٹ میں خاطر خواہ رقم رکھ کر ہمارے ضلع کے نقصان کا ازالہ فرمایا جائے۔

جناب سپیکر!میں آپ کے توسط سے خادم اعلیٰ پنجاب سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے حلقہ پی پی۔48 دریا خان شہر میں ریلوے کراسنگ پر فلائی اوور بنوا دیں تاکہ اہم تجارتی شہر دریا خان میں ٹریفک کا رش کم ہو سکے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میں آخر میں حکومت پنجاب کو ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ میرے ضلع میں مختلف سکیموں کے ذریعہ صوبہ پنجاب کے مختلف علاقے کے لوگوں کو سرکاری زمینیں الاٹ کی گئیں۔۔۔

جناب سپیکر: اترا صاحب! نقل نہ کریں۔

ملک عادل حسین اترا: جناب سپیکر! ابھی میرا ٹائم پورا نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، ٹائم پورا نہیں ہوا لیکن لکھا ہوا نہ پڑھیں بلکہ زبانی بات کریں۔

ملک عادل حسین اترا: لوگوں کی عدم دلچسپی کی وجہ سے لوگوں نے زمینیں بیچ دی ہیں یا وہ لینڈ مافیا کے قبضے میں آ گئی ہیں۔میری گزارش ہے کہ ان زمینوں کو ضبط کر کے انہیں نیلام کر دیا جائے اور ان سے حاصل ہونے والی آمدنی ضلع اور صوبہ کی ترقی میں لگائی جائے۔بہت شکریہ، بڑی دیر بعد آپ نے ٹائم دیا۔

جناب سپیکر: چودھری جاوید احمد صاحب تشریف فرما ہیں؟۔۔۔موجود نہیں ہیں۔چودھری احمد علی ٹولو صاحب ہیں؟۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔محترمہ آمنہ جہانگیر صاحبہ!۔۔۔نہیں ہیں۔جناب آصف ملک!

معزز ممبران: نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نہ بولیں میں خود پتا کرتا ہوں۔محترمہ انبساط حامد صاحبہ!

HONOURABLE MEMBERS: Yes.

جناب سپیکر: ادھر سے کون بولے ہیں؟

معزز ممبران: اللہ رکھا صاحب بولے ہیں۔

جناب سپیکر: سردار محمد حسین ڈوگر!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔انجینئر بلال احمد کھر!۔۔۔نہیں ہیں۔جی، محترمہ آصفہ فاروقی صاحبہ!

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر! میں آج صبح سے انتظار میں بیٹھی تھی۔بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بحث کرنے کا موقع دیا ہے۔آپ لوگوں نے تو کھانا بھی کھا لیا ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، میں نے ابھی کھانا نہیں کھایا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کے حکومتی ممبران کو تو کھانا ملا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ملا ہو گا لیکن مجھے علم نہیں۔بہر حال میں نے کھانا نہیں کھایا، کیا آپ مجھ سے قسم لینا چاہتی ہیں؟

محترمہ آصفہ فاروقی: جناب سپیکر! چلیں، ٹھیک ہے۔آپ بھی اپنی عوام کے ساتھ شامل ہیں۔کسی ملک یا صوبے کا بجٹ یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ سال اس ملک کے عوام کے لئے مصیبتوں بھرا ہو گا یا خوشحالی

کا ہو گا۔ ہمارا یہ موجودہ بجٹ ملا جلا ہے۔ اس کی وجہ سے ہمیں مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑے گا اور خوشحالی بھی ہو گی۔

جناب سپیکر! موجودہ بجٹ میں ترقیاتی کاموں کے لئے کافی رقم رکھی گئی ہے مگر اس پر check and balance کا کوئی system نہیں رکھا گیا۔ ترقیاتی سکیموں کے لئے جو رقوم مختص کی جاتی ہیں ان میں سے 50 فیصد تو کمیشن والے کھا جاتے ہیں اور باقی 50 فیصد رقم ترقیاتی منصوبوں پر استعمال ہوتی ہے۔ اگر وہ ساری رقم کسی کو کمیشن دیئے بغیر ترقیاتی کاموں پر لگائی جائے تو ہمارے ملک اور صوبے کی حالت بہت بہتر ہو جائے گی۔ صوبے کی جو سڑکیں ٹوٹی ہوئی ہیں، جو عمارتیں اس وقت ناکارہ ہو چکی ہیں وہ سب ٹھیک ہو سکتی ہیں۔ میں دور کیوں جاؤں اپنے ضلع کی بات کروں گی۔ ضلع جھنگ کی غلہ منڈی پنجاب کی سب سے پرانی غلہ منڈی ہے۔ ہندوؤں کے وقت سے بنی ہوئی ہے۔ آج اس کی حالت یہ ہے کہ چاروں طرف سے گندے پانی کے سیوریج نے اسے گھیرا ہوا ہے۔ جب لوگ منڈی میں اجناس لے کر آتے ہیں تو انہیں آنے کے لئے راستہ نہیں مل رہا ہوتا۔ وہاں حفظان صحت کے اصولوں کی دھجیاں اُڑ رہی ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ وہاں کوئی آفیسر نہیں ہے۔ وہاں پر انتظامیہ کے تمام لوگ موجود ہیں، علاقے کے ایم۔این۔اے اور ایم۔پی۔اے صاحبان بھی ہیں مگر سب مجبور ہیں کہ کس طرح اس مسئلے کو حل کیا جائے؟ وہاں پر سیوریج کا نظام بالکل ناکارہ ہو چکا ہے۔ غلہ منڈی کے اندر پانی اس طرح پھر رہا ہے کہ جس طرح دریا کا سماں ہوتا ہے۔ منڈی کے چاروں اطراف ایسا ہی نقشہ بنا ہوا ہے۔

جناب سپیکر! ایم پی اے صاحبان کو ملازمت میں جو کوٹا دیا جاتا ہے وہ خواتین MPAs کو نہیں دیا جاتا۔ اسی طرح reserved seats پر منتخب ہونے والی خواتین کو دوسری schemes پر بھی فنڈز نہیں دیئے جاتے۔ اس موجودہ بجٹ میں خواتین کے لئے رقوم مختص کی گئی ہیں۔ میں آپ سے درخواست کروں گی کہ اس بجٹ میں ہم خواتین کے لئے ہوسٹل تعمیر کرنے کے لئے بھی بجٹ مختص کیا جائے۔ اسی House میں شیخ علاؤالدین صاحب نے تجویز دی تھی کہ اگر آپ مجھے زمین دے دیں تو میں عورتوں کے لئے یہاں اپنی جیب سے ہوسٹل بنوا دوں گا۔ وہ وعدہ بھی پورا نہیں ہوا حالانکہ ہم خواتین نے آپ کے چیمبر میں جا کر علاؤالدین صاحب کی موجودگی میں آپ سے ملاقات کی تھی اور یہ discuss کیا گیا تھا کہ وہ تعمیر کروائیں گے اور آپ انہیں زمین دیں گے۔ ایک عورت ہوتے ہوئے مجھے

معلوم ہے کہ جب اجلاس کے لئے آنا ہوتا ہے تو کتنے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جہاں خواتین کے لئے رقم مختص کی گئی ہے وہاں خواتین ہوسٹل کے لئے ہماری حکومت نے funds کیوں نہیں رکھے؟ میں یہ گزارش کروں گی کہ خواتین کے ہوسٹل کے لئے اسی بجٹ میں رقم مختص کی جائے اور اسے تعمیر کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں شعبہ صحت پر بات کرتے ہوئے یہ کہوں گی کہ اس شعبہ کے حوالے سے صرف بڑے شہروں پر توجہ دی جا رہی ہے۔ Kidney Centres بنائے جا رہے ہیں، Liver Transplantation کے Centres بھی بڑے شہروں میں بنائے جا رہے ہیں حالانکہ یہ چیز مد نظر رکھنی چاہئے کہ جن علاقوں کے عوام جوہڑوں کا پانی پیتے ہیں، بارش کا پانی اکٹھا کر کے استعمال میں لاتے ہیں یہ Kidney Centres تو وہاں پر قائم ہونے چاہئیں۔ یہ Liver Transplantation Centres ان علاقوں میں قائم ہونے چاہئیں کہ جہاں کا پانی گندہ ہوتا ہے، جہاں پر stone crushing machines لگی ہوئی ہوتی ہیں، جہاں پر flour mills کا گرد و غبار اور دوسری ملوں کا دھواں وہاں کے ماحول کو خراب کرتا ہے اور ان علاقوں کے عوام کو جگر کے امراض، ہیپاٹائٹس اور دوسری بیماریوں میں مبتلا کر رہا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! تعلیم کے شعبے میں ہماری پنجاب حکومت نے بہت اچھے اقدامات اٹھائے ہیں۔ دانش سکول بنائے جا رہے ہیں۔ ہم خواتین کا بجٹ تو ہر سال ضائع ہو جاتا ہے۔ جون کے مہینے میں خواتین کے لئے بجٹ میں رقم مختص کر دی جاتی ہے لیکن یہ کسی جگہ پر خرچ نہیں کی جاتی اور اگلے سال پھر ہمیں کہا جاتا ہے کہ سکیمیں دیں۔ ہم سکیمیں دیتی ہیں لیکن ان پر کچھ عملدرآمد نہیں ہوتا اور پھر نیا بجٹ آ جاتا ہے۔ ہمیں کچھ اس طرح کے چکر میں ڈالا ہوا ہے کہ "چڑیا آئی دانہ لے گئی، چڑیا آئی دانہ لے گئی" جبکہ ہمارے مسائل وہیں کے وہیں ہیں۔

جناب سپیکر! یہ بجٹ متوازن ہے اور یہ اس طرح سے بنایا گیا ہے کہ جس طرح کسی غریب کے گھر میں بیٹھ کر اندازہ لگایا گیا ہو کہ یہ کس طرح گزارہ کرتا ہے۔ پھر اس شخص کو مہنگائی اور بے روزگاری سے بچانے کے لئے پنجاب حکومت نے تنویر اشرف کائرہ جیسے ذہین اور پڑھے لکھے وزیر خزانہ سے یہ تیسرا بجٹ یہاں پیش کروایا ہے۔ ہم خواتین امید کرتی ہیں کہ تنویر اشرف کائرہ صاحب

وزیر اعلیٰ پنجاب کو ہماری یہ درخواست پہنچائیں گے کہ پنجاب کے بجٹ میں خواتین کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ بہت بہت شکریہ

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

تعزیت

سردار شیر علی خان گورچانی کے بھائی کی وفات پر دعائے مغفرت

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! ہمارے فاضل رکن سردار شیر علی خان گورچانی کے چھوٹے بھائی ایک ٹریفک حادثہ میں وفات پا چکے ہیں، وہ دفن ہو چکے ہیں ان کے لئے فاتحہ خوانی کر لی جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ ان کے لئے فاتحہ خوانی کر لی جائے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر سردار شیر علی خان گورچانی کے چھوٹے بھائی کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب سپیکر: بڑا افسوس ہے، اللہ کی رضا ہے۔ سیکرٹری صاحب! ان کو میری طرف سے condolence message بھجوایا جائے۔ مہر اعجاز احمد اچلانہ صاحب!۔۔۔ مہر صاحب تشریف نہیں رکھتے۔۔۔ چودھری جاوید صاحب!

سالانہ بجٹ برائے سال 2010-11 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

چودھری جاوید احمد(ایڈووکیٹ): اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر کی ذات کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے یہاں آٹھویں مرتبہ بجٹ پر کچھ گزارشات پیش کرنے کا موقع دیا ہے۔ میں یہاں پر اپنے لیڈر اور قائد میاں محمد شہباز شریف کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جن کی دن رات کی محنت سے اس صوبہ پنجاب میں نہ صرف good governance شروع ہوئی ہے بلکہ غریبوں کی فلاح و بہبود کے بہت سے منصوبے بھی

شروع ہوئے ہیں۔ میں ان کو اس لئے بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ وہ اداروں کی بالادستی پر یقین رکھتے ہیں۔ اداروں کو مضبوط کرنے کے لئے وہ ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کائرہ صاحب! محترمہ نے آخری بات جو funds کے حوالے سے کی ہے آپ نے note کی ہے یا نہیں، جو بات آپ نے وزیر اعلیٰ صاحب سے کرنی ہے؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! محترمہ نے ہوسٹل کے حوالے سے بات کی ہے۔

جناب سپیکر: میں ہوسٹل کے حوالے سے وزیر اعلیٰ صاحب سے خود بات کروں گا۔ جی، چودھری صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنے لیڈر اور اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کو اس لئے بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے غریبوں کے لئے سستی روٹی کا ایک ایسا پروگرام وضع کیا جس کا میرے بہت سے بھائیوں نے یہاں پہ برا بھی منایا لیکن میں حقیقی طور پر اپنے علاقے کی مثالیں دے کر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ پروگرام وہاں پر کس طرح سے غریبوں کے لئے مددگار ثابت ہو رہا ہے، کس طرح ایک غریب، مزدور جو اپنی روٹی کمانے کے لئے محنت مزدوری کرتا ہے تو اسے شام کو جب روٹی بھی available نہیں تھی جو انتہائی مہنگی ہو چکی تھی اس کو سستے تنوروں سے نہ صرف روٹی مل رہی ہے بلکہ اب دال بھی ملتی ہے اور لنگر خانے بھی شروع ہو رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری اپوزیشن کو ہماری پالیسیوں پر تنقید کرنے کا حق ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ ہماری اچھی چیزوں کی تعریف کرنا بھی ان کا فرض بنتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جمہوریت ایک دلہن کی مانند ہے اور جمہوریت کے حسن میں اپوزیشن ایک جھومر کی مانند ہوتی ہے اگر جھومر نہ ہو تو دلہن بھی دلہن نہیں لگتی۔ اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ اگر اپوزیشن نہ ہو تو یہ جمہوریت بھی سجتی نہیں ہے۔ میں ان کی اچھی آراء کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں لیکن بلاوجہ کی تنقید کو میں سمجھتا ہوں کہ وہ زیادتی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر اپنی بات شروع کرنے سے پہلے سب سے پہلے اپنی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی اور صوبہ پنجاب کا انحصار زراعت پر ہے کی بات کروں گا کہ ہماری ماضی کی بہت سی پالیسیوں کی

وجہ سے زراعت میں انحطاط آنا شروع ہو گیا جس پر آج ہمارا Department Agricultural بھی محنت کر رہا ہے اور ہماری حکومت بھی بہت محنت کر رہی ہے کہ اس کو کس طرح سے boost up کیا جائے جبکہ آپ کو پتا ہے کہ اسی کسان کی محنت کی وجہ سے ہمارا صوبہ نہ صرف گندم میں خود کفیل ہوا بلکہ اب پورے پاکستان کو خود کفیل کیا اور حالت یہ ہے کہ ہماری Federal Government کی export نہ کرنے کی وجہ سے ہمارے صوبہ کے لئے اور ہمارے کسان کے لئے کچھ مالی مسائل بھی پیدا ہوئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ فیڈرل سطح پر ایک مربوط پالیسی بنائی جانی چاہئے تاکہ آئندہ ایسی صورتحال پیدا نہ ہو لیکن ساتھ ہی ساتھ ہمارے صوبہ پنجاب میں زراعت کو Value Addition فصلات کی طرف لے کر چلنا چاہئے جس میں hybrid seeds یہیں پر پیدا کرنے چاہئیں کیونکہ ہم hybrid seeds بہت زیادہ import کرنا شروع ہو گئے ہیں جبکہ ہمارے ہاں بہت زیادہ potential ہے کہ ہم یہاں پر hybrid seeds پیدا کر کے export بھی کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہمیں Export Centres بنانے کی ضرورت ہے کہ مختلف areas سے ہم اپنے fruits and vegetables کو export کر سکیں جس طرح آم کے حوالے سے Export Centre Multan میں بنایا گیا ہے اور کینو کے لئے یہ سنٹر سرگودھا میں بنایا گیا ہے۔ میں چاہوں گا کہ ساہیوال یا پاکپتن میں سبزیات اور خصوصاً tunnel technology کے ذریعے پیدا ہونے والی سبزیات کو export کرنے کے لئے ایک Export Centre وہاں پر بھی بنایا جائے جس سے نہ صرف ہمارے دیہی علاقوں میں روزگار پیدا ہو گا بلکہ اس سے ہم بہت بڑی مقدار میں زرمبادلہ بھی کما سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ ہی ساتھ یہاں پر ایک گزارش کرنی چاہوں گا کہ ہمارا Agriculture Marketing System چاہے وہ فصلات کا ہے یا fruits and vegetables کا ہے وہ انتہائی فرسودہ ہے اس کے بارے میں پچھلی دفعہ بھی discussions ہوتی رہیں، اس پر بہت سی مفید آراء آتی رہیں لیکن اس کو change کرنے کا ابھی تک کوئی بندوبست نہ کیا گیا ہے۔ میں چاہوں گا کہ حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں کہ Agriculture Marketing System کو دوبارہ سے revise کیا جائے۔

جناب سپیکر! ایک بہت اہم شعبہ جو ہماری حکومت کی first priority ہے وہ Education Department and Education ہے اس پر غریب کے بچے کا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا کہ کسی امیر کے

بچے کا حق ہے۔ ہماری حکومت کو یہ اعزاز جاتا ہے کہ انہوں نے ایک uniform policy بنانے کے لئے Examination Bill پاس کر دیا ہے کہ پانچویں اور آٹھویں کا امتحان Board لے گا اور وہ ایک ہی نصاب سے ہوگا جس میں پرائیویٹ سکولوں کے ان طبقات کو تکلیف بھی پہنچی جو اس نام پر غریبوں یا شرفاء کی بہت زیادہ exploitation کر رہے تھے۔ میں یہ ضرور چاہتا ہوں کہ high class کے سکولوں کی taxation بھی کی جانی چاہئے تھی اور اس سے چھوٹے چھوٹے پرائیویٹ سکولوں کی مدد کرنی چاہئے لیکن میں اپنی حکومت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس سال کے بجٹ میں نہ صرف upgradation کے لئے بلکہ missing facilities کے لئے بھی ایک خطیر رقم رکھی کیونکہ غریبوں کے بچے آج کل سرکاری سکولوں میں پڑھتے ہیں اور وہاں پر اگر سہولتیں نہیں ہوں گی تو ہمارے غریب کا بچہ آگے نہیں نکل سکے گا۔ میں یہاں پر مثال دینی چاہوں گا کہ ہمارے وزیر اعلیٰ نے گزشتہ دو سال سے Board Position Holders کو نہ صرف ملک میں honour دی بلکہ انہیں باہر کے ممالک کی یونیورسٹیوں میں بھی بھیجا تاکہ وہ وہاں سے inspired ہو کر آئیں اور یہاں پر آکر ان اچھے اداروں کی تقلید کریں اور اپنی تعلیم کو اچھے مقصد کے لئے حاصل کرکے پاکستان کی ترقی میں اپنا حصہ ڈالیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر ایک اور حوالے سے بات کرتا ہوں کہ بدقسمتی سے پاکستان میں پوری GDP کا 4 فیصد بھی تعلیم پر خرچ نہیں کیا جا رہا جبکہ ملائیشیا میں تعلیم پر یہ 30 فیصد سے زیادہ ہے۔ میں توقع رکھتا ہوں کہ آنے والے سالوں میں ہم بھی اپنے بجٹ کی ایک خطیر رقم نہ صرف تعلیم کے لئے بلکہ بامقصد تعلیم کے لئے استعمال کریں گے جس طرح کہ اس سال کے بجٹ میں 2۔ارب روپے سے زائد کے منصوبہ جات ہمارے Technical Education کے لئے رکھے گئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ TEVTA جس کا پودا ہمارے وزیر اعلیٰ نے لگایا تھا، بعد میں اس کی شکل کچھ بدل گئی لیکن اس کو مزید ٹھیک کرنے کے لئے ایک Private Company کے طور پر اس کو چلانے کا فیصلہ کیا ہے جو کہ آنے والے دنوں میں بہت اچھے results دے گی جو ہماری ملکی ترقی میں بڑے مدد و معاون ثابت ہوں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہاں پر اپنے حلقہ کی بھی ایک چھوٹی سی گزارش کرتا چلوں کہ ہمارے ہاں کلیانہ میں وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک ڈگری کالج کی منظوری دی ہے مجھے امید ہے کہ اس بجٹ میں اس کا اجراء

ہو جائے گا جو ہمارے غریب اور پسماندہ علاقے میں غریبوں کے بچوں کے لئے ایک بہت بڑی facility ہو گی۔

جناب والا! یہاں پر اب میں صحت کے حوالے سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے پچھلے سال بھی سرکاری ہسپتالوں میں غریبوں کے لئے ادویات مفت مہیا کی تھی اور اس سال بھی 6۔ارب روپے کی رقم اس مقصد کے لئے رکھی گئی ہے۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ ہمارے سرکاری ہسپتال ہمارے پرائیویٹ ہسپتالوں سے کہیں بہتر ہیں، بدقسمتی یہ ہے کہ ہم اپنی اچھی چیزوں کو بھی سراہتے نہیں ہیں جس کی وجہ سے وہ dishearte ہوتے ہیں۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ مجھے یورپ میں جانے کا اتفاق بھی ہوا تو وہاں ہمارے سروسز ہسپتال، جناح ہسپتال، میو ہسپتال اور جنرل ہسپتال جیسے ہسپتال بھی موجود نہیں ہیں۔ یہاں پر اتنے قابل ڈاکٹر اور اتنی اچھی facilities ہیں لیکن میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ لاہور کے ہسپتالوں جیسی facilities ہمارے پسماندہ اضلاع میں بھی مہیا کی جائیں۔ میں یہاں پر ایک اور پالیسی کی طرف بھی اشارہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہاں BHUs کے لئے جو PMIUs بنے تھے وہاں BHUs کے ڈاکٹروں کو زیادہ تنخواہ ملتی ہے جبکہ DHQs and THQs پر کم ملتی ہے جس کی وجہ سے ڈاکٹر شہروں سے جانا پسند نہیں کرتے اور وہاں پر ڈاکٹروں کی شدید قلت رہتی ہے اور سیٹیں خالی کی خالی رہ جاتی ہیں اس لئے اس پالیسی پر نظر ثانی کی ضرورت ہے لیکن اگر ایک اور قدم اٹھا لیا جائے کہ چونکہ صحت کے حوالے سے estate کی ذمہ داری ہے کہ ہر شخص کو صحت کی سہولیات مہیا کرنا حکومت کی ذمہ داریوں میں شامل ہے تو صحت کے حوالے سے تمام Private Companies کے کاروبار اور جعلی ادویات کے کاروبار کو ختم کرنے کا ایک بہترین طریقہ یہ ہے کہ تمام سہولیات سرکاری ہسپتالوں میں مہیا کر دی جائیں تاکہ مشروم کی طرح اُگے ہوئے جو پرائیویٹ ہسپتال یا میڈیکل سٹور ہیں، جو لوگوں کی جانوں سے کھیل رہے ہیں ان کا سدباب ممکن ہو سکے گا۔

جناب سپیکر! میں Irrigation کے حوالے سے یہ کہنا چاہوں گا کہ کالا باغ ڈیم کی جو اشد ضرورت اب ہے شاید ماضی میں کبھی نہ تھی تو ہم سب کو مل کر نہ صرف اس کالا باغ ڈیم کو بنانے کے لئے دیگر صوبوں کو قائل کرنے کی ضرورت ہے بلکہ یہ پاکستان کی بقاء کے لئے بھی ضروری ہے اور پاکستان کی بقاء کے لئے ہمیں قربانیاں دینا چاہئیں جس طرح کہ پنجاب نے ہمیشہ اپنے حق کی قربانی دی ہے۔

جناب والا! Public Health Engineering کے حوالے سے میں یہ عرض کرتا چلوں کہ ہمارے ہاں پاکپتن اور عارف والا کی ایک سکیم Federal Share کے ساتھ شروع کی گئی تھی جس کی 50 فیصد Sharing Federal Government سے آنا تھی بدقسمتی سے Federal Government نے اس سال کی PSDP میں وہ نہیں رکھی۔ میری درخواست ہے کہ ان کے ساتھ رابطہ کر کے اس کو جاری کرایا جائے۔ میں یہاں پر ایک بہت اہم مسئلے کی طرف نشاندہی کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے ملک کا more than 60 percent فیصد حصہ نوجوانوں پر مشتمل ہے یا the age of 25 years below ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری Elite Class or Ruling Class ان نوجوانوں کو بالکل ignore کر رہی ہے اور وہ بالکل negative side پر جا رہے ہیں۔ ہمیں اپنے اساتذہ کے ذریعے ان کو motivate کرنے کی ضرورت ہے اور اس حوالے سے اساتذہ کی کوئی demand نہیں ہے، اگر ہم اساتذہ کو اعتماد، پیار اور عزت دے دیں تو وہ اتنی بڑی force کو motivate کر دیں گے جس سے ہمارا معاشرہ بہت جلد ٹھیک ہو سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج کی یہ negligence ہمارا کل کا اثاثہ ضائع کر رہی ہے اگر آج ہم اس پر توجہ دے لیں اور ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے Council Youth بنا کر اس طرف توجہ دی ہے تو یہ Council بنانے کے حوالے سے میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ آنے والے دنوں میں اس میں مزید بہتری آئے گی اور ہماری نوجوان نسل بھرپور طور پر اپنے اس ملک اور اپنے صوبہ کی بہتری کے لئے اپنا فرض ادا کرے گی۔

جناب سپیکر! میں آخر میں صرف اتنی request کروں گا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے پچھلے سال رمضان المبارک میں دورہ پاکپتن کے دوران ایک package کا اعلان کیا تھا مجھے یقین ہے کہ اس سال کے بجٹ میں اس کو accommodate کیا جائے گا اور میں پاکپتن کی عوام کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں اس ایوان اور وزیر خزانہ صاحب کو ایک انتہائی متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ خواجہ محمد اسلام صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ محترمہ راحت اجمل صاحبہ!

محترمہ راحت اجمل: جناب سپیکر! مجھے وقت دینے پر آپ کا بہت شکریہ۔ میں سب سے پہلے اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد دینا چاہتی ہوں کہ جن کی زیر نگرانی جناب تنویر اشرف کائرہ نے اتنا متوازن ٹیکس فری ترقیاتی اور عوام دوست بجٹ پیش کیا۔ 123۔ارب روپے کی خطیر رقم تعلیم کے شعبہ میں رکھ کر ہمارے قائد نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان کو مزدور، غریبوں اور ہاریوں کے بچوں کا کتنا خیال ہے۔ میرے قائد کا یہ vision ہے کہ:

کل جنھیں تراشو گے تو پوجے گا زمانہ
پتھر کی طرح آج جو راہوں میں پڑے ہیں

جناب سپیکر! پنجاب بھر کے سکولوں میں I.T Labs کا قیام، مفت کتابیں، دانش سکولوں کا قیام اور وظائف کی فراہمی یہ ثابت کرتے ہیں کہ میرے قائد کی پالیسیاں نہ صرف علاقے کے لوگوں کے لئے بلکہ پورے پاکستان کے لئے قابل تحسین اور بہت زیادہ مفید ہیں۔

جناب سپیکر! جہاں تک صحت کا تعلق ہے تو میرے قائد نے صحت کی مد میں 6۔ارب روپیہ رکھ کر یہ ثابت کر دیا ہے، غریب کو چونکہ روٹی ملنا مشکل ہوتی ہے لہٰذا وہ صحت کے ہاتھوں اس طرح نہیں مرے گا جس طرح ہمارے وطن عزیز کے دیہاتوں میں لوگ مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں۔ الحمدللہ آج صرف لاہور کے ہسپتال ہی نہیں بلکہ پنجاب بھر کے ہسپتالوں میں مفت ادویات فراہم ہونے کی وجہ سے غریب بہت مستفید ہو رہے ہیں۔ میرا علاقہ کوٹ رادھا کشن چونکہ تحصیل بن چکا ہے یہاں ایک رورل ہسپتال قائم ہے یہاں کی 13 لاکھ کی آبادی کو یہ رورل ہسپتال مستفید نہیں کر سکتا لہٰذا میری درخواست ہے کہ یہاں پر THQ کا قیام ممکن بنایا جائے تاکہ اتنی بڑی آبادی مستفید ہو سکے۔

جناب والا! جہاں تک سستی روٹی کا تعلق ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت مفید سکیم ہے اسے قائم و دائم رہنا چاہئے۔ اس کی کوئی مخالفت کرتا ہے تو کرے اس میں شفافیت لانا ہمارا کام ہے، ہم نمائندوں کا کام ہے۔ میرے علاقے میں چار تنور ہیں اور میں وعدہ کرتی ہوں کہ میں میاں صاحب کا ایک سپاہی بن کر ان کی حفاظت اور نگرانی کروں گی۔ میں دیکھوں گی کہ کون کرپشن کرتا ہے۔

جناب سپیکر! میٹھے پانی کے لئے 2۔ارب روپے میاں صاحب نے بجٹ میں رکھے ہیں۔ میں استدعا کرتی ہوں کہ میرے علاقہ میں فلٹریشن پلانٹ لگائے جائیں تاکہ ہم جو مدتوں سے کڑوا پانی استعمال کرتے ہیں میں اور میرے علاقہ کے لوگ اس سے مستفید ہو سکیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ صحت کے میدان میں اور سکولوں میں missing facilities کے بارے میں بھی مجھے کچھ کہنا ہے۔ میرے علاقہ میں جتنے بھی سکول ہیں ان کو بھی سکولوں کے لئے missing facilities کی مد میں رکھے گئے 2۔ارب روپے میں سے کچھ فنڈز فراہم کئے جائیں۔

جناب سپیکر! آبادی کو کنٹرول کرنے کے لئے ڈاکٹر اشرف صاحب نے ایک تجویز دی تھی میں اس سے متفق ہوں۔ ہمارا خطہ اتنی زیادہ آبادی کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ ہم جتنی بھی ترقی کر لیں لیکن وہ آبادی میں اضافے کی نذر ہو جائے گی لہذا انہوں نے جو تجویز پیش کی تھی کہ ایسے سنٹر قائم کئے جائیں جو لوگوں کو اس کی ترغیب دیں، ممبران اسمبلی کی ڈیوٹی بھی لگائی جائے کہ وہ لوگوں کو educate کریں کہ کم بچے پیدا ہوں۔ جس کے بچے چار ہوں گے ان کو صحت اور تعلیم کی سہولت مفت دے دی جائے گی۔ یہ میرا مشورہ بھی ہے اور استدعا بھی ہے۔ اس پر عمل کیا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ سکینہ شاہین صاحبہ، محترمہ دیبا مرزا اور محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کے بعد مرد ممبران رہ جائیں گے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ پہلے خواتین کو وقت دے دیتے ہیں پھر ہم بیٹھے رہیں گے۔

معزز ممبران: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ سکینہ شاہین صاحبہ!

محترمہ سکینہ شاہین: جناب سپیکر! آج چار دن کے بعد میری بھی باری آگئی ہے۔ میں آپ کی بے حد ممنون ہوں۔ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔ یہ متوازی اور عوام دوست بجٹ عوام کی ترقی، غریبوں کے بچوں کی تعلیم و تربیت اور فلاح و بہبود کی تڑپ کو دل میں رکھتے ہوئے وزیر اعلیٰ کی قیادت میں جناب تنویر اشرف کائرہ نے پیش کیا ہے---

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ پڑھ کر تقریر کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ hints لیں، پڑھ کر تقریر نہ کریں۔

محترمہ سکینہ شاہین: جناب سپیکر! لوگوں نے تو دیکھ کر تقاریر کی ہیں۔ میں تو hints لے رہی ہوں۔ میں cheating نہیں کر رہی۔

جناب سپیکر: اچھا ٹھیک ہے، یہ اعتراض اپوزیشن کی طرف سے آیا تھا۔

محترمہ سکینہ شاہین: جناب سپیکر! جو بجٹ پیش کیا گیا ہے میں وزیر اعلیٰ کی پوری ٹیم کو مبارکباد دیتی ہوں کہ یہ بجٹ بہت اچھا ہے۔

جناب سپیکر! تعلیم کے لئے جو اقدامات کئے گئے ہیں اور جو فنڈز رکھے گئے ہیں اور دانش سکول مختلف علاقوں میں بنائے جا رہے ہیں میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ وہ اقدامات ہیں کہ جن کو جتنا بھی سراہا جائے کم ہے۔ اس کے علاوہ میڈیکل کالجوں کا اجراء اور سیٹوں کا اضافہ بھی ایک قابل ستائش عمل ہے اس سے بھی انشاء اللہ تعالیٰ اس ملک کی بہت ترقی ہو گی۔

جناب سپیکر! زرعی ماہرین کے لئے زرعی زمین ایک مربع اور نو لاکھ روپے دینا بہت اچھا ہے۔ اسی طرح ویٹرنری اور دوسرے ماہرین کے لئے بجٹ میں فنڈز رکھے گئے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہترین اقدامات ہیں۔ میں میاں محمد شہباز شریف کے vision، ان کے اقدامات اور ان کے کارہائے نمایاں جو تعلیم کے میدان میں ہیں، جن میں غرباء کے بچوں کے لئے سپیشل ایجوکیشن میں بھی اقدامات کئے ہیں کہ ایک رکشا ڈرائیور کے بچے کے لئے اور غریبوں کے بچوں کے لئے بھی درد اپنے دل میں رکھتے ہیں میں ان کے vision کی بہت تعریف کرتی ہوں، بے شک وہ پہلا قطرہ ہی کیوں نہ ہو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کو بحر بیکراں بنا کر چھوڑیں گے۔

جناب سپیکر! سستی روٹی سکیم خادم اعلیٰ کی سکیم نہیں ہے۔ یہ غریب عوام کی سکیم ہے۔ اس کے اندر اگر کوئی خامی ہے تو ہم سب ان کے سپاہی مل کر ان خامیوں کو دور کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس منصوبے کو کامیاب و کامران کریں گے بلکہ اس طرح کے اور غریب پرور منصوبے بھی اپنے ملک میں جاری کریں گے۔

جناب سپیکر! تنخواہوں میں اضافہ کے حوالے سے میری تجویز ہے کہ ایک سے 16 سکیل تک کے ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ 60 فیصد اور 17 سے 22 سکیل تک کے ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ 40 فیصد ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

جناب سپیکر! ریلوے کا under ground system ذرا بہتر کیا جائے تو ہمارے شہر کا رَش کم ہو سکتا ہے۔ میری ایک تجویز یہ بھی ہے کہ جس طرح veterinary expertise, agriculture expertise اور irrigation expertise کے لئے آپ نے اس بجٹ کے اندر نرم گوشہ رکھا ہے اسی طرح vocational expertise خواتین ہوتی ہیں ان کو بھی اگر چھوٹے چھوٹے بغیر سود یا پانچ مرلے کا پلاٹ دے کر vocational institution ان کے علاقہ ہذا میں بنے تو اس سے بھی ہنر کو فوقیت ملے گی اور لوگ روزگار کمانے کے قابل ہو جائیں گے۔ خصوصی طور پر vocational expertise کے لئے نرم گوشہ رکھنے سے خواتین کو بہت حوصلہ ملے گا۔ اگر یہ بھی ممکن نہیں ہے تو کم از کم interest free loan پچاس، دس، پندرہ یا جتنا بھی ممکن ہو اُن vocational expertise کو دیا جائے بلکہ میری تو یہ بھی کوشش ہے کہ اگر کوئی خاتون تھوڑی بہت بھی سلائی کڑھائی جانتی ہے تو اس کو بھی پانچ دس ہزار روپے کا قرضہ بغیر سود دیا جائے تاکہ وہ اپنے کام کو بہتر کرکے اور اپنی آمدنی میں اضافہ کرکے اپنے کنبے کی کفالت کر سکے۔ بجٹ میں موجود فنڈز کی distribution اور اس کا خرچ بہترین اور شفاف طریقے سے ہو گا تو انشاءاللہ ہمارے ملک کی ترقی میں بہت بہتری ہو گی۔

جناب سپیکر! مرغی پال سکیم دیہاتی خواتین کے لئے بلکہ میں یہ کہوں گی کہ دیہاتی بچیوں کے لئے ہونی چاہئے جو سکول جاتی ہیں کیونکہ sometime ان بچیوں کو سکول کے روزانہ کے خرچ مثلاً کاغذ پنسل کے لئے پانچ دس روپے بھی نہیں ملتے۔ اگر مرغی پال سکیم کے تحت وہ بچیاں اپنی مرغیاں خود پال لیں اور انڈوں کو ہی sale out کرکے اپنی pocket money بنا لیں تو بہت اچھا اقدام ہو گا۔ اس کے علاوہ دیہاتی خواتین جو کہیں جا کر کوئی ملازمت نہیں کر سکتیں، اپنے بچوں اور گھر کو نہیں چھوڑ سکتیں اور جن کا کوئی ذریعہ آمدن نہیں ہے اگر ان کو پندرہ بیس ہزار کا loan بغیر سود کے مل جائے تو سال ڈیڑھ سال کے بعد پچاس ساٹھ ہزار روپیہ ایک بھینس پال کر کما بھی لیں گی اور حکومت سے بغیر سود کے لی ہوئی رقم بھی لوٹانے کی position میں ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر! ٹیکنیکل تعلیم کے حوالے سے بھی میری حکومت سے تجویز ہے کہ حکومت اس میں بہترین اقدامات کرے۔ ہنر مندوں میں اضافہ ہماری قوم، ہمارے ملک اور صوبہ کی ضرورت ہے۔ جو ٹیکنیکل ادارے موجود ہیں انہی میں ہی ڈبل شفٹوں کا اجراء کر کے ہنر مندوں میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ Deserving fund یعنی سپیشل بچوں کے فنڈ کو بھی نہایت شفاف طریقے سے serve کرنا چاہئے اور قائم شدہ اداروں کی حالت زار کو بہتر بنانا چاہئے۔ میں آخر میں وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف، تنویر اشرف کائرہ اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میاں محمد شہباز شریف کے vision کی تعریف کرتی ہوں، میاں محمد شہباز شریف کے اقدامات کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں اور میاں محمد شہباز شریف کی سوچ کو salute کرتی ہوں۔ اگر ان کے اقدامات سے اس ملک کے اندر بہترین کام نہیں ہو گا تو کم از کم بہترین کی بنیاد ضرور رکھی جائے گی اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہیں۔ میں آخر پر ایک شعر سے اپنی تقریر کا اختتام کروں گی۔

شاہراہوں پہ پھول بکھریں گے ہم ابھی چُن رہے ہیں خار کہو
رہن رکھی ہوئی خودی چھڑائیں گے پھر ہوں گے باوقار کہو

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، دیبا مرزا صاحبہ!

محترمہ دیبا مرزا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کے vision کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ جنہوں نے سستی روٹی سے لے کر ادویات، تعلیم غرضیکہ زندگی کے ہر شعبے میں غریبوں کی دہلیز تک انصاف پہنچایا جس سے ایک غریب آدمی کو relief ملا۔ یہی وجہ ہے کہ میاں محمد شہباز شریف اپنے صوبہ کے مقبول ترین وزیر اعلیٰ ہیں۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب اور تنویر اشرف کائرہ صاحب کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں جنہوں نے اتنا بہترین، ٹیکس فری اور عوام دوست بجٹ پیش کیا اور غریبوں کو relief دیا۔

جناب سپیکر! میں بجٹ 2010-11 کے چند ایک points discuss کرنا چاہوں گی کیونکہ اس بجٹ میں بہت حد تک ہر شعبہ میں relief دیا گیا ہے لیکن چند ایک گزارشات میں تجاویز کی صورت میں پیش کرنا چاہتی ہوں۔ اس بجٹ میں زرعی گریجوایٹس اور ویٹرنری گریجویٹس کو 25 ایکڑ زمین اور

ساتھ9لاکھ روپے کا قرضہ دینا پنجاب حکومت کا بہت ہی قابل ستائش کارنامہ ہے، اس سے بے روزگاری میں کمی اور نوجوانوں کا رتبہ بلند ہوگا۔

جناب سپیکر: گادھی صاحب! ان کے بعد آپ کی باری آنے والی ہے، کہیں دور نہیں جانا۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! وزیراعلیٰ صاحب نے پنجاب کے ہسپتالوں میں مفت ادویات کی فراہمی کے لئے 6۔ارب روپیہ مختص کیا ہے جو پچھلی کسی حکومت نے ایسا فلاحی کام نہیں کیا۔ اس کے علاوہ ہسپتالوں میں مفت ڈائیلسز سنٹر کا قیام موجودہ حکومت کا بہترین اقدام ہے۔ میں صوبہ پنجاب میں چار نئے میڈیکل کالجوں کے قیام پر وزیراعلیٰ پنجاب کو بہت ہی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ خصوصاً سیالکوٹ میں میڈیکل کالج کے قیام پر وزیراعلیٰ پنجاب کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے میرے ضلع کو بھی اس قابل سمجھا کہ وہاں کے عوام اور اُن کے بچوں کو ان کی دہلیز پر ایک نئے میڈیکل کالج کے قیام سے بہت ساری سہولتیں میسر آئیں۔ میڈیکل کے شعبہ میں موجودہ میڈیکل کالجوں میں 452 سیٹوں کا اضافہ اور چار نئے میڈیکل کالج کے قیام سے تقریباً550 نئی نشستوں کا اضافہ ہوگا جس سے تقریباً ایک ہزار نئے ڈاکٹر ہر سال صحت کے شعبہ میں خدمت کے لئے تیار ہوں گے۔ تعلیم کے شعبہ میں دانش سکولوں کا قیام انتہائی قابل تحسین ہے تاکہ غریب کا بچہ بھی اچھی سن level کی تعلیم حاصل کرنے کا خواب پورا کر سکے۔ تعلیمی میدان میں تمام سرکاری سکولوں میں I.T Labs اور ٹیکسٹ کتابوں کی مفت فراہمی بھی اس حکومت کا بہترین کارنامہ ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ طلباء و طالبات کی حوصلہ افزائی کے لئے جو وظائف کا سلسلہ چل رہا ہے اسے جاری رہنا چاہئے لیکن طلباء کے ساتھ ساتھ اساتذہ کی بھی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! نجی شعبہ میں محنت کش کی تنخواہ چھ ہزار سے بڑھا کر سات ہزار کی تجویز دی گئی ہے لیکن میری اس سلسلے میں ایک تجویز ہے کہ اس کو چھ سے بڑھا کر کم از کم دس ہزار کرنا چاہئے تاکہ غریب بھی اپنی عزت نفس قائم رکھ سکے۔ ملازمین کی تنخواہوں میں پچاس فیصد اضافہ اور پنشن میں 15سے20 فیصد اضافہ بھی بہت خوش آئند اقدام ہے۔ خواتین کی ترقی کے لئے15۔ارب روپے کی جو خطیر رقم مختص کی گئی ہے اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ خواتین ممبران کو اس کی مشاورت اور اُن کے منصوبہ جات میں بھی شامل کیا جائے۔ وزیراعلیٰ پنجاب کی جانب سے جنوبی پنجاب کی ترقی کے

لئے جو 3۔ارب 38 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں میں یہ سمجھتی ہوں کہ جنوبی پنجاب کی آبادی صوبے کی کل آبادی کا 31 فیصد ہے جبکہ مختص کی جانے والی رقم کی شرح ترقیاتی بجٹ کا 36 فیصد ہے۔امید ہے کہ جنوبی پنجاب کے عوام کی بہت ساری محرومیاں کافی حد تک ختم ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر! بڑا بہترین، ٹیکس فری اور عوام دوست بجٹ پیش کیا گیا ہے لیکن اس میں میری ایک مزید گزارش یہ ہے کہ زکوۃ اور بیت المال کی مد میں جو رقوم رکھی جاتی تھیں وہ گزشتہ تین سال سے بالکل نہیں رکھی گئیں۔اس رقم سے بہت سے خاندانوں کی غریب اور نادار بچیوں کو جہیز فنڈ کی صورت میں کافی حد تک مدد مل جاتی تھی جو کہ تین سال سے ختم ہو چکی ہے،اسے اس میں جاری فرما دیا جائے تو بڑی مہربانی ہو گی۔

میں وزیر اعلیٰ کی توجہ جعلی ادویات کی طرف دلانا چاہوں گی کہ جو کمپنیاں جعلی ادویات بناتی ہیں ان کی طرف توجہ دی جائے۔ جعلی ادویات انسانی جانوں کے ضیاع کا سبب بنتی ہیں اور ان میں ڈاکٹروں کے فارماسیوٹیکل کمپنیوں کے ساتھ کمیشن کے معاملہ پر بھی توجہ فرمائیں تو صحت کے شعبہ میں بہت ہی قابل تحسین اقدام ہو گا۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کے صوبہ میں کڈنی سنٹرز کے علاوہ لیور ٹرانسپلانٹ سنٹرز کے مراکز قائم کرنے کے فیصلے کو بھی خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے جذبہ خیر سگالی کو میں salute پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے صوبہ بلوچستان کے شہر کوئٹہ کے مقام پر 2۔ارب روپے کارڈیک سنٹر کی تعمیر کے لئے مختص کئے ہیں۔

جناب سپیکر! آخر میں میری وزیر اعلیٰ پنجاب سے درخواست ہے کہ جب وزیر اعلیٰ صاحب سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے تو اس وقت انہوں نے لاہور سے سیالکوٹ روڈ dual بنانے کا اعلان کیا تھا کہ یہ روڈ ابھی سے شروع ہو گا اور اس کے لئے فنڈز جاری فرمائے تھے لیکن اڑھائی سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود ابھی تک یہ سڑک زیر تعمیر ہے اور یہ کھنڈرات کا نقشہ پیش کر رہی ہے جس کی وجہ سے سیالکوٹ اور گوجرانوالہ کے عوام روزانہ اس عذاب سے گزرتے ہوئے اپنی گاڑیاں توڑتے ہیں۔اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ متعلقہ ٹھیکیدار کمپنی کو ہدایت فرمائی جائے کہ وہ جلد از جلد اسے مکمل کر دیں تا کہ ہمیں اس عذاب سے نجات مل سکے۔

جناب سپیکر! تنویر اشرف کائرہ وزیر خزانہ پنجاب اور ان کی ٹیم نے شبانہ روز کی محنت کر کے اتنے زخیم قسم کے بجٹ کو اتنی زیادہ کتب کی شکل میں بنایا ہے جو ہم پڑھ بھی نہیں سکے تو میں انہیں مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ on the whole عوام دوست اور ٹیکس فری بجٹ ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: کرنل (ریٹائرڈ) سردار ایوب خان گادھی صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (کرنل (ریٹائرڈ، سردار محمد ایوب خان گادھی): شکریہ۔ جناب سپیکر! بجٹ صرف اعداد و شمار کے مجموعے کا نام نہیں بلکہ بجٹ نام ہے ایک وژن کا، ایک سوچ کا اور future planning کا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مختلف بحرانوں کی وجہ سے ہماری ملکی معیشت پر بُرے اثرات مرتب ہوئے لیکن اس کے باوجود پنجاب حکومت نے ایک فلاحی، ترقیاتی، ٹیکس فری اور متوازن بجٹ پیش کیا ہے جو کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کے وژن کی عکاسی کرتا ہے۔

جناب سپیکر! عام لوگوں کے مسائل اور غربت میں کمی کے لئے pro poor scheme کی مد میں 15۔ارب سے بڑھا کر 21۔ارب روپے کی سبسڈی دینا یقیناً بہت اچھا اقدام ہے۔ وہ ملک کبھی ترقی نہیں کر سکتا، کبھی خوشحال نہیں ہو سکتا جہاں غریب کی ترقی اور خوشحالی نہیں ہو گی۔ جب تک ہم غریبوں کی ترقی کے بارے میں نہیں سوچیں گے اور غریبوں کو خوشحال نہیں کریں گے تو اس وقت تک اس ملک میں خوش حالی ناممکن ہے اس لئے میں تو یہ کہوں گا کہ جتنی بھی سبسڈی غریبوں کو آپ دے سکتے ہیں وہ دیں۔ جب تک غریب اور امیر میں فرق ختم نہیں ہو گا غریب کی فلاح نہیں ہو گی، اس وقت تک اس ملک کی فلاح نہیں ہو گی اور یہ ملک ایک فلاحی ریاست نہیں بنے گا۔

جناب سپکر! شہروں میں غریبوں کے لئے سستے گھروں اور دیہاتوں میں پانچ مرلہ کے مفت پلاٹ کی الاٹمنٹ کی سکیم بہت اچھی سکیم ہے۔ میری یہ تجویز ہے وزیر خزانہ صاحب سے آپ کی وساطت سے اگر مہربانی کر کے وہ نوٹ کر لیں کہ اس پانچ مرلہ پلاٹ پر غریب کو گھر بنانے کے لئے بلا سود قرض بھی مہیا کیا جائے کیونکہ اگر اس کے پاس پیسا نہیں ہو گا تو وہ پلاٹ خالی پڑا رہے گا جس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس غریب کو اتنی سہولت ہونی چاہئے کہ وہ اپنا گھر بھی بنا سکے تاکہ اس میں سکون سے رہ بھی سکے۔

جناب سپیکر! تعلیم کسی بھی حکومت کی پہلی ترجیح ہونی چاہئے اور مجھے بجٹ کی تقریر پڑھ کر یہ خوشی ہوئی ہے کہ پنجاب حکومت کی پہلی ترجیح تعلیم اور صحت ہے لیکن بدقسمتی سے ہمارے 41 فیصد بچے ابھی بھی سکولوں میں نہیں جا رہے۔ میں گزارش کرتے ہوئے تجویز دوں گا کہ کوئی ایسا قانون بنایا جائے کہ جو والدین اپنے بچوں کو سکول نہیں بھیج رہے، انہیں کوئی سزا تجویز کی جائے تاکہ ہر بچہ کم از کم سکول لازمی جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میاں محمد شہباز شریف تعلیم کے میدان میں جتنی کوششیں کر رہے ہیں اس سے پہلے کسی نے نہیں کیں۔ I.T Labs سرکاری سکولوں میں قائم کرنا انقلابی منصوبہ ہے لیکن 41 فیصد بچے جب سکولوں میں ہی نہیں جائیں گے تو وہ ان سہولتوں سے کیسے فائدہ اٹھائیں گے اس لئے یہ گزارش ہے کہ اس کے لئے کوئی لازمی لائحہ عمل بنایا جائے کہ وہ 41 فیصد بچے لازمی سکولوں میں جائیں۔ دیہاتی علاقوں میں قائم تمام پرائمری سکولوں کو upgrade کر کے مڈل کا درجہ دیا جائے۔ ہمارا پہلا level مڈل ہونا چاہئے اور کم از کم مڈل تک تعلیم ہر بچہ اپنے گاؤں میں حاصل کر سکے اور اسے باہر کہیں نہ جانا پڑے اور گھر کی دہلیز پر ہی اسے تعلیم ملے۔

جناب سپیکر! صحت کے شعبہ میں میاں صاحب کا بہت بڑا کارنامہ ہے کہ غریب مریضوں کے لئے 6۔ارب روپے کی رقم خاص طور پر مختص کی ہے جو کہ بہت بڑا کام ہے جس سے کم از کم اس غریب کو صحت کی سہولیات میسر ہوں گی جو دوائی لینے کے لئے پیسے نہ ہونے کی وجہ سے بے چارہ ہسپتال نہیں جا سکتا تھا تو اب وہ کم از کم ہسپتال میں کھلے دل سے جا کر اپنی دوائی لے سکے گا۔ اس کے علاوہ کڈنی اور لیور سنٹرز کے قیام کا منصوبہ بہت اچھا ہے اور اسے نیچے ضلعی سطح تک لے کر جانا چاہئے تاکہ عام آدمی کو اپنے ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں ہی یہ سہولت میسر آئے۔ موبائل ہسپتالوں کا خاص طور پر دیہی علاقوں میں جانا بہت اچھا کام ہے کہ موبائل ہسپتال کم از کم دیہاتوں میں کچھ ہفتے یا کچھ دیر کے لئے جا کر لوگوں کو ان کے گھروں کی دہلیز پر صحیح طریقے سے ادویات دیں گے اور ان کی صحت کا خیال رکھا جائے گا۔ یہ بہت اچھا کام ہے اور یہ موبائل ہسپتال 22 لکھا ہوا ہے تو میری یہ تجویز ہے کہ 22 کی بجائے چونکہ ہمارے صوبہ پنجاب کے 36 اضلاع ہیں تو کم از کم ہر ضلعی ہیڈ کوارٹر میں ایک موبائل ہسپتال دیہی علاقوں میں جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! زراعت ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہے اور ہمارے 70 فیصد عوام کا تعلق دیہات سے ہے اور کسی نہ کسی طریقے سے وہ زراعت سے وابستہ ہیں۔ زراعت کی ترقی کا مطلب یہ ہے کہ ان 70 فیصد عوام کی براہ راست ترقی۔ چھوٹے کسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے میاں محمد شہباز شریف صاحب نے پچھلے دو سال سے بڑی اچھی گرین ٹریکٹر سکیم شروع کی ہوئی تھی اور basic مشینری آج کل ٹریکٹر ہے جس کا فائدہ یہ تھا کہ چھوٹا کسان جو چار ایکڑ سے کم زمین کا مالک تھا اسے ٹریکٹر میں دو لاکھ روپے کی سبسڈی مل جاتی تھی لیکن اس بجٹ میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ میری یہ تجویز ہو گی کہ اچھی سکیم اور غریب کسان کے لئے جو سکیم بنائی گئی ہے اور زراعت کے شعبہ میں جو کہ ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہے یہ سکیم لازمی شروع رہنی چاہئے۔ گرین ٹریکٹر سکیم کا اجراء اسی طرح کریں، اس سکیم میں پچھلے سالوں میں دس دس ہزار ٹریکٹر دیئے تھے اس کو بڑھا کر بیس بیس ہزار ٹریکٹر دیئے جانے چاہئیں اور یہ سکیم شروع رہنی چاہئے۔

جناب سپیکر! جو Solar Energy Tubewells کا منصوبہ دیا جا رہا ہے۔ شعبہ زراعت میں پانی کی بہت قلت ہے، نہری پانی بہت کم ہے۔ ٹیوب ویل کا پانی جو ہم فصلوں کو دے رہے ہیں وہ بجلی کے بحران کی وجہ سے پورا نہیں ہو رہا ہے۔ امید ہے کہ یہ Solar Energy Tubewells لگنے سے زراعت میں فصلوں کو پانی کی سہولت میسر آ سکے گی۔ میری گزارش یہ ہے کہ tail پر نہری پانی نہیں پہنچ رہا ہے اس لئے کم از کم یہ Solar Energy Tubewells tail پر جہاں نیچے کا پانی میٹھا ہے وہاں لگائے جائیں تا کہ ٹیوب ویل کا پانی نہری پانی کے ساتھ مل کر کسانوں کو پانی کی سہولت میسر آ سکے اور پانی کی قلت ختم ہو سکے۔

جناب سپیکر! میرا آخر میں اپنے ڈسٹرکٹ کے بارے میں point ہے۔ ڈسٹرکٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں زیادہ تر رقبہ ایسا ہے جہاں نیچے کا پانی کھارا ہے۔ میں نے بجٹ میں جو سکیمیں supply water اور sewerage کی پڑھی ہیں ان میں زیادہ تر سکیمیں ان علاقوں میں ہیں جہاں نیچے کا پانی میٹھا ہے۔ میری آپ کی وساطت سے گزارش ہے کہ P&D والوں کو کہیں کہ خدا کا خوف کریں کہ وہ ڈسٹرکٹ جن کا نیچے کا پانی کھارا ہے ان کو special package دیں تا کہ وہاں لوگوں کو پانی کی سہولت مل سکے کیونکہ وہاں لوگوں کو پانی کی سہولت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ میری بھی سفارش ہے۔ آپ بھی سفارش کر دیں کیونکہ میں یہاں بول نہیں سکتا اس لئے آپ میری بھی اسی طرح سے سفارش کر دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تحفظ ماحولیات (لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان گادھی): ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! زیادہ تر لوگ ہیپاٹائٹس کے مریض ہو رہے ہیں تو براہ مہربانی اب وزیر خزانہ صاحب بھی آ گئے ہیں، میری ان سے گزارش ہے کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کو خصوصی package دیا جائے اور وہاں water supply کے منصوبے زیادہ سے زیادہ دیئے جائیں کیونکہ وہاں نیچے کا پانی کھارا ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ زیب جعفر! ان کے بعد رانا اقبال صاحب ہیں۔

MISS ZAIB JAFFAR: Mr. Speaker! I am extremely grateful to you for giving me time at last hour. First of all I congratulate hon'able Chief Minister.

جناب سپیکر: محترمہ! اردو میں تقریر کریں۔

محترمہ زیب جعفر: ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! میں فنانس منسٹر کو بھی مبارکباد دینا چاہوں گی کہ اتنے مشکل ترین حالات میں جہاں پاکستان voluntarily لڑ رہا ہے اور جہاں پر ہمارے financial crisis ہیں ان حالات میں اتنا اچھا pro poor بجٹ دیا ہے تو میں اس پر ان کو مبارکباد دینا چاہوں گی۔ I think he has done a wonderful job. اپوزیشن کی طرف سے actually میں نے دو تین چیزوں پر اعتراضات دیکھے ہیں I am grateful کہ ہمارے ابھی بھی جرنلسٹ بھائی بیٹھے ہوئے ہیں میں ان کو emphasized کرنا چاہوں گی۔ جو سابق گورنمنٹ رہی ہے میں اس حکومت کے بجٹ 08-2007 کا comparative study mention کرنا چاہوں گی۔ reserved allocated بجٹ 2007 میں 18 ملین دیا گیا تھا اور ہم نے 2010 کے ایجوکیشن بجٹ میں 23 ملین روپے دیا ہے That is an increase of 28 percent اسی طرح 2007 میں شعبہ ہیلتھ میں 7 ہزار 3 سو 16 ملین دیا گیا تھا ہم نے اس کو بڑھا کر 14 ہزار 500 کر دیا ہے۔ ہم نے in Health، 98.2 percent increase کیا ہے۔ جہاں ہم بات کرتے ہیں کہ pro poor بجٹ ہونا چاہئے تو ہماری

گورنمنٹ کا focus point ایجوکیشن اور ہیلتھ میں رہا ہے۔ ہم جب غریب بچے کی بات کرتے ہیں کہ ہمارے غریب طبقے کے بچے اچھے سکولوں میں نہیں جاسکتے تو وہاں ہم نے دانش سکول initiate کیا ہے۔ اس سے پہلے کسی بھی گورنمنٹ نے ایسا پراجیکٹ launch نہیں کیا۔ میں اپنے صحافی بھائیوں کے گوش گزار کرنا چاہوں گی کہ اس کے لئے چیف منسٹر پنجاب نے set criteria رکھا ہے کہ وہ بچے جو کچے مکان میں رہتے ہیں جن کے parents کی انکم six thousand and less ہے، جن کے parents jobless ہیں وہ بچے ان دانش سکولوں میں پڑھیں گے۔ ان کو اچھا boarding school ملے گا تاکہ وہ اچھے notable representatives بن کر نکلیں۔ اسی طرح ہم نے Excellence Schools of شروع کئے ہیں۔ جہاں یہ بات کرتے ہیں کہ جنوبی پنجاب کو ignore کیا گیا ہے تو میں یہ کہتی چلوں کہ یہ projects ہم نے شروع ہی جنوبی پنجاب سے کئے ہیں۔ جس طرح حاصل پور ہے، چشتیاں ہے، رحیم یار خان ہے۔ ہم لوگوں نے initiatives وہیں سے کی ہیں۔ دانش سکول کے علاوہ ہم نے PEEF قائم کیا ہے جس میں ہم نے غریب بچوں کے لئے فنڈز دیئے ہیں اور eleven thousand students کو free education دے رہے ہیں، ان کو باہر بھیجا جا رہا ہے۔ Why this initiative is اگر ہم نے پاکستان کا بہتر مستقبل سوچنا ہے، اگر ہم نے آنے والی نسلوں میں revolution قائم کرنا ہے اور پاکستان کو third world country سے باہر نکالنا ہے So we must get all youth educated ہمارے جو بچے بے روزگار پھر رہے ہیں ان کو educate کیا جائے تاکہ غربت ختم ہو۔ یہ جو سستی روٹی کا پروگرام شروع کیا گیا ہے یہ آپ کے اور میرے لئے نہیں ہے۔ دس ہزار تنور شروع کئے گئے ہیں یہ ڈیفنس اور کینٹ کے علاقوں میں شروع نہیں کئے گئے بلکہ یہ ان غریب تحصیلوں اور علاقوں میں شروع کئے گئے ہیں جہاں پر غریب -/300 روپے دہاڑی نہیں کما سکتا۔ اگر آپ estimate لگائیں تو ایک کنبہ جس میں چھ ممبر رہتے ہیں تو اس کنبہ کی روزانہ 36 روٹیاں بنتی ہیں۔ اس طرح سے مہینے کی 1080 روٹیاں پڑتی ہیں اور اگر آپ اس کو -/2 روپے سے multiply کریں تو ایک خاندان سستی روٹی پروگرام کے تحت -/2160 روپے بچا رہا ہے۔ جس کی چھ ہزار تنخواہ ہے اس کی بچت -/2160 روپے ہو رہی ہے۔ میں پوچھنا چاہوں گی کہ کیا یہ pro poor initiative نہیں ہے، کیا یہ غریب دوست پروگرام نہیں ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ نے ہاتھ روک لیا ہے۔

انداز بیاں اگرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

جی، محترمہ!

محترمہ زیب جعفر: جناب سپیکر! اسی طرح ہم نے ہیلتھ کے سیکٹر میں 6 بلین کا پراجیکٹ دیا ہے جس میں free medications ہیں تو یہ بھی انہی family کے لئے ہے جو چھ ہزار روپے کی تنخواہ میں downfall کرتی ہے۔ اپوزیشن کی طرف سے تنقید آئی تھی کیونکہ ہمارے ہاں DHQ میں اچھی facilities نہیں ملتیں اس لئے ہر family بڑے شہروں کی طرف رخ کرتی ہے۔ آج آپ کے DHQs fully air conditioned ہیں، Cardiology Ward بنے ہیں، Dialysis Centres بنے ہیں۔ ہم لوگوں نے Kidney Transplant میں funds allocate کئے ہیں، یہ کس کے لئے ہے، ہم کون سے طبقے کو cater کر رہے ہیں؟ ہم lower class کو cater کر رہے ہیں۔ I don't think so ان برے حالات میں We could do better than this and I am sure Opposition also really acknowledges apart from that کیونکہ میں جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتی ہوں اور میرا فرض ہے کہ میں اپنے علاقے کے بارے میں بات کروں۔ پہلی دفعہ 52 بلین روپے کے projects دیئے گئے ہیں یہ بات کی گئی ہے کہ یہ غریب تک پہنچے تو I don't think so یہ صرف چیف منسٹر صاحب پر واجب ہے کہ وہ اس کو monitor کریں بلکہ یہاں بیٹھے ہوئے جنوبی پنجاب کے جتنے بھی میرے colleagues ہیں، یہ ہم سب کی مشترکہ effort ہونی چاہئے کہ یہ فنڈز ہم اپنے علاقوں تک پہنچا سکیں۔ وہاں پر سب سے ضروری اور سب سے بڑا مسئلہ پانی کا ہے۔ جس طرح ہمارے ایم پی اے شفیق صاحب نے بھی ذکر کیا۔ صرف irrigation کے لئے ہی نہیں بلکہ پینے کے پانی کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ میں چاہوں گی کہ گورنمنٹ کی ترجیحات میں پینے کے پانی کو بھی importance دی جائے۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کروں گی کہ آپ نے last hour میں مجھے ٹائم دیا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ، مہربانی۔ رانا محمد اقبال خان!

رانا محمد اقبال خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے عوامی بجٹ پیش

کیا۔ میاں صاحب نے عوام کے ساتھ، پنجاب کے ساتھ اور پنجاب کی 9 کروڑ عوام کے ساتھ محبت کا اظہار کیا۔ اس سے پہلے NFC Award کو انہوں نے پیش کر کے پاکستان کے 17 کروڑ عوام سے داد لی۔ میاں صاحب کا یہ vision ہے کہ انہوں نے پانچ ترجیحات دی ہیں جس میں سستا انصاف، امن عامہ، تعلیم، صحت اور کسانوں سے محبت اس کے علاوہ میاں صاحب نے ہماری تعلیم کا جو بجٹ تھا اس کے لئے زیادہ بجٹ رکھا۔

اس بجٹ میں انہوں نے امن وامان کے مد میں 43۔ارب سے بڑھا کر 49۔ارب روپے کر دیئے۔ اس میں ہمارے امن عامہ میں بہتری تو نہیں آئی لیکن انشاءاللہ ہم بہتری کی طرف چل پڑے ہیں اور اس کے علاوہ سستی روٹی کا مسئلہ ہے، سبسڈی ہے۔ سبسڈی کے حوالے سے 13۔ارب روپے گندم میں رکھا ہے اور اس کے علاوہ 5۔ارب سستی روٹی میں دیا ہے۔ سستی روٹی کے حوالے سے کون کہتا ہے کہ اس میں کوئی مسئلہ ہے یا کرپشن ہے؟ میرے شاہدرہ میں آ کر دیکھیں اور میں ایک ایک روٹی اور ایک ایک بیگ کا حساب دوں گا۔ کوئی بھی آ کر دیکھے انشاءاللہ اس میں کوئی کرپشن نہیں ہے، عوام اور غریب آدمیوں کو سہولت مل رہی ہے۔ شاہدرہ کی عوام کی طرف سے میں مطالبہ کرتا ہوں کہ شاہدرہ کو صوبہ قرار دیا جائے۔(قطع کلامیاں)

کیونکہ یہ صوبہ بننے کے مستحق ہے اور اگر دوسرے علاقوں کے عوام مطالبہ کریں گے کہ ہر جگہ صوبہ بنے تو شاہدرہ کو بھی صوبہ بنانا چاہئے۔ اس کے علاوہ بے گھر لوگوں کے لئے جو میاں صاحب نے گھر بنانے کا وعدہ کیا ہے یہ میاں صاحب کا عوام سے محبت کا ثبوت ہے۔ اس کے علاوہ پانچ مرلہ پلاٹ دیہی علاقوں میں دینے کا جو وعدہ کیا یہ بھی عوام دوستی کا ثبوت ہے۔ اس کے علاوہ تعلیم کے میدان میں میاں صاحب نے جو پوزیشن ہولڈرز کے لئے انعامات رکھے ہیں یہ بھی بڑا احسن اقدام ہے اور اس کے علاوہ تعلیمی مسائل حل کر رہے ہیں۔ فری کتابیں دے رہے ہیں اور بچوں کے لئے سپورٹس کے حوالے سے بھی فنڈز دیئے ہیں۔ سکولوں میں آئی ٹی لیب بھی مہیا کی گئی ہیں، نوجوانوں کے لئے فنڈز رکھے ہیں اور قبضہ مافیا سے زمین چھڑا کے 4۔ارب روپے حاصل کئے تھے اب انشاءاللہ 12۔ارب روپے حاصل کریں گے اور انشاءاللہ یہ شفاف طریقے سے مسئلہ حل ہو گا۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے چیف منسٹر سیکرٹریٹ

کا 25 فیصد بجٹ کم کیا ہے اور ہمارے وزراء کرام کی تنخواہوں میں بھی 25 فیصد کمی کا اعلان کیا ہے۔ یہ بھی انشاءاللہ عوام کے لئے سہولت ہو گی۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ کا سب سے بڑا مطالبہ ایک ہی ہے کہ آپ کے شاہدرہ کو صوبہ بنایا جائے۔ جی، مہر اشتیاق احمد صاحب!

مہر اشتیاق احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف اور ان کی تمام ٹیم کو ان مشکل حالات کے اندر اتنا متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یقیناً یہاں پر سستی روٹی سے لے کر تعلیم، صحت اور تقریباً کالجوں میں سیٹیں بڑھانے کا تذکرہ بھی ہو چکا ہے۔ میں ایک دو باتوں کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گا جو آج کل burning issues ہیں۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم issues پر بات نہیں کرتے اور پاکستان کی ترقی نہ کرنے کی شاید ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم مسئلہ کو politicized کر دیتے ہیں، اس میں ایک مسئلہ کالا باغ ڈیم کا تھا۔

جناب سپیکر! میں آپ سے share کرنا چاہوں گا کہ پچھلے دنوں مجھے نیشنل ڈیفنس یونیورسٹی جانے کا موقع ملا۔ وہاں پر سینیٹر عدیل بھی موجود تھے اور وکلاء بھی آئے ہوئے تھے تو جب بھی کالا باغ ڈیم کی بات کی تو ایسے لگا جیسے پھٹ پڑتے ہیں کہ تین صوبوں نے قرارداد پیش کر دی تو لہذا اس پر بات ہی نہ کریں تو میں کہتا تھا کہ میں نے کب کہا کہ آپ بنا دیں۔ آپ بات تو سن لیں اور میں نے کہا کیونکہ ہم Federating Unit ہیں ہمیں ایک جگہ نہیں کئی جگہوں پر مسائل پیش آئیں گے لیکن اگر کسی ایک صوبہ کو کوئی نقصان پہنچتا ہے تو ہم اسے دوسری جگہ سے compensate کر دیتے ہیں۔ میں نے کہا کہ فرض کیا کہ اگر ایک صوبہ کو کوئی نقصان ہوتا ہے تو آپ بتائیں کہ آپ کی زمین ضائع ہو رہی ہے تو آپ سمجھ لیں کہ ہمیں زمینیں ٹھیکہ پر دے دی ہیں اور ہم ان کو compensate کر دیں گے۔ اسی طرح کسی دوسرے صوبے کو بھی کوئی نقصان پہنچا ہے تو وہ بھی پورا کیا جائے گا لیکن آپ ہمیں بتائیں کہ اس کے بدلے ہمیں کیا ملے گا اور ہماری زمینیں آباد ہوں گی تو وہ بات سننے کو تیار نہیں تھے۔ میں نے انہیں آخر میں یہ کہا کیونکہ وہاں پر تمام صوبوں کے لوگ تھے کہ جب پاکستان کی بات کرتے ہیں تو ٹھیک ہے آپ یہ ڈیم نہ بنائیں، ہم آپ کو compensate کرنا چاہتے ہیں۔ ہم یہ سمجھیں گے کہ پانی ہمیں قیمتاً مل گیا، ہم یہ سمجھیں گے کہ بجلی ہمیں قیمتاً مل گئی۔ چلیں ہم کچھ ادا کر کے لے لیں لیکن جب وہ کسی

بات پر نہیں آئے تو میں نے ان سے جو آخری سوال پوچھا تو وہ یہ تھا کہ میں نے کہا یہ نقصان کس کا ہے، جو سندھ کا پانی سمندر کے اندر جا رہا ہے یہ پاکستان کا نقصان نہیں ہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

تو گزارش یہ ہے کہ یہ معاملہ politicized ہو جاتا ہے اور یہ ہماری بدنصیبی ہے کہ آج بھی یہ politicized ہوا ہے۔ آج صوبوں کی بات ہوئی اور میرے بھائی نے بجا بات کی ہے کہ شاہدرہ کو بھی صوبہ بنایا جائے۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ دراصل معاملہ ہے کیا، کیا محرومیاں ہیں؟ کون سا ایک آدمی جس نے اس House میں کہا ہو کہ جنوبی پنجاب کی محرومیوں کا ازالہ نہیں ہونا چاہئے، کوئی ایک ساتھی کہہ دے جس نے بات کی ہو لیکن یہاں پر بڑے دھڑلے سے کہا جاتا ہے کہ "تخت لاہور" میرا لاہور سے تعلق ہے، میں یہاں پر رہتا ہوں اور میں یہاں کا elected ممبر ہوں۔ بات یہ ہے کہ جب یہ اہل لاہور کی بات کرتے ہیں تو ہم لوگ hurt ہوتے ہیں کہ شاید ہم نے ان کا کچھ سلب کر لیا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ لاہور تو پاکستان اور پنجاب کا دل ہے جہاں سے ہر وین گزرتی ہے اور ہم ہر ایک کو welcome کرتے ہیں۔ وہ ہمارے پاس آتے ہیں کیا یہاں پر کسی جگہ پر کوئی پابندی ہے یا کسی پر کوئی قدغن ہے کہ یہاں پر کوئی آ نہیں سکتا یا کہیں داخلہ نہیں لے سکتا یا کسی ہسپتال میں نہیں جا سکتا لیکن اہل لاہور والے بہت سے مسائل face کر رہے ہیں۔ مسائل یہ ہیں کہ یہاں ایک کلمہ چوک ہے جس میں ایک چوک کے اندر ڈیڑھ کروڑ روپے روزانہ کا پٹرول جل جاتا ہے۔ اس کے علاوہ یہاں پر سستی روٹی کا بہت چرچا اور بہت شور مچا ہے اور میں کہتا ہوں کہ آپ اندازہ کریں اور ڈیڑھ کروڑ روپے کو 365 سے ضرب دے دیجئے تو ساڑھے پانچ ارب روپے بنتے ہیں وہ کس کی جیب سے جاتے ہیں؟ وہ اہل لاہور کی جیب سے جاتے ہیں۔ یہ ہمیں ایک چوک میں اتنا سارا پہلا نقصان ہوتا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ وہ ساڑھے پانچ ارب میری جیب سے پہلے جاتا ہے اور جب وہاں pollution ہوتی ہے تو وہاں پر پہلے میرے حلقہ کے بچوں پر affect ہوتا ہے، اس کا پہلے میرے دوستوں پر affect ہوتا ہے اور تیسرا نقصان پاکستان کا ہوتا ہے جب ہم باہر سے زرمبادلہ کے بدلے پٹرول منگواتے ہیں جو کہ ایک چوک پر ضائع ہو رہا ہے۔ ہمیں ایسے ہی پل بنانے کا شوق نہیں ہے۔ گزارش ہے کہ آپ یہ مہربانی کریں ہر بندہ اپنی بات کرے۔ ہم ان کے ساتھ ہیں، ان کی محرومیاں ہیں، ہم ان کے ساتھ ہیں اور کہتے ہیں کہ بے شک لاہور کے بجٹ کو

cease کر دیں، ان کو سب کچھ دے دیں، ہم ان کے ساتھ ہیں لیکن جب کوئی لاہور کو یہ کہے کہ تخت لاہور والے یہاں پر عیاشیاں کر رہے ہیں، پچھلی حکومت نے Ring Road کا پروگرام شروع کیا تھا۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنے اپنے issues پر بات کرتے رہیں آج اس مسئلہ کو politicized نہیں ہونا چاہئے۔ میں سوچتا رہا کہ یہ کیا چاہتے ہیں، ہمارے دوست چاہتے ہیں کہ جنوبی پنجاب صوبہ بن جائے۔ کیا ہو گا یہی ممبر رہیں گے، ہم کہتے ہیں کہ یہاں پر جو سیکرٹری صاحبان ہیں وہ ہمارے کام نہیں کرتے، بیوروکریسی ہمارے کام نہیں کرتی۔ یہ چاہتے ہیں کہ وہاں پر دس، پندرہ سیکرٹری چلے جائیں۔ ایک گورنر چلا جائے، کوئی وزیر اعلیٰ بن جائے گا۔ گزارش یہ ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ issues پر بات کریں، اگر آپ کو ایک ایسا گورنر چاہئے، اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم میں سے ایک وزیر اعلیٰ بن جائے تو خدا کے واسطے یہ نیا پنڈورہ باکس مت کھولئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر بھی بیوروکریسی ہے، ایک military bureaucracy بھی ہے، آج میں یہ وثوق سے کہتا ہوں کہ ہمیں اس طرف لگا دیا گیا کہ ایک صوبہ میں زبان کی بنیاد پر اور صوبے بنا دیں۔ اسی لئے اگر آج ہمارا کوئی مسئلہ ہے تو وہ implementation کا ہے؟ میں اپنے وزیر اعلیٰ سے گزارش کروں گا کہ آیئے بلا تفریق ہو کر، ہم bureaucracy پر تو تنقید کرتے ہیں میں اپنے بھائیوں سے کہتا ہوں کہ 371 ممبران ہیں کیا ہم ان پر اعتماد کر کے یا ان کے ذریعے implementation نہیں کروا سکتے؟ یہاں پر یہ بات ہوئی کہ جو اتنے پیسے دے دیئے گئے تو کیا یہ لگیں گے بھی، تو ہم لوگ کس مرض کی دوا ہیں؟ آیئے ہم مل کر اس صوبہ کے لئے، اس ملک کے لئے اپنی آنے والی نسلوں کے لئے ایک دوسرے سے مل کر بلا تفریق ہو کر چاہے وہ اپوزیشن ہو، آئیں ان کو ساتھ ملا کر اس ملک میں implementation کریں۔ میں اپنے وزیر اعلیٰ سے یہ گزارش کرتا ہوں اور اپنے دوستوں کو یہ مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ آیئے ان بڑے شہروں کے اندر implementation کریں۔ یہ نہیں ہے کہ سڑکیں تو اتنی اتنی بڑی ہیں جہاں مرضی کوئی گاڑی کھڑی کر دے ہم service roads تو بناتے ہیں مگر وہ صرف parking کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر: ایک منٹ اشتیاق صاحب! جی، ہم نے پانچ بجے کا ٹائم دیا تھا پہلے تو 8:00 بجے کی بات ہوئی تھی لیکن اس کے بعد جب ڈپٹی سپیکر صاحب Chair کر رہے تھے تو انہوں نے 5:00 بجے wind up کرنا تھا۔ میں اس کا ٹائم تھوڑا سا بڑھانا چاہتا ہوں۔ کیا آپ آج wind up کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!وزیر خزانہ اس بحث کو جو کہ بہت usefulاور بڑیfacts and figuresکے ساتھ ہے اس میں سارے دوستوںtreasury benchesاور اپوزیشن نے بھی بہت دلچسپی لی یقیناً اس کوwind upکرنا چاہیں گے لیکن ہمارے درمیان ایک تجویز زیر غور ہے کہ اس وقت دوستوں کی تعداد بھی کم ہے اور خاص طور پر اپوزیشن کے دوست جنہوں نے کچھpoints اٹھائے ہیں ان سے بھی بھرپور انداز میں بات کرنے کے لئے وزیر خزانہ کل جب اجلاس شروع ہو تو اس سے پندرہ بیس منٹ پہلےwind upکر دیں تو میرے خیال میں یہ زیادہ بہتر ہو گا۔ ہمارے بھائی لغاری صاحب بیٹھے ہیں اگر وہ اس تجویز سے اتفاق کریں اور ہمارے جو دو چار اور دوست بیٹھے ہیں ان کو بھی ٹائم دے دیں کہ وہ بھی بات کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: ٹھیک ہے۔ صبح انشاء اللہ زیادہ ممبر ہوں گے تبwind up speechکر لی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): کل صبح وزیر خزانہwind upکر لیں گے لیکن کل general discussionنہیں صرفwind upہو گا اور جتنے لوگ یہاں پر بیٹھے ہیں آپ ان سب کو ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، آدھا گھنٹہ وقت بڑھا دیا جائے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر!میں گزارش کر رہا تھا کہ ہم نےimplementationکی طرف جانا ہے۔ میں جب رات کو سڑکوں پر سے گزرتا ہوں تو بہت بڑی بڑی لگتی ہیں لیکن بدنصیبی ہے کہ جب ہم صبح کو گزرتے ہیں تو وہ اتنی سکڑی ہوئی ہوتی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس پرimplementationکر لیں۔ میں ایک تجویزfloatکرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہمارے پاس پارکنگ کی جگہ نہیں ہے تو ہمارے پاس بڑی بڑی سڑکیں ہیں pedestrian underpassesبنا دیں، کیا حرج ہے کہ وہاں پر پُل بنا دیئے جائیں؟ ساری دنیا کے اندر یہ ہے کہ کوئی سڑک crossنہیں کرتا۔ اگر کوئی بس سٹاپ پر ہے تو وہ نیچے سے یا اوپر سے جو راستے بنے ہوئے ہیں انہی کے ذریعے جاتے ہیں، چاہے وہ پُل بنائیں یا کچھ بھی کریں۔ میں کہتا ہوں کہ ہم ان پر اپنی سڑکوں کے آگے جوcongested areasہیں میں بڑے شہروں کی بات کر رہا ہوں وہاں پر اگر

لوگوں کو کہہ دیں تو یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ اگر ہم لوگوں کو کہیں کہ آپ کو بیس سال چھوٹ دی جاتی ہے آپ بے شک وہاں سے پیسے کمائیں لیکن آپ یہاں پر parking plaza بنا لیں ۔ یہ ہیں معاملات، جب بندہ مر جاتا ہے، بڑی اچھی بات ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے ہمارے بھائی جو ہیں ان کو تیس تیس لاکھ روپے دیئے تھے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ کل میرے قائد میاں محمد نواز شریف فرما رہے تھے کہ مرنے کے بعد اگر ہم نے کسی کو کچھ دیا تو کیا فائدہ؟ میں پچھلے دنوں Turkey گیا تو صرف استنبول کے اندر ساڑھے پانچ سو کیمرے لگے ہوئے ہیں۔ ہم مرنے پر تیس لاکھ تو دیتے ہیں تو ہم کیوں نہ اپنے بڑے چوکوں میں کیمرے لگوا دیں ہم اپنی priorities چھوڑ کر، جب تک امن و امان کا مسئلہ یہاں پر حل نہیں ہو گا یہ investment نہیں آئے گی، انڈسٹری کا پہیہ نہیں چلے گا، کسی کو روزگار نہیں ملے گا۔ پنجاب ترقی کرے گا اور نہ پاکستان ترقی کرے گا۔ ہم لوگ اسی طرح لڑتے رہیں گے، لوگ بھوک سے مریں گے اور یہ تمام مسائل رہیں گے، بہت شکریہ۔ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: اشتیاق صاحب! بہت شکریہ۔ جی، اب چودھری ندیم خادم صاحب!

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ پنجاب، میاں محمد شہباز شریف اور اپنے بھائی جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کو ایک متوازن اور ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ان حالات میں، میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کرنا ایک بہت ہی بڑا چیلنج ہے جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ ملک کے جو حالات ہیں، امن و امان کی صورتحال، دہشتگردوں کے چیلنجز اور بہت ساری چیزیں تو میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں جناب وزیر اعلیٰ، خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو کہ وہ اتنے مشکل حالات میں اتنے اچھے طریقے سے اپنے صوبے کے انتظامات چلا رہے ہیں تو وہ یقیناً داد کے مستحق ہیں۔ میں وہ دوست جنہوں نے یہاں پر اس House میں ہماری حکومت پر کچھ تنقید بھی کی ان کو کچھ باتیں ان کے ذہن کے مطابق اچھی نہ لگیں تو میرے بہت سارے دوست جو ہماری طرف سے تھے انہوں نے بہت اچھے طریقے سے ان کے جوابات دیئے۔ میں صرف ان کو ہمارے علاقے کے ایک صوفی شاعر حضرت میاں محمد بخش عارف کھڑی ہیں ان کا شعر پڑھ کر ان کو جواب دوں گا، زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گا کیونکہ مجھ سے پہلے بہت تفصیل کے ساتھ لوگ ان کو جواب دے چکے ہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ:

مالی دا کم پانی دینا بھر بھر مشکاں پاوے

مالک دا کم پھل پھُل لانا لاوے یا نہ لاوے

وہ اپنا کام کر رہے ہیں اور انشاءاللہ تعالیٰ اللہ کے فضل و کرم سے میں دعویٰ کے ساتھ یہ بات آپ کے توسط سے اس ایوان میں کہتا ہوں کہ آج ملک کے اندر جو حالات ہیں یا کسی کو کوئی گڑبڑ نظر آتی ہے، امن عامہ کی صورتحال ہے یا اور کوئی مسئلہ ہے انشاءاللہ تعالیٰ ہم میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں ان حالات کا مقابلہ کریں گے اور امن عامہ کو اس دہشتگردی کے چیلنج کو قبول کر کے بالکل ختم کریں گے اور امن عامہ کی صورتحال بہتر رہے گی۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ یہ جو مہنگائی کا جن ہے انشاءاللہ یہ بھی بوتل میں بند ہو گا۔ یہ جو بے روزگاری کا سیلاب تھا یہ سابقہ حکومتوں کی پالیسیوں کا تسلسل تھا۔ انشاءاللہ تعالیٰ اس سیلاب کے سامنے بھی میاں صاحب کی قیادت میں بند باندھا جائے گا۔ جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ میاں صاحب اور ہماری حکومت نے ملک کے حالات کو دیکھتے ہوئے اور آج جو بھی مسائل ہیں یہ سب اور سب غربت کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں اور ہماری حکومت کا یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے اور میرا یہ فرض بنتا ہے کہ میں اس معزز ایوان میں اس کی بات کروں کہ انہوں نے دیکھا کہ ایک غریب آدمی کا گزارا نہیں ہو سکتا، محدود آمدنی میں تھوڑی تنخواہ، تھوڑی مزدوری میں ایک مزدور کا گزارا نہیں ہو سکتا اور اسی لئے ان کی تنخواہیں بڑھائی گئیں، مزدور کی مزدوری بڑھائی گئی کیونکہ اس سے پہلے یہ تھا کہ مزدور کو جو اس کی مزدوری دی جاتی تھی اس میں اس کی گزر اوقات نہیں ہوتی تھی اور اسی وجہ سے اس کے بچے تعلیم سے بھی محروم رہ جاتے تھے۔ اس کے بچے نہ صرف تعلیم سے محروم رہتے تھے بلکہ اس کے بچوں کو مزدوری کرنی پڑتی تھی اور غریب کے بچے کھیتوں میں کام کرتے تھے، لوگوں کے گھروں میں کام کرتے تھے، فیکٹریوں میں کام کرتے تھے اور وہ اپنی تعلیم سے محروم رہتے تھے کیونکہ یہ جو بچے ہیں یہ مستقبل کے معمار ہیں، یہ مستقبل کے رہنما ہیں اور میاں صاحب کی عظیم سوچ ہے۔

جناب سپیکر: ٹائم تھوڑا ہے۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

چوہدری ندیم خادم: جناب والا! ابھی تو میں نے کہا ہی کچھ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کب کہیں گے؟

چودھری ندیم خادم: جناب والا! آپ ہمارے بڑے بھائی ہیں، حکم کریں تو بیٹھ جاؤں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ نے جو بات کرنی ہے کر لیں۔ مہربانی فرما کر جلدی کر لیں۔

چودھری ندیم خادم: جناب والا! میرے پاس تو ابھی سات پیپر پڑے ہیں، کہتے ہیں تو میں رکھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ پھر مجھے لکھ کر دے دیں تو میں آگے بھیج دوں گا۔

چودھری ندیم خادم: جناب والا! آپ ہمارے بڑے بھائی ہیں، میں آپ سے الجھ نہیں سکتا۔ باتیں تو بہت تھیں لیکن میں نے ہر چیز side پر رکھ دی ہے اور اگر آپ حکم دیں گے تو میں بیٹھ جاؤں گا میں آپ کے حکم کا پابند ہوں۔ آپ میرے بڑے بھائی ہیں اور ہمارے سپیکر بھی ہیں۔

جناب سپیکر: ٹائم کی پابندی کریں۔

چودھری ندیم خادم: جناب والا! میں اپنی تقریر ختم کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ابھی آپ جاری رکھیں۔

چودھری ندیم خادم: جناب والا! جو ایک چیز میں بہت ضروری سمجھتا ہوں وہ میں ضرور کروں گا کہ باقی تو میرے بھائیوں نے، دوستوں نے بڑی تفصیل سے اس ایوان میں آپ کے توسط سے باتیں کی ہیں۔ اس حکومت کا ایک بہت ہی اچھا کام جب سے یہ حکومت آئی ہے کھیل کے میدان میں اس سے پہلے کسی حکومت نے اتنا کام نہیں کیا جو اس حکومت نے کیا ہے۔ اس کی ایک تفصیل بھی میرے پاس موجود ہے لیکن میں تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔ یہ تو باتیں کر رہے ہیں، میں پھر کیا بولوں؟ آپ House کو in order کر دیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: نہیں، آپ اپنی بات جاری رکھیں، میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔

چودھری ندیم خادم: نہیں۔ جناب! اب میں بات ہی نہیں کروں گا، یہ سارے باتیں کر رہے ہیں۔ مجھے اس طرح سے بولنا اچھا نہیں لگ رہا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔.No cross talk please

چوہدری ندیم خادم: جناب والا! کھیل کے لئے اس حکومت نے، وزیر اعلیٰ صاحب نے جو جو اقدامات کئے ہیں وہ بڑے ہی قابل تعریف ہیں۔ باقی میرے دوستوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ بات کی ہے، وقت کی کمی کی وجہ سے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور مزید باتیں نہیں کروں گا، صرف ایک شعر کے ساتھ اپنی تقریر کا اختتام کروں گا کہ:

چڑھدے سورج ڈھلدے ویکھے
بجھدے دیوے بلدے ویکھے
ہیرے دا کوئی مل نہ تارے
کھوٹے سکے چلدے ویکھے
اوہدی رحمت دے نال بندے
پانی اتے چلدے ویکھے

جنہاں دا نئیں جگ تے کوئی
او وی پتر پلدے ویکھے
لوکی کہندے دال نہیں گلدی
میں تے پتھر گلدے ویکھے

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اویس قاسم صاحب!۔۔۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ مختصر تقریر کریں کیونکہ میں نے ٹائم آدھا گھنٹہ بڑھایا ہوا ہے۔ ابھی ہمارے تین چار صاحبان اور بھی رہتے ہیں۔

جناب اویس قاسم خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ پنجاب، منسٹر فنانس اور ان کی ٹیم کو ٹیکس فری اور pro poor budget پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس حکومت نے میاں شہباز شریف صاحب کی سربراہی میں جو مثالی اقدامات کئے ہیں اور پچھلے سال جو مثالی اقدامات رہے ہیں ان کا ذکر نہ کرنا میں سمجھتا ہوں کہ ایک زیادتی ہوگی۔ اس میں جو سب سے زیادہ قابل تعریف چیز ہے وہ

42ہزار ایجوکیٹرز کی میرٹ پر بھرتی ہے اور یہ کوئی چھوٹی بات نہیں کہ پنجاب جیسے صوبہ میں جہاں اس سے پہلے میرٹ کی دھجیاں اڑائی گئی تھیں وہاں پر پورے پنجاب میں میرٹ پر ایجوکیٹرز کو بھرتی کیا گیا اور اس ایوان میں بیٹھے کسی معزز رکن نے سفارش کی اور نہ ہی سفارش مانی گئی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب معاشرے میں میرٹ ہوگا، انصاف ہوگا تو تب ہی وہ معاشرہ، وہ ملک اور وہ صوبہ ایک فلاحی صوبہ بن سکتا ہے۔

جناب سپیکر! جس طرح این ایف سی ایوارڈ میں ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے بڑے صوبہ کے وزیر اعلیٰ ہونے کے ناتے اس کو کامیاب کروایا یہ بھی ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہمارا صوبہ اور ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب اس کے لئے بھی خصوصی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ تعلیم ایک ایسا شعبہ ہے جو شعور دیتا ہے اور جب انسان کو شعور ہو تو انسان اس پوزیشن میں ہوتا ہے کہ وہ اپنے آدھے مسائل خود حل کر لیتا ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ دانش سکولوں کا قیام ایک بہت اہم حیثیت رکھتا ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ آنے والے سالوں میں اس کا دائرہ کار پنجاب کے دیگر ترقی پذیر جو اضلاع ہیں دانش سکولوں کا نیٹ ورک وہاں تک جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب اگلے مالی سال میں نارووال جیسے پسماندہ ضلع میں بھی اس سکول کا منصوبہ شامل کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کی تعلیم کے شعبہ سے جو commitment ہے اس میں پچھلے دو سال سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ پوزیشن ہولڈرز طالب علموں کو جس طرح عزت دی جا رہی ہے اور ان کا حوصلہ بڑھایا جا رہا ہے اس سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب تعلیم کے شعبہ کے ساتھ کس حد تک sincere ہیں۔ انہوں نے پورے پنجاب میں تحصیل کی سطح تک مضمون نویسی اور تقاریر کے مقابلے کروائے اور خود ان میں شرکت کرکے ان طالب علموں کا حوصلہ بڑھایا۔ 2010-11 کے بجٹ میں 800 پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ دے دیا گیا ہے اور 200 مڈل ایلیمنٹری سکولز کو ہائی سکول کا درجہ دینے کا اعلان کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی تعلیم کے شعبہ میں انتہائی figures ہیں۔ جس طرح ہماری حکومت نے ہائی سکولوں میں آئی ٹی لیبز کا قیام کیا اور اس بجٹ میں ایلیمنٹری سکولوں میں بھی اس مد میں پیسے رکھے گئے ہیں، یہ بھی تعلیم کے شعبہ میں ایک انقلابی قدم ہے۔

جناب والا! ہیلتھ کے سیکٹر میں ہماری حکومت جو ہسپتالوں میں مفت ادویات کا پروگرام چلا رہی ہے اور 6- ارب روپے اس سال بھی اس مد میں رکھے گئے ہیں یہ بھی ایک قابل ستائش اقدام ہے۔ اسی طرح DHQ Hospitals میں Air-conditions اور Generators وغیرہ کے لئے بھی پیسے رکھے گئے ہیں اس سے بھی صحت کے شعبہ میں ایک بہتری آئی ہے۔ میری اس سلسلے میں ایک تجویز ہے، وزیر قانون صاحب، وزیر خزانہ صاحب اس وقت تشریف فرما ہیں کہ BHU میں جو ادویات مریضوں کے لئے محکمہ پہنچاتا ہے میرے بھی یہ علم میں نہیں ہے کہ ضلع کی طرف سے کون کون سی ادویات BHU میں آتی ہیں اور اس کو اس متعلقہ یونین کونسل میں کوئی ایسا نظام وضع کیا جائے کہ اس متعلقہ یونین کونسل میں تشہیر کی جائے اور وہاں ارد گرد کے لوگوں کو یہ علم ہو کہ ہمیں اس ہسپتال میں فلاں فلاں ادویات حکومت کی طرف سے مفت مل سکتی ہیں۔ جب تک یہ علم نہیں ہو گا کہ کون کون سی ادویات مفت مل سکتی ہیں تو اس میں شاید اس درجہ کی شفافیت نہ ہو سکے جو ہونی چاہئے۔

ہسپتالوں میں جو مفت Dialysis کا اجراء کیا گیا ہے یہ ایک انتہائی مہنگا علاج تھا جسے ضرورت مند مریضوں کے لئے ضلعی ہیڈ کوارٹرز کی حد تک پہنچایا گیا ہے اور اس سال سے جو 22 موبائل ہسپتال کام کرنا شروع کریں گے یہ ہیلتھ کے شعبہ کے ساتھ ہماری حکومت اور وزیر اعلیٰ صاحب کی ایک commitment ہے۔

جناب سپیکر: پلیز! اب آپ wind up کریں۔

جناب اویس قاسم خان: جناب سپیکر! آپ سارے جانتے ہیں کہ پبلک ہیلتھ سیکٹر میں واٹر سپلائی کی بڑی بڑی سکیموں کا اجراء کیا گیا اور ان پر کروڑوں روپے کے اخراجات آئے لیکن وہ سکیمیں بند پڑی ہیں کیونکہ ان کا بل سارے گاؤں اور ساری کمیونٹی نے اکٹھا کر کے دینا ہوتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ دیہی علاقوں میں یہ پیچیدہ معاملہ ہے اور کوئی بھی بندہ اتنی آسانی سے اکٹھا نہیں کر سکتا اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ Water Purification Plant جو چھ سے آٹھ، نو لاکھ روپے کی لاگت سے کام کرنا شروع کر دیتا ہے اور اس کا بل بھی بہت کم ہوتا ہے اسے گاؤں کے کسی صاحب حیثیت فرد کے پاس یا مسجد میں بھی نصب کیا جا سکتا ہے۔ ذرا اس چیز کو consider کیا جائے اور ان دیہاتوں میں جہاں پانی کی زیر زمین سطح بلند ہے وہاں اس چیز کو ضرور شامل کیا جائے۔ میں وقت کی کمی کی وجہ سے اپنی تقریر کو مختصر کرتا ہوں

اور آخر میں وزیر خزانہ، ان کی ٹیم، سیکرٹری فنانس، ایڈیشنل سیکرٹری بجٹ فرید تارڑ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس بجٹ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کے vision کی مکمل عکاسی کی ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جی، نعیم صفدر انصاری!

حاجی محمد نعیم صفدر انصاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے انتہائی قیمتی وقت میں مجھے ٹائم دیا۔میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے اتنا اچھا، متوازی اور عوام دوست بجٹ پیش کیا۔ویسے تو اس بجٹ کی بہت ساری خصوصیات ہیں میں ان میں کچھ اہم points آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ سب سے اہم ہمارا تعلیم کا شعبہ ہے اس پر خصوصی توجہ دی گئی ہے ۔ سکولوں کی upgradation اور I.T Labs کے لئے پچھلے بجٹ میں بھی فنڈز رکھے گئے تھے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی بجٹ تقریر میں کہا تھا کہ ہم کچھ مہینوں میں ان کا قیام کر دیں گے، ان پر بالکل عملدر آمد ہوا اور الحمدللہ آج I.T Labs سے بچے مستفید ہو رہے ہیں۔اب اگلے بجٹ میں science Labs کا بھی پروگرام ہے اور I.T Labs کو بھی فعال کیا جائے گا۔اسی طرح دانش سکول سسٹم کے بارے میں عرض کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنے لئے کیا مانگنا چاہتے ہیں، وہ بات کریں۔

حاجی محمد نعیم صفدر انصاری: جناب سپیکر! ہماری بات کا تو آپ کو پتا ہی ہے۔میں آپ کی بات کی تائید کروں گا، میاں صاحب نے ہمارے ضلع قصور کے حوالے سے بہت مہربانی کی اور انہوں نے ہمیں خصوصی package دیا اس میں سے کافی کام ہوئے ہیں اور ابھی کافی کام ہونے والے بھی ہیں تو میں آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش کروں گا کہ ہمارے جو باقی فنڈز ہیں وہ بھی allocate کریں تاکہ ہم اپنے ضلع کے کام مکمل طور پر پایۂ تکمیل تک پہنچا سکیں۔جس طرح دانش سکول کی بات ہے امید ہے کہ قصور میں بھی اس کا قیام ہو گا۔میرے خیال میں site وغیرہ دیکھ لی گئی ہے اگر اس میں کوئی مسئلہ ہوا تو ہمیں آپ کی مدد بھی چاہئے ہو گی۔

جناب سپیکر! چونکہ آپ کا اور میرا تعلق ایک ہی ضلع سے ہے اس لئے آپ کو بھی DHQ قصور کے حالات معلوم ہیں۔ جیسے مفت ادویات کا اعلان کیا گیا پچھلی دفعہ اس پر عملدر آمد ہوا اور انشاءاللہ اب بھی ہو گا لیکن میں DHQ کے حوالے سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں وہاں human resources کی بہت کمی ہے لہذا میری میاں صاحب اور دیگر احباب سے بھی گزارش ہے کہ اس پر خصوصی توجہ دیں، وہاں ڈاکٹروں اور جو بھی human resources کی کمی ہے اسے پورا کریں۔

جناب سپیکر! میں business point of view سے بات کروں گا کہ چونکہ میرا تعلق قصور سٹی سے ہے۔ یہاں زراعت کے حوالے سے بہت بات ہوئی ہے ہم اسے بالکل appreciate کرتے ہیں لیکن میں محسوس کر رہا ہوں کہ انڈسٹری کے حوالے سے تھوڑا سا neglect کیا گیا ہے۔ دراصل انڈسٹری کا subject وفاقی حکومت سے concerned ہے چونکہ پنجاب حکومت صرف facilitate کر سکتی ہے تو میں استدعا کروں گا کہ انڈسٹری کو facilitate کیا جائے۔ لیبر ڈیپارٹمنٹ، ایکسائز ڈیپارٹمنٹ اور باقیوں میں بھی ہمیں اس بارے میں خصوصی طور پر facilitate کیا جائے چونکہ انڈسٹری کے حالات آپ کے سامنے ہیں کہ ملک بجلی کی وجہ سے جس دہانے پر کھڑا ہے اور بھی بہت سارے مسائل ہیں لہذا اس پر خصوصی توجہ دی جائے۔

جناب سپیکر! دوسری بات اسی concern پر کہہ لیں وہ حکومت پنجاب سے متعلق تو نہیں ہے لیکن ہمارے لئے بڑا serious issue ہے وہ سوئی گیس کا معاملہ ہے۔ میں ذاتی طور پر وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ صاحب سے استدعا کروں گا کہ آپ وزیراعظم صاحب یا جو بھی متعلقہ حکام ہیں ان سے بات کریں کہ ایم این اے کے ساتھ ساتھ ایم پی اے کو بھی کچھ کوٹا دیا جائے تاکہ ہمیں اپنے علاقے میں ڈویلپمنٹ کے لئے تھوڑی سی مدد ہو سکے۔ بعض جگہوں پر دیکھنے میں آیا ہے کہ ایم این اے اور ایم پی اے کے آپس میں اختلاف کی وجہ سے لوگوں کو suffer کرنا پڑتا ہے۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ ہمیں وہاں پر full fledged accommodate کریں لیکن کم از کم اتنا کوٹا ضرور دیا جائے تاکہ ہم اپنے حلقہ کے لوگوں کے مسائل حل کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک بار پھر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور تنویر اشرف کائرہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں اپنی صوبائی کابینہ کو appreciate کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے اپنے اخراجات میں 25 فیصد decrease کیا اس پر میں ان کا بھی انتہائی مشکور ہوں۔مہربانی۔

جناب سپیکر: یہ اس کا کچھ حصہ آپ کو دیں گے؟ جی، احسن رضا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم (جناب احسن رضا خان): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔شکریہ۔ جناب سپیکر! سارے دوستوں نے بڑی اچھی اچھی تجاویز دیں میں یہاں پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو خراج تحسین پیش نہیں کروں گا بلکہ حقیقت بیانی پیش کروں گا کہ جب ہم منتخب ہو کر فیلڈ میں آئے تو عجیب سا منظر تھا۔SDOs کی لائنیں لگی ہوتی تھیں، ایکسیئن آرہے ہیں، تحصیلدار آرہے ہیں---

جناب سپیکر: آدھ گھنٹہ ٹائم بڑھایا جاتا ہے۔جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم (جناب احسن رضا خان): یہ دو لاکھ ریٹ ہے، یہ لاکھ لے لیں۔یقین کریں ہم new comer تھے، ہم نے دیکھا کہ یہ کیا معاملہ ہے تو پتا چلا کہ سابق حکومت میں تحصیلداروں اور پٹواریوں کو لگوانے کے ریٹ fix تھے۔پھر اس کے بعد نوکریوں کا دور آیا تو پھر لائنیں لگنے لگیں کہ کانسٹیبل کا لاکھ لے لیں، ایجوکیٹروں کے پچاس پچاس ہزار لے لیں تو پوچھنے سے پتا چلا اور انہوں نے کہا کہ یہ سابقہ ریٹ تھے۔میں یہ حقیقت پیش کرنا چاہوں گا کہ آج یہ اس وزیر اعلیٰ کے بارے میں بات کرتے ہیں جس نے پنجاب سے ایک گندے رواج کو ختم کیا، جس نے کرپشن کے بازار کو ختم کیا اور جس نے کانسٹیبل سے لے کر ایجوکیٹر تک تمام نوکریاں merit پر دیں۔ حتیٰ کہ ان کے اپنے MPAs بھی ناراض ہوئے لیکن وزیر اعلیٰ نے پروا نہیں کی۔وہ واحد شخص ہے کہ جس نے اس سسٹم، اس صوبہ اور ملک پاکستان کو ٹھیک کرنے کی ٹھان لی ہے۔میں اسے قلندر کہوں گا کیونکہ اسے کوئی ذاتی مفاد نہیں ہے۔اس کو پیسے کمانے اور حکمرانی کرنے کی بھی فکر نہیں ہے، اسے فکر ہے تو مزدوروں اور غریبوں کے بچوں کی ہے۔انہیں آج تعلیم اور صحت کی فکر ہے کہ پنجاب میں بسنے والے مزدوروں کے بچے پڑھے لکھے ہوں، پنجاب میں بسنے والے جو مزدور بیمار ہوتے ہیں انہیں صحیح اور مفت ادویات

میسر ہو سکیں۔ آپ یقین کریں، اگلے دن میں جنرل ہسپتال گیا۔ میرے ڈرائیور کے بہنوئی کو ہیپاٹائٹس کا مرض لاحق ہوا، میں اسے پوچھنے کے لئے وارڈ میں گیا۔ وہاں پر A.C لگا ہوا ہے اور وہ مریض کہہ رہا تھا کہ ہمیں ان Air-conditions میں کون بٹھاتا تھا یہ تو ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کی وجہ سے ہوا ہے۔ آج وہ بیمار دعائیں دے رہے ہیں۔ آج THQ کی سطح تک مفت Dialysis ہو رہے ہیں۔ آج ایمرجنسی میں مفت ادویات مہیا کی جارہی ہیں۔ اگر یہ آج ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف انگلی اٹھا کر کہہ دیں کہ یہ شخص جو آج پنجاب کی فکر لے کر اٹھا ہے اس کی نیت خراب ہے تو میں استعفیٰ دے دوں گا۔ آج ہم سب کو ان کے لئے دعا کرنی چاہئے بلکہ آپ بزرگ ہیں آپ کو زیادہ دعا کرنی چاہئے کیونکہ آج اس ملک پاکستان کو پیسوں کی ضرورت نہیں ہے۔ آج پنجاب کو شہباز شریف جیسے لیڈروں کی ضرورت ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ شہباز شریفوں میں اضافہ کرے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں اپنے حلقہ کے بارے میں چند گزارشات کروں گا۔ وزیر خزانہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ میرا حلقہ پی پی۔180، قصور بہت backward ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے قصور کے لئے ڈگری کالج منظور کیا تھا۔

جناب سپیکر: آپ اپنے حلقہ کے ساتھ قصور کے باقی حلقوں کو بھی شامل کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم (جناب احسن رضا خان): چلیں، اس میں سپیکر صاحب کے حلقہ کو بھی شامل کر لیں تو ہمارے قصور کے لئے گرلز کالج کی سکیم وزیر اعلیٰ صاحب نے منظوری کی تھی میں نے check کیا ہے وہ سکیم اس موجودہ بجٹ میں شامل نہیں کی گئی لہذا مہربانی کر کے اس سکیم کو موجودہ بجٹ میں شامل کر لیا جائے اور اس کے لئے funds مختص کئے جائیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب قصور کے لئے ہم پر بہت زیادہ شفقت کر رہے ہیں۔ وزیر خزانہ صاحب بھی نظر کرم کریں کیونکہ سپیکر صاحب نے تو کہنا نہیں ہے۔ ہم ان کی طرف سے request کریں گے۔ میں ایک بار پھر اپنے وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کروں گا کہ انہوں نے یہ ایک بہت ہی زبردست بجٹ پیش کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کی نیت پر کسی کو شک نہیں ہونا چاہئے۔ بہت مہربانی، شکریہ

جناب سپیکر: سردار محمد حسین صاحب!

سردار محمد حسین ڈوگر: اعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے بجٹ11-2010 پر مجھے تقریر کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔سب سے پہلے میں بجٹ 11-2010 جو کہ موجودہ پنجاب حکومت کا تیسرا سالانہ بجٹ ہے پیش کرنے پر وزیراعلیٰ پنجاب، میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ پنجاب، جناب تنویر اشرف کائرہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ سیکرٹری خزانہ، چیئرمین پی اینڈ ڈی اور باقی جتنے بھی محکمہ جات نے بجٹ کی تیاری میں حصہ لیا ہے سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! موجودہ بجٹ جو اس ایوان میں پیش ہو چکا ہے یہ مالی نظم وضبط کا منہ بولتا ثبوت ہے۔اس بجٹ میں تفصیل سے لکھا گیا ہے کہ پنجاب کے اندر GDP 1.2 سے بڑھ کر 4.25 کی شرح تک پہنچ چکا ہے۔یہ صوبہ پنجاب کے عوام کے لئے بہت بڑی خوشخبری ہے۔اس طرح موجودہ حکومت، خصوصی طور پر صدر پاکستان، وزیراعظم پاکستان اور وزیراعلیٰ پنجاب کی خصوصی کاوشوں سے پہلی دفعہ متفقہ طور پر این۔ایف۔سی ایوارڈ منظور ہوا ہے۔یہ بھی پاکستان کے عوام کے لئے ایک خوشخبری ہے۔اس کے ساتھ موجودہ حکومت جو کہ ایک طویل سیاسی جدوجہد، لمبی قربانیوں کے بعد معرض وجود میں آئی اور مشکل حالات میں چل رہی ہے۔میری قائد محترمہ بے نظیر بھٹو کا vision یہ تھا کہ پاکستان کے اندر اب مفاہمت کی سیاست ہو گی۔ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی سیاست نہیں ہو گی۔جس کے پیش نظر انہوں نے دوبڑی سیاسی جماعتوں کو دعوت دی کہ آؤ ہم مل کر پاکستان کے لئے اور پاکستان کے عوام کے لئے سوچیں تو میثاق جمہوریت عمل میں آیا۔اس میثاق جمہوریت کے تحت سیاسی جدوجہد کرتے ہوئے، آمریت کے خاتمہ کے لئے، آمریت کی باقیات کے ساتھ لڑتے ہوئے محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ اپنی جان کا نذرانہ دے گئیں، اس قوم اور ملک کے لئے وہ اپنا خون دے گئیں۔انہوں نے جمہوریت کی بحالی کے لئے اس قوم کو ایک منزل کی طرف ڈال دیا۔آج محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی اسی قربانی کی وجہ سے موجودہ حکومتیں قائم ودائم ہیں اور پاکستان کی تاریخ میں آمریت نے چوتھی مرتبہ جمہوری قوتوں کے آگے گھٹنے ٹیکے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ اس وقت پاکستان کے حالات کیا ہیں، ہم بہت کچھ مانگتے ہیں، پاکستان کے عوام کو بہت کچھ چاہئے لیکن آپ بیرونی سازشوں کا شکار ہیں۔آپ سے دنیا بھی بہت

سے تقاضے کر رہی ہے۔ آپ بیرونی طاقتوں کی خواہشات کو بھی پورا کرتے ہیں۔ آپ پاکستان کے عوام کی خواہشات کو بھی پورا کرتے ہیں۔ پاکستان کے اندر آپ کی ساری انتظامی مشینری دہشتگردوں کے خلاف نبرد آزما ہے۔ اگر اعداد و شمار کو دیکھیں تو پولیس کے جوانوں اور افسران نے دہشتگردوں کے ساتھ لڑتے ہوئے جس بڑی تعداد میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے ہیں، شہادتیں پیش کی ہیں اس کی مثال

دنیا کے کسی ملک میں نہیں ملتی۔ آج ہمیں ایک طرف عوام کے جان و مال کے تحفظ کا انتظام کرنا ہے تو دوسری طرف انتظامی مشینری اورforces کو اپنی جانوں کے تحفظ کا بھی اہتمام کرنا پڑ رہا ہے۔ ہمیں اپنے انتظامی اداروں کی دیواریں اونچی کرنی پڑ رہی ہیں۔ ان کے آہنی گیٹ لگانے پڑ رہے ہیں تو ایسے ملک اور ایسے صوبہ میں، ایسے حالات کے باوجود بھی عوام کو ترقی کی نوید سنانا ایک بہت بڑی achievementہے۔

جناب سپیکر! جب یہ حکومت بنی تھی تو آٹا نہیں مل رہا تھا، چینی نہیں مل رہی تھی، کھادیں نہیں مل رہی تھیں، روزگار نہیں مل رہا تھا۔ بدامنی، ڈاکے اور لوٹ مار تھی۔ صرف دو سال کے عرصہ میں موجودہ حکومت کے اقدامات سے آپ دیکھیں کہ آج آٹا وافر ہے۔ آٹا کس طرح وافر ہو گیا؟ ایک فیصلے سے آٹا وافر ہوا ہے۔ آپ کی حکومت نے بروقت گندم کے مناسب rates مقرر کر دیئے جس کے نتیجے میں آپ کے زمیندار نے گندم کی اتنی پیداوار دی کہ آٹے کی اب بازاروں میں فراوانی ہے۔ اب کسی کے ہاتھ میں پیسا ہو تو کوئی دکاندار یہ نہیں کہتا کہ آٹا نہیں ہے۔ آج چینی وافر ہے۔ اسی طرح اگر آپ انتظامی معاملات میں دیکھیں توPolice Force نے دہشتگردی کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرکے اپنی کارکردگی قائم کی ہے وہ بھی بے مثال ہے۔ میں آگے جانا چاہتا ہوں کہ کسی بھی حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ عوام کو تعلیم کی بہتر سہولتیں فراہم کرے، صحت کی بہتر سہولتیں فراہم کرے اور لوگوں کو food security فراہم کرے۔ موجودہ حکومت نے تعلیمی شعبے میں خطیر رقم رکھ کر، دانش سکولوں کا اجراء کرکے اور موجودہ سکولوں کی upgradation کرکے صوبہ پنجاب کے عوام کو تعلیمی سہولتوں میں بہتری لانے کی بہت اچھی کاوش کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ Sector Health میں

Dialysis Unit, Hepatitis and Kidney Centres قائم کر کے صوبہ پنجاب کے عوام کو مہلک بیماریوں سے نجات دلانے کے لئے بھی ایک بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔

جناب سپیکر! میں زمیندار ہوں تو میں زرعی شعبے پر بھی نظر ڈالنا چاہتا ہوں۔ آپ کو پتا ہے کہ ہمارا ملک زرعی شعبے میں energy sector کے حوالے سے crises میں ہے جس کی وجہ سے پانی کی بڑی قلت ہے۔ ہمیں زرعی شعبے میں سب سے اشد ضرورت یہ ہے کہ ہم اپنے System Irrigation کو بہتر کریں۔ Irrigation System کو بہتر کرنے کے لئے ہمیں نہروں کو remodel کرنا چاہئے اور ان کی lining ہونی چاہئے۔ ہمیں سب سے زیادہ اس بات پر توجہ دینی چاہئے اور دنیا سے donors تلاش کرنے چاہئیں جو ہمارے ٹوٹتے پھوٹتے نہری نظام کو بہتر کرنے اور ہماری زراعت کو بہتر کرنے کے لئے آگے آئیں کیونکہ ہم جب تک زرعی شعبہ میں تبدیلی نہیں لائیں گے تو ملک ترقی کی طرف نہیں جا سکتا۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں اپنے حلقہ انتخاب کی طرف آتا ہوں۔ میرا حلقہ پی پی-149 (قصور) ایک ایسا علاقہ ہے جو ہندوستانی بارڈر کے ساتھ جاملتا ہے۔

جناب سپیکر: ڈوگر صاحب! آپ درستی کر لیں آپ کا حلقہ پی پی-149 نہیں بلکہ پی پی-179 ہے۔

سردار محمد حسین ڈوگر: جناب سپیکر! آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے اس طرف نشاندہی فرما کر تصحیح کروائی۔ میرے حلقہ انتخاب میں کوئی ڈگری کالج نہیں ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے مہربانی فرماتے ہوئے کھڈیاں ٹاؤن کے Girls College کو Girls Degree College کے لئے ایک scheme approve کی تھی تو میری گزارش ہے کہ اس مالی سال میں اس کو شامل کیا جائے۔ اسی طرح میں چاہتا ہوں کہ میرے حلقہ انتخاب میں Schools 10 girls and 10 boys Primary کو upgrade کیا جائے اور ایک Boys Degree College کی ضرورت ہے۔

اس کے علاوہ میری تجویز ہے کہ صوبہ پنجاب کے ہر گاؤں کے اندر ایکڑ، دو ایکڑ سرکاری زمینیں پڑی ہیں تو نوجوانوں کو کھیلوں کی سہولتیں فراہم کرنے کے لئے District Sports Board کے ذریعے وہاں پر صرف لاکھوں روپے کی رقم سے ایک گراؤنڈ بنا کر دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں پھر آپ کو، وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک عوام دوست بجٹ پیش کیا۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ جی، لیاقت صاحب!

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میں نے بھی بجٹ پر بحث کے لئے نام لکھوایا ہوا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب! آپ بجٹ پر تقریر کرنا چاہتے ہیں تو پھر تقریر کریں۔

حاجی ذوالفقار علی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنا احسن اور عوام دوست بجٹ پیش کیا۔ اس بجٹ میں سب سے اہم بات یہ تھی کہ انہوں نے خصوصی طور پر جنوبی پنجاب کے عوام کی محرومیوں کو دور کرنے کے لئے اس دفعہ 54۔ارب روپے کی ایک خطیر رقم رکھی ہے جو ایک بڑا احسن اقدام ہے۔ بہاولپور میں ایسے اقدامات کئے جا رہے ہیں کہ وہاں پر ایک Veterinary University, Hospital, دانش سکول اور کافی ایسے Craft Bazars بنائے جارہے ہیں جن کو وہاں کی عوام appreciate کرتی ہے اور میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ پچھلے پانچ سالوں میں 60 سے 62۔ارب روپے خرچ کئے گئے تھے لیکن اس دفعہ صرف تین سالوں میں جنوبی پنجاب میں 122۔ارب روپے خرچ کئے گئے ہیں جس سے جنوبی پنجاب کی تعلیمی محرومیوں کو دور کرنے کے لئے وہاں پر دانش سکولوں کا سب سے پہلے قیام کیا گیا ہے، وہاں پر میڈیکل کالج بنائے جارہے ہیں، جس طرح ایک میڈیکل کالج ڈیرہ غازی خان میں بھی بنایا جارہا ہے اور بہاولپور میں بھی میڈیکل کی classes شروع کر دی گئی ہیں تو میں یہی کہوں گا کہ اس بجٹ میں ہمارے لئے جو اتنی رقم رکھی گئی ہے اس کو فی الفور خرچ کیا جائے اور اس رقم کو replace نہیں کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! میری مزید گزارش یہی ہے کیونکہ کافی دوستوں نے یہاں پر مکمل بحث کی ہے اس لئے میں صرف یہی کہوں گا کہ بہاولپور کے لئے ایک Free Industrial Zone بنایا جائے تاکہ تاجر لوگ وہاں پر فیکٹریاں لگائیں اور وہاں کے لوگوں کو بہتر روزگار ملے۔ وہاں پر سڑکوں کا جال بچھایا جارہا ہے یہ بھی ایک احسن اقدام ہے کیونکہ پہلے یہ ہوتا تھا کہ اگر ایک سڑک 10 کروڑ کی ہے تو token money کے طور پر ایک کروڑ روپیہ دے دیا جاتا تھا اور باقی سڑک ادھوری رہ جاتی تھی اور funds lapse ہو جاتے تھے۔ اس بجٹ میں یہ کیا گیا ہے کہ جتنی بھی پرانی ongoing schemes تھیں انہیں

complete کرنے کا ایک بڑا احسن اقدام ہے۔ مزید یہ کہ سڑکیں آنے والے پچاس سال کو مد نظر رکھ کر بنائی جائیں۔ ہمارے ہاں سڑکیں بن جاتی ہیں اور عمارتیں بن جاتی ہیں لیکن آبادی کے لحاظ سے یہ تعین نہیں کیا جاتا۔ ہمارے ہاں سڑکیں بناتے وقت نکاسئی آب کا بھی خیال رکھنا چاہئے اور ایسے طرز عمل سے بنانی چاہئیں کہ وہ دس بیس سال چل سکیں۔

جناب سپیکر! بجٹ پر کافی بحث ہو چکی ہے اور میں دوبارہ بحث نہیں کرنا چاہتا۔ میں اپنے قائد کے لئے صرف یہی کہوں گا کہ:

ان اندھیروں سے یہ کہہ دو کہ سنبھل کر چلیں
ہم نئے عزم سے بنیاد سحر رکھتے ہیں

شکریہ

جناب سپیکر: جی، مڈھانہ صاحب!

چوہدری محمد اویس اسلم مڈھانہ: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے کافی عرصہ کے بعد ٹائم دیا۔ میں نے کافی عرصہ اس لئے کہا ہے کہ پچھلے بجٹ میں بھی میری باری نہیں آئی تھی۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب اور صوبائی وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے گزشتہ دو بجٹ پیش کئے، یہ بجٹ بھی شاید اس کی ایک کڑی تھی۔ انہوں نے کافی عرق ریزی سے اس بجٹ کو بنانے میں محکمہ خزانہ کی خدمات بھی حاصل کی ہوں گی۔ کہیں لوگوں کی کوششیں اور سعی اس میں ہو گی اور کہیں اچھی چیزیں بھی دیکھنے اور سمجھنے میں آئیں۔ Pensioners کی Pension کو بڑھایا گیا، کہیں سکولوں کی upgradation کو بھی شامل کیا گیا مگر میرے ذہن میں شاہ پور کانجراں کے معصوموں کی کربناک چیخوں سے میرا تخیل تہلکہ مچائے ہوئے ہے۔ میں اس بات کا کیا کروں۔ مجھے اس بجٹ میں غریبوں کے لئے حقیقی معنوں میں کوئی ایسی چیز نظر نہیں آئی اس لئے بے اختیار مجھے ساحر یاد آ گئے کہ:

مفلسی حس لطافت کو مٹا دیتی ہے
بھوک آداب کے سانچے میں نہیں ڈھل سکتی

جناب والا! گزارش یہ ہے کہ کیا اس بجٹ میں کوئی ایسی تجویز بھی زیر بحث لائی گئی کہ جو غریب خاندانوں کی غربت کا حقیقی معنوں میں تدارک بھی کر سکے اور کیا اس بجٹ میں کوئی ایسی تجویز بھی زیر غور لائی گئی جو خطِ غربت سے زیادہ نیچے زندگی گزارنے والوں کا کوئی گزارا الاؤنس ہو سکے۔ اگلے دن ٹی وی پر دیکھ رہے تھے کئی لیڈران نے یہ فرمایا، بات بھی ناگوار گزرے گی لیکن کیا کیا جائے کہ حق حق ہے تو ہر حال میں اظہار کیا جائے۔ غریبوں کو بیت المال کے سپرد کر دینا میرے خیال میں کوئی مستحسن قدم نہیں ہے، کئی ناراض ہوں گے لیکن ہو جانے دیجئے چند اور کا اضافہ سہی۔ اس بجٹ میں کوئی ایسی تجویز سامنے لائی جائے، اسے دوبارہ دیکھا جائے اور ترامیم و اضافے کے ساتھ اسے دوبارہ لایا جائے کہ کسی کی کوئی بہو بیٹی عصمت بیچنے پر تیار نہ ہو۔ اس ملک میں عصمت کے تقدس کی پامالی کو روکا جائے۔ یہ ایم پی اے صاحبان کے ٹاؤٹ اور وزارتوں پر براجمان ہمارے بھائی صاحبان کیوں بھول جاتے ہیں کہ اس ملک کا آدھے سے زیادہ طبقہ خط غربت سے نیچے زندگی گزار رہا ہے؟

جناب سپیکر: آپ کچھ تجویز کر دیں کہ انہیں کیا کرنا چاہئے۔

چودھری محمد اویس اسلم مڈھانہ: جناب سپیکر! ان کو یہ کرنا چاہئے کہ ان خاندانوں کا سہارا بننا چاہئے۔ ان کے جو نوجوان باصلاحیت ہیں ان کو نوکریاں دینی چاہئیں اور اپنے ذاتی اغراض و مقاصد کو پس پشت رکھ کر ذاتی ٹاؤٹ نوازی سے کچھ آگے سوچ کر ذاتی عزیزوں اور رشتہ داروں کو نوازنے کی بجائے ان لوگوں کو نوکریوں میں حصہ دینا چاہئے۔ Grass root level پر یہ کوشش کرنی چاہئے کہ جو بیوائیں ہیں ان کا کوئی ایسا وظیفہ مقرر ہو جائے کہ جن میں ایک ایم پی اے کا ٹاؤٹ involve نہ ہو، جن میں ہماری حکومتی مشنری کا کوئی کرپٹ عنصر involve نہ ہو اور یہ سکیمیں ان کے ہاتھوں تک اس طرح پہنچیں کہ وہ ایک امانت ہیں اور وہ بیوائیں اس سے اپنے گھر کا خرچ اٹھا سکیں۔

جناب سپیکر! دوسری گزارش یہ ہے کہ سستی روٹی سکیم اور فوڈ سپورٹ پروگرام ہمارے سامنے ہیں۔ ان دونوں سکیموں میں انتہا درجے کی کرپشن ہوئی ہے۔ ہر ایم پی اے کا حلقہ چیک کروایا جائے اور کسی کو بااثر ہونے کی وجہ سے اس سے درگزر نہ برتا جائے تب ہی حقیقی معنوں میں جمہوریت کا بول بالا ہو سکتا ہے اور تب ہی ہمارا ملک فلاحی مملکت بن سکتا ہے شاید یہ ایک دیوانے کا خواب ہے لیکن خواب دیکھنا بھی جرم نہیں ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ خوابوں سے ہی تعبیریں بنتی ہیں۔

یہی کچھ ہے ساقی متاع فقیر
اسی سے فقیری میں ہوں میں امیر
بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔ بہت شکریہ۔جی، چٹھہ صاحب!

جناب خرم اعجاز چٹھہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے سالانہ بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا ہے۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ اور ان کی ساری ٹیم کو بہت مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے اس طرح کا بجٹ بنایا ہے۔ اس میں غریبوں کا خاص خیال رکھا گیا ہے جن طبقات کو پہلے نظر انداز کیا جاتا تھا آپ بھی جانتے ہیں کہ کئی سالوں سے اسی طرح بجٹ بنتا آرہا ہے لیکن اصل مسئلہ اس میں کرپشن کا ہے۔ اگر ایک لاکھ کی سکیم ہے تو حقیقت میں اس پر تیس چالیس ہزار کی بھی onground نہیں ہے، وہاں پر صحیح طریقے سے پیسا لگتا ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ ان دو سالوں کی بات کر رہے ہیں یا کوئی پچھلی بات ہے؟

جناب خرم اعجاز چٹھہ: جناب سپیکر! ایسے ہی ہوتا آرہا ہے۔ ہمیں اس میں یہ چاہئے کہ ہم سب مل کر کام کریں، اکیلا آدمی یا ہمارے خادم اعلیٰ اس سسٹم کو ٹھیک نہیں کر سکتے۔ جب تک ہم سب ممبران جتنے بھی محکمے، ٹھیکیدار اور جو انتظامیہ اور محکمہ جات کے لوگ مل کر جب تک اس چیز کو نہیں ٹھانیں گے کہ ہم نے ٹھیک طریقے سے ایمانداری کے ساتھ کام کرنا ہے تب تک ہمارے یہی حالات رہیں گے۔ اسی طرح آگے بھی بجٹ بنتے رہیں گے اور اسی طرح ان میں مسائل سامنے آتے رہیں گے۔ میری یہ گزارش ہے کہ جس مشکل طریقے سے جن پریشانیوں کے ساتھ ہم نے اس پیارے ملک کو اتنی قربانیوں کے بعد حاصل کیا تھا تو ہمیں اس کا خیال رکھنا چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: دس منٹ وقت بڑھایا جاتا ہے۔

جناب خرم اعجاز چٹھہ: ہمارا ملک آج جہاں پر کھڑا ہے ہم سب اس کے ذمہ دار ہیں۔ ہم سب کو اپنی اپنی ذمہ داری ٹھیک طریقے سے نبھانی چاہئے۔ ہمیں جو عہدہ یا جو چیزیں بھی عوام کی طرف سے سونپی جائیں ہمیں اُن کو ٹھیک طریقے سے deliver کرنا چاہئے۔ کرپشن تو باہر کے ملکوں میں بھی ہوتی ہے۔ 100 فیصد کرپشن ختم کرنے لئے وقت درکار ہے لیکن ہم سب کو کوشش کرکے اس کرپشن کے level کو نیچے لے کر آنا چاہئے تاکہ ہم اپنے کم وسائل میں بہت کچھ achieve کرسکیں۔ ہمارے مسائل بہت زیادہ ہیں لیکن وسائل بہت کم ہیں۔ جو بجٹ بنتا ہے اُس میں ہم زیادہ سے زیادہ پیسا زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچا سکیں جس کے لئے ہم سب ممبران کو چاہئے کہ ہم اپنے اپنے حلقوں میں جو ترقیاتی کام ہو رہے ہیں وہاں جائیں، ان کو monitor کریں اور اُن کو ٹھیک طریقے سے check کریں کہ آیا وہ کام صحیح ہو رہے ہیں یا نہیں ہو رہے۔ یہ بھی دیکھیں کہ onground کیا ہو رہا ہے لہذا اس کے لئے ہمیں کوششیں کرنی چاہئیں کہ عوام کا پیسا ٹھیک طریقے سے لگے۔ میں میاں صاحب کا بہت زیادہ مشکور ہوں کہ انہوں نے اس بجٹ میں ہمارے حلقہ مریدکے کے لئے لڑکوں کا ڈگری کالج دیا ہے، اس کے علاوہ پبلک پارک دیا ہے اور ریسکیو 1122 کے لئے فنڈز دیئے ہیں لیکن میری یہ بھی گزارش ہے کہ ان فنڈز کی allocation کی جائے اور اس کے انتظامات کو ٹھیک طریقے سے کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ہمارے مریدکے میں سیوریج سکیم چل رہی تھی جو کہ وفاق کے ساتھ مل کر 50/50 percent share کے ساتھ چلنی تھی کیونکہ اب NFC ایوارڈ ہو گیا ہے اس لئے اب اسے پنجاب نے take up کرنا ہے۔ اس بجٹ میں بھی اس سکیم کے لئے رقم رکھی گئی ہے لہذا میری یہ گزارش ہو گی کہ اب چونکہ اس کو وفاق نے تو take up نہیں کرنا اس لئے اس کی allocation کا مناسب بندوبست کیا جائے اور وہ سکیم جو ایک دفعہ شروع ہو چکی ہے وہ راستے میں نہ رکے۔ یہ سکیم پورے مریدکے شہر کے لئے ہے کیونکہ وہاں پر سیوریج کا بہت بڑا مسئلہ ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ وہ جلد از جلد اپنے پایہ تکمیل کو پہنچ جائے۔ اس کے علاوہ واٹر سپلائی کا بہت بڑا مسئلہ ہے کیونکہ سیوریج اور صاف پانی mix ہو چکا ہے اس لئے میرے حلقہ میں اس سکیم کے لئے کچھ کیا جائے۔

جناب سپیکر! اب میں ٹرانسپورٹ کی طرف آؤں گا۔ ہمارے حلقہ کے لوگوں کے لئے ٹرانسپورٹ کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ کوئی ٹرانسپورٹ نہیں چلتی۔ گوجرانوالہ سے جو ویگنیں یا دوسری پبلک

ٹرانسپورٹ آتی ہیں اُن بسوں پر بیٹھ کر لوگ لاہور آتے ہیں اور لاہور سے واپس بھی انہی بسوں پر ہی جاتے ہیں۔ جہاں کرایہ -/10 روپے لگنا ہوتا ہے وہاں پر اُن کو پچاس یا سو سو روپیہ دینا پڑتا ہے۔ یہاں سے 30 کلو میٹر دُور شہر ہے اس لئے میری گورنمنٹ سے یہ گزارش ہے کہ ہمارے شہر کے لوگوں کے لئے بھی ٹرانسپورٹ کا بندوبست کیا جائے۔ میں آخر پر یہی کہوں گا کہ ہم سب ممبران کو مل کر اپنے ملک کو بچانا ہے جس میں ہم سب کو اپنے قبلے درست کر کے کوشش یہ کرنی ہے کہ ہم points scoring نہ کریں، ہم کسی کی بے جا تعریف نہ کریں اور بے جا تنقید نہ کریں بلکہ اپنے اندر جھانکتے ہوئے یہ دیکھیں کہ ہم نے اپنے رب کی رضا کے لئے کام کرنا ہے اور اُس کی خوشی کے لئے ہی کام کرنا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے رب کا ڈر اپنے دل میں رکھتے ہوئے کوششیں کریں تاکہ ہم اپنے ملک اور اپنے لوگوں کے لئے کچھ بہتر کر سکیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔ اگر جناب کی اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ جو ہمیں اسمبلی کی طرف سے note books ملتی ہیں ان کا ایک ایک صفحہ بکھر جاتا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے "لکھے جو خط تجھے وہ تیری یاد میں"

جناب سپیکر: میاں صاحب! اس اجلاس کے بعد آپ میرے پاس آ جائیں۔ میں آپ کے لئے اس کی جِلد خود کر دوں گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ ہدایت کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ سن رہے ہیں۔ انہوں نے آپ کی بات سن لی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اس کی binding اچھی ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، اچھی طرح binding میں بھی کر دوں گا اور یہ بھی کریں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ کر دیں۔ قومی اسمبلی میں جو ملتی ہیں وہ ان سے کہیں زیادہ بہتر ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اچھی بنائیں جس طرح وہ کہہ رہے ہیں۔

میاں محمد رفیق: آپ آئندہ ان کو ہدایت کریں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: میں نے کہہ دیا ہے۔ جی، ظہور انور صاحب!

ملک محمد ظہور انور: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسے سبھی سپیکرز نے کہا ہے کہ اس سال کا بجٹ پیش کرنا بڑی مشکل بات تھی اور بڑی خوش اسلوبی سے محترم وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشریف کائرہ نے ادا کی ہے۔ تقریباً ساری دنیا میں ایک مالی بحران ہے جس میں developing countries بھی ہیں اور under developing countries بھی ہیں۔ یورپ کے کئی ممالک دیوالیہ ہو چکے ہیں اور ان کو یورپین یونین مالی مدد دے رہی ہے۔ پاکستان کوئی exception نہیں لیکن ان مشکل حالات میں بھی پاکستان کو ظاہر ہے کہ باہر کی مدد تو چاہئے کیونکہ ہم جن اندرونی حالات اور مشکلات سے گزر رہے ہیں اس صورتحال میں ایک ٹیکس فری بجٹ دینا بڑی بات ہے۔ جو priorities اس بجٹ میں مقرر کی گئی ہیں وہ شاید پچھلے سال کا تسلسل ہیں جو خاص طور پر تعلیم اور صحت ہیں۔ میں تعلیم کے سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ under developed areas کے لئے خاص طور پر یہ بہت ضروری ہے کہ جو lump sum provision کی گئی ہے۔ خاص طور پر ان کالجوں اور سکولوں کا mention کیا جائے کیونکہ جب یہ lump sum provision ہو گی مثلاً بیس کالج ہیں تو وہ ظاہر ہے کہ لاہور اور ارد گرد کے لوگ لے جائیں گے لیکن under developed areas کی شنوائی نہیں ہو گی۔ میں نے پچھلے سال بھی یہ عرض کیا تھا مثلاً کئی sub divisions ایسے ہیں جہاں ایک کالج لڑکوں کا اور ایک ہی کالج لڑکیوں کے لئے ہے۔ ان sub divisions میں بہت بڑی زیادتی ہے کیونکہ بچوں کا سو سو کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے ان کالجوں میں آ کر تعلیم حاصل کرنا بڑا مشکل ہے اس لئے میں نے تلہ گنگ کے لئے suggest کیا تھا اور وزیر اعلیٰ صاحب کے directive کے ذریعے میں نے پھر عرض کیا ہے جو میں نے فنانس منسٹری اور متعلقہ حکام کو بھجوایا ہے کہ ایک لڑکیوں کے لئے ڈگری کالج اور ایک لڑکوں کے لئے ڈگری کالج وہاں مہیا کیا جائے۔ میری پھر گزارش ہو گی کہ اس طرف توجہ دی جائے کیونکہ میرے خیال میں پچھلے چالیس پچاس سال میں کوئی نیا کالج

لڑکوں یالڑکیوں کے لئے نہیں بنایا گیا۔ ہم ابھی تک اسی پچاس سال میں اور under developments سے گزر رہے ہیں۔ سڑکوں کے حوالے سے کوئی نئی provisions نہیں رکھی گئیں۔ پچھلی دفعہ بھی میں نے عرض کیا تھا اور اس دفعہ پھر عرض کر رہا ہوں کہ دو گاؤں جو چھوٹے نہیں بلکہ بڑے بڑے ہیں جن کے دو دو، تین تین کلو میٹر کے بائی پاس ہیں میں اس حوالے سے کوئی لمبی چوڑی سڑک کا ذکر نہیں کر رہا بلکہ چھوٹے چھوٹے بائی پاس ہیں جن کے لئے فنڈز کی ضرورت ہے۔ ایک ٹھرنال کا بائی پاس ہے اور ایک پنجند گاؤں کا بائی پاس ہے جو سارے علاقے میں ٹرانسپورٹ جانے کے bottlenecks ہیں میری یہ گزارش ہے کہ اس کو ضرور note کریں کیونکہ آپ جو بھی developments اس علاقہ میں کریں گے اس چیز کا خصوصی خیال رکھا جائے۔ اُن bottlenecks کی وجہ سے وہاں پر ٹرانسپورٹ نہیں جا سکتی، لوگوں کی آمد ورفت میں رکاوٹ ہے اور دوسرے کئی مسائل بھی اسی کی وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں۔

معزز ممبران: ٹائم بڑھا دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، پانچ منٹ کا ٹائم بڑھایا جاتا ہے۔ مزید کوئی صاحب اگر لابی میں ہوں اور انہوں نے تقریر کرنی ہو تو آ جائیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا ارادہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کے لئے نہیں ہے۔ میں نے کوئی آپ سے specifically پوچھا ہے؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں نے تقریر کا نہیں پوچھا تھا، ارادوں کا پوچھا تھا۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسی بات نہیں کرتے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں اپنے آپ کو پیش کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کی مہربانی۔ آپ تو پہلے ہی یہاں پیش ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ملک محمد ظہور انور: جناب سپیکر! اس ایوان میں سستی روٹی کے متعلق بہت بات ہوئی، خاص طور پر شہروں میں سستی روٹی کی provision کے لئے بہت زیادہ بات ہوئی ہے۔ میری حکومتِ وقت سے یہ گزارش ہوگی کہ proportionate طریقے سے مثلاً سب ڈویژن level کے گاؤں کے لئے بھی اتنی ہی رقم مہیا کی جائے جتنی شہروں کے لئے کی جاتی ہے تب کہیں جا کر دیہات کے غریب لوگوں کو سستی

روٹی مہیا ہو گی۔ شہروں کا تو کوئی بھی سروے عالمی ہو یا مقامی توper capita income زیادہ ہے تو آپ لاہور میں ہی سارے مثلاً راولپنڈی، فیصل آباد یا بڑے شہروں میں صرف سستی روٹی دیں گے اور وہاں پر زیادہ خرچ کریں گے تو جہاں نسبتاً population کم ہےeven ان علاقوں کی لیبر بھی نسبتاً بہتر ہے ان کے لئےprovide کرتے رہیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: نوید انجم صاحب! تیاری رکھیں۔ آپ کو پانچ منٹ کا وقت دوں گا۔

ملک محمد ظہور انور: لیکن جو محروم علاقے کے محروم لوگ جو گاؤں میں رہتے ہیں ان کی آواز بھی یہاں نہیں ہے اور وہاں پر شاید تنور بھی نہیں ہوتے تو ان کے لئے بھی کوئی سہولت ہے؟ میری یہ تجویز ہے کہ سستی روٹی کے لئےprovision ہے کہ جن جن جگہ پر سستی روٹی آپ فراہم نہیں کر رہے یا ان کے لئے پیسے نہیں دے رہے تو ان کے آپ ڈویلپمنٹ فنڈ ز بڑھا دیں۔ آپ پیسے نہ دیں بلکہ زکوٰۃ بڑھا دیں۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ان کی بات ذرا غور سے سن کرnote کریں کیونکہ انہوں نے بڑی ضروری بات کی ہے۔ آپ دوبارہrepeat کریں۔

ملک محمد ظہور انور: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ آپ سستی روٹی سکیم کے فنڈز جن کی تقسیم uneven ہے مثلاً آپ شہروں میں بہت زیادہ پیسے خرچ کر رہے ہیں حالانکہ دیہاتوں کی نسبت شہروں کی per capita incomeلوگوں کی زیادہ ہے۔ غربت کا levelشہروں میں دیہاتوں کی نسبت کم ہے۔ دیہات میں عام لوگوں کو روٹی دینے والے تنور بہت کم ہوتے ہیں اور وہاں پر سستی روٹی آپ نہیں دے سکتے تو اب یہ تو نہیں ہے کہ آپ وہاں پر تنور بنائیں لیکن سستی روٹی دینے کا مقصد یہ ہے کہ غریب طبقے کو سبسڈائز کریں اور ان کیliving کسی طریقے سے بہتر ہے اس کے لئے دو ہی صورتیں ہیں کہ اگر تو وہاں پر خرچ نہیں ہو رہا مثلاً قصور یا راولپنڈی کے دیہی علاقے میں زکوٰۃ فنڈ بڑھا دیں۔ میرے خیال میں آپ زکوٰۃ فنڈ یونین کونسل کی سطح پر دیتے ہیں یا میرے علم میں نہیں کہ سسٹم کیا ہے لیکن غریبوں کی حقیقی طور پر مدد کرنا چاہتے ہیں تو وہاں پر زکوٰۃ فنڈ بڑھا دیں کیونکہ وہاں پر زیادہ لوگ غریب ہیں اور دس ہزار روپے مہینے کی بجائے 20 ہزار روپے ہر یونین کونسل میں کر دیں۔ یہ میری ایک تجویز ہے اگر اس پر مناسب توجہ دیں۔

جناب سپیکر! دیہاتوں میں ضروری ہے کہ آپ گلیوں اور نالیوں پر ضرور توجہ دیں کیونکہ وہاں پر زیادہ بیماریاں سیوریج نہ ہونے کی وجہ سے پھیلتی ہیں کیونکہ وہاں پر صفائی نہیں ہوتی، لوگوں کو پانی ٹھیک سے نہیں ملتا حالانکہ پورے پنجاب میں بہت سے گاؤں میں زیر زمین water table 100 سے 200 فٹ کے قریب ہے جہاں پر لوگوں نے خود اپنے پمپ لگائے ہوئے ہیں اور وہیں سے پانی حاصل کرتے ہیں اس لئے وہاں پر واٹر سپلائی سکیموں کی ضرورت نہیں ہے تو میری گزارش ہے کہ وہاں پر صفائی کا بندوبست کا زیادہ انتظام کیا جائے اور اس کے لئے allocation کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، نوید انجم صاحب! House کا وقت مزید پانچ منٹ بڑھا دیا جائے۔

جناب محمد نوید انجم: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن لرحیم۔ شروع اللہ عزوجل کے نام سے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اور بے حد درود میرے آقا حضرت محمد ﷺ پر کہ جن کے وسیلے سے ہمیں قرآن اور ایمان کی دولت میسر آئی۔ میرے نہایت واجب الاحترام سپیکر صاحب میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے تھوڑا سا وقت دیا۔ میں دونوں سائیڈوں سے پچھلے دنوں سے باتیں سن رہا ہوں جن پر میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا بلکہ میں چھوٹی چھوٹی تجاویز دینا چاہوں گا اگر کائرہ صاحب ان پر توجہ فرمائیں۔ ہماری حکومت ہے، ہمارا ملک ہے، ہمارا پنجاب ہے اور ہمارا لاہور ہے جسے ہم نے چلانا ہے۔ جو چیزیں میں نے محسوس کیں ان میں سے چند ایک کے بارے میں بات کروں گا۔ زکوٰۃ کی بڑی بات ہوئی تو یہ کمیٹیاں پچیس سال پرانی جنرل ضیاء الحق کے دور میں بنی تھیں۔ اس وقت لاہور کی آبادی 35 لاکھ کے قریب تھی آج الحمد للہ اس کی آبادی 70 لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے۔ زکوٰۃ کمیٹیاں تو بنائی جارہی ہیں لیکن ان کی حلقہ بندیاں دوبارہ سے بنائی جائیں۔ یہ میری ایک گزارش ہے جس پر توجہ دی جائے۔ قیام پاکستان کے وقت کے پرانے گاؤں میں کمیٹیاں ہیں اور جو نئے علاقے developed ہو چکے ہیں، بہت سارے علاقے ہیں جہاں نئی کمیٹیاں نہیں ہیں جن کی وجہ سے وہاں کے لوگ زکوٰۃ نہیں لے سکتے اس کے لئے میری گزارش ہے کہ زکوٰۃ کمیٹیوں کی دوبارہ حلقہ بندیاں کی جائیں۔

میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ میں نے آج سے پندرہ دن پہلے ایک اخبار میں پڑھا کہ ایک لاکھ کے قریب پاکستان میں بننے والے انجینئرز، سائنسدان اور ڈاکٹر پاکستان چھوڑ کر حصول رزق کے لئے باہر چلے جاتے ہیں کیونکہ انہیں روزگار کے مواقع نہیں ملتے۔ ہم اپنے پاکستان

کے ذرائع اور وسائل سے انہیں گریجویشن کرواتے ہیں اور وہ بڑی ڈگریاں لیتے ہیں لیکن اس کے بعد اگر وہ پاکستان کو serve نہیں کرتے تو وہ ہمارے کسی کام کے نہیں ہیں۔ ہمیں اپنے ملک میں روزگار کے مواقع بڑھانے ہیں اس کے لئے میری یہ تجویز ہے کہ چھوٹی انڈسٹری جو گھروں میں لگتی ہے جس سے پانچ پانچ، دس دس گھرانوں کے لئے روزگار فراہم ہوتا ہے تو انہیں ایک لاکھ سے لے کر تین لاکھ تک قرضے فراہم کئے جائیں تاکہ وہ انڈسٹری جس کا معاشی قتل ہونے کو جا رہا ہے وہ دوبارہ سے چل سکے اور لوگوں کو روزگار میسر آ سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہماری امن و امان کی صورتحال بھی بہت بہتر ہو جائے گی اور street crimes میں بڑی خاطر خواہ کمی آئے گی۔

کالا باغ ڈیم پر بڑی بات ہوئی، پانی سٹور کرنے اور بجلی پیدا کرنے پر تو میں اپنی حکومت کی توجہ کالا باغ کی ریت کے اندر پائی جانے والی ore کی طرف دلاتا ہوں کہ جس سے سٹیل مل چلتی ہے اور جس سے لوہا نکلتا ہے۔ ہمارے کالا باغ کی ریت میں 60 فیصد ore ہے تو میری یہ request ہے کہ اس کے لئے بھی کوئی ایسا منصوبہ دیا جائے جس سے ہمارے علاقے کے لوگوں کے لئے ایک تو روزگار ملے گا اور دوسرا ملک کی ترقی کے اندر قدرتی وسائل جنہیں ہم ضائع کر رہے ہیں انہیں بروئے کار لا کر ہم روزگار بھی فراہم کریں گے اور ملک کی ترقی کے اندر بھی وہ بڑا اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! آخری بات یہ کہ as a پنجابی یا لاہوری کہہ لیں، میں کرنا چاہتا ہوں کہ بہت ساری reports شائع ہوئی ہیں کہ لاہور کے زیر زمین پانی کی سطح تین فٹ سالانہ نیچے گر رہی ہے۔ جو ہمارے ٹیوب ویل چلتے ہیں چونکہ برسات کافی سالوں سے کم ہوئی ہے اور ہمارے دریا بھی بند کر دیئے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے پانی کی سطح جو کبھی اوپر ہوتی تھی اور ہم قدرتی پانی لیتے تھے تو اس کے لئے میری humble submission ہے کہ کوئی ایسی سکیم بنائی جائے کہ لاہور کے پانی کی گرتی ہوئی سطح کو روکا جا سکے۔ یہ میری تھوڑی سی تجاویز تھیں جن پر تھوڑی سی توجہ کر لی جائے تو ہمارے آنے والے مستقبل کے بچوں کے لئے بڑا اچھا ہو گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ اب اجلاس کی کارروائی مکمل ہو گئی ہے لہذا اب اجلاس کل بروز سوموار 21۔جون 2010 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2010

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2010

(سوموار21، منگل22، بدھ23، جمعرات24، جمعتہ المبارک25۔جون2010)

(یوم الاثنین8، یوم الثلاثہ9، یوم الاربعاء10، یوم الخمیس11، یوم الجمع12۔رجب المرجب1431ھ)

پندرھویں اسمبلی: اٹھارھواں اجلاس

جلد18 (حصہ دوم): شمارہ جات 6تا10

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

اٹھارھواں اجلاس

سوموار، 21۔جون2010

جلد 18: شمارہ 6

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا ------------	567
2۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	575
3۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	576
	پوائنٹ آف آرڈر	
4۔	پرائیویٹ سکولوں کا سمر کیمپ کے دوران طالبعلموں سے بھاری ٹیوشن فیس اور رجسٹریشن فیس وصول کرنا ------------	577
	تعزیت	
5۔	سابق ممبر اسمبلی جناب محمود الحسن ڈار اور ممبر اسمبلی سردار خالد سلیم بھٹی کی اہلیہ کی وفات پر دعائے مغفرت ------------	578
	پوائنٹ آف آرڈر	
6۔	پاکستان اور ایران کے درمیان گیس سپلائی معاہدے میں امریکہ کی مداخلت ------------	579
	تحاریک التوائے کار	
7۔	قادر آباد فارم ضلع ساہیوال میں نایاب اور قیمتی جانوروں کی چوری (---جاری) ------------	581
8۔	راولپنڈی کی اناسی کنٹریکٹ خواتین لیکچراروں کو مستقل کرنے کا مطالبہ (---جاری) ------------	583
9۔	ٹیکسلا انڈسٹریل اسٹیٹ اُنیس سال بعد بھی بنیادی سہولیات سے محروم (---جاری) ------------	584
10۔	پی سی ایس اور ڈی ایم جی کے افسران کی پروموشن میں تفاوت کی وجہ سے پی سی ایس افسران کو پریشانی کا سامنا (---جاری) ------------	587

11۔	کیبل پر انڈین فلموں کی نمائش اور65فیصد انٹرٹینمنٹ ڈیوٹی عائد ہونے سے پاکستانی فلم انڈسٹری کو مشکلات کا سامنا(۔۔۔جاری) ------------	587
12۔	حلقہ پی پی۔69فیصل آباد کے ترقیاتی فنڈز کی خُورد بُرد(۔۔۔جاری) ------------	588
13۔	ماڈل کالونی والٹن لاہور میں کھدائی کے دوران سوئی گیس کے اخراج کی شکایت پر عملہ کا بروقت ایکشن نہ کرنے سے ایک ہی خاندان کے پانچ افراد کی ہلاکت(۔۔۔جاری) ------------	588
14۔	گورنمنٹ ہائی سکول امیر اتیجیکا ضلع اوکاڑہ کے پلے گراؤنڈ پر بااثر افراد کا ناجائز قبضہ ------------	589
15۔	گورنمنٹ گرلز مڈل سکول عظیم آباد چک نمبرEB/441 تحصیل بورے والا کے سکول پر بااثر افراد کے ناجائز قبضے سے سکول کی توسیع میں رکاوٹ ------------	590

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
16۔	گوجرانوالہ شہر آبادی کے لحاظ سے صحت کی سہولتوں سے محروم ہونے کی وجہ سے لوگوں کو پریشانی کا سامنا ------------	593
17۔	پیرووال خانیوال میں جنگلات کے لئے مختص اراضی خلیجی ریاست کو لیز پر دینے پر عوام کا احتجاج ------------	594
18۔	L-15نہر بائی پاس تا منوں وال ٹیکسٹائل ملز بائی پاس روڈ میاں چنوں کا نام غیر معروف شخصیت کے نام سے منسوب کرنے کی کوشش ------------	595
19۔	سیور یج بچھانے میں تاخیر کی وجہ سے گوجرانوالہ کی سڑکوں کی خستہ حالی------------	596
20۔	وزیر اعلیٰ کی ہدایت کے باوجود صوبہ کے دور دراز اضلاع کے ہسپتالوں میں سپیشلسٹ ڈاکٹروں کو تعینات نہ کرنا ------------	597
21۔	وزیر خزانہ کی سالانہ بجٹ2010-11پر اختتامیہ تقریر ------------	606
	سرکاری کارروائی	

بحث

22۔ مطالبات زر برائے سال 2010-11 پر بحث ورائے شماری ------------ 623

منگل، 22۔جون 2010

جلد 18: شمارہ 7

23۔ ایجنڈا ------------ 661

24۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------ 663

25۔ نعت رسول مقبول ﷺ ------------ 664

پوائنٹ آف آرڈر

26۔ حکومت کی جانب سے حزب اختلاف کو ایوان میں واپس آنے پر خوش آمدید اور مستقبل میں حزب اختلاف کو اپنا کردار آزادانہ طور پر ادا کرنے کی یقین دہانی ------------ 665

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

تحاریک استحقاق

27۔ چیئرمین انٹرمیڈیٹ بورڈ ملتان کی جانب سے معزز رکن اسمبلی کے خلاف جھوٹی اور من گھڑت خبریں شائع کروانا ------------ 683

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)

28۔ مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 2010 ------------ 686

29۔ کورم کی نشاندہی ------------ 689

30۔ مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 2010 (۔۔۔جاری) ------------ 689

31۔ منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ برائے سال 2010-11

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	کا ایوان کی میز پر رکھا جانا ------------	701
	ہنگامی قانون (جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)	
32۔	ہنگامی قانون انڈسٹریل ریلیشنز پنجاب مجریہ 2010 ------------	702
	مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)	
33۔	مسودہ قانون انسٹیٹیوٹ آف سدرن پنجاب ملتان مصدرہ 2010 ------------	702
34۔	مسودہ قانون لاہور لیڈز یونیورسٹی مصدرہ 2010 ------------	704
35۔	مسودہ قانون گلوبل انسٹیٹیوٹ لاہور مصدرہ 2010 ------------	704
	بدھ، 23۔جون 2010	
	جلد 18: شمارہ 8	
36۔	ایجنڈا ------------	707
37۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	709
38۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	710
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
39۔	ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009 پر عام بحث ------------	711
40۔	مسودہ قانون (ترمیم) ترقیاتی بورڈ پنجاب مصدرہ 2010 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	738
41۔	تحریک التوائے کار نمبر 117/09 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے	

رپورٹیں (میعاد میں توسیع)

	امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	739
42۔	نشان زدہ سوال نمبر1619اور2211کے بارے میں	
	مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ	
	کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	740
43۔	ضمنی بجٹ برائے سال10-2009پر عام بحث(---جاری) ------------	742
	پوائنٹ آف آرڈر	
44۔	ضلعی سٹیرنگ کمیٹیوں میں خواتین اراکین اسمبلی کی بجائے	
	پرائیویٹ اشخاص کو ممبر نامزد کرنا ------------	749
45۔	ضمنی بجٹ برائے سال10-2009پر عام بحث(---جاری) ------------	751
	جمعرات،24۔جون2010	
	جلد 18: شمارہ 9	
46۔	ایجنڈا ------------	827
47۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------	837
48۔	نعت رسول مقبولﷺ ------------	838

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر	
49۔	زیر تعمیر اسمبلی بلڈنگ میں مسجد کی تعمیر پہلے کروانے کا مطالبہ ------------	839
50۔	ٹی ایم اے راجن پور کے ملازم پر بااثر افراد کا تشدد ------------	841
	تحاریک استحقاق	
51۔	ایس ایچ او تھانہ فیکٹری ایریا لاہور کا معزز خاتون	

	رکن اسمبلی کے ساتھ توہین آمیز رویہ(۔۔۔جاری) ------------	843
52۔	چیئرمین انٹرمیڈیٹ بورڈ ملتان کی جانب سے معزز رکن اسمبلی کے خلاف جھوٹی اور من گھڑت خبریں شائع کروانا(۔۔۔جاری) ------------	843
	تحاریک التوائے کار	
53۔	محکمہ ہاؤسنگ کی جانب سے 43 شمالی گنیانوالہ (سرگودھا) میں 40 سال قبل تعمیر شدہ گھروں کو مسمار کرنے سے رہائشیوں کو پریشانی کا سامنا ------------	844
54۔	آئی جی کا سیاسی دباؤ پر انسپکٹرز اور ڈی ایس پیز کو پروموشن دینا ------------	846
55۔	لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں ویسکولر سرجنز کی خالی اسامیوں کو پُر نہ کرنے کی وجہ سے جلے ہوئے مریضوں کو پریشانی کا سامنا ------------	849
56۔	لاہور گورنمنٹ چوبرجی کوارٹروں کی نئی تعمیر شدہ ٹینکی کا چالو نہ ہونا ------------	851
57۔	مانگامنڈی تا مراکہ ملتان روڈ کی خستہ حالی ------------	852
58۔	معصوم اور یتیم بچیوں، بیواؤں اور مکروہ دھندے میں پکڑی جانے والی خواتین کے لئے وومن اینڈ چائلڈ پروٹیکشن اتھارٹی بنانے کا مطالبہ ------------	854
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
59۔	ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009 کے مطالبات زرپر بحث ورائے شماری ------------	857
60۔	منظور شدہ اخراجات برائے سال 10-2009 کے ضمنی گوشوارہ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	908

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر	
61۔	پی سی ایس افسران کی جانب سے اپنے مطالبات کی منظوری تک ہڑتال کی دھمکی ------------	909

جمعتہ المبارک،25۔جون2010

جلد 18: شمارہ 10

62۔	ایجنڈا	915
63۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	917
64۔	نعت رسول مقبول ﷺ	918
	سوالات (محکمہ جات ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)	
65۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	919
66۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	960
67۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 150(1) کے تحت قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے اتفاق رائے سے معزز ممبران کی کمیٹیوں میں نامزدگی کو تبدیل کرنا	982
	پوائنٹ آف آرڈر	
68۔	پی سی ایس افسران کی جانب سے اپنے مطالبات کی منظوری تک ہڑتال کی دھمکی (۔۔۔جاری)	983
	تحاریک استحقاق	
69۔	ایس ایچ او تھانہ فیکٹری ایریا لاہور کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ (۔۔۔جاری)	991
70۔	تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کہوٹہ میں پوسٹ مارٹم کے سلسلہ میں ڈاکٹروں اور پولیس کا معزز رکن اسمبلی سے عدم تعاون	993
71۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ	995
72۔	انڈکس	

567

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 21۔جون 2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ گوشوارہ بجٹ بابت 11-2010

مطالبات زر برائے سال 11-2010 پر بحث اور رائے شماری

مطالبہ زر نمبر PC-21001	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 39 لاکھ 35 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد افیون برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد اول کے صفحات 1 تا 9 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر PC-21002	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2 کروڑ 68 لاکھ 88 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد اول کے صفحات 11 تا 26 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر PC-21003	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 14 کروڑ 73 لاکھ 4 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صوبائی آبکاری برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد اول کے صفحات 27 تا 42 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر PC-21004	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 17 کروڑ 38 لاکھ 39 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اشٹامپ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد اول کے صفحات 43 تا 52 ملاحظہ فرمائیں۔

568

مطالبہ زر نمبر PC-21005	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک ارب 19 کروڑ 25 لاکھ 35 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد اول کے صفحات 53 تا 75 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر PC-21006	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 31 لاکھ 15 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد رجسٹریشن برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد اول کے صفحات 77 تا 85 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر PC-21007	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3 کروڑ 35 لاکھ 65 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اخراجات برائے قانون موٹر گاڑیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد اول کے صفحات 87 تا 100 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر PC-21008	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 7 کروڑ 78 لاکھ 48 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر ٹیکس و محصولات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد اول کے صفحات 101 تا 120 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر PC-21009	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 7۔ارب 66 کروڑ 19 لاکھ 37 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد اول کے صفحات 121 تا 265 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر PC-21010	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 23۔ارب 6 کروڑ 66 لاکھ 31 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد انتظام عمومی برداشت	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد اول کے صفحات 283 تا 746 ملاحظہ فرمائیں۔

کرنے پڑیں گے۔

569

مطالبہ زر نمبر PC-21011

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 5۔ارب 60 کروڑ 64 لاکھ 42 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد نظام عدل برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد اول کے صفحات 747 تا 806A ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21012

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3۔ارب 75 کروڑ 67 لاکھ 80 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اخراجات برائے جیل خانہ جات وسزا یافتگان کی بستیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد اول کے صفحات 807 تا 844 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21013

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 49۔ارب 20 کروڑ 86 لاکھ 97 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد اول کے صفحات 845 تا 940 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21014

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3 کروڑ 80 لاکھ 87 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد عجائب خانہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد اول کے صفحات 941 تا 953 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21015

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 27۔ارب 37 کروڑ 47 لاکھ 6 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد اول کے صفحات 955 تا 1138 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21016

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 22۔ارب 80 کروڑ 14 لاکھ 8 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد دوم کے صفحات 1 تا 295 ملاحظہ فرمائیں۔

سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات صحت برداشت کرنے پڑیں گے۔

570

مطالبہ زر نمبر PC-21017	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک ارب 40 کروڑ 2 لاکھ 70 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صحت عامہ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد دوم کے صفحات 297 تا 326 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر PC-21018	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 4۔ارب 49 کروڑ 47 لاکھ 6 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد دوم کے صفحات 327 تا 457 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر PC-21019	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 26 کروڑ 25 لاکھ 87 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ماہی پروری برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد دوم کے صفحات 459 تا 474 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر PC-21020	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک ارب 94 کروڑ 59 لاکھ 76 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ویٹرنری برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد دوم کے صفحات 475 تا 581 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر PC-21021	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 9 کروڑ 73 لاکھ 64 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امداد باہمی برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد دوم کے صفحات 583 تا 607 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر PC-21022	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 5۔ارب 60 کروڑ 59 لاکھ 29 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد دوم کے صفحات 609 تا 666 ملاحظہ فرمائیں۔

سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صنعتیں برداشت کرنے پڑیں گے۔

571

مطالبہ زر نمبر PC-21023

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 98 کروڑ 28 لاکھ 33 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرق محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد دوم کے صفحات 667 تا 754 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21024

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک ارب 35 کروڑ 6 لاکھ 77 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سول ورکس برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد دوم کے صفحات 755 تا 804 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21025

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک ارب 49 کروڑ 22 لاکھ 58 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مواصلات برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد دوم کے صفحات 805 تا 854 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21026

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک ارب 76 کروڑ 63 لاکھ 94 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد دوم کے صفحات 855 تا 873 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21027

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2 کروڑ 59 لاکھ 72 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ریلیف برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد دوم کے صفحات 875 تا 886 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21028

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 27-ارب 90 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد دوم کے صفحات 893 تا 898 ملاحظہ فرمائیں۔

دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پنشن برداشت کرنے پڑیں گے۔

572

مطالبہ زر نمبر PC-21029	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 11 کروڑ 76 لاکھ 12 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد دوم کے صفحات 899 تا 923 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر PC-21030	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 21۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سبسڈیز برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد دوم کے صفحات 925 تا 929 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر PC-21031	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک کھرب 53۔ ارب 99 کروڑ 70 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد دوم کے صفحات 931 تا 1075 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر PC-21032	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3 کروڑ 54 لاکھ 58 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری دفاع برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد دوم کے صفحات 1077 تا 1092 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر PC-13033	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک کھرب 4۔ارب 34 کروڑ 85 لاکھ 92 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد غلے اور چینی کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد دوم کے صفحات 1093 تا 1112 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر PC-13034	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک کروڑ 88 لاکھ 4 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 11-2010 جلد دوم کے صفحات 1113 تا 1123 ملاحظہ فرمائیں۔

برداشت کرنے پڑیں گے۔

573

مطالبہ زر نمبر PC-13035	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو10 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال11-2010 جلد دوم کے صفحات 1125 تا1129 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر PC-13050	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو2۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرمایہ کاری برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال11-2010 جلد دوم کے صفحات 1163 تا 1167 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر PC-22036	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک کھرب9 کروڑ90 لاکھ54ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 11-2010 جلد اول کے صفحات 1 تا899 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر PC-12037	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو10۔ارب 63 کروڑ87 لاکھ47ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعمیرات آبپاشی برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال11-2010 جلد دوم کے صفحات901 تا 938ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر PC-12038	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو14 کروڑ58 لاکھ65ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زرعی ترقی و تحقیق برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال11-2010 جلد دوم کے صفحات939 تا946ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر PC-12040	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو65 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر(ترقیات) برائے سال11-2010 جلد دوم کے صفحات947 تا950ملاحظہ فرمائیں۔

اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ٹاؤن ڈویلپمنٹ برداشت کرنے پڑیں گے۔

574

مطالبہ زر نمبر PC-12041	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو49۔ارب 78 کروڑ12 لاکھ8ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شاہرات و پل برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال11-2010 جلد دوم کے صفحات951 تا1235 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر PC-12042	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو34۔ارب 70 کروڑ1 لاکھ26ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرکاری عمارات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 11-2010جلد دوم کے صفحات1237 تا1504 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر PC-12043	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو11۔ارب 53 کروڑ17 لاکھ39ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/خود مختار ادارہ جات وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر(ترقیات) برائے سال11-2010 جلد دوم کے صفحات1505 تا1517 ملاحظہ فرمائیں۔

575

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اٹھارھواں اجلاس

سوموار،21۔جون2010

(یوم الاثنین،8۔رجب المرجب1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں دوپہر12بج کر11منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبد الغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَاِذۡ قَالَ رَبُّكَ لِلۡمَلٰٓـئِكَةِ اِنِّىۡ
جَاعِلٌ فِى الۡاَرۡضِ خَلِيۡفَةً ‌ؕ قَالُوۡٓا اَتَجۡعَلُ فِيۡهَا مَنۡ
يُّفۡسِدُ فِيۡهَا وَيَسۡفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحۡنُ نُسَبِّحُ بِحَمۡدِكَ
وَنُقَدِّسُ لَكَ ‌ؕ قَالَ اِنِّىۡٓ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿30﴾ وَعَلَّمَ
اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمۡ عَلَى الۡمَلٰٓـئِكَةِ فَقَالَ
اَنۡۢبِـُٔوۡنِىۡ بِاَسۡمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿31﴾ قَالُوۡا
سُبۡحٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَلِيۡمُ
الۡحَكِيۡمُ ﴿32﴾

سُوۡرَةُ البَقَرَة آیات 30 تا32

پھر ذرا اس وقت کا تصور کرو جب تمہارے ربّ نے فرشتوں سے کہا تھا کہ "میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔" اُنہوں نے عرض کیا:"کیا آپ زمین میں کسی ایسے کو مقرّر کرنے والے ہیں جو اُس کے انتظام کو بگاڑ دے گا اور خوں ریزیاں کرے گا؟ آپ کی حمد وثنا کے ساتھ تسبیح اور آپ کی تقدیس تو ہم کر ہی رہے ہیں"، فرمایا:"میں جانتا ہوں، جو کچھ تم نہیں جانتے"(30)اس کے بعد اللہ نے آدم کو ساری

چیزوں کے نام سکھائے، پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا" اگر تمہارا خیال صحیح ہے (کہ کسی خلیفہ کے تقرر سے انتظام بگڑ جائے گا)، تو ذرا ان چیزوں کے نام بتاؤ"(31) انہوں نے عرض کیا:" نقص سے پاک تو آپ ہی کی ذات ہے، ہم تو بس اُتنا ہی علم رکھتے ہیں، جتنا آپ نے ہم کو دے دیا ہے۔ حقیقت میں سب کچھ جاننے اور سمجھنے والا آپ کے سوا کوئی نہیں(32)

وماعلینا الاالبلاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ جناب اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

گزر ہو جائے میرا بھی اگر طیبہ کی گلیوں میں
تو ساری زندگی کر دوں بسر طیبہ کی گلیوں میں
ہوائیں رحمتِ حق کی وہاں چلتی ہیں روز و شب
برستا نور ہے شام و سحر طیبہ کی گلیوں میں
جدھر دیکھی اُسی ماہِ مبیں کی چاندنی دیکھی
جمالِ مصطفیٰ ﷺ آیا نظر طیبہ کی گلیوں میں
محمد مصطفیٰ ﷺ کے عشق میں ہر آنکھ پُرنم ہے
یہ دیکھا ہے محبت کا اثر طیبہ کی گلیوں میں
فرشتے بھی ادب سے سر جھکاتے ہیں وہاں راشد
میری بھی کیوں نہ جھک جائے نظر طیبہ کی گلیوں میں

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

پوائنٹ آف آرڈر
پرائیویٹ سکولوں کا سمر کیمپ کے دوران طالبعلموں سے بھاری ٹیوشن فیس اور رجسٹریشن فیس وصول کرنا

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں ایک چھوٹی سی بات آپ کی خدمت میں گوش گزار کرنا چاہتی ہوں۔ حکومت کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا تھا کہ summer camp میں سکول کے بچوں سے کوئی فیس نہیں لی جائے گی چاہے وہ سکول گورنمنٹ کے ہوں یا پرائیویٹ ہوں لیکن یہاں پر ابھی بھی یہی ہو رہا ہے کہ پرائیویٹ سکولوں والے من مانی فیسیں لے رہے ہیں اور اب فیس کی مد کی بجائے رجسٹریشن کی مد میں پیسے وصول کر رہے ہیں کہ رجسٹریشن کروالیں۔ جب بچہ پہلے ہی اس سکول میں رجسٹرڈ ہے اور وہ ان تین ماہ کی بغیر پڑھے فیس بھی دے رہا ہے تو اب summer camp کی مد میں رجسٹریشن کس چیز کی مانگ رہے ہیں؟ میری یہ گزارش ہو گی کہ یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے اس پر غور کیا جائے۔

جناب سپیکر: وزیر تعلیم صاحب ان کی بات کو نوٹ کریں پھر اس کے بعد آپ جواب دے دینا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! انہوں نے جو کچھ فرمایا ہے اس کو دیکھ لیتے ہیں۔ ان سے کہا گیا تھا کہ وہ summer camp کی فیس وصول نہ کریں۔ انہوں نے جس بات کو point out کیا ہے میں نے نوٹ کر لیا ہے، اس کو دیکھ لیتا ہوں۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

تعزیت

سابق ممبر اسمبلی جناب محمود الحسن ڈار اور ممبر اسمبلی سردار خالد سلیم بھٹی کی اہلیہ کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب سپیکر: دعا کروانے دیں۔ میں نے آپ کو ابھی floor نہیں دیا۔ اس ایوان کے سابق معزز رکن جناب محمود الحسن ڈار اور رکن اسمبلی سردار خالد سلیم بھٹی کی اہلیہ وفات پا گئی ہیں۔ ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر جناب محمود الحسن ڈار سابق ایم پی اے
اور معزز رکن سردار خالد سلیم بھٹی کی اہلیہ کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر: ڈار صاحب! مجھے بہت افسوس ہے۔ تشریف رکھتی ہیں؟

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب والا! وہ تشریف نہیں لائیں، وہ عدت میں ہیں۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، محترم اب آپ فرمالیں۔

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج بلکہ کل ہی یہ خبر عام ہو گئی تھی کہ رچرڈ ہالبروک نے پاکستان کی ایران کے ساتھ جو گیس کی deal ہوئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ایک منٹ آپ تشریف رکھیں۔ میرے خیال میں اس طرف ہمارے اپوزیشن کے دوست تشریف نہیں رکھتے۔ مجھے پتا چلا ہے کہ وہ بائیکاٹ کرکے کہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں اس کے لئے ندیم کامران صاحب، مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب، سردار دوست محمد خان کھوسہ صاحب، تینوں حضرات سے کہوں گا کہ وہ ان کو منا کر لائیں۔ راجہ ریاض صاحب تشریف نہیں رکھتے؟ اگر راجہ صاحب آپ کو

باہر مل جائیں تو ان کو بھی ساتھ لے لیں، آپ چاروں حضرات جائیں اور ان کو منا کر لے آئیں۔ اب ان کا پوائنٹ آف آرڈر لیتے ہیں اور اس کے بعد ہم تحاریک التوائے کار لیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

پاکستان اور ایران کے درمیان گیس سپلائی معاہدے میں امریکہ کی مداخلت

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! پاکستان کی ایران کے ساتھ جو گیس کی deal ہوئی ہے اور جس پر حکومت پاکستان نے واضح بیان دیا ہے کہ یہ deal American sanctions کی زد میں نہیں آئے گی۔ کل رچرڈ ہالبروک نے بالکل واشگاف الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ اس deal کے متعلق ہم نے ان کو warn کیا تھا اور یہ deal sanctions کی زد میں آئے گی۔

جناب سپیکر! نہ تو انرجی کے سیکٹر میں کوئی کام ہو رہا ہے اور گیس کے متعلق لوگوں نے شاید سوچ لیا تھا کہ چار سال کے عرصہ میں پاکستان میں شاید گیس آ جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے پر اس House نے ایک unanimous قرارداد بھی پاس کی کہ ہماری جو foreign policy ہے اس میں ہم war on terror پر امریکہ اور ان western power کی خاطر بندر بازیاں مار رہے ہیں، ان کی خاطر ہم اتنی قربانیاں دے رہے ہیں، ہمارے جوان شہید ہو رہے ہیں اور ہم ناکام ہیں کہ امریکہ اپنی پالیسی میں لچک پیدا کرے۔ وہ نیوکلیئر پاور پلانٹ لگانے کی اجازت دے رہا ہے اور نہ ہی وہ گیس خریدنے کی اجازت دے رہا ہے۔ ہم نے اپنے پیسوں سے یہ گیس خریدنی ہے اور ہماری economy کو مفلوج کر دیا گیا ہے۔ یہ امریکہ کہاں سے ہمارا دوست ہے جس کی جنگ ہم لڑ رہے ہیں، اس پر ایک وقت مقرر کیا جائے تاکہ اسمبلی کے اندر بحث ہو سکے۔ یہ مرکزی یا صوبائی معاملہ نہیں بلکہ یہ پورے پاکستان کا معاملہ ہے۔ آج energy کی وجہ سے، gas shortage کی وجہ سے اس تپتپاتی گرمی میں بچے مر رہے ہیں اور ہم ان کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ اس کے لئے کوئی طریق کار اختیار کریں- آپ کی بات سنی گئی ہے لیکن اگر آپ اس پر کارروائی کروانا چاہتے ہیں تو پھر ضابطے کے مطابق آئیں-

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر-

جناب سپیکر: جی-

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس اسمبلی کی روایات ہیں کہ اس طرح کی باتوں کا پوائنٹ آف آرڈر لیا جاتا ہے اور سپیکر اسے take up کر لیتے ہیں کیونکہ یہ بہت ہی اہمیت کا حامل معاملہ ہے- یہ صرف وفاقی حکومت کا project نہیں بلکہ پورے ملک کا ہے- پورے ملک میں energy crisis ہیں لیکن اس میں یہ بھی proper طریقہ رہا ہے کہ اس طرح کے serious معاملات کو پوائنٹ آف آرڈر پر take up کیا گیا ہے اور سپیکر نے اس پر ruling دے کر اسے discuss بھی کروایا ہے پھر اس پر وفاقی حکومت کو قرارداد بھیجی گئی ہے- میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس ہاؤس سے قرارداد پاس کی جائے یا ہاؤس کا consensus develop کر کے ایک message چلا جائے گا تو پھر یہ وفاقی حکومت کے لئے اہمیت کا حامل ہو گا اور جو اس پر قدغن لگانے کی کوشش کر رہے ہیں یا اسے ناکام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ان کے لئے بھی message ہو گا کہ پنجاب کی عوام اور پاکستان کی عوام جو اس energy crisis کو face کر رہے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ ایران کے ساتھ جو گیس کا منصوبہ ہے اور اس پر agreement بھی ہو چکا ہے اس کو through کیا جائے- یہ منصوبہ عام آدمی اور پاکستان کی اہمیت کا حامل ہے اور پنجاب کے عوام کی طرف سے یہ ایک بہت ہی بہترین پیغام جائے گا-

جناب سپیکر: شکریہ- جی، رانا صاحب!

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر-

جناب سپیکر: پلیز! آپ تشریف رکھیں-

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں کوئی شبہ نہیں کہ واقعی یہ انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے اور اس سے ہر پاکستانی کا concern ہے- اس میں وفاقیت یا صوبائیت کی تفریق کرنا بھی مناسب نہیں ہے لیکن ان دوستوں سے میری گزارش ہو گی کہ یہ سب مل بیٹھیں اور ایک اچھا

well worded Resolution بنالیں۔ آج توcut motions اور بجٹ پرvoting ہونی ہے۔ یہ قرار داد لے آئیں تو اس پر بحث ہو جائے گی۔ تمام ممبران جو بھی اس پر اظہار خیال کرنا چاہیں گے وہ ہو جائے گا اور اس کے بعد ہم اسے پاس کر کے وفاقی حکومت کو بھیجیں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کا ایک بڑا بہتر affect ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک بات ہے۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں آپ سے گزارش کروں؟

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! میں جو بات کر رہا ہوں اس کا تمام ممبران کی صحت اور زندگی سے تعلق ہے اس لئے پہلے ذرا میری بات سن لیں۔ ہمارے جو ممبران ہوسٹل میں رہتے ہیں وہاں سروسز ہسپتال سے ڈاکٹر کی ڈیوٹی لگتی ہے۔ میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ ایک ڈاکٹر دن کو آتا ہے اور ایک شام کو آتا ہے۔ جو ڈاکٹر صاحب شام کو آتے ہیں وہ Eye Specialist ہیں۔ انہیں eyes کا پتا ہے جبکہ وہاں general medicine کے ڈاکٹر کی ڈیوٹی ہونی چاہئے۔ اس سے کسی بھی ممبر کی زندگی کو خطرہ ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا point note کر لیا ہے. Directed

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! گیس سے متعلقہ ہالبروک کی بات کی گئی ہے کہ اس نے پاکستان کو ایران سے گیس خریدنے سے روکا ہے۔ میری گزارش ہے کہ گیس کی خریداری کے ساتھ ساتھ بجلی کی خریداری سے بھی روکا گیا ہے۔ اگر ایران سے بجلی کی خریداری نہ روکی جاتی تو اب تک بجلی کی لوڈشیڈنگ ختم ہو گئی ہوتی لہذا اسے بھی قرار داد میں شامل کیا جائے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پیر ولایت شاہ کھگہ صاحب! مجھے نہیں پتا کہ آپ کی تحریک التوائے کار کا کیا بنا ہے؟ آپ اس کا کیا کرنا چاہتے ہیں؟

قادر آباد فارم ضلع ساہیوال میں نایاب اور قیمتی جانوروں کی چوری

(۔۔۔جاری)

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں تو کافی دیر سے آپ کی وساطت سے شور ڈال رہا ہوں۔ رانا صاحب نے بھی کئی دفعہ وعدہ کیا ہے لیکن اس پر کوئی پیشرفت نہیں ہوئی۔ مجھے تو ایسے لگتا ہے کہ یہاں پر جو ساری کارروائی ہو رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ تحریک التوائے کار نمبر 612/09 ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں تھوڑی سی گزارش کر لوں اس کے بعد رانا صاحب فرمادیں۔

جناب سپیکر: آپ پہلے ان کی بات سن لیں اگر اس سے آپ کو اطمینان نہ ہو تو پھر بات کر لینا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! یہ انتہائی قیمتی جانور تھے جو farm سے چوری ہوئے اس کے بعد ان کا مقدمہ درج ہو گیا لیکن شاہ صاحب کے version کے مطابق اس کی تفتیش بہتر نہیں ہوئی اور وہ جانور برآمد نہیں کئے گئے۔ اس سلسلے میں جو بھی investigation report ہے متعلقہ ڈی پی او یا ایس پی انوسٹی گیشن کو بلا لیتے ہیں اور ساتھ انہیں پابند بھی کرتے ہیں کہ وہ شاہ صاحب سے بھی رہنمائی حاصل کریں اور اس case میں جو پیشرفت ممکن ہے وہ کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب اس تحریک کو مزید pending رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس میں مقدمہ درج ہو چکا ہے اگر investigation میں کوئی lapses ہیں تو وہ ان کو بٹھا کر دور کراتے ہیں بلکہ یہ بھی ساتھ اس چیز کو pursue کریں اور یہ جانور برآمد ہوں۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں رانا صاحب کا احترام کرتا ہوں۔میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ تحریک پچھلے سال سے چل رہی ہے لیکن اس میں ذرا بھر بھی پیشرفت نہیں ہوئی لہذا اسے dispose of نہ کروائیں۔

جناب سپیکر: اس کی رپورٹ within a week پیش ہونی چاہئے۔

پیر ولایت شاہ کھگہ: میری گزارش تو سن لیں۔

جناب سپیکر: میں نے کہہ دیا ہے کہ ایک ہفتے کے اندر اندر مکمل رپورٹ پیش کریں۔

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میری بات سن لیں۔میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں ایک سال میں کیا ہوا ہے؟ ابھی تک اس میں کوئی پیشرفت نہیں ہوئی اور انہوں نے انتہائی ناقص افسر کو تفتیشی لگایا ہوا ہے۔وہ تو پیروں کے پیچھے پھر رہا ہے کہ مجھے بتائیں کہ ان کا کھوج کہاں گیا ہے؟ وہاں پر یہ تفتیش ہو رہی ہے۔مجھے انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس بارے میں پہلے بھی کافی بات ہوئی ہے لیکن مجھے تو ایسے لگ رہا ہے کہ ہم یہاں پر جو آپ کے سامنے اپنی عرض پیش کرتے ہیں اس کا نیچے کوئی اثر ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی نہیں۔اللہ کے فضل سے ایسے نہیں ہو گا۔

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ آپ اسے کمیٹی کے پاس بھیج دیں تا کہ وہ اسے thrash out کر لے۔

جناب سپیکر: بعد میں دیکھیں گے اگر ضرورت ہوئی تو پھر بنائیں گے۔

پیر ولایت شاہ کھگہ: مہربانی۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 633/09 جناب شہر یار ریاض کی طرف سے ہے۔جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کیا یہ move ہو چکی ہے یا ابھی ہونی ہے؟

جناب سپیکر: یہ move ہو چکی ہے۔یہ بڑی دیر کی ہے۔آپ نے اس کا جواب دینا تھا۔

راولپنڈی کی اناسی کنٹریکٹ خواتین لیکچراروں کو مستقل کرنے کا مطالبہ

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان) جناب سپیکر! محکمے کی طرف سے جو جواب موصول ہوا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ محکمہ تعلیم نے اناسی خواتین لیکچراروں کو مستقل کرنے سے متعلق ایک سمری ارسال کی تھی لیکن اس پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہ فرمایا ہے کہ اس کا حتمی فیصلہ ہونے تک اسے pending رکھا جائے۔ حکومت پنجاب نے سکیل نمبر 1 تا15 تک کے ملازمین کو مستقل کر دیا ہے لیکن لیکچرار کے بارے میں ابھی احکامات / فیصلہ نہ کیا گیا ہے۔ اس پالیسی کے اعلان کے بعد محکمہ تعلیم نے ان تمام لیکچراروں کو مستقل کرنے کے بارے میں2009-12-3 کو دوبارہ سمری بھجوائی ہے۔ اس سلسلے میں یہ گزارش ہے کہ 1 سے 15 سکیل کے ملازمین کو تو مستقل کر دیا گیا ہے لیکن اس سے اوپر جو کنٹریکٹ ملازمین ہیں ان میں صرف ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی اناسی لیکچرار ہی نہیں بلکہ دوسرے محکمہ جات کے بھی ملازم ہیں۔ اس وقت یہ سارا معاملہ under consideration ہے اس پر جلد ہی کوئی فیصلہ کر کے اس کے مطابق اس معاملے کو dispose of کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اسے dispose of کر دیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جی، اسے dispose of کر دیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔

چودھری محمد ایاز: جناب سپیکر! میری یہ درخواست ہو گی کہ یہ کافی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے۔ اس وقت mover یہاں پر موجود نہیں ہیں کیا معلوم کہ وہ اس جواب سے مطمئن ہوتے ہیں یا نہیں لہذا مہربانی کر کے اس تحریک کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ یہ اب pending نہیں ہو گی۔ اب تو یہ dispose of ہو چکی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر884/09 ملک محمد عامر ڈوگر اور علی حیدر نور خان نیازی کی ہے۔ یہ تحریک اس اجلاس تک کے لئے pending کروائی گئی تھی۔ راناصاحب! بتائیں اس کا کیا کرنا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس وقت دونوں mover صاحبان موجود نہیں ہیں لہذا آپ اس کو اگلے اجلاس تک یا next week تک pending فرمالیں تاکہ ان کی موجودگی میں اس کا جواب دیا جاسکے اور ان کے اطمینان سے متعلق بھی معلوم ہو سکے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے اس تحریک کو next session تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک جناب محمد محسن خان لغاری کی طرف سے ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کو pending کر لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): : جی، آپ اس کو pending فرمالیں۔

جناب سپیکر: تو اس تحریک کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک چودھری ظہیرالدین صاحب کی طرف سے ہے کیا اس کو بھی pending کر لیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن کی طرف سے جتنی بھی تحاریک التوائے کار ہیں ان سب کو pending فرمالیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ چودھری ظہیرالدین خان صاحب کی تحریک کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 972، شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ move ہو چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔

ٹیکسلا انڈسٹریل اسٹیٹ اُنیس سال بعد بھی بنیادی سہولیات سے محروم

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب اس طرح سے ہے کہ سمال انڈسٹریل اسٹیٹ ٹیکسلا میں اس وقت آبادکاری کی پوزیشن کے مطابق 7عدد یونٹس مکمل ہو چکے ہیں۔ 18 کنال 8 مرلے کا پلاٹ جو کہ Wood Working Centre کے لئے ماسٹر پلان میں مختص کیا گیا تھا۔ اس کو اس وقت کے Director Estate Development and Works نے چٹھی نمبری such and such کے تحت دو پلاٹوں میں بحساب 4 کنال اور 14 کنال 8 مرلے نمبر such and such تقسیم کر دیا اور ریجنل آفس راولپنڈی کی انتظامیہ نے ان پلاٹوں کو بذریعہ نیلامی بیچ دیا۔ اس

تمام کارروائی کی منظوری اس وقت کے Managing Director صاحب نے غلط طور پر کی تھی۔یہ درست ہے کہ اس action سے Estate کے Master Plan کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ریکارڈ کے مطابق 82عدد پلاٹوں کی نیلامی کو منسوخ کیا گیا۔اس منسوخی کی بنیاد مندرجہ ذیل سات نکات پر طے کی گئی:

(1) قیمت کی عدم ادائیگی

(2) پلاٹ کی بقایا قیمت کی عدم ادائیگی

(3) Transfer Deed کی عدم رجسٹریشن

(4) Partnership Deed کی عدم فراہمی

(5) Project Building Plan کی عدم فراہمی

(6) پلاٹ کا قبضہ اور تعمیر مدت

(7) پراجیکٹ کی تعمیر میں عدم دلچسپی

منسوخ شدہ پلاٹس کے الاٹی حضرات کی درخواستوں پر محکمہ ان کے پلاٹوں کی بحالی پر غور کر رہا ہے۔Small Industrial Estate Texla کو محکمہ کی دوسری estates کی طرح رجسٹرڈ شدہ Texla Industrial Estate Allotees Association کے حوالے کرنے کے لئے کارروائی تکمیل کے مراحل میں ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!میرا خیال ہے کہ وزیر قانون صاحب نے کافی تفصیل سے جواب دے دیا ہے۔ محکمہ اس میں کارروائی کر رہا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!یہ بات بڑی خوشی کی ہے کہ میری اس تحریک کی وجہ سے کم از کم یہ تو معلوم ہوا کہ Texla Estate میں فراڈ ہوا ہے۔وزیر قانون صاحب نے admit کیا ہے کہ ہاں، حکومت نے مانا ہے کہ واقعی وہاں فراڈ ہوئے ہیں۔اب میری اس میں صرف یہ گزارش ہے کہ جن لوگوں کے پلاٹس منسوخ ہوئے ہیں ان کے بارے میں کوئی فیصلہ کیا جائے۔وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ ہم اس معاملے کو دیکھ رہے ہیں۔ دوسرا ابھی تک Resident Director Rawalpindi کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی ،وہ ہونی چاہئے۔یہ self finance کی scheme تھی۔یہ ان

لوگوں کی اپنی سکیم تھی۔اس کو ان لوگوں کے ہی حوالے کر دیا جائے۔وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ ابھی ہم اس processسے گزر رہے ہیں۔ آپ صرف یہ directionدے دیں کہ وہ process جلد از جلد مکمل کر کے ان لوگوں کو ان کے پلاٹس دے دیئے جائیں تا کہ یہ self financeسے اس کو بنائیں۔اس میں حکومت کی کوئی involvement نہیں تھی۔ آپ صرف وزیر قانون صاحب کو یہ directionدے دیں۔

جناب سپیکر: راناصاحب!کیا آپ نے شیخ صاحب کی بات سن لی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر!اس میں alloteesکی جو associationہے ان کے ساتھ M.O.Us signہو گیا ہے۔اس کی کاپی میرے پاس ہے اور جلد ہی یہ معاملات ان کے سپرد کر دیئے جائیں گے۔اس کے بعد اس میں جو فراڈ یا malpracticeہوئی ہے اس بارے میں وہ associationکارروائی کرنے کی مجاز ہوں گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اس یقین دہانی کے ساتھ اگر آپ اس کو dispose ofکر دیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔میں آپ کی اجازت سے ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اس تحریک کو dispose ofکیا جاتا ہے۔ شیخ صاحب! آپ مزید کیا کہنا چاہتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میری ایک قرار داد ہے۔ آج سے کچھ عرصہ پہلے جب ایران کے خلاف، پابندیوں کے خلاف U.N.O میں moveہوا تھا تو میں نے اُس وقت پڑھا تھا کہ پاکستان کا معاملہ بھی وہاں پر زیر بحث آیا تھا۔اسی وقت میں نے ایک قرار داد آپ کی خدمت میں بھیجی تھی۔وہ قرار داد ریکارڈ پر موجود ہے۔ آج جو یہ بات ہوئی ہے یہ انتہائی اہم ہے۔ آپ صرف یہ مہربانی کر دیں کہ اس قرار داد کو out of turn take up کر لیں۔ آپ اس کی wording سنا دیں۔میں نے اس وقت یہی عرض کیا تھا کہ اس حوالے سے ہمیں فوری طور پر قرار داد لانی چاہئے لیکن اس وقت اجلاس نہیں ہو رہا تھا تو میں آج جناب کے علم میں یہ بات لا رہا ہوں کہ وہ قرار داد ریکارڈ میں موجود ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، اجلاس کے بعد جب آپ تشریف لائیں گے تو ہم اس کو نکلوا کر دیکھ لیں گے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر983 ہے۔ یہ بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ پی سی ایس افسران کا مسئلہ ہے۔ یہ بڑا burning issue ہے۔ دل سے تو آپ بھی اس میں میرے ساتھ ہیں لہٰذا مہربانی کر دیں۔

پی سی ایس اور ڈی ایم جی کے افسران کی پروموشن میں تفاوت کی وجہ سے پی سی ایس افسران کو پریشانی کا سامنا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! واقعی یہ بڑی اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔ اس حوالے سے چیف سیکرٹری صاحب نے ایک کمیٹی تشکیل دی تھی جس نے پی۔ سی۔ ایس افسران کے grievances کو سننے کے بعد ان کو resolve کرنا تھا۔ جب یہ کمیٹی constitute ہوئی تو اس پر پہلا اعتراض یہ آیا کہ اس کمیٹی میں پی۔ سی۔ ایس افسران کی association کی نمائندگی نہیں ہے۔ اس حوالے سے میں نے چیف سیکرٹری صاحب سے بات کی تھی اور انہوں نے P.C.S association کے صدر مسٹر منظور حسین ناصر کو بھی اس کمیٹی کا ممبر نامزد کر دیا تھا۔ اس کمیٹی کی رپورٹ ابھی تک موصول نہیں ہوئی۔ میرا خیال ہے کہ اس تحریک کو آپ دو دن کے لئے pending فرمالیں، میں اس کی رپورٹ منگوالیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس تحریک کو for one week pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک محترمہ فرح دیبا صاحبہ کی طرف سے ہے۔ یہ بھی پڑھی جا چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔

کیبل پر انڈین فلموں کی نمائش اور 65 فیصد انٹرٹینمنٹ ڈیوٹی عائد ہونے سے پاکستانی فلم انڈسٹری کو مشکلات کا سامنا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک میں جو معاملہ معزز محرک نے اٹھایا تھا وہ تقریباً resolve ہو چکا ہے۔اس تحریک میں سینما گھروں پر لگنے والے Entertainment Tax کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔انہوں نے مطالبہ کیا تھا کہ اس کو exempt کر دیا جائے یا اسے further تین سال کے لئے exemption دے دی جائے تو further تین سال کے لئے اس کو exempt کر دیا گیا ہے۔اس کی پہلے ratio 65 percent تھی جبکہ اب محکمہ اس ratio کو بھی کم کرنے پر غور کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک طاہر احمد سندھو صاحب کی طرف سے ہے۔کیا طاہر احمد سندھو صاحب تشریف رکھتے ہیں؟ وہ تشریف نہیں رکھتے، چلیں اس کو pending کرتے ہیں اگلی تحریک نمبر 10/95 مہر اشتیاق صاحب کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو next week تک pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی. kept pending till next week اگلی تحریک نمبر 10/97، خالد امتیاز خان بلوچ کی ہے۔

حلقہ پی پی۔69 فیصل آباد کے ترقیاتی فنڈز کی خُورد بُرد

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو dispose of کر دیں کیونکہ اس میں انہوں نے جو معاملہ اٹھایا تھا Anti Corruption Department نے already اس پر کارروائی کر دی ہے تو میرے خیال میں اس کو further press کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: بلوچ صاحب ادھر کہیں ہیں؟ Disposed of اگلی تحریک 10/99، میاں نصیر احمد صاحب کی ہے۔

ماڈل کالونی والٹن لاہور میں کھدائی کے دوران سوئی گیس کے اخراج کی شکایت

پر عملہ کا بروقت ایکشن نہ کرنے سے ایک ہی خاندان کے پانچ افراد کی ہلاکت

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایک حادثہ پیش آیا تھا جس کے متعلق میاں نصیر احمد صاحب نے یہ مؤقف اختیار کیا تھا کہ محکمہ سوئی گیس کی نا اہلی کی وجہ سے یہ حادثہ پیش آیا ہے تو ان کا یہ مطالبہ تھا کہ اس سے جو family متاثر ہوئی ہے محکمے کی طرف سے انہیں compensation دی جائے تو محکمے کی طرف سے 25 لاکھ روپے compensation دی جا چکی ہے تو میرا خیال ہے کہ اس کو dispose of کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کو شاباش دی جاتی ہے اور اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! ان کو deadline دی گئی ہے اس میں ان کا ابھی guardian مقرر ہونا ہے اور کچھ Death Certificates بننے ہیں۔ اگر رانا صاحب مناسب سمجھیں تو ایک مہینے کا ٹائم اور دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمے نے باقاعدہ in writing رقم مختص کر دی ہے۔ اب اس کی وارث ایک بچی ہے اور وہ نابالغ ہے تو اس لئے guardian مقرر ہونے کے بعد رقم اس کے account میں transfer ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کی ہے وہ تو عدت میں ہیں اس کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک نمبر 745، سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے۔

گورنمنٹ ہائی سکول امیر اتیجیکا ضلع اوکاڑہ کے پلے گراؤنڈ پر بااثر افراد کا ناجائز قبضہ

سردار خالد سلیم بھٹی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول امیر اتیجیکا ضلع اوکاڑہ کے Play ground کی زمین 24 کنال 16 مرلے (تین ایکڑ) وہاں کی چند سیاسی شخصیات نے قبضہ کر کے اسے کاشتکاری کے لئے ٹھیکہ پر دے دیا ہے۔ اس بااثر قبضہ

گروپ میں بعض سرکاری افسران شامل ہیں جو اعلیٰ عہدوں پر Security Forces میں ملازم ہیں۔ Play ground پر قبضہ ہونے کے باعث بچوں کے کھیل اور دیگر مشاغل متاثر ہو رہے ہیں۔ یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا اس کو آپ next week تک pending فرمادیں اور اگلی تحریک بھی سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے اس کو یہ take up کرلیں کیونکہ اس تحریک کا جواب میرے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک نمبر814، سردار خالد سلیم بھٹی صاحب!

گورنمنٹ گرلز مڈل سکول عظیم آباد چک نمبر EB/441 تحصیل بورے والا کے سکول پر بااثر افراد کے ناجائز قبضے سے سکول کی توسیع میں رکاوٹ

سردار خالد سلیم بھٹی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول عظیم آباد چک نمبر EB/441 تحصیل بورے والا کا کل رقبہ 68 کنال ہے۔ اس کے front پر 10 آدمیوں نے ناجائز قبضہ کر لیا ہے جس کو تحصیل ناظم نے کچی آبادی declare کر دیا ہے جس کی وجہ سے سکول کی انتظامیہ بے بس ہو گئی ہے اور اہل علاقہ یہ معاملہ D.C.O کے علم میں لائے لیکن کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ یاد رہے کہ اہل علاقہ نے اس سکول کو، جو پہلے پرائمری سکول تھا، بڑی تگ ودو کے بعد مڈل سکول تک upgrade کروایا تاکہ ان کی بچیاں دور دراز جانے کی بجائے اس سکول میں تعلیم جاری رکھ سکیں۔ اب سکول upgrade ہوا ہے تو اس کی مزید توسیع کے لئے عمارت کی ضرورت تھی لیکن چند بااثر افراد نے مقامی انتظامیہ سے ملی بھگت کر کے سکول کے front پر قبضہ کر کے وہاں construction کر لی ہے اور اب موقع پاتے ہی اسے کچی آبادی declare کروانے میں کامیاب ہو گئے ہیں جو اس سکول کی بچیوں کے حصول تعلیم کے لئے رکاوٹ ہے۔ اب عمارت کی توسیع ہو سکتی ہے نہ ہی سکول میں کوئی

تفریح اور sports کے لئے کوئیground ہے۔ اس صورتحال سے اہل علاقہ میں سخت بے چینی اور پریشانی کے جذبات پائے جاتے ہیں۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو جواب موصول ہوا ہے اس کے مطابق توEducation Departmentکا مؤقف یہ ہے کہ یہ جگہ سکول کی ہے اور اس کا ناجائز قبضہ ختم کرانے کے لئے تحرک کر رہے ہیں لیکنD.G. Kachi Abadies کی طرف سے جو جواب موصول ہوا ہے اس کے مطابق وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اس جگہ پر 44 کے قریب گھر آباد ہیں اس کا سروے ہو چکا ہے اور یہ کچی آبادی ہے تو اس حساب سے اس کچی آبادی کے غریب لوگوں کو وہاں سےbulldoze کر کے یہ زمین حاصل کرنا اس وقت ممکن نہیں ہے کیونکہ یہalready in process ہے یا تو ان لوگوں کو قائل کر کے وہاں سے اٹھا کر کسی اور جگہ پر بٹھایا جائے یا پھر سکول کو کوئی متبادل جگہ دی جائے تو اس قاضیے میں یہ معاملہ اس طرح سےcomplicated ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! ڈی ای (آر) نے اس کی cancellation کے لئے فائل سیکرٹری کالونیز کو بھجوا دی ہے ابھی اس پر کوئی کارروائی نہیں ہو رہی۔ عظیم آباد بورے والا شہر کی اہم جگہ پر یہ سکول ہے اس پر چند آدمیوں نے قبضہ کیا ہے، یہ کوئی اتنا مشکل نہیں ہے آپ بچیوں کے مستقبل کو مد نظر رکھتے ہوئے ان سے قبضہ واگزار کروائیں تا کہ بچیاں اس سکول میں properتعلیم حاصل کر سکیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسے سردار صاحب فرما رہے ہیں اگر تو چند لوگوں نے قبضہ کیا ہوا ہے تو پھر کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن اگر کوئی غریب لوگ اپنی جھگیاں یا چھوٹے گھر بنا کر بیٹھے ہیں تو پھر وہ انسانی ہمدردی کا معاملہ ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! ایسا بالکل نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Local Administration کی رپورٹ تو آپ کے سامنے ہے، آپ اس معاملے کو بے شک Standing Committee Education کے سپرد کر دیں، وہ موقع visit کر کے اس بات کا تعین کر لیں۔

جناب سپیکر: آپ نے جو فرمایا ہے اور جو آپ نے پڑھا ہے وہ انھوں نے بھی سن لیا ہے اور میں نے بھی سن لیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر وہاں پر غریب لوگ بیٹھے ہیں اور کسی کے پاس ایک مرلہ یا کسی کے پاس دو مرلے ہیں تو پھر میں سردار صاحب سے درخواست کروں گا کہ یہ اس کا کوئی متبادل تلاش کریں۔ اگر رپورٹ یہ آئے کہ وہاں پر دو تین آدمیوں نے اس قیمتی جگہ پر قبضہ کیا ہوا ہے تو پھر ضرور اس کو واگزار کروایا جائے گا۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! انشاء اللہ یہی بات بالکل صحیح ہو گی آپ اس کی انکوائری کروا لیں۔

جناب سپیکر: یہ معاملہ ایجوکیشن کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ وہ اس کی انکوائری کر کے رپورٹ پیش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ موقع پر جا کر visit کر لیں اور اس کی رپورٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: یہ انکوائری کمیٹی کو نہیں جا سکتی اس پر محکمے کے ذریعے محکمانہ انکوائری کروا لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمے کا اپنا مؤقف ہے اور کچی آبادی کے محکمے کا اپنا مؤقف ہے۔

جناب سپیکر: یہ معاملہ کمیٹی کو جانے دیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ دو معزز ممبران کے ساتھ سردار صاحب کو شامل کر کے ان کی ذمہ داری لگا دیں یہ وہاں سے رپورٹ لے آئیں تاکہ ان دونوں مؤقف میں سے جو درست ہو گا اس پر عملدرآمد کروا لیں گے۔

جناب سپیکر: ایک تو یہ ہو گئے۔۔۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! آپ اس معاملے کی انکوائری C.M.I.T کو بھجوادیں اور 30 دن کی میعاد دے دیں۔ یہ ایجوکیشن والوں سے مسئلہ حل نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: اس میں میرا اختیار نہیں ہے، C.M.I.T میں انکوائری بھجوانے کا اختیار وزیر اعلیٰ صاحب کا ہے۔ ہم آپ کی request وہاں بھجوا سکتے ہیں۔

سردار خالد سلیم بھٹی: آپ اُدھر بھجوادیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: یہ سکول کا مسئلہ ہے اور یہ بچیوں کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، ہم ان کو کہہ دیتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! آپ گورنمنٹ کو direction دے سکتے ہیں کہ وہ C.M.I.T کو یہ انکوائری بھیجیں کہ وہ انکوائری کر کے رپورٹ آپ کو بھیجیں۔

جناب سپیکر: جی، اسی طرح ہو جائے گا۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! اس کی تیس دن کی میعاد مقرر کر دیں۔

جناب سپیکر: تیس دن ٹھیک ہیں۔

چودھری محمد ارشد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری محمد ارشد: جناب سپیکر! آپ سے request کرنی تھی کہ اپوزیشن کو منانے کے لئے جانے والی کمیٹی لاپتا ہو گئی ہے۔ اس کا پتا کرنے کے لئے ایک اور کمیٹی بنائی جائے۔

جناب سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ اب ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔ جی، چوہان صاحب!

گوجرانوالہ شہر آبادی کے لحاظ سے صحت کی سہولتوں سے محروم ہونے کی وجہ سے لوگوں کو پریشانی کا سامنا

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گوجرانوالہ ملک کا آبادی کے لحاظ سے پانچواں اور صوبہ پنجاب میں آبادی کے لحاظ سے تیسرا بڑا شہر ہے جس کی آبادی بیس تیس لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ اس شہر میں صرف ایک D.H.Q ہسپتال ہے جہاں نہ صرف اس ضلع کے لوگ بلکہ سیالکوٹ حافظ آباد اور دیگر اضلاع کے لوگ بھی علاج معالجہ کی سہولت حاصل کرتے ہیں جبکہ اس ضلع سے آبادی اور رقبہ کے لحاظ سے کم اضلاع ملتان، بہاولپور، رحیم یار خان اور راولپنڈی میں دو سے تین ہسپتال قائم ہیں بلکہ ان میں میڈیکل کالج بھی قائم ہیں۔ سابق دور حکومت میں اس D.H.Q ہسپتال کا درجہ بڑھانے اور اس میں میڈیکل کالج بنانے کا منصوبہ بنایا گیا تھا مگر اس منصوبہ پر عملدرآمد نہ ہوا۔ اس ہسپتال میں بھی جدید طبی سہولیات اور مشینری نہ ہے جس کی وجہ سے اکثر مریض لاہور علاج کے لئے آتے ہیں ان کو علاج کے علاوہ سفری اور رہائش کے اخراجات بھی برداشت کرنا پڑتے ہیں جس کی وجہ سے اس ضلع کی آبادی میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک pending کرتے ہیں آپ اس کا جواب منگوا لیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ مختلف تحاریک التوائے کار دی جاتی ہیں۔ اسی طرح وقفہ سوالات کے بارے میں بھی ایک مسئلہ ہے کہ سردار خالد سلیم

صاحب کی طرف سے جو تحریک التوائے کار پیش کی گئی انھوں نے یہ10۔نومبر2009کو جمع کروائی تھی اور اس کی باری جون2010 میں آ رہی ہے۔اس دوران قبضہ گروپ مکان کیا وہاں پر پلازے بھی تعمیر کر سکتا ہے تو میری یہ تجویز ہے کہ اس کو بہتر بنانے کے لئے ہرsessionکے اندر نئے سرے سے تحاریک التوائے کار جمع کی جائیں اور جبsessionختم ہو تو اس کے ساتھ ہی وہlapseہو جائیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ بہت شکریہ۔ اب رانا بابر صاحب کی تحریک التوائے کار ہے، تشریف نہیں رکھتے۔اگلی تحریک التوائے کار بھی رانا بابر صاحب کی ہے، تشریف نہیں رکھتے انھیں next week کے لئےpendingکرتے ہیں۔ اگلی تحریک محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی ہے، وہ بھی تشریف نہیں رکھتیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر رانا بابر حسین ایم پی اے ایوان میں داخل ہوئے)

جناب سپیکر: رانا بابر صاحب! آپ کی دو تحاریک التوائے کار ہیں کیا یہ پہلے پڑھی جا چکی ہیں؟

رانا بابر حسین: جناب سپیکر! نہیں پڑھیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ اپنی تحریک التوائے کار نمبر823پڑھیں۔

پیر ووال خانیوال میں جنگلات کے لئے مختص اراضی خلیجی ریاست کو لیز پر دینے پر عوام کا احتجاج

رانا بابر حسین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پیر ووال خانیوال میں محکمہ جنگلات کی ہزاروں ایکڑ اراضی ایک خلیجی ریاست کو رائس فارم کے قیام کے لئے لیز پر دی جا رہی ہے جبکہ یہ اراضی جنگل کے لئے مختص ہے اور اس پر مختلف قسم کے درخت لگے ہوئے ہیں۔ سابق ادوار میں بھی اسی جنگل کی سینکڑوں ایکڑ اراضی غیر قانونی طور پر مسلح افواج، محکمہ بلدیات اور فشریز کو منتقل کی گئی ہے اور محکمہ مال خانیوال نے کافی اراضی غیر قانونی طور پر چند بااثر افراد کو الاٹ کر دی ہے۔ یہ جنگل14000ایکڑ پر قائم کیا گیا تھا اور اب صرف اس جنگل کا رقبہ2800ایکڑ رہ گیا ہے۔ ہمارے صوبہ اور ملک میں روز بروز جنگل کی تعداد کم ہو رہی ہے جس کی وجہ سے فضائی آلودگی میں

اضافہ ہو رہا ہے۔اس رقبہ کی الاٹمنٹ سے مزید فضائی آلودگی بڑھے گی۔جس کی وجہ سے نہ صرف ضلع خانیوال بلکہ صوبہ پنجاب کی عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے اجلاس تک pending کیا جاتا ہے۔اس وقت تک اس کا جواب آجائے گا۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 826 بھی رانا بابر حسین صاحب کی ہے جی، رانا صاحب!

L-15 نہر بائی پاس تا منوں وال ٹیکسٹائل ملز بائی پاس روڈ میاں چنوں کا نام غیر معروف شخصیت کے نام سے منسوب کرنے کی کوشش

رانا بابر حسین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں نے جولائی 2008 میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو میاں چنوں شہر سے گزرنے والی سابقہ جی ٹی روڈ L-15 نہر بائی پاس تا منوں وال ٹیکسٹائل ملز بائی پاس تک روڈ کی دو رویہ تعمیر کے لئے درخواست دی جس پر وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ نے مراسلہ نمبر 4633 کے تحت ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر خانیوال کو اس منصوبہ پر عملدرآمد کے لئے رپورٹ طلب کی، میری ایک درخواست پر وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ نے نومبر 2008 مراسلہ نمبر 1360 کے تحت اس سکیم کی feasibility report محکمہ مواصلات و تعمیرات کو بنانے کی direction دی اور اس feasibility report کو مزید کارروائی کے لئے محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ پنجاب کو ارسال کرنے کا کہا۔ یہ منصوبہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ/ خادم اعلیٰ پنجاب کے احکامات کی تعمیل میں مالی سال 09-2008 کے بجٹ میں approved ترقیاتی سکیم میں شامل ہوا اور موجودہ مالی سال 10-2009 کے بجٹ میں باقاعدہ منظور شدہ منصوبہ جات کی لسٹ میں شامل ہے۔اس سکیم پر زور و شور سے موقع پر کام شروع ہے مگر اب سیاسی اور فصلی بٹیرے جن کا پچاس سال سے کام ہی یہ ہے کہ دوسرے کے کاموں پر اپنی سیاست چمکانا اور عوام کو دھوکا دے کر اپنے آپ کو عوام کا خادم ثابت کرنا ہے۔انہوں نے اس روڈ کا نام اپنے مرحوم والد کے نام پر منسوب کرنے کے لئے بھاگ دوڑ شروع کی ہوئی ہے اور باقاعدہ پرائم منسٹر ہاؤس سے directive جاری کروا کر پنجاب حکومت

پر پریشر ڈال رہے ہیں کہ اس روڈ کا نام تبدیل کر کے ان کے والد کے نام پر رکھا جائے۔اس سارے کام میں ان کو ان کے بھائی جو محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات بورڈ پنجاب میں ممبر انفراسٹرکچر ہیں، کی support حاصل ہے۔حالانکہ یہ ایک سرکاری ملازم ہے مگر یہ سرکاری ملازمت کی بجائے اپنے بھائی کی lobbing میں مصروف ہے اور دن رات اپنے بھائی کی خاطر ایک کر رکھا ہے۔یہ سرکاری ملازم اس روڈ کا نام تبدیل کروانے کے لئے بھی اپنا سرکاری اثر ورسوخ استعمال کر رہا ہے اور حکومت پنجاب کے متعلقہ محکمہ جات پر اپنے عہدے کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اثر انداز ہونے کی کوشش کر رہا ہے۔اگر دیکھا جائے تو اس روڈ کا نام سابق وزیر اعلیٰ پنجاب "جناب غلام حیدر وائیں مرحوم" کے نام سے ان کے ملک، صوبہ پنجاب خاص کر میاں چنوں تحصیل کی عوام کے لئے سیاسی، سماجی اور ڈویلپمنٹ کے کاموں کے لئے کی گئی کوششوں کے سلسلہ میں رکھا جانا چاہئے مگر اس طرف حکومت پنجاب یا ضلعی انتظامیہ خانیوال اور ٹی ایم اے میاں چنوں کوئی کارروائی نہ کر رہی ہے بلکہ ایک ایم این اے جو مرحوم کی زندگی میں کبھی بھی اس حلقہ سے ان کی مقبولیت کی وجہ سے کامیاب نہ ہو سکا تھا متعدد دفعہ مرحوم سے جنرل الیکشن میں ہارا تھا، عوام کی نظروں میں اپنے آپ کو اچھا ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔اس طرح تحصیل میاں چنوں اور ضلع خانیوال کی عوام میں اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس تحریک کو next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

رانا بابر حسین: بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ موجود نہیں ہیں۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 943 ڈاکٹر محمد اشرف چوہان صاحب کی ہے۔چوہان صاحب! اس سے اگلی تحریک نمبر 952 بھی آپ ہی کی ہے۔

سیوریج بچھانے میں تاخیر کی وجہ سے گوجرانوالہ کی سڑکوں کی خستہ حالی

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ

گوجرانوالہ شہر جو ملک کا پانچواں بڑا شہر ہے اور پنجاب کا تیسرا بڑا شہر ہونے کے علاوہ ایک بڑا انڈسٹریل شہر ہے جس کی آبادی بیس پچیس لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ اس شہر کی ہر چھوٹی اور بڑی سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ کافی سڑکیں واسا اور دیگر اداروں نے سیوریج اور واٹر سپلائی کے پائپ بچھانے کے لئے کٹ کروائی تھیں۔ سیوریج اور واٹر سپلائی کے پائپ بچھانے کے بعد ان سڑکوں کی مرمت یا تعمیر نہ کروائی گئی ہے۔ پورے شہر کی سڑکیں کھنڈرات کا منظر پیش کر رہی ہیں۔ سڑکوں پر بڑے بڑے گڑھے پڑ چکے ہیں جس کی وجہ سے گاڑیاں تو درکنار ان پر پیدل چلنا بھی مشکل ہے جس کی وجہ سے نہ صرف اس ضلع کے لوگوں کو مشکلات درپیش ہیں بلکہ باہر سے آنے والے افراد کو بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کو بھی next week کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک 952 بھی آپ کی ہے۔

وزیر اعلیٰ کی ہدایت کے باوجود صوبہ کے دور دراز اضلاع کے ہسپتال میں سپیشلسٹ ڈاکٹروں کو تعینات نہ کرنا

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ موجودہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے دور دراز کے علاقہ میں لوگوں کو صحت کی سہولیات ان کے door step پر پہنچانے کا اعلان کیا اور اس کے تحت صوبہ کے تمام پسماندہ اور دور دراز کے T.H.Qs اور DHQs میں بڑے بڑے ہسپتالوں میں تعینات پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسرز، اسسٹنٹ پروفیسرز، سرجنز اور Consultants کی ڈیوٹیاں لگائی ہیں کہ وہ مقرر کردہ ایام میں ان مخصوص DHQs اور THQs میں ڈیوٹی دیں اور مریضوں کا علاج کریں جس کے تحت سروسز ہسپتال لاہور کے ڈاکٹروں کی ایک ٹیم نے منڈی بہاؤالدین کا مورخہ 27۔اکتوبر2009 کو visit کیا۔ یہ ٹیم گیارہ سے بارہ بجے کے دوران وہاں پہنچی، وہاں یہ ٹیم آدھ سے پون گھنٹہ ٹھہری اور پھر واپس چلی آئی۔ اس ٹیم میں کوئی بھی specialist

cadreکاڈاکٹر نہ تھابلکہ ان میں زیادہ Traineeڈاکٹروں،M.Oاور SMOتھے۔اس ٹیم میں شامل ڈاکٹروں سے زیادہ اعلیٰ تعلیم یافتہ ڈاکٹر اسD.H.Q ہسپتال منڈی بہاؤالدین میں تعینات تھے جس کی وجہ سے ایم ایس،ڈی ایچ کیو ہسپتال ہذا نے اُن کو مریضوں کا علاج نہ کرنے دیا۔اس طرح یہ ٹیم صرف چائے پی کر اور بسکٹ وغیرہ کھا کر واپس چلی آئی۔اس طرح اعلیٰ ڈاکٹروں نے وزیر اعلیٰ پنجاب کے ان احکامات کو ہوا میں اُڑا دیا جس کی وجہ سے عوام میں شدید اضطراب پایا گیا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی،اس تحریک کوnext weekکے لئےpendingکیا جاتا ہے۔رانا صاحب! آپ اُس وقت تک اس کا جواب لے لیں۔اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔میں نے اپوزیشن کے ساتھیوں کو بلانے کے لئے ایک ٹیم بھیجی تھی کیا وہ آ گئے ہیں،انہیں ذرا باہر دیکھیں کہ آ رہے ہیں کہ نہیں؟ ملک ندیم کامران صاحب، دوست محمد کھوسہ صاحب اور مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب ان تینوں حضرات میں سے کوئی ادھر موجود ہیں تو اس حوالے سے مجھے بتائیں۔خیر سے ٹیم آ گئی ہے اور خیر کی خبر ہی لانا۔راجہ ریاض صاحب! آپ ٹیم میں شامل نہیں تھے؟ میں نے تو آپ کو یہاں سے شامل کر کے بھیجا تھا۔

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! کائرہ صاحب گئے تھے۔

جناب سپیکر: اچھا،ٹھیک ہے۔جی،ملک ندیم کامران صاحب!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ہم آپ کے حکم کے تحت اور ہاؤس کی خواہش کے مطابق چار لوگ گئے تھے جس میں میاں مجتبیٰ صاحب، سردار دوست محمد کھوسہ صاحب اور تنویر اشرف کائرہ صاحب بھی ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ہم نے کوئی آدھا گھنٹہ ان سے بات کی ہے اور تمام معاملات پر اُن سےrequestکی ہے کہ کوئی اچھا تاثر پنجابlevelپر نہیں جائے گا۔آپ کے حلقے والے لوگ بھی اسے دیکھ رہے ہیں اور پورا پنجاب دیکھ رہا ہے اور یہ ایک اچھاgestureہوتا ہے کہ جب وزیر خزانہ اپنی wind up speechکریں تو وہاں پر آپ کا ہونا بہت ضروری ہے لیکن میں افسوس کے ساتھ یہ کہنا چاہتا

ہوں کہ وہ ابھی اپنی اس بات اور موقف پر قائم ہیں اور وہ آج یہاں پر تشریف نہیں لا رہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ کارروائی آگے بڑھائیں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! آپ بتائیں کیونکہ ان کی کٹوتی کی تحاریک ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جن صاحبان کو آپ نے بھیجا تھا تو انہوں نے پورے خلوص نیت کے ساتھ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ان کے ساتھ فائنل بات کر کے آگئے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! نہیں۔ فائنل تو نہیں ہے بلکہ یہ اپنے طور پر۔۔۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! مذاکرات ان سے ابھی بھی چل رہے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ اس ہاؤس کی بہتری کے لئے وہ تشریف لے آئیں گے لیکن جیسا کہ ملک صاحب نے یہاں پر عرض کیا ہے کہ فی الحال وہ اس چیز پر بضد ہیں کہ ہم ہاؤس کے اندر نہیں آئیں گے۔

جناب سپیکر: وہ ڈیمانڈ کیا کرتے ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! ان کی پہلے بھی رانا صاحب کے ساتھ بات ہوئی ہے تو وہی ان کی ڈیمانڈ ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! What we should do now?

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ جن معزز صاحبان کو بھیجا تھا تو انہوں نے بھی کافی دیر ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کی ہے اور اس سے پہلے آپ

کےchamber میں ہماری بھیLeader of the Opposition اور محترم محسن لغاری صاحب سے بات ہوئی تھی اور وہاں پر میں نے ایک تجویز رکھی تھی کہ جو بھی کل واقعہ پیش آیا ہے اور اس طرح کے واقعات 371 معزز ممبران کے ہاؤس میں بعض اوقات بعض دوستوں سے کسی بات میں تجاوز ہو جاتا ہے لیکن ہمیشہ اسے درگزر اور wiseness سے resolve کیا گیا ہے اور کبھی بھی کوئی آدمی اس بنیاد پر اپناrole جو اس کے حلقے کے لوگوں نے اسے تفویض کیا ہے، جس کاmandate اس کے پاس ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پیچھے ہٹنے یا انحراف کرنے کا کبھی کوئی جواز نہیں ہوتا۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ اس معاملے کو آپ کے سپرد کر دیا جائے اور آپ اس سلسلے میں جو بھی فیصلہ کریں اسے ہم تسلیم کریں گے اور اسی طرح سے اپوزیشن کو بھی اور باقی پارلیمانی پارٹیاں جو اس وقت ہاؤس میں موجود ہیں وہ بھی اس معاملے کو تسلیم کریں لیکن وہ کل کے معاملے میں کوئی فیصلہ dictate کروانا چاہتے ہیں۔ وہ اس طرح سے چاہتے ہیں کہ شاید انہوں نے کوئی ایک فیصلہ کر لیا ہے کہ کل کے واقعہ کا یہی فیصلہ ہوگا اور ان کیdictation کو تسلیم کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ معزز ہاؤس ہے اور آپHouse Custodian of the ہیں تو اس کے لئے یہ رویہ قطعی طور پر مناسب نہیں ہے کہ کسی بھی واقعہ کا فیصلہ ہونے سے پہلے طے کروایا جائے کہ آپ اس کا فیصلہ اس طرح سے کریں گے تو اسی لئے ہم نے دوبارہ بھی ان دوستوں کو بھیجا تھا اور اب بھی ہماری ان سے گزارش یہ ہے کہOpposition کا کردار ہم نے نہیں دیا بلکہOpposition کاrole پنجاب کے عوام نے انہیں دیا ہے۔ یہ کردار انہوں نے ہمارے لئے ادا نہیں کرنا بلکہ پنجاب کے آٹھ کروڑ عوام کے لئے ادا کرنا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں تو ان کی پارٹی کی قیادت سے بھی یہ بات کہوں گا کہ اگر آپ نے انہیں اس قسم کی instructions دے کر بھیجا ہے کہ تم نے یہ بات کرنی ہے اور یہ نہیں کرنی، اس بات کو قطعی طور پر تسلیم نہیں کرنا تو میں ان سے بھی گزارش کروں گا کہ یہ کردار صوبہ کے 8 کروڑ عوام نے انہیں دیا ہے، پاکستان کے لوگوں نے انہیں یہ کردار دیا ہے اور انہیں یہ کردار ادا کرنا چاہئے لیکن میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ہم انہیں اس بات کا احساس دلانے کے لئے بار بار ان سے گزارش کرتے رہیں گے، بار بار ان سے request کرتے رہیں گے اور انہیں اس بات کا یقین بھی دلاتے رہیں گے کہ ہماری پارٹی کی قیادت کا اور

اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے تمام ممبران کا بھی یہ مصمم ارادہ ہے کہ نہ صرف اپوزیشن کو برداشت کریں بلکہ اپوزیشن کا احترام بھی کریں اور ان کے نقطہ نظر کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں اور اس نقطہ نظر سے رہنمائی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

جناب سپیکر! پورا میڈیا اس بات کا گواہ ہے کہ چار دنوں میں انہوں نے جو جو کہا اور بعض اوقات کافی تند و تیز باتیں بھی کیں لیکن ہماری طرف سے کسی ایک آدمی نے انہیں interrupt نہیں کیا اور ہم نے ان کی باتوں کو پورے غور اور احترام کے ساتھ سنا اور ہمارا یہ بھی مصمم ارادہ ہے کہ ہم ان سے رہنمائی حاصل کریں گے لیکن جب تک ہم ان کوششوں میں کامیاب نہیں ہوتے یا جب تک وہ اپنی leadership کے احکامات کی وجہ سے مجبور ہیں تو میری آپ سے گزارش ہو گی کہ اس ہاؤس کا یہ قیمتی وقت ہے اور اسے further ضائع نہ کیا جائے بلکہ آج کی معمول کی کارروائی کو شروع کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ صاحب نے بات کی ہے تو ہم بھی چاہتے ہیں کہ مذاکرات جاری رہنے چاہئیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ آج محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی سالگرہ کا دن ہے اور محترمہ وہ عالمی لیڈر رہیں جن کی قیادت پر ہر پاکستانی بلکہ پوری دنیا میں لوگ ان کی اس ملک کے لئے قربانیوں پر فخر کرتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں صرف پاکستان کی بات نہیں کر رہا کہ محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) ایک ایسی لیڈر تھیں کہ جب ان کی شہادت ہوئی تو میں سمجھتا ہوں کہ دنیا میں کوئی ایسی آنکھ نہیں تھی جس میں آنسو نہ آیا ہو۔ یہ لوگوں کے دل میں ان کی قدر کا منہ بولتا ثبوت ہے اور اس ملک کے لئے پاکستان پیپلز پارٹی کو یہ اعزاز حاصل ہے اور دنیا میں کسی سیاسی جماعت کو یہ اعزاز حاصل نہیں ہے کہ اس کی قیادت نے جانتے اور سمجھتے ہوئے اپنے ملک اور عوام کے لئے جان کی قربانی دی۔ یہ اعزاز صرف اور صرف پاکستان پیپلز پارٹی اور اس کے

ورکروں کو حاصل ہے کہ اس کی قیادت نے اس ملک کے لئے قربانی دی اور کون نہیں جانتا تھا کہ ذوالفقار علی بھٹو کو کیوں اور کس لئے سزا ہوئی، کیا ذوالفقار علی بھٹو کوئی بچہ تھا جو نہیں سمجھتا تھا کہ میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے ؟لیکن اس نے کہا کہ میں آمر کے ہاتھوں مروں گا، تاریخ کے ہاتھوں نہیں مروں گا۔اسی طرح بے نظیر بھٹو جب آئیں تو جب کراچی میں ان پر حملہ ہوا تو پوری پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت نے ان سے کہا کہ آپ واپس چلی جائیں کیونکہ اس ملک میں آپ کی جان کو خطرہ ہے اور میں ان کی عظمت کو سلام پیش کرتا ہوں اور میں نے خود اپنے کانوں سے یہ الفاظ سنے ہیں کہ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ میں ان دہشت گردوں سے ڈر کر یہ ملک چھوڑ کر بھاگ جاؤں۔ میں اس ملک کو چھوڑ کر بھاگنے سے بہتر سمجھتی ہوں کہ میں اس ملک کے لئے اپنی جان کی قربانی دے دوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جس قیادت کے ارادے اپنے لئے اور اپنے ملک کے عوام کے لئے اتنے مضبوط ہوں تو آج وہ قبر میں لیٹی ہوئی ہیں لیکن پورے ملک میں تمام محب وطن پاکستانی اور اس ملک سے محبت رکھنے والے پاکستانی محترمہ بے نظیر بھٹو کی طرف سے ان زخمیوں کو اپنے خون کے نذرانے پیش کر رہے ہیں جو دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں، ان زخمیوں کو جو اس ملک میں امن چاہتے ہیں، ان زخمیوں کو جو اس ملک کے محب وطن سپاہی ہیں اور ان زخمیوں کو جو اس ملک کے لئے اپنی جان دینے کے لئے دن رات دہشت گردوں کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں۔ آج محترمہ قبر سے ان کے لئے خون کا نذرانہ پیش کر رہی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

ان کی عظمت کو سلام پیش کرتے ہوئے انہوں نے اس ملک کے لئے جو قربانیاں دیں اس پر میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور انشاءاللہ تعالیٰ اس ملک کا ہر محب وطن پاکستانی اس ملک کے لئے جو سوچ ذوالفقار علی بھٹو کی تھی، جو محترمہ بے نظیر بھٹو کی تھی کہ ہم نے اس ملک سے جہالت، غربت، کرپشن، بے روزگاری اور دہشت گردی کو ختم کرکے اسے یورپی ممالک کے مقابلے میں کھڑا کرنا ہے۔ ہم بھی آج یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم اس مشن کو جاری رکھیں گے اور اس کے لئے اگر ہمیں بھی اپنی جان کی قربانی دینی پڑے تو ہم اس سے کبھی گریز نہیں کریں گے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: میرے خیال میں جس بات کا تذکرہ چل رہا ہے اور ہمارے دوست واک آؤٹ کر گئے ہیں، بائیکاٹ کر گئے ہیں ان کو ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ یہ جمہوریت کا حسن ہوتا ہے کہ اپوزیشن اپنا

positive کردار ادا کرے جس کے لئے جو اس قسم کی کچھ باتیں ہو گئی تھیں پریس بھی اس بات کو سن لے، میں نے ان الفاظ کو expunge کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ جو کلمات موصوف کہہ گئے تھے میں نے ان کو بھی کہا کہ آپ فوری طور پر ان الفاظ کو واپس لیں۔ میں نے یہ کہہ دیا تھا کہ یہ کارروائی کا حصہ نہ بنیں لیکن میڈیا میں وہ چیزیں آگئیں جس کا مجھے بہت افسوس ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ انہوں نے آج کٹوتی کی تحاریک پیش کی ہیں اس لئے انہیں آنا چاہئے اور اس ہاؤس کا حصہ بننا چاہئے۔ انہیں آکر اپنے علاقے، اپنی پارٹی کی نمائندگی کرنی چاہئے اور جو اپوزیشن کا role ہے وہ ادا کرنا چاہئے۔ میری ان سے پرزور التماس ہے اور میں نے یہاں سے ان کو منانے کے لئے ٹیم بھیجی تھی مگر مجھے افسوس ہے کہ وہ ابھی اس میں کامیاب نہیں ہو پائے ہیں۔ میری دعا ہے کہ وہ کامیاب ہوں اور میری ان بھائیوں اور بہنوں سے بھی اپیل ہے کہ وہ آکر ہاؤس کی کارروائی میں حصہ لیں۔ وہ اپنے اس کام کو جس کے لئے لوگوں نے ان کو منتخب کیا یا ان کی پارٹی نے ان کو ٹکٹ دیئے جن پر وہ منتخب ہو کر آئے ہیں وہ یہاں ہاؤس میں آکر اپنے مؤقف بیان کریں ہم سنیں گے۔ میں تو ان کی بات سنتا ہوں، مجھے سننی چاہئے اور میں سنوں گا۔ میں ان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ واپس ہاؤس میں تشریف لائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جس طرح رانا صاحب نے فرمایا اور آپ نے بھی فرمایا یہ بہت اچھی بات ہے۔ کل جو issue ہوا اس پر آپ نے ہاؤس میں ایک کمیٹی constitute کی تھی۔ اب آٹھ کروڑ عوام کا یہ اتنا بڑا بجٹ جس میں اگلے سالوں میں عوام کے مقدر، ان کی ترقی اور ان کے ڈویلپمنٹ کے فیصلے ہونے ہوتے ہیں۔ اگر وہ کمیٹی constitute کی گئی ہے تو وہ کمیٹی کی رپورٹ آنے دیں اس وقت تک ہمارے دوستوں کو آنا چاہئے تھا۔ اگر وہ نہیں بھی آتے تو ہم اس چیز کو اتنا pending نہ کریں اور کارروائی شروع کریں۔ اگر انہیں آٹھ کروڑ عوام کا احساس نہیں ہے تو یہاں باقی لوگ بیٹھے ہیں۔ کمیٹی کی رپورٹ آنے پر جو بھی فیصلہ ہو اس کو من وعن ہاؤس میں announce کر دیا جائے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اپوزیشن نے جو بائیکاٹ کیا ہوا ہے انہیں ہاؤس میں لانے کے لئے جتنے اچھے، احسن طریقے سے کوشش کی گئی ہے اور آپ کا جو فرض ہے اسے آپ پورا کر رہے ہیں جس کے لئے میں اس ہاؤس کی طرف سے آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اپوزیشن والے یقیناً اپنے چیمبر میں میری گزارش سن رہے ہوں گے ان سے میں بھی یہ گزارش کروں گا کہ وہ مہربانی کریں کیونکہ ان کا ایک اہم role ہے اور وہ اس گاڑی کا اہم حصہ ہیں اس لئے میری ان سے گزارش ہوگی کہ وہ ہاؤس میں تشریف لائیں۔ اگر کسی کا دل دکھا ہے، میں کل ہاؤس میں موجود نہیں تھا، میں اپنی طرف سے معذرت چاہتا ہوں اور ان سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ ہاؤس میں تشریف لائیں تاکہ یہ گاڑی احسن طریقے سے آگے رواں دواں ہو۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس انداز سے آپ نے اور سینئر وزیر راجہ صاحب نے بھی اپوزیشن کے ممبران سے گزارش کی ہے۔ میں بھی آپ کی آواز میں آواز ملاتے ہوئے ان سے یہ گزارش کروں گا اور ساتھ انہیں یہ یاد کرانا چاہوں گا کہ پچھلے پانچ سال جب وہ حکومت میں تھے، وہ وزیر تھے، ان کے وزیر اعلیٰ تھے، پورے پاکستان میں ان کی حکومت تھی اور اس وقت ہم اپوزیشن میں تھے۔ ہم نے کبھی بھی کسی اجلاس کا واک آؤٹ نہیں کیا تھا۔ جو پارلیمانی روایات ہیں اس کے مطابق جب بھی کیا ٹوکن واک آؤٹ کیا بلکہ ہمیں اس ہاؤس سے زبردستی expel کیا جاتا رہا۔ ہمیں باقاعدہ ہاؤس کے باہر سے پولیس کی نفری میں گرفتار کر کے تھانہ قلعہ گجر سنگھ میں بند کیا جاتا رہا تاکہ ہمیں اسمبلی آنے سے روکا جائے۔ ہمیں اس بنیاد پر ٹارچر کیا گیا کہ ہم اس ہاؤس میں کھڑے ہو کر حکومت کے خلاف اور اس وقت کے آمر کے خلاف بات کرتے تھے لیکن ہم نے اس mandate سے کبھی انحراف نہیں کیا، ہم نے کبھی جان چھڑانے کی کوشش نہیں کی کہ ہم واک آؤٹ کر کے اپنے آفس یا اپنے گھر میں بیٹھ جائیں۔ ہم نے ہمیشہ اس بات کو ترجیح دی کہ یہ معزز ایوان اسی مقصد کے لئے ہے اور

ہمارا یہ فرض ہے کہ ہمیں عوام نے جو mandate دے کر یہاں بھیجا ہے اس کے مطابق اپنا کردار ادا کریں۔ میری بھی اپنے اپوزیشن کے بھائیوں اور بہنوں سے گزارش ہے کہ وہ ایسی باتوں سے دلبر داشتہ نہ ہوں بلکہ وہ اپنا کردار اس ہاؤس میں آکر ادا کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! میں آپ کی مشکور ہوں اور رانا صاحب نے بھی بالکل ٹھیک کہا ہے کہ ہم واک آوٹ کرتے تھے لیکن جو لفظ شیخ علاؤالدین نے استعمال کیا ہے وہ میں نے پڑھا بھی ہے اور سنا بھی ہے۔ آپ imagine کریں ایک ماں ہونے کی حیثیت سے، ایک بہن ہونے کی حیثیت سے آپ یقین کریں کہ جتنی تکلیف مجھے پہنچی ہے مجھے ایسے لگا کہ جیسے کسی نے میری روح پر مارا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

عورتوں کو مخاطب کرنے کا یہ طریقہ بالکل غلط ہے۔ کوئی بندہ یہاں پر ایسا نہیں ہے جس کی بہن نہ ہو، کوئی آدمی یہاں پر ایسا نہیں ہے جس کو ایک ماں نے جنم نہ دیا ہو اور کوئی ایسا نہیں ہے جس کی بیٹی نہ ہو۔ ان کے بارے میں اتنا توہین آمیز لفظ استعمال کرنا میرا خیال کہتا ہے کہ "ماں" کی اس سے بڑی توہین کوئی نہیں ہے۔ میں شیخ علاؤالدین سے یہ کہوں گی کہ وہ ان سے جا کر خود معافی مانگیں جس بہن کے بارے میں انہوں نے اتنا غلط کہا ہے۔ ایک دفعہ نہیں کہا گیا پرسوں بھی کہا گیا۔ راجہ صاحب! آپ ذرا سوچیں ان کی جگہ پر اگر آپ کی بہن ہو اور اس کو کوئی یہ لفظ کہے۔

جناب سپیکر! جب ہم اپوزیشن میں تھے تب بھی گورنمنٹ کی طرف سے کبھی اتنے غلط comments ہمارے بارے میں نہیں دیئے گئے تھے جو ہمارے ممبر نے ان لیڈیز کے بارے میں دیئے ہیں۔ انہوں نے صرف ان عورتوں کو نہیں کہا بلکہ اس ہاؤس میں بیٹھی ہوئی تمام عورتوں کے بارے میں یہ لفظ استعمال کئے ہیں۔ وہ عورتوں کو کیا سمجھتے ہیں؟ عورت سے زیادہ مقدس رشتہ کوئی نہیں ہے۔ عورت ہر روپ میں مقدس ہے۔ ماں کے روپ میں، ایک بیٹی کے روپ میں اور ایک بہن کے روپ میں۔ میں انتہائی پر زور مذمت کرتی ہوں شیخ علاؤالدین کے ان لفظوں کی۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ جب شیخ علاؤالدین صاحب بولتے ہیں تو اپوزیشن کی طرف سے خواہ مخواہ ان پر تنقید کی جاتی ہے اور ان کو بولنے نہیں دیا جاتا۔(نعرہ ہائے تحسین)
کل کا جو واقعہ ہوا ہے اس میں انہوں نے کوئی ایسی غلط بات نہیں کی ہے۔ اگر وہ یہ بات ایک عورت کے بارے میں کرتے تو ہمارا ضمیر بھی ہمیں ملامت کرتا۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ "میں آپ کے راز کھولوں گا، آپ نے حکومت سے کیا کیا مراعات لی ہیں" یہ باتیں انہوں نے کی ہیں۔ اگر وہ کوئی ایسی غلط بات کرتے تو سب سے پہلے میں واک آؤٹ کرتی لیکن ان کی آپس کی لڑائی ہے اور اس لڑائی میں اس معزز ایوان کا وقت ضائع نہ کیا جائے۔ شیخ علاؤالدین صاحب اور وہ بیٹھ کر اپنے معاملات طے کریں کہ انہوں نے کس طریقے سے چلنا ہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میرے خیال میں کافی بات ہو گئی ہے میں نے ان کا کافی انتظار کر لیا ہے۔ مجھے بڑا افسوس ہے اور میں آپ تمام سے گزارش کرتا ہوں کہ جب سپیکر بول رہا ہو تو مہربانی فرما کر اس میں پوائنٹ آف آرڈر نہ لیا کریں، یہ میری آپ سے پرزور التماس ہے۔ جی، بھٹی صاحب! اب آپ بولیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میں آپ سے جو وقت مانگ رہا ہوں کسی کی دل آزاری کے لئے نہیں مانگ رہا۔ یہ جو معزز ہاؤس کے معزز ممبران یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ اس ہاؤس میں پہنچنے والے ہر آدمی کے پیچھے ایک mandate ہے اور جو اس ہاؤس کا رکن بن جاتا ہے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ عزت ملتی ہے تو وہ یہاں پر بیٹھتا ہے۔ اگر کسی میرے ساتھی نے جو بات کی اور جس کا جواب شیخ صاحب نے دیا تھا۔ اس سلسلے میں میری بہن ساجدہ میر نے جو کچھ کہا بالکل صحیح کہا ہے اور کوئی بات ایسی نہیں تھی جو اخلاق سے گری ہوئی ہو۔ اگر کسی کے اپنے دل میں خراش ہے اور اس نے وہ محسوس کی ہو تو وہ ان کی اپنی ذاتی بات ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں۔جی، جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب! آج آپ نے wind up speech کرنی ہے اور اس کے بعد کٹوتی کی تحاریک بھی ہیں تو اب بسم اللہ کر کے اب اس بحث کو wind up کریں۔

وزیر خزانہ کی سالانہ بجٹ 2010-11 پر اختتامیہ تقریر

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں بجٹ کی بحث سمیٹنے سے پہلے چند گزارشات پیش کروں گا جیسا کہ مجھ سے پہلے راجہ ریاض صاحب نے جو فرمائی ہیں۔ شہید محترمہ بینظیر بھٹو کی 57 سالگرہ کا مبارکباد کا دن ہے۔ میں اپنے اور اپنے قائد صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری کی طرف سے شہید قائد کی سالگرہ کے دن پورے ایوان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہاں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ شہید محترمہ آج بھی ہمارے دلوں میں بستی ہیں اور ہم اس ملک کے عوام کو مہنگائی، بے روزگاری، غربت، پسماندگی اور دہشت گردی سے نجات دلا کر اپنے شہید قائد کا مشن پورا کریں گے۔ آپ کے توسط سے پورے ایوان اور خصوصاً پاکستان پیپلز پارٹی کے جو ممبران ہیں ان کو میں کہوں گا کہ وہ بڑھ چڑھ کر خون کا عطیہ دیں۔ شہید محترمہ بینظیر بھٹو نے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اپنے خون کا عطیہ دیا تھا اور آج جو ہمارے فوجی جوان، ہمارے پولیس کے اہلکار اور اس کے علاوہ ہماری جو عوام ہے، جو دہشت گردی میں اپنا خون دیتے ہیں یہ خون شہید محترمہ بینظیر بھٹو کے صدقے، میں اپنے پاکستان پیپلز پارٹی کے تمام کارکنوں سے التجا کروں گا کہ وہ اپنے خون کے عطیات دیں۔

جناب سپیکر! آپ کے توسط سے میری اس معزز ایوان کے ممبران سے التجا ہے کہ شہید محترمہ بینظیر بھٹو کی روح کے ایصال ثواب کے لئے دعا کی جائے۔

(اس مرحلہ پر محترمہ بینظیر بھٹو (شہید) کی روح کے ایصال ثواب کے لئے دعا کی گئی)

جناب سپیکر! میں اپنے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور کابینہ کی طرف سے اس معزز ایوان کے تمام ممبران کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے اس نئے مالی سال کے بجٹ میں بھر

پورحصہ لیا، نہایت تعمیری اور مثبت تجاویز دیں۔ میں اپوزیشن کے ممبران جو اس وقت ہاؤس میں موجود نہیں ہیں لیکن انہوں نے بحث میں حصہ لیا اور میں ان کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اور میڈیا جس نے نہایت ہی ذمہ دارانہ طریقے سے رپورٹنگ کی اور مثبت رپورٹنگ کی اور حقائق کو سامنے لائے، وہ بھی قابل ستائش ہیں۔

جناب سپیکر! یہ بات آپ بخوبی جانتے ہیں کہ اختلاف رائے جمہوریت کا حسن ہوتا ہے اور اپوزیشن اس حسن میں اضافہ کرتی ہے لیکن آج اپوزیشن موجود نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حسن میں کمی آئی ہے۔ اس کے علاوہ opposition اور treasury benches سے نہایت مفید تجاویز آئیں، بعض جگہ اعداد و شمار کو مسخ بھی کیا گیا اور وہ درست نہیں بھی تھے لیکن زیادہ تفصیل میں جائے بغیر میں ان نکات کی کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں جو قائد حزب اختلاف اور دیگر ارکان نے اٹھائے۔ سب سے زیادہ تنقید subsidy پر ہوئی جو 21۔ارب روپے کی subsidy ہم نے بجٹ میں رکھی ہے۔ اس بات پر مجھے بے حد افسوس ہوا کہ جو غریبوں کی فلاح و بہبود کے لئے یعنی خاص طور پر ان کو ٹارگٹ کر کے دی گئی ہے اس پر بہت زیادہ تنقید ہوئی، سستی روٹی کی سکیم یا گندم کی سبسڈی پر ہوئی۔

جناب سپیکر! میں اس ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سستی روٹی سکیم کی سوچ کیا تھی اور وہ شروع کیوں کی گئی، اس مہنگائی کے دور میں جب inflation اتنا زیادہ ہے تو سوچ یہ تھی کہ وہ روٹی جو بازار میں پانچ روپے میں مل رہی تھی اس کے لئے کوشش کی گئی کہ ہم غریب عوام کو روٹی دو روپے کی پہنچائیں اور سستی روٹی کی جو سکیم ہے جس پر اپوزیشن اور بعض ہمارے ٹریژری ممبران کی طرف سے تنقید کی گئی۔

جناب سپیکر! کابینہ کے اجلاس میں سستی روٹی کی سکیم پر بات ہوئی اور اس پر review ہوا کہ کیا یہ جاری رہنی چاہئے یا نہیں؟ اس پر فیصلہ یہ کیا گیا اور کابینہ کے تمام ممبران نے کہا کہ سستی روٹی ایک اچھی سکیم ہے لیکن اس کے implementation میں مسائل ہیں، یہی بات کابینہ میں ہم نے discuss کی اور فیصلہ یہ کیا کہ ہمارے پاس دو راستے تھے ایک راستہ یہ تھا کہ ہم اس روٹی سکیم کو ختم کر دیں یا دوسرا راستہ یہ تھا کہ ہم اس سکیم میں improvement لے کر آئیں جو اس میں کرپشن کے عناصر ہیں یا inefficiency کے عناصر ہیں ان کو ہم دور کریں تو کابینہ نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ

ہم سستی روٹی سکیم کو کوشش کر کے کامیاب بنائیں گے تا کہ غریب آدمی تک اس کے ثمرات پہنچیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف ایوان میں تشریف لائے
تو معزز ممبران نے کھڑے ہو کر شیر آیا شیر آیا کے نعروں سے استقبال کیا)

جناب سپیکر! آج میں اس موقع پر جو ہرpre-budget session کے لئے آپ نے بھی اجازت دی تو میں آپ کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں، ڈپٹی سپیکر اور پورے اہلکار جو اسمبلی کے ہیں جنہوں نےpre-budget جو کہ ایک سپیشلexercise تھی جو کہ ان سالوں سے پہلے کبھی نہیں ہوئی اور اسpre-budget میں حکومتی بنچوں کی طرف سے بھی تجاویز آئیں اور اپوزیشن کی طرف سے بھی تجاویز آئیں لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری حکومتsincere تھی، ہم چاہتے تھے کہ آپ کی تجاویز لیں اور ان تجاویز کو ہم آنے والے بجٹ میںincorporate کریں اور اس میں جو چند تجاویز آئیں ان کو ہم نے بجٹ میںincorporate کیا۔ اس میں ہم نے اپوزیشن کی بھی تقریروں پر غور کیا اور جو بھی ممبر جس نے بھی جو تقریر کی اس کی تقریر کی کاپی اسمبلی سے لے کرconcerned department کے پاس بھجوائی اور ان کو تاکید کی کہ آپ اس کو اپنےbudget proposals کے لئےreview کریں اور تمام ڈیپارٹمنٹس نے ایسا ہی کیا، بعض جگہ کوتاہی بھی ہوئی ہو گی لیکن ہماری کوشش ہے کہ ہم اس عمل کو مؤثر اورaffective بنائیں کیونکہ یہexercise کی ابھی شروعات ہے۔ آج شاید یہ ممکن تو نہ ہو کہ میں ہر ایک ممبر کی تجویز بتاؤں کہ آپ نے یہ تجویز دی تھی اور ہم نے اس کو incorporate کر لیا ہے لیکن میں آپ کو generally review دوں گا۔ اس میں آپ جو major تبدیلی دیکھیں گے کہ ہاؤس میں مخدوم احمد محمود صاحب اور باقی ممبران جن کا جنوبی پنجاب سے تعلق تھا انہوں نے pre-budget میں جو بات کی، ان کی اس سوچ، اس احساس محرومی کی وجہ سے آج جنوبی پنجاب کے فنڈز میں خاطر خواہ اضافہ ہوا اور 52۔ ارب روپیہ جنوبی پنجاب کو دیا گیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں آپ کے سامنے چند تجاویز کا ذکر کروں گا جس پر ہم نےgenerally کام کیا۔ اپوزیشن کی طرف سے یہ بات آئی کہSouth Punjab کا 52 ملین 36 فیصد نہیں بنتا وہ 26 فیصد بنتا ہے۔ میں اس معزز ممبر جناب

ہراج صاحب جو یہاں موجود نہیں ہیں ان کے گوش گزار کروں گا کہ وہ 52 ملین کی figure جو ہے That is of hundred and forty eight billion جو development کا core Programme ہوتا ہے اس کا 36 فیصد ہی بنتا ہے۔ ہم نے کسی بھی کتاب میں جتنی بھی figures دیں ان کو انشاء اللہ کوئی چیلنج نہیں کر سکے گا لیکن ان کی چونکہ related degree بھی ہے تو میں ان سے گزارش کروں گا کہ آئندہ بجٹ اور اس کی کتابیں ذرا غور سے پڑھا کریں۔ Pre-budget کے حوالے سے جو تجاویز آئیں اس میں کم ترقی یافتہ اضلاع مثلاً خوشاب، میانوالی، بھکر، جھنگ کے لئے ہم نے 2۔ ارب روپے رکھے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں بہت معذرت خواہ ہوں کہ میں Hon'able Finance Minister کی winding up speech میں مخل ہوا ہوں۔ آج اس وقت یہاں پر winding up speech ہو رہی ہے اور Hon' able Finance Minister نے اس debate کے دوران جو نکات اُٹھائے ہیں یا ہاؤس کی آراء کے پیش نظر ہم نے جو تجاویز میں بہتری لانے کی کوشش کی ہے تو چونکہ یہاں پر معزز اپوزیشن کے ارکان موجود نہیں ہیں تو میں آپ کے توسط سے ان کو ایک مرتبہ پھر درخواست کرتا ہوں کہ وہ ہاؤس میں تشریف لائیں، وہ بڑے معزز اراکین ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، میرے خیال میں وہ سُن رہے ہوں گے۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): وہ تشریف لائیں گے تو اس ہاؤس کی عزت بڑھے گی اور اس ساری کارروائی میں مزید نکھار آئے گا تو میری آپ کے توسط سے ان سے درخواست ہے کہ وہ تشریف لائیں۔ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: جی، دوست محمد کھوسہ صاحب اور راجہ ریاض صاحب آپ ایک دفعہ پھر وہاں ان کے پاس تشریف لے جائیں تا کہ وہ ہاؤس میں آجائیں۔ میں بھی اور چیف منسٹر صاحب بھی ان کے شکر گزار ہوں گے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میں winding up speech کو جاری رکھتے ہوئے بات کروں گا۔ تمام ممبران کی طرف سے خواتین کے متعلق خاص طور پر ترقیاتی سکیموں کے بارے میں یہ کہا گیا کہ خواتین کے لئے سپیشل سکیمیں ہونی چاہئیں۔ جو 80 لاکھ روپے کا فنڈ ہم MPAs کو دیتے ہیں یہ ان کا حق ہے کہ وہ اس کو ایسے initiatives میں لگائیں جو کہ بالکل خواتین کے لئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے gender based initiatives پر 15۔ ارب روپے مختص کئے اور میں یہ جواب ضرور دینا چاہوں گا کہ یہاں پر Hon' able خواتین ممبران نے یہ کہا کہ ہمیں بتایا جائے کہ وہ 15۔ ارب روپے کہاں خرچ ہوئے ہیں؟ میں یہاں پر ذکر کروں گا کہ جو programmes for women purely تھے یہ میں صرف ان کی figures دے رہا ہوں۔ ایسی یونیورسٹیز اور ایسے سکولز جہاں پر صرف خواتین کی ایجوکیشن ہو اس کے لئے ہم نے 7۔ ارب روپے مختص کئے، ہائر ایجوکیشن کے لئے تقریباً 3.15۔ ارب روپے، سپیشل ایجوکیشن کے لئے 25 کروڑ، literacy کے لئے 40 کروڑ، سپورٹس جہاں پر خواتین کی activities ہیں اس کے لئے 68 کروڑ، ہیلتھ 2.3۔ ارب، Social Protection 15 کروڑ، regional planning 5 کروڑ، لوکل گورنمنٹ اینڈ کمیونٹی ڈویلپمنٹ پروگرام 54 کروڑ، public 80 buildings لاکھ اور Livestock کے لئے تقریباً 7 کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔

اس کے علاوہ اقلیتوں پر بات ہوئی جو ہمارے اقلیتی بہن ، بھائی ہیں انہوں نے pre-budget میں بھی ذکر کیا کہ ہمیں پہلے سے زیادہ فنڈز ملنے چاہئیں۔ ان کے لئے بھی پہلے سے زیادہ فنڈز مختص کئے گئے۔ تعلیم وصحت کے لئے اگلے مالی سال میں زیادہ سے زیادہ بجٹ رکھا جائے گا۔ صوبہ بھر میں 4 نئے میڈیکل کالج بنائے جارہے ہیں ان کا بھی ذکر ہوا۔ جنوبی پنجاب میں حاصل پور، چشتیاں، رحیم یار خان میں دانش سکول بنائے جارہے ہیں۔ اس مقصد کے لئے 3۔ ارب روپے مختص کئے گئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اپوزیشن لیڈر کی تمام تجاویز، پچھلی تقریر اور اس تقریر کو بھی سامنے رکھا گیا۔ نہایت ہی افسوس ہے کہ وہ آج یہاں موجود نہیں ہیں لیکن ان کی جو تجاویز تھیں کہ زراعت پر ٹیکس نہ لگایا جائے، یہ ان کی تجویز بھی تھی اور ہمارے Hon' able members جن کا Agriculture sector سے

تعلق ہے ان سب نے کہا کہ agriculture پر کوئی نیا ٹیکس نہیں لگنا چاہئے لہذا حکومت نے آپ کی تجاویز پر کوئی نیا ٹیکس Agriculture پر نہیں لگایا۔(نعرہ ہائے تحسین)

اپوزیشن کی طرف سے یہ بھی تجویز آئی کہ existing institutions کو بہتر کیا جائے۔ جو موجودہ سکیمیں ہیں ان کو مکمل کیا جائے۔ میں یہ بتاتا چلوں کہ اس دفعہ ہماری یہ کوشش ہے کہ schemes ongoing پر focus کر کے اور زیادہ سے زیادہ funds allocate کر کے ان کو مکمل کریں۔ اگر ایک سڑک یا ایک بلڈنگ جس پر 80-70 فیصد کام ہو جاتا ہے اور 20 فیصد کی وجہ سے وہ استعمال میں نہیں آپاتی تو اسی لئے ہم نے ان کو focus کیا اور نئے initiatives، نئے پروگرامز اس دفعہ کم رکھے۔ ہم نے آپ کی رائے کے ساتھ آج ہمارے ہاؤس میں جو Hon' able members ہیں وہ بھی ہمارے Planning and Development کے ساتھ بیٹھے، ان سب کی بھی یہ رائے تھی کہ ہماری جو existing یا ongoing schemes ہیں ان کو جلد مکمل کرنا چاہئے۔ اپوزیشن کی بھی یہی تجویز تھی لہذا ہم نے پہلے منصوبوں پر زیادہ سے زیادہ funding رکھی اس کے علاوہ جو ہمارے programmes fully funded ہیں اس میں ایم پی ایز اور PDP کو مکمل فنڈز دیئے۔ Hepatitis پر بھی بات ہوئی، اپوزیشن نے pre-budget میں کہا اور Hepatitis پر ہم نے ADP کا فنڈ مہیا کیا۔ Hepatitis جو کہ سب سے زیادہ غریب آدمی، جس کو پینے کا صاف پانی نہیں ملتا اس کے لئے بہت مہنگا علاج ہے اس کے لئے بھی ہم نے فنڈز رکھے۔ یہ صرف میں pre-budget کی بات کر رہا ہوں۔ اس سلسلے میں، میں وزیر اعلیٰ صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ یہ تجویز اپوزیشن سے بھی آئی اور گورنمنٹ کی طرف سے بھی آئی کہ ٹیوب ویل میں subsidy دی جائے اور اس کے لئے ہم نے Solar tubewell میں 2۔ارب روپے کی subsidy کا اعلان کیا ہے۔ Solar tubewell کے متعلق اگر ہم غور کریں تو اس سے ایک technical revolution بھی آئے گا نہ صرف یہ کہ آج ہم subsidized کر کے آپ کو Solar tubewell دیں گے بلکہ آپ دیکھیں گے کہ ہمارے agriculture sector میں بھی change آئے گی اور Solar Energy کو بھی فروغ ملے گا اور ہماری زراعت اس سے فروغ پائے گی۔

جناب سپیکر! یہاں پر جو figures اپوزیشن لیڈر نے مسخ کر کے پیش کئے یا ان کو سمجھ نہیں آئی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ 175۔ارب روپے کا جو ترقیاتی بجٹ ہے اس میں سے صرف

74۔ارب روپے کیutilizationہوئی لیکن میں یہاں پرcorrectکرنا چاہتا ہوں اور میں House میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو ہماراrevised budgetہے وہ134۔ارب روپے کا ہے اور30۔مئی تک اس میں سے 110۔ارب روپے خرچ ہو چکے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ 30۔جون تک 90فیصد سے زائد utilizeہو جائیں گے۔

جناب سپیکر!Access to justice Programmeکے متعلق کہا گیا کہ یہ پروگرام ختم کیا جارہا ہے اور انصاف نہیں مل رہا۔یہ پروگرام مرکزی حکومت نے2002-03میں شروع کیا۔یہ پروگرام6.1۔ارب روپے کا بنتا ہے۔مئی2009-10تک5.8۔ارب روپے مرکزی حکومت سے ہم نے وصول کئے اور موجودہ بجٹ میں Access to justice Programmeکی مد میں 50 ملین روپے کی ہم نےtoken allocationکی ہے لیکن اس کے منصوبوں کی تکمیل کے لئے فنڈز رواں مالی سال میں مہیا کئے جائیں گے اور1.7۔ارب روپے کے فنڈز اس کے لئے مختص کئے ہیں۔جنوبی پنجاب کے135۔ارب روپے کے منصوبوں پر، یہاں بھیallocationکی بات ہوئی اور یہاں بھی لیڈر آف اپوزیشن نےmisunderstandکیا۔جنوبی پنجاب کے 135۔ارب کے منصوبوں پر اپوزیشن لیڈر نے بات کی اور انہوں نے کہا اس میں جو لاگت ہے، لاگت میں اورallocationمیں فرق نہیں سمجھ سکے اور انہوں نے جو ہمارے جاری شدہ منصوبے ہیں وہ135۔ارب روپے کے ہیں۔انہوں نے سمجھا کہ شاید ہماری 135۔ارب روپے کیallocation ہے۔میں درست کرتا چلوں کہ یہاں پر ہماری allocationجو ہے وہ52۔ارب روپے کی۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ ہم نے فیصل آباد رنگ روڈ جو کہ موجودہ بجٹ میں شامل ہے اس کے لئے30کروڑ روپےfeasibilityکے لئے رکھے۔اسی طرح farm to market road کے لئے ہم نے 2۔ارب روپے رکھے یہ وہ ساری pre-budget تجویزیں ہیں جو کہ اپوزیشن کی طرف سے آئیں جیسا کہ میں پہلے بات کر رہا تھا کہWe are seriousہمیں آپ کی اس House کی رائے کو جتنیweight ageدینی چاہئے اس سے زیادہ دیتے ہیں اور ہم کوشش کرتے ہیں کہ اس کو incorporateکریں، اس کو سوچیں، سمجھیں اور اسی لئےpre-budgetاجلاس بلایا گیا۔آپ نے دیکھا ہو گا اور میری سو فیصد یہ کوشش ہوتی ہے کہ بحث کے دوران میں یہاں پر موجود رہوں اور اس پر

ہم کام کریں۔ ہم اس پر serious ہیں اور میں نے کل اسی لئے وزیر اعلیٰ سے ٹائم لیا اور تمام points جو اپوزیشن کی طرف سے اور حکومت کی طرف سے ہمارے پاس آئے میں نے ان points کو ان کے ساتھ discuss کیا۔ میں نے کہا کہ چیف منسٹر صاحب یہ ہمارے پاس تجاویز آئی ہیں اس میں ہم کیا improvements کر سکتے ہیں یا کون سی ایسی تجاویز ہیں جن کو ہم اس وقت یعنی winding up پر announce کر سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ صاحب نے مجھے ٹائم دیا جس میں فنانس سیکرٹری، محکمہ پی اینڈ ڈی اور ہم سب بیٹھے اور ہم نے ایک deliberation کی جس کے نتیجہ میں آج میں آپ کے سامنے بات کر رہا ہوں اور چند منصوبے ایسے ہیں جو چیف منسٹر صاحب کی اجازت سے میں آج announce کروں گا اس لئے آپ کو یقین ہونا چاہئے کہ آپ کی قیادت جو ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی رہنمائی میں اپنا Annual Development Programme ترتیب دیتی ہے۔

جناب سپیکر: کائرہ صاحب! ایک منٹ۔ ہمارے بھائی اپوزیشن کے دوستوں کو منانے کے لئے ان کے پاس گئے تھے اس کی رپورٹ لے لیں۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور وزیر خزانہ صاحب سے معذرت چاہتا ہوں کہ میں نے ان کو interrupt کیا۔ آپ نے مجھے اور سردار دوست محمد خان کھوسہ صاحب کو اپوزیشن سے بات کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ آپ نے پہلے بھی بڑی کوشش کی میں نے آپ کا شکریہ ادا کیا ہے اور خراج تحسین پیش کیا ہے۔ آپ کی کوشش ہوتی ہے کہ اپوزیشن موجود ہو۔ اب وزیر اعلیٰ صاحب تشریف لائے اور انہوں نے بھی بڑا اچھا قدم اٹھایا اور انہوں نے اس بات کی ضرورت محسوس کی کہ اپوزیشن کو House کے اندر ہونا چاہئے لیکن جیسے ہی وزیر اعلیٰ صاحب House کی طرف آئے تو اپوزیشن لیڈر اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر چیمبر سے باہر چلے گئے ہیں اس لئے ہماری ان سے بات چیت نہیں ہو سکی ہے اور میرا نہیں خیال کہ وہ آج House میں آئیں۔ بہر حال جو آپ نے کوششیں کیں۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے بہت افسوس ہے۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): آپ نے بھی کوشش کی، چیف منسٹر صاحب نے بھی کوشش کی ہے اس پر میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے شیم شیم کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: جناب کائرہ صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! جناب محمد یار ہراج صاحب نے کچھ تجاویز دیں اور بھی ہمارے معزز اراکین نے اس مسئلے پر بات کی کہ جس طرح این ایف سی کی طرز پر ایک multiple criteria formula فیڈرل اور صوبوں میں ریونیو کی تقسیم کا formula اپنایا گیا ایسا ہی criteria اضلاع کے سلسلے میں بھی ہونا چاہئے۔ اس پر بھی چیف منسٹر صاحب نے اعلان کیا ہے اور میں ان کی طرف سے اعلان کرتا ہوں کہ جو ہماری PFC ہے یعنی Provincial Finance Commission ہے اس میں وہ فارمولہ ہم من و عن تو نہیں لے سکتے لیکن حالات کے مطابق اس کو بھی multiple criteria formula کے تحت انشاء اللہ منصفانہ تقسیم اضلاع کے درمیان ہو گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں پر House میں دو تین اور ایسی تجویز آئیں۔ جناب محسن لغاری صاحب کا بھی اپوزیشن میں بڑا active role ہے اور انہوں نے یہاں پر چند تجاویز دیں۔ میں specifically ان کا نام لے رہا ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی عرض کروں گا کہ کافی سارے ممبران نے یہ تجاویز دی ہیں کہ ڈیرہ غازی خان میں سردار ذوالفقار علی کھوسہ صاحب اور جو ہمارے نمائندے ڈیرہ غازی خان سے ہیں یہ ان کی تجاویز بھی تھیں لیکن میں بتانا یہ چاہ رہا تھا کہ ہم نے pre-budget اور بجٹ کی exercise کی ہے اور اس میں ہم اپوزیشن کی بات بھی سنتے ہیں اور یہ projects جو کہ ڈیرہ غازی خان میں میڈیکل کالج Hill torrents اور upgradation of Districts Head Quarters Hospitals Dera Ghazi Khan شامل ہیں اس کے علاوہ DHQ ہسپتالوں میں Trauma centre بھی بنایا جا رہا ہے۔ یہاں پر یہ تجویز بھی دی گئی کہ ہمارے tax collection کا جو سسٹم ہے اس کو بھی بہتر بنایا جائے۔ میں اس معزز ایوان کو یہ بھی بتاتا جاؤں کہ اس سال ہم نے tax collection پر توجہ دی، ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے وزیر یہاں پر موجود ہیں ان کی سربراہی میں ان کے

سیکرٹری نے، ان کے ڈی جی نے بہت اچھا کام کیا ہے اور انہوں نے پچھلے سال کے مقابلے میں tax collection 28 percent زیادہ کی۔ اسی طرح وزیر مال حاجی اسحاق صاحب کی سربراہی میں بورڈ آف ریونیو کے سینئر ممبر اور ان کی ٹیم نے بھی 20 فیصد ٹیکس میں اضافہ کیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

یہاں پر یہ بھی کہا گیا کہ صوبے کے جو taxes ہیں اس دفعہ آپ نے بہت ہی ambitious target رکھا، ambitious target جو کہ پچھلی دفعہ تقریباً 40۔ارب روپے تھا sales tax on services جو پہلے وفاقی حکومت collect کرتی تھی لیکن اب NFC کے نئے فارمولہ کے تحت وہ صوبے collect کریں گے۔ ہمیں اس سے 48۔ارب روپے ملیں گے اس لئے ہم نے tax revenue کی collection کے targets 91۔ارب روپے رکھے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ ہم انشاء اللہ 91۔ارب روپے کا ہدف ضرور حاصل کریں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے جن باتوں کا اعلان کرنا چاہتا ہوں وہ step by step آگے بھی آئیں گی لیکن ایک دو کا اعلان ابھی کر رہا ہوں کہ صحت کے شعبے میں جو رقم رکھی گئی ہے اس میں رحیم یار خان میں ایک برن یونٹ کا قیام کریں گے اور انشاء اللہ اسے اسی مالی سال میں چلائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالج کے لئے ہنگامی بنیادوں پر جولائی میں اس کے داخلے کا process شروع ہو جائے گا اور انشاء اللہ ستمبر میں اس کی کلاسز ہوں گی۔ اس کے علاوہ ساہیوال، ملتان، گوجرانوالہ اور سیالکوٹ میں بھی میڈیکل کالج تعمیر کئے جا رہے ہیں، ہماری کوشش ہے کہ وہاں بھی اسی مالی سال میں کلاسز شروع کرا سکیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں سیاحت کے حوالے سے بڑی تنقید ہوئی کہ مری میں بڑی development کی جا رہی ہے اور مری پر بہت توجہ ہے۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے یہ بھی اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ ہم خصوصی فنڈز دے کر appropriation کر کے فورٹ منرو کے مقام پر اسی سال کام شروع کر دیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہماری ایک اپوزیشن ممبر محترمہ آمنہ الفت صاحبہ نے کہا کہ خواتین کی فنی تربیت اور بچیوں کے وظائف کو بڑھا کر زیادہ کیا جائے۔ میں یہاں پر عرض کرتا چلوں کہ ہم نے فنی

تربیت کے ادارے کو مالی اور انتظامی خود مختاری دے دی ہے اور اس مقصد کے لئے 6-ارب روپے رکھے ہیں-ہم نے بچیوں کے وظائف میں50 فیصد اضافہ کیا ہے- یہاں پر یہ بھی کہا گیا اور بالخصوص مخدوم احمد محمود صاحب یہاں موجود ہیں میں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اپنی بجٹ تقریر میں کہا کہ وہ جتنے فنڈز چاہتے تھے 52-ارب روپیہ جنوبی پنجاب کو ملا-میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہماری حکومت کی اس بات کوaccept کیا-انہوں نے فنڈ رکھنے پر شکریہ ادا کیا لیکن ایک reservation دی کہ اس کو ensure کریں کہ یہ فنڈز جنوبی پنجاب تک پہنچیں،راستے میں نہ رہ جائیں- وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کے لئے بھی اعلان کیا ہے کہ یہ جو52-ارب کا فنڈ ہے اس کے لئےdistrict کی Development Committees بنائی جائیں گی اور وہ ensure کریں گی کہ ان کو یہ فنڈز ملے- جنوبی پنجاب کے لئے نہ صرف وہ فنڈز ملے بلکہ وہ فنڈز اس مالی سال میں خرچ ہوئے-میں ان committees کے ممبران کو یہ offer کرتا ہوں کہ جب کہیں بھی ان کے فنڈز کی release میں Finance یا P&D Department سے کوئی problem آئے تو میں انشاء اللہ ذاتی طور پر وہ فنڈز آپ کو پہنچاؤں گا-(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: یہ سب کے لئے یا ان اکیلوں کے لئے ہے؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): سپیکر صاحب کے لئے بھی-

جناب سپیکر: اچھا مہربانی-

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! یہاں پر قائد حزب اختلاف اور دیگر ممبران نے غلط figures دیں کہ وزیر اعلیٰ ہاؤس، وزیر اعلیٰ کے آفس کے اخراجات پہلے سے بڑھ گئے-میں آپ کو correct figures دینا چاہتا ہوں کہ 07-2006 میں کیا تھا اور اس کے بعد باقی سالوں میں کتنے تھے؟ 07-2006 میں وزیر اعلیٰ کے office کا خرچہ 31 کروڑ روپے تھا، 08-2007 میں 31 کروڑ روپے سے بڑھ کر 36 کروڑ روپے ہو گیا-میں یہ سابق حکومت کی بات کر رہا ہوں لیکن جب ہماری حکومت آئی تو مالی سال 09-2008 میں 36 کروڑ سے کم ہو کر یہ خرچہ 26 کروڑ ہو گیا- 26 کروڑ کا مطلب ہے کہ یہ خرچہ 28 فیصد کم ہو گیا جبکہ تنخواہیں بڑھ رہی ہیں اور inflation زیادہ ہے-اس سے اگلے مالی سال میں کیا ہوتا ہے؟ اگلے

مالی سال2009-10میں تنخواہوں میں اضافے کی وجہ سے 26 سے 29 کروڑ ہو گیا لیکن 29 کروڑ پھر بھی 36 کروڑ جو کہ2007-08میں تھا اس سے کم تھا اور 2010-11میں یہ فنڈ آج پھر 29 کروڑ سے کم ہو کر 26 کروڑ ہو گیا ہے۔پانچ سالوں بعد فنڈ میں 28 فیصد کمی آ گئی۔میں حیران ہوں کہ اپوزیشن والے کس طرح شور مچاتے ہیں اور کس طرح غلطfigures میڈیا کوfeed کرتے ہیں۔جیسے میں بجٹ میںannounce کر چکا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس میں مزید 25 فیصد کمی لانے کی رضاکارانہ طور پرoffer کی ہے اور فیصلہ کیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ بھی کہا گیا کہ وزیر اعلیٰ صاحب کا ایک ایسا دفتر ہے جس کا 11 لاکھ روپیہ کرایہ ہے اگر گورنمنٹ کیbuildingsموجود ہیں تو ان کی موجودگی میں انہوں نے کرائے پر دفتر کیوں لیا؟ میں یہاں پر بتانا چاہتا ہوں کہ جو 11 لاکھ کیpaymentکی گئی پچھلے دور حکومت میں الفلاح بلڈنگ میں یہ دفتر لیا گیا تھا جس کیpayment اس حکومت نے کی ہے۔ہم نے arrears کیpayment کی ہے لیکن یہ کارستانی سابق حکومت کی ہو سکتی ہے، یہ حکومت ایسا کام نہیں کر سکتی۔(شیم، شیم)

جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے اپنی تقریر میںLuxury Vehicle Taxکی بات کی۔ میں یہاں پرLuxury Taxکے حوالے سے بتانا چاہتا ہوں کہ حکومت کی کیا سوچ ہے، وزیر اعلیٰ صاحب کی کیا سوچ ہے، وہ سوچ یہ ہے کہLuxury Taxصرف امیروں کو لگایا جائے جس کا اثر غریب آدمی پر نہ ہو۔ہم نےLuxury Taxلگایا۔ ہماری سوچ یہ تھی کہ ہم امیروں کو ٹیکس لگا کر وہ پیسا غریبوں پر خرچ کریں لیکن ہمیں اس ٹیکس میں ایک دوproblemsآئے اور معزز ممبران نے بھی اپنی تقریروں میں کہا کہ چونکہ یہLuxury Taxصرف صوبہ پنجاب میں لگایا گیا لیکن باقی صوبوں اور وفاقی حکومت میں یہ ٹیکس نہیں لگا لہذا ایسے حضرات گاڑیاں رجسٹرڈ کرانے کے لئے پنجاب کی بجائے ان صوبوں کو ترجیح دیتے تھے جہاں لگژری ٹیکس نہیں تھا اس سے ہمارےrevenueمیںlossہوا۔ممبران کی بھی تجویز تھی اور ہم نےrevenue calculateکر کے دیکھا تو ہمارا یہ خیال ہے کہ اگر ہمTax Luxuryختم کریں گے تو ہمارے صوبہ کےtaxesمزید بڑھ جائیں گے لہذا حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم Luxury Taxختم کرتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ یہ آپ کو بھی پتا ہے کہ دوست محمد کھوسہ صاحب اس بات سے بہت خوش ہیں لیکن ہاؤس کو in order رہنے دیں۔ خاموشی اختیار کریں۔ جی، وزیر خزانہ صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! اب میں ہاؤس کے سامنے ایک بہت ہی اہم بات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ پچھلے دنوں ایک واقعہ پیش آیا جو کہ وزیر اعلیٰ صاحب کے بھی notice میں لایا گیا۔ یہاں لاہور میں ایک پٹرول پمپ واقع ہے جس کی lease کی amount ڈیڑھ لاکھ روپے ہے۔ پچھلے مالی سال میں اس کی lease کی amount سالانہ ڈیڑھ لاکھ روپے تھی۔ یہ معاملہ وزیر اعلیٰ صاحب کے نوٹس میں آیا تو انہوں نے اس پر ایک کمیٹی بنائی۔ اس کمیٹی کو یہ تاکید کی گئی کہ اس پٹرول پمپ کی auction کی جائے اور auction بھی الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کی موجودگی میں کی جائے۔ بعض افسران نے کہا کہ اس پر اخراجات زیادہ ہو جائیں گے ایسا نہ کیا جائے لیکن وزیر اعلیٰ صاحب نے معاملہ فہمی سے کام لیتے ہوئے حکم دیا کہ نہیں آپ الیکٹرانک میڈیا کے سامنے ہی auction کریں۔ چنانچہ اس پٹرول پمپ کا auction کیا گیا اور اس کی annual lease کی amount ڈیڑھ لاکھ روپے کی بجائے ہمیں ڈیڑھ کروڑ روپے ملی ہے لہٰذا اب یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جتنے بھی petrol pumps leases پر ہیں ان سب کو اسی طرح شفاف طریقے سے میڈیا کے سامنے auction کیا جائے گا۔ اس حوالے سے میں میڈیا کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہم میڈیا کو positive سرگرمیوں کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ میڈیا سے ہم positive کام لے رہے ہیں۔ آئندہ بھی ہمیں میڈیا کا تعاون چاہئے ہو گا۔ اب یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ leases والے جتنے بھی petrol pumps ہیں ان سب کی leases کی auction میڈیا کے سامنے ہو گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم یہ بخوبی سمجھتے ہیں کہ صوبہ پنجاب میں منڈی مویشیاں کس طریقے سے auction ہوتی رہی ہیں۔ اس میں کس طریقے سے bidding ہوتی ہے، کس طریقے سے pool بنتے ہیں اور صرف اپنے ذاتی مفاد کی خاطر کس طریقے سے حکومت کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ منڈی مویشیاں کی auction normally مئی اور جون میں ہوتی ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے ان تمام auctions کو منسوخ کر دیا ہے اور اب فیصلہ کیا گیا ہے کہ یہ تمام auctions کمشنر اور ڈی۔ سی۔ او صاحبان کے سامنے میڈیا کی موجودگی میں ہوں گی۔ آپ دیکھیں گے کہ حکومت کو اس میں بھی بہت سا revenue حاصل ہو گا۔

جناب سپیکر! یہاں پر میں مخدوم سید احمد محمود صاحب کی طرف سے پیش کی گئی ایک World Bank کی رپورٹ کا ذکر کروں گا۔اس کی کاپی انہوں نے مجھے دی تھی۔کافی دیر پہلے یہ بات میڈیا میں بھی چلتی رہی ہے۔میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس حوالے سے ہم نے World Bank کے ذمہ داروں سے بات کی ہے اور ان کی ساری reports بھی دیکھی ہیں۔ایسی کوئی رپورٹ شائع نہیں ہوئی کہ جس میں یہ بتایا گیا ہو کہ لاہور یا کسی دوسرے ضلع میں development کے کتنے اخراجات ہوئے ہیں۔مخدوم صاحب نے اس رپورٹ کے حوالے سے جو بات کہی ہے شاید ان کو غلط Information دی گئی ہے۔Information یہ تھی کہ ایک ایسی presentation جو کہ World Bank کے کسی آفیسر نے World Bank کے لئے پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور World Bank نے اس report کو reject کیا ہے۔انہوں نے کہا کہ یہ بات بالکل out of contest ہے لہٰذا جس حوالے سے مخدوم صاحب نے بات کی ہے، World Bank کی کوئی ایسی رپورٹ شائع نہیں ہوئی۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے کائرہ صاحب کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ رپورٹ internet پر available ہے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): اس رپورٹ کی پوری details میرے پاس ہیں۔آپ نے تو مجھے ایک page دکھایا تھا میں آپ کو 20 pages کی یہ رپورٹ بعد میں دکھادوں گا۔

جناب سپیکر: یہ بات آپ بعد میں کر لیجئے گا، ابھی winding up speech مکمل کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! چودھری شیر علی خان صاحب اور دوسرے معزز ممبران نے بھی بات کی ہے کہ جو 200 dams تیار ہوں گے وہ کیسے ممکن ہے کہ 10 لاکھ روپے کی لاگت سے ایک dam تیار ہو جائے، اس حوالے سے ہمارے دو منصوبے ہیں ایک منصوبہ ponds بنانے کا ہے اور دوسرا mini dams بنانے کا ہے۔جو mini dam ہے وہ pond سے تھوڑا بڑا ہوتا ہے جو کہ بارش کا پانی اکٹھا کرنے کے لئے بنایا جاتا ہے تاکہ وہ پانی conserve ہو اور استعمال میں لایا جاسکے اس کو بھی mini dam کہا جاتا ہے۔ایسے mini dams کے لئے ہم نے آباد پوٹھوہار میں خصوصی پروگرام شروع کئے ہوئے ہیں اس کے لئے ہم نے تقریباً 6.7 ملین 7 کروڑ روپے

کےfundsرکھے ہیں۔میں صرف clarifyکرنا چاہ رہا تھا تاکہdams and mini damsمیں فرق واضح ہو سکے۔

جناب سپیکر!زراعت کے حوالے سے معزز ممبران کی طرف سے بہت سی تجاویز آئی ہیں۔ معزز ممبران نے تقاریر کرتے ہوئے شعبہ زراعت کے حوالے سے اپنی تجاویز دی ہیں۔ہم نے زراعت کے شعبے کے لئے پچھلے سال کی نسبت اس دفعہ زیادہfunds مختص کئے ہیں۔

جناب سپیکر!آج اپوزیشن موجود نہیں ہے،اگر اپوزیشن موجود ہوتی تو ہم انہیں مزید بتاتے کہ ان کی طرف سے جوfacts and figuresپیش کئے گئے ہیں وہ درست نہیں ہیں۔آج جس طرح تیزی کے ساتھ وقت گزر رہا ہے ہمیں بھی اس تیز رفتاری کے ساتھ چلنا ہو گا۔ہمیں اس سوچ کو بدلنا ہو گا کہ جمہوریت مسائل کا حل نہیں بلکہ اس میں اضافے کا باعث ہے۔میں آپ کو یہ بات بتاتا چلوں کہ جمہوریت ہی ہماری بقا کی ضامن ہے اور اسی میں ہماری بھلائی ہے۔آج جمہوریت کو گالی دینے والے پہلے اپنے گریبان میں جھانکیں کہ آمریت کی گود میں بیٹھ کر انہوں نے اس ملک اور اس صوبہ کے عوام کو مسائل کی چکی میں اس طرح سے پھنسا دیا ہے کہ آج اڑھائی سال بعد بھی ہم اپنی بھرپور کوشش کے باوجود عوام کو جمہوریت کے ثمرات سے اس طرح مستفید نہیں کر سکے جس طرح کہ ہمیں کرنا چاہئے تھا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میں آخر میں آپ کا،ڈپٹی سپیکر صاحب اور معزز اراکین کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ بجٹ پر بحث کے حوالے سے آپ سب نے بھرپور تعاون کیا ہے۔میں ان الفاظ کے ساتھ بجٹ پر بحث سمیٹتا ہوں کہ یہ گھر ہم سب کا ہے۔اس کو سنوارنا،اس کی حفاظت کرنا ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔میں امید کرتا ہوں کہ حزب اختلاف کے اراکین ہوں یا حکومتی،گلے شکوے ہر جگہ ہوتے ہیں ہم سب کو ذاتی مفادات اور خواہشات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس گھر کو خوبصورت،خوشحال اور ترقی یافتہ بنانا ہے۔جہاں پر غریب اور امیر میں فرق کم از کم ہو سکے۔میں اب ان اشعار کے ساتھ اپنی تقریر کا اختتام کرتا ہوں:

خدا کرے میری عرض پاک پر اُترے
وہ فصل گل جسے اندیشہ زوال نہ ہو

خدا کرے میرے اک بھی ہم وطن کے
لئے
حیات جرم نہ ہو زندگی وبال نہ ہو
پاکستان پائندہ باد
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر ہمارے اپوزیشن کے دوست بھی اس وقت یہاں موجود ہوتے۔ جی، سردار صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ پنجاب (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے۔ میں پورے ہاؤس کی طرف سے وزیر اعلیٰ کا شکر گزار ہوں اور ان کے بعد وزیر خزانہ کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اتنا balanced budget پیش کیا ہے جو اب انشاء اللہ اس ہاؤس میں approval کے لئے cut motions پیش کی جائیں گی۔ میں آپ سے خصوصی اجازت اس لئے چاہ رہا تھا کہ جنوبی پنجاب کے لئے اس دفعہ جو اقدامات کئے گئے ہیں جن میں Medical Colleges کا قیام ہے، بہاولپور اور رحیم یار خان میں دیگر منصوبہ جات جنہیں Mega Projects کہا جا سکتا ہے ان کے لئے میں ان اضلاع سے جن پر انشاء اللہ کل ان Mega Projects کے اثرات نمودار ہوں گے میں وزیر اعلیٰ کا آپ کی وساطت سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ ساتھ آپ کی اجازت سے یہاں یہ ضرور mention کرنا چاہوں گا کہ آج کے وزیر اعلیٰ کے ان اقدامات سے پہلے 90-1988 کے جو وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد نواز شریف صاحب تھے اس وقت Upper Punjab and Lower Punjab کے لفظ استعمال کئے جاتے تھے تب بھی انہوں نے Upper Punjab کے development budget سے رقوم کاٹ کر Lower Punjab کے لئے دی تھیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! لیکن پھر درمیان میں مارشل لاء اور دیگر حکومتوں کے ادوار آ گئے جس میں میاں منظور احمد وٹو تھے اور مرحوم سردار عارف نکئی کے ادوار تھے اس دوران میاں محمد نواز شریف کے

شروع کئے گئے اقدامات زائل ہو گئے لیکن میں آپ کی وساطت سے ایک بار پھر وزیراعلیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جنوبی پنجاب میں بہت مدت سے ایک پیاس تھی، ان لوگوں کی پسماندگی اور کسمپرسی کو دیکھتے ہوئے خصوصی توجہ دی گئی اور اس بجٹ میں 52۔ ارب روپے کے منصوبہ جات جنوبی پنجاب کے لئے دیئے گئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

خاص طور پر محکمہ تعلیم، صحت، farm to market roads اور جو دیگر منصوبے خصوصی طور پر دیئے گئے ہیں میں اپنے South Punjab کے تمام ممبران اسمبلی کی طرف سے اور خود اپنے دل کی گہرائیوں سے آپ کی وساطت سے Chief Minister کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت چاہوں گا کہ وزیراعلیٰ نے مجھے خاص طور پر ہدایت کی ہے کہ ان کی طرف سے بجٹ اجلاس کے موقع پر حسب روایت پنجاب اسمبلی کے ملازمین کے لئے ایک ماہ کی تنخواہ کا اعلان بھی کروں لہذا میں وزیراعلیٰ کے behalf پر پنجاب اسمبلی ملازمین کے لئے ایک ماہ کی تنخواہ کا اعلان کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اسمبلی ملازمین کی طرف سے میں وزیراعلیٰ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف، وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ اور ان کی ٹیم کو اس کامیاب بجٹ پیش کرنے اور اس کی winding speech پر ان کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد دیتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے ادوار کی نسبت اس دفعہ جو تجاویز آئیں نہ صرف ان کو سنا گیا بلکہ ان پر عمل بھی کیا گیا میں سمجھتا ہوں کہ ہماری حکومت کا یہ ایک اچھا پہلو ہے۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ Leader of the House بھی موجود ہیں اس Budget Session میں ان کی موجودگی ہمارے لئے ایک تقویت کا باعث بنی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیراعلیٰ صاحب کی موجودگی سے ہمارے حوصلے بڑھے ہیں اور ہمارے ہاؤس کے ممبران کی حاضری بھی بڑھی ہے میں آپ کے توسط سے میاں صاحب کی خدمت میں یہ گزارش ضرور کرنا چاہوں گا کہ وہ اسی

روایت کو برقرار رکھیں کیونکہ اس سے ہمیں تقویت ملتی ہے اور اس سے لوگوں کے مسائل حل کرنے میں مدد ملے گی۔

جناب سپیکر! آخر میں میری ایک تجویز ہے کہ سیکرٹریٹ میں سیکرٹری صاحبان کے بیٹھنے کا کوئی time fix نہیں ہے جس سے عوام کے مسائل میں اضافہ ہوتا ہے اگر سیکرٹری صاحبان ایک یا دو دن اپنے دفاتر میں بیٹھیں اور صرف عوام کے مسائل سنیں۔ وہ اگر کسی meeting میں جاتے ہیں تو شام تک بڑی لمبی meetings ہوتی ہیں میری تجویز ہے کہ اگر اس پر تھوڑا سا عمل کروایا جائے تو اس سے لوگوں کے مسائل حل کرنے میں زیادہ مدد مل سکتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی تجویز بہت اچھی ہے میرے خیال میں اس پر ضرور غور ہو گا۔ جی، مخدوم صاحب!

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔ میں سب سے پہلے اپنی طرف سے، اپنی جماعت پاکستان مسلم لیگ (فنکشنل) کی طرف سے، اس ہاؤس کے معزز ممبران کی طرف سے، قائد ایوان کی طرف سے اور پوری پنجاب اسمبلی کی طرف سے Minister for Finance کو دل کی گہرائیوں سے بہت اچھی، comprehensive اور روایات سے ہٹ کر wind up speech پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ان کی اس wind up speech نے یہ ثابت کیا ہے کہ ہماری تجاویز کو انہوں نے seriously لیا ہے، ان کو note کیا ہے، ان پر discussions کی ہیں اور پھر قائد ایوان کے احکامات کی روشنی میں انہوں نے جو اعلانات کئے ہیں یقیناً ان اعلانات کا پنجاب کی عوام پر بہت مثبت اثر پڑے گا اور میں آپ کے توسط سے قائد ایوان اور حکومت پنجاب کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر اس بات پر بھی بہت خوش ہوں کہ اس ہاؤس کی افادیت کو دیکھتے ہوئے اور اس ہاؤس میں ممبران کی گزارشات کو دیکھتے ہوئے ایک financial discipline قائم ہوا ہے جس کا ذکر Finance Minister نے اپنی wind up speech میں بھی کیا ہے اور ہمیں یقین ہے کہ یہ جو financial discipline قائم ہوا ہے یہ انشاء اللہ follow ہو گا۔ میری قائد ایوان سے گزارش ہو گی کہ اگر وہ میری Budget Speech منگوا کر سنیں تو اس میں ہم نے Administrative Discipline کی بھی گزارش کی ہے اور میں چھوٹی سی مثال دینے کے بعد آپ سے اجازت چاہوں گا کہ Administrative

Discipline کیا ہے اور ہمارے لئے اس کی افادیت کیا ہے؟ میرا اپنا گاؤں جمال دین والی ہے اس کا پرائمری سکول 1926 میں بنا تھا اور اس وقت اس سکول میں Teachers کی چھ posts sanction ہوئی تھیں اس زمانے میں یقینی طور پر ریاست بہاولپور تھی تو آج بھی 2010 میں وہ چھ posts وہیں کی وہیں کھڑی ہیں اور students کی تعداد 1500 ہو چکی ہے اس طرف بھی بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ اب Financial Discipline کے ساتھ Administrative Discipline کی بہت ضرورت ہے۔ میں آخر میں آپ سے یہ گزارش ضرور کروں گا کہ اس ہاؤس کے وقار میں اضافہ ہوا ہے، اس ہاؤس کی عزت اور احترام میں اضافہ ہوا ہے اور جس طریقے سے یہ بجٹ اس ہاؤس کی مرضی سے پیش ہوا ہے اور پھر اس کی wind up speech ہوئی ہے میں اس ہاؤس کی طرف سے آپ کو بہت بہت مبارک دیتا ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ میرے خیال میں سب کی طرف سے مبارکباد ہو گئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ایک منٹ میں بات ختم کر دوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ ایک منٹ میں اپنی بات کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سب لوگوں نے مبارکباد دی ہے۔ میں یہاں پر بہت اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔ آج تک کبھی تاریخ میں ایسے نہیں ہوا کہ جس دن بجٹ پیش ہو اور اپوزیشن واک آؤٹ کرے۔ جب بجٹ پیش ہوا تو ان کا غیر جمہوری رویہ تھا آج تک ایسا رویہ کبھی نہیں ہوا۔ آج بھی جو رویہ پیش کیا گیا ہے وہ اس لئے کہ یہ لوگ ایک ڈکٹیٹر کی پیداوار ہیں۔۔۔

سرکاری کارروائی

بحث

مطالبات زر برائے سال 11-2010 پر بحث ورائے شماری

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اب ہم گوشوارہ سالانہ بجٹ 11-2010 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری کا آغاز کرتے ہیں۔ سال 11-2010 کے سالانہ بجٹ میں مطالبات زر کی تعداد 43 ہے، حکومت اور اپوزیشن کے درمیان یہ طے ہوا ہے کہ 43 مطالبات زر میں سے حسب ذیل سات کٹوتی کی تحاریک وہ پیش کریں گے۔

1. مطالبہ زر نمبر PC-13033 غلے اور چینی کی سرکاری تجارت،
2. مطالبہ زر نمبر PC-21013 پولیس
3. مطالبہ زر نمبر PC-21016 خدمات صحت
4. مطالبہ زر نمبر PC-21010 انتظام عمومی
5. مطالبہ زر نمبر PC-21018 زراعت
6. مطالبہ زر نمبر PC-21022 صنعتیں اور
7. مطالبہ زر نمبر PC-21009 آبپاشی و بحالی اراضی

مجھے افسوس ہے کہ اپوزیشن آج یہاں پر موجود نہیں ہے اس لئے اب کٹوتی کی تحاریک پیش نہیں کی جاسکتیں۔ چونکہ اپوزیشن ارکان موجود نہ ہیں لہذا مطالبات زر پر براہ راست رائے شماری شروع کرتے ہیں۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21001 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21001

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 39 لاکھ 35 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 39 لاکھ 35 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال

2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو39 لاکھ35 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21002

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ) میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو2 کروڑ68 لاکھ88 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو2 کروڑ68 لاکھ88 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو2 کروڑ68 لاکھ88 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21003

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو14 کروڑ73 لاکھ4 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو14 کروڑ73 لاکھ4 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو14 کروڑ73 لاکھ4 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21004

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو17 کروڑ38لاکھ39 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اشٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو17 کروڑ38لاکھ39 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اشٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو17 کروڑ38لاکھ39 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اشٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC-21005 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبرPC-21005

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 19 کروڑ 25 لاکھ 35 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 19 کروڑ 25 لاکھ 35 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 19 کروڑ 25 لاکھ 35 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21006 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21006

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو31لاکھ15 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو31لاکھ15 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو31لاکھ15 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21007 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21007

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 3 کروڑ35لاکھ65 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر

اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 3 کروڑ 35 لاکھ 65 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 3 کروڑ 35 لاکھ 65 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: اب میں وزیر خزانہ صاحب سے کہوں گا کہ وہ مطالبہ زر نمبر PC-21008 پیش کریں۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ اتنی ضروری ایک چیز آپ کے لئے پڑھی جا رہی ہے جس پر آپ نے بہت غور بھی کرنا ہے۔ مہربانی فرما کر غور سے سنیں۔جی، وزیر خزانہ صاحب!

مطالبہ زر نمبر PC-21008

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 7 کروڑ 78 لاکھ 48 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال

2010-11کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 7 کروڑ 78 لاکھ 48 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 2010-11کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 7 کروڑ 78 لاکھ48 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 2010-11کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میں وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ وہ مطالبہ زر نمبرPC-21009 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبرPC-21009

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو7۔ارب66 کروڑ 19 لاکھ37 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 7۔ارب 66 کروڑ 19 لاکھ 37 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 7۔ارب 66 کروڑ 19 لاکھ 37 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت آدھا گھنٹہ مزید بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21010 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21010

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 23۔ارب 6 کروڑ 66 لاکھ 31 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال-11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا

اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو23۔ارب6 کروڑ66 لاکھ31 ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال-11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو23۔ارب6 کروڑ66 لاکھ31 ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال-11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC-21011پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبرPC-21011

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو5۔ارب60 کروڑ64 لاکھ 42 ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات

کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو5۔ارب60 کروڑ64 لاکھ42 ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو5۔ارب60 کروڑ64 لاکھ42 ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC-21012 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبرPC-21012

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو3۔ارب75 کروڑ67 لاکھ80 ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات

کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو3۔ارب75 کروڑ 67 لاکھ80 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو3۔ارب75 کروڑ 67 لاکھ80 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC-21013 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبرPC-21013

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو49۔ارب20 کروڑ86 لاکھ 97 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات

کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو49۔ارب20 کروڑ86لاکھ97ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو49۔ارب20 کروڑ86لاکھ97ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC-21014 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبرPC-21014

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو3 کروڑ80لاکھ87ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب خانہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو3 کروڑ80لاکھ87ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب خانہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو3 کروڑ80لاکھ87ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب خانہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC-21015 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبرPC-21015

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو27۔ارب37 کروڑ47 لاکھ6ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو27۔ارب37 کروڑ47 لاکھ6ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011 کو ختم ہونے

والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات
کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں
گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 27۔ارب 37 کروڑ 47 لاکھ 6 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر
پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے
کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات 11-2010 والے مالی سال
کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں
گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21016 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21016

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 22۔ارب 80 کروڑ 14 لاکھ 8 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر
پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے
والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات
کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے
پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 22۔ارب80 کروڑ14 لاکھ 8 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 22۔ارب80 کروڑ14 لاکھ 8 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21017 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21017

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب40 کروڑ2 لاکھ70 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات

کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 40 کروڑ 2 لاکھ 70 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 40 کروڑ 2 لاکھ 70 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC-21018 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبرPC-21018

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو4۔ ارب49 کروڑ47لاکھ6ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو4۔ ارب49 کروڑ47لاکھ6ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو4۔ ارب49 کروڑ47لاکھ6ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC-21019 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبرPC-21019

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو26 کروڑ25 لاکھ87 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو26 کروڑ25 لاکھ87 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو26 کروڑ25 لاکھ87 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC-21020 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبرPC-21020

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

" ایک رقم جو ایک ارب94 کروڑ59 لاکھ76ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

" ایک رقم جو ایک ارب94 کروڑ59 لاکھ76ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جی،اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

" ایک رقم جو ایک ارب94 کروڑ59 لاکھ76ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: جی،وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC-21021 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبرPC-21021

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو9 کروڑ73 لاکھ64ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے
اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال
2010-11کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر
اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو9 کروڑ73 لاکھ64ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے
اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال
2010-11کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر
اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو9 کروڑ73 لاکھ64ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے
اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال
2010-11کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر
اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: جی، اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC-21022 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبرPC-21022

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو5۔ارب60 کروڑ59 لاکھ29ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر
پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011 کو ختم ہونے

والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:۔

"ایک رقم جو5۔ارب60 کروڑ 59 لاکھ29ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی تحریک نہ ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو5۔ارب60 کروڑ 59 لاکھ29ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC-21023 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبرPC-21023

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو98 کروڑ28لاکھ33ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال

2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 98 کروڑ 28 لاکھ 33 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 98 کروڑ 28 لاکھ 33 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: آدھا گھنٹہ وقت اور بڑھایا جاتا ہے۔جی۔

وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21024 پیش کریں۔\

مطالبہ زر نمبر PC-21024

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 35 کروڑ 6 لاکھ 77 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات

کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب35 کروڑ6 لاکھ77ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب35 کروڑ 6 لاکھ77ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC-21025 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبرPC-21025

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب49 کروڑ22لاکھ58ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات

کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 49 کروڑ 22 لاکھ 58 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 49 کروڑ 22 لاکھ 58 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21026 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21026

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 76 کروڑ 63 لاکھ 94 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات

کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب76 کروڑ63 لاکھ94ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب76 کروڑ63 لاکھ94ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21027 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21027

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو2 کروڑ59 لاکھ72ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال

2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو2 کروڑ59 لاکھ72 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو2 کروڑ59 لاکھ72 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC-21028 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبرPC-21028

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

" ایک رقم جو27۔ارب90 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

" ایک رقم جو27۔ارب90 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

" ایک رقم جو27۔ارب90 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC-21029 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبرPC-21029

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

" ایک رقم جو11 کروڑ76 لاکھ12 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

" ایک رقم جو11 کروڑ76 لاکھ12 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 11 کروڑ 76 لاکھ 12 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21030 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21030

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 21۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈیز" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 21۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈیز" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 21۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال

2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈیز" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC-21031 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبرPC-21031

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

" ایک رقم جو ایک کھرب 53۔ارب99 کروڑ70ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

" ایک رقم جو ایک کھرب 53۔ارب99 کروڑ70ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

" ایک رقم جو ایک کھرب 53۔ارب99 کروڑ70ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا

اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21032 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21032

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 3 کروڑ 54 لاکھ 58 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 3 کروڑ 54 لاکھ 58 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 3 کروڑ 54 لاکھ 58 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC-13033 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبرPC-13033

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب 4۔ارب 34 کروڑ 85 لاکھ 92 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب 4۔ارب 34 کروڑ 85 لاکھ 92 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب 4۔ارب 34 کروڑ 85 لاکھ 92 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-13034 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-13034

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو ایک کروڑ 88 لاکھ 4 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: میں اپنے ساتھیوں کو پھر یاد کرتا ہوں۔ مجھے بڑا افسوس ہو رہا ہے اگر وہ ہوتے تو مجھے اتنا کھپنا نہ پڑتا جتنی کھپ کھپائی ہو رہی ہے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کروڑ 88 لاکھ 4 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کروڑ 88 لاکھ 4 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 2010-11 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا

دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: اب وزیر خزانہ صاحب مطالبہ زر نمبر PC-13035 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-13035

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 10 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 10 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک نہیں ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک رقم جو 10 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: ذرا ایک منٹ کے لئے rest کریں، میں پانی پی لوں- آپ نے تو خیال ہی نہیں کیا- وہ تو میرا خیال کر لیتے ہیں-

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر-

جناب سپیکر: محترم! مجھے افسوس ہے کہ آج پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکے گا- بہر حال میری مجبوری تھی کہ میں نے پانی پینا تھا- اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-13050 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-13050

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 2۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرمایہ کاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 2۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرمایہ کاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک نہیں ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 2۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرمایہ کاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-22036 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-22036

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب 9 کروڑ 90 لاکھ 54 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب 9 کروڑ 90 لاکھ 54 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک نہیں ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب 9 کروڑ 90 لاکھ 54 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-12037 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-12037

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو10۔ارب63 کروڑ 87 لاکھ47 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو10۔ارب63 کروڑ 87 لاکھ47 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک نہیں ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو10۔ارب63 کروڑ 87 لاکھ47 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC-12038 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC- 12038

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:۔

"ایک رقم جو 14 کروڑ 58 لاکھ 65 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 14 کروڑ 58 لاکھ 65 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 14 کروڑ 58 لاکھ 65 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-12040 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-12040

وزیر خزانہ(جناب تنویر اشرف کائرہ):میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو65 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: ہاؤس کا ٹائم پندرہ منٹ مزید بڑھایا جاتا ہے۔یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو65 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک نہیں ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو65 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC-12041 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبرPC-12041

وزیر خزانہ(جناب تنویر اشرف کائرہ):میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 49۔ارب78 کروڑ12لاکھ8ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات

کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات وپُل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 49۔ارب78 کروڑ12لاکھ8ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات وپُل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 49۔ارب78 کروڑ12لاکھ8ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات وپُل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC-12042پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبرPC-12042

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو34۔ارب70 کروڑ1لاکھ26ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2011کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات

کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو34-ارب70 کروڑ ایک لاکھ26ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو34-ارب70 کروڑ1لاکھ26ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC-12043 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبرPC-12043

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! یہ آخری تحریک ہے لہذا میں معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ وہ اس طرح "ہاں" کہیں کہ جس طرح الیکشن میں ان کے نعرے لگتے ہیں۔

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو11-ارب53 کروڑ17لاکھ39ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال 11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات

کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلٹیز/
خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو11۔ارب53 کروڑ17لاکھ39ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلٹیز/ خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو11۔ارب53 کروڑ17لاکھ39ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2011 کو ختم ہونے والے مالی سال11-2010 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلٹیز/ خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار نے بلند اور پُرجوش آواز میں "ہاں" کہا)

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آج کا ایجنڈا ختم ہوا۔اب اجلاس کل بروز منگل مورخہ 22۔جون2010بوقت صبح 10-00بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

661

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 22۔جون 2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون مالیات پنجاب 2010 (مسودہ قانون نمبر 15 بابت 2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب 2010، جیسا کہ اسے ایوان میں پیش کیا گیا، کوفی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب 2010 منظور کیا جائے۔

2۔ سال 11-2010 کے لئے منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ ایوان میں رکھا جانا

ایک وزیر سال 11-2010 کے لئے منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

3۔ آرڈیننس انڈسٹریل ریلیشنز پنجاب 2010 (آرڈیننس نمبر 2 بابت 2010)

ایک وزیر آرڈیننس انڈسٹریل ریلیشنز پنجاب 2010 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

4۔ مسودہ قانون انسٹیٹیوٹ آف سدرن پنجاب ملتان 2010 (مسودہ قانون نمبر 16 بابت 2010)

ایک وزیر مسودہ قانون انسٹیٹیوٹ آف سدرن پنجاب 2010 ایوان میں پیش کریں گے۔

5۔ مسودہ قانون لاہور لیڈز یونیورسٹی 2010 (مسودہ قانون نمبر 17 بابت 2010)

ایک وزیر مسودہ قانون لاہور لیڈز یونیورسٹی 2010 ایوان میں پیش کریں گے۔

6۔ مسودہ قانون گلوبل انسٹیٹیوٹ لاہور 2010 (مسودہ قانون نمبر 18 بابت 2010)

ایک وزیر مسودہ قانون گلوبل انسٹیٹیوٹ لاہور 2010 ایوان میں پیش کریں گے۔

663

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اٹھارھواں اجلاس

منگل،22۔جون2010

(یوم الثلاثہ،9۔رجب المرجب1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں دوپہر12بج کر43منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ o

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ
اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۳﴾
وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ
فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿۳۴﴾
وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ
عَظِيْمٍ ﴿۳۵﴾

سُوۡرَةُ حٰمٓ السجدة آیات 33 تا35

اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی تو سخت کلامی کا ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو۔ ایسا کرنے سے تم دیکھو گے کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی وہ تمہارا گرم جوش دوست ہے اور یہ بات انہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں اور انہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں۔

وماعلینا الاالبلاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و اعلیٰ ہمارا نبی
اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی
دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی
خلق سے اولیاء، اولیاء سے رُسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
بُجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں
شمع وہ لے کے آیا ہمارا نبی
کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی
غمزدوں کو رضا مژدہ دیجئے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب ہم آج کے ایجنڈے کے مطابق تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر قائد حزب اختلاف کی قیادت میں معزز ممبران حزب اختلاف
واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین اور ویلکم ویلکم کی آوازیں)

ویلکم ویلکم۔چودھری صاحب!مہربانی کہ آپ تشریف لائے۔جی،اپوزیشن اراکین کے لئے ایوان میں مخصوص نشستوں کا خیال کرتے ہوئے ان کی آمد پر سیٹیں خالی کر دی جائیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کے ایوان میں تشریف لانے پر ان کی نشستوں
پر بیٹھے ہوئے یونیفکیشن گروپ کے معزز ممبران نے نشستیں خالی کر دیں)

میں اپنے تمام بہنوں اور بھائیوں کو خوش آمدید کہتا ہوں جو کل سے ہم سے جدا ہو کر کہیں بیٹھے ہوئے تھے اور ان کی مہربانی ہے کہ یہ تشریف لے آئے ہیں اور ایوان کی جانب سے بھی تمام دوست آپ کو ویلکم کرتے ہیں۔مجھے آپ کی کل بہت کمی محسوس ہوئی لیکن آپ کچھ جذبات کی رو میں بھی آ گئے اور میرا خیال ہے کہ کچھ ناراضگی کا موڈ بھی بہت زیادہ تھا۔میں نے اور وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی آپ کی طرف بار بار وفود بھیجے لیکن آپ نے کل ہماری ایک نہ سنی۔چلیں شکر ہے کہ آج آپ تشریف لے آئے ہیں تو ہم آپ کے بہت شکر گزار ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پوائنٹ آف آرڈر

حکومت کی جانب سے حزب اختلاف کو ایوان میں واپس آنے پر خوش آمدید اور مستقبل میں حزب اختلاف کو اپنا کردار آزادانہ طور پر ادا کرنے کی یقین دہانی

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثنا اللہ خان): شکریہ۔جناب سپیکر!میں بھی اپنی جانب سے، قائد ایوان کی جانب سے اور اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے حکومتی اراکین کی جانب سے اپوزیشن کو ایوان

میں واپس آنے پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ میں انہیں اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اپوزیشن اس معزز ایوان کا ایک ایسا حصہ ہے کہ جس کے بغیر یہ House نامکمل ہے۔ بجٹ پر چار دن اپوزیشن نے بحث کی جو یقیناً حکومت کے لئے رہنمائی کا باعث بنی اور بنے گی۔ کل کا واقعہ جس بنیاد پر ہوا تو میں اس سلسلے میں بات کرنا چاہوں گا کہ دنیا کی پارلیمنٹس میں، آپ نے جاپان کی پارلیمنٹ کے واقعات بھی دیکھے ہوں گے اور دیگر ممالک کے بھی دیکھے ہوں گے کہ جب لوگ اپنے ملک یا اپنے صوبہ کے عوام کے مفاد کے لئے کسی چیز کو درست سمجھتے ہیں اور اس پر اپنا موقف بیان کرتے ہوئے کوئی جذباتی پوزیشن پیدا ہوتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ بعض اوقات اس میں تجاوز ہو جاتا ہے لیکن اس تجاوز کو میں سمجھتا ہوں کہ کسی طور پر بھی ہمارے اس کردار جو حکومت یا اپوزیشن اپنے mandate کی بنیاد پر ادا کرنے کی پابند ہے تو اس کردار کی راہ میں حائل نہیں ہونا چاہئے۔ میں اپنے اپوزیشن کے بھائیوں اور بہنوں کو اس بات کی یقین دہانی کرواتا ہوں کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس بات کا پورا اہتمام کریں گے کہ انہیں اپنا کردار ادا کرنے کے لئے بہترین ماحول اور آسانی پیدا ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: یہاں جب اپوزیشن کی طرف سے اور حکومت کی طرف سے بھی دوستوں نے بجٹ پر بحث کے دوران اپنی اپنی آراء دیں تو وزیر خزانہ صاحب نے ان تمام کی وہ باتیں نوٹ کیں اور ان کے مطابق categorically اپوزیشن کی طرف سے بحث میں حصہ لینے والوں کی ایک ایک تجاویز کا جواب دیا لیکن اگر آپ کل ایوان میں ہوتے تو یقیناً آپ خود بھی انہیں شاباش دیتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ کے ارشاد سے پہلے جناب وزیر قانون نے بات کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس ضمن میں بلا وجہ یہ واقعہ نہیں ہوا۔ کل کی ہماری غیر حاضری یا بائیکاٹ اس لئے تھا کہ آپ نے پرسوں کے واقعہ کے بعد بنائی گئی کمیٹی میں ایک لمبی گفتگو اور میراتھن discussion کے بعد جب ہم کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے تو اس کے علاوہ اپوزیشن کے پاس اور کوئی حل نہیں رہتا۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں جیسے وزیر قانون صاحب نے کہا کہ تمام دنیا کی

اسمبلیوں میں ایسے واقعات ہو جاتے ہیں۔ واقعات ہوتے ہیں لیکن ان اسمبلیوں میں بھی انہیں احسن قدم نہیں گردانا جاتا۔ ہم ایسی طرف جانے کے لئے رواں دواں ہیں جس میں ہم claim کرتے ہیں کہ ہم ہر صورتحال میں ایک role model ہوں گے۔ ہمیں چاروں طرف سے دیکھا جاتا ہے، کیمرے کی آنکھ بھی ہم پر ہوتی ہے اور قلم کی نوک بھی ہمیں دیکھ رہی ہوتی ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک مقدس ایوان ہے جس سے ہمیں بہت سے تحفظات حاصل ہیں جو کہ آپ کی وجہ سے ہیں اور بعض اوقات کچھ لوگ اسی بات اس ایوان میں کہہ دیتے ہیں جو صرف ایوان میں کہہ سکتے ہیں وہ بات ایوان سے باہر کسی کو نہیں کہہ سکتے اور اسی ایوان کو ہی یہ تحفظ ہے اور اسی ایوان کی ہی ایک قوت ہے اور آپ کی personality ہے اور آپ کے فیصلہ کرنے کے حوالے سے ایک منصف کی حیثیت سے آپ کی طرف دیکھتے ہوئے لوگ خاموش ہو جاتے ہیں۔ میں اپنے سمیت سب کو استدعا کروں گا کہ ہم یہ سوچ رکھیں کہ اگر کسی کے ابا، کسی کے باپ، دادا کو غدار کہتے ہیں تو اسے ایوان کا تحفظ مل جاتا ہے تو اسے یہ سوچنا چاہئے کہ آیا وہ کسی گلی کی نکڑ پر کھڑے ہو کر کسی بلوچ کو یہ کہہ سکتا ہے کہ تم غدار ہو تو پھر اسے پتا چلے۔ یہ اسی ایوان کا تحفظ ہے کہ لوگ کہہ جاتے ہیں اور اس وجہ سے درگزر ہو جاتا ہے کہ فیصلہ ہم آپ پر چھوڑ دیتے ہیں۔ آپ کا یہ تحفظ ہے اور آپ کا تحفظ سب چاہتے ہیں۔ آپ کی شخصیت میں شفقت اور آپ کی شخصیت میں جو ایک منصف پڑا ہوا ہے۔ اس کی طرف سب دیکھتے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پرسوں جو واقعہ ہوا اس میں ہمارے اس ایوان کے ایک معزز رکن جو ہماری ہی پارٹی کے ٹکٹ پر elect ہوئے ہیں یہ ان کی صوابدید ہے، فیصلہ عوام نے کرنا ہوتا ہے۔ پہلے عوام نے ان کے پچھلے کردار کو دیکھتے ہوئے ان کے حق میں فیصلہ کیا تھا اور اب پھر عوام نے ان کو دیکھتے ہوئے فیصلہ کرنا ہے۔ عوام نے صرف ان کی کارکردگی ہی نہیں دیکھنی کہ انہوں نے ڈسپنسری میں کتنی دوائیاں رکھوائیں بلکہ عوام نے مجھے بھی اور انہیں بھی دیکھنا ہے کہ انہوں نے اندر House میں بیٹھ کر نمائندے کی حیثیت سے کیا کہا؟ میں اگر یہاں below average بات کرتا ہوں تو میں شرمسار ہوتا ہوں اور میرے علاقے کے لوگوں کو لوگ کہہ سکتے ہیں کہ "اے نمائندہ بھیجیا اے تسیں" اس لئے ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں تھا کہ ہماری خاتون کو ایسے الفاظ کہے جائیں۔ جس کو کمیٹی میں جناب لاء منسٹر نے بھی مانا اور دوسرے منسٹرز نے بھی کہا تھا کہ ہاں وہ الفاظ ایسے تھے جو نہیں کہے جانے چاہئیں تھے، وہ باعث شرم ہیں۔ ہم باہر

بیٹھے تھے، ہمارے پاس دوبارہ ایک وفد آیا، ہماری ان سے بات ہوئی۔ ان میں ندیم کامران صاحب یہاں تشریف فرما ہیں ہم نے اپنی معروضات پیش کر دیں۔ میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا کیونکہ آج ہم آپ کے حکم پر اور لاء منسٹر کی موجودگی میں ہم کمیٹی میں بیٹھے تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ آپ فیصلہ مجھ پر چھوڑیں اور اندر آ جائیں۔ میں نے اور میرے ساتھی محسن لغاری صاحب نے، آپ کے کہنے کے بعد کسی طرف نہیں دیکھا میں نے صرف اپنے ساتھی محسن لغاری کی طرف دیکھا۔ انہوں نے کہا اور جو ہمیشہ ان کی شخصیت ہوتی ہے۔ ان کو کچھ بھی کہہ دیا جائے یہاں پر خود انہوں نے digest کیا ہے میں پھر سے دہراتا ہوں کہ ان کو House میں وہ بات کہہ دی گئی کہ ان کے گلی محلے میں جا کر ان کو کوئی نہیں کہہ سکتا۔ یہ مقدس ایوان ہے، یہاں پر آزادی ہے کہ کسی کو کچھ بھی کہہ دیا جاتا ہے لیکن ہماری عزتیں محفوظ رہیں یہ تو آپ کا فرض ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں اس بات کو پھر کہتا ہوں، میں چیلنج کا لفظ استعمال نہیں کرتا، ہمیں جو نازیبا باتیں کہی جاتی ہیں وہ باتیں کوئی ایوان کی بجائے باہر تو کہہ کر دیکھے۔ وہ باتیں اس ایوان میں کہہ دی گئیں اور ہم کہتے ہیں کہ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ روزی اور عزت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ چونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں عزت دے کر یہاں بھیجا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو ہم فی سبیل اللہ فساد کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہتے۔ آج ہم یہاں آ گئے ہیں، آپ سے استدعا کرتے ہیں اور لاء منسٹر صاحب سے بھی کہتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ یہاں اس House کے لئے اچھی روایات قائم کی جائیں۔ اچھی روایات کی شروعات treasury benches کی طرف سے ہوتی ہیں کیونکہ آپ حاکم ہیں، حکمران ہیں۔ جب آپ اپنا ساتھی choose کرتے ہیں تو اپنا mind بھی اسے دیں، اپنی زبان بھی اسے دیں اور اپنا سب کچھ دیں۔ اگر وہ جو کچھ مرضی کہتا ہے، میرے ساتھی کو کچھ کہتا ہے تو یہ پتا چلتا ہے کہ وہ میری زبان بول رہا ہے، میں نے اسے اپنا mind دیا ہوا ہے۔ میں اسی لئے کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے آپ کی کمیٹی کا کہنا مانا اور آپ کے حکم کو سر آنکھوں پر رکھا۔ ہم آپ کے اندر کے منصف پر چھوڑتے ہیں کہ آپ جو بھی فیصلہ کریں۔ ہم یہاں سے بلاوجہ نہیں گئے، ہم یہاں کام کے لئے آئے ہوئے ہیں لیکن ایسی جگہ پر کوئی کہاں بیٹھ سکتا ہے جہاں اس کی عزت ہی محفوظ نہ ہو۔ اسے ہم جناب پر چھوڑتے ہیں اور یہاں پر ہم آ گئے۔ بہت بہت شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب علی حیدر نور خان نیازی!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں بھی جس طرح Leader of the Opposition کہہ رہے تھے میں اس دن موجود تو نہیں تھا لیکن میں نے TV پر یہ سب کچھ دیکھا کہ ہماری ایک محترم رکن ثمینہ خاور حیات صاحبہ کے بارے میں اس ایوان میں جس قسم کی زبان استعمال کی گئی میں اس کی بھرپور مذمت کرتا ہوں۔ کسی سے لاکھ نظریاتی اختلاف سہی، میرا بھی ان سے نظریاتی اختلاف ہے، میں حکومت کے ساتھ ہوں لیکن کسی بھی خاتون کے لئے اس طرح کی زبان اس مقدس ایوان میں استعمال کرنا نہایت قابل مذمت ہے۔ ہم اس کی مذمت کرتے ہیں اور آپ سے یہ expect کرتے ہیں کہ آپ اس کا notice لیں گے۔ یہ ایوان ہے یہ کوئی بازار نہیں ہے جہاں بیٹھ کر آپ اس طرح کی بازاری زبان استعمال کریں۔ میں آپ سے توقع کرتا ہوں کہ آپ اس کا action لیں گے اور اس کے خلاف کارروائی کریں گے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بھٹی صاحب!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جو بھی ہوا اچھا نہیں ہوا۔ اس معزز ایوان کے ہر رکن کو ایک دوسرے کے ساتھ عزت اور احترام کے ساتھ پیش آنا چاہئے۔ ہماری colleague بہن کے ساتھ جو ہوا لیکن میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ ابتداء انہوں نے کی تھی اور جذبات میں شیخ صاحب نے شاید کوئی الفاظ حد سے آگے ادا کر دیئے اس لئے ہم دونوں کے لئے مذمت کرتے ہیں، یہ سلسلہ نہیں ہونا چاہئے۔ ذاتی طور پر نظریاتی، سیاسی اختلاف سب کا حق بنتا ہے لیکن جب آپ کسی پر ذاتی attack کریں گے تو پھر اس بات کے لئے تیار رہیں کہ وہ بھی شاید آپ کی ذات کے بارے میں attack کرے گا۔ اس بات کی بھی احتیاط کرنی چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، کرنل شجاع صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! یہ جو ہمارا House ہے اس میں ہم تقریباً سارے برابر ہیں۔ یہاں پر کوئی بھی کسی پر فوقیت نہیں رکھتا ہے لیکن پرسوں کا جو واقعہ ہوا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا افسوسناک واقعہ تھا اس کو ہونا نہیں چاہئے تھا۔ دیکھیں، ہماری حکومت ہے، ہماری majority ہے اور ہم نے Opposition کو اپنے ساتھ carry کرنا ہے۔ اگر شیخ صاحب کوئی جذبات میں آگئے تو میری یہ suggestion ہے کہ اس واقعہ کو ختم کیا جائے اور شیخ صاحب آکر معذرت کر لیں، بات ختم ہو جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ شیخ صاحب کا بڑا پن ہو گا اگر وہ معذرت کر لیں اس لئے میں دونوں sides سے request کروں گا کہ یہاں سے بھی معذرت ہو جائے، ہماری ثمینہ بہن بھی معذرت کر لے، شیخ صاحب بھی معذرت کر لیں، تو ایک بات ختم ہو جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: سید ناظم حسین شاہ!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر!۔۔۔ (شور و غل)

MR. SPEAKER: Order please, order please, order please, order please. Listen carefully.

جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں کل یہاں پر حاضر نہیں تھا۔ مجھے یہ اختیار ہے اور نہ ہی میں یہ چاہوں گا کہ آپ کے فیصلے کو میں کہوں کہ یہ غلط ہے۔ مگر میرے پاس یہ کہنے کا اختیار ضرور ہے کہ بڑا پن یہی ہوتا ہے، بڑا آدمی وہی ہوتا ہے جو چھوٹوں کی ناجوازیاں برداشت کرے اور ان کو کچھ نہ کچھ دے کیونکہ دنیا میں اگر کسی کی قدر ہے تو دینے سے ہی ہے۔ جو کچھ ہے وہ on the giving side ہے، taking side والے پر کبھی دنیا اتنی خوش نہیں ہوتی اس لئے آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز بخشا ہے، آپ یہاں پر بیٹھے ہیں۔ یہاں پر اختلاف رائے ہوتا ہے اور اگر کسی سے اختلاف رائے ہوتا ہے تو مقصد اس کی تذلیل نہیں ہوتا، اپنی کم علمی کی وجہ سے یا لالچ کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ میری سوچ اس حساب سے نہ ہو جس

طرح سے آپ کی ہے مگر مجھے یہ تو حق حاصل ہے کہ میں اپنا مافی الضمیر بیان کر سکوں۔ آپ نے کل ساجدہ میر اور فوزیہ بہرام کے لئے جو فیصلہ دیا ہے کہ ان کو پندرہ پندرہ دن کے لئے، جو میں نے سنا ہے If I am wrong I stand to be corrected دیکھیں، میرا جھگڑا باہر ہو سکتا ہے، کسی ممبر سے کوئی جھگڑا ہو جاتا ہے، کوئی ممبر 302 میں involve ہو جاتا ہے، 307 میں involve ہو جاتا ہے۔ مگر جب اس کی bail ہوتی ہے He is permitted to enter into the House ان کا پارلیمانی میٹنگ میں جھگڑا ہوا، گو یہ غلط ہوا اور میں کسی حساب سے بھی اس کو endorse نہیں کرتا۔ مگر گزارش یہ ہے کہ یہ House میں نہیں ہوا۔ آپ House کے precedents دیکھیں، انڈیا میں دیکھیں، انگلینڈ میں دیکھیں وہاں ممبر آپس میں گتھم گتھا ہوتے ہیں۔ پچھلے سال بھی میں انڈیا کا اجلاس دیکھ رہا تھا ممبر on the floor of the House گتھم گتھا ہو رہے تھے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ان کو House میں آنے کے لئے permit کیا جائے اور ایسی precedents قائم نہ کی جائیں جن سے ہمیں تکلیف ہو اور آپ پر بھی حرف آئے کیونکہ جو واقعات باہر ہوتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میں اس بارے میں آپ سے علیحدہ بات کروں گا۔ بہت مہربانی۔ شیخ علاؤالدین صاحب! آپ نے تمام بات سن لی ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے بات سن لی ہے اور میں آپ کی اجازت چاہتا ہوں کہ میں بھی کچھ عرض کر دوں؟

جناب سپیکر: جی، دائرے کا ذرا خیال کیجئے، اس سے اب باہر نہیں نکلنا۔ مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ میں نے سب باتیں سن لی ہیں اور جس دن یہ واقعہ ہوا اس دن بھی میں نے اسی floor پر گزارش کی تھی کہ اس اسمبلی کے tenure کا نہیں بلکہ پچھلی اسمبلی کے tenure کے تمام سیشن میں بھی بتایا جائے کہ میں نے کبھی کسی خاتون کے بارے میں کوئی بات اپنی طرف سے شروع کی ہے؟ کل میری بہن صغیرہ اسلام نے میرے بارے میں بات کی ہے ان سے میں یہ پہلے پوچھتا ہوں باقی بات بعد میں بتاؤں گا۔

جناب سپیکر: جی، آپ ادھر کی بات نہ کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ بات کیوں نہ کروں؟ پہلے آپ میری بات سنیں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے شیم شیم کے نعرے)

MR.SPEAKER: Order please, Order please.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جب پچھلی اسمبلی میں ان کے بارے میں کوئی بات ہوتی تھی تو خدا کی قسم میں ان کو روکتا تھا۔ یہ اس گیٹ سے باہر جانے سے پہلے کورم point out کر کے جاتی تھیں اور یہ دروازہ کھول کر دیکھتی تھیں اور لوگ پھر نعرے لگاتے تھے۔ میں نے ایک لفظ اپنی بہن کے بارے میں نہیں بولا بلکہ میں نے کسی کے بارے میں نہیں بولا، میرے پورے سیشن نکال لئے جائیں لیکن جب میں اپاہج بچوں کی بات کروں، میں 17 فیصد عورتوں کی سروس کی بات کروں اور میں بلوچستان میں پنجابیوں کے قتل کی بات کروں تو محترمہ ثمینہ خاور حیات جن کے خاندان کی بھی میں عزت کرتا ہوں ان کو یہ احساس ہی نہیں ہے کہ میرا ان کے ساتھ کیا تعلق ہے، ہمیشہ کھڑی ہوتی ہیں اور بُرا بھلا کہتی ہیں۔ چودھری ظہیرالدین صاحب جن کا میں مداح بھی ہوں اور بھی تعلق ہے میں نے اپنی آنکھوں سے چودھری ظہیرالدین کو دیکھا ہے کہ انہوں نے ہمیشہ ان لوگوں کو کہا ہے "اٹھو اٹھو" یہ کیا ہے؟ پھر مجھے یہ کہتے ہیں کہ میں بازاری زبان بولتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے شیم شیم اور لوٹا لوٹا کے نعرے)

جناب سپیکر! ہر آدمی اپنے نمبر بنانے کے لئے مجھے بُرا کہتا ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ میں نے آپ کے حکم کے مطابق جیسے آپ نے حکم دیا کیا میرا آپ سے رشتہ صرف ایم پی اے اور سپیکر کا ہے؟ میرا آپ سے رشتہ قبر تک کا ہے، یہ سب کچھ بھاڑ میں جائے اور جب آپ مجھے حکم دیتے ہیں تو میرے لئے وہ آخری بات ہے۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ علاؤالدین اس کو ایسے کر دو، میں اسی دن آکر جو بہترین الفاظ استعمال ہو سکتے تھے میں نے کہے۔ میرے بارے میں وہ الفاظ بولے گئے جو میں نے بولے ہی نہیں تھے۔ آپ جو فیصلہ کریں بے شک آپ مجھے نکال دیں میں مان لوں گا لیکن آج آپ اس بات کا فیصلہ کریں کہ کیا میں نے کسی سیشن میں کبھی کوئی بات اپنی طرف سے شروع کی ہے؟ خدا کی قسم میں تو ادھر دیکھتا بھی نہیں ہوں اس لئے نہیں دیکھتا۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ لوگ کیا کرتے ہیں، آپ ان کی بات ذرا غور سے سنیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اب مسئلہ یہ ہے کہ اگر آپ نے مجھے حکم دیا کہ اس کو ایسے مت کرو اور میں نے اس دن اپنی طرف سے اچھے الفاظ بولے اور آج میں پھر یہ بات کہتا ہوں کہ مجھے اس House کی عزت بہت عزیز ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ ہم یہاں پر تماشا بنیں لیکن ایک میری آپ سے درخواست ہے کہ جتنے سیشن بھی ہوئے ہیں اور پچھلے tenure کے بھی ہیں میری پوری تقریروں میں کوئی ایک آدمی بھی کوئی ایسا لفظ دکھا دے تو میں خود resign کروں گا کہ میں نے کسی کو کوئی غلط کہا ہے یا کسی کو تنگ کیا ہے یا کسی کے بارے میں کوئی غلط لفظ بولا ہے تو I will resign myself. اور اب دوسری بات جو آپ نے حکم دیا ہے کیونکہ میں نے پورے House کی عزت دیکھنی ہے، میری کسی بات سے ثمینہ خاور حیات یا صغیرہ بہن یا کسی اور کو تکلیف ہوئی ہے یا دل آزاری ہوئی ہے تو میں وہ الفاظ واپس لیتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں صرف ایک بات کہوں گا کہ یہ معاملہ اس وقت چلتا ہے جب میں کوئی بات floor پر لانا چاہتا ہوں۔ خدا کی قسم میں نے اپنی student life میں اتنا نہیں پڑھا اور خدا جانتا ہے کہ آپ کو پتا ہے کہ میں اچھا student نہیں تھا اور آپ مجھ سے اچھے student تھے جو کچھ میرے ساتھ ہوا ہے یہ ایک لمبی بات ہے لیکن جب سے میں سیاستدان بنا ہوں پتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو کیا منظور ہے۔ یقین کریں کہ خدا کی قسم فجر کے بعد وہ کتابیں دیکھنا شروع کرتا ہوں جو کبھی تصور بھی نہیں کی تھیں۔ شاید میں نہ پڑھتا لیکن ہر نماز میں خدا کی قسم اپنے ملک اور اپنے حلقے کے لوگوں کے لئے دعا کرتا ہوں کہ میرے ہاتھوں سے کوئی بھلا ہو جائے لیکن اگر مجھے اسی طرح کیا جائے گا تو میں کیا کروں گا؟ میں آپ سے صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ اپنی ruling بھی دیں۔ میں نے اپنے الفاظ کی معذرت کر لی صرف اس floor اور اسمبلی کے لئے کہ اللہ تعالیٰ اسمبلی کو عزت دے اور ہمارے لوگوں اور پاکستان کو عزت دے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں نے آج تک چائے کا ایک کپ سرکاری خزانے سے نہیں پیا اور ایک سر درد تک کی گولی نہیں کھائی۔ کوئی بندہ مجھ پر ثابت کر کے دکھائے کہ میں سرکار سے یا کسی اور سے کچھ لیتا ہوں؟ مجھے کسی سے کوئی لالچ نہیں ہے اور مجھے صرف یہ لالچ ہے کہ یہ میری جتنی عمر رہ گئی ہے اس کے اندر میں لوگوں کا کچھ بھلا کر جاؤں۔ بہت شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! جب شیخ صاحب اس اسمبلی کے floor پر قسم کھا کر کہتے ہیں اور حلفاً کہتے ہیں کہ میں ان کی طرف دیکھتا تک نہیں تو پھر کون سی بات رہ جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، میرے خیال میں اس پر کافی بات ہو چکی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کیا کرتے ہیں؟ آپ دونوں تشریف رکھیں، میں floor ادھر دے رہا ہوں۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں بھی اس کمیٹی کا ممبر تھا جس کا اجلاس آپ کے چیمبر میں ہوا تھا۔ شیخ صاحب کی اس معذرت کے بعد ہم اس اسمبلی کی کارروائی کے اندر ضرور حصہ لیں گے کیونکہ ہم اس اسمبلی میں اس لئے آتے ہیں کہ ہم کارروائی میں حصہ لیں اور جہاں حکومت کی کمیاں یا کوتاہیاں نظر آئیں ہم ان کی نشاندہی کریں، کل کی ہماری جو cut motions تھیں وہ بہت اہم تھیں کل ہم آپ کی حکومت کے جو اخراجات ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے تو آپ جو مرضی کہتے جائیں، مجھے آپ کی بات کا غصہ نہیں آتا۔ جی!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ حکومت کا حصہ نہیں ہیں، میری مراد تھی کہ میں آپ کے توسط سے حکومت کو کہہ رہا ہوں۔ کل ہم نے ان کی جو decumbency تھیں ان کی بات کرنی تھی جو ہم نے دیکھا کہ جتنی figures کی demand کی گئی ہیں وہ ٹوٹل بجٹ کی amount سے زیادہ تھیں۔ اگر اس وقت وزیر خزانہ کی تقریر کے اندر ہماری request کو incorporate کیا گیا تو ہم نے ان کا شکریہ ادا کرنا تھا کہ انہوں نے بڑی اچھی روایت شروع کی ہے۔ اگر اپوزیشن کی طرف سے کوئی اچھی تجویز آئے جو اس صوبہ کی بہتری کے لئے ہو تو اس کو بھی incorporate کر لیا جائے تو ہم نے اس پر ان کا شکریہ ادا کرنا تھا لیکن بات یہ تھی کہ کل اور پرسوں کو جو ایک incident ہوا تھا اس کے اندر کچھ چیزیں طے ہوئی تھیں اور کل آپ کے چیمبر میں ہی طے ہوئی تھیں۔ اس میں راجہ ریاض صاحب اور

لاء منسٹر صاحب کا خیال تھا کہ شیخ صاحب نے تھوڑا سا حد سے تجاوز ضرور کیا ہے اور پھر جو وزراء کرام والی کمیٹی ہمارے پاس بھیجی تھی اس نے بھی یہ بات کی تھی لیکن اس floor پر جو باتیں ہوئیں تو اس کو ایسے show کیا گیا کہ اپوزیشن والوں کا قصور ہے اس لئے اپوزیشن والے نہیں آئے۔ جیسے کہتے ہیں کبھی دکھا کے "سجی ماری سانوں"

جناب سپیکر: یہ آپ مجھے کہہ رہے ہیں اور مجھے دوش دے رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! House کمیٹی میں جو کچھ ہوا اور جو کمیٹی کے لوگوں نے باتیں کیں، ہم تو کل بھی آنے کے لئے تیار تھے اگر یہی بات کل ہو جاتی اور یہ apology کل ہو جاتی۔ ہم تو چاہتے تھے کہ کوئی symbolic چیز ہو جائے، ایک چیز ہوئی ہے اور اس کے بعد یہ بھی طے ہوا تھا اور میرے خیال میں دوبارہ code file ہو جائے اور اس میں ممبران کا code of conduct بنالیں کہ کوئی کسی کے ذاتی معاملات کے اوپر attack نہیں کرے گا اور باقی لیڈران کے بارے میں یہ بات طے ہوئی تھی تو پچھلے چھ مہینے سے آپ دیکھیں کہ پارٹی لیڈران پر کوئی ذاتی attack نہیں ہوا۔ ہاں کسی پالیسی یا عہدے کے اندر عمل پر ہوا ہو گا لیکن کسی کی ذات کے اوپر اس House میں attack نہیں ہو رہا تو اب ہم ایک code بنالیں کہ کسی کی ذات پر attack نہیں ہو گا۔ جب ہم بائیکاٹ کر کے بیٹھے ہوئے تھے تو میں لائبریری میں پرانی 1950 اور 1930 کی proceedings دیکھ رہا تھا۔ وہاں پر ایک ممبر دوسرے ممبر کو Hon, able member کہہ کر address کرتا تھا، وہاں پر آواز اونچی نہیں اٹھتی تھی۔ اب ہم جس طریقے سے House چلا رہے ہیں اگر اسے ہمارے پرانے بزرگ دیکھیں تو وہ شرمندہ ہوں گے۔ میرے خاندان کے افراد اس House کے تقریباً سو سال سے ممبر بنتے آرہے ہیں اور میری یہ term میرے خاندان کی طرف سے اس House کے اندر اکتیسویں ہے۔ ایک میرا کزن یوسف لغاری آج نہیں آیا، وہ چوتھی پشت ہے اور اس کا پردادا، دادا اور باپ ان کی چوتھی پشت یہاں پر چل رہی ہے۔ یہ House کے اندر جو ماحول خراب ہونا شروع ہوا ہے اس کی ذمہ داری آپ پر آتی ہے کیونکہ آپ نے اس House کے ماحول کو دیکھنا ہے۔ انسان خطا کا پُتلا ہے، جس آدمی سے بھی کوئی غلطی ہو اس کی معذرت کر لینا اس کا بڑا پن ہے۔ شیخ صاحب نے اپنے الفاظ پر ندامت کا اظہار کیا ہے، انہوں نے اپنے الفاظ واپس لئے یہ ان کا بڑا پن ہے۔ ہم بھی کوشش کریں گے کہ opposition

benchesکی طرف سے بھی کبھی کوئی ایسی بات نہ ہو جس پر معذرت کرنی پڑے۔ اچھاParliamentarianوہ ہے جس کے الفاظexpungeکئے جائیں اور نہ ہی اس کو اپنے الفاظ واپس لینے پڑیں۔ ہمیں بولنے سے پہلے یہ سوچنا چاہئے کہ ہم کیا بول رہے ہیں، کئی دفعہ جوش اور جذبات میں ایسے الفاظ نکل جاتے ہیں تو پھر اس کی معذرت کر لینی چاہئے تا کہ یہproceedingsبہتر طریقے سے چلتی رہیں۔ مہربانی کر کے آپ اس پر code of conductبتا دیں۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ایک منٹ ٹھہریں۔ ہم نےproceedingsکو بھی چلنے دینا ہے یا نہیں؟

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! اگرproceedingsمیری وجہ سےdisturbہو رہی ہیں تو میں نہیں بولتا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میری ایک بات سُن لیں۔ جس دن یہ معاملہ ہوا اس کے بعد شاید شور شرابے میں آپ وہ بات سن نہیں پائے۔ میرے سامنے انہوں نے یہ بات کی تھی کہ ثمینہ خاور حیات میری بہن ہیں اگر ان کی میری بات سے کوئی دلآزاری ہوئی ہے تو میں معذرت چاہتا ہوں اس دن ہی انہوں نے یہ بات کر دی تھی۔ میں نے تو یہ بات سُنی ہے آپ شاید سن نہیں پائے اور اس کے بعد کمیٹی بنی اور پھر پتا نہیں کیا کچھ ہوا اور کل معاملات مزید خراب ہو گئے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گی۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ نے اور اسHouseکے تمام ممبران نے ایک اچھےparliamentarianبن کر ایک اچھے سیاستدان بن کر دکھانا ہے۔ (شور و غل)

MR. SPEAKER: Order please, order please. This is not good.

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے ابھی کہا کہ ایک اچھی Parliamentarian بن کر، Chairکیrespectکر کے اور بہت سے کلمات آپ نے کہے ان کو مد نظر رکھ کر اور آپ یہ بھول گئے

کہ میں رشتے میں آپ کی بھتیجی بھی لگتی ہوں۔ شیخ صاحب نے تو آپ سے اپنا رشتہ منوا لیا۔ میں آپ کو یاد کروادوں کہ عبدالواحد صاحب کی طرف سے میرا رشتہ آپ کے ساتھ بھتیجی کا ہے تو میں اس رشتے کو مد نظر رکھتے ہوئے۔۔۔

معزز اراکین: مبارک ہو، مبارک ہو۔ رانا ازم! (شور وغل)

MR. SPEAKER: Order please, order please.

محترمہ ثمینہ خاور حیات: اس رشتے کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ نے جو بات کہی میں اس کو مانتی ہوں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: آپ Custodian of the House ہیں۔ آپ کہئے، آپ کیا کہتے ہیں۔ جو آپ کہیں گے میں اس بات سے agree کروں گی۔ دوسری بات میں آج فخر سے کہتی ہوں کہ میں opposition میں بیٹھی ہوں، میرا تعلق پاکستان مسلم لیگ سے ہے۔ میری قیادت پرویز الہیٰ صاحب اور چودھری شجاعت حسین صاحب ہیں اور مجھے فخر ہے کہ آج میرے ساتھ میری ساری جماعت کھڑی ہوئی ہے۔ میرا وقار، میری عزت، میرا گھمنڈ، میرا غرور، میری جماعت ہے۔ آج اس نے بتا دیا ہے کہ وہ میری فیملی ہے جو میرے ساتھ کھڑی ہوئی ہے۔ جب یہ کہا گیا کہ اس کا خاندان، میرا خاندان تو یہ ہے جو میرے ساتھ بیٹھا ہوا ہے، میرے خاندان کو کوئی بُرا نہیں کہہ سکتا کیونکہ میرا خاندان بہت اچھا اور نیک خاندان ہے جو میرے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔ میں آج بھی آپ کا regard کروں گی اور آپ کی بات مانوں گی، آپ بتائیے کہ مجھے کیا کرنا ہے؟ مجھے کوئی یہاں سے dictate نہیں کر سکتا کیونکہ لوٹے کو تو میں لوٹا ہی کہوں گی۔ میں صرف آپ کی بات مانوں گی، آپ بتائیے۔

جناب سپیکر: اس House کے تمام معزز ممبران میرے لئے نہایت ہی قابل احترام ہیں۔ ایک دوسرے کا احترام آپ پر واجب ہے، مہربانی فرمائیں۔ اس قسم کے ماحول سے آپ کو کوئی اچھا سبق نہیں ملے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اب آپ مجھے بتائیے کہ اب کیا کرنا ہے؟

جناب سپیکر: جی، آپ اس بات کو چھوڑیں۔

شیخ علاؤ الدین: جناب سپیکر! اب میری بات سُنیں۔ پورے floor کی عزت کا معاملہ ہے۔ پورے House کی عزت کا معاملہ ہے۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! یہ وہ point ہے جو ان کی قیادت نے ان کو دیا ہے۔(شور و غل)

(اس مرحلہ پر جناب محمد محسن خان لغاری صاحب احتجاجاً ایوان سے باہر جانے لگے)

جناب سپیکر: لغاری صاحب! ایک منٹ ذرا بیٹھیں۔(شور و غل)

Order please, order please. لغاری صاحب! آپ کدھر جا رہے ہیں؟ میں آپ کو بلا تا ہوں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ بجٹ غلط پاس ہوا ہے، یہ ایک سازش تھی، اس میں زیادہ budget figures پاس کی گئی ہیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

MR. SPEAKER: No point of order, no point of order.

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ ہماری قیادت پر کیسے الزام لگا سکتے ہیں؟ ان کی اپنی قیادت۔۔۔

جناب سپیکر: میں ایک بات کر رہا ہوں، مجھے بات کرنے دیں؟ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ بھی تشریف رکھیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آپ کو یہ پوائنٹ آف آرڈر سُننا پڑے گا۔

جناب سپیکر: نہیں، میں آپ کی بات نہیں سُنتا۔ آپ مجھے بات کرنے دیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میری بات سُنیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترم! پلیز مجھے بات کرنے دیں۔ I say order.

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب! آپ میری بات سُنیں۔

جناب سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ پہلے آپ میری بات سُنیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میری بات سُنیں۔ یہ ہمارے ساتھ ناانصافی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں، مجھے بات کرنے دیں۔ میں سب کے لئے equal ہوں، میں کسی ایک کے لئے نہیں ہوں۔ جو کوئی اس قسم کی حرکت کرنے کی کوشش کرے گا کہ اس House کے ماحول کو خراب کیا جائے تو whosoever it may be. I'll take strong action against the man

(نعرہ ہائے تحسین)

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب! آپ بڑی دیر سے پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جلدی سے اپنی بات کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! شکریہ

راجہ شوکت عزیز بھٹی: مجھے یہ گزارش کرنی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ آرام کیجئے۔ میں کہتا ہوں آپ آرام سے بیٹھیں۔ مجھے آج کی کارروائی چلانے دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا میں ماحول کو ٹھیک کرنے کے لئے اور future میں proceedings کو مزید smooth کرنے کے لئے آپ کے ذریعے کچھ تجاویز دینا چاہتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ آپ ان پر غور بھی فرمائیں گے اور اس پر عمل بھی ہو گا۔ ہمیں دو، اڑھائی سال ہو گئے ہیں بعض اوقات ہمیں کوئی بندہ ملتا ہے تو ہمیں پتا نہیں ہوتا کہ یہ ہمارا ایم پی اے colleague ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں پر جو seating plan ہے وہ بالکل disturb ہے، کوئی پتا نہیں ہے کہ مسلم لیگ (ق) کا کون ہے، مسلم لیگ (ن) کا کون ہے، پیپلز پارٹی کا کون ہے تو ہماری یہ درخواست ہے کہ seating plan پر عمل کروایا جائے اور speaker یا mike صرف اس کا on ہو جو اپنی سیٹ سے بولے اور ہماری جو بہنیں ہیں ان کو بہتر مقام دینے کے لئے اور شیخ علاؤ الدین صاحب کو یہ قسم نہ اٹھانی پڑے کہ میں دائیں طرف نہیں دیکھتا، ان کو وہ اعلیٰ مقام دیا جائے جہاں پر صرف آپ دیکھ سکیں اور ان کو اوپر والی سیٹیں allot کر دی جائیں۔ وہ بھی House ہے صرف وہاں سے ہی ان کا speaker on ہو۔

جناب سپیکر: آپ کی بات سب کی سمجھ میں آ گئی ہے اور ہم سب کو اپنے طور پر خیال کر لینا چاہئے۔ آپ کی بڑی مہربانی، ہم اس کے بارے میں کچھ بات کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات سُنیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: نہیں، جناب! آپ میری بات سُنیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ حضرت کیا کرتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ میری بات سُنیں۔

جناب سپیکر: سینئر منسٹر کھڑے ہیں۔

شیخ علاؤلدین: جناب سپیکر! آپ اس پر ruling دے دیں کہ میری معذرت کے بعد جو الفاظ بولے گئے ہیں کیا وہ الفاظ بنتے تھے اور دوسری بات میری پوری proceeding نکال لیں میں نے ان کو بہن نہیں کہا۔ میری اپنی پانچ بہنیں ہیں اور چھٹی بہن پر میں یقین نہیں رکھتا۔ میں نے ان کو بہن نہیں کہا اور انہوں نے جو الفاظ بولے اس پر آپ کو ruling دینی چاہئے کہ میرے کہنے کے بعد، میری معذرت کے بعد پھر وہ الفاظ بولے گئے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وہ بعد میں بولے گئے۔

شیخ علاؤالدین: آپ بتائیے، آپ اس پر ruling دیں کہ کیا ان کو کہنا چاہئے تھا؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ کیا چاہتے ہیں کہ اس House کی کارروائی چلے یا نہ چلے؟

شیخ علاؤالدین: میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اس پر ruling دیں۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی تشریف رکھیں۔ اب کوئی ایسی بات نہیں کرے گا اور اگر کرے گا تو میں اس کا نوٹس لوں گا۔ جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ میاں محمد نواز شریف صاحب اور میاں محمد شہباز شریف صاحب کے خلاف جو کیس تھا اس میں انہیں اجازت مل گئی ہے میں اس پورے House کی طرف سے میاں محمد نواز شریف صاحب اور میاں محمد شہباز شریف صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس کے ساتھ ساتھ میں عرض کروں گا اور آپ بھی جانتے ہیں کہ محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کو بہت سی دھمکیاں دی گئیں، انہیں کہا گیا کہ آپ ملک میں نہ آئیں آپ کی جان کو خطرہ ہے لیکن انہوں نے کہا کہ میں اس جمہوری سسٹم کے اندر رہنا چاہتی ہوں، میں اس ملک میں جمہوریت چاہتی ہوں اور میں چاہتی ہوں کہ اس ملک میں لوگ منتخب ہو کر اسمبلیوں میں آئیں۔ اب جب میاں محمد نواز شریف صاحب پر کوئی پابندی نہیں رہ گئی تو میں اس House کی طرف سے ان سے گزارش کرتا ہوں، ان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ پنجاب میں کسی جگہ الیکشن لڑیں ہم ان کو support کریں گے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ ان کی صوابدید ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): میاں محمد نواز شریف صاحب سے ہماری گزارش ہے کہ وہ قومی اسمبلی میں جائیں اور وہاں جا کر اپنا کردار ادا کریں۔

جناب سپیکر: یہ ان کی صوابدید ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں بھی گزارش کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیرالدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں چھوٹی سی تصحیح جناب کی اجازت سے کروانا چاہتا ہوں کہ وزیر آب پاشی نے تمام House کی طرف سے مبارکباد دے دی ہے ۔یہ ان کے اپنے معاملات ہیں۔ ہمیں نہیں پتا کہ یہ روز آپس میں کس کس بات کی مبارکباد دیتے ہیں یا کسی نہ کسی سیکرٹری کو سزا دینے کے لئے کہتے ہیں۔ یہ اپنے معاملات اپنے تک رکھیں، مبارکبادوں کے پیغامات اپنے تک رکھیں، یہ اگر مبارکباد دینا چاہتے ہیں تو اپنی پارٹی کی طرف سے دیں، پورے House کی بات نہ کریں۔ ہم بھی اس House کا حصہ ہیں، اپنی طرف سے جو کہنا ہے کہیں۔

جناب سپیکر: یہ میاں صاحب کی اپنی صوابدید ہے۔ وہ جس طرح مناسب سمجھیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب والا! میری گزارش ہے کہ۔۔۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ اب نہیں۔ چودھری عبدالوحید صاحب اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

جناب عبدالوحید چودھری: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر یونیفکیشن گروپ کے معزز ممبران حزب اقتدار احتجاجاً اپنی سیٹوں سے کھڑے ہو گئے اور معزز خواتین ممبران حزب اختلاف کی جانب سے لوٹے، لوٹے کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: آپ میری بات سن لیں۔ اس قسم کے الفاظ سے آپ کی عزت میں اضافہ نہیں ہو گا۔ اس قسم کے الفاظ سے آپ کی عزت میں کمی ہو گی۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ صبا صادق: جناب والا! اگر اجازت ہو تو۔۔۔

محترمہ عائشہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف کی جانب سے لوٹی، لوٹی کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: آپ مجھے کارروائی چلانے دیں گے یا نہیں، آپ کی خواہش کیا ہے؟ Please Order in the House.چودھری صاحب! انہیں منع کریں۔ آپ کا رویہ نامناسب ہے۔
I say order. Order in the House. Order please. Order in the House.
دیکھیں، آپ ماحول کو خراب کر رہے ہیں۔ مجھے مجبور نہ کریں اور مہربانی کریں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔(قطع کلامیاں)

جناب نجف عباس خان سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! حکومت اور اپوزیشن دونوں کی بات سنیں۔ہم آپ کا احترام کرتے ہیں لیکن آپ دونوں کی بات سنیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: ہم ان کی بات نہیں سنیں گے۔ یہ بے ضمیر ہیں۔ آپ ان کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کرتے؟

جناب سپیکر: محترمہ! میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ میں لیڈر آف اپوزیشن سے گزارش کروں گا کہ ان کو بٹھائیں۔کارروائی کو چلنے دیں، آپ کی مہربانی ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ آپ کی دو دنوں کی محنت کے بعد اس Houseکا جو ماحول بنا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے House کے تمام ممبران کو یہ احساس ہونا چاہئے کہ اس Houseکی کارروائی صرف ہم نہیں دیکھ رہے، میڈیا بھی دیکھ رہا اور آٹھ نو کروڑ عوام بھی دیکھ رہے ہیں۔ پورے پاکستان کے عوام کی آنکھیں ہمارے اوپر لگی ہوئی ہیں اور ہمارا جو طریق کار اور جو رویہ ہے اس کو درست کرنے کی از خود کوشش کرنی چاہئے۔ میں پہلے بھی اس کے لئے کوشش کرتا رہا ہوں۔ جس خوش اسلوبی سے آپ نے، گورنمنٹ نے اور اپوزیشن کے ممبران نے ان حالات کو جو پرسوں سے tense تھے ان کو ختم کیا اور اپوزیشن یہاں تشریف لائی میں یہ نہایت دیانت داری سے سمجھتا ہوں کہ کوئی کارروائی بغیر اپوزیشن کے مکمل ہوتی ہے اور نہ ہی اس کو کوئی مکمل سمجھتا ہے۔ اب

ہمیں اس بات پر احساس ہونا چاہئے کہ آج بجٹ اجلاس ہے اس صوبہ کی فلاح و بہبود کے لئے اس بجٹ نے پاس ہونا ہے اور ان کی بہتری کے لئے یہ بجٹ استعمال ہونا ہے اس لئے ہمیں تمام دوستوں کو اپنے رویے درست کرنے ہوں گے اور عوام میں اگر ہم نے اپنی نیک نامی بنانی ہے تو ہمیں اپنے تمام ذاتی مفادات یا ذاتی انا کو چھوڑ کر عوام کی انا کو خاطر میں لانا ہو گا اور عوام کی بہتری کے لئے ہمیں سوچنا ہو گا۔ میں تمام ممبران سے گزارش کرتا ہوں کہ اس کارروائی کو خوش اسلوبی سے چلنے دیں تاکہ لوگ جو ہمیں دیکھ رہے ہیں ان کو یہ احساس ہو کہ یہ اپنی ذات سے نکل کر پاکستان کی عوام کی اور صوبہ کی عوام کی بہتری کے لئے سوچتے ہیں اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اب اس مسئلے کو احسن طریقہ سے resolve کیا جائے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔اب عبدالوحید چودھری صاحب اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

جناب نجف عباس خان سیال: پوائنٹ آف آرڈر-جناب سپیکر! میں بجٹ سے متعلقہ ہی بات کرنا چاہتا ہوں، میں قانون بھی جانتا ہوں rules بھی جانتا ہوں۔

جناب سپیکر: جب یہ ٹائم آئے گا تو پھر بولنا۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! میں انتہائی ضروری بات کے لئے ٹائم مانگ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: میں کہہ رہا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں-میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! میرے علاقے کی ساڑھے تین لاکھ عوام متاثر ہو رہی ہے ۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی-میں آپ کا شکر گزار ہوں-جب ٹائم آئے گا تو اس وقت بات کرنا۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! آپ حاکم ہیں، میری بات سنیں۔

جناب سپیکر: جی، میں سنوں گا لیکن ابھی نہیں۔ اس طرح نہیں۔ جب موقع آئے گا تو اس وقت بولیں یا پھر آپ کل آ جاتے۔ نجف سیال صاحب! میں بار بار آپ کو کہہ رہا ہوں-آپ مہربانی کریں-میں نے ان کو floor دیا ہوا ہے-میں آپ کو ایسا نہیں کرنے دوں گا۔

جناب نجف عباس خان سیال: آپ اپوزیشن کو اچھی آنکھ سے دیکھا کریں۔اپوزیشن اس House کا حسن ہے۔فنانس منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں میں ان کی موجودگی میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ کو بڑی اچھی آنکھ سے دیکھتا ہوں۔اللہ کے فضل سے میری آنکھیں بہت اچھی ہیں، آپ کو دیکھ رہی ہیں اور یہ سب دیکھ رہی ہیں۔میں نے ان کو floor دیا ہوا ہے آپ interrupt نہ کریں۔چودھری صاحب آپ اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

چیئرمین انٹرمیڈیٹ بورڈ ملتان کی جانب سے معزز رکن اسمبلی کے خلاف جھوٹی اور من گھڑت خبریں شائع کروانا

جناب عبدالوحید چودھری: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 27۔مئی2010 کو تقریباً ایک سے دو بجے کے دوران چیئرمین انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری بورڈ ملتان کے دفتر میں، میں ایک کام کے سلسلے میں حاضر ہوا۔میرے ساتھ محترم عامر سعید انصاری پارلیمانی سیکرٹری پنجاب اور رانا شاہد الحسن (بھائی رانا محمود الحسن ایم این اے) بھی تھے۔ہم نے چیئرمین سے اپنے اس جائز کام کے سلسلہ میں بات کی تو پہلے اس نے کہا کہ میں یہ کام نہیں کر سکتا کیونکہ کسی ایم پی اے، پارلیمانی سیکرٹری یا ایم این اے نے مجھے بطور چیئرمین بورڈ تعینات نہ کروایا ہے۔ بعد ازاں اس نے ہمارے ساتھ وعدہ کیا کہ جس لیڈی اہلکار کی ہم سفارش کرنے گئے تھے اس کو اس کی جگہ پر ہی کام کرنے دیا جائے گا لیکن کام کی زیادتی کی بناء پر male اور female wing علیحدہ علیحدہ کر دیئے جائیں گے اس طرح کام کم ہو جائے گا۔ہم نے موصوف آفیسر کی اس بات سے اتفاق کیا اس commitment کے بعد اس نے ہمیں چائے پلائی اور ہم اپنے گھروں کو واپس آ گئے۔اس سارے واقعہ کے دوران چیئرمین بورڈ کے دفتر میں سیکرٹری بورڈ اور دیگر افسران بورڈ بھی تھے۔چیئرمین بورڈ نے مورخہ 29۔مئی2010 کی اخبارات میں من گھڑت اور جھوٹے الزامات ہم پر لگا کر خبر شائع کروادی۔موصوف آفیسر نے اخبار کی خبر لگوانے پر ہی اکتفانہ کیا بلکہ یہ معاملہ مورخہ 2۔جون2010 کو بورڈ کی governing body میں پیش کر دیا۔یہاں پر بھی اس نے ہم پر جھوٹے اور من گھڑت الزامات لگائے۔بعد ازاں موصوف آفیسر نے

مذکورہ لیڈی اہلکار کو معطل کر دیا جس کی ہم سفارش کرنے گئے تھے حالانکہ وہ medical leave پر تھی۔ اس کے ہمارے خلاف اخبارات میں من گھڑت، جھوٹے الزامات لگانے اور بعد ازاں انہیں من گھڑت اور جھوٹے الزامات کو governing body میں پیش کرنے سے ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! ان کی short statement سن لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں short statement کی ضرورت اس لئے نہیں ہے کہ مجھے آج ہی اس کی کاپی ملی ہے۔ اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہٰذا اس کا جواب آ جاتا ہے تو پھر اس کے بعد ممبر کی satisfaction کے مطابق اگر وہ چاہیں گے تو۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: رانا صاحب! ذرا اونچا بولیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شاہ صاحب کو ہمیشہ یہی مسئلہ رہتا ہے اس کا کوئی مستقل حل ہونا چاہیے۔

سید ناظم حسین شاہ: آپ سرگوشیوں میں بات نہ کریں، رانا بن کر جواب دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ معزز ممبر نے تحریک استحقاق میں جن نکات کو اٹھایا ہے ابھی ان کا جواب موصول نہیں ہوا۔ اس کی کاپی بھی مجھے ابھی ملی ہے۔میں کوشش کروں گا کہ اس کا جواب بھی موصول ہو اور انھوں نے جن معاملات کی نشاندہی کی ہے انہیں redress بھی کروایا جائے اس کے بعد اگر معزز ممبر کی satisfaction ہو گئی تو ٹھیک ہے ورنہ اسے کمیٹی کے سپرد کر دیں گے اس لئے آپ اسے کل یا پھر next day کے لئے pending فرمالیں۔

جناب سپیکر: مجھے بتائیں کہ آپ کب تک رپورٹ منگوالیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اگر آپ کل کا دن دے دیں تو next day کو اسے resolve کر لیں گے۔

MR. SPEAKER: Next week?

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): نہیں۔ کل سے next day میں رپورٹ منگوالوں گا۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق پرسوں کے لئے pending کی جاتی ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اس House کے سابق قائد حزب اختلاف جناب اکرام ربانی صاحب آج بڑی دیر کے بعد تشریف لائے ہیں اور ابھی visitor gallery میں موجود ہیں۔ میں انہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ہم ان کو welcome کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! آپ کے حضور درخواست ہے کہ میری بھی تحریک استحقاق ہے مجھے بھی ٹائم دیا جائے اور میری یہ تحریک استحقاق finance کے متعلق ہے۔ اگر یہ ٹائم گزر گیا تو میرے ساڑھے تین لاکھ عوام متاثر ہوں گے۔

جناب سپیکر: آپ کی تحریک استحقاق کا کون سا نمبر ہے؟ میرے پاس تو آپ کی تحریک کی کاپی نہیں ہے۔ آپ کی تحریک میرے دفتر میں آئی ہے؟

جناب نجف عباس خان سیال: میں نے جمع کروائی تھی لیکن وہ reject کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: اگر reject ہو گئی ہے تو پھر آپ تشریف رکھیں۔

جناب نجف عباس خان سیال: یہ تحریک استحقاق بنتی ہے۔ آپ مجھے پیش کرنے دیں۔

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: میں آپ کو چیمبر میں بلاتا ہوں، آپ اسے میرے پاس لے کر آئیں، وہاں بیٹھ کر آپ کے ساتھ بات کروں گا۔ اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر حسب ذیل کارروائی ہے۔

1. The Punjab Finance Bill, 2010 (Bill No. 15 2010
2. Laying of Schedule of Authorized Expenditure for the year 2010-11.

3. The Punjab Industrial Relations Ordinance 2010 (Ordinance No. II of 2010)
4. The Institute of Southern Punjab, Multan Bill, 2010 (Bill No. 16 of 2010)
5. The Lahore Leads University Bill, 2010 (Bill No. 17 of 2010)
6. The Global Institute Lahore Bill, 2010 (Bill No. 18 of 2010)

چودھری عامر سلطان چیمہ: سپیکر بند کراؤ۔

جناب سپیکر: مینوں بند کرانا چاہندے او یا مائیک بند کرانا چاہندے او۔

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 2010

MR. SPEAKER: The Punjab Finance Bill, 2010 (Bill No. 15 of 2010). The first reading starts. Now, we take up The Punjab Finance Bill, 2010. Minister for Finance!

MINISTER FOR FINANCE (Mr. Tanvir Ashraf Kaira): Sir, I move:

> "That The Punjab Finance Bill, 2010, be taken into consideration at once.''

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Finance Bill, 2010, be taken into consideration at once.''

> The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Finance Bill, 2010, be taken into consideration at once.''

(The motion was carried)

MR. SPEAKER: Now, the second reading starts. Now, we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE-2

MR. SPEAKER: Now, clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-3

MR. SPEAKER: Now, clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-4

MR. SPEAKER: Now, clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

جناب نجف عباس خان سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! "Ayes" کی آواز کم ہے جبکہ "Noes" کی آواز زیادہ ہے اس لئے آپ انصاف کریں۔

جناب سپیکر: سیال صاحب! کیا گنتی کروالیں؟ کیا ابھی گنتی کروالوں؟ میرے اختیار میں تو یہ ہے کہ میں گنتی کروا دوں۔ اگر گنتی میں آپ کی تعداد کم ہوئی تو پھر کیا کریں گے؟

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! میں گنتی کے لئے نہیں کہہ رہا، میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ "Noes" کہنے والوں کی آواز زیادہ اونچی ہے۔

CLAUSE-5

MR. SPEAKER: Now, clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-6

MR. SPEAKER: Now, clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! حکومتی ممبران کی تعداد بے شک زیادہ ہے لیکن اس وقت آواز ہماری زیادہ ہے، انصاف کریں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ مجھے نظر بھی آتا ہے۔ میرے پاس دیکھنے کے لئے عینک بھی ہے۔

NEW CLAUSE-7

MR. SPEAKER: An amendment has been inserted. Finance Minister may move it.

MINISTER FOR FINANCE:(Mr. Tanvir Ashraf Kaira) Sir, I move:

"That after clause 6 of the Bill, as introduced, the following new clause 7 shall be inserted:-

7.Amendment in Act I of 2008.- In the Punjab Finance Act, 2008 (1of 2008)-

(a) section 6 shall be omitted; and

(b) the Schedule shall be omitted."

MR. SPEAKER: The amendment moved is:

"That after clause 6 of the Bill, as introduced, the following new clause 7 shall be inserted:-

7.Amendment in Act I of 2008.- In the Punjab Finance Act, 2008 (1of 2008)-

(a) section 6 shall be omitted; and

(b) the Schedule shall be omitted."

کورم کی نشاندہی

جناب نجف عباس خان سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں کورم point out کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: سیال صاحب! آپ نے کیا کہا ہے؟

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! میں نشاندہی کرتا ہوں کہ House کورم میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر: سیال صاحب! میں آپ کو شاباش دیتا ہوں۔ کورم point out ہو چکا ہے لہذا گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے، کارروائی کا آغاز کیا جاتا ہے۔

مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 2010

(جاری---)

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That after clause 6 of the Bill, as introduced, the following new clause 7 shall be inserted:-

7.Amendment in Act I of 2008.- In the Punjab Finance Act, 2008 (1of 2008)-

(a) section 6 shall be omitted; and

(b) the Schedule shall be omitted.”

(The motion was carried)

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ تشریف رکھیں، آپ تشریف رکھیں۔ جی، چودھری صاحب!

قائدِ حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ یہاں پر House میں معزز ممبران، میں پھر دوہراتا ہوں کہ معزز ممبران تشریف فرما ہیں۔ یہ جو اتنا سارا process چلا ہے اس process کے اندر ایک amendment 18th آئی ہے جس کے اندر ایک فیصلہ ہے کہ جو لوگ اپنی وفاداریاں تبدیل کریں ان کے بارے میں پارٹی لیڈر reference move کرنے کا حق رکھتا ہے۔

(اس مرحلہ پر وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف) ایوان میں تشریف لائے

تو شیر آیا، شیر آیا کے نعرے لگائے گئے)

لیکن یہ اگلی اسمبلی سے ہے اور چونکہ عدلیہ آزاد ہے اور یہاں پر وہ چہرے عیاں ہیں جنہوں نے ووٹ دیا ہے آج کی اس legislation میں ہم نے "No" کہا تو جو ممبران ہماری پارٹی کے ٹکٹ پر منتخب ہو کر آئے ہیں انہوں نے "Yes" کہا ہے۔ وہ سارے یہاں پر تشریف فرما ہیں انہوں نے آج Money Bill میں ووٹ دیا ہے اور یہاں پر میڈیا بیٹھا ہوا ہے وہ ان کے نام نوٹ کر رہے ہیں تو ہم ابھی ان کے خلاف آپ کو reference بھیجیں گے، اگر آپ ان کے خلاف کارروائی نہیں کریں گے تو میں یہاں سے چیف جسٹس آف پاکستان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس پر اپنی Suo Motu کی use power کریں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ سیال صاحب! Order please، جی، Minister for Law. (قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم قائد حزب اختلاف نے جو بات کی ہے، یقیناً amendment 18th میں یہ چیز ہوئی ہے لیکن جیسے انہوں نے خود فرمایا کہ اس کا اطلاق next General Elections سے ہو گا۔ اس میں ایک بات بڑی واضح ہے کہ کوئی بھی پارلیمانی پارٹی جو ایک انتخابی نشان پر election لڑ کر آئے پارلیمانی پارٹی majority کے ساتھ جو فیصلہ کرے گی وہی پارلیمانی

پارٹی کا فیصلہ تصور ہو گا۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ محترم قائد حزب اختلاف کے اس challenge کو قبول کریں۔ اگر majority کے signature otherwise ہوئے تو پھر اسی اخلاقی ضابطے کا اطلاق قائد حزب اختلاف اور ان کے باقی ساتھیوں پر ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! Law Minister صاحب بڑے منجھے ہوئے سیاستدان ہیں میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے آج ووٹ دیا ان میں پیچھے میری دو بہنیں ہیں جن میں میری ایک بہن کا نام نسیم لودھی اور دوسری بہن کا نام صبا صادق ہے۔ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس لمحے تک اپنی majority establish کر کے آپ کے دفتر میں جمع کرائی گئی ہے، نہ ابھی تک کوئی بات ہوئی ہے اور یہ اس وقت تک ہے لیکن جو Opposition Leader کے remove کرنے کی بات ہے میں نے کہا تھا کہ ان میں سے کوئی بھی یہاں پر آ کر ابھی کہے کہ ہاں! میں مسلم لیگ (ن) کا مخالف ہوں، میں ان کی قیادت کا مخالف ہوں اور میں ان کے بجٹ کو oppose کرتا ہوں، یہ تو حکومت میں جا چکے ہیں۔

جناب والا! جو لوگ اپوزیشن میں اپنا کردار نبھانا چاہتے ہیں وہ اگر چند لوگ بھی رہ گئے، even اگر اپوزیشن کرنے والا میں اکیلا بھی رہ گیا تو باقی حکومتی ارکان ہوں گے اور میں اپوزیشن کا بندہ ہوں گا۔ شکریہ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: No please. No please. جی، بھٹی صاحب! I say, order. I say, order. I say, order. (قطع کلامیاں)

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! ہماری طرف سے 52 ارکان کی دستخط شدہ لسٹ آپ کے Chamber میں موجود ہے۔ میری طرف سے challenge ہے کہ Opposition Leader کے ساتھ اگر majority ہوئی تو میں رکنیت سے استعفیٰ دے دوں گا۔ میں یہ مانتا ہوں کہ میرے معزز رکن کو Muslim League Ladies Party کی اکثریت حاصل ہے اور ان کے پاس ایوان کی رکنیت کی اکثریت نہیں ہے۔ جب کسی کی leadership challenge ہوتی ہے تو اس کو اپنی اکثریت ثابت کرنا پڑتی ہے تو یہ آپ کے سامنے اپنی اکثریت ثابت کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ کسی بھی پارلیمانی گروپ کی اکثریت کا فیصلہ House میں نہیں ہوتا وہ سپیکر کے چیمبر میں ہوتا ہے، اگر (ق) لیگ کے پارلیمانی گروپ کی اکثریت کا فیصلہ ہونا ہے تو آپ ان دونوں گروپوں کو اپنے چیمبر میں بلائیں اور وہاں پر اکثریت کا فیصلہ فرما دیں۔ آج میں سمجھتا ہوں کہ ایجنڈے کی کارروائی کو آگے چلایا جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! پوائنٹ آف آرڈر اس کارروائی کے دوران نہیں ہو سکتا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آئین پاکستان کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ پہلے پڑھ لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس وقت House میں جو ماحول بنا ہوا ہے اگر ہم اس کو آئین کے مطابق deal کریں گے تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: آپ فرمائیں کہ آپ کیا کہتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آئین پاکستان یہ کہتا ہے اور اس کا آرٹیکل 63-A میں واضح لکھا ہے کہ ممبر disqualify کس طرح ہوتا ہے۔ ایک ہے۔ Resigns from the membership of his political party

جناب سپیکر: یہ سب نے پڑھا ہوا ہے، آپ اکیلے نے نہیں پڑھا۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ شور شرابا کرا رہے ہیں۔ آپ constitutional violation کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نہیں کر رہا۔ آپ مہربانی فرمائیں اور مجھ پر ایسے comments نہ دیں۔ میں آپ کا مشکور ہوں گا۔

جناب نجف عباس خان سیال: آپ ایسے کام نہ کریں۔

جناب سپیکر: سیال صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں چیمبر میں آپ کی باتیں سنوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیا آئین پاکستان کی کوئی حیثیت نہیں ہے؟

جناب سپیکر: کون کہتا ہے کہ اس کی حیثیت نہیں ہے۔ یہ آپ کہہ سکتے ہیں میں تو نہیں کہہ سکتا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! تو پھر آپ اس پر عملدرآمد کرائیں اور ہمیں سنیں۔

جناب سپیکر: آپ جو بات کرنا چاہتے ہیں میں وہ سمجھ رہا ہوں۔ اب یہ شور شرابا کس طرح سے ہو رہا ہے؟ آپ مجھے بتائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: دونوں اطراف سے شور شرابا ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: آپ بات کیجئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آئین پاکستان کہتا ہے کہ

63-A. (a) when a member resigns from membership of his political party or joins another Parliamentary party; or

(b) votes or abstains from voting in the House contrary to any direction issued by the Parliamentary party to which he belongs. In relation to-

(i) election of the Prime Minister or the Chief Minister; or

(ii) a vote of confidence or a vote of no-confidence; or

(iii) a Money Bill; or

(iv) Constitutional Amendment Bill.

He may be declared in writing by the Head of the Parliamentary party to have defected from the political party, and the Head of….

جناب سپیکر: دیکھیں! اس میں آپ پھر پھنس جائیں گے۔(قطع کلامیاں)

Order in the House دیکھیں، اس میں آپ پھر پھنس جائیں گے۔ اب پارٹی آپ کے پاس نہیں ہے۔ میں آپ کی بات سنوں گا لیکن آپ House کا ٹائم ضائع نہ کریں۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! ہم آپ کو اجازت دیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ آئین کی بات کریں۔ اس میں قانون کہتا ہے کہ party head کے مطابق ہماری پاکستان مسلم لیگ پنجاب کا party head پرویز الٰہی ہے۔

جناب سپیکر: جی نہیں۔ آپ غلط interpret کر رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! لغاری صاحب آرٹیکل 63-A کا وہ حصہ پڑھ رہے ہیں جو اٹھارویں ترمیم میں ہے جبکہ وہ جنرل الیکشن کے بعد لاگو ہو گا۔ اس وقت جو آئین موجود ہے اس میں Head of Parliamentary Party کے الفاظ ہیں۔ اس میں یہ ہے کہ

63-A. If a member of Parliamentary Party composed of a single political party in the House-

(a) resigns from membership of his political party; or

(b) votes or abstains from voting…

یہ سارا ذکر کرنے کے بعد ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ان کو بولنے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس میں تقریباً پانچ disqualification کی شرائط ہیں۔ اس کے بعد ہے کہ He may be declared in writing by the Head of the Parliamentary Party اور Head of Parliamentary Party کا وہ ہو گا جو Parliamentary Party کی اکثریت رکھتا ہو گا؟(قطع کلامیاں)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ غلط کہہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ issue debatable ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جنھوں نے حکومتی عہدے قبول کئے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے وہ پارٹی join کی ہے، بغیر پارٹی چھوڑے تو دوسری پارٹی کا عہدہ نہیں لیا جا سکتا یا لیا جا سکتا ہے، اس پر بھی آپ ruling دے دیں۔ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ argument کی بات ہے۔ کسی آدمی کو بھی کسی ممبر کو بھی، گورنمنٹ کی support کرنے سے اس بنیاد پر نہیں روکا جا سکتا۔ اس میں معاملہ یہ ہے کہ اگر پارلیمانی پارٹی اکثریت سے یہ فیصلہ کرے، اب اس House میں جتنی بھی پارلیمانی پارٹیاں ہیں کیا انھوں نے ہمارے ساتھ حکومت join کرتے وقت یا ہماری support کرتے وقت اپنی پارٹی ختم کر دی ہے یا انھوں نے اپنی پارٹی چھوڑ دی ہے۔ اگر پارلیمانی پارٹی اکثریت سے جو فیصلہ کرے گی وہی پارلیمانی پارٹی کا فیصلہ ہو گا اور اس فیصلے پر عملدرآمد کیا جا سکتا ہے۔ آئینی پوزیشن یہ ہے۔ آپ کے 84 ممبران ہیں اگر 84 ممبران میں سے 50 ممبران ایک فیصلہ کرتے ہیں کہ ہم نے گورنمنٹ کو support کرنا ہے تو They can support according to the Constitution

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ ہماری بات ہی نہیں سنتے۔

جناب سپیکر: آپ مجھ سے آرام سے بات کیجئے۔ میں بڑے تحمل سے آپ کی بات سنتا ہوں۔ اگر آپ اس قسم کے gesture لے کر آئیں گے تو I will not allow this

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ ہمیں چپ کروا دیتے ہیں اور ان کی پوری بات سنتے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب ایک بہت منجھے ہوئے وکیل ہیں اور میں بالکل law نہیں پڑھا ہوا لیکن میں تھوڑی سی انگریزی پڑھا ہوا ہوں۔ اس میں جو انگریزی لکھی ہوئی ہے اس میں مجھے کسی جگہ پر majority کا لفظ آپ بتا دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری آخری بات سن لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ میری بات کاٹ رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! لغاری صاحب میری آخری بات سن لیں۔ میں اس بات کو ختم کرتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ بار بار میری بات کاٹ رہے ہیں، میری بات تو مکمل ہو لینے دیں۔ ہماری جو پارٹی پاکستان مسلم لیگ ہے، ان کے ساتھ اگر رانا صاحب نے الحاق کرنا ہے تو یہ parties آپس میں الحاق کریں گی۔ اگر ہماری پارٹی کے 84 لوگوں میں سے جیسے یہ claim کر رہے ہیں کہ پچاس لوگوں کو انہوں نے اپنے ساتھ ملا لیا ہے، چلیں! یہ بات ان کی مان لی لیکن مجھے بتائیں کہ یہاں پر پھر اپوزیشن کون ہے؟ قائد حزب اختلاف والی کرسی پر کون بیٹھے گا، ظاہر ہے کہ جو اپوزیشن میں ہو گا وہی بیٹھے گا۔ جو لوگ ان کے ساتھ مل گئے ہیں وہ تو اپوزیشن نہیں ہیں۔ انہوں نے تو اپنا سودا کر لیا ہے اور اپنی قیمت لگالی ہے۔ (شیم، شیم)

جناب سپیکر: جی، تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آخری بات کرتا ہوں کہ لغاری صاحب نے کہا کہ آئین میں یہ ہے، وہاں پر وہ ہے، فلاں منجھے ہوئے ہیں، فلاں نہیں منجھے ہوئے۔ میں نے پورے پانچ سال آرٹیکل (A)63 کے تحت باقاعدہ اپوزیشن میں بیٹھ کر اُس حکومت سے جنگ لڑی جس حکومت میں لغاری صاحب بھی موجود تھے اور چودھری ظہیر الدین صاحب بھی موجود تھے۔ میں نے باقاعدہ طور پر اسی بنیاد پر references دائر کئے۔ ڈیڑھ سال تک میرے references کا فیصلہ نہیں کیا گیا اور بالآخر اُس وقت کے سپیکر افضل ساہی صاحب نے جو فیصلہ کیا اُس فیصلے کی کاپی ان کو دے دیں اور یہ اسے پڑھ لیں، اس فیصلے میں ہر چیز لکھی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: یہ reference لائیں گے تو میں انہیں دوں گا۔ مجھے کیا ضرورت ہے، ایسے ہی لینے کی۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "ڈوگر کورٹ، ڈوگر کورٹ"
اور "لوٹے لٹ گئے، لوٹے لٹ گئے" کی نعرہ بازی)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ ایجنڈے کی کارروائی کو آگے بڑھائیں۔

جناب سپیکر: اگر آپ کوئی reference دینا چاہتے ہیں تو آپ میرے پاس لے آئیں، میں اُس کا فیصلہ کروں گا۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "لوٹے لٹ گئے، لوٹے لٹ گئے" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: No, no comments پلیز تمام ممبران تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ ایجنڈے کی کارروائی کو آگے بڑھائیں۔

MR. SPEAKER: Now, the question is:

> "That new clause 7 of the Bill, as inserted, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE-1

MR. SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

> "That clause I of the Bill do stand part of the Bill."

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف "We have abstained from voting" کہہ کر ایوان سے باہر چلے گئے)

یہ اچھی بات نہیں ہے۔ بار بار واک آؤٹ کرنا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ ہماری بات ہی نہیں سنتے تو ہم یہاں کیسے بیٹھیں اس لئے ہم abstain from voting کر رہے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! آپ ہمیں بات کرنے کا موقع ہی نہیں دیتے۔

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "گو مشرف گو، گو مشرف گو" کی نعرہ بازی)

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ہم voting سے abstain کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جی، بالکل ہم جا رہے ہیں اور abstain کر کے جا رہے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ بہت اہم موقع بھی ہے اور مسئلہ بھی بڑاimportant ہے۔ اپنے بھائی رانا ثناء اللہ صاحب کو میں ہمیشہ سلام پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے ان بنچوں پر کھڑے ہو کر جس وفاداری کے ساتھ اپنی پارٹی کوdefend کیا یہ میرے لئے لائق تحسین ہیں۔ ہمارے لئے ہمارے seniors ہی مشعلِ راہ ہوتے ہیں اور یہ انہی بنچوں پر کھڑے ہو کر انہی لوٹوں کوcriticize کرتے رہے ہیں جنہیں یہ آج justify کر رہے ہیں۔ پچھلا دور اگر غلط تھا جسے یہ خود کہتے ہیں تو کیا یہ پچھلے دَور کی غلط باتوں کوfollow کرتے رہیں گے؟ چارٹرڈ آف ڈیموکریسی کےsignatory ہی ایسی باتیں کریں تو عجیب بات ہے۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار نے کھڑے ہو کر بولنا شروع کر دیا)

جناب سپیکر! پلیز مجھے میری بات مکمل کر لینے دیں۔ اخلاقیات کیا ہوتی ہیں، میں بتاتی ہوں؟ قائد ایوان اسHouse میں موجود ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: ان کی بات سن لیں۔ کوئی بات نہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! قائد ایوان اسHouse میں موجود ہیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! براہ مہربانی! آپ ایجنڈے کو آگے بڑھائیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! قائد ایوان یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور وزیر قانون بھی بیٹھے ہیں، میں ان کو یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ وہی لوگ ہیں جو انہی بنچوں پر کھڑے ہو کر (ق) لیگ کی شان میں اتنی تقریریں کرتے آئے ہیں، آج قائد ایوان کو یہ کیسے بھول گئے؟ یہی وہ لوگ جو لوٹے ہیں جو پریس کلب کے باہر کھوسہ صاحب کے پتلے جلاتے رہے، آج وہ انہیں کیسے بھول گئے ہیں، آج میرے بھائی لاء منسٹر صاحب ان کی وکالت کیسے کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! پلیز تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پلیز ان کو بٹھائیں۔

جناب سپیکر: محترمہ سیمل کامران صاحبہ! پلیز آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ (ق) لیگ عورتوں کی پارٹی ہے تو مجھے فخر ہے کہ میں ایک عورت ہوں، مجھے فخر ہے کہ میں راجپوت ہوں۔ مجھے فخر ہے اس بات پر کہ جس پارٹی نے مجھے عزت دی میں اس کے ساتھ کھڑی ہوں لیکن میں ان لوٹوں سے بہتر ہوں جو بِک گئے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! پلیز تشریف رکھیں۔ یہ House سب کے لئے ہے صرف آپ کے لئے نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ ایجنڈے کو آگے بڑھائیں۔ اگر انہوں نے voting میں حصہ نہیں لینا تو پھر اُن کی مرضی ہے۔

جناب سپیکر: تمام ممبران تشریف رکھیں۔ رانا صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ کی موجودگی میں ہمارے ساتھ ہمیشہ انصاف ہوا ہے۔ اگر پچھلے دَور کے سپیکر منصف نہیں تھے اور انہوں نے انصاف نہیں کیا لیکن آپ تو ہمیں انصاف دے سکتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: دیکھیں، یہ غلطی آپ کی ہے۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

Now Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR. SPEAKER: Now, the preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں، ایک بات کو یاد رکھیں کہ جب قانون سازی ہو رہی ہو تو اُس دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے بڑی relevant بات کرنی ہے اور اپنا حق ادا کرنا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کریں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ایک تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے اپوزیشن کے معزز ساتھی باہر گئے ہیں اور ہمیشہ یہ روایت رہی ہے کہ جب بھی اپوزیشن بائیکاٹ کرتی ہے تو سپیکر کا یہ فرض ہوتا ہے کہ انہیں بلایا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ نے نشاندہی کر دی ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری عرض سن لیں کہ سپیکر صاحب کمیٹی تشکیل دیں جو ان کو منانے کے لئے جائے۔ دوسرا میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج اس ایوان میں اس اجلاس میں دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ قائد ایوان بڑی حاضری کے ساتھ مسلسل تشریف لا رہے ہیں اس پر میں انہیں خوش آمدید بھی کہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: لیکن ان دنوں میں آپ کافی غیر حاضر ہی رہے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری عرض تو سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، بولیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ایک اچھی چیز ہو رہی ہے تو اسے appreciate کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل appreciate سب کرتے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): انہوں نے یہ جو کوشش شروع کی ہے پورا House ان کو welcome کرتا ہے اور ہماری یہ گزارش ہے کہ جب بھی اجلاس ہو تو اسی طرح یہ یہاں پر تشریف لائیں کیونکہ اس سے بہت سے لوگوں کو اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا موقع بھی ملے گا اور اس House کا حُسن مزید نکھر کر سامنے آئے گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میرے خیال میں اپوزیشن والوں کو بلانے کے لئے ہم ایک کمیٹی بھیجتے ہیں۔ راجہ ریاض صاحب! آپ کو ہی بھیج دیا جائے تو بہتر نہیں ہے۔ میرے خیال میں سوہنا صاحب یا راجہ ریاض صاحب میں سے ایک صاحب باہر چلے جائیں اور ادھر سے حاجی اللہ رکھا صاحب اور نور حیدر نیازی صاحب بھی ساتھ جائیں۔

PREAMBLE

MR. SPEAKER: Now the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR. SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill.''

(The motion was carried)

MR. SPEAKER: Third reading starts. Minister for Finance may move it.

MINISTER FOR FINANCE:(Mr. Tanvir Ashraf Kaira): Sir, I move:

"That the Punjab Finance Bill, 2010, as amended, be passed.''

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Finance Bill, 2010, as amended, be passed.''

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Finance Bill, 2010, as amended, be passed.''

(The Motion was carried)

(The Bill as amended is passed.)

MR. SPEAKER: Laying of the Schedule of Authorized Expenditure for the year 2010-2011. Minister for Finance may lay the Schedule of Authorized Expenditure for the year 2010-11.

منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ برائے سال2010-11

کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MINISTER FOR FINANCE :(Mr. Tanvir Ashraf Kaira): Sir, I lay the Schedule of Authorized Expenditure for the year 2010-11.

MR. SPEAKER: The Schedule of Authorized Expenditure for the year 2010-2011 has been laid.

Ordinance No. II of 2010, Minister for Law may lay the Punjab Industrial Relations Ordinance, 2010.

ہنگامی قانون

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

ہنگامی قانون انڈسٹریل ریلیشنز پنجاب مجریہ2010

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I lay the Punjab Industrial Relations Ordinance, 2010.

MR. SPEAKER: The Punjab Industrial Relations Ordinance, 2010.has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 91 (6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and it is referred to the Standing Committee on Labour and Human Resources with the direction to submit its report up to 31st July 2010.

The Institute of Southern Punjab, Multan Bill, 2010 (Bill No. 16 of 2010), Minister for Law may introduce The Institute of Southern Punjab, Multan Bill, 2010.

مسودات قانون

(جو متعارف ہوئے)

مسودہ قانون انسٹیٹیوٹ آف سدرن پنجاب ملتان مصدرہ2010

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move to introduce the Institute of Southern Punjab, Multan Bill, 2010.

MR. SPEAKER: The Institute of Southern Punjab, Multan Bill, 2010 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and it is referred to the Standing Committee on Education for report up to 31st July 2010.

Now, the Lahore Leads University Bill, 2010 (Bill No. 17 of 2010), Minister for Law may introduce the Lahore Leads University Bill, 2010.

(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر قائد حزب اختلاف اور ان کے ساتھی واپس ایوان میں تشریف لے آئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ، جناب! Welcome

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان سے ہمارے معزز ساتھی ہمیں منانے کے لئے گئے تھے تو یہ منانے والی بات نہیں تھی کیونکہ ہم ناراض ہو کر گئے اور نہ ہی ہم نے walkout کیا ہے۔ یہ ہماری ایک party policy ہے جس کے تحت ہم نے abstain کیا ہے۔ ہم نے walkout کیا اور نہ ہی ہماری کوئی ناراضگی ہے۔ ہم نے abstain کیا ہے۔ یہ بات کرنے کے لئے میں جناب کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور اتنی ہی میں نے گزارش کرنی تھی۔ کوئی ناراضگی ہے اور نہ ہی ہم نے walkout کیا ہے۔ شکریہ

(اس مرحلہ پر پھر قائد حزب اختلاف اور ان کے ساتھی ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر: چودھری صاحب! ایوان میں بیٹھ جائیں تو بہتر ہے۔ ہم تو یہ کہیں گے کہ آپ یہیں بیٹھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کی اس بات پر ان کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کیونکہ ہمیشہ by no means مخالفت ہوتی ہے اور abstain سے مراد یہ ہوتا ہے کہ وہ حمایت میں ہیں اور نہ ہی مخالفت میں ہیں یعنی وہ نیم رضامندی ہوتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: رانا صاحب! مہربانی کر کے آپ وہ پنجابی والی بات نہ کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس مرتبہ اپوزیشن نے ہمارے Finance Bill اور بجٹ کو نیم رضامندی سے نوازا ہے جس پر میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

مسودہ قانون لاہور لیڈز یونیورسٹی مصدرہ 2010

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I move to introduce the Lahore Leads University Bill, 2010.

MR. SPEAKER: The Lahore Leads University Bill, 2010 has been introduced in the House under rule 91 (5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and it is referred to the Standing Committee on Education for report up to 31st July 2010.

The Global Institute Lahore Bill, 2010 (Bill No. 18 of 2010), Minister for Law may introduce the Global Institute Lahore Bill, 2010

مسودہ قانون گلوبل انسٹیٹیوٹ لاہور مصدرہ 2010

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir, I move to introduce the Global Institute Lahore Bill, 2010.

MR. SPEAKER: The Global Institute Lahore Bill, 2010 has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and it is referred to the Standing Committee on Education for report up to 31st July 2010.

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے وقت عنایت فرمایا۔ میں آپ کے توسط سے سینئر وزیر اپنے بھائی راجہ ریاض صاحب کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ

انہوں نے مجھے اور میرے بڑے بھائی صاحب کو مبارکباد پیش کی کہ عدالت عالیہ نے اسcase کو ختم کر دیا لیکن میں صرف اس بات کا اضافہ کر دوں کہ وہ ایسا شخص ہے جسے بہت خوشی محسوس ہوتی ہے اور وہ دن رات cases دائر کرتا رہتا ہے تو اس شخص نے اس case کی از خود پیروی نہیں کی لہذا وہ case automatically دم توڑ گیا۔ میں چاہتا تھا کہ یہ آپ کی خدمت میں عرض کر دوں اور راجہ صاحب کا۔۔۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جنہوں نے file کیا تھا وہ دم توڑ گیا۔(قہقہے)

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف): نہیں، نہیں۔ وہ case دم توڑ گیا کیونکہ انہوں نے پیروی نہیں کی اور عدالت عالیہ نے قانون کے مطابق یہی کارروائی کرنی تھی چونکہ اس شخص نے اس کی پیروی نہیں کی تو وہ case از خود خارج ہو گیا لیکن اس کے باوجود بھی میں راجہ صاحب کا بے حد احترام کرتا ہوں اور ان کی جانب سے پیش کی جانے والی ستائش کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے راجہ صاحب کو از راہ تفنن یعنی ایک بہت اچھے ماحول میں عرض کروں گا کہ جب "ڈوگر کورٹ" نے ہمیں خارج کیا تھا تو اس وقت راجہ صاحب نے اظہار ہمدردی نہیں کیا تھا۔(قہقہے)

جناب سپیکر: آج کے اجلاس کا ایجنڈہ ماشاء اللہ مکمل ہوا لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 23۔جون 2010 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ کل ضمنی بجٹ پر بحث ہونی ہے اور جو معزز اراکین اس میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام بھجوا دیں۔ شکریہ

707

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،23۔جون2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

ضمنی بجٹ برائے سال10-2009پر عام بحث

709

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اٹھارھواں اجلاس

بدھ،23۔جون2010

(یوم الاربعاء،10۔رجب المرجب1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح11بج کر40منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ
وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿١٧﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿١٨﴾
مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ﴿١٩﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ ﴿٢٠﴾
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢١﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ
الْمَرْجَانُ ﴿٢٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢٣﴾
وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ﴿٢٤﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢٥﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ
ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ﴿٢٧﴾

سُوۡرَۃُ الرَّحمٰن آیات17تا27

وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک (ہے)(17) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(18)اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیں(19) دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتے (20)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(21) دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں(22) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(23) اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے

کھڑے ہوتے ہیں(24) توتم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(25) جو (مخلوق) زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے(26) اور تمہارے پروردگار ہی کی ذات (بابرکت) جو صاحب جلال وعظمت ہے باقی رہے گی(27)

وماعلیناالاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ
اج سک متراں دی ودھیری اے
کیوں دلڑی اداس گھنیری اے
لوں لوں وچ شوق چنگیری اے
اج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں
مکھ چند بدر شاہ شانی اے
متھے چمکدی لاٹ نورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے
مخمور اکھیں ہن مدھ بھریاں
ایس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب بنیاں
سبحان اللہ مااجملکٗ مااحسنکٗ مااکملکٗ
کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء
گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں
سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ

جناب سپیکر: ماشاءاللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): پوائنٹ آف آرڈر۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

سرکاری کارروائی

بحث

ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009 پر عام بحث

جناب سپیکر: ایک منٹ ذرا پہلے مجھے بات کرنے دیں، اُس کے بعد میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ اب ہم ضمنی بجٹ 10-2009 پر عام بحث شروع کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ میرے پاس اس وقت چھیالیس معزز اراکین کی فہرست موجود ہے۔

پیر محمد اشرف رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: حضرت! میری بات سنیں۔ میں بہت دفعہ اس House میں یہ کہہ چکا ہوں کہ جب سپیکر بول رہا ہو تو اس وقت تمام ممبران کو اس بات سے احتیاط کرنی چاہئے۔ پیر صاحب! میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں گا اور میں آپ کی بات بالکل سنوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں کہہ رہا تھا کہ آج ہم تمام ممبران کی بات انشاءاللہ مکمل سنیں گے اور اس بحث کے لئے ہر ایک کو ہم دس منٹ دینا چاہتے ہیں۔ جو صاحبان بجٹ پر عام بحث میں پہلے حصہ لے چکے ہیں اگر voluntarily وہ کہہ دیں کہ جب ان کا نام پکارا جائے تو وہ پانچ منٹ لے لیں لیکن جو صاحب پہلے نہیں بولے اُن کو میرا خیال ہے کہ دس منٹ دینا ضروری ہے۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! House کی یہ روایت رہی ہے کہ جو بجٹ پر پہلے بحث کر چکے ہیں عموماً ان کو وقت کی کمی کی وجہ سے ضمنی بجٹ پر بحث کی اجازت نہیں دی جاتی، آپ پچھلے سال کی روایت

دیکھ لیں ایسے ہی ہے۔ میری یہ request ہے کہ جنہوں نے بجٹ پر بحث کی ہے اُن سے درخواست کی جائے کہ وہ ضمنی بجٹ پر بحث میں حصہ نہ لیں۔ جن لوگوں کی باری نہیں آئی ان لوگوں کو آج کی بحث میں consider کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، میں پوچھ لیتا ہوں کیونکہ زیادہ تر اپوزیشن کے صاحبان نے اس میں بولنا ہوتا ہے۔ میں چودھری صاحب سے کہوں گا کہ وہ اس حوالے سے بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب محمد معین وٹو: پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: معین وٹو صاحب اور میاں صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ جی، ملک صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! ہمارے minorities سے تعلق رکھنے والے معزز House کے ممبران باہر سیڑھیوں پر play cards اٹھا کر بیٹھے ہوئے ہیں جو احتجاج کر رہے ہیں۔ میری آپ سے request ہے کہ اُن کو House میں لایا جائے۔

جناب سپیکر: اس کے لئے ایک تو ہمارے سید حسن مرتضیٰ شاہ صاحب جائیں گے کیونکہ آپ کا تعلق بہ نسبت کسی اور کے اُن سے بہت زیادہ ہے۔ ساتھ رانا محمد ارشد صاحب اور خلیل طاہر سندھو صاحب بھی جائیں۔ یہاں جولیئس صاحبہ بھی ہیں کہ نہیں؟

پیر محمد اشرف رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ 21۔جون کو ایک آرڈر Rule 210 کے ضابطے کے تحت آپ نے جاری کیا ہے جس میں آپ نے دو معزز ممبران کی اس اسمبلی کے اندر آنے پر پابندی لگائی ہے۔ میرے خیال میں Rule 210 یہ کہتا ہے کہ House میں اگر

کوئی ایسی indiscipline یا کچھ اور مسئلہ ہو تو آپ ruling دے سکتے ہیں لیکن اگر باہر کوئی دو معزز رکن لڑ پڑیں تو آپ ان کے یہاں آنے پر پابندی نہیں لگا سکتے۔ مجھے تو یہ بالکل عجیب لگ رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگر آپ اسمبلی کی definition پڑھیں گے تو آپ کو پتا چل جائے گا۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، اگر آپ اس میں ruling چاہتے ہیں تو میں ruling دوں گا۔

پیر محمد اشرف رسول: اب میں اس پر ruling چاہتا ہوں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ آرڈر بالکل غیر قانونی ہے۔

جناب سپیکر: میں اس پر ruling دوں گا۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! اگر مال روڈ پر دو ایم پی اے آپس میں لڑ پڑیں تو آپ ان کا House میں داخلہ کیسے بند کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، میں اس کی ruling اپنے چیمبر میں دوں گا۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ کو میں نے جس کام کے لئے بھیجا ہے آپ اُدھر جائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! سید حسن مرتضیٰ صاحب کو ضرور بھیجا جائے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Rules کے مطابق Chair کا conduct ہاؤس میں discuss نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ کے کسی معاملے پر کسی صاحب کو کوئی ambiguity یا کوئی reservation ہے تو وہ آپ کے چیمبر میں آپ کے ساتھ بات کر لے اور آپ اس کے مطابق اُن کو satisfy کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔

محترمہ صبا صادق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

محترمہ صبا صادق: جناب سپیکر! میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے کافی عرصے بعد بولنے کا موقع فراہم کیا اور آپ کی نظر ہم پر بھی پڑی جس کے لئے میں آپ کا بہت شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میں آپ کی اور اس House کی توجہ ایک اہم معاملے کی طرف مبذول کرانا چاہتی ہوں کہ آج کے ایک معتبر اخبار میں ایک بہت بڑی شہ سرخی تھی جس کو پڑھ کر میرا دل کافی پریشان ہوا اور مجھے اس چیز کا احساس ہوا کہ بطور مسلمان ہم سب لوگوں کا یہ فرض ہے کہ قرآن پاک کی حرمت یا نبی پاک ﷺ کی حرمت پر کسی قسم کا کوئی لفظ آئے تو من حیث القوم کیا، ہمیں اپنی جان بھی قربان کرنی پڑے تو اس میں ہمیں مضائقہ نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! آج لاہور ہائیکورٹ نے دس ایسی websites کو block کرنے کا حکم دیا ہے جن میں قرآن پاک کی تحریف کے حوالے سے معاملہ اٹھایا گیا ہے۔ اسی طرح کچھ websites ایسی تھیں جنہوں نے رسولِ پاک ﷺ کے گستاخانہ خاکوں کو عیاں کیا۔ کیا یہ ہم لوگوں کا بطور نمائندگان فرض نہیں ہے کہ ہم اس چیز کی آواز اس House سے بلند کریں اور بطور نمائندگان یہ آواز اُن تک پہنچائیں جنہوں نے اسلام کو target کیا ہوا ہے، جنہوں نے پاکستان کو اس لئے target کیا ہوا ہے کہ یہ ایک اسلامی فلاحی ریاست ہے؟ جس طرح سے ہمارے ملک میں ڈرون حملے ہو رہے ہیں اور ہمارے اسلام اور مذہب کو بدنام کیا جارہا ہے میں چودھری ظہیر الدین صاحب سے درخواست کروں گی کہ وہ میری بات بڑے تحمل اور غور سے سنیں کیونکہ تین سال سے ہم نے اس House کو [***] بنایا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ یہ [***] والے الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

محترمہ صبا صادق: جی، آپ حذف کر دیں مگر روزانہ یہاں پر یہی چلتا ہے۔ میں آپ سے یہ درخواست کروں گی کہ اس معاملے پر ہمیں یہاں سے ایک قرارداد مذمت بھیجنی چاہئے اور ہمیں اس چیز کا notice لینا چاہئے تاکہ ہماری آواز اُن تک پہنچے۔

جناب سپیکر: آپ اسے قرارداد کی صورت میں لائیں جو سب کی طرف سے jointہونی چاہیئے۔جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس معاملے کی طرف معزز رکن نے توجہ دلائی ہے اس معاملے پر already ہائیکورٹ نے notice لیا ہوا ہے اس لئے یہ معاملہ subjudicedہے۔میں on behalf of Governmentآپ کو اور اس معزز ایوان کو بھی یقین دلاتا ہوں کہ اس بارے میں ہائیکورٹ پورے معاملے کو thrash outکر کے سماعت کر رہا ہے۔ جو احکامات ہائیکورٹ کے ہوں گے اُن کو انشاء اللہ تعالیٰ implementکیا جائے گا۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی کریں اور Houseکو چلنے دیں۔ بحث شروع کرنی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جس rulingکا پیر اشرف شاہ صاحب نے ذکر کیا ہے اس حوالے سے میں یہ کہوں گا کہ جس طرح رانا صاحب نے کہا ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے زیادہ موزوں ہے۔ اگر آپ حکم دیں تو آج کی اس sittingکے بعد آپ ہمیں وقت دیں اور میجر عبدالرحمٰن صاحب، میں اور پیر اشرف صاحب اس حوالے سے آپ کے ساتھ discussکرنا چاہتے ہیں اور correction کرنا چاہتے ہیں کہ ہم کہاں غلط ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آج کی کارروائی کے متعلق مجھے نہایت اہم بات کرنی ہے۔ میرا mikeابھی تک onنہیں ہوا۔

جناب سپیکر: اللہ کے فضل سے ویسے ہی onہے۔ جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرے بھائی نوانی صاحب نے آج کی کارروائی سے متعلق جو بات کی ہے مجھے اس سے شدید اختلاف ہے۔ چار دن بجٹ پر بحث چلی اور جن لوگوں کو دلچسپی تھی وہ موجود رہے۔ میں چار دن آٹھ آٹھ گھنٹے سنتا رہا پھر ایک روز باری ملنے پر تھوڑا سا ٹائم ملا اور اپنی بات کی۔ جن لوگوں کو دلچسپی نہیں تھی اُن کے نام پکارے جاتے رہے اور وہ موجود ہی نہیں تھے۔ جنہیں دلچسپی نہیں تھی تو آج وہ کس طرح استحقاق رکھتے ہیں کہ انہیں بولنے کا حق دیا جائے؟

جناب سپیکر: جن صاحبان کے میرے پاس نام آچکے ہیں تو میں ہر ایک کو موقع دوں گا don't worry

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میاں رفیق صاحب نے اس دن اصل تقریر کرنی تھی کیونکہ Leader of the House یہاں موجود تھے تو وہ all out change کر کے آج ضمنی بجٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ کمالات ہیں جو کسی کسی کو آتے ہیں اور یہ ان کا کمال ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھے اپنی بہن کے الفاظ سے سخت مایوسی ہوئی ہے۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ یہ ایوان تین سال سے [***] بنا ہوا ہے جو کہ پورے اس ایوان کی بے عزتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے وہ الفاظ کارروائی سے حذف کروا دیئے ہیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: یہ insult ہے اور تماشا صرف ان کی وجہ سے بنا ہوا ہے۔ آپ کو کس نے کہا تھا کہ floor cross کریں، آپ کو کس نے کہا تھا کہ اپنے mandate کی توہین کریں۔ یہ اپنے الفاظ واپس لیں کیونکہ یہ ہماری اور اس ایوان کی توہین ہے۔

جناب سپیکر: مستی خیل صاحب! آپ تشریف رکھیں کیونکہ میں نے وہ الفاظ کارروائی سے حذف کروا دیئے ہیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! یہ آپ کی بھی توہین ہے اور ہم یہ برداشت نہیں کریں گے۔

محترمہ صبا صادق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ صبا صادق: جناب سپیکر! میں نے یہ بات اس لئے کی کہ یہاں پر کسی غریب آدمی کی بات نہیں ہوتی اور کسی ملکی مفاد کی بات نہیں ہوتی، بجلی کے بحران کی بات نہیں ہوتی، پانی کی کمی کے بارے میں بات نہیں ہوتی۔۔۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ وہ الفاظ میں نے حذف کروا دیئے ہیں۔ یہ House آپ کا ہے اور یہ عزت آپ کی ہے۔ اگر آپ اپنی عزت میں مزید اضافہ کرنا چاہتے ہیں تو ایک طریق کار کے مطابق چلئے گا اور پھر کوئی آپ پر انگلی نہیں اٹھائے گا۔ جی، چودھری ظہیر الدین صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں صرف چند منٹ آپ کے لوں گا۔ بجٹ کی ایوان میں رکھی گئی کتابوں میں 2009-10 Supplementary Budget Statement کے عنوان سے کوئی کتاب شامل نہیں ہے۔ اسے یا تو clerical mistake سمجھا جائے کیونکہ اس میں لکھا ہوا ہے کہ Supplementary Budget Statement 2010-11 یا پھر حکومت کو دوبارہ نئے سرے سے supplementary budget پیش کرنا چاہئے یا admission ہونی چاہئے کہ کتاب پر غلط شائع ہوا ہے اور یہ budget statement وہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! صفحہ 170 پر آئٹم نمبر 41 میں district Additional allocation fund governments grants subsidize and write off loan then advances & others کے زمرے

میں خطیر رقم 11-ارب99 کروڑ34لاکھ 61 ہزار روپے رکھی گئی ہے جس کی تفصیلات ایوان سے پوشیدہ رکھی گئی ہیں۔ یہ معاملہ نہایت ہی حساس اور توجہ طلب ہے۔

(اس مرحلہ پر بطور احتجاج ایوان سے باہر بیٹھنے والے اقلیتی ممبران
ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: جی، Welcome back

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اگر House in order ہو جائے تو میں اپنی معروضات پیش کر سکتا ہوں۔ یہ اتنی بڑی رقم 11-ارب روپے سے زائد کی ہے جس سے سارے صوبے کو یہ سمجھا رہا ہے کہ انہیں روٹی مہیا ہو گئی اور سارا مسئلہ حل ہو گیا۔ وہ صرف 5-ارب روپے ہے اور یہ لوکل گورنمنٹ کے ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر کو 11-ارب روپے دے دیا گیا۔ پھر تو سب کچھ ہی ٹھیک ہو گیا لیکن اس کی تفصیلات معلوم نہیں ہیں اور میرا خیال ہے کہ اس قسم کے معاملات supplementary budget میں لے کر عوام کے taxes اور ضروریات کا ضیاع ہے۔

جناب سپیکر! 16 کروڑ20لاکھ روپے کی رقم ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر کو چینی کی خرید کے لئے دی گئی ہے۔ ڈی سی اوز کو چینی کی خریداری کے لئے فراہم کی جانے والی رقم کو grant in aid کا نام دیا گیا ہے اور اس کی قطعاً وضاحت نہیں کی گئی ہے کہ یہ چینی کہاں خریدی، کیا کیا اور کیا کچھ نہیں کیا۔ یہ وہ چینی ہے جس کے لئے ڈی سی اوز کو یہ رقم grant in aid کے لئے دی گئی ہے اور میں اس معزز ایوان کے ساتھیوں کو گزارش کرنا چاہوں گا کہ ان کے حلقوں میں یہ چیز دیکھنے میں آئی کہ جس طرح چینی کو -/22 روپے سے لے کر -/90 روپے کلو تک پہنچایا تو کیسے لوگ گرمیوں میں لائنوں میں لگے اور وہ اپنے بچوں اور بچیوں کو لائنوں میں چھوڑ گئے کیونکہ غریب کی یہی nutrition ہے لیکن اس کی grant in aid میں اتنی بڑی رقم اور وہ بھی ڈی سی اوز کے ذریعے۔

جناب سپیکر! پولیس کی مد میں ٹوٹل 4-ارب 3 کروڑ 67 لاکھ روپے کی اضافی رقم کی demand کی گئی ہے جبکہ پچھلے سال پولیس کو بجٹ میں 43-ارب 22 کروڑ 30 لاکھ 93 ہزار روپے مہیا کئے گئے تھے۔ پولیس کی کارکردگی اور اس کا attitude سب کے سامنے ہے لیکن میں وہ بیان کرنے سے پہلے مانتا چلوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! ان کی شہادتیں بھی آپ کے سامنے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں مانتا چلوں گا لفظ میرا وہیں سے شروع ہونے والا ہے اور آپ کو کہنے کا استحقاق تھا جو آپ نے کہہ لیا ہے۔ میں اسے مانتا ہوں کہ یہاں پر جتنی sub served aversive activities ہوئی ہیں ان میں ہمارے پولیس کے نچلے کانسٹیبل، ہیڈ کانسٹیبل اور ASI طبقے نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے صوبہ پنجاب کے تحفظ کا تاثر دیا ہے لیکن اس کے علاوہ ہمارے دیہی علاقے جہاں ہم بستے ہیں کوئی wanderer کوئی شخص شام کو شہر کے قریبی دیہی علاقوں میں رہنے والے لوگ پہلے overtime لگا کر آجایا کرتے تھے جو شہر کے قریبی دیہی علاقوں میں ہیں اب وہ دن دہاڑے بھی اپنے گھروں کو آتے ہوئے لٹ جاتے ہیں۔ یہاں پر موبائل ہائی وے پوسٹیں اور تھانوں کو بند کر دیا گیا ہے، موبائل پوسٹوں کو بند کر دیا گیا ہے تو پھر یہ کس مد میں 4۔ارب 3 کروڑ روپے 43۔ارب روپے کی نسبت اضافی دیا گیا ہے؟

جناب سپیکر! یہ صفحہ 155 پر آئٹم نمبر 75 کے تحت ڈی.جی.پی آر کے لئے 47 پوسٹیں create کرنے پر 81 لاکھ روپے طلب کئے گئے ہیں۔ یہی ڈی.جی.پی آر پہلے بھی کام کر رہے تھے اور اب بھی کام کر رہے ہیں اور بعد میں بھی انہوں نے کام کرنا ہے تو یک دم بجٹ دیئے جانے کے بعد درمیان میں چھ ماہ گزرنے کے بعد ایسی کون سی قیامت آئی کہ 81 لاکھ روپے کی خطیر رقم سے 47 پوسٹیں create کی گئیں۔ ڈی.جی.پی آر میں ان 47 پوسٹوں پر انہوں نے کیا کرنا تھا؟ خبر تو وہی شائع ہونی ہے "من ترا حاجی بگویم تو مرا تو ملا بگویم" خبریں وہی ہیں اور 47 پوسٹیں یہ ظاہر کرتی ہیں کہ اس کے اندر کچھ اپنوں کو نوازے جانے کی بات ہے جو کہ supplementary budget میں cover کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ صفحہ 173 آئٹم نمبر 82 میں Purchase of Soft Wheel Diesel Operator Train for Muree کے لئے 3 کروڑ 98 لاکھ 42 ہزار کی grant in aid رکھی گئی جس کی کوئی تفصیل نہیں دی گئی۔ مری میں کس کے لئے یہ کام ہونا ہے، وہ کون سے گھر ہیں جن کے قریب کوئی اور چیز بھی ہوگی یا پارک ہوگا کہ جس کے لئے اتنی بڑی رقم رکھی گئی؟ اگر یہ تفصیل دی جاتی تو شاید ان گھروں کا بھی تعین ہو جاتا اور mark ہو جاتے اور وہ گھر کس کے ہوتے، عوام کو پتا چل جاتا۔ اب میڈیا اس تک پہنچ جائے گا کہ اتنی بڑی supplementary grant کہاں پہنچی ہے۔

جناب سپیکر! صفحہ 84 آئٹم نمبر 37 میں Development of public park باغ کشمیر، مری پوائنٹ کے لئے 6 کروڑ 68 لاکھ 50 ہزار روپے کی رقم رکھی گئی ہے مگر اس کی کوئی تفصیل نہیں بتائی گئی کہ اس پارک کی کیا اہمیت ہے اور اس کے گردونواح میں کون کون لوگ بستے ہیں جو اس پارک میں آئیں گے۔ مری جو خود اپنی ایک حیثیت کے ساتھ ایک پارک کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کی ہوائیں، اس کا طرز تعمیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے قدرتی ہے اور وہ ایک پارک کی حیثیت رکھتا ہے۔ جب لوگ خودکشیاں کر رہے ہیں، جب لوگ اپنے بچوں کو اسمبلی کے سامنے آکر فروخت کر رہے ہیں، جب ہر جگہ پر ایک آہ و بکا کا عالم ہو تو پھر supplementary budget میں اتنی اتنی بڑی رقم بڑے بڑے لوگوں کے گھروں کے قریب پارکوں میں واک کرنے کے لئے رکھی جائے تو یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ اس پر غور کیا جائے اور اس supplementary budget کو مسترد کیا جائے۔ شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ نے مجھے انہیں لینے کے لئے بھیجا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، جی۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: ان کے جو مطالبات تھے، چیف منسٹر صاحب اتفاق سے تشریف فرما تھے انہیں چیف منسٹر صاحب سے ملایا گیا ہے، ان کے مطالبات سی ایم صاحب نے مان لئے ہیں اور وہ واپس آ گئے ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کو مبارک ہو اور ہم ان کو بھی welcome کرتے ہیں۔ مہربانی

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جب آپ نے مجھے انہیں لینے کے لئے بھیجا تھا تو آپ نے کہا تھا کہ آپ ان کے بہت قریبی ہو۔ مجھے اس پر بڑا فخر ہے کہ میں ان کے قریبی ہوں۔

جناب سپیکر: میں آپ سے زیادہ ان کے قریبی ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جو واقعہ کربلا ہوا تھا ان شہداء میں کرسچئن کا خون بھی شامل ہے۔ وہاں ایک کرسچئن بھی تھا جو شہید ہوا تھا اور مجھے فخر ہے کہ میں ان کے قریبی ہوں۔

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں اقلیتی اراکین کی طرف سے آپ کا، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور سینئر وزیر راجہ ریاض صاحب کا مشکور ہوں۔ ہم نے آج protest کیا تھا اور اسمبلیوں کی سیڑھیوں کے سامنے دھرنا دیا تھا اس میں ہمارا main مطالبہ یہی تھا کہ بجٹ میں حکومت نے پورے پنجاب کی ترقیاتی مد میں 193۔ارب 50 کروڑ روپے رکھا ہے اس سے کم از کم ہمیں ایک فیصد دیا جائے۔ وہ وزیر اعلیٰ صاحب نے commit کر لیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ کو مبارک ہو۔ جی، نوانی صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! I am on a point of order

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! کل ٹی وی پر ایک پروگرام چل رہا تھا باقاعدہ اس پر ایک talk show ہو رہا تھا جس میں ہمارے صوبے کے مالک، ہمارے صوبے کے وارث DMG گروپ کے گھروں کی renovation اور maintenance کے پیسوں کے بارے میں بات ہو رہی تھی جو تیس لاکھ سے شروع ہوتی تھی اور اسی اسی لاکھ روپے تک تھی۔

معزز ممبران: شیم، شیم، شیم۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جس میں ہمارے پولیس والے بھی پیچھے نہیں تھے لیکن ان پر ہمیں کوئی گلہ نہیں ہے۔ انہوں نے اپنے شہیدوں کا فنڈ کھایا ہے، انہوں نے اپنے شہیدوں کے کفن بیچے ہیں ہمیں اس پر کوئی گلہ نہیں ہے لیکن وہ بھی پنجاب کا پیسا تھا۔ جہاں بجٹ پر debate ہوتی ہے ان کے لکھے ہوئے ہم سارے پڑھتے ہیں اور کرتے ہیں۔ کتنے شرم کی بات ہے اگر کسی سیاست دان کو ننگا کرنا ہے تو ایک سیکنڈ لگتا ہے اور آج تیسرا دن ہے ہر روز اخباروں میں خبریں شائع ہو رہی ہیں کہ کسی حکومتی ارکان نے اس پر بات کی ہے اور نہ ہی notice لیا ہے۔ میں اس پر شدید احتجاج کرتا ہوں، یہ پنجاب کے غریب عوام کا پیسا ہے اور یہ وہ پیسا ہے کہ جس سے بنیادی سہولتیں دینا ہوتی ہیں۔ بنیادی سہولتیں ہمیں فراہم نہیں ہوتیں اور وہ کاٹ کر یہاں خرچ کیا جاتا ہے۔ انہوں نے دو دو ایکڑ کے دو دو گھر رکھے ہوئے ہیں۔ میں اس ظلم

میں حصہ دار نہیں بنتا جب تک ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو گی، ان کی انکوائری پارلیمانی کمیٹی کرے کیونکہ پہلے آپ نے ایک دفعہ PCSافسران کے بارے میں کمیٹی بنائی تھی اس پر بھی کوئی عمل نہیں ہوا۔ اس کو بھی آپ نے ڈی ایم جی گروپ کو دے دیا کہ وہی انکوائری کرے، اس پر آج تک عمل نہیں ہوا۔ آج اخبار میں تھا کہ پی سی ایس والے بھی تالا بندی کر رہے ہیں اور ہڑتال پر جا رہے ہیں۔ صرف اور صرف ایک طبقہ ہے جو ہمیں دیمک کی طرح کھا رہا ہے اور جس وقت تک اس طبقے کو لگام نہیں ڈالی جائے گی اس پنجاب میں ترقی نہیں ہو سکتی۔ آپ دیکھیں آپ کے ضلع میں کتنی ترقی ہوئی ہے، کیا یہ پاکستان صرف ان کے لئے آزاد ہوا تھا؟ اگر دفتر بنے تو چیف سیکرٹری کا بنے اور اگر گھر بنیں تو جی او آر میں بنیں۔ اگر آپ نے انہی ملازموں کو پیسا دینا ہے تو پھر دیں ان ڈور مینوں کو یہ جو سارا دن ان کے دروازوں پر باہر بیٹھتے ہیں۔ انہیں اتنی اجازت نہیں کہ ایک بابو کا اے سی چل رہا ہے وہ اپنی کرسی برآمدے میں سے اٹھا کر اس کے کمرے میں ڈال کر اے سی میں بیٹھ جائے۔ اس نے وہ اچکن بھی پہنی ہوتی ہے، اس نے جناح کیپ بھی پہنی ہوتی ہے اور ان کے دروازوں پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ جب تک اس پر کارروائی نہیں ہو گی میں ایوان سے واک آؤٹ کرتا ہوں اور اس وقت تک میں Houseمیں نہیں آؤں گا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ایسے نہ کریں، ابھی سننے کی ہمت رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ان کوminorities منا کر لائے۔

جناب سپیکر: ایسی بات نہیں ہے۔ یہاں سب برابر ہیں،majority ہے نہ کوئیminority ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ کسی بھی ملک میں، حکومت میں اور معاشرے میں تمام طبقات کا ایکpositive role ہوتا ہے۔ اسrole کے ساتھ ساتھ اگر کوئیnegative role ہوتا ہے توsingle out کر کے اس کو اس انداز سے ابھارنا کبھی بھی مناسب اورpositive عمل نہیں ہوتا۔ انہوں نے جس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ ان کے

گھروں پر ضرورت سے زیادہ خرچ کیا گیا ہے اور فرمایا کہ اس پر کوئی کارروائی نہیں ہو رہی ہے اور کسی نے کوئی notice نہیں لیا ہے۔ میرا ان سے یہ کہنا ہے اور میری گزارش بھی ہو گی کہ وہ اپنا walkout ختم کریں۔ اس پر already، جب یہ معاملہ سامنے آیا ہے اور اس House میں discuss ہوا ہے تو وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے CMIT کی ٹیم انکوائری کے لئے بٹھا دی ہے۔ وہ کمیٹی آئندہ دو دنوں میں اس کے متعلق رپورٹ دے گی۔ اگر کسی جگہ پر بھی یہ پایا گیا کہ یہ خرچ نامناسب اور غلط طریقے سے کیا گیا ہے تو جو آدمی ذمہ دار ہو گا اس کے خلاف سخت ترین کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں شاہ صاحب نے بات سن لی ہو گی۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ صاحب نے جو کہا ہے کہ اس پر کمیٹی بٹھا دی گئی ہے وہ تو خود bureaucrat ہیں انہوں نے ان کا احتساب کیا کرنا ہے؟ اس House سے کمیٹی بنائی جائے وہ ان کا احتساب کرے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: CMIT میں bureaucrat کہاں ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! House کی اپنی powers ہیں۔ کسی بھی معاملے کی انکوائری اور probe کسی نہ کسی ادارے نے کرنی ہوتی ہے۔ CMIT کی جو رپورٹ آئے گی وہ رپورٹ اس ایوان میں پیش کر دیں گے اور یہاں پر discuss ہو جائے گی۔ اگر اس میں کوئی lacuna یا lapses ہوئے تو ان کو دیکھ لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ ٹھیک ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔ جب سیاستدانوں کی بات آتی ہے تو کیا کبھی ہمیں یہ موقع دیا گیا ہے کہ ہم اپنا احتساب کریں۔ کوئی نہ کوئی ایجنسی ہمارا احتساب کرتی ہے۔ جب bureaucrat کے احتساب کی بات ہوتی ہے تو ان کے

حوالے سے اس ایوان سے کیوں نہیں کمیٹی بنائی جاتی اور وہ کمیٹی دیکھے کہ پیسے صحیح خرچ ہوئے یا غلط خرچ ہوئے؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: دیکھیں،CMIT میں آپ کے نمائندے بھی موجود ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): نہیں، نہیں۔ کوئی نمائندہ ہمارا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے پارلیمانی سیکرٹری CMIT کے موجود ہیں، آپ کیا کر رہے ہیں؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔ آپ پہلے لسٹ منگوالیں، یہاں House میں منگوالیں اور ان کے نام پڑھ لیں۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں، اگر CMIT کی رپورٹ سے آپ کو اتفاق نہیں ہو گا، آپ کے House میں وہ پیش ہو گی، پھر جو آپ کہیں گے اس کے مطابق ہم عمل کر دیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہمارے House کی ایک کمیٹی ہے جس کا کام یہ ہے کہ ہمارے مالی وسائل کی جہاں بے ضابطگیاں ہوں ان کو دیکھے۔ ہمارے House کی دو پبلک اکاؤنٹس کمیٹیاں ہیں ان میں سے ایک اس معاملے کو دیکھے۔

جناب سپیکر: میں ruling دے چکا ہوں، ان کی رپورٹ آنے دیں۔

وزیر مال (حاجی محمد اسحاق): جناب والا! پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی دو کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں وہ کس مرض کی دوا ہیں؟

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں CMIT کی جو انکوائری رپورٹ ہو گی وہ جب اس معزز ایوان میں پیش ہو گی، یہ معزز ایوان اس کے لئے سپیشل کمیٹی بنا دے یا پی اے سی کے حوالے کر دے، یہ اس معزز ایوان کا اختیار ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، یہ رپورٹ آنے کے بعد کریں گے۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں، اب بات ہو چکی ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! اس House میں اس سے متعلقہ ایک سوال pending ہے اور وہ سرخ فیتے کی نذر ہو گیا ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ سینئر بیوروکریٹ پنجاب سے واپس اسلام آباد چلے گئے ہیں یا دوسرے صوبوں میں چلے گئے ہیں لیکن انہوں نے لاہور کے اندر رہائشیں retain کی ہوئی ہیں اور وہاں پر بھی رہائشیں استعمال کر رہے ہیں۔ یہاں پر گاڑیاں بھی رکھی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ وہ سوال لے آئیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! وہ سوال پچھلے ڈیڑھ سال سے pending ہے۔ میں آپ سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ اس سوال کو بھی proceed کیا جائے اور کسی کو بھی قومی وسائل سے غیر قانونی طور پر استفادہ کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، آپ اس سوال کا نمبر نوٹ کروائیں اور سیکرٹری صاحب کو اس سوال کا نمبر دے دیں۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! مجھے صرف ایک منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، ارتضیٰ صاحب!

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں ایک گزارش کروں گا کہ یہ جو ابھی بات ہو رہی تھی اور آپ جو بات کر رہے ہیں کہ CMIT کی رپورٹ آ جائے تو میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ figures میں اس House میں اپنی تقریر میں لے کر آیا تھا اور آپ کے سامنے پیش کئے تھے۔ یہ set جو باہر برآمدہ میں پڑا ہے اس کے اندر آپ development کی Volume No:2 Page:No:266 پر onward پڑھیں گے تو یہ ساری چیزیں ویسے وہاں درج ہیں اور یہاں پر جو چیزیں بن رہی ہیں اس کے figures اس کے اندر موجود ہیں۔ اگر ان figures کے لئے مزید ہمیں انکوائری کرنی ہے تو پھر جو

سارے figures اسمبلی میں آئے ہیں وہ جھوٹے ہیں۔ مجھے تو سمجھ نہیں آرہی کہ CMIT کی انکوائری کی ضرورت کس بات کی ہے جبکہ figures اس Volume No:2 میں موجود ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے جو بات کر دی ہے اس کی رپورٹ آنے دیں اور اس کے بعد ہم یہاں House میں بیٹھ کر فیصلہ کریں گے۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! پھر بجٹ کی بھی ساری رپورٹ منگوا لیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بس اب آپ کی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ میرے نوٹس میں یہ بات آئی ہے کہ باہر کوئی جلوس آیا ہے تو میں جناب احمد علی اولکھ صاحب اور چودھری عبدالغفور صاحب کو کہوں گا کہ وہ جا کر ان سے بات کر کے معاملے کو یہاں House میں پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! سید حسن مرتضیٰ صاحب کو بلوائیں۔

جناب سپیکر: راجہ ریاض صاحب! آپ ذرا مہربانی کر کے شاہ صاحب کو باعزت طریقے سے لے کر آئیں۔ جی، سعید اکبر خان نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ مجھے یہ علم ہے اور اس بات کا احساس ہے کہ آج میں ضمنی بجٹ کی بحث میں حصہ لے رہا ہوں اور مجھے اس بات کا بھی احساس ہے کہ main budget اور supplementary budget کی بحث میں بہت زیادہ فرق ہوتا ہے اور فرق یہ ہوتا ہے کہ ضمنی بجٹ وہ ہوتا ہے کہ main budget کے علاوہ ضمنی بجٹ کے وہ اخراجات ہوتے ہیں جو سال میں کر دیئے جاتے ہیں اس کے بعد ان کی منظوری اس House سے لی جاتی ہے کیونکہ وہ اخراجات ایسے نہیں ہیں کہ جن کی ہم منظوری دیں گے جیسا کہ ہم main budget میں دیتے ہیں۔ جس طرح یہاں پر بجٹ 11-2010 کا پیش ہوا تو ان میں منسٹر صاحب نے demand کیا ہے کہ یہ ہماری ضرورت ہے اور آپ ہمیں approval دیں لیکن ضمنی بجٹ میں یہ اخراجات کرنے کے بعد ہمارے پاس آتے ہیں اور یہ House ان کو پاس کرتا ہے لیکن اخراجات ہو چکے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: مطلب ہے کہ کچھ غلطیاں ہوئی ہیں وہ ہمیں معاف کر دیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! ایسا ہی ہے آپ جیسے فرما رہے ہیں۔اس ضمنی بجٹ میں 153۔ارب67کروڑ75لاکھ کے اخراجات ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: میں سن نہیں پایا ہوں، کون سی مد؟

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں ٹوٹل بجٹ کی بات کر رہا ہوں جو اخراجات ہیں۔

جناب سپیکر: اچھا، ٹھیک ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اس میں 81۔ارب روپے بنکوں کے جو قرضہ جات ہیں اس کے سود میں ادا کئے گئے ہیں۔اس میں جو main money ہے وہ purchase of wheat ہے اور گندم کی خریداری میں جو ٹارگٹ شروع میں گورنمنٹ نے 30لاکھ ٹن fix کیا لیکن عوام اور عام کاشتکار جنہوں نے گندم کاشت کی تو اس کی پیداوار بہت زیادہ آئی۔

(اس مرحلہ پر سید حسن مرتضیٰ واک آوٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

MR SPEAKER: Shah Sahib! Welcome back and thank you.

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ نے عام کاشتکار کی تکلیف کو مد نظر رکھتے ہوئے اور اس کا احساس کرتے ہوئے کہ جن کاشتکاروں نے گندم کاشت کی ہے اور ان کے پاس اب گندم موجود ہے لیکن وہ گورنمنٹ کی خریداری کے ٹارگٹ میں نہیں آتی اور وہ ٹارگٹ پورا ہو چکا ہے اور وہ اس میں نہیں آتی تو انہوں نے کمال مہربانی کرتے ہوئے 28لاکھ ٹن کی اس میں enhancement کی اور اس وجہ سے یہ 81۔ارب روپیہ جو خرچ کیا گیا وہ عام کاشتکار کی بہتری کے لئے کیا گیا، عام کاشتکار کی گندم کو خریدنے کے لئے کیا گیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس میں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک قابل ستائش بات ہے کہ جس ملک میں 80 فیصد لوگ کاشتکار ہوں اگر ان کی بہتری کے لئے بنکوں سے قرضے لئے جاتے ہیں اور اگر ان پر سود بھی دیا جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات پھر بھی منافع میں ہے اور خسارے میں نہیں ہے۔اس حوالے سے مجھے یہ بھی پتا ہے کہ جو بقایا سٹیٹ بنک کو سود میں دیئے گئے جو main budget

میں13۔ارب اورsomething رکھے گئے تھے، بعد میں جب اس وقت اخراجات بڑھے اور اس میں 20۔ارب اور some things دینے پڑے۔ اگر آپ مجموعی طور پر اس بجٹ کو دیکھیں تو اس میں سب سے جوmain اخراجات ہیں وہ گندم کی خریداری پر ہیں اور اسی کے لئے قرضے لئے گئے، اسی کا سود دیا گیاتو میں آئندہ بھی اس حکومت کو یہ گزارش کروں گا کہ اگر لوگوں کی اکثریت اور غریب لوگوں کی بہتری کے لئے اگر بنک سے قرضہ لے کر بھی اخراجات کرنے پڑیں اور ان کے مسائل کو کم کرنا پڑے تو میں ان کو یہ کہتا ہوں کہ یہ ضرور کریں اور بار بار کریں لیکن اس میں میری ایک تجویز ہے کیونکہ اس House نے بجٹ پاس کرنا ہوتا ہے اور یہ اسHouse کا ہی اختیار ہے کہ وہ اس بجٹ کو پاس کرے یا نہ کرے۔ اس میں میری ایک تجویز ہے کہ جب بھی کسی ڈیپارٹمنٹ کو ان کے allocated budget سے زیادہ خرچہ کرنا پڑے تو اس ڈیپارٹمنٹ کی جو سٹینڈنگ کمیٹی ہے تو ڈیپارٹمنٹ کو اس کمیٹی کے پاس آنا چاہیئے اور اس کی منظوری لے کر پھر اخراجات کرنے چاہئیں۔ اس سے اسHouse کو جو خدشہ رہتا ہے کہ خرچے انہوں نے کر دیئے ہیں اور انگوٹھا لگوانے کے لئے لے آئے ہیں تو یہ میں سمجھتا ہوں کہ اسHouse کی نیک نامی بھی ہوگی اور اسHouse کا وقار بھی بڑھے گا کہ سٹینڈنگ کمیٹی اگر فوڈ یا ہوم ڈیپارٹمنٹ کی ہے تو اس وقت ان اخراجات کو لے کر ان کی approval لے لی جائے اور وہی سٹینڈنگ کمیٹی ان اخراجات کو یہاں پیش کرے کہ ہم نے ان کی approval دی تھی اور ہم House سے درخواست کرتے ہیں کہ یہ اخراجات لازمی تھے تو ان اخراجات کو پاس کر دیا جائے تو یہ میری تجویز تھی اس کوconsider کر لیا جائے۔

جناب سپیکر! یہاں بہت بڑی بحث صحت اور تعلیم پر ہوئی اور مجھے اس بات کا بھی احساس ہے ۔ میں نے پچھلے تمام ادوار کے پورےfigure دیکھے اور پوری کتابیں بھی پڑھیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ ہم figures میں نہ جائیں، ہم پورے اس بجٹ میں جائیں کہ عام آدمی اور غریب آدمی کی بہتری کے لئے ہم نے کیا کیا ہے؟ ہمیں یہ سوچنا چاہئے اور اس پر ہمیںdiscuss کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! اسHouse میں جو سستی روٹی کی سکیم ہے اس پر بہت بحث ہوئی۔ ہمارے گورنمنٹ بنچوں کے چند دوستوں نےdiscuss کی اور مجھے افسوس ہے کہ ان کا apologetic attitude تھا کہ ہم نے5۔ارب روپیہ رکھا ہے، کوئی اتنی زیادہ رقم نہیں ہے۔ میں اس گورنمنٹ کے

سامنے احتجاج کرتا ہوں اور میرا یہ احتجاج چیف منسٹر صاحب کے سامنے بھی ہے کہ اگر غریب آدمی کے لئے کوئی سکیم رکھی گئی ہے تو اس میں آپ apologetic کیوں ہوتے ہیں؟ میں کہتا ہوں کہ 5-ارب کی بجائے 50-ارب رکھا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اگر عام آدمی کو ہم -/2روپے کی روٹی دے سکتے ہیں تو اس سے بڑی ہماری کامیابی کوئی نہیں ہو سکتی۔ مجھے وزیر اعلیٰ کے ساتھ سرکاری دورے پر ایران جانے کا موقع ملا۔ وہاں ہمارے ساتھ جو Foreign Office کے لوگ protocol میں تھے میں نے ان سے سوال کیا کہ ایرانی انقلاب، اتنی مخالفت کے باوجود پوری دنیا کی طاقتیں ایران کے خلاف تھیں آپ نے اس انقلاب کو کیسے کامیاب کیا؟ آپ یقین کریں تین لوگ تھے تینوں لوگوں نے ایک ہی جواب دیا کہ ہمارا یہ انقلاب اگر کامیاب ہوا ہے تو ہم نے پورے ایران میں مفت روٹی رکھی ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی تفریق نہیں ہونی چاہئے کہ ایک غریب آدمی اگر روٹی لینے جائے تو اس کو -/2روپے کی روٹی ملے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ across the board ہو، ہر آدمی جو چاہے -/2روپے کی روٹی لے سکے۔ اس طرح غریبوں میں احساس کمتری نہیں ہو گا۔ یہ نہ ہو کہ اگر کوئی غریب آدمی ہے تو وہ تنور پر -/2روپے کی روٹی لے دوسرا نہ لے۔ یہ تو اس طرح کی سکیم ہے کہ اس کو Federal Government بھی adopt کرے اور باقی صوبے بھی adopt کریں۔ اگر کسی آدمی کے پاس دیانتداری کے -/5روپے ہیں اور وہ -/4روپے کی دو روٹیاں لے لے اور ایک روپے کا نمک اور مرچ لے لے تو وہ ایک ٹائم میں اپنا پیٹ بھر سکتا ہے۔ اگر ہم کسی غریب آدمی کو اس کا پیٹ بھرنے کے لئے مفت روٹی دے سکتے ہیں تو اس سے بڑا اور کام کوئی نہیں ہو گا۔ اس پر ہمارے حکومتی بنچوں کے ایم پی ایز کو قطعاً apologetic attitude نہیں اپنانا چاہئے۔ ان کو اس میں aggressive ہو کر گورنمنٹ سے کہنا چاہئے کہ آپ نے اس کا بجٹ کم رکھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ضرور کچھ نہ کچھ خرابیاں ہوں گی لیکن میری آپ سے یہ رائے ہے کہ ہم ان خرابیوں کو دور کریں اور اس سکیم کو بہتر سے بہتر کریں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ کوئی بھوکا نہ سوئے تو اگر ہم اسی سکیم کو بہتر طریقے سے چلا سکے تو ہم یہ کہہ سکیں گے کہ ہمارے صوبہ میں یا ہمارے ملک میں کوئی بھوکا نہیں سو سکتا۔ میں فیڈرل گورنمنٹ کے بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کو بھی appreciate کرتا ہوں کیونکہ وہ بھی غریبوں کی بہتری کے لئے ہے۔ کچھ نہ کچھ، کبھی نہ کبھی اور ہر بجٹ میں غریبوں کے لئے رکھنا چاہئے اور ان کی بہتری کے لئے کچھ کرنا

چاہیئے، otherwise ایسا انقلاب آئے گا جو ہمیں چھوڑے گا اور نہ کسی اور کو چھوڑے گا۔ اس انقلاب کو روکنے کے لئے اور غریب عوام کو یہ احساس دلانے کے لئے کہ ہم اس ایوان میں ان کے لئے بیٹھے ہیں، ان کے لئے سوچتے ہیں اور ان کے لئے کام بھی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: .Time is over، بہت شکریہ

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! ابھی تو میں بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! یہ تو بڑی زیادتی ہے، مجھے تو لگا کہ دو منٹ ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے بھائی آپ کے دس منٹ مکمل ہو گئے ہیں۔ جی، میں کہتا ہوں کہ:

ڈھڈ نہ پیّاں روٹیاں تے سبھے گلاں کھوٹیاں

سید حسن مرتضیٰ: لکھ کر دے دیں۔

جناب سعید اکبر خان: نہیں، نہیں۔ میں لکھ کر دینے والا نہیں ہوں، میں بول کے دینے والا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ جلدی سے wind up کر لیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اب آپ نے tempo توڑ دیا ہے میرے پاس دو چار اور points تھے۔ میں آپ کے حکم کو honour کرتا ہوں اور آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اب ڈاکٹر اختر ملک صاحب ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا پارلیمانی سیکرٹری تقریر کر سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، کیوں نہیں کر سکتا؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وہ finance کے پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔ وہ تقریر کر رہے ہیں اور ممبران کو ٹائم نہیں دیا جا رہا۔

جناب سپیکر: ان پر کوئی قدغن نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب وزیر کی کرسی سے بول رہے ہیں، یہ بھی مناسب نہیں ہے، جب وزیر بنیں تو ضرور یہاں سے بولیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ اپنی سیٹ پر چلے جائیں۔ تصحیح کرنے کا شکریہ

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! انہوں نے ہی تو بجٹ بنایا ہے، یہ کیسے تقریر کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وہی تو بتا رہے ہیں کہ ہم نے کیوں بجٹ بنایا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں نے تقریر نہیں کرنی، میں نے جو باتیں یہاں پر note کی ہیں وہ point out کرنی ہیں۔ 2008-09 کا بجٹ، 2009-10 کا بجٹ اور 2010-11 کا بجٹ۔۔۔

چوہدری محمد شفیق: جناب سپیکر! یہ پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ ہیں یہ کیسے تقریر کر رہے ہیں؟ یہ تقریر نہیں کر سکتے۔ یہ wind up speech کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔

جناب سپیکر: چوہدری صاحب! اب وہ تقریر کر رہے ہیں۔ I'll be thankful. (شور و غل)

آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں صرف points دے رہا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ آپ کو points دے رہے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! انہوں نے یہ بجٹ یہاں پیش کیا ہے۔ اگر یہ wind up کریں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ ہمیں ان کی بحث پر اعتراض ہے کہ یہ خود بجٹ بنا کر اسے پیش کر کے اس پر بحث کر رہے ہیں۔ یہ کیا بحث کریں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں نے credit دینا ہے۔ میں نے کوئی بحث نہیں کرنی۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جنہوں نے بجٹ بنایا، جنہوں نے بجٹ ہاؤس میں پیش کیا، وہی بجٹ پر بحث کر رہے ہیں کیا ان کا بجٹ بنانے پر کوئی اتفاق نہیں تھا؟

جناب سپیکر: وہ کوئی hints دے رہے ہیں، کوئی points دینا چاہتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! یہ پوری تقریر کریں، پارلیمانی سیکرٹری کا right ہے کہ وہ winding up speech کرے۔ یہ wind up کر سکتے ہیں، بحث نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! اب رہنے دیں، میرے خیال میں بہتر ہے، آپ کے فائدے میں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ لوں گا۔

جناب سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ میں بس ایک منٹ لوں گا۔ جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں نے کچھ points notes کئے ہوئے ہیں میں ان points کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ 10-2009 اور 11-2010 کا بجٹ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے، جو پچھلے دِنوں سے جنوبی

پنجاب کا رولا پڑا ہوا تھا ان کے زخموں پر مرہم رکھا ہے۔ میں ان جنوبی پنجاب کے نمائندگان کو یہ credit دینا چاہتا ہوں جنہوں نے یہ معاملہ اُٹھایا۔ اگر آج بھی انسان اور جانور ایک گھاٹ پر پانی پیتے ہیں تو انہوں نے اپنے مسائل کو اجاگر کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا credit جنوبی پنجاب کے نمائندوں کو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ جی، محمد محسن خان لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ جو ہمارے اس ہاؤس کے نئے ممبران ہیں جن کی پہلی term ہے میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ہر سال supplementary budget کیا جاتا ہے یہ منصوبہ بندی کی ناکامی کا نام ہے۔ جو بجٹ بنایا گیا ہے اس سے جو deviation یا point out variation ہوئی ہے وہ اس supplementary budget میں آئی ہے۔ ڈکشنری supplement کو ایسے بیان کرتی ہے کہ:

> "Something added to complete a thing, make up for
> a deficiency or strengthen the whole."

تو یہ جو supplementary budget آیا ہے، یہ جو غلطیاں ہوئی ہیں ان کو ٹھیک کرنے کے لئے ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے اندر خود بہت بڑی غلطیاں ہوں۔ میں وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ منسٹر صاحب آپ کا بجٹ جو تھا اس کے اندر ایک بہت بڑی غلطی ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔245 کا۔۔۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! یہ منسٹر صاحب کو کیسے address کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ مجھے address کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کے توسط سے میں منسٹر فنانس کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ہمارے 11-2010 اور اسی طرح 10-2009 کے بجٹ بلکہ پچھلے تین سال کے بجٹ کے اندر ایک بہت بڑی غلطی آرہی ہے کہ میرے حلقہ انتخاب کا ایک منصوبہ بھی مکمل نہیں کیا جارہا تو مہربانی کر کے supplementary budget کے اندر ان غلطیوں کا ازالہ کیا جانا چاہئے تھا۔ ہم یہ کہتے کہ supplement budget جو ہے یہ جو غلطیاں یا کوتاہیاں ہوئی ہیں ان کو پورا کر رہا ہے۔ میں پھر سے ان کی

خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ جب اگلاsupplementary budget آئے تو جیسا کہ انہوں نے اعلان کیا ہے کہ میرے حلقہ کےhill station مری کے لئے ایک خصوصیpackage بنائیں گے تو میں اُمید کرتا ہوں کہ اگلےsupplementary budget میں مجھے وہ نظر آئے گا۔ اسیsupplementary budget کی کیونکہ ٹائم تھوڑا ہے جو چیزیں ہم منظور کر رہے ہیں اس میں مجھے جو چیز بہت عجیب و غریب لگی ہے اس میں صفحہ نمبر 142، اورGrant No.68 کے اندر لکھا ہے کہ ہم نے رائے ریاض حسین صاحب ایک مہینے کے لئےConsultant رکھے ہیں اور ان کو ایک مہینے کے لئے دس لاکھ روپے دیئے ہیں جو کہ میرے خیال میں مناسب نہیں تھا۔ پھر اس کے بعدsupplementary budget میں مجھے ایک اور چیز بہت عجیب و غریب لگیPage No.176 and Grant No.152 میں لکھا ہے کہ کوئی عبدالرحمٰن صاحب ہیں ان کو گھر خریدنے کے لئے 31لاکھ روپے دیئے گئے ہیں اور نمبر170 ہے۔

> Grant in aid in favour of Mr Abdul Rehman for the government fee for the registration of the sale deed for house, Walton road, Lahore.

پہلے ان کو گھر خریدنے کے لئے پیسے دیئے گئے اور پھر اس کیsale deed کیregistration کے لئے دوبارہ پیسے دیئے گئے۔ مجھے یہ چیز سمجھ نہیں آتی کہ کیوں ایک خاص آدمی کو اس طرح نوازا جارہا ہے؟ اس کی کوئی تفصیل آجاتی۔ اس میں لوگوں کو بہت ساریgrants in aid دی ہیں شاید وہ غریب لوگ ہوں گے لیکن ایک آدمی کے لئے، اس کو گھر دینے کے لئے پیسے اور پھر اس کی رجسٹریشن کے لئے بھی پیسے دیئے گئے۔ پتا نہیں چیف منسٹر صاحب کے ساتھ ان کا کیا خاص تعلق ہے؟ اس کے بعد ہم آتے ہیں یہاں پر بار بار کہا گیا ہے کہ چیف منسٹر ہاؤس کے اخراجات میں کمی کر دی گئی ہے۔ بجٹ کے دوران بھی یہ چیز point out کی گئی تھی کہ جو اس کے لئے پیسے رکھے گئے تھے اس سے 451فیصد زیادہ خرچ ہوا ہے اور اس میں پھر ہمsupplementary grant میں ہی دیکھتے ہیں، یہ صفحہ نمبر204 ہے اورgrant is LQ4058 Chief Minister Secretariat اس کے اندرnew vacancies create کی گئی ہیں جن کے لئے اس کا خرچہ ہے۔

Total Item (6) = 120,274,000

اس کے بعد اگلا دیکھتے ہیں۔

(7) Additional appropriation to meet the excess expenditure.

Total Item (7) = 6,929,000

اس کے لئے 6.9 million rupees رکھے گئے ہیں۔ اس کے بعد بڑی مزیدار بات جو مجھے لگی ہے وہ ہمارے سادہ خادم اعلیٰ، وزیر اعلیٰ صاحب کا جو چیف منسٹر بلاک اسلام آباد میں ہے یعنی پنجاب ہاؤس کے اندر۔۔۔

جناب سپیکر: وہ کدھر ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! یہ صفحہ نمبر 269 ہے۔

جناب سپیکر: یہ چیف منسٹر بلاک کدھر ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! اسلام باد ہاؤس یعنی پنجاب House اسلام آباد۔

جناب سپیکر: اچھا پنجاب House۔

جناب محمد محسن خان لغاری: اس کے اندر دو chief رکھے گئے ہیں جن کی 40 ہزار روپے ماہانہ تنخواہ ہے اور 9 لاکھ 7 ہزار روپے ان اشخاص کی تنخواہوں میں دیا گیا ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ یہ جو مد ہے جس میں سے یہ پیسے لئے گئے ہیں economic affairs construction and transport. construction works building and structure اور building and structure میں چیف منسٹر صاحب کے لئے دو chief رکھے گئے ہیں۔ آگے چلیں تو تین اضافی waiters رکھے گئے ہیں یعنی جو موجودہ عملہ ہے sanctioned posts ہیں وہ کم پڑتی ہیں اور شاید وہ بناتے ہی سستی روٹی ہوں گے کیونکہ سستی روٹی ہی ہماری سب سے main چیز ہے۔ سستی روٹی کے لئے ہم نے مزیدار قسم کے chief رکھے ہیں۔

اس کے بعد آگے چلتے ہیں budget allocation کے متعلق میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی واضح کیا تھا کہ 16۔ارب روپے سے زیادہ کی ہم نے blocked allocations رکھی ہوئی ہیں۔ یہ پچھلے سال والی blocked allocation کی بے انتہا سکیمیں ہیں جو ابھی اس کے اندر ڈالی گئی ہیں۔ خواجہ اسلام صاحب شاید وزیر اعلیٰ کے بہت خاص ہیں کیونکہ ان کی سکیموں کی ایک لمبی لسٹ ہے۔ ان کے بہت سارے صفحے ہیں صفحہ نمبر 310,311,312,313 اس کی تفصیل میں جانے میں بہت ٹائم لگے

گا۔ اس کے علاوہ ہم نے اس House سے ایک Resolution پاس کیا کہ فورٹ منرو کے لئے ایک کیڈٹ کالج بنایا جائے تو ہمیں وزیر قانون نے یہ بتایا کہ کیڈٹ کالج صوبہ نہیں بنا سکتا۔ ہم یہ منصوبہ وفاق کو بھیجیں گے۔ یہاں صفحہ نمبر325 پر مجھے نظر آتا ہے کہ:

Establishment of Cadet College at Esa Khail Mianawali.

Establishment of Cadet College at Multan.

جناب! باقی جگہوں پر تو کیڈٹ کالج بنا دیئے گئے لیکن چونکہ میں شاید اپوزیشن کا ممبر ہوں تو میرے حلقہ کے لئے کہا گیا کہ یہ چیز نہیں بنائی جا سکتی۔

جناب سپیکر: ادھر آپ ہی نہیں ہیں، ادھر اور بھی ہیں مسلم لیگ(ن) کے بھی کافی لوگ ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! نہیں، وہ میرا حلقہ ہے، وہ totally Leghari tribes کا علاقہ ہے اس لئے اس کے ساتھ خاص محبت کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: ڈسٹرکٹ تو وہی ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ ضمنی بجٹ کے اندر جو کمی کوتاہی ہوتی ہے ان کو پورا کرنا چاہئے تھا۔ جیسا کہ قائد حزب اختلاف نے بھی point out کیا کہ اس ضمنی بجٹ میں بہت ساری چیزیں مری کے لئے رکھی گئی ہیں۔ مجھے امید ہے میں توقع رکھتا ہوں کہ جو پارک بنائے گئے ہیں یا جو بجٹ رکھا گیا ہے ساری چیزیں مری کے لئے رکھی گئی ہیں۔ میں تو یہاں پر دیکھ دیکھ کر حیران ہوتا ہوں اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اگلی دفعہ وہاں کے لئے بھی بجٹ مختص کیا جائے ۔ پھر اس کے اندر جو بار بار مالی امداد لوگوں کو دی جا رہی ہے میں اس چیز کو دیکھ کر بڑا حیران ہوا کہ بہت تفریق ہے۔ اگر ہمارے راجن پور کے کسی آدمی کو امداد ملی ہے تو اس کو پچاس ہزار روپے ملی ہے اور اگر لاہور کے کسی آدمی کو ملی ہے تو اس کو تین لاکھ، پانچ لاکھ، دس لاکھ کی ملی ہے۔ دکھ درد مشکل ہر آدمی پر آتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کیا لاہور پنجاب کا حصہ نہیں ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ آپ مہربانی فرما کر حکومت کی طرف سے جواب نہ دیں، آپ ریفری ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں ویسے پوچھ رہا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! آپ ریفری ہیں، آپ مہربانی کر کے جواب نہ دیں، حکومت کو جواب دینے دیں۔ آپ neutral ہیں۔

جناب سپیکر: وہاں کے اخراجات کم ہوتے ہیں، یہاں زیادہ ہوتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! اس میں مجھے ایک اور چیز نظر آئی کہ ہم نے رینجرز کو بھی بہت سارے پیسے دیئے ہیں۔ grant in aid for Ranger Institute. ایک جگہ پر ہم نے اس کے لئے 25 ملین رکھے ہیں اسی طرح ایک اور جگہ پر بھی ہم نے رینجرز کے لئے پیسے رکھے ہیں۔ میری گزارش یہ تھی کہ رینجرز تو ایک وفاقی محکمہ ہے اس کو ڈیفنس منسٹری اور فیڈرل گورنمنٹ پیسے دیتی ہے ۔ حکومت پنجاب کا پیسے دینا مناسب نہیں ہے۔ ہمیں تو اپنی پولیس کو پیسے دینے چاہئیں ہم اپنی بارڈر ملٹری پولیس کو پیسے دیں، ہم اپنی levy force کو پیسے دیں جو forces ہمارے بارڈر کو defend کرتی ہیں ان کو پیسے دیں وہ ہمارے لئے زیادہ اہم ہونی چاہئیں۔ اس کے علاوہ اس سارے ضمنی بجٹ کی جو رقم ہے بلکہ میں تو یہ رقم دیکھ کر حیران ہوتا ہوں مجھے تو اتنا بڑا نمبر پڑھنا بھی نہیں آ رہا۔ میں آپ کو بہر حال پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ 1,536,77531000 تو یہ 153 billion 6 hundred and 77 million rupees ہیں اتنی بڑی نالائقی، اتنا بڑا ضمنی بجٹ ہم نے اتنا زیادہ خرچہ بغیر منصوبہ بندی کے کیا ہے اور یہ جو اتنی موٹی document ہمارے سامنے رکھی ہوئی ہے وہ اس کی نالائقی کا ثبوت ہے۔

جناب سپیکر: اس کا نمبر آپ دوبارہ بولیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: حکم جناب!

جناب سپیکر: یہ ساری رقم کتنی ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میں آپ کو دوبارہ پڑھ کر سناتا ہوں۔ 1,536,77531000 یہ بنتی ہے 153 billion 6 hundred 77 million rupees اتنی بڑی رقم ہے کہ میرا حساب کتاب ادھر فیل ہو جاتا ہے۔ ہماری حکومت کی نالائقی کا یہ ثبوت ہے اس کو تو چھاپتے ہوئے good governance کے دعویداروں کو شرم آنی چاہئے ۔ اس پر بھی 11-2010 لکھا ہے حالانکہ یہ ہونا

2009-10چاہئے تھا۔ یہ وہ خرچے ہیں جو کہ اس Houseکی منظوری کے بغیر ہوئے ہیں۔ مخدوم ارتضیٰ نےpoint outکیا تھا وہ جو افسروں کے اوپر خرچ ہوئے ہیں۔ ایک ایک گھر ستر لاکھ روپے کا، کمپیوٹر ولر پنجاب Houseکا بنا دیا۔ یہ سارے آخری صفحے ہیں وہ اسی چیز کے اوپر بھرے ہوئے ہیں۔ صفحہ نمبر28,29,30,31اور527یہ سارے کے سارے جی او آر کے افسروں کے خرچ ہیں۔ یہ Houseسے پہلے منظور ہونے چاہئیں یہ ایسی چیز نہیں ہے کہ پتا نہیں تھا کہ یہ خرچہ ہونا ہے۔ ہاں! اس میں ایسے بھی خرچے ہیں جو لوگوں پر کئے ہیں جیسے بد قسمتی سے دہشت گردی کے واقعات ہوئے ہیں اس میں جو لوگ زخمی ہوئے ہیں یا جو شہید ہوئے ہیں ان کوcompensationکے لئے پیسے دیئے گئے ہیں وہ تو ایسی چیزیں تھیں جن کو ہم پہلے نہیں دیکھ سکتے تھے لیکن یہ گھر بنانا تو ہم پہلے دیکھ سکتے تھے۔ ان چیزوں کو تو یہاں سے منظور ہونا چاہئے۔ جیسا کہ سعید اکبر خان نوانی نے یہ مشورہ دیا ہے اور ان کی ایک تجویز ہے کہ یہ اخراجات ہونے سے پہلے ہم سٹینڈنگ کمیٹیوں سے پاس کروالیا کریں اور اس Houseکو budget makingکے اندرinvolveکریں۔

جناب سپیکر: انہوں نے ایک اور تجویز بھی دی ہے اس سے اتفاق کریں گے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: پھر میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ ریفری کاroleادا کریں، آپ حکومت کی طرف سے جواب نہ دیں۔

جناب سپیکر: میں تو پوچھ رہا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! آپ کا کام سننا ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ سے مشورہ لے رہا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! جواب دینا حکومت کا کام ہے۔

جناب محمد یٰسین سوہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سوہل صاحب!

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب والا! لغاری صاحب نے جو بات کہی ہے میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ وہ میرا حلقہ بنتا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے31لاکھ کا جو گھر لے کر دیا ہے وہ deserving

family ہے، معذور بچے ہیں، ان کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے۔وزیر اعلیٰ صاحب خود ان کے گھر گئے اور ان کو جا کر 31لاکھ روپے کا گھر لے کر دیا۔(نعرہ ہائے تحسین)
لغاری صاحب میرے ساتھ چلیں۔میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ یہ میرے ساتھ چلیں اور جا کر ان لوگو ں کے حالات دیکھیں۔ان کے علاج کے لئے پیسے دے رہے ہیں۔ان کے دور میں تو عیاشیوں کے لئے دیئے جاتے رہے ہیں۔یہ میرے ساتھ چلیں، پوری اپوزیشن میرے ساتھ چلے اور میں ان کو جا کر دکھاتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: میرے حلقے میں بھی بہت سے غریب لوگ ہیں ان کو بھی دیئے جائیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: No cross talk. No comments ان کو بات کرنے دیں۔آپ ان کی بات سنیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہر ضلع میں ایک ایک بندے کو گھر لے کر دے دیں۔کیا غریب لوگ صرف لاہور میں ہی رہتے ہیں، 31لاکھ روپے کا گھر صرف لاہور میں ہی لے کر دینا ہے؟ میرے علاقے میں پانچ لاکھ روپے دے دیں وہ غریب اس سے گھر بنا لے گا لیکن یہ وہاں پر نہیں دیں گے۔ وہاں انہیں کوئی غریب نظر نہیں آئے گا۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔بہت شکریہ۔ پلیز اب تشریف رکھیں۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر چھوٹی سی بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: پلیز بیٹھیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جیسے لغاری صاحب نے کہا کہ صرف لاہور کے لئے، میں ان کی یادداشت درست کرنے کے لئے بتانا چاہتا ہوں کہ جو گوجرہ کا سانحہ ہوا ہے اس میں حکومت پنجاب نے دس کروڑ روپے کی گرانٹ جاری کی ہے۔ جہاں جہاں بھی deserving case سامنے

آئے گا اور ہم حکومت کو نشاندہی کریں گے تو ہم انشاء اللہ ان غریبوں کے لئے پنجاب حکومت کے تمام خزانے لٹا دیں گے، ہم ان غریبوں کے لئے ہر قسم کے resources کے منہ کھول دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ غزالہ سعد رفیق صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں، وہ آپ سے پہلے کھڑی ہیں۔یہ کیا طریقہ ہے؟

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! مجھے بھی موقع دیں۔

جناب سپیکر: آپ comments شروع کر دیتے ہیں کہ مجھے موقع نہیں ملتا۔ آپ بتائیں کہ اگر یہ سارے پوائنٹ آف آرڈر چلتے رہیں تو پھر آپ کا کتنا ٹائم ضائع ہو گا؟ اگر آپ کی بات relevant ہو گی تو ضرور سنوں گا۔جی، محترمہ!

محترمہ غزالہ سعد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی میرے بھائی یٰسین سوہل صاحب نے جو بتایا میں اس سلسلے میں چھوٹی سی تصحیح کرنا چاہتی ہوں کہ جو گھر لے کر دیا ہے وہ اس لحاظ سے deserving تھے کہ ایک شخص جس کے پانچ بچے ہیں اور وہ پانچوں اپاہج اور mentally retarded تھے وہ اس حوالے سے deserving تھے اس لئے انہیں وہ گھر لے کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی، شکریہ۔ چودھری علی اصغر منڈا صاحب! مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

مسودہ قانون (ترمیم) ترقیاتی بورڈ پنجاب مصدرہ 2010 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The Punjab Development Board (Amendment) Bill, 2010 (Bill No 8 of 2010)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔اگست 2010تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Punjab Development Board (Amendment) Bill, 2010 (Bill No 8 of 2010)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔اگست 2010تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The Punjab Development Board (Amendment) Bill, 2010 (Bill No 8 of 2010)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15۔اگست 2010تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب محمد محسن خان لغاری: نہیں یہ کام نہیں کرتے اس لئے توسیع نہ کی جائے۔

جناب سپیکر: ہاؤس کی sense ہے کہ توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): کمیٹی کی دو میٹنگز ہوئی ہیں لیکن لغاری صاحب ان دونوں میٹنگوں میں تشریف نہیں لائے۔[*********]

جناب سپیکر: نہیں۔ ایسی بات مت کریں۔ سردار قیصر عباس خان مگسی!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرائے جائیں۔

جناب سپیکر: ان کے الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔سردار قیصر عباس خان مگسی مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔میں انہیں دعوت دیتاہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحریک التوائے کار نمبر117/09 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سردار قیصر عباس خان مگسی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتاہوں کہ:

"Adjournment Motion No. 117/ 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din MPA, PP-181

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔جولائی2010تک توسیع کر دی جائے۔"

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"Adjournment Motion No. 117/ 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din MPA, PP-181

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔جولائی2010تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"Adjournment Motion No. 117/ 2009 moved by Sheikh Ala-ud-Din MPA, PP-181

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔جولائی2010تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: حاجی غلام جعفر سرگانہ صاحب مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر1619 اور 2211 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

حاجی غلام جعفر سرگانہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

"نشان زدہ سوال نمبر 1619 پیش کردہ میاں نصیر احمد ایم پی اے اور نشان زدہ سوال نمبر 2211 پیش کردہ رانا محمد افضل خان ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔اگست 2010 تک توسیع کردی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 1619 پیش کردہ میاں نصیر احمد ایم پی اے اور نشان زدہ سوال نمبر 2211 پیش کردہ رانا محمد افضل خان ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔اگست 2010 تک توسیع کردی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

""نشان زدہ سوال نمبر 1619 پیش کردہ میاں نصیر احمد ایم پی اے اور نشان زدہ سوال نمبر 2211 پیش کردہ رانا محمد افضل خان ایم پی اے کے بارے میں مجلس

قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان
میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-اگست 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"
(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی صاحبہ!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! Seating Plan بنایا جائے۔

جناب سپیکر: کس کا؟

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: ممبران کے بیٹھنے کا Seating Plan بنایا جائے۔

جناب سپیکر: میں نے Seating Plan بنایا ہوا ہے لیکن parties کے ساتھ۔ جہاں آپ کی parties ہیں ان کے مطابق میں نے Seating Plan بنایا ہے۔ آپ حکومت کو check کر لیں، اپوزیشن check کر لیں ایک اور گروپ کو بھی check کر لیں۔ میں نے اپنے حساب سے Seating Plan بنایا ہے لیکن اگر آپ check نہ کریں تو اس میں میرا قصور نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ اینڈ کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبد الرزاق ڈھلوں): منڈا صاحب اپنی جگہ پر نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جس جس کی جگہ اسے allotted ہے وہ وہاں جا سکتا ہے۔ جی، محترمہ! Carry on!

ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009 پر عام بحث

(---جاری)

محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں سب سے پہلے تو جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کو مبارکباد پیش کروں گی کہ انہوں نے tax free budget پیش کیا تھا جسے منظور کر لیا گیا ہے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) نے قربانی دے کر جو جمہوریت کا پودا بویا ہے اس کے ثمرات ہیں کہ چاروں صوبوں نے متفقہ طور پر این ایف سی ایوارڈ منظور کیا ہے اور جو اٹھارہویں ترمیم کا تحفہ ملا ہے اس پر وفاقی حکومت بھی مبارکباد کی مستحق ہے۔ بجٹ میں کچھ بہت اچھے کام کئے گئے ہیں جیسے سرکاری ملازمین کی

تنخواہیں پچاس فیصد بڑھائی گئی ہیں یہ ایک بہت احسن اقدام ہے لیکن کچھ باتوں کے بارے میں ہمیں شکایات ہیں کہ آپ نے پچھلی دفعہ 13۔ارب روپے سے Food Subsidy Programme شروع کیا تھا اس وقت ہم لوگوں نے بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے فارم بھی نہیں بنائے تھے۔لوگوں نے پنجاب سے فارم لے کر پیسے لینے شروع کئے تھے لیکن اب پنجاب سے بھی پیسے بند ہو گئے ہیں اور وہ لوگ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام سے بھی استفادہ حاصل نہیں کر سکے لہذا میری استدعا ہے کہ آپ ان کے لئے بھی کوئی حل نکالیں اور جو لوگ محروم رہ گئے ہیں ان کے لئے کچھ کیا جائے۔

جناب سپیکر! ہمارے ہاں Science Teachers جن کے پاس Math, Statistics and Economics کے مضامین ہیں انہیں Science Teachers کا status نہیں دیا گیا حالانکہ پنجاب یونیورسٹی نے اسے science teacher کا ہی status دیا ہے لہذا میری استدعا ہے کہ انہیں Science Teacher کے طور پر recognize کیا جائے اور انہیں تنخواہ بھی اسی حساب سے دی جائے۔ آپ نے پچھلے بجٹ میں کہا تھا کہ مختلف multi national companies ایک ہزار بسیں پنجاب میں چلائیں گی لیکن اس اعلان پر کوئی عمل نہیں کیا گیا لہذا میری گزارش ہے کہ اس پر بھی عمل کریں۔ بس میری یہی چند تجاویز تھیں جو میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتی تھی۔بہت شکریہ

محترمہ دیبا مرزا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ دیبا مرزا صاحبہ!

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بہت چھوٹی سی بات کرنی تھی۔

جناب سپیکر: آپ لمبی بات کر لیں۔

محترمہ دیبا مرزا: آپ کی بہت مہربانی۔ میں یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ میڈیا کی آزادی کسی حد تک تو ٹھیک ہے لیکن اتنی بھی زیادہ نہیں ہونی چاہئے کہ بغیر کسی تصدیق کے، بغیر کسی سے پوچھے، محکمے سے تصدیق کرائے بغیر، صبح سے ٹیلیویژن پر میرے خلاف ticker چلائے جا رہے ہیں کہ دیبا مرزا ایم پی اے مسلم لیگ (ن) کی تمام پراپرٹی عدم ادائیگی ٹیکس پر seal کر دی گئی۔ اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔

میرے ذمہ کوئی ٹیکس واجب الادا نہیں ہے۔میرے تمام واجبات آج سے ایک مہینہ پہلے سے بالکل clearہیں۔

جناب سپیکر: ماشاءاللہ آپ تو وکیل بھی ہیں۔ آپ کا حق محفوظ ہے کہ ان کے خلاف کارروائی کریں۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میڈیا کو کوئی خبر چلانے سے پہلے متعلقہ بندے سے تصدیق تو کر لینی چاہئے۔ متعلقہ محکمہ Excise and Taxation سے ہی تصدیق کر لی جاتی کہ کیا اس کے ذمہ کوئی tax واجب الادا ہے یا نہیں؟ میری کوئی property seal ہوئی اور نہ ہی کوئی میرے ذمہ tax واجب الادا ہے۔اس کے باوجود ایسی خبریں دینا مناسب نہیں ہے۔ میڈیا کی طرف سے کوئی ایسی بات نہیں ہونی چاہئے کہ جس سے کسی کو خواہ مخواہ تکلیف پہنچے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب سب نے آپ کی یہ بات سن لی ہے۔ وہ ضرور اس کی تصحیح دے دیں گے۔ میڈیا کو آپ کے حوالے سے تصحیح ضرور دینی چاہئے۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! جس طرح سے میڈیا ایسی خبریں دیتا ہے ویسے ہی پھر ان کو تردید بھی دینی چاہئے کہ یہ خبر غلط چھپ گئی ہے۔

جناب سپیکر: یہ اچھی بات نہیں ہے، جو بات ہوئی نہ ہو اس کو اس طرح سے شائع کرنا یا ٹیلیویژن پر دینا مناسب نہیں ہے۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! چونکہ میں نے بجٹ پر speech تو کر لی تھی اب میں ضمنی بجٹ کے حوالے سے صرف چند ایک باتیں کرنا چاہوں گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! محترمہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں اور پوائنٹ آف آرڈر پر speech نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: وہ پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں بلکہ اپنی باری پر تقریر کر رہی ہیں۔جی، محترمہ! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میں مختصر بات کروں گی۔ ایسا نہیں ہے کہ میں کوئی لمبی چوڑی بات کروں گی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب، میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں پنجاب کا جو tax free بجٹ پیش کیا گیا

ہے اس میں غریبوں کو بہت زیادہ relief دیا گیا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس حکومت نے غریبوں پر کسی قسم کا کوئی بوجھ نہیں ڈالا بلکہ غریبوں کے لئے سستی روٹی، لنگر کھانے، مفت ادویات کی فراہمی، free Dialysis Centres اور دوسرے بہت سارے فلاح و بہبود کے کام کئے ہیں اور آئندہ کے لئے بھی عوام کی بہتری کے کام کرنے کی تجاویز اس موجودہ بجٹ میں دی گئی ہیں۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور تنویر اشرف کائرہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے بہترین، متوازن اور tax free بجٹ پیش کیا ہے۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب کو اس سلسلے میں بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے دیہاتوں میں غریب کسانوں کو پانچ مرلے زمین دینے کی تجویز اس موجودہ بجٹ میں رکھی ہے۔ یہ بہت خوش آئند ہے۔ بہت سارے غریب کسان اس سے مستفید ہوں گے اور اس سے غربت میں بھی کمی آئے گی۔

جناب سپیکر! بجٹ کے حوالے سے میری ایک simple سی تجویز ہے کہ ہماری خواتین ممبران کی تجاویز کو بھی consider کیا جائے۔ ہم خواتین کی طرف سے pre-budget اجلاس میں جو تجاویز دی گئی تھیں اگر وہ بھی سالانہ بجٹ میں شامل کر لی جاتیں تو بہت بہتر ہوتا۔ میری گزارش ہے کہ سیالکوٹ میں Working Women Hostel کے قیام کو اس بجٹ میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! بات سنیں۔ ماشاءاللہ آپ وکیل بھی ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ آج ہم ضمنی بجٹ پر بحث کر رہے ہیں۔ آپ ضمنی بجٹ کے حوالے سے بات کریں۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! جب موقع ملتا ہے تو تب ہی بات کرنا ہوتی ہے۔ آج آپ نے موقع دیا ہے تو میں نے بات کر لی ہے۔

جناب سپیکر: چلو، آپ کی بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ۔ محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: Thank you very much جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اخبار میں چھپنے والی خبر کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ یہ این۔ این۔ آئی کی طرف سے خبر ہے کہ "کل پنجاب اسمبلی میں علی حیدر نور خان نیازی کے پوائنٹ آف آرڈر کے بعد وزراء نے علی حیدر نور خان نیازی کی

سرزنش کی، اس کے بعد انہیں بُلا کر ڈانٹا گیا، میں نے بڑی شرمندگی محسوس کی اور معذرت کی۔" میں اپنے صحافی بھائیوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ابھی تک میرے اوپر اتنے بُرے دن نہیں آئے کہ مجھے کوئی ڈانٹے۔ میں جب بولتا ہوں تو بڑا سوچ سمجھ کر بولتا ہوں اور میں جو بولتا ہوں پھر اس پر قائم رہنا بھی مجھے آتا ہے۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو ہمارے صحافی بھائی یہاں گیلریوں میں بیٹھے ہوتے ہیں وہ اس طرح کی خبر دینے سے پہلے تصدیق کر لیا کریں۔ میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ اس اسمبلی کے اندر باقاعدہ طور پر پریس گیلری کے صدر اور جنرل سیکرٹری ہیں آپ ان کے notice میں یہ بات لائیں کہ اپنی self imagination کی خبریں اخبار میں چھاپ دینا یا کسی ممبر کی تضحیک کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ یہ لکھ دینا کہ "مجھے کسی نے ڈانٹا ہے، میں نے کسی سے معافی مانگی ہے" اس طرح کی باتوں کا آپ notice لیں کیونکہ front page پر اس طرح کی خبریں چھاپنا کسی طور پر بھی مناسب نہیں ہے۔ اس سے ہمارا استحقاق بھی مجروح ہوتا ہے۔ اس طرح کی بات شائع کرنا کہ جس کی کوئی حقیقت ہی نہیں، کہاں کا انصاف ہے؟ میں نے کل جو کچھ کہا، آج بھی میں اس پر قائم ہوں اور مجھے کسی قسم کی کوئی شرمندگی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ کون سا newspaper ہے؟

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! یہ "اوصاف" اخبار ہے اور اس کے front page کی news ہے۔ کیا یہ خبر دینے والے صحافی بھائی اُس وقت یہاں House میں ہمارے پاس بیٹھے ہوئے تھے، کیا وہ میری اور رانا صاحب کی گفتگو سن رہے تھے؟

جناب سپیکر: یہ اچھی بات نہیں ہے۔ پریس گیلری کے صدر صاحب اور سیکرٹری صاحب اجلاس کے بعد مجھے میرے چیمبر میں آج ملیں تاکہ اس حوالے سے بات کی جا سکے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کل آپ نے مہربانی کرتے ہوئے اپنے چیمبر میں ہمیں کچھ وقت دیا تھا۔ میں نے آج آپ کو proceeding کی کاپی بھی دی ہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ میں اسproceeding کو چیمبر میں بیٹھ کر پڑھوں گا تو پھر اس بارے میں بات کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ نے مجھےfloor دیا ہے تو ایک منٹ کے لئے میری بات سن لیجئے۔بات یہ ہے کہ جو کچھ کل، پرسوں یا اس سے پہلے ہوا، سب کی میں نےcomplete proceeding کی کاپی آپ کو پیش کی ہے۔ میں نے کل آپ کےchamber میں یہ بات دعوے سے کہی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس ایک بات کو بار بار کیوں دہراتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ابھی آپ نے نیازی صاحب کوfloor دیا اور انہوں نے آج پھر یہ باتconfirm کی ہے کہ میڈیا غلط طور پر خبریں دے رہا ہے۔ اس ساریproceeding میں میرا کوئی نام ہی نہیں ہے۔ میں نے صرف آپ کے کہنے پر "دلآزاری" کا لفظ استعمال کر کے معذرت کی تھی۔ آپ کے کہنے پر میں نے معذرت کی تھی۔ آج میں نے وہ ساریproceeding آپ کو دے دی ہے۔ الحمدللہ مجھے اللہ نے سرخرو کیا۔ مجھے یونیورسٹی کا وہ زمانہ یاد آ گیا، آپ کو بھی یاد ہو گا کہ نہر کے کنارے کچھ لفنڈر بیٹھے ہوتے تھے جو ہر آنے جانے والی لڑکی کا بھائی بن جاتے تھے۔ میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ جب میں نے یہ الفاظ بولے ہی نہیں تھے تو پھر میرے ساتھ کیوں منسوب کئے گئے؟ آپ نے مجھے حکم دیا کہ علاؤالدین ایسے کر دو، میں نے ویسے کر دیا۔ آج یہproceeding آپ کے سامنے ہے۔ میڈیا والے ہمارے بھائی ہیں، وہ مجھے ایک لفظ بتا دیں، آپ بتا دیں کہ کیا میںout of the way بولتا ہوں؟ آپ کہہ دیں تو میںresign کر دوں گا۔ ساریproceeding آپ کے سامنے ہے۔ اب مجھے اس پر آپ کیruling چاہئے۔

جناب سپیکر: نہیں، ہم آپ سے استعفیٰ کیوں مانگیں؟ ہمیں ایسا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ ماجدہ زیدی صاحبہ!

سیدہ ماجدہ زیدی: بہت شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج یہاں پر ضمنی بجٹ پر بحث ہو رہی ہے اس حوالے سے تھوڑیdetails میرے پاس ہیں وہ میں آپ کی خدمت میں پیش کرتی

ہوں۔Public Healthکی Demand No.11 کے تحت یہاں 15کروڑ61لاکھ22ہزار روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔یہ سب کو علم ہے کہPublic Health کے شعبہ میں آج تک کوئی خاطر خواہ کام نہیں کیا گیااور اس شعبہ میں کوئی بہتری نہیں آئی ہے۔حکومت پنجاب کی شاید اس طرف کبھی توجہ ہوئی ہی نہیں۔

جناب سپیکر!Grant in aid کا کوئی حساب نہیں ہوتا،ہم اس کو ایک صوابدیدی فنڈ کہہ سکتے ہیں۔اسی طرحPHAکو9کروڑ47لاکھ اور76ہزار روپے دیئے گئے ہیں اور اس کی منظوری طلب کی گئی ہے حالانکہ یہاں پر اس کی کوئی justification پیش نہیں کی گئی۔یہاں پر کوئی ایسیdetails نہیں دی گئیں کہPHAنے کیا کام کئے ہیں،یہ رقم کہاں خرچ کی گئی ہے،PHAکی کارکردگی بھی سب کے سامنے ہے۔چند ہزار کے پودے لگانے سے کروڑوں اور اربوں روپے اس طرح سے آپwaste نہیں کرسکتے۔

جناب سپیکر!اسی طرح واسا کے لئے5کروڑ روپے طلب کئے گئے ہیں جو کہ بالکل بلاجواز ہیں کیونکہ واسا کی کارکردگی بھی آپ سب کے سامنے ہے۔کئی سالوں سے ہم بجٹ میں واسا کے لئے پیسے رکھ رہے ہیں۔ہمارے ہاں کئی آبادیوں میںsewerage اورwater supply کے پرانے پائپ آپس میںjointہو چکے ہیں جن پر ابھی تک پورا کام نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے ہیپاٹائٹس اور یرقان کے مریضوں سے ہمارے ہسپتال بھرے پڑے ہیں۔ٹوٹی ہوئی گلیوں اورsewerage systemکیdrain کو ابھی تک الگ نہیں کیا گیا۔آپ دیکھیں کہ 15 کروڑ 61 لاکھ اور 22 ہزار کے مطالبے کو ہم نامنظور کرتے ہیں۔میں اس میں آپ کو تھوڑی سیdetail یہ بھی دوں گی کہpublic health environment, سےrelated ہے اور پنجاب اسمبلی میں رہنے کے باوجود ہمenvironment کے لئے کچھ نہیں کرسکے حالانکہ environment کی Standing Committee موجود ہے جس کا تین سال میں ابھی تک کوئی اجلاس نہیں ہوا کہ آپ فیکٹریوں کے دھوئیں اور ان کے گندے پانی سے لوگوں کی صحت کو کس طرح سے بے چار ہے ہیں اس پر یہاں پر کوئیdiscussionہوئی ہے اور نہ ہی کوئی کام ہوسکا ہے۔میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہتی ہوں کہ ہم نے سات ماہ پہلے سپیشل بچوں کے کلب کے لئے ایک قرارداد منظور کی تھی جس میں یہ کہا گیا تھا کہ پنجاب کے تمام شہروں میں فی الحال سپیشل بچوں کے لئے ایک ایک کلب بنایا جائے

گا۔ مجھے انتہائی افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اتنے بڑے بجٹ میں سپیشل بچوں کے لئے کوئی fund رکھا ہی نہیں گیا۔ میں دوسرے نمبر پر یہ بات کروں گی کہ اس بجٹ میں خواتین کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ حکومت ہم سے جو Development Schemes لیتی ہے اس پر بھی کوئی عمل نہیں کیا جاتا تو میں سمجھتی ہوں کہ 52 فیصد آبادی کو ہم یہاں پر represent کر رہے ہیں، ہم ان کی کیا خدمت کر سکتے ہیں جب اس ہاؤس میں خواتین کی تجاویز کو کوئی اہمیت ہی نہیں دی جائے گی۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر پنجاب حکومت کی Task Forces کے حوالے سے بات کرنا بڑا ضروری سمجھتی ہوں کہ صوبہ پنجاب اس وقت 90۔ارب روپے کا مقروض ہے اور overdraft پر چل رہا ہے کیونکہ اس صوبے کو دیوالیہ کرنے میں کوئی کمی نہیں رکھی گئی۔ یہاں پر اکتیس Task Forces بنائی گئی ہیں جن کا کوئی کام ہے، وہ فعال ہیں اور نہ ہی ان کا کوئی کردار ہے جن پر ماہانہ کروڑوں روپے خرچ کئے جا رہے ہیں۔ انہیں علیحدہ دفتر، گاڑیاں، ان کا پٹرول اگر اس پیسے کو development کے کام میں لگایا جاتا تو کیا ہی بہتر ہوتا۔ میں یہاں پر آپ کو تھوڑی سی detail بتانا چاہتی ہوں کہ Department Industry کی پانچ Task Forces کام کر رہی ہیں جبکہ ساری industry بند پڑی ہے ان پر کوئی check and balance نہیں ہے کہ ان Task Forces نے ان تین سالوں میں کیا کیا، کیا یہ industry کو کسی ترقی کی طرف لے گئے؟ اسی طرح محکمہ تعلیم کی دو Task Forces ہیں، زراعت کے لئے تین Task Forces ہیں۔ مجھے بہت ہی افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ محکمہ جیل خانہ جات کی Task Force کے چیئرمین وزیراعلیٰ کے بیٹے حمزہ شہباز ہیں۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! حمزہ شہباز شریف اس کام کے لئے کوئی مراعات نہیں لے رہے، کوئی گاڑی یا کوئی تنخواہ نہیں لے رہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں ان کی تنخواہ کو discuss نہیں کر رہی۔ میں یہ بات کر رہی ہوں کہ وزیراعلیٰ کا بیٹا جس Task Force کا چیئرمین ہے اور وہ recommendations دیتا ہے اس پر بھی عمل نہیں ہوتا ہے تو دوسرے لوگوں کی recommendations پر کیا عمل ہوگا؟ حمزہ شہباز نے جیلوں کی بہتری کے لئے محکمے کو تیرہ recommendations دی ہیں تو وزیراعلیٰ صاحب نے ان میں سے کسی ایک پر

بھی غور کیا اور نہ ہی اس کے لئے کوئی ایسے funds رکھے ہیں جبکہ اگر آج آپ جا کر ان تین سالوں میں جیلوں کے حالات دیکھیں کہ وہاں پر کیا ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر! S&GAD کی تین Task Forces ہیں اور اس محکمے کا role سب کے سامنے ہے۔ سرکاری ہسپتالوں کا یہ حال ہے کہ وہاں غریب مریضوں کا علاج کرنے کی بجائے انہیں دھکے مار کر نکال دیا جاتا ہے۔ اسی طرح ایک ناجائز قبضوں کی Task Force ہے جس کے وزیر اعلیٰ صاحب خود چیئرمین ہیں کیا اس Task Force کے ذریعے ناجائز قبضے ختم کروائے گئے ہیں؟ میرے پاس تمام Task Forces کی لسٹیں موجود ہیں جہاں ان کے دفتر ہیں اگر یہ چاہیں تو مجھ سے اس کی details لے سکتے ہیں۔ انہوں نے قانون سازی کے لئے بھی ایک Task Force بنائی ہے۔ میں یہاں پر دیو سماج روڈ پر ایک Vocational Institute کی بات کرتی ہوں، آپ کہتے ہیں کہ ہم Public Health کے لئے بہت کام کر رہے ہیں۔ اس انسٹیٹیوٹ میں پچاس teachers کی ایک training ہو رہی ہے، پورے پنجاب سے پچاس teachers وہاں پر آئی ہیں اور انہیں صرف دو کمروں میں ٹھہرایا گیا ہے، جس سے daily ایک دو خواتین گرمی کی وجہ سے بے ہوش ہو جاتی ہیں اور انہیں قریبی ہسپتالوں میں داخل کرایا جاتا ہے۔ اگر پنجاب حکومت لوگوں کو سہولتیں نہیں دے سکتی تو ایسی training کی کیا ضرورت ہے کہ خواتین کو گھروں سے بلا کر گرمیوں میں بیمار کرنا ہے؟ پنجاب حکومت خواتین اور سپیشل بچوں کے مسائل پر خصوصی توجہ دے اور یہاں جو قراردادیں منظور ہوتی ہیں انہیں اہمیت دی جائے اور بجٹ میں ان کے لئے funding کر کے ان پر عملدرآمد کرایا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ! آپ بڑی دیر سے point of order پر ٹائم مانگ رہی ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

ضلعی سٹیرنگ کمیٹیوں میں خواتین اراکین اسمبلی کی بجائے پرائیویٹ اشخاص کو ممبرز نامزد کرنا

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے ایک بات آپ کے علم میں لانا چاہ رہی ہوں کہ میرا تعلق ضلع بہاولنگر سے ہے وہاں پر Steering Committee کے ممبران

میں میرا نام نہیں ہے۔ کیا میں MPA نہیں ہوں؟ اس کمیٹی میں تین پرائیویٹ لوگوں کا نام ہے، اگر آپ نے پرائیویٹ لوگوں کو ہی Steering Committee کا ممبر بنانا ہے تو پھر MNA's MPA's & کی کیا اہمیت رہ گئی ہے اور یہ سب DCO کے کہنے پر ہوا ہے۔ میں نے وزیر اعلیٰ کو تین بار لکھ کر بھجوایا ہے۔ میں نے کل بھی message دیا ہے لیکن وزیر اعلیٰ نے اس بات پر کوئی action نہیں لیا اس کا مطلب ہے کہ آپ لوگ جان بوجھ کر ہمیں ignore کر رہے ہیں۔ آپ نے جب ووٹ لینا ہو تو آپ کہتے ہیں کہ میڈم! صبح آپ کا ناشتا ہے آپ نے آنا ہے، آپ کا کھانا ہے، آپ نے ٹائم پر پہنچنا ہے، آپ نے کورم پورا کرنا ہے۔ آپ اُس وقت بھی کہا کریں کہ آپ reserved seats پر ہیں، آپ کا ووٹ لینے کا ہمارا حق نہیں بنتا، جب ووٹ لینا ہوتا ہے تو سپیکر کو ووٹ دو، ڈپٹی سپیکر کو بھی ووٹ دو، وزیر اعلیٰ کو بھی ووٹ دو۔ جب funds کی بات ہوتی ہے یا دیگر حقوق کی بات ہوتی ہے تو آپ کہتے ہیں کہ آپ کا کوئی حلقہ نہیں ہے، آپ کا یہاں پر کوئی right نہیں ہے۔ جب development کی بات ہوتی ہے تب بھی آپ یہی کہتے ہیں کیا یہ خواتین کے ساتھ زیادتی نہیں ہے، آپ کم از کم یہ تو clear کر لیں کہ کیا ہمارا status ایک MPA کے برابر نہیں ہے؟ Law and order کی meetings میں بھی ہمیں ignore کیا جاتا ہے، میں نے پارلیمانی میٹنگ میں بھی یہ بات کہی تھی کہ ہمارا یہ پیغام وزیر اعلیٰ تک پہنچائیں۔ آپ ہمیں Law and order کی meetings میں نہیں بلاتے اور آپ پنجاب میں امن و امان قائم نہیں رکھ سکے اسی طرح سے اگر آپ MPA's کو ignore کریں گے اور meetings میں نہیں بلائیں گے تو پھر یہی سب کچھ ہونا ہے۔ نوکریوں کی بات ہو تو کہا جاتا ہے کہ آپ کا کوئی حلقہ نہیں ہے اگر ہمارا کوئی حلقہ نہیں ہے تو آپ کا ووٹ لینے کا بھی کوئی حق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: بی بی! اگر یہ بات میرے اختیار کی ہوتی تو میں ضرور کرتا۔ بہرحال راجہ صاحب ابھی اس کا جواب دیتے ہیں۔ جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! محترمہ جو فرما رہی ہیں مسلم لیگ (ن) سے یہ طے ہے کہ پیپلز پارٹی کے اس ضلع کے تمام ممبران ہر District Development Committee کے ممبر ہوں گے۔ ابھی انہوں نے جو شکایت کی ہے اس کا جائزہ لے لیتے ہیں اور ان کی شکایت اگر جائز ہوئی تو اس میں ان کا نام انشاءاللہ ڈالا جائے گا اور انہیں مطمئن کریں گے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ بہت دیر سے بات کرنا چاہ رہی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! میں نے پہلے تو کچھ اور بات کرنی تھی لیکن اس وقت ہاؤس میں جو بات چل رہی ہے میں نے اب اس پر بات کرنی ہے۔ پنجاب اسمبلی کے ممبران اور خواتین ممبران میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

جناب سپیکر: میرے نزدیک ممبران میں کوئی فرق نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! یہ ثمینہ نوید صاحبہ کی دلیری ہے کہ اس نے پورے House میں یہ بات کر دی ہے۔ ہم اپنی پارلیمانی پارٹی میں تو بات کر رہے تھے، مجھے باقی خواتین کے بارے میں معلوم نہیں ہے لیکن میرا تعلق ضلع شیخوپورہ سے ہے میں اس House کی دوسری دفعہ ممبر منتخب ہوئی ہوں لیکن اس دو تین سال کے tenure میں مجھے کسی کمیٹی کی میٹنگ میں، کسی سٹیرنگ کمیٹی کی میٹنگ میں، کسی لاء اینڈ آرڈر کی میٹنگ میں کبھی نہیں بلایا گیا۔ یہ بڑا واضح فرق ہے۔ خواتین ممبران کے status اور مرد ممبران کے status میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اگر یہ فرق قائم رہا اور یہ disparity قائم رہی۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ ابھی محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ نے ایک نکتہ اٹھایا تھا کہ جو مختلف سٹیرنگ کمیٹیاں ہیں یا لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے جو میٹنگز مختلف اضلاع میں ہوتی ہیں وہاں خواتین ممبران کو invite نہیں کیا جاتا۔ میرے ساتھ بیٹھی خواتین کا بھی یہی خیال ہے کہ ان کو بھی اپنے اپنے اضلاع میں نہیں بلایا جاتا۔ یہ بڑا critical issue ہے جس طرح جنوبی پنجاب کی disparity کے بعد نئے صوبے کی بات آ گئی تو مجھے پتا نہیں کیوں لگنے لگا ہے کہ اگر یہ disparity خواتین کے ساتھ رہی تو کل ہم نئی اسمبلی کا مطالبہ کر دیں گی، پھر ہمارے لئے نئی اسمبلی ہونی چاہئے جہاں پر ہمارے تقدس کا اور ہمارے استحقاق کا خیال رکھا جائے۔ ہم بجا طور پر پارٹی discipline کے تابع ہیں، بجا طور پر ہم treasury benches پر بیٹھے ہیں لیکن ہمارا کام صرف یہاں کورم پورا کرنا نہیں ہے۔ ہمیں

ملازمتوں میں کوٹا دیا جاتا ہے اور نہ ہمیں ڈویلپمنٹ فنڈز دیئے جاتے ہیں اگر یہ حالات رہے تو معذرت کے ساتھ کہ کوئی انتہائی قدم اٹھانے پر خواتین ممبران مجبور ہو جائیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ضمنی بجٹ پر بحث ہو رہی ہے اگر اس طرح پوائنٹ آف آرڈر شروع ہو جائیں تو پھر وہ ساتھی جنھوں نے اپنے نام دیئے ہوئے ہیں ان کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہو گی۔ اب رانا تنویر صاحب کی باری ہے، وہ تشریف نہیں رکھتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! آپ ہمارے point پر کچھ فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سپیکر کے لئے فوراً فرمانا ضروری نہیں ہوتا۔ وہ سوچ کر فرماتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) رانا تنویر صاحب موجود نہیں ہیں۔ جی، محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ!

ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں یہ کہوں گی کہ مجھے بجٹ اجلاس میں چونکہ تقریر کرنے کا موقع نہیں دیا گیا تھا اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ میرے ضلع وہاڑی کی مکمل طریقے سے نمائندگی نہیں ہو سکی اور میں بہت سی باتیں نہیں کر سکی اس لئے میں اپنی تقریر میں آپ کی اجازت سے وہ باتیں بھی شامل کروں گی۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں حکومت پنجاب کا عوام دوست، متوازن، ترقیاتی اور ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس بجٹ میں جہاں تعلیم، صحت اور زراعت کے شعبوں کو ترقی دینے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں وہاں -/2 روپے کی سستی روٹی، لنگر خانوں کا قیام، غریب گھرانوں کو پانچ مرلہ زمین کی مفت فراہمی، دانش سکول سسٹم اور اس کے ساتھ ساتھ گورنمنٹ ملازمین کی پنشن، تنخواہوں میں اضافہ اور شمسی توانائی سے جو ٹیوب ویل چلیں گے ان کے لئے 16۔ارب روپے کی سبسڈی اور جنوبی پنجاب کی ترقی کے لئے جو 52۔ارب روپے کے فنڈز

مختص کئے گئے ہیں یہ ہماری حکومت کا ایک اہم کارنامہ ہیں۔ اس بجٹ کی خوبی یہ ہے کہ اس میں عوام پر ٹیکس لگانے کی بجائے حکومت نے اپنے اخراجات اور تنخواہیں کم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

(اس مرحلہ پر قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف ایوان میں داخل ہوئے)

جناب سپیکر! چونکہ موجودہ بجٹ میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزراء کی تنخواہوں اور دفاتر کے اخراجات کم کرنے کا جو فیصلہ کیا گیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ وہ موجودہ حکومت کا ایک انقلابی قدم ہے۔ میں یہاں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ صرف وزراء کے دفاتر کے اخراجات کم نہ کئے جائیں بلکہ پنجاب حکومت کے ماتحت جتنے بھی ادارے اور دفاتر ہیں ان کے اخراجات بھی اسی طرح کم کئے جائیں۔

جناب سپیکر! خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے موجودہ بجٹ میں 15۔ارب روپے کے ترقیاتی فنڈز مختص کئے گئے ہیں جن میں اوکاڑہ میں shelter home بنایا جا رہا ہے اور ساہیوال میں Working Women Hostel بنایا جا رہا ہے۔ جہاں تک Working Women Hostel کی بات ہے تو میں پچھلے بجٹ اجلاس میں درخواست کر چکی ہوں کہ ضلع وہاڑی میں بھی اس کی اشد ضرورت ہے اور مجھے محکمے کی طرف سے جو letter موصول ہوا تھا اس میں مجھے بتایا گیا تھا کہ اس سال ضلع وہاڑی میں Working Women Hostel بنایا جائے گا جبکہ ساہیوال میں یہ Hostel پچھلے سال بننا تھا جو نہ جانے کس وجہ سے تعمیر نہیں ہو سکا؟ میری اتنی گزارش ہے کہ جو خواتین ضلع وہاڑی میں ملازمتوں پر دوسرے شہروں سے ٹرانسفر ہو کر آتی ہیں وہ رہائش کا مناسب انتظام نہ ہونے کے وجہ سے دوبارہ واپس اپنی ٹرانسفر کروا لیتی ہیں جس کی وجہ سے ہمارے ہاں اہم عہدوں پر خواتین کی سیٹیں خالی رہ جاتی ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر وزیر خزانہ نے یہ اعلان بھی کیا تھا کہ تمام خواتین ممبران کو 80,80 لاکھ کے ترقیاتی فنڈز دیئے جائیں گے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے یہاں پنجاب اسمبلی میں women welfare کی جو کمیٹی بنی ہوئی ہے جس کا آج تک کبھی اجلاس نہیں ہوا اگر اس کمیٹی کو فعال کیا جائے اور اس کا اجلاس بلایا جائے، آپ بے شک خواتین ممبران کو T.A/D.A مت دیں لیکن خدارا اس کی میٹنگ تو call کریں اور اس میں تمام خواتین کو موقع دیا جائے کہ وہ اس میں آئیں اور محکمہ social welfare کے ساتھ مل کر اپنے علاقے میں خواتین کے جو ترقیاتی منصوبے ہیں اپنے فنڈ سے ان کو مکمل کروائیں یا پھر ایسا منصوبہ لے کر آئیں جو خواتین کے لئے ہو کیونکہ اس وقت ہمیں سڑکوں اور گلیوں سے باہر

نکلنا ہے اور خواتین کی نمائندگی ظاہر کرنی ہے تو پھر خواتین کی فلاح کے منصوبے بنانے ہیں۔ یہاں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف موجود ہیں۔ میری ان سے اپنی تمام بہنوں کی طرف سے درخواست ہے کہ ہم سیاسی جدوجہد میں مردوں سے کسی طرح کم نہیں ہیں بلکہ جب بھی پارٹی پر برا وقت آیا ہم خواتین مردوں سے دو قدم آگے چلی ہیں۔ آج جبکہ ہر ضلع میں ملازمتوں کے کوٹے ممبران کو تقسیم کئے جا رہے ہیں تو کم از کم ان میں سے دس سیٹیں خواتین کو بھی دی جائیں تاکہ ہم بھی اپنا کردار ادا کر سکیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں ایک بات اور کہوں گی کہ ضلع وہاڑی میں D.H.Q ہسپتال تقریباً125 بستروں پر مشتمل ہے اور اس کے لئے سمری بھجوائی گئی تھی کہ اس کو300 بستروں کا ہسپتال بنایا جائے لیکن اس بجٹ میں اس کے لئے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ جنوبی پنجاب میں جو موبائل سروس شروع کی جا رہی ہے میں چاہوں گی کہ اس کا آغاز ضلع وہاڑی سے کیا جائے۔ ملتان اور رحیم یار خان میں جو Burn Unit قائم کئے جا رہے ہیں ان میں ڈسٹرکٹ وہاڑی کو بھی شامل کیا جائے کیونکہ وہاڑی میں بھی جنوبی پنجاب کی طرح خواتین پر تشدد کی ratio میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ فیصل آباد، ملتان اور راولپنڈی کی طرح ضلع وہاڑی میں بھی منشیات کے مریضوں کی بحالی کا سنٹر اور ٹیسٹ لیبارٹری بنائی جائے کیونکہ بے روزگاری کی وجہ سے منشیات کے مریضوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ ایسے مریضوں کو علاج کے لئے ملتان اور بہاولپور بھیجنا پڑتا ہے جس سے مریضوں کے ساتھ ساتھ لواحقین کو بھی انتہائی دشواری کا سامنا ہوتا ہے اس لئے وہاڑی میں منشیات کے مریضوں کے لئے بحالی سنٹر بنانا بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر! داد کمیر ایونین کونسل وہاڑی میں تقریباً30 دیہات شامل ہیں لیکن وہاں پر صرف لڑکیوں کا ایک پرائمری سکول ہے جس کی وجہ سے لڑکیاں تعلیم حاصل کرنے سے محروم رہ جاتی ہیں۔ وزیر اعلیٰ کا خواب ہے کہ تمام بچیوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا جائے میں چاہوں گی کہ یہاں پر لڑکیوں کا ہائی سکول بنایا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہوں گی کہ وہاڑی میں لڑکوں کے دو بڑے سکول ہیں ایک گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول ہے اور دوسرا گورنمنٹ ماڈل ہائی سکول ہے۔ یہاں پر

تقریباً پندرہ پندرہ کلومیٹر دور سے بچے پیدل چل کر آتے ہیں، سواری کا کوئی مناسب انتظام نہیں ہے، ان سکولوں کو دو دو بسیں بھی دی جائیں۔

جناب سپیکر! وہاڑی کی آبادی دو بڑے حصوں پر مشتمل ہے، 75ہزار کی آبادی ریلوے لائن کے ایک طرف اور 75ہزار کی آبادی ریلوے لائن کے دوسری طرف آباد ہے جو روزگار اور دیگر سلسلوں میں دائیں بائیں آتی جاتی رہتی ہے۔ ان کو ریلوے لائن روزانہ عبور کرنا پڑتی ہے جس پر کئی جگہ پھاٹک بھی نہیں ہے، بہتر ہے کہ آبادی کے اس بہاؤ کو کنٹرول کرنے کے لئے یہاں پر underpass بنایا جائے تاکہ کسی بھی ممکنہ حادثے سے بچا جاسکے۔

جناب والا! وہاڑی نے ہاکی کے کئی نامور کھلاڑی پیدا کئے ہیں جن میں سلیم شیروانی سرفہرست ہے یہاں پر میدان اور کھلاڑی بھی ہیں یہاں پر آسٹروٹرف کا بچھانا بہت ضروری ہے تاکہ وہاڑی کے ہاکی کے کھلاڑیوں کو ملک کے اندر اور ملک سے باہر خدمت کرنے کے بہتر مواقع ملیں۔

جناب سپیکر! زرعی گریجویٹس اور ویٹرنری گریجویٹس کو جو زمینیں لیز پر دی جارہی ہیں اور 9لاکھ روپیہ قرضہ بھی دیا جارہا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس میں چیک اینڈ بیلنس کے سسٹم کو بہتر بنانا بہت ضروری ہے ورنہ زمین کوئی اور لے گا اور کاشت کوئی اور کرے گا۔

جناب والا! جنوبی پنجاب کو ترقی دینے کے لئے جو 52۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں اور اس پر کافی اعتراضات کئے گئے ہیں۔ میں یہاں یہ کہنا چاہوں گی کہ جنوبی پنجاب کا واقعی یہ قصور ہے کہ یہاں سے تین سپیکر قومی اسمبلی، ایک صدر، گورنر، وزیر اعلیٰ رہے اور موجودہ وزیر اعظم کا تعلق بھی اسی علاقے سے ہے مگر کسی نے اس علاقے کی ترقی کے لئے آج تک نہیں سوچا یہاں میں اپنے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ جنھوں نے جنوبی پنجاب کی ترقی کے لئے لاہور بیٹھ کر اتنا بڑا قدم اٹھایا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! دانش سکول سسٹم جو کہ چشتیاں، حاصل پور اور رحیم یار خان بنائے جارہے ہیں اس کی ابتدا ضلع وہاڑی میں بھی کی گئی تھی مگر نہ جانے یہ منصوبہ کیوں ختم کر دیا گیا؟ اس میں ضلع وہاڑی کو بھی شامل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ wind up کریں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! اس بجٹ میں عوام پر کوئی ٹیکس نہیں لگایا گیا مگر ایک شکایت جو عوام کی طرف سے آرہی ہے کہ ہماری ملٹی نیشنل کمپنیوں اور مقامی کمپنیوں نے قیمتوں میں تو اضافہ نہیں کیا لیکن انھوں نے اپنی اشیاء کی مقدار میں کمی کر دی ہے جو عوام سے بددیانتی ہے۔ ایسی تمام کمپنیوں کو جرمانہ کیا جائے اور blacklist کیا جائے کیونکہ جب تک check and balance کا سسٹم بہتر نہیں ہو گا یہ بجٹ کبھی بھی متوازی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ان کے بعد میرا نام تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ جو لسٹ میرے پاس ہے میں اس کو follow کر رہا ہوں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جو معاملہ ثمینہ نوید صاحبہ نے فنڈز کے متعلق اٹھایا تھا اس پر آپ ruling دیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): یہ بہت اہم معاملہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے جو issue raise کیا تھا وہ آپ نے on the floor of the House کر دیا ہے۔ Let me go through اور میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ ہم اس کا آپ کو جواب دیتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بالکل پابندی لگائی ہوئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! اس میں کون سی ایسی مشکل ہے، جو ابھی حل نہیں ہو سکتی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: مشکل صرف اتنی سی ہے کہ جن ممبران نے اپنا ٹائم لکھوایا ہوا ہے اُن کو بات کرنے دیں۔ آپ کی بات رجسٹر ہو گئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! میں نے تو بالکل مختصر بات کرنی ہے، کوئی تقریر نہیں کرنی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی یہ بات پہنچا کر ابھی ہم اس کا response لیتے ہیں۔ بہت شکریہ۔ جی، محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہو گی کہ House in order کر دیجئے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! لسٹ میں 9 نمبر پر میرا نام ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نولاٹیا صاحب! جب آپ کا نام آئے گا تو آپ کو بلا لیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! ہماری بات کو سنا کیوں نہیں جا رہا؟ ہمیں اُس issue پر ruling چاہئے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ کے سینئر منسٹر صاحب کھڑے ہیں وہ بات کریں گے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! معزز خواتین جس issue پر بات کر رہی ہیں۔ اتفاق سے وزیر اعلیٰ صاحب House میں موجود ہیں تو میری گزارش ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب اس جانب توجہ دلائیں کہ ہماری معزز خواتین فنڈز اور نوکریوں کے حوالے سے کہنا چاہ رہی ہیں، چاہے اُن کا تعلق پیپلز پارٹی، (ن) لیگ یا (ق) لیگ سے ہے اُن کی یہ demand ہے اور اسی پر وہ بات کر رہی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب خصوصی مہربانی فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سینئر منسٹر صاحب! میں نے ان کو یہی فرمایا ہے کہ انہوں نے on the floor of the House یہ بات کی ہے، ان کا یہ point رجسٹر ہو گیا ہے، وزیر اعلیٰ صاحب موجود ہیں وہ اس پر notice لیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! اگر آپ ہمیں بولنے کا موقع نہیں دیتے اور ہماری بات نہیں سنتے تو ہم House سے باہر چلے جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے on the floor of the House بات کر لی ہے اس پر آپ کو reply آ جائے گا بلکہ ابھی آ جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! تمام ممبران اس بات کا جواب لینا چاہتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، اب بات سن لیں۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ میری بہن نے جو فنڈز کے حوالے سے بات کی ہے اور سینئر منسٹر محترم راجہ ریاض صاحب نے اس بارے میں یہاں پر فرمایا ہے۔ آپ یقیناً اس حوالے سے House کمیٹی constitute کر دیں اور اس کی روشنی میں جو کمیٹی کہے گی میں اس کو انشاء اللہ منظور کروں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: اس حوالے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج جب اجلاس ختم ہوتا ہے تو رانا ثناء اللہ صاحب اور راجہ ریاض صاحب کے مشورے سے ہم ایک کمیٹی بنا دیں گے اور وہ کمیٹی بیٹھ کر اس پر کوئی فیصلہ کر دے گی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہاؤس کی کمیٹی میں قائد حزب اختلاف کو بھی شامل کریں کیونکہ وہ already ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف already اس میں شامل ہیں۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے اس ہاؤس کے دو منٹ لینا چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! انتہائی قابل احترام قائد حزب اختلاف نے آج یہاں پر ضمنی بجٹ پر اپنے جو ارشادات فرمائے میں ان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے House کو اپنی رائے سے نوازا۔ انہوں نے مری کے حوالے سے فرمایا تو یقیناً اللہ تعالیٰ نے مری جیسا ایک قدرتی اور انتہائی عظیم تحفہ پاکستان کو اور پنجاب کو پاکستان کے باقی خوبصورت علاقوں کی طرح عطا کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ماضی قریب میں مری کو جس طرح تباہ و برباد کیا گیا اور ایک کبوتروں کے کھڈے کی طرح بنایا گیا وہ

انتہائی قابل افسوس مقام ہے۔ میں آپ سے عرض کروں کہ 1997 میں Privatization Commission نے مری کا جو Cecil Hotel ہے اُس کو 20 کروڑ روپے میں بیچ دیا۔ اس House کے بعض انتہائی معزز ممبران جو اس زمانے میں بھی عوام کے ووٹوں سے منتخب ہو کر آئے تھے وہ اس بات کے گواہ ہیں خاص طور پر مری کے ممبران اور راولپنڈی کے بعض معزز ممبران بھی گواہ ہیں کہ جب پنجاب حکومت کو approach کیا گیا تو اُس وقت چیئرمین P&D طارق سلطان تھے جو انتہائی قابل اور اچھے افسر تھے جو اب ریٹائر ہو گئے ہیں کہ Cecil Hotel کو 20 کروڑ روپے کے عوض ہم نے Privatization Commission سے خرید لیا ہے لہٰذا ہمیں مری کے اس ہوٹل میں مزید توسیع اور نئی تعمیرات کی اجازت دی جائے۔ اب میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ مری تشریف لے جائیں، ہاؤس کے معزز ممبران تشریف لے جاتے ہیں بلکہ پورا پاکستان وہاں پر جاتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ آئے دن وہاں پر landslides ہوتی ہیں۔ میں نے 1998 میں باہر کے experts کو بُلا کر اُن landslides کو ٹھیک کرنے کے لئے ان سے رپورٹ منگوائی۔ اس وقت کے Switzerland کے سفیر کا میں شکرگزار ہوں کیونکہ انہوں نے دو experts کو مری بھجوایا اور ہم نے صرف اُن کے tickets اور رہائش کے اخراجات برداشت کئے باقی انہوں نے کوئی fees وغیرہ charge نہیں کی۔ انہوں نے جو رپورٹ تیار کی اُس میں لکھا کہ .Murree is sitting on a time bomb یعنی مری ایک ticking time bomb ہے جس طرح سے یہاں پر تعمیرات کا بوجھ پڑا ہے اِس وقت مری تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے۔ وہ رپورٹ آج بھی حکومت پنجاب کے پاس موجود ہے۔ چنانچہ میں نے اُس دور میں مری میں کسی بھی نئی تعمیر کے لئے مکمل طور پر پابندی عائد کر دی۔ Cecil Hotel کے جو نئے مالکان تھے میں نے اُن سے کہا کہ آپ بڑے شوق سے جو نقشہ موجود ہے اُسی کے اندر رہ کر ہوٹل کو خوبصورت بنائیں، indoor سیاحوں کے لئے جو آپ نے خدمات بنانی ہیں like tennis court, swimming pool بنانا ہے یا جس طرح سے بھی سیاحوں کو facilitate کرنا ہے، میں اس کی اجازت دوں گا لیکن کوئی ایک نیا درخت کاٹ کر کسی نئے apartment کی یا گھر کی تعمیر کی اجازت بالکل نہیں دوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے محترم لغاری صاحب سے کہوں گا کہ وہ مہربانی کریں اور متوجہ ہوں کیونکہ یہ ہاؤس کے لئے بہت important issue ہے۔ میں بلاخوف تردید انتہائی انکساری اور عاجزی کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ اُس دور میں بلاامتیاز کہ کون کوئی وزیر اعلیٰ ہے، کون کوئی وزیر اعظم ہے، کون کوئی صدر ہے، کون کوئی عام شہری ہے، کون کوئی جرنیل یا جج ہے لیکن میں نے مری میں کسی کو ایک اینٹ لگانے کی بھی اجازت بالکل نہیں دی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں بہت شکر گزار ہوں کہ قائد حزب اختلاف تشریف لے آئے ہیں۔ انہوں نے یہ point اٹھایا تھا اس لئے میں facts پر اُن کی خدمت میں یہ گوش گزار کر رہا ہوں۔ جس Cecil Hotle کی میں بات کر رہا ہوں اُن سے میں نے پھر یہ بھی کہا کہ اگر آپ نے یہ ہوٹل لینا ہے اور ان شرائط پر کام کرنا ہے تو بڑے شوق سے کریں لیکن میں آپ کو مری کے اندر اس ہوٹل میں ایک بھی نئی اینٹ لگانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ انہوں نے بڑی کوشش کی بلکہ بعض لوگوں کو بہلایا پھسلایا، آپ میری مراد سمجھ رہے ہیں کہ بہلائے پھسلائے سے کیا مراد ہے؟ اس میں بعض بیوروکریٹس بھی شامل تھے اور بعض ممبران بھی شامل تھے لیکن یقین کیجئے گا کہ میں نے ایک نہیں سنی اور ساتھ یہ بھی کہا کہ اگر آپ نے 20 کروڑ روپے کے عوض لینا ہے، منافع کمانا ہے اور کاروبار کرنا ہے تو بڑے شوق سے کریں لیکن اس کے علاوہ آپ کو مری کی خوبصورتی کے لئے اور مری میں بہتر سہولتیں مہیا کرنے کے لئے مزید پانچ کروڑ روپے دینے ہوں گے۔ انہوں نے اس چیز کو مان لیا اور ایک قسط جمع کرائی پھر اس کے بعد وہ رفوچکر ہو گئے۔ Privatization Commission نے ان کی bid cancel کر دی اور معاملہ ختم ہو گیا۔ میں یہ ریکارڈ کی بات بتا رہا ہوں۔ وہ جو ایک قسط انہوں نے جمع کرائی تھی وہ شاید حکومت پنجاب نے مری کے راستے میں بنائے گئے toll tax میں automatic اس میں اور وہاں کی سڑکوں کے لئے ہم نے خرچ کیا۔ میں آپ کو کیا بتاؤں کہ:

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! وہی Cecil Hotel جب ایک آمر نے ایک منتخب حکومت کا خاتمہ کیا اور برس ہا برس یہ ملک آمریت کے سائے میں تڑپتا رہا، مرتا رہا اور تباہی کے دہانے پر پہنچ گیا تو مجھے اچھی طرح یاد نہیں کہ وہیCecil Hotel شاید 20 کروڑ روپے کے عوض واپس دیا گیا اور اس زمانے کے شاہوں نے اس کا افتتاح کیا۔ تمام قانون توڑ دیئے گئے اور نئی تعمیر کو جائز وناجائز نیلام عام کیا گیا۔ آپ جائیں اور دیکھیں کہ وہ سینکڑوں اور ہزاروں دوسری عمارتوں کی طرح جو مری میں آج بنی ہیں، وہCecil Hotel آج تباہی کا منظر پیش کرتا ہے۔ وہاں پر اگر ہزاروں نہیں تو سینکڑوں نئے کبوتروں کے کھڈے بن گئے ہیں اور آپ یقین کیجئے گا کہ وہ پہاڑ جو کہ اس وقت مزید بوجھ برداشت کر سکتا تھا اور آج بھی وہ رپورٹ موجود ہے اور valid ہے۔ وہاں پر سینکڑوں پلازے بنائے گئے جنہیں اب دوبارہ ایک ایسی unpleasant ذمہ داری مجھے لینی پڑی اور وہاں پر میں پلازوں کو گرا رہا ہوں۔ ظاہری بات ہے کہ جب کوئی پلازہ بنا لیتا ہے یا کوئی ہوٹل بنا لیتا ہے تو ایک we set interest legalیا illegal تو create ہو جاتا ہے۔ وزیر قانون بڑے قابل، ذہین وفطین اور فہیم ہیں اور یہ بہتر جانتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میری یہ گزارش ہے کہ وہ پہاڑ آج ہزاروں ٹن بوجھ تلے دب چکا ہے اور آپ یقین کیجئے اور پورا House گواہی دے گا کہ آپ اگر آج مال روڈ کی سیر کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے، دونوں اطراف گاڑیاں کھڑی ہیں، وہاں پر دکانیں بن چکی ہیں کہ اب اس انتہائی غیر قانونی اورillegal طریقے سے مری کی بربادی کی گئی اور اسے اب دوبارہ ٹھیک کرنا جان جوکھوں کا کام ہے۔ ہاں! وہ میں نے بتایا کہ اسے دوبارہ بنا کر ہزاروں نہیں تو سینکڑوں گھر بن چکے اسCecil Hotel میں اور وہ ایک راستہ ہے کہ سیمنٹ، اینٹیں اور گارے کا یہ علاقہ پہاڑ، درخت سب ختم ہو چکے ہیں اور یہی صورتحال مری کے باقی علاقوں کی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے پھر توفیق دی نہ صرف میں نے مری میں آتے ہی دوبارہ یہ غیر قانونی اور بڑے بڑے پلازوں اور ہوٹل کے کاروبار کو ایک ہی جنبش میں ختم کر دیا پرانی مری کی حالت زار ہے، نیو مری تباہی کا حال دیکھنا چاہتی تھی اور خدائے بزرگ وبرتر سے پکار پکار کر کہہ رہی تھی کہ اے اللہ تعالیٰ! مجھے ان حکمرانوں سے بچا کہ جہاں پر خوبصورتی درخت اور آکسیجن اور تمام قدرتی وسائل ختم ہو جائیں گے، میں نے اس کو بھی ختم کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وہاں پر جو پلازے ابھی کچھ گرے وہ کلی طور پر غیر قانونی تھے اور وہاں پر قوانین کی دھجیاں اڑائی گئیں اور قانون کی بے دریغ خلاف ورزی کی گئی۔ میں آپ کو یہ ایک بات مری کی بتاتا ہوں اور اگر میں پنجاب کی دکھتی داستان سناؤں تو یہ سارا ہاؤس زار و قطار روئے گا۔ کرپشن اور لوٹ کھسوٹ کا جو بازار گرم ہوا، میں نے اس مرتبہ آکر نہ مری کے اندر تعمیر کو مکمل طور پر ban کیا اور وہ شعر ہے کہ:

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

(نعرہ ہائے تحسین)

اور جس پانچ یا چھ کروڑ روپے کے حوالے سے جناب قائد حزب اختلاف میرے بھائی چودھری ظہیر الدین صاحب نے اس ہاؤس کو بتایا ہے تو پی آئی اے کا مری میں ایک پلاٹ تھا۔ پی آئی اے اور ایک ساتھ ہی باغ شہیداں، وہاں پر پی آئی اے کا پلاٹ جو کہ decade سے خالی پڑا تھا اور خالی اس پلاٹ کو خوبصورت بنانے کے لئے نہیں، میں عرض کرتا ہوں کہ مری کی ٹوٹی پھوٹی سڑکیں جو اسی غیر قانونی کاروبار کی وجہ سے، حرص اور لالچ کی وجہ سے وہاں پر landslides ہوئیں اور خدانخواستہ وہاں پر سیاح گر سکتے ہیں اور آپ جائیے آج بھی، ادھر پی سی ہوٹل کی طرف بھوربن میں جائیے جہاں سارا راستہ تباہی کا منظر پیش کرتا ہے اسے دوبارہ کروڑوں روپے لگا کر پنجاب حکومت ٹھیک کروا رہی ہے تاکہ پورے پاکستان سے سیاح جائیں اور باہر سے بھی دوبارہ واپس آئیں تو یہ کیا ہے؟ یہ وہ بوجھ جو مری آج برداشت نہیں کر سکتا، یہ پچھلی حکومت کا شاخسانہ ہے جو اس غیر قانونی، لالچ، لوٹ کھسوٹ اور بے دریغ قانون

کی خلاف ورزی کے سنگین جرم کی مرتکب ہوئی ہے۔ یہی نہیں وہاں پر ایک کوآپریٹو بنک کی بلڈنگ بنی ہے جو سالوں سے بند پڑی تھی آٹھ دس کروڑ روپے کی اس جائیداد کو حکومت نے اپنی books میں score of کیا اور اللہ کے فضل و کرم سے میں دعوت دیتا ہوں کہ ستمبر میں ہمارے طلباء کی پنجاب کی بہترین لائبریری وہاں پر بنے گی جہاں پر I.T Lab ہو گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں نے وہاں پر پلازے نہیں بنوائے، نیو مری کے درخت میں نے نہیں کٹوائے اور میں نے غیر قانونی بلڈنگز کا اجراء نہیں کیا بلکہ میں نے اس گھناؤنے کاروبار کو ختم کیا جس پر مجھے فخر ہے اور میں اس ہاؤس سے کہوں گا کہ اگر یہ جرم ہے تو میں سو بار یہ جرم کروں گا انشاءاللہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا اور میں Chief Executive of the Province کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے ٹیلیویژن پر میری معروضات جو میں یہاں پر کر رہا تھا، جو باتیں میں کر رہا تھا وہ سننے کے بعد یہاں پر تشریف لائے اور بیان فرمایا۔Supplementary Budget کے اندر دو چیزیں درج تھیں، میں نے جو پانچ چھ عرض کیں ان میں سے یہ بھی دو درج ہیں اور میں نے extra اپنے پاس سے نہیں کہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے یہ نشاندہی کی ہے کہ ساری چیزیں planning کی ہوتی ہیں اور یہ بجٹ میں اگر ہوتیں تو میں اس کا ذکر نہ کرتا۔ یہ تیسرا بجٹ آیا ہے، ہاؤس بھی سن رہا ہے اور چیف ایگزیکٹو صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔ اس سے پہلا جو بجٹ تھا اگر اس میں planning کی ہوتی، یہ ساری planning کی باتیں ہیں۔ ایک کروڑ ہو یا دو کروڑ ہو کہا یہ جاتا ہے This House is governed by precedents and traditions precedents یہ ہیں کہ جتنی بھی supplementary grants ہوتی ہیں ان کو ایک bad governance سمجھا جاتا ہے۔ یہاں پر majority جو ہوتی ہے وہ نمبروں کی game ہے، پاس تو وہ پھر بھی ہو جاتی ہیں۔ میں نے صرف نشاندہی کی تھی، ہم کبھی ذاتیات کی سیاست نہیں کرتے چونکہ اس کی تفصیل اس کے اندر نہیں تھی اس لئے جب تفصیل کسی چیز کی نہ ہو وہ خواہ میں کروں یا میرے سے پہلے والے لوگ کر رہے ہوتے تو ان کے لئے الفاظ آتے۔ یہاں کہا گیا تھا کہ ہم نے وہاں پر کوئی تعمیر نہیں کروائی۔ میں آپ اور ایوان کی توجہ صفحہ نمبر 528 کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ:

Construction of Comptroller residence at Punjab House, Murree.

اس کے اندر 70 لاکھ روپے لگائے گئے ہیں۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ کا right ہوتا ہے جو اس نے حاصل کر لیا ہے لیکن اس کی نشاندہی کرنا کہ اس سے بہتر طریقہ بھی ہو سکتا ہے یہ کہنے کا ہمارا right ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں جو مرضی کہا جائے ہمارے ماتھے پر کبھی شکن نہیں آئے گی۔ جو بھی شکوے کرنے ہوتے ہیں planning کے بارے میں یا کسی سیکرٹری کے بارے میں تو چیف ایگزیکٹو کے سامنے ہی کرنے ہوتے ہیں لیکن اگر صورتحال یہ ہو کہ:

ہم نے تو سوچا تھا کہ منصف سے کریں گے شکوہ
لیکن وہ بھی تیرا چاہنے والا نکلا

اب ہم کس سے شکوہ کریں؟ انہی سے بات کرنی تھی اور یہیں پر ہی کرنی تھی۔ اگر یہ بھی ان کو چاہنے والے ہیں تو پھر ہم نے تو یہی سوچا تھا کہ منصف سے کریں گے شکوہ۔ میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کہا جانا کہ پچھلے دور میں مری کے لئے کچھ نہیں کیا۔ ایکسپریس وے اس بات کا مظہر ہے کہ پہلے چند فٹ کی سڑک پر جایا جاتا تھا اب اس سڑک کو شروع کرنے کے بعد تکمیل بھی کر دی گئی۔ جو بات انہوں نے فرمائی ہے میں اس بات سے متفق ہوں کہ weight bearing capacity جو on the rocks ہو چکی ہوتی ہیں ان کی ایک حد ہوتی ہے۔ اسی weight bearing capacity کو share کرنے کے لئے کہ weight مری پر نہ پڑے۔ پچھلی حکومت کے چیف ایگزیکٹو چودھری پرویز الہیٰ نے فورٹ منرو کو develop کرنے کا plan بنایا تھا۔ اس کے لئے وہاں Chair Lift بھی منظور کی گئی تھی اور اس کے لئے فنڈ رکھا گیا تھا۔ واٹر سپلائی کے لئے تھا کہ gradually اس کو improve کیا جانا چاہئے۔ میری استدعا ہو گی کہ اگر اس کی weight bearing capacity کو بچانا ہے تو پھر اور بھی جگہیں ہیں۔ آپ کے پاس سون سکیسر ہے، فورٹ منرو ہے۔ آپ کے پاس موقع ہے آپ اس کی طرف توجہ دیجئے۔ میں نے تو یہ بھی نشاندہی کی تھی کہ آج جو صفحہ چھپا ہے اس پر بھی غلط پرنٹ ہو گیا ہے۔ یہ تمام نشاندہیاں صرف بہتری کے لئے کی گئی ہیں کسی کے طبع نازک پر گراں گزرنے کے لئے میں نے قطعاً نہیں کیں۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں فرمایا گیا کہ دس سال تک آمر رہا۔ پہلے تین سال کے ہم حصہ دار نہیں ہیں۔ (قہقہہ)

پہلے تین سال ان کو مہلت دی گئی، پہلے تین سال کی مہلت ان کو جوڈیشری کی طرف سے دی گئی جس میں۔۔۔(شوروغل)

MR. DEPUTY SPEAKER: No cross talk, no cross talk

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): پہلے میری بات سن لیں۔۔۔(شوروغل)

MR. DEPUTY SPEAKER: No cross talk, no cross talk

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ہم نے چیف ایگزیکٹو صاحب کی تحمل سے بات سنی ہے اس لئے میری معروضات بھی سن لیجئے۔ اگر نہیں سننا چاہتے تو ہم زبردستی آپ کو سنا تو نہیں سکتے۔ میں گزارش کر رہا تھا کہ ہم نے تو نامزدگی لینا بھی پسند نہیں کی۔ ہم نے 1977 سے لے کر 1988 تک کوئی نامزدگی نہیں لی تھی اور اب بھی کوئی نامزدگی نہیں لی۔ ہم پولیٹیکل لوگ ہیں، آپ بھی پولیٹیکل لوگ ہیں اور جناب چیف ایگزیکٹو بھی پولیٹیکل آدمی اور پولیٹیکل لیڈر ہیں لیکن جب الیکشن آتا ہے تو پھر یا تو الیکشن کرانے والے کے سسٹم سے اختلاف کیا جائے کہ ہم اس کو نہیں مانتے۔ اس کے الیکشن سسٹم کو ہم نے بھی مانا، آپ نے بھی مانا، پیپلز پارٹی نے بھی مانا اور اس میں حصہ لیا، حصہ لینے کے بعد آپ کے حصے میں آگئے یہ بنچ اور ہمارے حصے میں آگئے وہ بنچ۔ اسی آمر نے دوسرا الیکشن کروایا جس کو آپ نے پھر مانا۔ آپ نے حصہ لیا ہمارے حصے میں عوام نے ہمیں یہ بنچ دیئے اور آپ کو وہ دے دیئے۔ کون سی چیز ہے جو اس نے کہا اور وہ آپ نے نہیں کی۔ آپ نے لوکل باڈیز میں elect کیا، راجہ ریاض صاحب تشریف فرما ہیں انہوں نے ڈسٹرکٹ ناظم کے لئے الیکشن لڑا اور یہاں پر علیٰ ہذالقیاس تمام لوگوں نے الیکشن لڑا۔ اس کے کرائے ہوئے الیکشن کو تو جائز مانا جائے، یہاں پر کالی پٹیاں باندھ کر خواجہ سعد رفیق سے لے کر دوسرے وزراء نے جا کر اسی سے حلف لیا اور اسی آمر سے حلف لیا۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔۔۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ مجھے آپ کی بڑی عزت ملحوظ خاطر ہے۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ جو چھوٹے چھوٹے bottlenecks تھے یہاں پر بھی تھوڑی courage دکھائی جاتی کہ ہم ان سے oath نہیں لیں گے۔ کالی پٹی سے بھی oath ہوتا ہے اور سفید پٹی سے بھی oath ہی ہوتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہاں، ہم پولیٹیکل لوگ ہیں جب پولیٹیکل لوگ ٹکر مار کر اسمبلیوں اور سسٹم کو توڑ کر چلے جائیں گے تو جو بھی الیکشن کرائے گا اس میں، میں بھی حصہ لوں گا، اس میں رانا ثناء اللہ بھی حصہ لے گا، اس میں میاں محمد شہباز شریف صاحب بھی حصہ لیں گے اور چودھری پرویز الٰہیٰ صاحب بھی حصہ لیں گے۔ پھر اس میں فرق کیا ہے؟ اس کے سسٹم میں ہم حصہ لے رہے ہیں۔ یہاں پر میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے پاس بہتری کے مواقع ہیں جس چیز کو آپ اچھا کریں گے اسے ہم یہاں appreciate کریں گے لیکن جب کوئی اچھی چیز نہیں ہو رہی ہو گی تو ہمارا یہ فرض ہے اور ہماری مجبوری بھی ہے کہ ہم اس کی نشاندہی کریں گے۔ آپ کے احکامات اور ارشادات کا ہم بالکل بُرا نہیں مانیں گے لیکن ہماری طرف سے جو ہو، "خوگر ہم سے تھوڑا سا گلا بھی سن لے" یہی گزارش کرنی تھی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں اپنے انتہائی قابل احترام بھائی اور Leader of the Opposition کا بڑا مشکور ہوں۔ میں نے جتنی بھی باتیں کیں۔ مری کی تباہی، مری کے حوالے سے کرپشن، مری کے حوالے سے غیر قانونی کام اور قانون کی جو دھجیاں اڑائی گئیں۔ کاش! کہ اس حوالے سے میرے بھائی صاحب ایک بھی جواب دے دیتے تو میں بہت مطمئن ہوتا۔ وہ مجھے اگر کہیں correct کرتے تو میں ان کا شکر گزار ہوتا۔ بہرکیف کالی پٹیوں اور سفید پٹیوں سے میں سمجھتا ہوں کہ عوام کا پیٹ بھرے گا نہ ان کا حوصلہ بلند ہو گا۔ ہاں، ہمیں دو سالوں میں جو کالے کرتوت اس آمر کی چھتری میں اس ملک میں ہوئے ہمارا زیادہ وقت انہی کو سفید کرنے میں، صاف کرنے میں اور اس گند کو صاف کرنے میں دن رات لگا ہوا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رہی بات فورٹ منرو کے حوالے سے تو Leader of the Opposition نے جو فرمایا میں ان کا بہت شکر گزار ہوں کہ اس کو point out کیا گیا اور یہاں سے شاید لغاری صاحب نے اس کا ذکر کیا مگر treasury benches سے اس کے بارے میں یقین دلایا گیا کہ ہم انشاء اللہ اس تجویز کو نہ صرف appreciate کرتے ہیں بلکہ انشاء اللہ ہم اس کو improve کریں گے۔ یہاں ہمارے بھی ساتھی

بیٹھے ہیں وہ بھی فورٹ منرو کے حوالے سے بات آپ کو بتائیں گے۔ میں صرف دو باتیں کر کے اپنی بات کو ختم کروں گا اور میں اس بات کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا کہ "بات نکلی تو بہت دور تک نکل جائے گی۔"(نعرہ ہائے تحسین)

ایک بات یہ ہے کہ مری کا جو ایکسپریس وے ہے ریکارڈ درست کر دوں کہ اس کا بھی اللہ تعالیٰ نے یہ خاصا1997 میں میاں نواز شریف کی حکومت کو دیا تھا۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے اور میں بالکل ریکارڈ کی بات کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

رہی اس کی تعمیر، تو اس کی تعمیر کا اس کی زبوں حالی وہی ہے، یہاں میں ہی نہیں کہہ رہا بلکہ پورے ہاؤس میں سے دس، پندرہ، بیس، پچاس میرے انتہائی محترم بھائی اور بہنیں ایسی ہوں گی کہ وہ ایکسپریس وے کے ذریعے مری گئی ہوں۔ وہ پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ جتنی لوٹ کھسوٹ مجھ پر ہوئی ہے خدا میرے حال پر رحم کرے۔ آج جو ایکسپریس وے بنی ہے وہ دوبارہ ٹوٹ رہی ہیں۔70 لاکھ روپے کے حوالے سے پنجاب ہاؤس کے اخراجات کی بات کی ہے۔ میں بڑے ادب سے، آپ سے اور آپ کے ذریعے لیڈر آف دی اپوزیشن کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں اس ہاؤس کے سامنے ذمہ داری قبول کرتا ہوں کہ میں70 لاکھ خرچ کا پورا جائزہ لوں گا اور انشاء اللہ اس ہاؤس میں پیش کروں گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

آخری بات یہ ہے کہ جہاں پر مری کی خوبصورتی کے لئے جو پانچ یا چھ کروڑ روپے رکھے گئے اور supplementary budget کے حوالے سے آپ دے رہے ہیں کاش! آپ اس لائبریری کا بھی ذکر کر دیتے جس میں ہزاروں بچے اور بچیاں آ کر پڑھیں گی، بیٹھیں گی، خوبصورت مناظر دیکھیں گی، IT کے ذریعے اپنی کتابیں download کریں گی، اخبارات پڑھیں گی، نیویارک کے رسالے دیکھیں گی، قرآن کریم کا نسخہ دیکھیں گی اور حدیث شریف پر اپنی عرق ریزی کریں گی۔ اپنے کالج اور کلاسوں کے lessons یاد کریں گی۔ کاش! آپ وہ سڑکیں جو اس لوٹ کھسوٹ کے بوجھ کی وجہ سے تباہ ہو گئیں ان کو جو repair کیا ہے اس کا بھی ذکر کر دیتے۔ آپ کا بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! یہ پھر جواب الجواب کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں آخری بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں چند جملے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! معذرت کے ساتھ آپ کی بات سے پہلے میں یہ کہہ دوں کہ میں نے پوائنٹ آف آرڈرز پر پابندی لگائی تھی۔ یہ بات کرکے ہم دوبارہ اپنے issue پر آجائیں گے۔ اس کے علاوہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! یہ تو پھر شکوہ جواب شکوہ شروع ہو گیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): نہیں، شکوہ جواب شکوہ والی بات نہیں ہے۔ یہ دونوں چیئرز کا right ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو چیف منسٹر صاحب نے ارشاد فرمایا وہاں پر اگر کوئی غیر قانونی کام ہوئے ہیں تو آپ کے پاس اور آپ کی ٹیم کے پاس پورا وقت ہے، آپ اس کے خلاف کارروائی کیجئے گا۔ ہمیں اس پر کسی قسم کی کوئی رکاوٹ ہے نہ کوئی عار ہے۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ تین بجٹ گزر گئے ہیں آپ کے پاس ٹائم بہت تھوڑا ہے۔ آپ تین سال سے فرما رہے ہیں کہ ابھی گند کو صاف کرنا ہے، میں تو پچھلے پانچ سال سے مری نہیں گیا۔ ہمیں اپنے مسائل سے وہاں جانے کی فرصت ہی نہیں ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ آپ نے فرمایا کہ 1997 میں ایکسپریس وے plan کی گئی تھی۔ میرے علم میں ہے کہ جب ائرپورٹ لاہور جو کہ آپ کے دور میں شروع ہوا تھا تو اس کا افتتاح اس وقت کے President نے آکر کیا۔ اس نے ایک بات کہی تھی اس وقت جو وہاں تھے ان میں سے کچھ یہاں بھی ہوں گے، اس نے کہا تھا کہ افتتاح اس کا میں کر رہا ہوں لیکن یہ پچھلی قیادت نے شروع کرایا تھا۔ کاش! آپ یہ بھی فرما دیتے کہ جو شروع آپ نے کیا تھا اس سڑک کو complete چودھری پرویز الٰہی صاحب نے کیا تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ ہم مانتے ہیں کہ اگر اس وقت شروع ہوا تھا تو complete اس کو ہم نے کیا لیکن جو کچھ بھی ہے ہم آپ کے ارشادات کو، آپ کے کہے کو اس ایوان اور اس صوبہ کی بہتری کی جانب ایک قدم سمجھتے ہیں اور اپنی معروضات اور اپنی تجاویز بھی اسی سلسلے میں پیش کر رہے ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر!۔۔۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سوہنا صاحب! ایک منٹ سردار صاحب نے floor مانگا ہے تو اس کے بعد میں آپ کو بھی floor دوں گا اور میں آپ کی تقریر کی طرف باقاعدہ آتا ہوں۔ جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! آپ کچھ grace کا مظاہرہ کیا کریں۔ جی، سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! آپ نے قائد ایوان کو کچھ وضاحت کرنے کے لئے وقت دیا لیکن آپ کس روایت کے تحت بار بار قائد حزب اختلاف کو ان الزامات کا جواب دینے کے لئے وقت دے رہے ہیں، مجھے یہ سمجھ نہیں آئی۔ چیف منسٹر صاحب نے تو ان issues پر وضاحت کی تھی جو وہاں سے raise کئے گئے تھے اب وہ حقائق ہیں جو وہاں بدعنوانی ہوئی ہے اور لاقانونیت کی گئی ہے وہ تو حقائق ہیں اور قائد حزب اختلاف بار بار اٹھ کر اس کا جواب دینا چاہتے ہیں تو براہ مہربانی یہ نہیں ہونا چاہئے اور جو بجٹ پر بحث چل رہی تھی اس کو جاری رکھا جائے۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سوہنا صاحب! میں آپ کو floor دوں گا کیونکہ اب ہم بحث کی طرف آجائیں جو کہ ضمنی بجٹ پر کی جارہی ہے۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں ذاتی طور پر تکلیف میں ہوں اور مجھے نہیں پتا کہ بطور وزیر میں نے یہ گفتگو کس طرح کرنی ہے لیکن ایک بات میں نے کرنی ہے اور میں اس House کے سامنے سستی روٹی کے منتظمین اور ناقدین کے لئے ایک بڑا سوال لے کر آیا ہوں، خون بہتا دیکھ کر آیا ہوں اور قتل ہوتا ہوا دیکھ کر آیا ہوں اور مجھے وقت چاہئے کہ میرے چیف منسٹر صاحب بیٹھے ہیں تو میں اپنا دکھ انہیں سنا سکوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ان کی کابینہ کا حصہ ہیں، میرے خیال میں آپ کو House کے decorum کا خیال کرنا چاہئے۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں House کا حصہ ہوں اور اگر بطور وزیر بات نہیں کر سکتا تو resign کرتا ہوں اور بطور ایم پی اے بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں اپنی آنکھوں سے خون دیکھ کر آیا ہوں۔ ایک چار افراد پر مشتمل کنبہ جھنگ سے لاہور کاہنہ میں روزگار کی تلاش میں آیا، اس کے والد نے ایک فیکٹری میں کام کرنا شروع کیا اور عورت نے دوسری فیکٹری میں کام شروع کیا اور چودہ سال کے بچے نے ایک اور جگہ کام شروع کیا۔ رات کو کیا ہوا، کل دوپہر کو کیا ہوا؟ وہ 14 سال کا بچہ اپنے گھر آیا اور اس نے اپنی 13 سال کی چھوٹی بہن سے کہا کہ کھانا دو۔ اس کے پاس کھانا نہیں تھا اس کے ہاتھ میں ایک روٹی کا ٹکڑا تھا اس ٹکڑے پر اور اس کی تقسیم پر دونوں بہن بھائی لڑے ہیں۔ بھائی چونکہ مرد تھا اس نے پاس پڑا ہوا ڈنڈا اٹھا کر اپنی بہن کے سر میں مارا اور بہن وہیں پر مر گئی اور انسانیت مر گئی۔ میں اس لڑکے سے حوالات میں مل کر آیا ہوں اور ایک نیوز چینل نے مجھے بتایا۔ میں اس کے پاس گیا اور میں نے کہا کیوں انسانیت کو قتل کیا ہے تو اس نے کہا کہ انسانیت کو اس لئے قتل کیا ہے کہ مجھے چار ماہ سے تنخواہ نہیں ملی اور اس نے کہا کہ پرسوں رات میرا طوطا مجھ سے دوستی چھوڑ گیا کیونکہ میں نے تین دن سے اس کو بھی کچھ نہیں دیا۔ سستی روٹی کے منتظمین اور ناقدین کہاں ہیں اور وہ میری اس بیٹی کے قتل کا جواب کیسے دیں گے؟

(اس مرحلہ پر وزیر محنت و انسانی وسائل جناب محمد اشرف خان سوہنا اشکبار ہو گئے)

یہ ایوان کیسے اس بات کا جواب دیتا ہے کہ اس کو چار ماہ سے تنخواہ نہیں ملی، میں نے تفتیشی افسر سے پوچھا کہ اصل بات بتاؤ کہ کیا ہے؟ اس تفتیشی نے کہا کہ صرف اس کو چار ماہ سے تنخواہ نہیں ملی بلکہ اس کے باپ کو بھی چار ماہ سے تنخواہ نہیں ملی اور یہ مجھے پولیس افسر بتا رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں نے کہا کہ میں فیکٹری میں جاتا ہوں اور میں فیکٹری کے accounts چیک کرتا ہوں کہ کہیں یہ بچہ جھوٹ تو نہیں بول رہا۔ مجھے لیبر افسر نے کہا کہ پرویز مشرف اور پرویز الٰہی کے بنائے ہوئے قانون کے تحت فیکٹری کی inspection نہیں ہو سکتی اور وہ آپ کو اجازت نہیں دیتا کہ آپ اس کے accounts چیک کر سکیں اور آج کا قانون بھی مجھے اجازت نہیں دیتا کہ میں اس بچے کی بات کی صداقت کے لئے اس فیکٹری کے مالک کو پوچھ سکوں۔

جناب سپیکر! یہ لوگ خودکشیاں نہیں کر رہے بلکہ یہ سسٹم خودکشی کر رہا ہے اور یہ سیاسی جماعتیں خودکشی کر رہی ہیں اور آپ کے توسط سے چیف منسٹر صاحب سے عرض کروں گا کہ 86دن ہوئے یہاں چیئرنگ کراس پر108 خاندان احتجاج کرنے کے لئے بیٹھے ہیں، صرف اس لئے کہ ان کو انہوں نے نوکریوں سے نکال دیا ہے کیونکہ انہوں نے چیف منسٹر صاحب کے حکم کے تحت اپنے آپ کو مستقل کرنے کا مطالبہ کیا تھا اور University of Health Sciences کے وائس چانسلر نے ان کو نکال دیا ہے۔

جناب سپیکر! آپ کے توسط سے جناب وزیر اعلیٰ سے ان چوکیداروں اور ان مالیوں کی طرف سے میں آپ سے معافی مانگتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر وزیر محنت و انسانی وسائل جناب محمد اشرف خان سوہنا
ہاتھ جوڑتے ہوئے اشکبار ہو گئے)

میں آپ سے معافی مانگتا ہوں کہ انہیں بحال کر دیں۔ ایک سو آٹھ خاندان خدا کی قسم خودکشی کرنے جا رہے ہیں(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اب آپ تشریف رکھیں۔ چیف منسٹر صاحب فرما رہے ہیں۔جی، میاں محمد شہباز شریف صاحب!

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):جناب سپیکر!میرے انتہائی قابل احترام جو لیبر منسٹر ہیں انہوں نے جس قانون کی بات کی انہوں نے قانون کے بارے میں درست کہا کہ وہ ماضی کی حکومت میں بنا تھا کہ Labour Inspector جو ہیں وہ فیکٹریوں کا دورہ نہیں کر سکتے اور یہ اشرف سوہنا خان صاحب نے

ٹھیک کہا ہے اس کے بارے میں میری ان سے گفتگو ہوئی فوراًarguments against ہوں گے یقیناًاس بارے میں انشاءاللہ نوٹس لوں گا اور رہی بات University of Health Sciences کی تو جو اشرف خان سوہنا صاحب نے 108 خاندانوں کے افراد کے بارے میں کہا ہے کہ ان کو وائس چانسلر نے نکال دیا ہے تو میں انشاءاللہ فوری طور پر اس کا نوٹس لوں گا اور اسی ہاؤس میں رپورٹ پیش کروں گا۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر /وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ محترم اپوزیشن لیڈر صاحب نے ایک چیز کی نشاندہی کی تھی کہ ہم مشرف آمر کے سسٹم میں الیکشن لڑتے رہے ہیں، بالکل ہم اس چیز کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم اس آمر کے دور میں الیکشن لڑتے رہے ہیں لیکن وہ الیکشن ہم اس لئے لڑتے رہے ہیں کہ ہم اپنی آواز اس آمر کے خلاف اسمبلیوں کے اندر بلند کر سکیں۔ آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں کہ پچھلے پانچ سال رانا ثناءاللہ صاحب اس چیز کے گواہ ہیں کہ اسمبلی میں اس آمر کے خلاف اور اس اسمبلی کی دیواریں بھی گواہی دیں گی کہ ہم نے اس کے خلاف یہاں ایوان میں آوازیں اٹھائیں، ریکارڈ پر موجود ہے لیکن اس آمر کے کچھ ساتھی ضرور یہ چاہتے تھے کہ ہم سسٹم سے آؤٹ ہوں۔ وہ مشرف جو ملک کو لوٹ رہا تھا اور اس ملک کو تباہی کی طرف لے جا رہا تھا اس کے خلاف کوئی آواز نہ اٹھائے لیکن وہ لوگ ناکام ہوئے اور ہم نے اسمبلیوں میں چاہے وہ صوبائی اسمبلیاں تھیں یا قومی اسمبلی تھی مشرف کے خلاف ہمیشہ نعرے لگائے اور ہمیشہ اسے کہا کہ یہ آمر ہے، یہ لٹیرا ہے اور یہ ڈاکو ہے اور اس ملک کو تباہی کے دہانے کی طرف لے کر جا رہا ہے لیکن میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں اور کیونکہ وزیر اعلیٰ صاحب اس ہاؤس میں موجود ہیں میں ان سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ اس آمر کے کچھ لٹیرے ساتھی ابھی تک چاہے وہ ضلعی ناظمین ہوں، چاہے سابق وزراء ہوں اس کے لٹیرے ساتھی آج تک جو موجود ہیں میں ان سے گزارش کروں گا کہ ان کا احتساب کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے NRO,NRO کے ایوان میں نعرے)

جناب سپیکر! اگر آج پھر ایک دفعہ احتساب ہو گا تو اس جگہ سے کوئی آواز نہیں آئے گی کیونکہ یہ اس کالے کرتوتوں والے کے ساتھی رہ چکے ہیں اور اس لوٹ مار میں اس کے ساتھی رہ چکے ہیں۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ہر ضلعی ناظم، کرپٹ وزراء چاہے وہ صوبائی ہوں یا قومی ہوں مشرف کے جو یار تھے وہ غدار ہیں ان کا احتساب ہونا چاہئے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے
"مشرف کا جو یار ہے، غدار ہے، غدار ہے" کی نعرہ بازی)

MR DEPUTY SPEAKER: Order in the House, order in the House.

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

سیدہ ماجدہ زیدی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ملے گا۔ اب ہم بجٹ کی بحث کی طرف واپس آتے ہیں۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو تھوڑی دیر میں floor دیتا ہوں۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب سپیکر! میں ان کی بات کا جواب دینا چاہتی ہوں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ذرا آخری پوائنٹ آف آرڈر ہے اس کے بعد آپ بات کر لیں۔ جی، فرمائیں!

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب سپیکر! بہت شکریہ (شور و غل)

MR DEPUTY SPEAKER: This is no way.

محترمہ غزالہ سعد رفیق: اب آپ تسلی سے بات سنیں ہم آپ کی باتیں بہت تسلی سے سُنتے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! آپ نے ان کو کس طرح floor دے دیا؟

محترمہ غزالہ سعد رفیق: اسی طرح دیا جس طرح آپ کو ملتا ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ زیادتی ہے ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ نے کہا کہ اب کسی کو پوائنٹ آف آرڈر نہیں ملے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! میں آپ کو تھوڑی دیر میں floor دیتا ہوں، ذرا بجٹ کی بحث کو چلنے دیں۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب سپیکر! میرے اور میرے خاندان کی ذات پر حملہ کیا گیا ہے۔ میں صرف ایک جواب دینا چاہتی ہوں۔ اس ہاؤس میں میرے بھائی راجہ ریاض نے ان کو بہت اچھا جواب دے دیا ہے لیکن میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ اور ہم کس طرح برابر ہو سکتے ہیں؟ آئیں یہ ہمارے ساتھ مقابلہ کر لیں ان دس سالوں کا جب یہ اقتدار کے مزے لوٹ رہے تھے اور ہم جیلوں میں قید تھے، ہم ہسپتالوں میں مر رہے تھے، ہم اور یہ برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟ یہ اپنی تصحیح کر لیں، یہ وہ وقت تھا۔۔۔(شور و غل)

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ہاؤس کی کارروائی روک کر ان کو پوائنٹ آف آرڈر دیا گیا ہے۔

(قطع کلامیاں)

محترمہ غزالہ سعد رفیق: Mr. Speaker! This is not the way. یہ آپ کا فرض ہے کہ House in order کرائیں۔(قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER: What is this way?

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! آپ نے کہا تھا کہ میں اب کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ Chair کی اپنی مرضی ہے اگر ایک پوائنٹ آف آرڈر دیا ہے تو اس کے بعد ان کا floor ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں، بس مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ میں ابھی آپ کو floor دیتا ہوں۔ اب کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ سیمل کامران اپنی بجٹ تقریر کا آغاز کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو آج جو ہوا میں اس کو strongly condemn کرتی ہوں کہ اتنی important بات جو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ کے دس منٹ شروع ہو گئے ہیں۔(شور و غل)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! Rules سب کے لئے برابر ہونے چاہئیں۔ آپ ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو میں rules کے مطابق ہی بات کر رہا ہوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ پہلے House کو in order کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Order in the House, order in the House. آپ بات شروع کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں کسی خواجہ، کسی میر، کسی ڈار کی بیٹی یا بیوی نہیں ہوں لیکن اس ہاؤس کی ممبر ہوں۔ مجھے دس دفعہ کھڑا کر کے دس دفعہ بٹھایا گیا ہے، یہ کون سا قانون ہے؟ دوسری بات یہ کہ یہاں پر جب باتیں ہوں گی تو بہت دور تک جائیں گی کہ کس کا خاندان جیلوں میں رہا ہے اور کن لوگوں نے اپنے آدھے خاندان کے بہن بھائی بنا کر پرویز الٰہی کی خدمت میں پیش کئے تھے۔ میں اس بحث میں نہیں جانا چاہتی لیکن آج آپ نے میرے ساتھ discrimination کی ہے for the simple reason کہ میں یہاں opposition benches پر بیٹھی ہوں۔ سی ایم صاحب اس ہاؤس کے قائد ایوان ہیں ان کے احترام میں، میں سو دفعہ بیٹھنے کے لئے تیار ہوں۔ the Opposition Leader of کے احترام میں سو دفعہ بیٹھنے کے لئے تیار ہوں لیکن جتنے ممبر وہ ہیں اتنی ہی ممبر میں ہوں جو discretion ان کا ہے وہی میرا ہے۔ آج اس Chair کی طرف سے ہمارے ساتھ discrimination ہوئی ہے، اس کو میں strongly condemn کرتی ہوں۔

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: یہ اپنی بجٹ بحث پر تقریر کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ کوئی political points scoring کرنے کی جگہ نہیں ہے جو میرے بھائی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ بجٹ پر آجائیں۔ Order in the house.

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میری اس وقت جو mental state ہے کیا وہ اس قابل چھوڑی گئی ہے کہ میں بجٹ پر بات کر سکوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر آپ نے بات کرنی ہے یا نہیں کرنی؟

محترمہ سیمل کامران: کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو پھر کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مجھے اس طرح ڈرا دھمکا کے نہیں بٹھایا جا سکتا، میں نے جو بات کرنی ہے میں کروں گی۔ میں غلط بات نہیں کر رہی، میں اصول کی بات کر رہی ہوں اور مجھے کوئی ڈرا، دھمکا نہیں سکتا۔ مجھ پر کوئی shout نہیں کر سکتا کیونکہ میرے ساتھ زیادتی کی گئی ہے جو کہ اس House میں ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ Chair کو grace show نہیں کریں گی تو اس House کو چلانا بڑا مشکل ہو جائے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ یہ کیوں بھول جاتے ہیں، مجھے کیوں بار بار آپ کو یہ یاد کروانا پڑتا ہے کہ آپ اس House کے Hon'able Speaker ہیں اور میں اس House کی Hon'able member ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری بات سُنیں، ان حالات کے اندر جس طرح آپ بات کر رہی ہیں۔ اس House کے decorum کا خیال رکھیں اور decorum کو ذہن میں رکھ کر بات کریں۔ اب آپ اپنی بات کا آغاز کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! With due apology سینئر منسٹر صاحب نے جس قسم کی گفتگو فرمائی ہے، کیا اتنی painful بات سُننے کے بعد اس وقت House کے decorum کا خیال رکھا گیا تھا؟ میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتی، ہم political لوگ ہیں۔ براہ مہربانی یہ ذاتیات کی سیاست بعد میں کی جائے۔

جناب سپیکر! اب supplementary budget کی یہ جو book میرے ہاتھ میں آئی ہے اس کو کھول کر سب سے پہلی بات میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ:

تازہ ہوا کے شوق میں اے وارثان شہر
اتنے نہ در بناؤ کہ دیوار گر پڑے

اور یہ بات میں اس لئے کہنا چاہتی ہوں کہ کل کو پھر ہماری figures کو غلط کہہ کر رد کر دیا جائے گا۔ میں page No.138 آپ کو refer کرنا چاہتی ہوں۔ اس کا serial No. 37,41 اور اس کے بعد again in serial No. 64, میں لکھا ہے کہ:

> Funds and grants in favour of both for advancement of literature. Sir! I have never seen this word on the soil of the Punjab. I have never heard about this word. Sir! House is not in order.

جناب ڈپٹی سپیکر: کیبنٹ ممبران بیٹھے ہوئے ہیں جو پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ ہیں وہ جا رہے ہیں۔ آپ ان کو House سے باہر جانے پر نہیں روک سکتیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ایک دفعہ جانے دیں۔ House in order ہو جائے گا پھر میں اپنی بات کر لوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو ممبران باہر جانا چاہتے ہیں وہ باتیں نہ کریں وہ سیدھا باہر نکل جائیں۔ جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جو میرا ٹائم ضائع ہوا ہے، براہ مہربانی اس کو دیکھ لیجئے گا۔ میں یہ کہہ رہی تھی کہ یہ جو انہوں نے word لکھا ہے جس کے لئے انہوں نے 29 لاکھ 70 ہزار روپے کی ایک رقم، 5 لاکھ 73 ہزار روپے کی ایک رقم، پھر 1 کروڑ 20 لاکھ روپے۔ یہ بورڈ جب پنجاب کی زمین پر exist ہی نہیں کرتا وہ میں اس لئے کہہ رہی ہوں کہ پچھلے پورے سال کا آپ track record دیکھ لیجئے کہ اتنے کروڑوں روپے خرچ کئے گئے ہیں مگر صوبہ پنجاب میں کوئی ادبی مشاعرہ نہیں ہوا، کوئی ادبی شاہکار شائع نہیں کیا گیا، کسی شاعر کے درمیان کوئی مقابلہ نہیں ہوا، پھر یہ بورڈ کیا کر رہا ہے، پھر یہ کروڑوں روپے جو

خرچ کئے گئے ہیں یہ کہاں پر خرچ کئے گئے ہیں؟ supplementary budget میں خرچ کئے گئے ہیں۔ یہ after thought کس لئے آئی ہے جب ایک چیز exist ہی نہیں کرتی ہے۔ اس کے بعد

Page No. 142, serial No. 69, 71, 81 and 87. Funds for publicity campaign for the clearance of outstanding dues of media.

اس کو جب آپ total کر لیتے ہیں تو یہ 2 کروڑ 60 لاکھ 77 ہزار روپے کی رقم بنتی ہے۔ پچھلی گورنمنٹ پر جن issues پر سب سے زیادہ تنقید کی گئی تھی یہ ان میں سے ایک ہے، کہا گیا تھا کہ سابق حکومت نے کروڑوں روپے اپنی ذاتی تشہیر کے لئے خرچ کئے ہیں تو یہ جو کروڑوں روپے کے پرانے dues جو اس سے پچھلے سال کے تھے ان کو clear کریں۔ Again اسی صفحہ پر جو میں نے ایک چیز دیکھی ہے۔ in serial No. 80.

Funds for various publicity campaigns ایک کروڑ 65 لاکھ 83 ہزار، اگر آپ اس کو calculate کرتے ہیں تو یہ 3 کروڑ 26 لاکھ 60 ہزار روپے بنتے ہیں جو خرچ کئے گئے اور اب اس کی approval مانگی جا رہی ہے۔ بڑے افسوس کی بات یہ ہے کہ ایک وہ صوبہ جس پر ہمارے بھائی نے جو ابھی بات بیان کی ہے جس کا یہ عالم ہے اور ایک وہ چیز جس کو ہم already criticize کرتے ہیں کہ پچھلی گورنمنٹ نے یہ غلط کیا تو کیا ہم پچھلی گورنمنٹ کی وہی چیزیں repeat کرتے جائیں گے؟ میں یہاں پر صرف ایک بات انہیں کہنا چاہوں گی جو اس department کے انچارج ہیں شاعر سے انتہائی معذرت کے ساتھ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ:

حضور خود اپنی ہی اداؤں پر ذرا غور کیجئے
ہم کہیں گے تو واویلا ہو گا

جناب سپیکر! Again serial No. 70 دیکھ لیں، 72 دیکھ لیں اس کے بعد serial No.75 دیکھ لیں۔ then 5 posts Funds for upgradation and creation of 47 posts اس کے بعد انہوں نے adhoc پر لوگوں کو رکھا ہے اور contract basis پر لوگوں کو رکھا ہے۔ DGPR ایک بہت بڑا Department ہے جس میں already بہت سارے لوگ موجود ہیں۔ اس میں پھر یہ نئی post

create کرنے کا کیا مقصد ہے اور یہ کن لوگوں کے لئے create کی گئیں؟ کن لوگوں کو ان posts کے through نوازا گیا ہے؟ اس کے بعد میں page No. 144 پر دیکھ رہی تھی serial No. 71 and 82 ہے۔

Appointment of Mr Rauf Hassan as Media Consultant and Communication Consultant in IC&YA department.

مجھ سے تو یہ صفر پڑھے بھی نہیں جاتے 4,135,000 روپے میں اس بندے کو hire کیا گیا اسی department میں ایک اور Consultant رکھا گیا ہے۔ Mr. Aurangzeb s/o Nabi Bakhsh Consultant in IC&YA department, Rs. 406,000 ان کو total کر لیں۔ اتنے Consultants جو آپ new posts بھی create کر رہے ہیں، جو پہلے بھی رکھے ہیں یہ آپ کو کیا consultancy دے رہے ہیں، کون سا یہ ایسا extra کام کر رہے ہیں جو DGPR کے پہلے لوگ ہیں وہ نہیں کر سکتے ہیں؟ پھر ایک جو figure serial No 68, page No. 142 پر دی گئی ہے۔

Funds in favour of Rai Riaz Hussain Consultant Public Relation for a period from 21-5-2009 سے 30-06-2010 on account of remuneration of the Consultant. اس کے بعد پھر یہ consultant صاحب ہیں لیکن میں یہ سمجھتی ہوں کہ 21-05-2009 سے لے کر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز احمد خان صاحب گیلری میں بیٹھے افراد سے بات نہ کریں۔ باہر جا کر بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: 21-5-2009 سے لے کر 30-6-2009 تک کا جو time period ہے اس کی House approval کو نہیں دینی چاہئے because یہ پچھلے ضمنی بجٹ میں آپ کو grant demand کرنی چاہئے تھی۔ اس financial year میں یہ demand نہیں آ سکتی۔ یہ غلط ہے اور اس کی House approval کو نہیں دینی چاہئے۔ اگر ہماری کوئی بات سن رہا ہے تو مہربانی فرما کر اسے نوٹ فرمالیں کیونکہ اس اسمبلی سے یہ ایک غیر قانونی کام ہو جائے گا۔ میں یہ ضرور پوچھوں گی کہ یہ جو DGPR پر اتنے پیسے خرچ کئے جا رہے ہیں یہ کس کی تشہیری مہم ہے، کس کے قصیدے بیان کرنے کے

لئے اتنے پیسے خرچ کئے گئے ہیں، یہ کون سا چلہ کاٹتے رہے ہیں جن کو اتنے اربوں روپے دیئے گئے ہیں؟ پنجاب کے غریب لوگوں کی کمائی اس طرح بے دریغ لٹائی گئی ہے۔ میں یہ ضرور پوچھنا چاہوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وٹو صاحب اور منسٹر صاحب! آپ کے پاس اگر کوئی کام ہے تو لابی میں جا کر کر لیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس کے بعد میں page No 158 serial No. 8 and 9 کے متعلق عرض کروں گی کہ funds as cost of Atta provided to the Government of the Punjab to the internally displaced persons IDPs of NWFP. اسی طرح Again in serial No 9 یہی بات repeat ہوئی ہے -/47124000 روپے دوسری دفعہ -/which comes to Rs. 23562000 سات کروڑ چھ لاکھ 86 ہزار اور ہمارے صوبے کا یہ حال ہے کہ لوگ روٹی کے ٹکڑے کے لئے مر رہے ہیں ۔ یہ IDPs جو ہیں according to my information یہ صرف دو مہینے کے لئے کیمپوں میں رہے تھے۔ جناب House کا یہ حال ہو مجھے بتائیں میں اپنی بات کیسے کروں؟ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: ایوان کے تقدس کا خیال رکھا جائے .Order in the House

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کے بعد ویسے بھی آپ کا نمبر آ رہا ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر پر میں نے پابندی لگائی ہے ان کو اپنی بات ختم کرنے دیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب والا! میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محترمہ کو تقریر کرتے ہوئے 17 منٹ ہو گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مالاکنڈ اور سوات سے ہمارے جو بے گھر بہن بھائی تھے ان کے لئے حکومت پنجاب نے اخوت کا مظاہرہ کیا تھا It is a great gesture and I really appreciate. لیکن اس کے لئے جو 7 کروڑ 6 لاکھ 86 ہزار روپے رکھے گئے ہیں اس کی مجھے justification اس لئے سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ IDPs صرف دو مہینوں کے لئے کیمپ میں رہے تھے

اور ان کو فیڈرل گورنمنٹ بھی aid بھجوا رہی تھی، civil society NGOs مخیر حضرات اور international aid ہر جگہ سے آ رہی تھی اور جتنا آٹا اس ضمنی بجٹ کی statement کے مطابق NWFP میں بھجوایا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ پورے صوبہ خیبر پختون خواہ کے لئے کم از کم چھ ماہ کے لئے کافی ہے۔ مجھے اس بات کی وضاحت چاہئے کہ کیا IDPs جو ہیں پنجاب گورنمنٹ کے co-ordinator کا نام change کر کے کہیں IDPs تو نہیں رکھ دیا گیا؟ اگر ایسا ہے تو پھر تو justified ہے کیونکہ وہ سات کروڑ کا ہی نہیں، 7۔ارب کا آٹا بھی کھا سکتے ہیں اور 8۔ارب تو وہ سستی روٹی میں کھا گئے ہیں اس لئے .Khana pina is not a big deal for them لیکن I am just failed to understand کہ NWFP میں صرف صوبہ پنجاب کے نام سے جو اتنے کروڑوں روپے خرچ گئے ہیں یہ کہاں گئے ہیں، کیا یہ سمگل ہو گئے ہیں، کیا یہ آٹا افغانستان چلا گیا ہے؟ مجھے پلیز اس کی بھی وضاحت فرمائی جائے۔ دوسرا page No. 71, item No 36 میں تقریباً 8 کروڑ روپے کی رقم مرکز طیبہ مرید کے کو دی گئی ہے جس کی کوئی وضاحت نہیں ہے۔ مرکز طیبہ مرید کے کیا ہے اس کو کون چلا رہا ہے یہ کیا کرتا ہے اس کو یہ رقم کیوں دی گئی ہے؟ اس کی بھی وضاحت فرمائی جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ میں پنجاب کی معیشت کے بارے میں سابقہ دو سالوں میں یا چند سالوں میں جو پوزیشن ہے اس کی طرف توجہ دلاؤں گا۔ گزشتہ سال ہم نے یہ estimate کیا تھا کہ ہم صوبہ کے معاملات کو 490۔ارب روپے کے ساتھ چلائیں گے اور بد قسمتی سے جب ہم نے سال پورا کیا تو ہمیں پتا چلا کہ ہم 154۔ارب اپنے estimate سے زیادہ خرچ کر چکے ہیں۔ پوری دنیا میں کبھی بھی ضمنی بجٹ قابل ستائش نہیں بلکہ کسی بھی حکومت پر ایک liability اور non good governance کا concept develop کرتی ہے۔ اب ایسی معیشت جس کا اپنا حجم 583۔ارب روپے ہو اور 485۔ارب روپے کا صوبہ مقروض ہو جو بجٹ کے حجم کا 83 فیصد ہے۔ کیا ایسی معیشت جس کا 80 فیصد حصہ Federal divisible pool سے آتا ہو اور اس کے اپنے وسائل صرف 20 فیصد ہوں کیا ایک ایسی معیشت جس کا انحصار 70 فیصد indirect taxes پر ہو اور صرف 30 فیصد direct taxes کے

ذریعے اس صوبہ کو چلانے کی planning کی گئی ہو کیا ان تین چار قباحتوں کی موجودگی میں کوئی صوبہ اس چیز کا متحمل ہو سکتا ہے کہ اس کے لئے 154۔ارب روپے planning and estimates سے زائد خرچ کر دیئے جائیں ۔ حضرت علامہ اقبال جو ہماری قوم کے روح رواں ہیں انہوں نے بڑے خوبصورت لفظوں کے اندر ایک بات کی ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ:

مے خانہ یورپ کے دستور نرالے ہیں
لاتے ہیں سرور اول دیتے ہیں شراب آخر

جناب سپیکر!میں Islamic Republic of Pakistan کے آئین کے آرٹیکل 124 کی طرف توجہ دلاؤں گا۔اس آرٹیکل کی روح یہ ہے کہ مجبوری کے حالات میں چند روپے ایسے اگر خرچ کر دیئے جائیں جن کی ہم نے ایوان سے اجازت نہ لی ہوئی ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ سال گزرنے کے بعد آپ ان کی منظوری لے لیں۔

جناب سپیکر!گزشتہ دور کے پرویزی ٹولہ نے اس رعایت کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے اسے بجٹ کا ایک بہت بڑا حصہ بنا دیا۔چونکہ اس سے پہلے ضمنی بجٹ کبھی بھی نو دس فیصد سے زیادہ نہیں ہوا کرتا تھا لیکن ان پانچ سالوں کے اندر یہ ضمنی بجٹ 25 فیصد،30 فیصد اور بعض سالوں کے اندر 35 فیصد تک بھی utilize کیا گیا۔میں محکمہ خزانہ اور پلاننگ ڈویژن سے استدعا کرتا ہوں کہ بُرے ادوار کی بُری روایات کو کبھی بھی دھرانا نہیں چاہیئے بلکہ ان کو ختم کرکے اچھی چیزوں کو آگے لانے کی کوشش کی جانی چاہیئے۔ میں مانتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے 154۔ارب روپے میں سے شاید 54۔ارب روپے ایسے تھے کہ جن کے بغیر گزارہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔اس کے اندر میں نے کچھ figures اکٹھے کئے ہیں کہ 37۔ارب روپے کی رقم جو گندم کی خریداری کے لئے رکھی گئی یہ خوش آئند ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ سستی روٹی، گندم، سستا آٹا، سستی چینی اگر یہاں غریبوں کے لئے کوئی رقم رکھی گئی ہو تو شاید اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر!چند لاکھ روپے کا وہ حصہ جو expenditure imposed by the statute or order of the court ان پر بھی اگر کوئی رقم خرچ کی جائے تو شاید اس میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن آرٹیکل 124 کی definition کے اندر جہاں پر Manual Punjab Budget کی

financial book No 4 کے اندر یہ section 15اور 6 sub section کے اندر ضمنی بجٹ کی definition کے لئے جو باتیں انہوں نے لکھی ہیں وہ انتہائی قابل غور ہیں اور ان کے لئے budget book کے اندر لکھا ہے کہ supplementary budget objectionable in principle بحیثیت اصول یہ کبھی بھی خوش آئند یا قابل ستائش نہیں رہا اور اس کو bad estimation of the finances کہا گیا in provident administration of your finances کہا گیا اور in case the proper management of provincial finances کہا گیا۔ ضمنی بجٹ کا concept یہ ہے کہ اگر flood کے آنے کی وجہ سے کوئی پل گر جاتا ہے، اگر کوئی اچانک سکول گر جاتا ہے، کوئی سڑک ایسی جو دو بڑے شہروں کو disconnect کرتی ہو اور وہ اچانک خراب ہو جائے تو وہاں پر اگر کوئی چند روپے کی ضرورت ہے اور اس پر تھوڑی سی زاید رقم خرچ کر دی جائے تو rules اس بات کی اجازت دیتے ہیں جس کے لئے انہوں نے sudden need unexpected need, urgent demands کے الفاظ ان rules کے اندر استعمال کئے ہیں اور وہاں سے اس بات کی justification اور explanation انتہائی ضروری ہوتی ہے کہ جب ہم نے بجٹ کے estimate کئے تو اس وقت ہماری نظر سے یہ چیزیں کیوں رہ گئیں جو ہماری فکر میں نہ آ سکیں جنہیں ہم درج نہ کر سکے یا یہ اتنی انتہا درجے کی ضروری چیزیں ہیں کہ اگلے بجٹ تک انتظار نہیں کیا جا سکتا اس لئے ان کو ضمنی بجٹ کے اندر ڈال دیا جائے۔ رولز ضمنی بجٹ کے لئے پھر ایک وضاحت کرتے ہیں کہ اگر آپ ایک روپیہ بھی ضمنی بجٹ کے لئے رکھتے ہیں تو earliest session میں اس demand کی منظوری لینا انتہائی ضروری ہے۔اگر ایسے circumstances سامنے آ جائیں جو کہ exceptional ہوں، جن کو avoid نہ کیا جا سکتا ہو، اگر ایسے معاملات ہوں تو شاید supplementary grant or demand کو دیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! اگر supplementary grant کے لئے تین چیزیں absent ہوں تو rules کہتے ہیں کہ supplementary grants drop کی جانی چاہئیں وہ درج ذیل ہیں serious inconvenience of any financial or any project کہ جس کے اندر کوئی serious inconvenience ہو یا جس کے اندر کوئی serious loss ہو رہا ہو کہ اگر زاید grant نہ دی جائے تو اس project کو serious loss ہونے کا خطرہ ہے یا اس کے اندر کوئی serious damage ہو، اگر ان تین چیزوں میں سے کوئی چیز absent ہو تو ایسی

supplementary grants جو administrative department فنانس اور P&D سے طلب کرتا ہے تو rules کہتے ہیں کہ اس کو drop کر دیا جانا چاہئے اور اسے وہ grant نہیں دی جانی چاہئے۔ ان rules کے اندر ایک بات بڑی اہم ہے جس پر کافی توجہ کی ضرورت ہے کہ آپ کبھی بھی supplementary grant کے طور پر نئے پراجیکٹ کو اس وقت تک پیسا نہیں دے سکتے جب تک ADP کے پیسے نہ ہونے کی وجہ سے، releases نہ ہونے کی وجہ سے ADP کی grant کو پیچھے چھوڑ کر آپ supplementary کے طور پر کوئی نیا پراجیکٹ شروع کر دیں۔ چونکہ supplementary grant اس پراجیکٹ کو نہیں دی جا سکتی جو اصل بجٹ سے پہلے ڈیپارٹمنٹ سے competent forum سے منظوری نہ ہو چکی ہو۔ یہاں پر دیکھا گیا ہے کہ ADP کی ہزاروں سکیمیں پیسے کی کمی کی وجہ سے pending پڑی ہوئی ہیں اور ہم نے 154۔ ارب روپیہ ADP کو چھوڑ کر supplementary grant کے طور پر development کی مد میں خرچ کیا ہوا ہے جو کہ serious violation of Punjab Budget Manual ہے، آپ ایسے پراجیکٹ کو کبھی بھی اس میں شامل نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! rules نے ایک چیز کی طرف بڑی اچھی توجہ دلائی ہے کہ اگر آپ کے سامنے urgent necessity آتی ہے تو آپ اس پر رقم خرچ کریں گے۔ میں اپنی بہنوں، بھائیوں اور اراکین اسمبلی کی ایک بات کی طرف بڑے افسوس کے ساتھ توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ضمنی بجٹ جسے bad governance جسے non estimation, wrong decision کہا گیا ہے اس پر بھی اس معزز ایوان کے کافی معزز ممبران نے بلکہ شاید ایک دو وزراء نے بھی ان کی تعریف کی ہے کہ قائد ایوان، پلاننگ ڈویژن، فنانس ڈیپارٹمنٹ اور فنانس منسٹر نے کتنا خوبصورت ضمنی بجٹ پیش کیا ہے۔ اگر ہم ممبران اس طرف توجہ نہیں دیں گے تو حیرت انگیز بات ہے کہ ہم وہ باتیں کر رہے ہوتے ہیں جو ہمارے اصل بجٹ کی روح کے ساتھ contradictory ہوتے ہیں۔ بس آپ کے نام ایک شعر ہی کیا جا سکتا ہے کہ آپ تیسری دفعہ رکنے کا اشارہ کرتے ہیں۔ دراصل ضمنی بجٹ پر بحث کرنے کے لئے کم از کم دو گھنٹے درکار ہوتے ہیں۔ میں ان اشعار کے ساتھ اجازت چاہوں گا کہ:

عذر سننے میں بھی ہے اور سناتے بھی نہیں
باعث ترک سوالات بتاتے بھی نہیں

کیا کہا پھر تو کہو ہم نہیں سنتے تیری
نہیں سنتے تو ہم ایسوں کو سناتے بھی نہیں

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ-سید احمد مجتبیٰ گیلانی!

سید احمد مجتبیٰ گیلانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم-جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا-میں اس معزز ایوان کے توسط سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے آج فخر ہے کہ میں اس ہاؤس میں بطور ممبر آیا ہوں-میں کچھ past میں جانا چاہتا ہوں-میرے دو بزرگ ایک میرے دادا اور دوسرے ان کے بھائی یہاں پنجاب میں ایم ایل اے رہے ہیں-اس کے علاوہ میرے چار تایا اور والد بھی یہاں اس معزز ایوان میں ممبر اور وزیر رہے ہیں-1922 سے لے کر اس وقت تک ہمارے خاندان میں کوئی نہ کوئی directly or indirectly مختلف ایوانوں میں کام کرتے رہے ہیں اور مجھے فخر ہے کہ میں آج یہاں بات کر رہا ہوں-میں یہ کہوں گا کہ انشاء اللہ جہاں جمہوریت کی بات ہے، جہاں good governance کی بات ہے تو میں rule of law کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے اس ہاؤس کے تقدس کو کبھی پامال نہیں کروں گا اور اس کا ساتھ دوں گا-جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے اتنے hindrances کے باوجود ڈائرہ صاحب نے اس پر بھر پور محنت کی ہے وہ خراج تحسین کے مستحق ہیں، آپ اور یہ معزز ہاؤس بھی خراج تحسین کا مستحق ہے اور میں وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی مبارکباد دینا چاہتا ہوں-بہت بہت شکریہ-مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ-جناب شیر علی خان!

جناب شیر علی خان: شکریہ-جناب سپیکر! یہاں ضمنی بجٹ کے متعلق بہت ساری explanations دی گئیں کہ یہ bad governance کی مثال ہوتا ہے-ہر دفعہ ضمنی بجٹ ختم کرنے کی بات کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اگلی دفعہ ضمنی بجٹ نہ ہو یا بہت کم ہو-میں صرف دو points پر بات کرنا چاہوں گا-پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم نے اس سال اس ضمنی بجٹ میں بنک کو سود دینے کے لئے جو رقم رکھی ہے اس کی تفصیل صفحہ نمبر 187 پر commercial banks funds for payment of mark up to the یہ رقم 4-ارب 50 کروڑ روپے ہے اور اسی طرح funds for payment of mark up to banks اس میں 9-ارب 92 کروڑ روپے ہے-یہ ٹوٹل تقریباً 14-ارب 50 کروڑ روپے ہے-ہم نے اس صوبہ کا 14-ارب

روپیہoverdraftیا کمرشل بنکوں سے جو قرضے لئے اس پر سود دے رہے ہیں۔یہ روایت چل نکلی ہے کہ ہمloansلے کر اسے خرچ کہاں کرتے ہیں؟ یہاں پر سستی روٹی کے حق اور مخالفت میں بہت باتیں کی گئیں میں اس کی تفصیل میں جائے بغیر صرف یہ کہوں گا کہ جب پچھلے ڈیڑھ دو سال سے یہ سکیم چل رہی ہے اور اس پر یہexpenditureنہیں تھا۔ایک سستی روٹی اتھارٹی بنائی گئی ہے جس کے لئے اس ضمنی بجٹ میں50لاکھ روپے صرف اسے چلانے کے لئے دیا گیا۔شاید یہ رقم اس سستی روٹی سے منہا کر دی جائے گی کہ 50لاکھ روپے سیکرٹریٹ میں بیٹھے ہوئے افسران کوextraدیئے جائیں گے جبکہ ہر ضلع میں ایک پوراmechanismموجود ہے جس کے ذریعے اس سے پہلے یہ سستی روٹی تقسیم کی جا رہی تھی۔اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی اور اتنے بھاریmarkupپر پیسے لے کر اگر اس قسم کی چیزوں پر خرچیں گے۔ یہاں پر سعید اکبر خان نے کہا کہ پنجاب حکومت نے بنکوں سے پیسے لے کر زمیندار سے گندم خریدی۔ یہ بہت اچھی بات ہے کہ پچھلے سال زمیندار سے گندم خریدی گئی اور وہ ایک اچھاprecedent setکیا گیا۔یہ کہا گیا کہ ہر زمیندار سے اس کی گندم کا دانہ دانہ خریدا جائے گا لیکنultimatelyہوا کیا؟وہ گندم تو خرید لی گئی لیکن اس کیstorageکے لئے کوئی بندوبست نہیں کیا گیا۔جتنی گندم خریدی گئی پنجاب حکومت کے پاس اتنیstorage capacityنہیں تھی۔اس میں سے بہت ساری گندم خراب ہو گئی۔اب بھی پنجاب حکومت کے پاس بہت ساری گندم ذخیرہ ہے جس کی وجہ سے اس سال اس طرح گندم نہیں خریدی گئی،جوenthusiasmپچھلے سالshowکیا گیا تھا وہdie downہو گیا اور اس مرتبہ کوشش کی گئی کہ زمیندار سے کم از کم گندم خریدی جائے۔میری یہ گزارش ہو گی کہ جیسے آپ گندم خریدنے کے لئے رقم مختص کرتے ہیں اسی طرح اس کیstorage capacityبڑھانے کے لئے بھی رقم مختص کی جائے۔جب آپ گندم خریدنے کے لئے سالانہ بجٹ اور ضمنی بجٹ میں اتنی زیادہ رقم رکھتے ہیں،اتنے بھاریinterestsبنکوں کو دے رہے ہیں تو پھرstorage capacityبڑھانے کے لئے بھی کوئی بندوبست کیا جائے۔یہاں پر کہا گیا ہے کہsilosکا جوdesignہے ابھی ہم اس کے لئےconsultکر رہے ہیں کہ اس کاdesignکیا ہو گا؟ جس قسم کے چاہیںsilosبنا لیں لیکن یہ جلد از جلد بننے چاہئیں۔ اگر آپ ڈی ایف سی کے پرانے گوداموں کی حالت جا کر دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ ان میں گندم رکھنے کے کوئی حالات ہی نہیں ہیں۔اس دفعہ بارشیں کم ہوئی ہیں جس کی وجہ سے ابھی تک وہ گندم

گیلی نہیں ہوئی ورنہ جو گندم باہر کھلے آسمان کے نیچے پڑی ہے وہ اب تک خراب ہو چکی ہوتی۔ آپ جس ضلع میں بھی چلے جائیں ایسے ہی حالات ہیں، یہ کوئی ایک ضلع کی بات نہیں ہے، It crosses the Punjab جب آگے بارشیں ہوں گی، ساون کا مہینہ آ رہا ہے۔ اللہ کرے بارشیں ہوں تو اس season کے اندر اس گندم کو بچانے کے لئے حکومت نے کیا اقدامات کئے ہیں؟

جناب سپیکر! یہاں پر کہا گیا کہ نئی گاڑیاں نہیں خریدی جائیں گی۔ ضمنی بجٹ کے صفحہ نمبر 8 پر 7 کروڑ 84 لاکھ 50 ہزار روپے کی 50 single cabin vehicles, Urban Immoveable Property Tax کے لئے خریدی گئیں۔ اسی طرح آگے صفحہ نمبر 31 پر 36 کروڑ 80 لاکھ روپے کے Funds for replacement of transport for Punjab Police کا ذکر کیا گیا ہے۔ آگے صفحہ نمبر 33 میں 13 کروڑ 94 لاکھ روپے کی گاڑیاں خریدی گئی ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ:

> Purchase of 34 Nos. Toyota Pick Ups, double cabin, equipped with strobe light and wireless at an approximate cost of Rs.4.100 million each for Punjab Police.

یعنی 13 کروڑ 94 لاکھ روپے کی یہ گاڑیاں خریدی گئی ہیں۔ اسی طرح صفحہ نمبر 37 میں Funds for purchase of vehicles for Police کا ذکر ہے یہ بھی 3 کروڑ 56 لاکھ 40 ہزار روپے کی گاڑیاں خریدی گئی ہیں۔ اس طرح کے بہت سارے heads ہیں میں سب کا ذکر کر کے ایوان کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ اگر نئی گاڑیاں خریدنے پر پابندی ہے تو یہ اربوں روپے کی گاڑیاں کہاں سے خرید لی گئیں؟

جناب سپیکر! آج مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے، یہاں پر نعرے تو ہم بہت لگاتے ہیں کہ "مشرف کا جو یار ہے وہ غدار ہے" غداری کا certificate کس نے دینا ہے؟ یہ عوام نے دینا ہے۔ گزارش صرف اتنی ہے کہ ہمارے پاس economic team ہی نہیں ہے۔ میں نے پچھلی دفعہ بھی اپنی بجٹ تقریر میں کہا کہ شوکت ترین صاحب کون ہیں، حنا ربانی کھر صاحبہ کون ہیں اور اب عبدالحفیظ شیخ صاحب کون ہیں؟ یہ سب مشرف کی کابینہ کے وزیر ہیں۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے۔ آج انہی لوگوں کو دوبارہ لا کر ان سے بجٹ بنوائے جا رہے ہیں۔ آج Abdul Hafeez has the cheek

to say کہ جن وزراء کے پاس چھ چھ گاڑیاں ہیں، ان کو شرم آنی چاہئے۔ میں کہتا ہوں کہ شرم تو عبدالحفیظ شیخ کو آنی چاہئے کہ انہوں نے اس طرح کی غلط بات کی ہے۔ گاڑیاں تو بیوروکریٹس کے پاس بھی ہیں، وہ ان کی بات کیوں نہیں کرتے؟ جس اخبار میں عبدالحفیظ شیخ صاحب کا یہ بیان چھپا ہے اسی اخبار میں نیچے لکھا ہوا ہے کہ بیوروکریسی کی گاڑیوں کی مرمت کے لئے اور POL کی مد میں اس دفعہ بجٹ میں 20 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ ہمیشہ سیاست دان ہی تنقید کا نشانہ کیوں بنتا ہے؟ ایسا ہمارے آپس کے جھگڑوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ میری تمام سیاست دانوں سے گزارش ہے کہ اس بات کی ہرگز اجازت نہ دی جائے کہ اس طرح سے سیاست دانوں کو کوئی تنقید کا نشانہ بنائے۔ اگر اخراجات کم کرنے ہیں تو وہ بیوروکریسی کے کم کئے جائیں۔ میں نے سالانہ بجٹ پر تقریر کرتے ہوئے کہا تھا اور آج بھی کہتا ہوں کہ انگریز اتنی زبردست buildings بنا کر گیا ہے لہذا سیکرٹریٹ کے اندر ان کے air conditioners بند کروائیں وہاں پر پنکھے لگوائیں۔ ان کے دروازوں کے باہر چکیں لگوائیں، انہوں نے دروازوں کو تالے لگائے ہوئے ہیں اور باہر چھ چھ دربان کھڑے کئے ہوئے ہیں۔ وہ پوچھتے ہیں کہ آپ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟ بھئی! جہاں سے بھی آئے ہیں پنجاب کے رہنے والے ہیں۔ سیکرٹریٹ میں جانا ہمارا حق ہے۔ یہ روش ختم ہونی چاہئے کہ ہمیشہ سیاست دان کو ہی تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ احتساب ہوتا ہے تو وہ بھی سیاست دان کا ہوتا ہے۔ اگر اخراجات کے حوالے سے تنقید ہوتی ہے تو سیاست دان پر کی جاتی ہے۔ اب یہ روش ختم ہونی چاہئے۔ یہ اخراجات بیوروکریسی نے کئے ہوتے ہیں اور کتابیں بنا کر ہمیں بدنام کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! یہ دیکھیں کہ اس Supplementary Budget Statement پر 2010-11 لکھ دیا گیا ہے حالانکہ یہ 2009-10 کا ضمنی بجٹ ہے۔ اس پر انہوں نے اتنا موٹا موٹا 2010-11 لکھ دیا ہے تاکہ حکومت کی سبکی ہوتی رہے۔ یہ سب کچھ سیاست دانوں کو خراب کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ جب تک آپ بیوروکریسی کو لگام نہیں دیں گے اس وقت تک یہ نظام ٹھیک نہیں ہو سکے گا۔ اگر حکومت یہ سمجھتی ہے کہ بیوروکریسی کے ذریعے یہ سیاست دانوں کو دبالیں گے تو میں ان کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ ایسا ہونے والا نہیں ہے۔ انھیں چاہئے کہ تمام ممبران کو اپنا input دیں اور کوشش کرنی چاہئے کہ اس طرح کی موٹی موٹی ضمنی بجٹ کی کتابیں نہ چھاپیں، جہاں پر بہت اشد ضرورت ہو وہاں ضمنی بجٹ

کے لئے رقم رکھی جائے۔یہ جو نئی گاڑیوں کے لئے اربوں روپے اور interest کے لئے 14۔ارب روپے کی منظوری طلب کی گئی ہے تو ایسی چیزیں ختم ہونی چاہئیں۔

جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں 98۔ارب روپے extra این ایف سی ایوارڈ کے تحت ملے ہیں۔اگر ہم نے یہ 98۔ارب روپے بنکوں کو دے دینے ہیں تو پھر ہمیں اس این ایف سی ایوارڈ کا کیا فائدہ ہوا ہے؟ ہمیں اس رقم سے اس صوبے کی خوشحالی کے لئے نئی schemes لانی چاہئیں۔

جناب سپیکر! میں تنویر اشرف کائرہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔انھوں نے اس دن اپنی winding up speech میں میرا نام لے کر ذکر کیا۔انھوں نے وضاحت کی کہ 200 dams کے لئے جو 20 کروڑ روپے رکھے ہیں وہ dams نہیں بلکہ ponds ہیں۔انہوں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ یہ dams نہیں ہیں۔واقعی 10 لاکھ روپے میں ڈیم نہیں بنتا بلکہ pond ہی بنے گا۔میری یہ گزارش ہو گی کہ ان ponds کے علاوہ دو سو dams بھی لازمی طور پر بنائے جائیں اور کالا باغ ڈیم بنانے کے لئے بھی اپنی جدوجہد جاری رکھیں۔Thank you very much.

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جناب اعجاز احمد خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: بہت شکریہ۔جناب سپیکر! یہ ضمنی بجٹ پورے مالی سال کے دوران جو ناگزیر اخراجات ہوتے ہیں ان پر مشتمل ایک document ہے۔ابھی میرے ایک بھائی نے آرٹیکل 124 کے حوالے سے بڑی تفصیلات بیان کیں اور کہا کہ وہ اخراجات ہونے چاہئیں جو کہ بہت ناگزیر ہوں۔میں یہاں پر قائد ایوان، وزیر خزانہ اور تمام معزز ممبران کو مبارکباد دیتا ہوں۔آپ کو یاد ہو گا کہ جب موجودہ حکومت اپنا پہلا بجٹ پیش کر رہی تھی اور اس کے ساتھ supplementary budget دے رہی تھی تو اس وقت آرٹیکل 124 کی requirement کو پورا کرنے کے حوالے سے میں نے بات کی تھی اور اس پر وزیر خزانہ صاحب نے assurance دی تھی اور کہا تھا کہ آئندہ ہم کوشش کریں گے کہ غیر ضروری اخراجات نہ کئے جائیں چونکہ یہ پچھلی حکومت کے اخراجات تھے۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ تیسرا بجٹ ہے، پہلا نہیں ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: میں پہلے بجٹ کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔ I would appreciate if interference is not made. Consistency کے ساتھ بات سنی جائے اور بات کرنے کا موقع فراہم کیا جائے۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ اس میں انہوں نے کہا کہ آئندہ ہم جو ضروری اور ناگزیر اخراجات ہوں گے ان تک محدود رہیں گے۔ جب میں نے اس supplementary budget کو تنقیدی زاویے کے ساتھ دیکھا تو اپوزیشن کے ایک معزز ممبر نے یہاں پر کہا کہ دو ویٹر رکھ لئے ہیں، دوسرے ممبر نے کہا کہ public welfare کے لئے ایک پارک بنا لیا ہے تو میں ناگزیر اخراجات کی تفصیلات آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! 2009-10 کے Supplementary Budget کے اندر جو رقم خرچ کی گئی ہے اس میں 36.810 بلین روپے wheat procurement کے لئے ہیں۔ یہاں پر کسان کی اور ہاری کی بات ہوتی ہے کہ ان کے حقوق کا کون تحفظ کرے گا تو یہ اعزاز موجودہ صوبائی حکومت کو ہے کہ انہوں نے کسان سے گندم کا ایک ایک دانہ خریدا اور پنجاب کا ریکارڈ ہے کہ 20 لاکھ ٹن گندم سے زیادہ کبھی خریداری نہیں کی گئی تو پچھلے سال 60 لاکھ ٹن گندم procure کی گئی اور ایک ایک دانہ کی خریداری کی گئی۔ 294.547 ملین روپے NWFP اور ہنزہ کے IDP's کے relief کے لئے خرچ کئے گئے۔ مشکل وقت بتا کر نہیں آتا اس وقت humanity basis پر IDP's کی مدد کرنا prompt response کی ضرورت تھی، ایک وطن کے رہائشی ہونے کے حوالے سے پنجاب حکومت کی یہ اخلاقی ذمہ داری تھی جس کو اس نے باحسن پورا کرتے ہوئے یہ رقم خرچ کی ہے۔ 1006.970 ملین روپے TEVTA میں شروع کی جانے والی evening classes پر خرچ کیا گیا ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ اس سے پہلے self financing کے تحت امراء کا یہ حق تھا کہ وہ admissions لیتے تھے تو education for all and technical education for all کی promotion کے لئے یہ رقم خرچ کی گئی۔ 4036 ملین روپے پولیس کو فراہم کئے گئے اور آپ کو پتا ہے کہ law and order کے نامساعد حالات سے نمٹنے کے لئے یہ انتہائی ضروری تھا۔ ایسے ایسے واقعات سامنے آتے ہیں کہ حکومت کو صوبہ کی عوام کے جان و مال کی حفاظت کے لئے extra ordinary precautionary measures لینے پڑتے ہیں۔ ہمیں یہ اخراجات کرتے ہوئے خوشی محسوس ہوئی کہ یہ عوام کے تحفظ کے لئے خرچ کئے گئے۔ غرباء کو جو financial aid فراہم کی گئی ہے اس کا ایک ایک کا ذکر

تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ اگر میرے بھائی پانچ دس ہزار روپے discuss کرنے کی بجائے اس اعلیٰ سوچ کو appreciate کرتے کہ غرباء اور جیسے اشرف خان سوہنا صاحب نے یہاں پر ایک خاندان کی مثال دی بلاشبہ عوام کے رہن سہن کی بہتری کے لئے اور روزگار کی فراہمی کے لئے حکومت کے وسائل ان کی دہلیز پر پہنچنے چاہئیں لیکن زمینی حقائق سے آنکھیں بند کرکے تنقید برائے تنقید کرنے سے ہم کوئی قومی خدمت نہیں کرتے بلکہ لوگ اس کو غیر سنجیدہ attitude سمجھتے ہیں۔ میں یہ عرض کروں کہ آج ہم جو حالات face کر رہے ہیں وہ کوئی پچھلے دو سال میں پیدا نہیں ہوئے بلکہ بد قسمتی سے آمریت کے پچھلے نو سالوں کے اندر پیدا ہوئے۔ ہمارے اس ملک کے اندر external investment بند ہوئی، ملک کی اپنی industry تباہ ہوئی، law and order کی situation بری طرح خراب ہوئی اور جو لوگ اس کے ذمہ دار ہیں وہ آج جب یہاں اس ہاؤس میں واویلا کرتے ہیں تو ہمارے سر شرم سے جھک جاتے ہیں۔ میں یہاں پر ایک بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہم نے پچھلی حکومت کی کرپشن، اقرباء پروری اور اختیارات کے

ناجائز استعمال کے کلچر کا خاتمہ کیا ہے۔ ہم نے صوبہ کے اندر ایماندارانہ steps لئے، ہم نے transparency اور merit کو promote کیا ہے۔ ہمیں فخر ہے کہ کوئی بدترین سے بدترین مخالف بھی ہمارے اوپر مالی کرپشن کا الزام عائد نہیں کر سکتا، کوئی شخص بھی ہماری نیک نیتی پر draft نہیں کر سکتا۔ جو اخراجات کئے گئے وہ ضروری اخراجات کئے گئے اور یہاں قائد حزب اقتدار نے کہا ہے کہ اگر کوئی سمجھتا ہے کہ یہ اخراجات کرکے ہم نے کوئی جرم کیا ہے تو وہ یہ جرم سو دفعہ کریں گے اور یہ House اس معاملے میں ان کی بھرپور support کرے گا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ کو جب بہت مسائل ہوں، قومی challenges بہت بڑے ہوں تو better management of resources کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہم نے پنجاب کی ایک ایک پائی کو بہتر انداز میں استعمال کرنے کا عزم بھی کیا ہے اور مناسب جگہوں پر خرچ کرکے ایک ذمہ دار حکومت اور governance ہونے کا ثبوت بھی دیا ہے۔

جناب سپیکر! میں نے یہاں پر بات کی کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ صوبہ کی عوام خوشحال ہو تو آپ کو اپنا net collection system بہتر کرنا ہوگا۔ میں Minister for Finance کا مشکور ہوں کہ میرا نام لئے بغیر انہوں نے اس point پر وضاحت کی۔ ہم نے tax collection کو 24 فیصد بہتر کیا ہے لیکن

جہاں ہم appreciate کرتے ہیں کہ اس بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس شامل نہیں کیا گیا وہاں پر ہم یہ چاہیں گے کہ tax net میں اضافہ کیا جائے اور corrupt machinery کو اس سے علیحدہ کیا جائے اور صوبہ کی سب سے بڑی ترجیح محاصل کی ایماندارانہ collection ہونی چاہئے اور اس کے لئے میں چاہوں گا کہ جب Finance Minister یہاں پر wind up کریں تو جیسے انہوں نے پہلے یہ مہربانی کی اور بتایا کہ اس پر خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے بلکہ یہ بھی بتائیں کہ اس صوبہ کے اندر محاصل collection کا کتنا potential موجود ہے اور in fact کتنی ہو رہی ہے۔ اس درمیانی space کو fill کرنے کے لئے حکومت کیا انتظامات کر رہی ہے جو کہ ہمیں اپنی کارکردگی کے ذریعہ سے عوام کی خدمت کرنی ہے۔ ماضی کے لوگ جو کرتے رہے عوام نے دیکھا اور اس کے نتائج بھی سامنے آئے کہ سابق حکومت کے چند لوگ اس اسمبلی میں پہنچ سکے تو الحمد للہ خدمت کا سلسلہ جو نیک نیتی کے ساتھ چل رہا ہے وہ انشاء اللہ قائد حزب اقتدار کی قیادت میں آگے بڑھے گا اور ہمارا مکمل تعاون ان کے ساتھ ہے۔ ان کی عوام دوست policies کے حوالے سے میں نے اپنی main budget speech میں detailed discussion کی اور ان سب کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ایک ممبر کے طور پر میرے اوپر جو ذمہ داری ہے اور حزب اقتدار کے تمام ممبران کی ذمہ داری ہے ہم اس ذمہ داری کو خلوص، ایمانداری اور قومی جذبہ کے ساتھ discharge کریں گے۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محمد معین وٹو صاحب!

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! شکریہ۔ مجھے احساس ہے کہ جب یہاں میری باری آئی ہے تو House میں معزز ممبران کی تعداد سے صاف ظاہر ہے کہ جن ممبران کی تقریر ابھی باقی ہے وہ بیٹھے ہیں یا سرکاری افسران بیٹھے ہیں۔ کہتے ہیں کہ کسی جلسے میں ایک مقرر تقریر کر رہا تھا سب لوگ چلے گئے تو ایک صاحب بیٹھے رہے تو اس مقرر نے کہا کہ آپ کو شاباش، آپ بڑے باذوق ہیں آپ کو میری بات پوری سمجھ آ رہی ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں جی، میں تو ٹینٹوں والا ہوں میں نے تو وہ اکھاڑ کر لے جانے ہیں۔ اب یہاں پر ہماری صورتحال یہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں ذرا تبدیلی کر لیں کہ چونکہ سپیکر نے wind up کرنا ہوتا ہے اس لئے اس کا بیٹھنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ (قہقہے)

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! آج کا اجلاس ایک لحاظ سے بڑا دلچسپ بھی رہا اور Leader of the House بھی یہاں تشریف لائے، پھر میں نے پہلی دفعہ Leader of the Opposition کو سنا، انہوں نے بھی بڑی تیاری سے بات کی آج چونکہ ضمنی بجٹ پر بحث کا دن ہے اور مجھے احساس ہے کہ ضمنی بجٹ اور سالانہ بجٹ کی نوعیت کا فرق یہ ہے کہ ضمنی بجٹ کی بحث کا نسبتاً limited scope ہے لیکن اس میں یہ بات ضرور مدنظر رکھی جاتی ہے کہ اس بحث میں ہم ان اخراجات کا تجزیہ اور احتساب کرتے ہیں جو سالانہ بجٹ کی planning میں نہیں آسکتے تھے اس لئے کہ وہ ہنگامی صورتحال جب پیدا ہوتی ہے تو اس وقت وہ اخراجات کئے جاتے ہیں مگر دیکھنا یہ ہے کہ موجودہ حکومت نے جو ضمنی بجٹ پیش کیا ہے اور وزیر خزانہ صاحب نے جو عرق ریزی کی ہے اور جو اخراجات انھوں نے بتائے ہیں ان کی نوعیت کیا تھی۔ ان کی نوعیت یہ تھی کہ جو اخراجات بم دھماکے کے بعد فوری طور پر حکومت وقت کو وہاں پر جو لوگوں کا جانی و مالی نقصان ہوتا ہے ان لوگوں کی compensation کے لئے جو اخراجات اٹھائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ جو صورتحال گندم کی خریداری میں پیدا ہوئی کہ خوش قسمتی سے پچھلی دفعہ ہمارے ملک میں گندم ہماری ضرورت سے بھی زیادہ پیدا ہوئی اور حکومت کا جو target تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: House کا time ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمد معین وٹو: حکومت نے اس میں خواطر خواہ اضافہ کیا اور اس اضافے کے لئے یقیناً فوری طور پر رقوم کی فراہمی ضروری تھی، وہ رقوم اس لئے فراہم کی گئیں اور وہ اخراجات اس لئے اٹھائے گئے کہ اس میں کاشتکار کی بہتری کو ملحوظ خاطر رکھا گیا۔ اگر اس میں کاشتکار اور خاص طور پر غریب کاشتکار کو اس کی فصل کی قیمت نہ دی جاتی تو وہ بھی ملکی پیداوار میں آئندہ کے لئے ہمارے لئے اور ملک و صوبے کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتی تھی اسی لئے ہنگامی طور پر چینی کی قلت ہوئی تو سبسڈی کے طور پر حکومت پنجاب کو مختلف اضلاع میں چینی کی purchase کے لئے رقوم فراہم کرنا پڑیں۔ میں خاص طور پر ذکر کروں گا کہ اس مد میں جو بڑی اہم ضرورت تھی جس کے لئے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے اور موجودہ حکومت نے جو اخراجات اٹھائے وہ صحت کے شعبہ میں تھے۔ جیسا کہ بہاولنگر میں نابینا لوگوں کے علاج کے لئے ایک ہسپتال کی تعمیر تھی، الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں تھا اور وہاں کارڈیالوجی ہسپتال بھی تعمیر کیا گیا۔ یہ وہ اخراجات ہیں جو سالانہ بجٹ میں نہیں تھے بلکہ ضمنی بجٹ میں تھے۔

جناب سپیکر! میں خاص طور پر یہ ذکر کرنا چاہوں گا کہ جو اخراجات ان شہیدوں کے لئے کئے گئے کہ جنھوں نے دہشتگردی کا مقابلہ کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا اور اپنے فرائض کی ادائیگی کی۔ میں اس موقع پر اس بات کا ذکر کرنا چاہوں گا کہ جناح ہسپتال میں جو واقعہ پیش آیا وہاں میرے حلقہ کے ایک نوجوان غلام احمد نے جام شہادت نوش کیا اور اپنی ذمہ داری اور فرض کو نبھاتے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔ وہ ایک غریب خاندان سے تعلق رکھتا تھا اور وزیر اعلیٰ صاحب کو میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے فوری طور پر اس کے گھر دورافتادہ بارڈر ایریا میں جا کر نہ صرف ان کی حوصلہ افزائی کی، ان سے تعزیت کی بلکہ انھوں نے 30لاکھ روپے کی گرانٹ اس کی بیوہ کو دی،12لاکھ روپے اس کے بچوں کو دیئے، اس کے بچوں کی تعلیم کو مفت کیا، اس کے بھائی کو ملازمت دی اور اس کے نام پر وہاں ایک سڑک منسوب کی۔ وہاں اس کے گاؤں میں ایک سکول منظور کیا تو یہ وہ اخراجات ہیں جو ضمنی بجٹ میں خرچ کئے گئے جس کی تفصیل ضمنی بجٹ میں ہے پھر وزیر اعلیٰ صاحب کا یہ حکم تھا کہ میں جس جگہ پر جاؤں وہاں پر کوئی tent نہیں ہونا چاہیئے جن حالات میں وہ لوگ رہ رہے ہیں ان کی جو صورتحال ہے میں وہاں اسی طرح سادگی میں جانا چاہتا ہوں۔ یہ باتیں وہ ہیں جو اُن کے wisdom and vision کی ترجمانی کرتی ہیں اور جو اُن کے اندر درددل ہے اس کی ترجمانی کرتی ہیں کہ انھوں نے وہ اخراجات نہیں کئے جو وزیر اعلیٰ کی شان وشوکت پر خرچ ہوں اور جو وزیر اعلیٰ کے استقبال پر خرچ ہوں۔ انھوں نے وہ اخراجات کئے ہیں جن سے کسی غریب کی فلاح وبہبود کا کام ہو سکتا ہے، جن سے کسی غریب کی خوشحالی ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! TEVTA کے جہاں پر training institutes ہیں وہاں طالبعلم اپنے اخراجات سے خود فیسیں دے کر پڑھا کرتے تھے، وزیر اعلیٰ صاحب نے ان تمام طالبعلموں کے اخراجات اور ان تمام کی فیسیں معاف کر دیں اور ان کے اخراجات حکومت پنجاب نے اٹھا لئے، اس ضمنی بجٹ میں ان اخراجات کا ذکر ہے۔ اس کے علاوہ جو غریب طلبہ جنھوں نے نمایاں پوزیشنیں حاصل کیں ان پر بھاری رقوم حکومت کی طرف سے حوصلہ افزائی کے لئے خرچ کی گئیں۔ میں اعدادوشمار میں نہیں جانا چاہتا لیکن دیکھنا یہ ہے کہ یہ جو اخراجات اٹھائے گئے ہیں کیا ان میں عوام کی اور غریب کی فلاح وبہبود کے بارے میں سوچا گیا ہے یا نہیں سوچا گیا یا یہ اخراجات جو اٹھائے گئے ہیں کیا یہ فضول خرچی کے زمرے میں آتے

ہیں یا ہنگامی صورتحال سے نبرد آزما ہونے کے زمرے میں آتے ہیں؟ ہمارا صوبہ جسے بدقسمتی سے اس وقت دہشتگردی کا مقابلہ ہے، یہاں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال ناگفتہ بہ ہے، جہاں ایسی صورتحال ہو وہاں یقیناً پیداواری یونٹ بھی کام نہیں کر سکتے اس لئے لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو یا عوام کو تحفظ دینے کے لئے جتنے بھی اخراجات کئے جائیں وہ میں سمجھتا ہوں کہ عوام کی بنیادی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ہیں۔ وہ جو غریب کی خوشحالی کے لئے اخراجات اٹھائے جائیں وہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ قانون اور آئین کے مطابق ہیں جیسا کہ میرے دوستوں نے آرٹیکل 124 کا ذکر کیا اس میں بھی یہی ذکر کیا گیا ہے کہ آرٹیکل 124 حکومت وقت کو ضمنی بجٹ کا اختیار دیتا ہے تاکہ جو اخراجات فوری نوعیت کے یا بغیر بجٹ میں ذکر کئے جن کی ضرورت پیش آتی ہے وہ اخرجات حکومت وقت اٹھا سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا یہ جو ضمنی بجٹ ہے یہ سو فیصدی justified ہے۔ میں اس لئے justified کہہ رہا ہوں کہ جو ضروریات پیش آئیں ان کو پورا کرنا انتہائی ضروری تھا۔ اگر سستی روٹی کے لئے فنڈز فراہم کئے گئے ہیں تو وہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ غریب کی فلاح و بہبود کے لئے، غریب کی خوشحالی کے لئے اور عام آدمی کو فائدہ دینے کے لئے یہ خراجات اٹھائے گئے ہیں۔ شکریہ۔ بہت مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میرے چند دوستوں نے ضمنی بجٹ کی کتاب پر اعتراض کیا ہے لیکن چونکہ بجٹ 11-2010 کی پرنٹنگ کے ساتھ اس کتاب کی پرنٹنگ ہوئی ہے اس وجہ سے اس کے outer title پر 11-2010 لکھا ہے۔ ضمنی بجٹ running financial year کا ہوتا ہے اور اس کتاب کے صفحہ نمبر 3 پر 10-2009 لکھا ہوا موجود ہے۔ میرے جن دوستوں نے اعتراض کیا ہے شاید انھوں نے اس پر غور نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ رائے محمد اسلم کھرل صاحب!

رائے محمد اسلم خان: شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! جیسا کہ دوستوں نے کہا کہ ضمنی بجٹ جو اخراجات کرنے کے بعد approval کے لئے پیش ہوتا ہے اور یہ اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ بہت سے ایمرجنسی اور ناگہانی صورتحال کی وجہ سے جو فنڈز بجٹ میں مختص رقوم سے زیادہ خرچ کر دیئے جاتے ہیں ان کی approval کے لئے ہوتا ہے۔ موجودہ ضمنی بجٹ میں بھی بہت سی ایسی اہم اور ضروری چیزوں کے لئے فنڈز خرچ کئے گئے جس میں گندم کی خرید کے لئے بنکوں سے قرضہ جات حاصل کئے گئے اور اُس مد میں زیادہ رقم خرچ کر دی گئی۔ جیسے میرے بھائی کہہ رہے ہیں کہ ذہین طلباء کی حوصلہ افزائی یا اور بہت سی ایسی ضروری چیزیں تھیں، جن کے لئے فنڈز خرچ کر دیئے گئے۔ دہشتگردی صرف صوبہ نہیں بلکہ پورے ملک میں ہو رہی ہے اس کی وجہ سے ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ ایمرجنسی رقوم خرچ کرنی پڑتی ہیں۔ ان شہدا کے ورثاء کی حوصلہ افزائی کے لئے جنہوں نے دہشت گردی کے دوران ہماری حفاظت کرتے ہوئے، صوبہ اور ملک و قوم کی حفاظت کرتے ہوئے اپنی جانوں کے نذرانے دیئے، اُن کے لئے زائد پیسے خرچ ہوئے۔ اس بجٹ میں زیادہ تر مدات میں جو اضافہ کیا گیا ہے وہ اس قسم کی رقوم تھیں جو بہت ضروری تھیں جیسے غریب عوام کی خدمت اور صوبہ کا نظم و نسق چلانے کے لئے تھیں۔

جناب سپیکر! کچھ رقوم ترقیاتی بجٹ کا حصہ کاٹ کر اور عوام کے فلاحی کاموں کا حصہ کاٹ کر استعمال کر لی گئیں۔ بجٹ بنانے والی وہ قوتیں جو 1947 سے لے کر آج تک صوبہ کے وسائل اور اختیارات پر قابض ہیں انہوں نے اپنے مفادات کی خاطر جو رقوم خرچ کی ہیں اُس کے لئے میں عرض کرتا چلوں کہ پہلے بجٹ بھی انہوں نے ہی بنایا تھا لیکن اس وقت ان مدات میں زیادہ رقم رکھ لیتے اور اپنی پلاننگ درست کر لیتے۔ میری گزارش صرف اتنی سی ہے کہ خدارا اضافی رقم خرچ کرتے وقت یہ خیال ضرور رکھ لیا کریں کہ ہمارے ترقیاتی بجٹ اور دوسرے عوامی فلاحی کاموں سے کمی کر کے بیوروکریٹس کے گھر اور دفاتر کی آرائش نہ ہوتی رہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو بھی سیاسی جمہوری حکومت آئی ہے تو پاکستان کے قیام کے بعد اب تک اس ایوان میں جتنے بجٹ پیش ہوئے ہیں ان کے مختص کردہ ترقیاتی فنڈز اگر اس خطہ میں ایمانداری سے صرف ہو جاتے تو آج پنجاب کا نقشہ اور پنجاب کی حالت زار یہ نہ ہوتی۔ میں اس دفعہ بھی کہتا ہوں کہ 193۔ارب کے ریکارڈ ترقیاتی فنڈز ترقیاتی کاموں کے لئے

رکھے گئے ہیں لیکن جب وہ قوتیں وہ لوگ اپنی قلم کی ایک جنبش سے پتا نہیں کن اندھیروں میں دھکیل دیتے ہیں تو وہ اصل فنڈز کا نقصان ہے۔ اس سے یہ نقصان ہمارے صوبہ کا نہیں بلکہ پورے ملک کا ہو رہا ہے۔ یہ practice صرف ہمارے پنجاب میں نہیں بلکہ پورے پاکستان میں ہو رہی ہے چاہے کسی بھی پارٹی کی حکومت ہو یہ practice ہو رہی ہے۔ میں سابقا حکومت پر اور نہ موجودہ حکومت پر تنقید کرتا ہوں کیونکہ ہم وہ خامیاں موجودہ حکومت میں ان تین سالوں میں بھی دُور نہیں کر سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! صرف اتنی گزارش ہے کہ بجٹ بناتے وقت اور ان مدات میں خرچ کرتے وقت سیاسی لوگوں اور Parliamentarians کی نمائندگی ہو تاکہ انہیں احساس ہو کہ یہ ملک ہمارے سیاستدانوں نے عوام کی بہتری کے لئے بنایا تھا اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے نظریہ کے مطابق بنایا تھا، صرف سول یا ملٹری بیوروکریٹس کے لئے نہیں بنایا تھا۔ میری تو صرف اتنی سی استدعا ہے کہ یہ اسمبلیاں صرف بجٹ پاس کرنے کے لئے ہی نہ رہ جائیں، صرف rubber stamps ہی نہ رہ جائیں بلکہ اس صوبہ اور ملک کا بجٹ بناتے وقت بھی سیاسی لوگوں کا عمل دخل ہو اور اس کے تصرف میں بھی نمائندگان کا عمل دخل ہو تو انشاء اللہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اعتراضات جو House میں بجٹ بحث کے دوران ہوتے رہے ہیں وہ نہیں ہوں گے۔ جس طرح وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کی قیادت اور وزیر اعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی کی قیادت میں بہت ساری تبدیلیاں آئی ہیں اور ملک اور صوبہ ترقی کی راہ پر چلا ہے انشاء اللہ اس سے بہت change آئے گی۔ جو خامیاں اور غلطیاں غیر منتخب لوگ ہم سے کرواتے ہیں تو جب ان میں منتخب نمائندوں کا عمل دخل ہو گا تو انشاء اللہ یہ چیزیں بھی ختم ہو جائیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ کی تقریر بھی ختم ہو جائے گی کیونکہ ٹائم ہو گیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! صوبائی حکومت کی طرح اب ضلعی حکومتوں میں بھی یہی عالم ہے کہ ضلع کونسل کے ایوانوں نے جو بجٹ منظور کئے تھے اُن میں بھی تبدیلی آئی ہے۔ اب 2010-11 کے لئے جو بجٹ وہ بنا رہے ہیں اُن میں بھی ترقیاتی کاموں کے لئے کوئی رقوم نہیں رکھی جا رہیں کیونکہ وہاں پر بھی افسران کے بنگلے ہی تعمیر ہو رہے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔جی، عامر سلطان چیمہ صاحب!

چوہدری عامر سلطان چیمہ: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں نے لکھوایا تو کل تھا کہ شاید جلدی باری آجائے گی لیکن چلو کوئی بات نہیں۔ایک دفعہ میں نے سوچا کہ چلا جاؤں پھر میں نے سوچا کہ تھوڑی سی ریکارڈ پر بات آجائے کہ میں نے بھی کوئی بات کر لی ہے کیونکہ سالانہ بجٹ پر بھی میں بات نہیں کر سکا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے آپ سے زیادہ میں نے یہ سوچا تھا لیکن آپ نے کہہ دیا۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: ظاہر ہے کہ آپ کا فرض ہے بلکہ naturally ہم سب کا فرض ہے کیونکہ ہم منتخب ہو کر اسی کام کے لئے ہی آئے ہیں اور ہمیں عوام کی بہتری کے لئے ہی کام کرنا ہے۔ ضمنی بجٹ کا جو مفہوم لیا جاتا ہے وہ یہی لیا جاتا ہے کہ وہ اخراجات جو حکومت اپنے سالانہ بجٹ میں نہ کر پا رہی ہو یا منظور نہ ہوئے ہوں، اس کی منظوری آئندہ اگلے سال میں لی جاتی ہے۔ دیکھا جائے تو اس 153.67 بلین روپے کے اتنے بڑے حجم کے ضمنی بجٹ کی منظوری لینا میرے حساب سے پنجاب کی دس کروڑ آبادی کے ساتھ ناانصافی ہے کیونکہ یہ planning ہونی چاہئے۔ پچھلے سال جب بجٹ پیش ہوا تو یہ پورا plan آنا چاہئے تھا ہاں اگر کچھ ایسے واقعات سرزد ہوئے جو کہ beyond the means ہیں جن پر ہم کچھ کر نہیں پا رہے تھے جیسا کہ خودکش حملے یا ایسے اور واقعات ہیں تو ان کی اجازت تو دے دی جائے اور ہو جائے لیکن بہت سارے ایسے اخراجات جو کہ نہ ہونے والے تھے اور جن کی planning اس بجٹ میں پہلے ہی ہو جانی چاہئے تھی انہیں supplementary budget میں منظور کروانے کی سمجھ مجھے یہی آئی ہے کہ ہمیشہ planning کاغذات میں بنتی ہے اور اس پر کوئی عمل نہیں ہو پاتا اور اس سال بھی ہم نے جو دعوے کئے ہیں تو نظر یہی آرہا ہے کہ جس طرح پچھلے سال وہ دعوے ادھورے کے ادھورے اور کاغذوں پر ہی رہ گئے تو مجھے یہی لگتا ہے کہ امسال کے بجٹ کے بھی مختلف دعوے اور ترقیاتی سکیموں اور جنوبی پنجاب کے حوالے سے پیش کئے گئے اعداد و شمار سے متعلق میرا خدشہ ہے کہ یہ بھی پچھلے سال کی

طرح ادھورے ہی رہ جائیں گے اور داستان ہی بنے گی اور ذکر ہی رہ جائے گا لیکن عمل شاید نہ ہو پائے گا۔

اگر دیکھا جائے تو 102۔ارب روپے کا charge claim کیا جا رہا ہے یعنی اس کی منظوری supplementary budget میں لی جا رہی ہے اور اگر ہم غور کریں تو ہماری بہت ساری رقم یعنی 81۔ارب روپے قرضوں کی سود کی واپسی پر ہم نے لٹا دیئے ہیں۔پنجاب کی عوام کے خون پسینے کی کمائی کو اس کی فلاح و بہبود پر خرچ کرنے کی بجائے ہم نے اسے قرضوں کے سود کی ادائیگی پر لگا دیا ہے اور تو اور ہم نے markup to the، کمرشل بنک 13۔ارب 80 کروڑ روپیہ کمرشل بنک کے markup پر بھی دے دیا ہے کیوں؟ کیونکہ سٹیٹ بنک جو کہ سستے شرح سود پر ہمیں رقم فراہم کرتا ہے، اس نے جواب دے دیا تھا اس لئے کہ ان کا overdraft ہو گیا تھا۔انہوں نے جواب دے دیا تھا کہ ہم آپ کو پیسے نہیں دے سکیں گے تو انہوں نے کمرشل بنکوں سے بھاری سود پر پیسے لے کر پنجاب کی دھرتی کے غریبوں پر ظلم کیا ہے جس کے یہ لوگ آج دعویدار ہیں اور اس کے لئے یہ اپنے آپ کو خادم اعلیٰ کہلاتے ہیں۔میں تو کہوں گا کہ یہ کیسی خدمت ہے؟ یہ پنجابی خدمت گار اپنے ہی صوبہ سے کیسی زیادتی کر رہے ہیں کہ انہوں نے پنجاب کا پیسا سود اور قرضوں پر لٹا دیا ہے اور اس کے علاوہ 20۔ارب 18 کروڑ روپیہ سٹیٹ بنک کے پاس block accounts کی مد پر سود دے دیا گیا ہے جو block accounts تھا اس کی مد پر بھی 20۔ارب 18 کروڑ روپے سود کی نذر ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ حال ہے ہمارا تو پھر کیسی good governance، کیا یہ good governance کے دعوے ہیں؟ ایک دفعہ ہم کہتے ہیں کہ ہم good governance لائیں گے۔ہم اس صوبہ کو مزید ترقی دیں گے اور پچھلے دس سال کا رونا روتے ہیں، پچھلے پانچ سال کی پرویز الہیٰ صاحب کی حکومت کا رونا روتے ہیں کہ انہوں نے اس صوبہ کو لوٹا، انہوں نے اس صوبہ کے ساتھ زیادتی کی اور اپنی تعریفیں کرتے ہیں تو یہ documents یہی بتاتے ہیں کہ یہ بھی اس حمام میں کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں اور یہ بھی اسی طرح ننگے ہیں اگر یہ دوسروں پر الزام لگاتے ہیں۔ان کی کارکردگی کی سزا اگر انہیں ملی تو انشاء اللہ تعالیٰ انہیں بھی اپنی کارکردگی کی سزا عوام آئندہ آنے والے elections میں دیں گے۔

جناب سپیکر! اگر دیکھا جائے تو گندم کی خریداری کے لئے سالانہ بجٹ میں 95-ارب 20 کروڑ روپے رکھے گئے تھے لیکن 145-ارب 86 کروڑ روپے اس پر اخراجات آ گئے۔ کیا ہم نے plan نہیں کیا تھا کہ کتنے اخراجات آئیں گے، کیا اندھا دھند ہی ہم یہ بجٹ بنا دیتے ہیں؟ پھر یہ کاغذوں کا ہی گورکھ دھندہ ہے جو کہ ہم بیان کرتے ہیں اور خوبصورت تقاریر کر کے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔ گندم کی خریداری اچھی بات ہے، کرنی چاہئے تھی لیکن پورا plane ہونا چاہئے تھا اور اسے سالانہ بجٹ میں منظور کروانا چاہئے لیکن اس کے اخراجات زیادہ کر دیئے گئے اور کہا گیا کہ ہم دانہ دانہ خریدیں گے۔ آج کسان کا کیا حال ہوا ہے، جائیں، پوچھیں، دیکھیں کہ کیا کسان سے گندم کا دانہ دانہ خریدا گیا ہے؟ جس کے یہ دعویدار ہیں مجھے امید ہے کہ اس کا احتساب بھی آئندہ الیکشن میں ہو گا اور کسان اپنے ووٹ کی طاقت سے بتائے گا کہ کیا اس کا دانہ دانہ خریدا گیا ہے کہ نہیں؟

جناب سپیکر! state trading in food grain and sugar یعنی اس کی خریداری پر بھی supply & demand پر بھی 36-ارب charged، جو ہم سے لیا جا رہا ہے وہ 13-ارب 80 کروڑ ہے تو sugar کی خریداری کی گئی؟ ہوا کیا کہ چینی کی قیمتیں بہت بڑھ گئی ہیں۔ یہ ملوں سے چینی اٹھا کر مارکیٹ میں لائے لیکن اسی چینی کو فروخت کر کے مل والوں کو حکومتی ریٹ یعنی -/46 روپے فی کلو گرام کے حساب سے واپس کیا گیا۔ پہلے ان سے ادھار پر چینی لے کر فروخت کی اور پھر وہی پیسا انہیں واپس کیا گیا لیکن اس کی مد پر خرچہ آ گیا اور کہتے ہیں کہ یہ خرچہ اس لئے آ گیا کہ اس پر ہم نے خریداری کر کے پنجاب کے 16 اضلاع میں رمضان بازار کے لئے transportation پر خرچہ آ گیا۔ اس پر تو خرچہ آنا ہی نہیں چاہئے تھا کیونکہ یہ تو ملوں سے زبردستی اٹھائی گئی تھی اور اٹھا کر مارکیٹ میں سستے داموں فروخت کی گئی اور فروخت کر کے انہیں ان کا پیسا واپس کیا گیا تھا تو اس پر خرچہ کہاں سے آ گیا، خرچہ کیوں کر دیا گیا؟ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ اس صوبہ کے ساتھ کیا ہو رہا ہے، اگر اس پر خرچہ کر دیا گیا اور وہ اتنی ہی اچھی چیز تھی تو اس سال بھی تو چینی مہنگی ہو گئی ہے تو اس سال یہ سکیم کیوں نہیں رائج کی جا رہی کیونکہ انہیں پتا ہے کہ پچھلے سال اس صوبہ کے ساتھ کیا گورکھ دھندہ کیا اور کیا کچھ ہوا اس لئے اس وجہ سے چینی کی اس سال خریداری نہیں کی جا رہی، اس سال بھی تو چینی اسی طرح مہنگی ہے اور اس سال بھی -/64 سے -/70 روپے فی کلو گرام مارکیٹ میں دستیاب ہے۔ اس سال چینی ملوں سے زبردستی اٹھا کر ان غریبوں

کو کیوں نہیں دی گئی بلکہ اس سال یہ سکیم بند کر دی گئی۔ایک جیتی جاگتی یہ مثال ہے کہ پچھلے سال بڑی گاڑیوں پرluxury taxلگا دیا اور اس سال پھر واپس لے لیا۔ پہلے پچھلے سال لگایا کیوں تھا جو اس سال واپس لے لیا حالانکہ اصولی طور پر2010-06-30تک جنہوں نے گاڑیاں خریدی ہیں ان پرluxury tax لازم ہے لیکن دیکھ لیجئے گا کہ ان سےluxury taxنہیں لیا جائے گا صرف زبردستی ڈاکا ڈالا گیا اور لوگوں سے کھینچ کر لے لیا گیا اور اپنیrecovery showکر لی گئی کہ ہم نے بڑیrecoveryکی ہے اور ایکسائز والوں کو شاباش کے نام پر بڑے انعامات دیئے گئے کہ آپ نے بڑی اچھیrecoveryکی لیکن یہ نہیں دیکھا کہ جتنی انہوں نےrecoveryکی اس سے زیادہ تو اخبارات میں اشتہاروں پر لگا دیا۔کیا یہ اس صوبہ کے ساتھ زیادتی نہیں ہے، کیا یہ اس صوبہ کے غریب عوام کے ساتھ انہونی نہیں ہو رہی؟

جناب سپیکر!میں تو پھر یہی کہوں گا کہ یہ بڑے دعویدار ہیں کہ ہم نے دہشت گردی کو روکا ہے، ہم نے پولیس کو بڑے فنڈز دیئے ہیں اور صوبہ میں امن و امان کی صورتحال بہتر کر دی ہے لیکن تھانہ کلچر کا کیا حال ہے، کیا آج رشوت پچھلے دور سے کم ہو گئی ہے اور کیا آج ایک شریف آدمی تھانے میں جاتے ہوئے خوشی محسوس کرتا ہے؟یقین مانئے کہ ہم بھی کم از کم آج تھانیدار کو فون کرتے ہوئے شرماتے ہیں اور شرم آتی ہے کہ ہم نے جب فون کرنا ہے تو اس نے سفارش بھی ماننی ہے اور انہی سے دگنی رشوت بھی لینی ہے تو کیا یہ کچھ نہیں ہو رہا؟

جناب سپیکر!یہ دہشت گردی روکنے چلے ہیں اور دہشت گردی کا شکار ہونے والوں کو تو فنڈز دیئے جاتے ہیں لیکن انہوں نے 5۔ارب روپے عیاشیوں پر اڑا دیئے ہیں اور انہوں نے اس پیسے کو اپنا پیسا سمجھ کر مختلف این جی اوز اور اداروں یہاں تک کہ وکلاء برادری کو خریدنے کے لئےDistrict Bars کو فنڈز دے دیئے گئے اور آج یہ وفاقی حکومت پر الزام لگاتے ہیں کہ وفاقی حکومت کے وزیر وکلاء کو خرید رہے ہیں اور وہ پیسے بانٹ رہے ہیں تو پنجاب حکومت کےsupplementary budgetمیں بھی آ رہا ہے کہ انہوں نے ڈسٹرکٹ بار کو خریدنے کے لئے رقم مخصوص کی اور ڈسٹرکٹ بار کو فنڈز دیئے گئے۔ انہوں نے چھorganizationsجو مرکز طیبہ مریدکے ہیں ان کو بھی فنڈ دیئے ہیں۔ایک جگہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم صوبہ سے دہشتگردی ختم کر رہے ہیں اور دوسری جگہ مرکز طیبہ مریدکے کو فنڈز دیئے جا رہے ہیں۔ یہ قول و فعل میں تضاد نہیں ہے تو پھر کیا ہے؟کاش کہ یہ پیسا تعلیم، صحت، زراعت،

آبپاشی، لائیو سٹاک اور ہاؤسنگ ڈویلپمنٹ پر خرچ کر دیتے تو بہتر ہوتا۔ ان سکیموں پر خرچ کیا جاتا اور ان کو organize کیا جاتا۔ انہوں نے non development پر خرچ کر کے اس صوبہ کے ساتھ انتہائی زیادتی کی ہے اور تو اور اگر دیکھا جائے تو پچھلے سال انہوں نے بڑا دعویٰ کیا تھا کہ ہم نے 175۔ارب روپے کا ADP بنایا اور اس کو ہم نے تین سالہ mid term budgetary framework پر رکھا ہوا ہے لیکن انہوں نے کیا کیا کہ وہی رقم جو پچھلے سال تھی کہ یہ 10-2009 پر خرچ ہو گی اور یہ 11-2010 پر خرچ ہو گی آج انہی رقموں کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔ مثلاً کسی سکیم پر انہوں نے اس سال پچاس کروڑ روپے خرچ کرنے تھے تو انہوں نے پچاس کی بجائے دس کروڑ روپیہ show کیا ہوا تھا۔ یعنی اس کو بھی revise کر لیا گیا اور اس بجٹ پر 134۔ارب پر revise کر کے لے گئے۔ ان savings سے انہوں نے block allocation پر پیسے رکھ کر اس سال ضمنی بجٹ کی نئی سکیمیں ڈال دیں۔ کہتے ہیں کہ ہم نے savings سے ڈال دیں۔ Savings کون سی ہوئیں؟ یہ وہی savings ہیں جو آپ نے annual budget میں 175۔ارب روپے رکھا تھا اس کو 134۔ارب کیا وہ اب savings میں لے گئے ہیں اور اپنا کارنامہ سر انجام دے رہے ہیں کہ وہ ہم نے savings کر دی ہیں۔ واہ بھئی واہ، کیا کہنے ہیں، کیا اس حکومت کے کہنے ہیں۔ بس میں یہی کہوں گا کہ خدارا اپنے قول و فعل میں تضاد مت لاؤ۔ خدارا جو بیان اس اسمبلی میں کرتے ہیں اور جو بات کرتے ہیں on the floor of the House اس پر عمل کر کے بھی دکھائیں تو یقیناً آپ لوگوں کا گراف بڑھے گا۔ آپ لوگوں کا گراف کیوں گر رہا ہے؟ آج ضمنی الیکشن اس کی گواہی دیتے ہیں جس پارٹی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کا ووٹ بنک کم ہو گیا آج وہ پارٹی ان کے برابر کی سطح پر آتی ہوئی نظر آ رہی ہے جسے یہ گالیاں دیتے تھے، جس پر یہ انگلیاں اٹھاتے تھے آج وہی پارٹی برابر ہوتی ہوئی نظر آ رہی ہے لیکن ان کے قول و فعل میں بھی تضاد ہے۔ ایک طرف انہی کی پارٹی کا وزیر خزانہ سستی روٹی اور بجٹ کی تعریف کر رہا ہے اور دوسری جگہ انہی کا گورنر ان سب پر تنقید کر رہا ہے۔ یہاں ان کے ممبران میں سے کوئی تعریف کرتا ہے اور کوئی تنقید کرتا ہے۔ میں تو کہوں گا کہ یہ سارے کا سارا گورکھ دھندا ہے۔ خدارا اس طرف اسمبلی کو مت لے کر جائیں کہ کل کو پھر وہ آ جائے اور کہے کہ آرڈر، آرڈر، اسمبلی کی مدت ختم ہو گئی ہے۔ یہ سارے کے سارے corrupt تھے، ان کا احتساب ہونا چاہئے، ان کو نیب arrest کرے اور ان کو اندر بھیج دیا جائے کیونکہ ان لوگوں نے اس ملک کا بیڑا غرق کیا ہے۔ خدارا

ان لوگوں کو موقع مت دیجئے۔ ہم خود ان لوگوں کو موقع فراہم کر رہے ہیں، ہم خود ان لوگوں کو موقع دے رہے ہیں کہ وہ آئیں۔ مجھے لگتا ہے کہ وہ اس وقت ہمارے بہت قریب آچکے ہیں، وہ عنقریب شب خون ماریں گے۔ دیکھ لیجئے گا میں دعوے سے کہتا ہوں، یہ میری بات آج ریکارڈ پر بھی ہو گی اور آپ میری بات اس وقت ضرور سنئے گا جب وہ شب خون ماریں گے۔ وہ عنقریب شب خون ماریں گے اور آپ لوگوں کو پتا اس وقت چلے گا جب آپ اس وقت دیکھیں گے۔ پھر پتا چلے گا کہ آپ لوگوں کے ساتھ کیا زیادتی ہوئی ہے۔ یہاں پر Department China Bureau Commerce Investment بنایا گیا، یہاں پر Investment and Trade Establishment of Punjab Board of بنایا گیا وہ کیوں بنایا گیا وہ اس لئے بنایا گیا کہ انڈسٹری ترقی کرے اور یہاں کے لوگوں کو روزگار کے مواقع ملیں لیکن اس کا جیتا جاگتا ثبوت یہ ہے کہ یہاں پر خودکشیاں ہو رہی ہیں، لوگ بھوکے مر رہے ہیں اور یہاں پر آج اسی حکومت کے ایک وزیر نے ہاتھ باندھ کر اپنے خادم اعلیٰ اور اپنے پنجابی خدمت گار سے کیا کچھ مانگا ہے۔ انہوں نے یہی مانگا ہے کہ یہ خودکشیاں کیوں ہو رہی ہیں؟ اگر یہ صحیح معنوں میں صرف کاغذوں میں ہی نہیں بلکہ عملی طور پر یہ محکمے کام کر رہے ہوتے، لوگوں کو روزگار دے رہے ہوتے، investment کر رہے ہوتے اور انڈسٹری ترقی کر رہی ہوتی تو شاید یہ معاملات نہ ہوتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! بہت شکریہ

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! عامر سلطان چیمہ صاحب نے بات کی کہ اب کوئی شب خون مارے گا۔ انہوں نے ایک ناامیدی والی بات کی ہے۔ میں یہ بات the on the floor of House کرنا چاہتا ہوں کہ اب وہ زمانے گئے جب کوئی بوٹوں والا اٹھ کر اس ملک کے اندر شب خون مارتا تھا۔ اب عوام جاگ چکی ہے، اب اگر کوئی شب خون مارنے کی کوشش کرے گا تو اس ملک کے عوام اور ہم سب لوگ انہیں خونا خون کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ کہ بالآخر میری باری آ ہی گئی۔ کل جب نام مانگے گئے تھے تو میں دوسرا آدمی تھا جس نے اپنا نام لکھوایا تھا۔ میں شروع کرتا ہوں اس بات سے کہ آج صبح سید حسن مرتضیٰ صاحب نے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آج آپ نے کھل کر بات کرنی ہے۔ چیف منسٹر صاحب نہیں بیٹھے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے اسی حوالے سے بات کرنی ہے۔ انہوں نے بیوروکریسی کی شاہ خرچیوں پر بات کی تھی تو میری گزارش یہ ہے کہ شاہ خرچیوں اور ملکی وسائل کا ونڈ تو اس طرح سے ہے کہ ملک کے 90 فیصد طبقات کے حصے میں قومی دولت کا صرف 10 فیصد حصہ آتا ہے جبکہ 10 فیصد طبقات کے حصے میں قومی وسائل کا 90 فیصد حصہ آتا ہے اسی لئے شاید ایک شاعر نے یہ بات کہی تھی، طعنہ دے کر بات کی تھی اور یہ غیر منصفانہ تقسیم کے بارے میں تھی

ایک شہنشاہ نے دولت کا سہارا لے کر
ہم غریبوں کی محبت کا اڑایا ہے مذاق

آج اقلیتی ممبران اسمبلی نے احتجاج کیا تھا کہ ان کو وزیراعلیٰ کے خصوصی فنڈز سے حصہ نہیں ملتا۔ اس پر بھی سید حسن مرتضیٰ نے ان کی حمایت میں بات کی تھی کہ وہ ان کو بہت اچھے لگتے ہیں صرف اس لئے کہ کربلا شہداء کے ساتھ ایک مسیحی بھی شہید ہوا تھا۔ میں صرف یہی ایک وجہ نہیں سمجھتا بلکہ مجھے اقلیتیوں کے ساتھ ان سے بھی زیادہ ہمدردی ہے۔ میں ہمیشہ اقلیتی ممبران کے ساتھ اور اقلیتی آبادیوں کے ساتھ کھڑا رہتا ہوں اس لئے کہ یہ پاکستانی ہیں اس لئے کہ یہ پاکستانی شہری ہیں اور اس لئے کہ آئین پاکستان ان کو برابر کے حقوق دیتا ہے no discrimination, no disparity۔ میں بھی انہی کی طرح سے محروم ہوں کہ میرے لئے بھی وزیراعلیٰ صاحب کے خصوصی فنڈز سے ایک پیسے کی بھی سکیم منظور نہیں ہوئی ہے۔ جانے وہ کیسے لوگ تھے جن کو وزیراعلیٰ کے خصوصی فنڈ سے مراعات ملیں۔ میں اپنے بارے میں صرف ایک ہی بات کہوں گا کہ:

آپ سے بلایا نہ گیا ہم سے آیا نہ گیا
فاصلہ پیار میں دونوں سے گھٹایا نہ گیا

شاید اسی لئے میں بھی ان خصوصی فنڈ سے محروم ہوں۔ اب میں تھوڑی سی بات اپنے ٹوبہ ٹیک سنگھ کے بارے میں کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! ٹوبہ ٹیک سنگھ ایک نہایت پسماندہ غریب ضلع ہے، ایک دو بڑے زمیندار ہیں، ایک دو سرمایہ دار ہیں، کچھ لوگ بیرون ملک گئے ہوئے ہیں جو خوشحال ہیں باقی تمام آبادی بد حال ہے اس لئے وہاں پر تمام چھوٹے کاشتکار ہیں کوئی ایک ایکڑ، کوئی ڈیڑھ ایکڑ اور کوئی آدھ ایکڑ کا زمیندار ہے، کوئی آدھے مربع اور شاید کوئی اس سے آگے کچھ لوگ ہوں۔ یہ brackish area ہے، وہاں پر نہری پانی پہنچتا نہیں اور زیر زمین پانی کڑوا ہے اور بھاگٹ سب ڈویژن سے ہمیں پانی ملتا ہے وہ لوئر چناب سسٹم کی ٹیل کا ہیڈ ہے اور خانکی ہیڈ سے لے کر بھاگٹ کے درمیان میں جتنے ہیڈ آتے ہیں وہ بھاگٹ کا پانی چوری کرتے ہیں اور اس بات کے کمشنر صاحب گواہ ہیں۔ میں نے وہاں پر 45 کھال کمیٹیوں کے چیئرمینوں کی محکمہ انہار کے افسران کے ساتھ میٹنگ کروائی اور ایس ای صاحب نے یہ تسلیم کیا کہ بھاگٹ کا پانی اوپر سے چوری ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! ٹوبہ ٹیک سنگھ ایک تو brackish water کا ضلع ہے اور زیر زمین پانی کڑوا ہے، ان کی ٹیلوں تک پانی نہیں پہنچتا ہے اور میرے حلقہ پی پی۔90 میں کمالیہ کا کچھ حصہ بھی شامل ہے جو Ravi belt کہلاتا ہے۔ یونین کونسل 73، یونین کونسل 74، یونین کونسل 75 بھی جنوبی پنجاب کی طرح محروم ہیں۔ وہاں پر پرائمری سکول، سڑکیں ہیں، بجلی اور نہ ہی دیگر سہولتیں ان کو میسر ہیں اور ٹیلوں تک بھی پانی نہیں پہنچتا۔

جناب سپیکر! میں نے کئی بار اس حوالے سے یہ بات کی تھی اور آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ جو directives میرے لئے جاری ہوئے تھے ان میں ایک DHQ ٹوبہ ٹیک سنگھ کی upgradation کا تھا، ایک directive ویٹرنری ہسپتال کے لئے تھا جو کہ یونین کونسل 73 کمالیہ میں میرے حلقہ پی پی۔90 کے ساتھ ہے اس کے لئے تھا اور گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک 343/G.B اور ہائر سیکنڈری کے لئے بھی directive تھا اس میں sufficient buildings کی upgradation

دو گاؤں کے لئے 323/G.B پرائمری تا مڈل اور گرلز پرائمری سکول تا مڈل سٹینڈرڈ اور گرلز مڈل سکول 339/G.B گاؤں پر ہائی سٹینڈرڈ sufficient buildings کے لئے directives جاری ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ کچھ water supply schemes ہیں جن کے two percent community share محکمہ کے account میں جمع ہیں۔

جناب سپیکر! یہ تمام directives جاری ہوئے لیکن ان تمام directives پر کوئی کام نہیں ہوا۔ میں یہ سمجھنے پر مجبور ہوں کہ شاید ان directives کو بھی پہیے لگانے پڑتے ہوں گے جو آگے چلیں اور فائلوں سے نکل کر آگے جائیں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں کچھ نجکاری کے حوالے سے عرض کرنا چاہوں گا۔ میں ذہنی طور پر نجکاری کے خلاف ہوں۔ ایسی نجکاری جو منافع بخش ادارے ہوں ان کی نجکاری کرنا نہایت غلط ہے اور ملکی مفاد کے خلاف ہے۔ اب ایک نجکاری بورڈ جو زمینوں کی نجکاری کے حوالے سے بنایا گیا ہے۔ اس کے چیئرمین کو "گنگا جل کرا کے پوتر کر کے" نجکاری بورڈ کا چیئرمین بنایا گیا ہے اور خاص طور پر نہری بنگلے جو انگریز نے 1898 میں محکمہ آبپاشی کے حوالے کئے تھے وہاں پر افسران کے لئے دفتر بنائے اور ان کی رہائشی کالونیاں بنائیں جن میں ایس ڈی او، ضلعدار، اوورسیئر، تار بابو اور دوسرے ملازمین ان کے ساتھ قطعہ اراضی بھی تھے تاکہ سال بھر کے لئے اپنے جانوروں کے لئے چارہ بھی کاشت کریں اور دانہ دنکا کے لئے بھی استعمال کریں تو ان بنگلوں کو بھی گورنمنٹ کے نجکاری بورڈ نے بیچنے کا بندوبست کر دیا ہے۔ یہ ایسا نقصان ہوگا آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اب آپ wind up کر لیں، ٹائم ختم ہو گیا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں wind up کر رہا ہوں اور ادھر آپ نے آدھا گھنٹہ دیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سب کو دس منٹ دے رہے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بالکل نہیں، دس منٹ نہیں تھے بلکہ چیمہ صاحب نے آدھا گھنٹہ بات کی ہے۔ ان بنگلوں کی کل کو جب ضرورت پڑے گی اور آپ کو پتا ہے کہ انگریز نے کاشتکاروں کے لئے یہ بنگلے کیوں بنائے تھے اس لئے بنائے تھے کہ محکمہ آبپاشی کے افسران کے دفاتر بھی بنگلوں میں ہوں گے تو

موقع پر ان کی ضرورتیں پوری ہوں گی۔ وہاں پر ایس ای، ضلعدار، اوورسیئر ہو گا اور اس کے ساتھ اب جو PIDA آیا ہے، PIDA کے دفاتر بھی بننے ہیں اور اس کے ساتھ میں یہ چاہوں گا کہ یہاں پر ایوان زراعت بنائے جائیں، اگر زراعت کو ترقی دینی ہے اور ان میں محکمہ زراعت کے جو agriculture officers ہیں ان کے دفتر بنائے جائیں، ان کی رہائش گاہیں بنائی جائیں، ان کو وہاں پر رہنے کے لئے پابند کیا جائے اور research centres بنائے جائیں، ہم لوگوں کو آئندہ جب کبھی ان ضروریات کے لئے زمین کی ضرورت پڑے گی تو یہ زمینیں نہیں ملیں گی تو تب جا کر ہمیں ان کی کمی کا احساس ہو گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ جی، اب آگے پرویز رفیق صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

ڈیسک بجانے پر سید حسن مرتضیٰ کا بھی شکریہ۔ رفتہ رفتہ پہلے تو ہال خالی ہو گیا تھا اور مجھے یہ لگ رہا تھا کہ مجھے one to one تقریر کرنی پڑے گی اور تقریر one to one نہیں ہوتی بلکہ بات چیت ہوتی ہے۔ شکر ہے کہ چند احباب آ گئے ہیں اس طریقے سے بات کرنے کا کچھ فائدہ بھی ہو گا۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ supplementary budget ہے اور supplementary budget کے لئے سنا ہم نے یہی ہے کہ یہ نہیں ہونا چاہئے اور پہلے سے کوئی منصوبہ بندی ہونی چاہئے لیکن ہمارے ہاں یہ ہمیشہ ہی ہوتا ہے، یہ ہوتا رہے گا اور یہ اس لئے ہوتا رہے گا کہ ہم لوگ پہلے کر گزرتے ہیں اور سوچتے بعد میں ہیں۔ اگر ہم پہلے سوچ لیا کریں، منصوبہ بندی کر لیا کریں تو میرا خیال ہے کہ پھر بہتری آ سکتی ہے اور اس کے بعد جتنے شعبوں میں ہم نے اخراجات کرنے ہیں ان کی ضروریات کیا ہیں؟ اس کی مناسبت سے منصوبہ بندی کے ساتھ پھر بجٹ بھی ہو گا اور پھر اسی مناسبت سے پیسے بھی رکھے جائیں گے۔

جناب سپیکر! آپ کی توجہ چاہئے۔ میں ادھر دیکھ کر تو بات نہیں کرتی اور ادھر دیکھتی ہوں۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ بہت سے عوامل ایسے ہیں جن پر ہم نے بعد میں سوچا۔ ابھی گزشتہ دو مہینوں سے میں نے University of Health Sciences کے لوگوں کے لئے اپنی تقریر میں بھی احتجاج کیا

اور میں نے انہیں یہ پیپر بھی پیش کیا اور میں بارہا اس پر بات کرتی رہی آخر کار آج ایک وزیر کو استعفیٰ دیتے ہوئے اور ہاتھ جوڑ کر یہ بات کرنی پڑی۔

جناب سپیکر: اسی طریقے سے میرے پیپروں میں ایک اور پیپر نکل آیا ہے، میں نے جب ایک وزیر کو روتے ہوئے اور استعفیٰ دیتے ہوئے دیکھا تو میں نے پھر کوشش کی ہے اور اسی طرح کی ایک درخواست اور بھی ہے۔ جب چنیوٹ کو نیا ضلع بنانے پر جو نیا دفتر شروع کیا گیا تھا اس میں 215 افراد کو بھرتی کیا گیا تھا جن کو فقط دو مہینے بعد نکال دیا گیا اور وہ بھی مال روڈ پر سراپا احتجاج ہیں، وہ بھی رو رہے ہیں اور شدید پریشانی کا شکار ہیں۔

جناب سپیکر! جب کسی انسان کو نوکری ملتی ہے تو اس کے لئے وہ کتنی سر دھڑ کی بازی لگاتا ہے، کتنی سفارشیں کرواتا ہے اور آنے جانے پر کتنے پیسے خرچ کرتا ہے، کس طریقے سے وہ اپنے جوتے چٹخاتا ہے، سڑکوں پر دوڑتا ہے اور اس کے بعد وہ اپنے بہت سارے پہلے سے کرنے والے کام جن سے اس کو پہلے روٹی روزی میسر ہوتی ہے ان کو روک کر وہ گھر والوں کو ایک خوشخبری دیتا ہے کہ اب ہمارے گھر کا روزگار شروع ہو چکا ہے اور اس کے بچے بھی سکھ کا سانس لیتے ہیں کہ ہمیں ایک مستقل روزگار کا ذریعہ مل گیا ہے۔ اس وقت اس گھرانے پر کتنی قیامت ٹوٹی ہو گی جب 215 لوگوں کو یہ کہہ کر نکال دیا گیا کہ اب تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ یہ ایک گھر کا سوال نہیں ہے یہ پوری قوم کے مستقبل کا سوال ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کو آج سے اڑھائی سال پرانی وہ بات بھی یاد کروانا چاہوں گی جب آپ نے زحمت فرمائی تھی اور میرے پوائنٹ آف آرڈر پر آپ نے ایک کمیٹی بنا دی تھی اور اس ہاؤس کے چھ گریڈ تک کے ملازمین کے کوارٹروں کے لئے آپ ہی نے آگے بڑھ چڑھ کر فیصلہ کیا تھا۔ مجھے انتہائی افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اب اسمبلیوں کا وقت زیادہ گزر گیا ہے اور تھوڑا باقی رہ گیا ہے لیکن آج بھی ہم اسی point پر کھڑے ہوئے ہیں۔ اگر اس چھت کے نیچے کام کرنے والے ملازمین کو ہی ہم آسرا نہ مہیا کر سکے تو پھر ہمارے یہ دعوے بے کار ہیں، پھر ہم نے پورے پنجاب کے لئے کیا کرنا ہے؟ ہم تو اس چھت کو ہی چھت مہیا نہیں کر سکے۔

جناب والا! میرے پاس دو applications ہیں یہ میں ابھی آپ کی نذر کرتی ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کے notice میں یہ بات بھی لانا چاہتی ہوں کہ جب بجٹ میں پچاس فیصد تنخواہیں

بڑھانے کی بات کی گئی تو لوگ بہت خوش ہوئے لیکن اس کے ساتھ ایک پہلو ہم پھر بھول رہے ہیں کہ pension میں اضافہ صرف پندرہ سے بیس فیصد کیا گیا ہے۔ دستور یہ رہا ہے کہ جتنا تنخواہوں میں اضافہ ہوتا تھا اسی شرح سے pension میں بھی اضافہ کیا جاتا تھا کیونکہ مہنگائی کا جو تناسب ایک تنخواہ دار ملازم کے لئے ہے وہی تناسب ایک pension لینے والے کے لئے بھی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر ایک ضمنی بجٹ آئے اور کچھ عرصے بعد ہمیں اس چیز کا احساس ہو جب چند بوڑھے اور بزرگ خودکشیاں کر لیں کہ نہیں، ان کی pensions میں بھی اضافہ ہونا چاہئے تھا۔ میری استدعا یہ ہے کہ خدا کے لئے ایک مزید کسی سانحہ سے بچنے کے لئے ہم پہلے سے planning کر لیں تو بہتر ہے۔ اسی طریقے سے آج ہم نے اس کا عملی مظاہرہ دیکھا جب minorities نے صبح ہی صبح احتجاج کیا، وہ باہر سیڑھیوں پر بیٹھے تھے کیونکہ ان کا فنڈ کم کر دیا گیا تھا اور اس لئے ایسا کیا گیا تھا کیونکہ اس پر سوچا ہی نہیں گیا تھا۔ وہ تو ان کی قسمت اچھی تھی کہ سی ایم صاحب موجود تھے اور انہوں نے اس چیز کو منظور کر لیا۔ چلئے! ان کے تو دکھ ختم ہو گئے، ان کا مطالبہ منظور ہو گیا۔ ایک وزیر استعفیٰ دے کر University of Health Sciences کے بچوں اور لوگوں کو انصاف دلانے میں کامیاب ہو گیا لیکن ان خواتین کا کیا قصور ہے جو آج اتنے عرصے سے اس اسمبلی میں بیٹھی ہیں، جن کے ساتھ minorities سے بھی زیادہ بدسلوکی ہو رہی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں بھی اقلیت سمجھ لیا گیا ہے حالانکہ آبادی کے تناسب میں ہم مردوں سے زیادہ ہیں، ہمیں اگر ہمارے rights نہیں ملے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی بہت بڑا failure ہو گا اور پھر وہی ہو گا کہ کچھ عرصے بعد سوچا جائے گا اور کچھ عرصے بعد خیال آئے گا کہ اوہو! یہ تو ہونا چاہئے تھا پھر کوئی احتجاج ہو گا، کوئی بہت بڑا انقلاب ہو گا اس کے بعد کہا جائے گا کہ ہاں! اس کو بھی شامل کر لیتے تو بہتر تھا۔ یہی وہ تمام خامیاں ہیں جس کی وجہ سے ہم آج تک suffer کرتے آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! مجھے دومنٹ اور دے دیجئے آپ نے سب کو دیئے ہیں۔ خواتین کے issues پر جتنی بھی بات کی جائے وہ کم ہے، law and order بھی رہ گیا لیکن میں اپنی ایک نظم آپ کی نذر کرنا چاہوں گی، خواتین کے لئے خاص طور پر ماں، بہن اور بیٹی جو گھر کو چلاتی ہے، جو گھر کا اہم مرکز ہے اس کی طرف سے یہ نظم اس ہاؤس کی نذر ہے:

تم چاہتی ہو میری جانِ جاں
میں ظلم سہوں اور بولوں نہ
کوئی دستک دے دروازے پر
آواز سنوں اور کھولوں نہ
جس شہر میں نفرت ہی نفرت
جس شہر میں قحط ہی قحط
جس شہر میں فاقے ہی فاقے
اور روزگار نظر نہ آتا ہو
جس شہر میں نفرت ہی نفرت
اور پیار نظر نہ آتا ہو
اس شہر کی گلیوں میں گھوموں
اور ماؤں کے آنسو پونچھوں نہ
تم چاہتی ہو میری جانِ جاں
جس شجر پر دھوپ کی چادر ہو
اور چاروں سمت ہو لو چلتی
میں دیکھ شکاری آنکھوں سے
وہاں اُڑنے کو پَر تولوں نہ
جہاں مندر، مسجد، کلیسا کا احترام کوئی نہ کرتا ہو

جناب والا! آج ہم کیا دیکھ رہے ہیں، minority بھی سراپا احتجاج ہے اور غیر مذاہب لوگوں کی، اقلیتوں کی عبادت گاہیں بھی محفوظ نہیں ہیں۔

جہاں مندر، مسجد، کلیسا کا احترام کوئی نہ کرتا ہو
اس بستی کے حکمرانوں کو کہتے ہو کہ وحشی بولو نہ
بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، رانا آصف محمود صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔جناب جوئیل عامر سہوترا صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!۔۔۔، محترمہ نسیم ناصر خواجہ صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، محترمہ نفیسہ صائمہ کھر صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ تیاری کر رہی ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی، آپ میرا نام کل پر رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ، انجینئر شہزاد الٰہی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں ۔ چودھری اسلم مڈھیانہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، رانا محمد ارشد صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جو ممبران موجود نہیں ہیں ان کا ٹائم مجھے دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔جی، رانا محمد ارشد!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! آج اللہ کی رحمت سے ہماری حکومت کا تیسرا بجٹ پیش ہوا اور اس پر ممبران کو general discussion کرنے کا موقع ملا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج ممبران نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا۔ جس طرح پچھلے سال 134۔ارب روپے کا جو revised budget تھا اس میں اضافہ کر کے 193۔ارب روپے ڈویلپمنٹ کے لئے رکھا گیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ موجودہ ممبران کی دن رات کی محنت، خادم اعلیٰ پنجاب کا vision اور ان کا خواب کہ 7 کروڑ عوام کے حقوق کا تحفظ کرنا ہماری ذمہ داری ہے کیونکہ 18۔فروری 2008 کو جس طرح عوام نے ہمارے اوپر اعتماد کیا اور جس طرح نو سالہ آمریت کا خاتمہ ہوا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو ممبران یہاں پر تشریف رکھتے ہیں اپنے اپنے حلقہ کے عوام کی ترجمانی کرتے ہیں ہمارے لئے بڑی اہمیت کے حامل ہیں لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں ہر چیز سے بالاتر ہو کر یہ سوچ رکھنی چاہئے کہ ملک ہمارا ہے، اس ملک کی بہتری کے لئے، اس ملک کے استحکام کے لئے ہمیں قائداعظم محمد علی جناح اور علامہ اقبال کے افکار کی ترویج کرنے کے ساتھ ساتھ وہ ذمہ داریاں جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے کندھوں پر رکھی ہیں وہ ہم کس طرح، کتنی دیانت داری کے ساتھ نبھا رہے ہیں اور کس حد تک ان فرائض کی ادائیگی میں ہم اپنی ذمہ داری نبھا رہے ہیں۔بے شک میرے قائد حزب اختلاف جس طرح اپنی رائے دے رہے ہیں یہ ان

کا حق ہے، ان کو دینی چاہئے لیکن میں آج کی اپنی اس تقریر میں خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جو پچھلی روایت سے ہٹ کر regular اس اجلاس میں تشریف لائے ہیں۔ ان کے آنے کی وجہ سے ممبران کا moral بلند ہوا ہے اور ان کی موجودگی میں جو discussion ہو رہی ہے اس پر سو فیصد عملدرآمد ہونے کے لئے جس طرح انہوں نے یقین دہانی کرائی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ضروری عمل تھا اور آج اس بجٹ میں جس طرح خصوصی طور پر میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ملک ہمارا غریب اور متوسط ملک ہے۔ ٹیکنیکل ایجوکیشن کو promote کرنے کے لئے TEVTA کو independent authority بنا دیا گیا ہے اور TEVTA پورے پنجاب کے اندر چھوٹے چھوٹے کورسز کروا کے چھوٹے چھوٹے institutes کھول کر جو ہمارا متوسط طبقہ کا نوجوان ہے اس کو تین ماہ، چھ ماہ، نو ماہ، ایک سال اور تین سال کا کورس کروا کر ٹیکنیکل ایجوکیشن سے جس طرح مستفید کر رہا ہے وہ ہمارا اس سال کا بجٹ جو ٹیکنیکل ایجوکیشن کے لئے رکھا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ خالصتاً پاکستان کی سالمیت اور استحکام کے لئے کام آئے گا۔ ملک آج ہمارا نوجوان جو ٹیکنیکل ایجوکیشن سے مستفید ہو رہا ہے وہی ہماری آنے والی کل کی ترقی کا سبب بنے گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح تعلیم کو بڑھانے کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنی vision پر عملدرآمد کرنے کے لئے پچھلے سال۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): پچھلے سال 42 سو 68 کمپیوٹر لیبز کا افتتاح کیا کیونکہ دور دراز rural area میں رہنے والا ایک طالب علم نہیں سوچ سکتا تھا کہ ہمارے سکول میں کمپیوٹر آئے گا اور ہم کمپیوٹر کی تعلیم سے مستفید ہو کر ملک کی ترقی میں role play کر سکیں گے لیکن ہماری حکومت نے ہر ہائی سکول میں کمپیوٹر لیب بنائی اور جس طرح اس سال ہمارا vision ہے کہ ہم مڈل سکولوں میں بھی وہ کمپیوٹر لیب بنائیں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح حکومت پنجاب نے 34 ہزار سے زائد ایجوکیٹر کی بھرتی کی اور اس طرح میرٹ پر بھرتی کی تاکہ یہ اساتذہ میرٹ پر آئیں گے تو بچوں کو اچھے طریقے سے تعلیم deliver کروا سکیں گے۔ یہ وہ روایات ہیں جو بہت پہلے ہونی چاہئیں تھیں لیکن اس میں مشکلات آتی رہیں۔ پاکستان کی 62 سالہ آزادی میں جو 34 سال مختلف چار جرنیل آئے ہیں اگر وہ نہ آتے تو آج پاکستان چائنا سے کہیں اوپر ہوتا کیونکہ جب بھی ملک ترقی کی طرف جاتا ہے تو یہ رکاوٹیں آکر سیاسی

کارکنوں کو بلیک میل کرتی ہیں۔ سیاسی لوگوں کو جو عوام کی نمائندگی کرتے ہیں ان کو مختلف بہانے بنا کر ایجنسیز کے ذریعے ان پر تشدد کیا جاتا ہے کوئی بھی خوشی سے کسی جرنیل کا ساتھ نہیں دیتا لیکن اب یہ روایت ختم ہونی چاہئے کیونکہ یہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا اور اس پاکستان کو بنانے کے لئے لاکھوں قربانیاں دینا پڑیں۔ اس وقت کوئی بندوق تھی اور نہ ہی کوئی فوجی جرنیل تھا جو پاکستان کو آزادی دلاتا۔ یہ اس پاکستان کی عوام کے جو آج کے جذبات ہیں، جو آج کے احساسات ہیں، جو بھی حالات پیدا ہو چکے ہیں وہ بجلی کی بندش ہے یا سوئی گیس کی بندش ہے لیکن کم از کم پاکستان کی عوام کو اپنی تقدیر خود بنانے کی آزادی ہونی چاہئے۔ ہالبروک جو امریکہ کا نمائندہ ہے اس نے چند دن پہلے ایک بیان دیا ہے کہ ایران کے ساتھ پاکستانی حکومت کو سوئی گیس کے فیصلے پر نظر ثانی کرنی چاہئے۔ نہیں، یہ پاکستان کی عوام کا فیصلہ ہے، پاکستان کی عوام بہتر سمجھتی ہے کہ اس کو کس ملک کے ساتھ تعلقات رکھنے ہیں اور اس ملک سے کیا لینا ہے۔ ایران ہمارا مسلمان ملک ہے اور پاکستان کی ضرورت ہے کہ سوئی گیس ہونی چاہئے اور یہاں پر بجلی ہونی چاہئے۔ بجلی جو آج ملک کے اندر نہیں ہے تو مختلف لوگ اس کے ذمہ دار ہیں اگر دس سال پہلے یا بارہ سال پہلے اس کے اوپر کام ہوتا تو آج یہ ملک کے حالات نہ ہوتے اور آج ملک کی انڈسٹری بند نہ ہوتی اور آج عوام فیکٹریوں سے نکل کر سڑکوں پر نہ آتے۔ آج جو مہنگائی ہے، جو بے روزگاری ہے یہ ایک دن میں پیدا نہیں ہوئی۔ اس کے بہت سے عوامل ذمہ دار ہیں لیکن آج ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ ہم سب نے مل کر پاکستان کے اندر استحکام لانا ہے، بیرونی طاقتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہے اور دہشت گردی کا ڈٹ کا مقابلہ کرنا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب کا جو vision ہے کیونکہ یہ Police Forces جو دن رات عوام کی فلاح و بہبود کے لئے اپنی جانوں کی قربانی اور نذرانہ پیش کر رہی ہیں اگر ان کا بجٹ بڑھا کر 49۔ارب کیا گیا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت نے اپنی ذمہ داری پوری کی ہے۔ اب عدلیہ اور پولیس کو بھی اپنی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے عوام کو انصاف مہیا کرنا چاہئے اور ہم سمجھتے ہیں پولیس کی تنخواہیں ڈبل اس لئے کی تھیں کہ وہ عوام کی بہتر طریقہ سے خدمت کریں گے اور اس میں بالکل پیشرفت ہوئی ہے لیکن بہت سی تبدیلیاں، بہت سا کام کرنے کی ابھی ضرورت ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے اندر جیسے بھی حالات ہیں زراعت پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے زراعت کی ترقی کے لئے جو funds بڑھائے ہیں ابھی پاکستان کے اندر جو پانی کی کمی محسوس کی

جا رہی ہے اس کے پنجاب پر بہت بُرے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ ارسا میں بھی پنجاب کے ساتھ انصاف نہیں ہو رہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر پنجاب میں پانی کی کمی کو پورا نہ کیا گیا، اس مسئلے کو حل نہ کیا گیا تو پھر پنجاب میں پانی کی کمی کے جو اثرات ہیں وہ زراعت پر پڑیں گے تو اس کی سزا پورا ملک بھگتے گا اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر آج حکومت پنجاب نے Tourism کی افادیت کو محسوس کرتے ہوئے پچھلے سال جو 17 کروڑ کے قریب بجٹ رکھا گیا تھا لیکن اس سال خادم اعلیٰ پنجاب نے اور ان کی ٹیم اس کو ایک ارب 67 کروڑ روپے جو Tourism کو promote کرنے کے لئے دیئے ہیں میں اس پر بھی وزیر اعلیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ملک پاکستان کو بہت خوبصورتی دی ہے لیکن ہمیں عوام کو مفاد پہنچانے کے لئے عوام کو facilitate کرنا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح ہم نے عدلیہ کی تنخواہیں double triple time بڑھائی ہیں تو اب judiciary کو بھی اپنا فرض ادا کرنا ہوگا کیونکہ وہ تنخواہیں جو ان کو دی جا رہی ہیں وہ پاکستان کی عوام کے ٹیکسوں سے آئے ہوئے پیسے ہیں، ان کو بھی انصاف کرنا چاہئے، ان کو بھی عدالتوں میں بیٹھ کر وہ انصاف دینا چاہئے جو بیگناہ ہے اس کو اس کا حق ملنا چاہئے اور جو گنہگار ہے اس کو اس کی سزا ملنی چاہئے۔

جناب سپیکر! آج پاکستان کے اندر جو بے روزگاری بڑھتی جا رہی ہے اس کی بھی ہمیں منصوبہ بندی کرنی چاہئے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے جس طرح غریب اور مستحق لوگوں کے دکھ درد کو محسوس کرتے ہوئے 6۔ارب سے زائد تمام تحصیل اور ڈسٹرکٹ ہسپتالوں میں مفت ادویات دینے کا فیصلہ کیا ہے یہ قابل تحسین ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کی عوام کے لئے جو مستحق اور غریب ہے اور اگر Dialysis کا مریض ہے اس کا free operation ہو رہا ہے لیکن میں محسوس کرتا ہوں کہ جو liver کے مریض ہیں، جو دل کے مریض ہیں ان کا بھی مفت علاج ہونا چاہئے اور میری یہ گزارش ہے کہ ہمیں پہلی کلاس سے لے کر technical education سمیت تمام تعلیم کو مفت کرنا چاہئے تاکہ ہم ان نوجوانوں کو facilitate کر سکیں جن کے اندر ملک کی خدمت کرنے کا جذبہ اور شوق ہے۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا اور میں تمام معزز ممبران کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ان تقاریر میں حصہ لیا۔ یہ ایک بڑا اچھا ماحول ہے اور ہر ممبر کو اپنا اپنا role play کرنے کی اجازت ہونی چاہئے۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ خالد جاوید اصغر گھرال صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔جناب عبدالوحید چودھری صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب مہدی عباس صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔انجنیئر قمرالاسلام صاحب!۔۔۔ موجود نہیں، خواجہ محمد اسلام صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، چودھری علی اصغر منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنی بجٹ تقریر کے موقع پر اپنے حلقہ نیابت کے کچھ problems بیان کرنا چاہتا تھا لیکن وقت کی قلت اور ایک اصولی پیمانہ جناب کی Chair نے طے کیا تھا اس کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے میں اپنے حلقہ کی عوام کی جو بات تھی وہ اس floor پر نہیں کر سکا تھا۔ میں سب سے پہلے تو اپنے حلقہ کی عوام کی جو آواز ہے، جو چند problems ہیں ان کے بارے میں گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد ضمنی بجٹ پر بات کروں گا۔ سب سے پہلے میں گزارش کروں گا کہ میرے حلقہ میں ایک علاقہ ہے ونڈالہ دیال شاہ جو کہ لاہور کے بالکل ساتھ شاہدرہ سے ملحقہ ایک آبادی ہے، کہنے کو تو وہ ایک rural area ہے لیکن اس وقت وہ urban area میں convert ہو چکا ہے۔ میں نے پچھلے سال بھی بجٹ تقریر کے موقع پر یہ گزارش کی تھی کہ ونڈالہ دیال شاہ ڈھاکہ نظام پورہ کا علاقہ جو ہے یہ بالکل لاہور کی بغل میں واقع ہے، لاہور کے بالکل ساتھ ہے لیکن یہ بنیادی سہولتوں سے بالکل محروم ہے۔ وہاں پر نکاسی آب کا کوئی باقاعدہ سسٹم ہے اور نہ ہی پینے کے لئے وہاں پر پانی ہے۔ میں نے پچھلی بجٹ تقریر میں بھی گزارش کی تھی کہ اگر کسی دوست نے یا میڈیا کے میرے ساتھیوں نے غربت کی لکیر سے نیچے زندگی دیکھنی ہو تو میں دعوت دیتا ہوں کہ آپ میرے حلقہ کے علاقہ ونڈالہ دیال شاہ اور ڈھاکہ نظام پورہ آئیں جہاں ملت ٹریکٹر فیکٹری واقع ہے۔ یہ بالکل شاہدرہ کے ساتھ adjacent آبادیاں ہیں، اس حد تک adjacent ہیں کہ گلی کی ایک سائیڈ لاہور میں اور دوسری سائیڈ کے گھر شیخوپورہ میں واقع ہیں۔ میں اسمبلی floor کا سہارا لیتے ہوئے جناب کی وساطت سے محکمہ پبلک ہیلتھ اور حکومت پنجاب سے یہ گزارش کروں گا کہ وہاں خاص طور پر واٹر سپلائی کا سسٹم فوری طور پر launch کیا جائے تاکہ وہاں کی مظلوم عوام کو کم از کم صاف پانی تو مل جائے۔ لہٰذا وہاں پر Water Supply Scheme کے لئے میں بھرپور مطالبہ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! وہاں گنجان آبادی ہے اور ان دو یونین کونسلوں میں صرف ایک BHU ہے اور اگر اب مردم شماری کرائی جائے تو اس وقت ان دونوں یونین کونسلوں کی آبادی ڈیڑھ لاکھ سے کم نہیں ہو گی۔ چونکہ وہ newly developed area ہے، وہاں لاہور کے مضافات ہیں اور وہاں بہت تیزی سے آبادی بڑھ رہی ہے لیکن وہاں اس ایک BHU میں بھی صرف ایک ڈاکٹر ہے۔میری گزارش ہے کہ یا تو ونڈالہ دیال شاہ میں فوری طور پر ایک BHU بنانے کا منصوبہ launch کیا جائے یا اس موجودہ BHU کو upgrade کرکے فوری طور پر اسے Rural Health Centre کا درجہ دیا جائے، وہاں اس کے لئے بلڈنگ تعمیر کی جائے اور پیرامیڈیکل سٹاف تعینات کرکے دکھی عوام کو ایک سہولت دی جائے۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ونڈالہ دیال شاہ کے علاقے میں دو revenues estate ہیں، ایک ونڈالہ دیال شاہ اور ایک موضع بھدو ہے۔ ان دونوں revenues estates کی adjacent boundary line پر وفاقی محکمہ اوقاف کا تقریباً 40 ایکڑ سے زیادہ رقبہ ہے اور قبضہ گروپ روزانہ کی بنیاد پر اس پر قبضہ کر رہے ہیں۔ میں اس موقع پر مطالبہ کروں گا کہ اس House کی ایک کمیٹی بنا دی جائے جو اس معاملے کو دیکھے۔ وہ پبلک پراپرٹی ہے، وہ حکومت پاکستان اور پاکستانی عوام کا سرمایہ ہے، ہماری جائیداد ہے، اسے قبضہ گروپوں سے واگزار کرایا جائے اور پبلک کے بھرپور مطالبے کے پیش نظر پبلک کی سہولت کے لئے ایک پبلک پارک بنایا جائے۔ ہمیں اس کے لئے وفاقی حکومت سے رجوع کرکے ایک reference move کرنا چاہئے تاکہ وہ قیمتی رقبہ قبضہ گروپوں سے بچا کر وہاں مفاد عامہ کے پیش نظر بہترین پبلک پارک تعمیر کیا جائے۔

جناب سپیکر! جناب وزیراعلیٰ پنجاب نے عوامی مفاد کے پیش نظر ضلع شیخوپورہ، ننکانہ اور فیصل آباد کے عوام کے بھرپور مطالبے پر تقریباً 2-ارب روپے کی مالیت کا لاہور جڑانوالہ شرقپور روڈ کا project شروع کیا ہے، اس روڈ کی لمبائی تقریباً 32 کلومیٹر ہے۔میں اپنے صوبہ کے وزیراعلیٰ پنجاب کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں لیکن اس موقع پر ایک گزارش کروں گا کہ فیض پور انٹرچینج سے لے کر منڈی فیض آباد تک جو 32 کلومیٹر زیر تعمیر ہے اس کا تقریباً 70 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔فیصل آباد سے لے کر جڑانوالہ تک، جڑانوالہ سے لے کر مانگٹانوالہ تک dual carriage مکمل ہو چکی ہے۔جو درمیان کا remaining portion ہے، جو missing portion ہے اس کی

لمبائی تقریباً14 سے 15 کلو میٹر ہے۔میں جناب کی وساطت سے حکومت پنجاب سے بھرپور گزارش کرتا ہوں کہ اسprojectکی افادیت تب ہی مکمل ہو گی، وہ منصوبہ تب ہی منصوبہ ہو گا اس کا صحیح فائدہ ان اضلاع کی عوام کو تب ہی ہو گا ، یہ بین الاضلاعی سڑک ہے ، یہ dual carriage ہے اور اگر اسprojectکو اس بجٹ میں شامل کر کے وہmissing portionمکمل کر لیا جائے تو یہ ننکانہ، فیصل آباد، جھنگ لیہ اور ڈیرہ غازی کے لوگوں کے لئے ایک بہتر سہولت ہو گی۔ میں دوبارہ اپنے وزیراعلیٰ پنجاب، حکومت پنجاب، پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مشکور ہوں گا۔

جناب سپیکر! میں اس وقت اپنے حلقہ کے عوام کی ترجمانی کے لئے یہاں پر کھڑا ہوں لہٰذا میں جناب کی اجازت سے دو چار منٹ مزید بھی لینا چاہوں گا۔اگر آپ اجازت فرمائیں گے تو میں عوامی مفاد اور عوامی مطالبے کے پیش نظر چند اور گزارشات بھی کروں گا۔شرقپور تحصیل گزشتہ چھ سال سے اپنا کام کر رہی ہے لیکن چھ سال گزرنے کے باوجود ابھی تک وہاں تحصیل کمپلیکس نہیں بنایا گیا۔میں نے بار بار اپنی حکومت سے گزارش بھی کی ہے، میں پھر آپ کی وساطت سے اسforumکا سہارا لیتے ہوئے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): یہ شیم والی بات نہیں ہے۔اس میں گزشتہ پانچ سال بھی شامل ہیں۔میں گزارش کروں گا کہ تحصیل کمپلیکس کا جو منصوبہ ہے اسے فوری طور پر شروع کیا جائے اور شرقپور میں تحصیل کمپلیکس تعمیر کیا جائے تاکہ لوگ تحصیل سے صحیح طور پر مستفید ہو سکیں۔چونکہ شرقپور تحصیل ہیڈ کوارٹر ہے وہاں پر وزیراعلیٰ پنجاب نے بہت سارے اچھے منصوبے شروع کروائے ہیں لیکن اس میں ایک منصوبہ Sports Complex یا Sports Gymnasium کا ہے۔میں آپ کی وساطت سے گزارش کرتا ہوں کہ شرقپور میں ایکSports Complex یا Sports Gymnasium کی تعمیر بھی اس ADPمیں شامل کی جائے۔میں نے پچھلے سال کی بجٹ تقریر میں بھی یہ گزارش کی تھی کہ لاہور ٹریفک کا burdenکم کرنے کے لئے اور لاہور میں جو urbanization پر ایک بہت بڑا load ہے اسے کم کرنے کی غرض سے دریائے راوی پر ٹھوکر اور سندر کے مقام پر جہاں feasible ہو وہاں ایک bridge بنایا جائے تاکہ شیخوپورہ، ننکانہ، فیصل آباد جھنگ یا دیگر علاقہ جات یا جو بین الاضلاعی روڈز ہیں انہیں ملتان روڈ کے

ساتھ link کیا جائے اس طرح سے 65 کلومیٹر کا via ختم ہو جائے گا۔ میں نے یہ تجویز لکھ کر بھی دی ہوئی ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب نے میری اس گزارش سے اتفاق بھی کیا ہے لہذا میں پھر گزارش کروں گا کہ اس بجٹ میں اس منصوبہ کے لئے کم از کم اتنی رقم رکھ لی جائے کہ اس کا detailed estimate اور دیگر بنیادی کام شروع کئے جا سکیں۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ گزشتہ نو دس سالوں میں آمریت کے اندر، ڈیموکریسی کی بحالی اور جوڈیشری کی بحالی کے لئے جو سفر تھا اس میں میڈیا کے ساتھ ساتھ وکلاء بھائی بھی ہمارے ساتھ تھے۔ میں اس موقع پر گزارش کروں گا کہ جیسے جناح کالونیاں شروع کی جا رہی ہیں کم از کم ہر ضلعی ہیڈ کوارٹر پر وکلاء اور صحافیوں کے لئے بھی کالونیاں بنائی جائیں اور یہ ان کی قیمت ادا کریں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس ملک میں جمہوریت اور عدلیہ کی بحالی کے لئے قربانیاں دیں۔ جن لوگوں نے وکلاء تحریک میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے، اپنے کاروبار تباہ کئے اگر آج اس ملک میں جمہوریت بحال ہو چکی ہے تو ہمیں کم از کم ان دوستوں کو بھی یاد رکھنا چاہئے اور ان کے بنیادی حقوق کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔ چاہے حکومت پنجاب ان سے قیمت وصول کر لے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منڈا صاحب! Wind up کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہاؤسنگ اور صحافی کالونیاں بنانی چاہئیں۔ میں آخر میں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بس آخر ہو گئی۔ بہت شکریہ۔ جناب محمد یار ہراج صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! صرف ایک منٹ کے لئے۔ آپ ہاؤس کے Custodian ہیں، پورے ایوان کے معزز ممبران ہمارے بھائی ہیں اور ہم ایک مشترکہ مقصد کے لئے یہاں اکٹھے ہوتے ہیں۔ میں بڑی معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ ہاؤس کا وقت صرف اسی لئے ضائع ہوتا ہے کہ ہمارے معزز ممبران relevant ہو کر نہیں بولتے اور آپ یعنی Chair اس میں اپنی ذمہ داری ادا نہیں کرتی کہ جو ممبر relevant ہو کر نہیں بولتا آپ ان کو

اس relevancy کی طرف لے کر آئیں تاکہ to the point بات ہو سکے۔ یہ معلوم ہو سکے کہ جس issue پر بات ہو رہی ہے اس پر ان کا مؤقف کیا ہے؟ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: نولاٹیا صاحب! بہت شکریہ

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بجٹ ایک ایسا موقع ہوتا ہے کہ جس میں ممبران اپنے حلقہ کے عوام کے لئے، اس صوبہ کی ترقی کے لئے بات کر سکتے اور جس موضوع پر چاہیں بات کر سکتے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اب تو آپ کی ruling ضروری ہو گئی ہے کہ کیا ایسے ہی ہے کہ بجٹ کے موقع پر ممبران جس طرح چاہیں بات کر سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اصغر علی منڈا صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں۔ نولاٹیا صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ جناب محمد یار ہراج صاحب!۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ چودھری مونس الہیٰ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب خلیل طاہر سندھو صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ کرنل (ریٹائرڈ) محمد عباس چودھری صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد شفیق خان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ملک اقبال احمد لنگڑیال صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب طاہر چودھری صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میاں شفیع محمد صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب عامر طلال گوپانگ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ انبساط حامد صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب عبدالرزاق ڈھلوں صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ شیخ علاؤالدین صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب جلال الدین ڈھکو صاحب!

ملک جلال الدین ڈھکو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سالانہ بجٹ پر سیر حاصل بحث ہو چکی ہے اور ضمنی بجٹ پر بحث ہو رہی ہے۔ میں اس ضمن میں ایک خاص issue پر بولنا چاہتا ہوں۔ بجٹ پر بحث کے موقع پر یہ تخصیص نہیں کی جا سکتی کہ کون کس موضوع پر بول رہا ہے۔ بجٹ کے حوالے سے ممبران کسی بھی موضوع پر بات کر سکتے ہیں۔ میں ایک خاص issue پر بات کرنا چاہتا ہوں اور وہ

"پنجاب کا مستقبل" issue ہے۔ کچھ دیر پہلے وزیر آبپاشی صاحب ایوان میں بیٹھے تھے، اب شاید وہ اٹھ کر چلے گئے ہیں۔ آپ حضرات کو یہ علم ہے کہ آپ کا ملک ایک زرعی ملک ہے۔ یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ زراعت کے علاوہ آپ کے ملک میں کوئی تیل یا دوسری معدنیات وغیرہ اتنی زیادہ نہیں ہیں کہ جس پر آپ کے ملک کی معیشت کا دارومدار ہو۔ معیشت کو بہتر کرنے کے لئے، اس ملک میں زیادہ سے زیادہ زرعی اجناس پیدا کرنے کے لئے اور export بڑھانے کے لئے زراعت کے شعبہ میں بہتری لانی ہو گی۔ اب حالات ایسے پیدا ہو چکے ہیں کہ نہری پانی ہمارے لئے ایک بہت بڑا مسئلہ بن چکا ہے۔ پنجاب کا نہری نظام دنیا کا سب سے بڑا نہری نظام تھا۔ ہندوستان ایک سازش کے تحت آپ کے علاقے کو ریگستان میں بدلنا چاہتا ہے تاکہ یہ لوگ مجبور ہو کر، ہاتھ باندھ کر ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں۔ یہ ہندوستان کی ایک بہت بڑی سازش ہے۔ ایوان بالا، قومی اسمبلی اور چاروں صوبوں کے ایوانوں کو مشترکہ اور متفقہ طور پر اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ ہندوستان آئے دن dams کیوں بنا رہا ہے؟ اب تک تقریباً چون dams ہندوستان بنا چکا ہے اور ہمارا پانی بند کیا جا رہا ہے۔ میں اپنے علاقے کی بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں کسی ایک tail یا مخصوص علاقے کی بات نہیں کرتا، میں اپنے ضلع کی بات کرتا ہوں کہ وہاں پر جن زمینوں کا زیر زمین پانی خراب ہے وہ زمینیں بنجر ہو چکی ہیں۔ آپ خود ملاحظہ کر لیں۔ میں وزیر آبپاشی کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ہمارے علاقے میں آئیں اور دیکھیں کہ وہاں پر زیر زمین پانی کڑوا ہے اور نہری پانی میں اتنی کمی آ چکی ہے کہ ہم جو فصلیں کاشت کرتے تھے وہ اب one third رہ گئی ہیں۔ ہم two third فصلیں کاشت ہی نہیں کر سکتے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس پورے ایوان کو اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ نہری پانی کو کس طرح سے حاصل کیا جائے؟

جناب سپیکر! جب میں 1985 میں منتخب ہو کر یہاں اسمبلی میں آیا تو اس وقت کالا باغ ڈیم کا issue اٹھایا گیا۔ اس حوالے سے بڑی تقاریر ہوئیں، بڑی باتیں ہوئیں اور متفقہ طور پر تین دفعہ کالا باغ ڈیم کے حوالے سے قرارداد اس اسمبلی نے منظور کی کہ یہ کالا باغ ڈیم بننا چاہئے لیکن کالا باغ ڈیم کا منصوبہ سیاست کی بھینٹ چڑھ گیا۔ آج کالا باغ ڈیم کا نام تک نہیں لیا جاتا۔ اگر کالا باغ ڈیم پر اتفاق نہیں ہو رہا تو باقی dams بنا لیں۔ آج تک کسی نے اس کا alternate نہیں سوچا کہ کالا باغ ڈیم کے علاوہ کوئی دوسرا dam بنا لیا جائے۔ میں کہتا ہوں کہ علاقائی development کو چھوڑیں، علاقائی باتوں کو چھوڑیں،

ہمارے حلقہ میں سڑکیں یا سکول بنیں یا نہ بنیں لیکن پانی ذخیرہ کرنے کے لئے dams لازمی بننے چاہئیں۔ یہ آپ کے مستقبل کے لئے ضروری ہے۔ آپ کی روزی اور بود و باش کا تمام تر دارومدار زراعت پر ہے اور زراعت کا تمام تر دارومدار پانی پر ہے جبکہ آپ کے پاس پانی ہے ہی نہیں، آپ کی نہریں بند پڑی ہیں۔ ہمارے علاقے میں نہری پانی 12 ماہ کے لئے منظور شدہ ہے لیکن ہمیں پانی دو ماہ بھی نہیں ملتا۔ ہر دو دن کے بعد دس دن کی بندی ہوتی ہے اور ہر چار دن کے بعد پندرہ دن کی بندی ہو جاتی ہے۔ پانی نہ ملنے کی وجہ سے ہماری زمین بنجر ہو رہی ہے۔ خدارا اس بارے میں مل بیٹھ کر سوچیں۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب، وزیر اعظم پاکستان اور باقی صوبوں کے وزیر اعلیٰ صاحبان سے بھی استدعا کرتا ہوں کہ باقی باتیں چھوڑیں اور اس پانی کے مسئلے کا مل بیٹھ کر کوئی حل نکالیں۔ یہاں ہمارے ملک میں بہت سے دوسرے مسائل بھی ہیں۔ دہشت گردی کا مسئلہ بھی بہت بڑا مسئلہ ہے۔ ناانصافی کا مسئلہ ہے، کرپشن کا مسئلہ ہے لیکن basically جب تک آپ کے ملک کی زراعت ترقی نہیں کرے گی اس وقت تک آپ آزادی کے ساتھ زندہ نہیں رہ سکیں گے اور آپ غیروں کے محتاج ہو کر رہ جائیں گے۔ اس موقع پر میں آپ کو دو شعر بھی سنانا چاہوں گا۔ جب ہندوستان پر انگریز قابض ہوا، مغل شہنشاہ بے بس ہو گئے اور انہوں نے انگریزوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے تو اس دور میں ایک شاعر میر تقی میر بھی تھا۔ انگریزوں نے اس کو پکڑا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں تو اس نے کہا کہ:

کیا بُود و باش پوچھو ہو پورب کے ساکنو پوچھے
ہم کو غریب جان کے ہنس ہنس پکار کے
دہلی جو اک شہر تھا عالم میں انتخاب
ہم رہنے والے ہیں اسی اُجڑے دیار کے

کہیں یہ نہ ہو جائے کہ پنجاب اُجڑا ہوا دیار بن جائے اور ہم دیکھتے رہ جائیں۔ ہم اپنے ذاتی تنازعات میں پھنسے رہیں، سیاسی جھگڑوں میں الجھے رہیں، سیاسی لڑائیاں لڑتے رہیں جبکہ ہمارا ملک اور صوبہ ریگستان بن جائے اور ہم پھر غیر ملکی طاقتوں کے محتاج ہو کر رہ جائیں۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین سید زعیم حسین قادری کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی، ملک جلال الدین ڈھکو صاحب! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب چیئر مین! اس ضمن میں میری ایک تجویز بھی ہے۔اس ملک میں بجلی ہے اور نہ پانی، آپ کیوں نہیں سوچ رہے؟ یہ اس ملک کے سب سے بڑے صوبہ کا ایوان ہے۔ہم پر یہ فرض عین ہے،ہم پر یہ واجب ہے کہ ہم پہلے اپنے ملک کی بقاء کے لئے سوچیں۔ہم نہیں سوچ رہے،بالکل نہیں سوچ رہے۔ہم سیاسی الجھاؤ میں پھنسے ہوئے ہیں۔سیاسی جھگڑوں اور فسادات میں الجھے ہوئے ہیں۔آپ development and non development کی مدوں اور دوسری سب باتوں کو چھوڑ کر صرف اور صرف ملک کی بقاء کے لئے سوچیں۔

جناب سپیکر! اب میں چند منٹ زراعت پر بات کروں گا۔آپ ہندوستان میں جا کر دیکھیں وہ زراعت کے لئے کیا کیا کر رہے ہیں، وہاں زمین کا چپہ چپہ آباد ہے،وہاں کوئی ریگستان نہیں، کوئی زمین کے تودے نہیں، سب انہوں نے ہموار کر دیئے ہیں۔وہاں پر جگہ جگہ بجلی کے ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں اور نہری پانی بھی وافر ہے۔آپ اسی بارڈر پر اپنا علاقہ دیکھ لیں اور بارڈر cross کر کے اُس طرف چلے جائیں تو وہاں لہلہاتے کھیت ہیں اور اِس طرف ٹیلے ہیں یعنی بالکل اُجاڑ ہے۔بہاولپور کا علاقہ جسے چولستان کہتے ہیں میں نے نہیں دیکھا لوگ کہتے ہیں کہ چولستان بے آباد پڑا ہے۔نہری پانی ہمارے علاقے میں پورا نہیں آتا، وہاں پر کیسے بھیجیں۔ہمارے تمام دوستوں، تمام اسمبلیوں اور تمام حاکمین کا یہ فرض ہے کہ اس بارے میں سوچیں، اپنی چپہ چپہ زمین آباد کریں اور اس پر فصلیں کاشت کریں تاکہ آپ کی آئندہ نسلیں بچ سکیں وگرنہ آپ کی آئندہ نسلیں غیروں کے ہاتھوں میں چلی جائیں گی۔میں آج اس بات پر آپ کو تنبیہ کرتا ہوں اور آپ میری باتیں سن کر قائل ہوں گے کہ ہمارے ملک میں نہری پانی نہیں ہے اور اگر نہری پانی نہیں ہو گا تو یہ علاقہ ریگستان بن جائے گا۔

جناب سپیکر! میں نہری پانی کے issue پر ہی بات کر رہا تھا، آپ یہ دیکھیں کہ ہندوستان میں کاشتکاری کے زون مقرر ہیں۔مشرقی پنجاب کے تین صوبے ہو چکے ہیں، وہاں پر زون مقرر کر دیئے گئے ہیں، پانچ اضلاع میں گندم کاشت ہوتی ہے، پانچ اضلاع میں کماد کاشت ہوتا ہے اور پانچ سات اضلاع میں آلو کاشت ہوتے ہیں۔ہمارے پاس یہاں پر اگر ایک مربع ہے تو ہم اس میں تین ایکڑ آلو کاشت کرتے ہیں، پانچ ایکڑ جَو کاشت کرتے ہیں، آٹھ ایکڑ گندم کاشت کرتے ہیں اور دو ایکڑ مکئی کاشت کرتے ہیں اس طرح ہم اُسی ایک مربع میں تمام فصلات کاشت کرتے ہیں۔بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: ڈھکو صاحب! بہت مہربانی۔.Please, no point of order بڑی مہربانی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب چیئرمین! میں اس سیٹ پر بیٹھنے پر آپ کو بہت مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ مجھے آپ کو اس جگہ پر دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اور زیادہ عزت سے نوازے۔ آمین!

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آج آپ اس منصب پر بیٹھے ہیں اور مجھے انتہائی خوشی ہو رہی ہے کہ ایک political worker اور وہ political worker جس نے اپنی سیاسی جدوجہد کا آغاز اس پارٹی سے کیا جو پارٹی اس وقت زوال میں تھی اور آپ نے صرف اور صرف مار کھانے کے لئے یہ جدوجہد شروع کی میں اس پر آپ کو بہت بہت مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: بہت مہربانی۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! آپ کو اس ہاؤس میں Chair کرتے ہوئے دیکھ کر میں بڑی خوشی محسوس کر رہا ہوں اور آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آپ ان مجاہدوں میں شامل ہیں کہ سرکار مدینہ ﷺ کے خلاف جب خاکے شائع ہوئے تو ان احتجاج کرنے والوں میں آپ بھی شامل تھے آپ کو پابند سلاسل کر کے میانوالی جیل میں بند کیا گیا تو میں اس موقع پر آپ کی ان قربانیوں پر آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور آپ کی عظمت کو سلام پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: منڈا صاحب! میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔ میاں نصیر احمد صاحب سے گزارش ہے کہ وہ ضمنی بجٹ پر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

میاں نصیر احمد: جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ سب سے پہلے تو میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں چاہے تھوڑی دیر کے لئے ہی سہی لیکن آپ اس کرسی پر بیٹھے ہیں، یہ مجھے اچھا لگا ہے۔

جناب چیئرمین! سالانہ بجٹ اور اس کے بعد supplementary budget پر Finance Minister اور ان کی ٹیم نے جو کام کیا ہے وہ قابل ستائش ہے لیکن اس بجٹ میں اور اس سے پہلے جو دو بجٹ پیش کئے گئے ہیں ان میں، میں نے جو چیز ذاتی حوالے سے محسوس کی ہے کہ ہمارے بجٹ کے اس

پورے process میں جو تھوڑا بہت فقدان نظر آیا اور جسے ہم بہتر کر سکتے ہیں وہ اس بجٹ میں accountability and transparency ہے اور اس میں monitoring کا ایک عمل ہے جس کو مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے کہ جس طرح پچھلے سال کے بجٹ میں ہم نے energy sector اور نہری نظام کو بہتر بنانے کے لئے کئی ارب روپے کی رقم رکھی تھی اس کے علاوہ land کی computerization کے لئے بھی رقم رکھی تھی تو کیا ہی بہتر ہو تا کہ اس بجٹ سے پہلے یا آئندہ آنے والے جتنے بھی بجٹ ہیں ان سے پہلے ہماری متعلقہ Standing Committees بجٹ پیش ہونے سے پہلے پچھلے سال کی reports ایوان کے اندر پیش کریں اور بتائیں کہ ان مدات میں جتنی رقوم release کی گئی تھیں ان پر اب تک کتنی achievements ہیں اور خاص طور پر انہی مدات میں جو نئی آنے والی releases ہیں انہیں release کرنے سے پہلے Standing Committees اپنی reports ضرور پیش کریں کہ ہم نے اس پر کیا achievements حاصل کی ہیں اور اب اس پراجیکٹ کا dead time پورا ہونے والا تھا تو اس کو کیوں extension دی جا رہی ہے یا اس مد میں کیوں پیسے خرچ جا رہے ہیں۔ آئندہ سے اگر ایک یہ چیز شامل کر لی جائے تو اس میں اور transparency آئے گی اور public کا اعتماد بھی بڑھے گا۔ میں اس کے ساتھ ساتھ Standing Committees کے حوالے سے بھی بات کرنا چاہوں گا کہ ہماری Standing Committees کی جتنی meetings ہوتی ہیں ان کی live coverage کا بھی بندوبست کیا جائے تا کہ اس میں شامل ہونے والے ہمارے معزز ممبران کو پتا ہو کہ ہم کسی بھی حوالے سے جو meeting کر رہے ہیں وہ براہ راست عوام کو دکھایا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ اس اسمبلی کے حوالے سے جو چیز بہتر ہونے والی ہے وہ ہمارا IT Department ہے جس کی حالت کوئی مناسب نہیں ہے، اگر ہم net پر جا کر اسمبلی کے sessions کو دیکھنے کی کوشش کریں تو buffering کا عمل اتنا ہے کہ 3/4 سے زیادہ اکٹھے net service کو استعمال کرنا ممکن نہیں ہے۔

جناب چیئر مین! میں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی add کرنا چاہوں گا کہ پنجاب کے اندر چند ایک ایسی ministries بھی ہیں جن کے بارے میں اب ہمیں دوبارہ سوچنا پڑے گا کہ کیا پنجاب کے اندر ان ministries کی ضرورت ہے بھی یا نہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح پوری دنیا کے اندر بہت سی ایسی ministries ہیں جن کے کام کو ضلعی سطح پر لوگوں کو اور ضلعی انتظامیہ کے براہ راست حوالے کر دیا

گیا ہے۔ اس میں ہماری ثقافت کی Ministry ہے، مذہب کی Ministry ہے، میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کی سطح پر اب ان کی ضرورت نہیں ہے، ان کو ضلعی انتظامیہ کے حوالے کر دینا چاہئے تا کہ وہ اس کو اچھے طریقے سے دیکھیں۔

جناب چیئرمین! میں اس میں ایک اور چیز شامل کرنا چاہ رہا ہوں کہ کوئی پندرہ بیس سال پہلے پنجاب کے اندر سائیکل رکشا اور تانگے چلا کرتے تھے جن کو ختم کر دیا گیا۔ ہمارے اس بجٹ میں environment کو بہتر بنانے کے لئے funds رکھے گئے ہیں میں یہ چاہوں گا کہ ہم نے سائیکل رکشے کو غیر انسانی عمل کا طعنہ دے کر ختم کر دیا گیا تھا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ پوری دنیا کے اندر اب اس کا revive آ رہا ہے کہ یہ ایک friendly environment سواری ہے آج اگر لاہور شہر کے اندر دیکھیں تو بے تحاشا چنگ چی رکشے چلتے ہیں جو سڑکوں پر نہ صرف ماحولیاتی آلودگی کا باعث بنتے ہیں بلکہ جگہ جگہ حادثات کا بھی باعث بنتے ہیں اس لئے اس friendly environment سواری کو promote کرنا چاہئے اور تانگہ اور سائیکل رکشے کی مد میں subsidy زیادہ کرنی چاہئے۔ اس بات کو اجاگر کرنے کے لئے میں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ غیر انسانی عمل نہیں بلکہ friendly environment ہے۔

جناب چیئرمین! ابھی میرے چند دوستوں نے بھی اس بات کا اظہار کیا کہ بڑی گاڑیوں پر ٹیکس ختم کر دیا گیا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب اقدام نہیں ہے۔ آپ کی ہر سرگرمی کے پیچھے صرف معاشی فوائد کا ہونا ضروری نہیں ہے کہ بتایا جائے کہ 42 کروڑ روپے کی گاڑیاں اسلام آباد میں جا کر رجسٹرڈ ہوئی ہیں۔ بنیادی طور پر بڑی گاڑیوں پر جب luxury tax لگایا گیا تھا تو اس کا مقصد یہ تھا کہ پنجاب کے اندر بڑی گاڑیاں جو یقیناً غریب طبقے جو پنجاب کا 80 سے 90 فیصد ہے جس کے لئے عام زندگی گزارنا مشکل ہے اور بڑی بڑی گاڑیاں سڑکوں پر چلتی ہیں جو احساس محرومی کا باعث بنتی ہیں اس لئے بڑی گاڑیوں کو discourage کرنا چاہئے۔ یہ جو luxury tax لگایا گیا تھا یہ symbolic tax تھا یہ ٹیکس ایک پیغام دینے کے لئے لگایا گیا تھا کہ ہم پنجاب کے اندر طبقاتی تفریق کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ہم پر آسائش زندگی جو بڑے بڑے لوگ بڑی بڑی سڑکوں پر بڑی بڑی گاڑیاں لے کر چلتے ہیں ہم اس کو discourage کرنا چاہتے تھے۔ اگر اس تناظر میں دیکھا جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ بڑی گاڑیوں پر ٹیکس لگنا ہی نہیں چاہئے

بلکہ double ہونا چاہئے تاکہ یہ symbolic message جائے کہ ہماری سڑکوں پر ٹریفک کے مسائل اور ماحول کے مسائل کو ختم کرنے کے لئے یہ ٹیکس لگایا گیا تھا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک دفعہ پھر وزیر خزانہ صاحب اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: جناب چیئرمین! اگر میرا نام ہے تو میں بیٹھوں، نہیں تو میں چلا جاؤں۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! آپ کا نام اس list میں نہیں ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ بڑی زیادتی ہے۔ آپ اپوزیشن کا حال دیکھیں کہ بجٹ پر بحث ہو رہی ہے اور کوئی بندہ موجود نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں اور ثمینہ خاور حیات بیٹھے ہیں۔

جناب چیئرمین: اب میجر ذوالفقار علی گوندل صاحب کی باری ہے۔جی، میجر صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب چیئرمین! میں آپ کا بہت مشکور ہوں اور میں اس لحاظ سے اپنے آپ کو خوش قسمت بھی سمجھتا ہوں کہ مجھے آج کے دن کی وزیر خزانہ کی تقریر سے پہلے آخری تقریر کرنے کا موقع آپ کی Chairmanship میں ملا ہے۔ آپ کی Chairmanship میرے لئے باعث افتخار ہے کہ ہم نے پچھلے مشرف دور میں جو جمہوری جدوجہد کی اس میں آپ نے ہمارے ضلع میں آکر ہمارے ساتھ جو حصہ لیا اس پر میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ یہ وہ دور تھا جب بہت بڑے بڑے نواب اور نوابزادے، پیر اور پیرزادے اور باقی بڑے بڑے لوگ مشرف کی گود میں تشریف فرما تھے اور تو اور ہمارے بہت سے وہ لوگ اب بھی جو اپنے آپ کو بہت بڑا چیمپئن سمجھتے ہیں وہ اس وقت مشرف کے regime کو legalize کرنے کے لئے انھوں نے محترم نواز شریف کے خلاف تحریری فیصلے دیئے اور تو اور وہ فیصلے بھی دیئے جس کی اس petition میں prey ہی نہیں کی گئی تھی۔ انھوں نے خود PCO کے تحت حلف بھی اٹھائے۔ اس وقت میرے اور آپ جیسے، میں یہ کہوں گا کہ genuine بڑے لوگ تھے جن کی وجہ سے آج جمہوریت اس ملک میں قائم ودائم ہے۔

جناب چیئرمین! ابھی اس بجٹ میں تھوڑے مسائل ہیں۔ اس میں بہت ساری اچھی باتیں ہیں۔ ایران سے ہم نے رہنمائی لے کر سستی روٹی سکیم شروع کی، اس کا idea بہت ہی novel ہے لیکن اس کی implementation میں دشواری آرہی ہے۔ اس سے پہلے جو فوڈ سپورٹ سکیم وزیر اعلیٰ محترم شہباز شریف صاحب کی رہنمائی میں شروع کی گئی تھی اس کا اگر سستی روٹی سکیم سے موازنہ کریں تو ایک advantage یہ تھا کہ وہ سکیم پنجاب کے تمام حلقوں میں بلا تفریق ہر جگہ پہنچی اور ہر حلقے سے تقریباً پانچ ہزار گھروں نے سستی روٹی حاصل کی یا اس سے اپنا دوسرا کاروبار زندگی چلانے کا سامان کیا۔ سستی روٹی سکیم جہاں بہت novel idea اور بہت اچھا idea ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ کچھ علاقوں میں مثال کے طور پر میرے حلقے میں میرے خیال میں ایک بھی سستی روٹی کا تنور نہیں لگایا گیا، جب وہاں ایک بھی سستی روٹی کا تنور نہیں ہے اور فوڈ سٹیمپ پروگرام کے ذریعے جو غریب لوگ تھے جو خط غربت سے نیچے رہ رہے تھے ان کو جو ایک ہزار روپیہ ماہانہ مل رہا تھا جن کو بڑا صحیح طریقے سے identify کیا گیا تھا وہ لوگ بھی اس سے محروم کر دیئے گئے ہیں اور سستی روٹی بھی ان کو نہیں مل رہی تو میری آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب اور وزیر خزانہ سے درخواست ہے کہ فوڈ سٹیمپ سکیم کو revive کیا جائے اور اگر درمیان میں کچھ embezzlement ہوئی ہیں تو اس کو روکنے کے لئے نادرا کے ساتھ مل کر کام کیا جا سکتا ہے اور محترمہ بینظیر بھٹو (شہید) کے نام سے جو بینظیر انکم سپورٹ پروگرام چلایا جارہا ہے اس کے ساتھ co-ordinate کر کے دونوں حکومتیں پنجاب حکومت اور وفاقی حکومت مل کر مناسب طریقے سے چلیں تاکہ اس کے ثمرات صرف مخصوص حلقوں تک نہ رہیں یا صرف شہری حلقوں تک رہیں بلکہ دیہاتی حلقوں میں بھی سستی روٹی مل سکے یا ان کو کسی اور طریقے سے subsidize کر دیا جائے۔ اس سلسلے میں میری یہ درخواست ہو گی کہ دونوں پروگرام آپس میں co-ordinate کریں تاکہ تمام تر حلقوں میں اس کے برابر ثمرات پہنچ سکیں۔

جناب سپیکر! اس وقت flow of population یا shifting of population زیادہ تر دیہاتوں سے شہروں کی طرف ہو رہا ہے جس کی وجہ سے شہروں پر دباؤ بڑھ رہا ہے۔ میں ویسے بھی سمجھتا ہوں کہ بہت سارے لوگ اپنے گاؤں سے اٹھ کر لاہور یا دوسرے شہروں میں گھر اس لئے بنا رہے ہیں کہ وہاں پر ان کو صحت اور تعلیم کی سہولیات مہیا نہیں ہیں۔ اگر یہی سہولیات ہم ان کو ان کے اپنے علاقوں میں

مہیا کر دیں تو میرے خیال میں shifting of population کافی حد تک رک جائے گی۔ اس سلسلے میں میری تجویز ہے کہ دانش سکول سسٹم جو کہ بہت اچھا idea ہے لیکن اس میں اتنی massive قسم کی investment ہے بجائے اس کے کہ ایچی سن level کے دانش سکول بنائیں ہم یہ request کریں گے کہ ہر تحصیل level پر کسی ایک سکول کو چن کر اس میں بہترین سہولیات فراہم کی جائیں تاکہ لوگوں کو اپنے doorstep پر بہتر تعلیم فراہم کی جاسکے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ کارڈیالوجی انسٹیٹیوٹ ہر ڈویژن level پر ایک عدد قائم کیا جائے لیکن اس سلسلے میں، میں اپنے حلقہ کی ایک مثال دوں گا کہ موٹروے پر سالم انٹر چینج سے لے کر ضلع منڈی بہاؤالدین شہر تک درمیان میں کوئی ایک بھی تحصیل level کا ہسپتال یا ڈسٹرکٹ level کا ہسپتال موجود نہیں۔ اس سلسلے میں پہلے بھی میں وزیر اعلیٰ صاحب سے request کر چکا ہوں کہ سالم سے اتر کر ہیڈ فقیریاں کی جگہ پر ایک ٹراما سنٹر بنایا جائے کیونکہ بعض اوقات وہاں پر حادثات ہوتے ہیں بہت سارے لوگ اس لئے جان کی بازی ہارے ہیں کہ ان کو بروقت Blood Transfusion کی سہولت مہیا نہیں تھی۔ اگر وہاں پر ٹراما سنٹر بنا دیا جائے تو ضلع سرگودھا کی تحصیل بھلوال اور ضلع منڈی بہاؤالدین کے مسافروں کے لئے خاص طور پر اور عوام کے لئے یہ بہت بڑی نعمت ہو گی۔

جناب چیئرمین! ہمارا ایک مسئلہ جو نہ صرف ملک کا مسئلہ بھی ہے بلکہ پنجاب کا بھی ایک بڑا مسئلہ ہے۔ ابھی جو بینظیر انکم سپورٹ پروگرام کے لئے poverty survey ہو رہا ہے وہاں پر نادرا کے ذرائع کے مطابق پاکستان کی اس وقت آبادی تقریباً 20 کروڑ کے قریب پہنچ چکی ہے اور شاید officially پاکستان کی آبادی 18 کروڑ کے قریب ہے۔ یہ population explosion کو کنٹرول کرنے کے لئے ہمیں کسی ملاں سے، کسی conservator سے خوف کھائے بغیر ہمیں اپنے population control کو بہتر بنانا ہو گا اور اس کے لئے ہمیں اپنے غریب عوام کو خاص طور پر مزدور طبقے کو ہم یہ incentive دے سکتے ہیں کہ جو جوڑا دو بچے یا اس سے کم پیدا کرے گا ان کا بجلی کا بل free کر دیا جائے، ان کو صحت اور تعلیم کی مفت سہولیات دی جائیں۔ اس طرح کی سکیموں سے ہم population کو کنٹرول کرتے رہیں گے ورنہ پاکستان میں ہر سال فیصل آباد کی آبادی والا ایک شہر پیدا ہو رہا ہے۔ اگر یہ آبادی کا بڑھتا ہوا عفریت اسی طرح سے جاری رہا تو ہماری تمام تر منصوبہ بندی اور ساری کارروائیاں دھری کی دھری رہ جائیں گی۔

جناب چیئرمین!زراعت جو پنجاب کا بنیادی شعبہ ہے اس میں اس دفعہ کچھ مسائل دیکھنے میں آئے ہیں۔ سرگودھاڈویژن میں citrus fruits کے لئے اس دفعہ بہت problem رہا اور بہت سارے درخت سُوکھ گئے جس کی main وجہ یہ تھی کہ پچھلے season میں جب وہاں پر پانی کی اشد ضرورت تھی تو جہلم کینال کو کسی کے کہنے پر بند کر دیا گیا۔ اس طرح کی مزید کارروائیاں نہ کی جائیں اور citrus fruits کے علاقوں کو in time پانی مہیا کرنے کے لئے یقینی بنایا جائے۔ اس کے علاوہ skilled labour کے لئے، ٹیکنیکل ایجوکیشن کے لئے TEVTA کو یہ ہدایت کی جائے کہ تمام اضلاع اور ڈویژنوں میں ٹیکنیکل ادارے زیادہ سے زیادہ قائم ہوں اور اس کے لئے ہمیں system caste پر بھی دھیان دینا ہو گا تاکہ skilled labour کو کم declare نہ کیا جاسکے اس کے لئے ہمیں قانون سازی کرنی پڑے گی کہ caste system کو اس صوبہ سے کم از کم affectively ختم کر دیا جائے۔

جناب سپیکر!اس کے ساتھ ساتھ زراعت میں skilled labour کے لئے ہمیں advanced technology پر زور دینا ہو گا جس کے لئے ہمیں مراعات دینا ہوں گی جس میں Tunnel Farming, Drip Irrigation, Sprinkle Irrigation اور Seed Technology شامل ہیں اور اس کے لئے ہمیں modern equipment مثلاً Levellers وغیرہ دینے چاہئیں۔ اس کے علاوہ wet planters and seed graded technology بھی ہمیں introduce کرانی چاہئے۔ لائیو سٹاک ہمارے ملک کا اہم سرمایہ ہے اس کے لئے بھی vaccinations, dewarming and first aid کے لئے مناسب سہولتیں مہیا کرنی چاہئیں۔ میں آخر پر آپ کا مشکور ہوں اور خاص طور پر میڈیا کے لوگوں کا مشکور ہوں جو ہم سے زیادہ تعداد میں بیٹھ کر ہماری کارروائی دیکھ رہے ہیں۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

MR. CHAIRMAN: Thank you. Now I would invite the Finance Minister for winding up address.

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں قائد حزب اختلاف اور حکومتی واپوزیشن ارکان جنہوں نے ضمنی بجٹ کی بحث میں حصہ لیا کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑی محنت اور کوشش سے ہماری books اور ان میں درج figures میں سے points نکالے۔ قائد حزب

اختلاف نے کہا کہ ہمارا جو supplementary budget document ہے یہ 2010-11 کا ہے جبکہ یہ 2009-10 کا ہونا چاہئے تھا۔ دراصل یہ ہمارے آئندہ آنے والے سال کی proposals کا حصہ ہے اس لئے نیا سال لکھا گیا لیکن اس کے اندر اگر ہم دیکھیں تو supplementary budget statement for 2009-2010 جو بنیادی طور پر 2009-10 کا document ہے۔

جناب چیئرمین! یہ کہا گیا کہ ضمنی بجٹ کا حجم بہت بڑا ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ supplementary کی روایت کو ختم ہونا چاہئے اور اگر ختم نہ ہو تو اس کو کم سے کم ہونا چاہئے۔ پچھلے مالی سال کے مقابلے میں اس دفعہ 50 فیصد ہے جو still بہت زیادہ ہے۔ Technically speaking کہ ہمارے اس ضمنی بجٹ کی اصل ٹوٹل رقم 153۔ارب ہے لیکن اگر technically آپ دیکھیں گے تو یہ تقریباً 15۔ارب کا ضمنی بجٹ بنتا ہے، وہ کیسے بنتا ہے میں آپ کو بتاتا ہوں۔ اس بجٹ کی دو بڑی figures ہیں جس کی میں آپ کو outline بتاؤں گا۔ ایک figure خوراک کی مد میں ہے جو تقریباً 50۔ارب روپے کی رقم ہے۔ جب ہماری wheat procurement کی campaign شروع ہوئی تو اُس وقت حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ ہمیں wheat زیادہ سے زیادہ خریدنی چاہئے تاکہ farmers کو اس کا فائدہ ہو اور wheat کی قیمت کو 950 پر stable رکھا جائے۔ اگر اس وقت پنجاب حکومت intervene نہ کرتی تو شاید یہ قیمت stable کرنا مشکل تھا۔ 50۔ارب روپیہ جو ہم procurement کے لئے دیتے ہیں وہ sale کے بعد دوبارہ ہمارے پاس آجاتا ہے۔ اس کے علاوہ 89۔ارب روپے تقریباً ways and means advances کی مد میں آئے۔ اس 89۔ارب میں ایک پورشن 27۔ارب کا overdraft بھی ہوتا ہے اور یہ overdraft،30۔جون 2010 کو zero ہو جائے گا اس لئے overdraft کو ہم during the month استعمال کرتے ہیں۔ اگر ہم سال کے آخر میں دیکھیں تو یہ 89۔ارب روپے کی رقم بھی اس وقت ختم ہو جائے گی اس لئے اگر ہم حساب لگائیں تو پھر ہمارے پاس 15۔ارب روپے رہ جائیں گے۔ یہ وہ 15۔ارب روپے ہیں جن کے بارے میں قائد حزب اختلاف نے کہا کہ sugar کی مد میں تمام DCOs کو پیسا دیا گیا۔ ہم نے sugar کی مد میں DCOs کو جو پیسا دیا اُس سے ہم نے sugar purchase کی تھی اس کے بعد جب ہم نے sugar sale کی تو اس sale کی proceeds دوبارہ حکومت کے پاس آگئی لیکن یہ رقم خرچ کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین! ان 15۔ارب روپوں میں سے دو تین اخراجات اور بھی ہیں۔ قائد حزب اختلاف نے یہ بھی کہا کہ پولیس کے لئے ہم اتنے فنڈز کیوں بڑھاتے ہیں، میں یہ ہاؤس سے پوچھتا ہوں کہ اگر ہم پولیس کو فنڈز نہ دیں تو کیا پھر اس کی کارکردگی بہتر ہو جائے گی؟ پولیس کی جو requirements ہیں وہ اپنی جگہ پر ہیں کیونکہ ہم نے اُن کی requirements پوری کرنی ہیں، ان کو equipped اور trained کرنا ہے لیکن ساتھ ساتھ اس کی کارکردگی بھی بہتر بنانے کی ضرورت ہے لہٰذا ہمیں یہ فنڈز انہیں دینے پڑتے ہیں۔ اگر ہم کہیں کہ پہلے کارکردگی کو بہتر کریں پھر اس کے بعد ہم فنڈز مہیا کریں گے تو شاید ایسا ممکن نہیں ہے۔ پہلے ہم پولیس کو سہولیات دیں گے اس کے بعد ہی کارکردگی بہتر ہو گی۔ اس کے علاوہ ہم نے پنشن کی مد میں 2۔ارب روپے دیئے۔ ہم نے بجٹ میں پنشن کے لئے 19۔ارب روپے رکھے تھے لیکن جب during the year پنشن کے final figures آتے ہیں تو وہ بعض اوقات calculation میں کم یا زیادہ بھی ہو جاتے ہیں اس لئے ہمیں پنشن کی مد میں 2۔ارب روپے زیادہ دینے پڑے۔TEVTA کی development کے لئے ہم نے 4.5۔ارب روپے دیئے۔ یہ ایک outline تھی کہ technically ضمنی بجٹ کیا ہے اور real terms in کتنا ہے؟ آئندہ سال کے لئے حکومت کی کوشش ہو گی کہ supplementary کے figures کو کم از کم کیا جائے اور خرچ بھی کم از کم کیا جائے لیکن کوئی بھی ایسے اخراجات جو بجٹ میں نہیں آتے اور اچانک آ جاتے ہیں، یہ صوبے اور غریب عوام کے فائدے میں ہیں اور وہیں پر ہی یہ ضمنی اخراجات کئے جائیں گے۔ ہم کوشش کریں گے کہ ان اخراجات کو کم از کم کریں۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ آج کے اجلاس کی کارروائی مکمل ہو گئی ہے۔ یاد رہے کہ مورخہ 24۔جون 2010 کو ضمنی مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری ہو گی۔ Cut Motions کے ذریعے مطالبات زر پر کارروائی دوپہر ایک بجے تک جاری رہے گی، باقی ماندہ مطالبات زر پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 144/4 کے تحت گلوٹین کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعہ ہو گی۔ اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 24۔جون 2010 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

827

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،24-جون2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال10-2009

ضمنی مطالبات زر برائے سال10-2009پر بحث اور رائے شماری

مطالبہ زر نمبر1	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جوایک کروڑ،52لاکھ،51 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون2010 کوختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009کے صفحات 1تا2ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر2	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جوایک کروڑ،74لاکھ، 30ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2010 کوختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اشٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009کاصفحہ 3ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زر نمبر3

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 8 کروڑ، 43لاکھ، 62 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2009-10 کے صفحات 4 تا6 ملاحظہ فرمائیں۔

828

مطالبہ زر نمبر4

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو3 لاکھ، 6 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2009-10 کا صفحہ 7 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زر نمبر5

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو10 کروڑ، 12 لاکھ، 36 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2009-10 کے صفحات 8 تا 9 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زر نمبر6

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو51 کروڑ، 58 لاکھ، 51 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2009-10 کے صفحات 10 تا 21 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زر نمبر7

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 13 کروڑ، 39 لاکھ، 9 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے جیل خانہ جات وسزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2009-10 کے صفحات 22 تا26 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زر نمبر8

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 4۔ارب، 3 کروڑ، 67 لاکھ، 12 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2009-10 کے صفحات 27 تا72 ملاحظہ فرمائیں۔

829

مطالبہ زر نمبر9

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو26 لاکھ، 49 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب خانہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2009-10 کا صفحہ 73 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زر نمبر10

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو46 کروڑ، 37 لاکھ، 62 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2009-10 کے صفحات 74 تا111 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زر نمبر11	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو15کروڑ، 61لاکھ، 22 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009 کے صفحات 112 تا118 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر12	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ، 95لاکھ، 74 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009 کے صفحات 119 تا123 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر13	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو42لاکھ، 67ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009 کے صفحات 124 تا126 ملاحظہ فرمائیں۔

830

مطالبہ زر نمبر14	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو ایک ارب، 69لاکھ، 70ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009 کے صفحات 127 تا132 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زر نمبر15

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو24 کروڑ، 56لاکھ، 44ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009 کے صفحات 133 تا156 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زر نمبر16

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 29 کروڑ، 45لاکھ، 47ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009 کے صفحات 157 تا159 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زر نمبر17

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو2۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009 کا صفحہ160 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زر نمبر18

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو6 کروڑ،4لاکھ،19 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009 کا صفحہ161 ملاحظہ فرمائیں۔

831

مطالبہ زر نمبر19

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو5۔ارب، 6کروڑ، 46لاکھ، 49ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009 کے صفحات 162 تا186 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زر نمبر20	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 36۔ارب، 81 کروڑ، 3لاکھ، 41ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2009-10 کے صفحات 187 تا193 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر21	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2009-10 کا صفحہ 194 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر22	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2009-10 کا صفحہ 195 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر23	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2009-10 کے صفحات 196 تا202 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زر نمبر24	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009 کے صفحات 203 تا 220 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر25	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009 کے صفحات 221 تا 240 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر26	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009 کے صفحات 241 تا 255 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر27	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009 کے صفحات 256 تا 267 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر28	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009 کے صفحات 268 تا 273 ملاحظہ فرمائیں۔

833

مطالبہ زر نمبر29

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009 کے صفحات 274 تا278 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زر نمبر30

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009 کا صفحہ 279 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زر نمبر31

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈیز" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009 کا صفحہ 280 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زر نمبر32

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009 کا صفحہ 281 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زر نمبر33	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009کے صفحات 282 تا442ملاحظہ فرمائیں۔

834

مطالبہ زر نمبر34	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009کے صفحات 443 تا445ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر35	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق"برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009کے صفحات 446 تا447ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر36	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009کے صفحات 448 تا449ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ زر نمبر37	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات وپل" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2009-10 کے صفحات 450 تا503 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ زر نمبر38	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2009-10 کے صفحات 504 تا541 ملاحظہ فرمائیں۔

835

مطالبہ زر نمبر39	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/خود مختار ادارہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2009-10 کے صفحات 542 تا543 ملاحظہ فرمائیں۔

2۔ منظور شدہ اخراجات برائے سال 2009-10 کا ضمنی گوشوارہ پیش کیا جانا

ایک وزیر منظور شدہ اخراجات برائے سال 2009-10 کا ضمنی گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

837

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اٹھارھواں اجلاس

جمعرات،24۔جون2010

(یوم الخمیس،11۔رجب المرجب1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح11بج کر14منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا
مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ
وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ
الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (11)
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ
اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ
اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ
وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ (12)

سُوْرَۃُ الحُجرَات آیات 11 تا12

اے لوگو!جو ایمان لائے ہو، نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اُڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اُڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے القاب سے یاد کرو۔ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بُری بات ہے ۔ جو لوگ اس روش سے باز نہ آئیں وہ ظالم ہیں(11)اے لوگو!جو ایمان لائے ہو، بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ تجسس نہ کرو۔اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟ دیکھو!تم خود اس سے گھن کھاتے ہو۔ اللہ سے ڈرو، اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے(12)

وماعلینا الا البلاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ جناب اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

بنے ہیں دونوں جہاں شاہِ دوسرا کے لئے
سجی ہے محفل کونین مصطفیٰ ﷺ کے لئے
حضور نور ہیں محمود ہیں محمد ﷺ ہیں
جگہ جگہ نئے عنوان ہیں ثناء کے لئے
میرے کریم میرے چارہ ساز بندہ نواز
تڑپ رہا ہوں تیرے شہر کے لئے
فرات طور پہ وہ بے نقاب کیوں ہوتے
کہ آشنا کی تجلی تھی آشنا کے لئے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

خواجہ عمران نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

پوائنٹ آف آرڈر

زیر تعمیر اسمبلی بلڈنگ میں مسجد کی تعمیر پہلے کروانے کا مطالبہ

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! مجھے لگ رہا ہے کہ پچھلے کئی روز سے سپیکر وغیرہ میں کوئی problem ہے کہ اذان کی آواز ایوان میں نہیں آ رہی جس وجہ سے بعض دفعہ دوستوں کو problem بھی ہوتا ہے۔ جب ہم باہر نماز پڑھتے ہیں تو یقین کیجئے کہ شدید گرمی میں مشکل سے نماز پڑھی جاتی ہے۔ اگر آپ مہربانی فرمائیں تو ہماری جو نئی اسمبلی بن رہی ہے اس میں مسجد پہلے مکمل ہو جائے تو پھر ہمیں یہاں پر جمعہ کی نماز کی بھی سہولت ہو جائے گی۔ اگر اس میں funding کا کوئی مسئلہ ہے تو ہم سب مل کر بھی کر سکتے ہیں۔ آپ مسجد کے لئے جگہ allocate کر دیں تا کہ جمعہ بھی باقاعدگی سے ہماری یہاں کی مسجد میں ہو سکے لہٰذا میری استدعا ہے کہ اگر نئی بلڈنگ میں مسجد ہے تو اسے پہلے مکمل کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کے لئے جگہ allocate ہے۔ آپ تمام بھائیوں، دوستوں کے تعاون اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کا کام بہت جلد شروع ہو گا لیکن جب تک نہیں ہوتا مجھے بتائیں کہ میں آپ کی خدمت کس طرح کروں؟ میں اس طرح سے کرنے کو تیار ہوں۔

معزز اراکین: جناب! پتا کریں کہ اذان کی آواز کیوں نہیں آ رہی؟

جناب سپیکر: پتا کریں کہ جب اذان ہوتی ہے تو اس وقت آواز ایوان میں کیوں نہیں آتی؟ سسٹم میں کوئی خرابی ہے، اسے ٹھیک کروانے کے لئے اور میں نے اس کی نئی purchasing کے لئے بھی کہہ دیا ہے۔ یہ سسٹم جلد ٹھیک ہونا چاہئے۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا کہ 1997-99 کے session میں آپ اس House کے ممبر تھے اس وقت مسجد کی تعمیر کے لئے تمام معزز ممبران

سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ اپنا حصہ ڈالیں۔اگر میں figure بھول نہیں رہا تو اس وقت 248 ممبرز کے House میں فی ایم پی اے نے اٹھائیس ہزار روپیہ contribute کیا تھا، وہ رقم کہاں گئی کہ آج تک مسجد نہیں بنی؟

جناب سپیکر: وہ رقم کہیں نہیں گئی بلکہ وہ جمع ہے اور آپ کے بنک میں موجود ہے۔آپ میں سے جو بھی چاہیں اس کی ایک ایک پائی کا حساب check کر سکتے ہیں لیکن ہم نے اب تھوڑے دنوں میں مسجد کا کام شروع کرنا ہے۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! 1999 سے پہلے پیسے جمع کئے تھے اب تو اسے گیارہ سال گزر چکے ہیں۔اس وقت تعمیر کی قیمت اور تھی اور آج تعمیر کی قیمت اور ہے یہ تو بہت نقصان ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ سے ضرور مشورہ کیا جائے گا اور انشاء اللہ آپ کی رہنمائی میں یہ تمام کام سرانجام پائے گا۔ تھوڑے دنوں کے لئے انتظار کیجئے۔ابھی security problems کی وجہ سے اسمبلی کا دوسرا کام بھی بند ہے اس لئے ہمیں اس میں hurdle آرہی ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ ہم اسے بہت جلدی شروع کرنے والے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (جناب محمد آجاسم شریف): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں۔کرنل شجاع خانزادہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں وہ آپ سے پہلے اٹھے ہوئے ہیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: شکریہ۔جناب سپیکر! آج کے ایک leading news paper کے پہلے صفحہ پر ایک خبر چھپی ہے جس میں کہا گیا ہے اور بی بی سی کو quote کیا گیا ہے۔انہوں نے خبر شائع کی ہے کہ 17 band outfits religious جو terrorism کے ساتھ منسلک تھی وہ آج کل پنجاب میں چندہ کی collection کی ایک بہت بڑی مہم چلا رہی ہے اور quote کیا گیا ہے کہ وہ پنجابی طالبان کو help کرے گی۔I say again پنجاب طالبان کو۔میں اس کی تردید کرتا ہوں کوئی پنجاب طالبان نہیں ہے۔

جناب سپیکر: .Good

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: یہ Punjab کے against ایک conspiracy ہے۔

جناب سپیکر: درست۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جو کہ within Pakistan شروع ہوئی ہے اور ابھی اسے West اور امریکہ نے adopt کر لیا ہے اور ان کی جتنی بھی news items ہیں چاہے ان کی نشریات ٹیلیویژن سے ہوتی ہیں، ریڈیو سے ہوتی ہیں یا اخبار میں آتا ہے وہ پنجابی طالبان کو زیادہ بڑھا رہے ہیں۔اس پر Rand Corporation and London School of Economics کی Reports آئی ہیں یہ conspiracy ہے۔ انشاء اللہ یہ conspiracy کامیاب نہیں ہو گی۔ پنجاب نے law & order پر control کر لیا ہے۔اس قسم کی دہشت گردی پر ہم نے کنٹرول کر لیا ہے اور اس رپورٹ کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بہت مہربانی، شکریہ۔اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!میرا بھی حق ہے لہذا مجھے بھی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اگر حق کی بات ہے تو آپ سے پہلے شیخ صاحب کھڑے ہوئے ہیں۔جی، شیخ صاحب!

ٹی ایم اے راجن پور کے ملازم پر بااثر افراد کا تشدد

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر!میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔14۔جون کو راجن پور میں TMA کے ایک غریب ملازم کو tax مانگنے پر صمد مزاری وغیرہ نے تشدد کا نشانہ بنایا، اس کا بازو توڑ دیا اور اس کو جلایا گیا۔وہ اس وقت موت وحیات کی کشمکش میں ہے۔ایک غریب آدمی کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے، صرف اس لئے کہ اس نے writ of the Government قائم کرنے کے لئے جا کر زور آور لوگوں کو کہا کہ ٹیکس جمع کروائیں۔میں اس معاملے کو Call Attention Notice کے ذریعے بھی لا سکتا تھا لیکن بجٹ اجلاس کی وجہ سے میں نے ایسا نہیں کیا۔شاید معلوم نہیں کہ وہ اب تک زندہ بھی ہے یا

نہیں؟ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اس حوالے سے ابھی حکومت سے پوچھیں کہ اس کا کیا قصور تھا اور جنہوں نے اس کو مارا ہے، آگ لگائی ہے ان کے خلاف اب تک پرچہ کیوں درج نہیں ہو رہا؟ وزیر اعلیٰ پنجاب کی پالیسی یہ ہے کہ .No body is above the law اگر ایسا ہے تو پھر اس حوالے سے law کہاں ہے؟

جناب سپیکر: یہ ٹھیک ہے کہ آپ اس معاملے کو حکومت کے نوٹس میں لائے ہیں۔ دوسرا کیا آپ کو Call Attention Notice دینے سے کسی نے منع کیا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ بجٹ اجلاس میں Call Attention Notice نہیں لے سکتے۔ میرے Call Attention Notices اور بھی پڑے ہوئے ہیں، وہ آپ نہیں لیں گے۔ میں انصاف کے نقطہ، نظر سے چاہتا ہوں کہ ایک غریب آدمی کے لئے آج آپ specifically اپنے اختیارات استعمال کریں۔ حکومت سے کہیں کہ اس بارے میں کم از کم پرچہ تو درج کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: کیا یہ میں نے کہنا ہے یا آپ نے کہنا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ آپ نے کہنا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کہتے جائیں، جس طرح آپ کہنا چاہتے ہیں کہہ دیں، وہ آپ کی بات سن رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: آپ اس بارے میں کوئی حکم فرما دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ہم اس بارے میں وزیر قانون صاحب سے جواب لے لیتے ہیں۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! جس دن سے یہ بجٹ اجلاس شروع ہوا ہے محترم شیخ علاؤالدین صاحب سے روزانہ میری ملاقات ہوتی ہے۔ کل بھی انہوں نے مہربانی فرمائی اور میرے پاس کافی دیر بیٹھے رہے لیکن اس حوالے سے انہوں نے کبھی ذکر تک نہیں کیا۔ اگر یہ ذکر فرماتے تو میں آج مکمل رپورٹ منگوا کر ان کی خدمت میں پیش کر دیتا۔ اب بھی جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے، اس سے متعلق جو factual position ہو گی وہ میں کل عرض کر دوں گا۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ابھی کرنل صاحب نے جس طرف اشارہ کیا ہے کہ "پنجابی طالبان" کے حوالے سے پاکستان کے اندر conspiracy ہو رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ امریکی سامراج ہی ہے جو طالبان پیدا کرتا ہے، طالبان کو مارتا ہے اور پاکستان کو "Do more" کے لئے بھی کہتا ہے۔ اس حوالے سے میر تقی میر نے ایک شعر کہا تھا وہ آپ اور ایوان کی نذر ہے:

میر بھی کیا سادہ ہیں کہ بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی تحریک استحقاق نمبر 23 ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔

ایس ایچ او تھانہ فیکٹری ایریا لاہور کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ توہین آمیز رویہ

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! جس دن یہ تحریک take up ہوئی تھی اس دن یہی طے ہوا تھا کہ متعلقہ پولیس افسران کو بلا کر ان کی میٹنگ کروائی جائے تا کہ اس معاملے کو resolve کیا جا سکے۔ میں نے ان سب کو بلایا ہوا ہے۔ آج جب اجلاس ختم ہوتا ہے تو ان کی میٹنگ کروا دیتے ہیں اور اس معاملے کو resolve کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس لئے آپ اس تحریک کو pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اس تحریک کو till tomorrow pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک عبدالوحید چودھری صاحب کی ہے۔ اس کا نمبر 24 ہے۔ یہ بھی پڑھی جا چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔

چیئرمین انٹرمیڈیٹ بورڈ ملتان کی جانب سے معزز رکن اسمبلی کے خلاف جھوٹی اور من گھڑت خبریں شائع کروانا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اگر mover کی خواہش ہے کہ ان کی اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ جو جواب میں نے دیکھا ہے وہ کوئی satisfactory نہیں ہے۔

جناب سپیکر: تو ٹھیک ہے۔ عبدالوحید چودھری صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 24 کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی تحریک التوائے کار ہے۔ کیا وہ تشریف رکھتی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! وہ موجود نہیں ہیں لہذا ان کی تحریک کو pending فرما لیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، میرے پاس ان کی طرف سے کوئی request نہیں آئی۔ آپ ایسے نہ کیا کریں۔ ہمارا ایک فیصلہ ہوا ہے۔ Now it is disposed of کوئی cogent reason ہوتی تو میں اس کو pending کر دیتا۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 988/09، چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس سے پہلے تحریک التوائے کار نمبر 983 ہے جو کہ پی سی ایس افسران کے بارے میں ہے۔

جناب سپیکر: اس وقت میرے پاس 983 نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: چلیں، جیسے آپ کی مرضی۔اگر آپ پہلے تحریک التوائے کار نمبر988لینا چاہتے ہیں تو یہ لے لیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!میری اطلاع کے مطابق تحریک التوائے کار نمبر983ایک ہفتے کے لئے pendingہوئی ہے۔جی، چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

محکمہ ہاؤسنگ کی جانب سے 43شمالی گنیانوالہ (سرگودھا) میں40سال قبل تعمیر شدہ گھروں کو مسمار کرنے سے رہائشیوں کو پریشانی کا سامنا

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" کی خبر مورخہ 22-12-2009کے مطابق محکمہ ہاؤسنگ کی طرف سے سرگودھا میں مکانات گرانے کے خلاف ایک شخص نے خودسوزی کی کوشش کی۔تفصیل کے مطابق سرگودھا کے علاقہ 43شمالی گنیانوالہ ضلع سرگودھا میں محکمہ ہاؤسنگ کی طرف سے تین مرلہ سکیم کے لئے مختص کی جانے والی اراضی پر گزشتہ 40سال سے تقریباً100گھرانے رہائش پذیر ہیں۔محکمہ ہاؤسنگ نے گزشتہ روز کارروائی کے دوران متعدد مکان گرا دیئے جس کے خلاف سینکڑوں افراد نے گنیانوالہ سے کمشنر آفس تک احتجاجی ریلی نکالی اور مکان گرائے جانے کے خلاف نعرے بازی کی۔اس موقعے پر ایک شخص نے خودسوزی کی کوشش بھی کی تاہم موقع پر موجود افراد نے آگ بجھا دی۔کمشنر سرگودھا کی طرف سے ملاقات کا موقع نہ ملنے پر مشتعل مظاہرین کمشنر آفس کا گیٹ پھلانگتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔اس دوران مظاہرین اور سکیورٹی اہلکاروں میں جھڑپ بھی ہو گئی۔بعد ازاں پولیس نے مظاہرین کو منتشر کر دیا اور مذاکرات کے لئے آنے والے چار افراد کو کمشنر آفس کا گیٹ پھلانگنے کے جرم میں گرفتار کر کے تھانہ کینٹ میں بند کر دیا۔دریں اثناء کچی آبادی طارق آباد میں محمد اکرم، عمران، اسلم، اکرم، جبار، غلام رسول، نسیم بی بی اور بلقیس بی بی وغیرہ نے کنٹونمنٹ بورڈ کی زمین پر مکانات تعمیر کر رکھے تھے، جنہیں کنٹونمنٹ بورڈ نےnoticesجاری کئے لیکن اس کے باوجود انہوں نے زمین خالی کرنے سے انکار کر دیا۔اس سلسلہ میں ای۔ڈی۔او کنٹونمنٹ بورڈ سرگودھا تنویر اشرف کے حکم پر

لینڈ سپرنٹنڈنٹ ایوب تبسم فاروق، حمید اللہ خان، منور اشتیاق سمیت دیگر ملازمین پر مشتمل ٹیم نے گزشتہ روز آپریشن کرکے اکرم، عمران، اسلم، اکرم، جبار، غلام رسول، نسیم بی بی اور بلقیس وغیرہ کے مکان گرا دیئے اور دیگر کو 21۔دسمبر تک زمین چھوڑنے کی dead line دے دی۔اس موقع پر متاثرین نے بتایا کہ وہ ایک عرصہ سے مکان تعمیر کرکے ان میں رہائش پذیر ہیں۔مکان گرا کر انہیں بے گھر کر دیا گیا جو کہ سراسر زیادتی ہے۔حکومت notice لے اور مالکانہ حقوق دے۔خبر کے مطابق مکان گرانے کے دوران ایک خاتون بے ہوش بھی ہو گئی۔اس خبر سے عوام میں بالعموم اور متاثرین میں بالخصوص مایوسی، تشویش اور غم و غصہ کے جذبات پائے جاتے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! جو بی بی بے ہوش ہوئی تھی وہ بچ گئی ہے؟

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جی، وہ بچ گئی ہے۔

جناب سپیکر: چلو، ٹھیک ہے۔جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جواب موصول ہوا ہے کہ Punjab Housing and Town Planning Agency نے 33 ایکڑ سرکاری اراضی پر 3 مرلہ ہاؤسنگ سکیم سرگودھا کا 89-1988 میں اجراء کیا۔ منظور شدہ نقشہ کے مطابق سکیم ہذا میں پلاٹوں میں کل تعداد 838 تھی بوجہ ناجائز قابضین جنہوں نے سکیم کے اجراء سے قبل پختہ کچے گھر تعمیر کئے ہوئے تھے محکمہ نے حکومت پنجاب کی منظوری کے بعد 2006 میں متعلقہ 6 ایکڑ 6 کنال 13 مرلے رقبہ جو کہ مربوط blocks کی شکل میں تھا سکیم سے خارج کر دیا گیا اور بمطابق سکیم کے نقشہ میں ترمیم کر دی گئی نتیجتاً سکیم مذکورہ سے دو سو چھ plots خارج ہو گئے اور بقیہ چھ سو بتیس پلاٹوں کی الاٹمنٹ بذریعہ disposal of land by Development Authority Regulation Act 1998 ہونا تھی ان پلاٹوں میں سے چار سو نو پلاٹوں کی الاٹمنٹ مذکورہ ایکٹ 1998 کے تحت کی جا چکی ہے اور باقی ماندہ پلاٹوں کی allotment کے لئے تقریباً 7000 درخواستیں موصول ہو چکی ہیں جن کی قرعہ اندازی بحکم صوبائی محتسب مورخہ 2009-04-06 کو زیر عمل آئی۔ بقیہ پلاٹ جن کی قرعہ اندازی

مقصود ہے میں سے 71 پلاٹوں پر مابعد ناجائز قبضہ کر لیا گیا ہے۔ محکمہ نے حکومتی احکامات کے مطابق ضلعی انتظامیہ کی مدد سے پولیس کی نگرانی میں ناجائز قابضین کے خلاف کارروائی عمل میں لاتے ہوئے انیس plots مکمل طور پر اور تئیس plots جزوی طور پر ناجائز قابضین سے واگزار کروا لئے باقی ماندہ ناجائز قابضین نے محکمہ سے مہلت طلب کی ہے۔ کارروائی کے دوران ناجائز قابضین کی جانب سے کوئی قابل ذکر مزاحمت نہ ہوئی ہے البتہ اگلے چند روز تک ناجائز قابضین نے ریلی کی صورت میں اکٹھے ہو کو کمشنر آفس کے سامنے احتجاج کیا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، اس پر قانون اور ضابطے کے مطابق مزید کوئی statement نہیں آسکتی، disposed of۔ اگلی تحریک بھی عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے اس کا نمبر 989 ہے۔

آئی جی کا سیاسی دباؤ پر انسپکٹرز اور ڈی ایس پیز کو پروموشن دینا

چودھری عامر سلطان چیمہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" مورخہ 09-12-21 کی خبر کے مطابق آئی جی پنجاب پولیس نے انتہائی سیاسی دباؤ پر سنتالیس سے زائد shoulder promotions دے کر ایس پی اور باون انسپکٹروں کو ڈی ایس پی تعینات کیا۔ ان میں سے آٹھ ڈی ایس پی ایسے ہیں جو ابھی تک انسپکٹرز بھی confirm نہیں ہوئے ہیں۔ سارے عمل میں سنیارٹی کے اصول کو بھی نظر انداز کر دیا گیا۔ ترقی پانے والے ایک انسپکٹر کا سنیارٹی لسٹ میں 1360 واں نمبر ہے۔ یہی حال دوسرے انسپکٹروں کا ہے۔ تفصیل کے مطابق یہ ترقیاں سیاسی دباؤ کے تحت کی گئی ہیں۔ ترقیاں دلوانے والے سیاسی افراد ڈی ایس پی اور ایس پی حضرات کو اپنے جائز اور ناجائز مقاصد کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ ان غیر منصفانہ ترقیوں کی بدولت پولیس افسران میں بددلی پھیل گئی ہے۔ وہ آئی جی آفس میں جا کر اعلیٰ افسران کو اپنا احتجاج ریکارڈ کراتے ہیں لیکن اس پر کوئی توجہ نہیں دیتا۔ حقدار اپنے حق سے محروم ہونے پر merit کا دعویٰ کرنے والے وزیر اعلیٰ اور آئی جی پولیس سے سوال کرتے ہیں کہ وہ عوام میں تو merit کا نعرہ لگاتے ہیں لیکن اندر کھاتے اس کی خلاف ورزی کی جاتی

ہے اور متاثرین کو ذہنی کوفت سے دوچار کر دیا جاتا ہے۔ ان انسپکٹروں اور ڈی ایس پی حضرات کی محکمانہ ترقی کے لئے ہونے والے بورڈ کو تین، چار دفعہ ملتوی کر دیا گیا۔ بورڈ کو ملتوی کرنے کی وجہ یہی ہے کہ سفارشی افراد کو آگے لایا جائے۔ ان افسران کو shoulder promotion پر آئی جی پولیس اور ماتحت پولیس افسران میں اختلافات بھی پائے گئے لیکن آئی جی پولیس نے سیاسی دباؤ پر اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے اپنی بات منوائی۔ انسپکٹروں نے ڈی ایس پی عہدہ پر shoulder promotion پانے والوں میں انسپکٹر ظفر اقبال ڈوگر، اشفاق حسین کاظمی، قیصر مشتاق، حریض احمد اولکھ، شیر احمد ٹوانہ، محمد وسیم، قدوس بیگ، وحید اسحاق، تیمور عزیز، رضا عباس نقوی، بشیر سبحانی، طاہر حسین تارڑ، ثاقب بٹ، شاہد مسعود، کامران اختر، محمد افضل، علی احمد، عبدالوحید، شاہد نواز، وقار جاوید، محمد طارق فاروق، لیاقت علی، ناصر فاروق، غلام محمد، علم دین، رضوان الحق، محمد اسحٰق، نصر اللہ خان، ساجد محمود، فیصل سلیم، مہدی رضا، قلب عباس، خالد محمود، عمران اصغر، فقیر حسین، غلام محی الدین، فیاض حمید، کاشف مسعود، امیر عباس، محمد انور رانا، غلام محمد، وقاص سعید قریشی، فضل حسین، سعید علی رضا، اظہر نوید خان، جاوید اختر، رحمت علی، حماد اختر، جاوید اقبال، شہزاد اختر، عمران راحت اور تنویر احمد شامل ہیں۔ shoulder promotion پانے والوں میں انسپکٹر وحید اسحاق کا سنیارٹی لسٹ میں 1360 واں نمبر ہے۔ وہ ابھی انسپکٹر confirm بھی نہیں ہوئے۔ حماد اختر کا سنیارٹی لسٹ میں 932 واں نمبر ہے۔ انسپکٹر رضا عباس نقوی کا سنیارٹی لسٹ میں 734 واں نمبر ہے۔ انسپکٹر شہزاد اختر کا سنیارٹی لسٹ میں 591 واں نمبر ہے۔ انسپکٹر ناصر فاروق صاحب کا سنیارٹی لسٹ میں 189 واں نمبر ہے۔ انسپکٹر اشفاق حسین کاظمی کا سنیارٹی لسٹ میں 298 واں نمبر ہے۔ shoulder promotion پانے والے اڑتیس افسروں کو PHP میں ڈی ایس پی حضرات کو shoulder promotion دیکر ایس پی بنایا۔ ان میں محمد یونس بٹ، محمد پرویز اقبال، بشارت محمود، منصور احمد رانا، ملازم حسین، کرامت اللہ ملک، محمد طاہر مقصود، قیوم نواز قیصرانی، سلطان محمود، نیلم حسین، اعجاز شفیع، حماد رضا قریشی، خالد مسعود، رانا جاوید اقبال، محمد اویس ملک، عرفان اللہ، احمد نواز، محمد اسلم، عتیق الرحمٰن، جاوید اختر، فہمیدہ یاسمین، عامر تیمور، حنیف احمد، لیاقت علی، سید جماعت علی بخاری، محمد اقبال ظفر، محمد حنیف، تیمور، رائے ضمیر الحق، امجد محمود، اشتیاق حسین شاہ، محمد شریف، مجید محمد رانا، حسیب حسین شاہ، راجہ عبدالحفیظ، محمد ناصر سیال، محمد جاوید، محمد الیاس، عبدالطیف، حسن محمود

گیلانی، ناصر عزیز، ذوالفقار علی، عابد عباس شاہ، محمد اظہر، راجہ ظفر اقبال شامل ہیں جبکہ محمد زیارت کیانی کو Out of Turn ترقی دی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں جب آئی جی پولیس سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس افسروں کی کمی تھی جس کی وجہ سے متعلقہ آر پی او اور ڈی پی او حضرات کی سفارش پر ان افراد کو shoulder promotion دی گئی ہے۔ اس خبر سے عوام میں اور متاثرین پولیس میں مایوسی اور تشویش پائی جاتی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں محرک نے بنیادی طور پر shoulder promotion کے مسئلے کے متعلق بات کی ہے اور ڈیپارٹمنٹ کا shoulder promotion کے متعلق موقف یہ ہے کہ پنجاب پولیس نے ڈی ایس پی صاحبان کی promotion بطور ایس پی کے لئے پینتالیس اسامیاں جبکہ انسپکٹروں کی promotion بطور ڈی ایس پیز کے لئے ایک سو اکسٹھ اسامیاں خالی تھیں جس کی وجہ سے کار سرکار انجام دینے میں انتہائی مشکل پیش آ رہی تھی لیکن انسپکٹروں کی سنیارٹی کا مسئلہ Service Tribunal میں زیر غور تھا اور کیونکہ ڈی ایس پی کی سنیارٹی بھی انسپکٹروں کی سنیارٹی سے منسلک ہے اس لئے ڈی ایس پی کے عہدہ سے ایس پی کے لئے اور نہ ہی انسپکٹر کے عہدہ سے ڈی ایس پی کے لئے promotion کی جا سکتی تھی اس لئے stop gap arrangement کے طور پر آر پی او اور ڈی پی او صاحبان کی مشاورت سے اچھے ریکارڈ کے حامل ڈی ایس پی صاحبان کو بطور ایس پی اور انسپکٹر صاحبان کو بطور ڈی ایس پی ان کے بنیادی سکیل میں ہی تعینات کر دیا گیا تاہم انسپکٹر صاحبان کی سنیارٹی کا مسئلہ 2008 میں حل ہونے کے بعد مورخہ 12-02-2009 کو ایک DPC کا اجلاس طلب کیا اور اس میں ستاسی انسپکٹروں کو بطور ڈی ایس پی ترقی یاب کر دیا گیا لیکن سنیارٹی کے مسائل کی وجہ سے اور نئے جاری کردہ service rules 2008 SPs میں شامل کی گئی ضروری training junior command course کے نہ ہونے کی وجہ سے ڈی ایس پی سے ایس پی کے عہدہ کے لئے DPC کا اجلاس منعقد نہ کیا جا سکا اور کار سرکار چلانے کے لئے تحریک التوائے کار میں دیئے گئے ڈی ایس پی صاحبان کو ایس پی عہدہ کی خالی اسامیوں پر ان کے بنیادی سکیل میں ہی تعینات کر دیا گیا ہے اور Junior Command Course کے لئے چالیس ڈی

ایس پی صاحبان کو نامزد کر دیا گیا ہے اور یہ کورس فروری 2010 سے شروع ہے اور اس کے بعد ان کی promotion regularized ہو جائے گی اور اسی طرح انسپکٹر صاحبان کی یہاں پر promotion ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ disposed of

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! صرف اتنی وضاحت کر دی جائے کہ یہ جو stop gap arrangement ہے یہ کب تک ختم ہو جائے گا اور کب تک یہ regularization ہو جائے گی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں، میں نے عرض کیا ہے کہ جیسے ہی یہ افسران اپنا ٹریننگ کورس مکمل کر کے آتے ہیں تو اس کے بعد وہ regular ہو جائیں گے تو یہ stop gap arrangement از خود ختم ہو جائے گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اگر یہ کورس چھ مہینے، ایک سال یا دس سال بعد ختم ہو گا، اس کے بارے میں تھوڑی سی وضاحت کر دیں تو بہتر ہے۔

جناب سپیکر: دس سال والی بات تو ٹھیک نہیں ہو سکتی۔ اگلی تحریک التوائے کار محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے، تشریف نہیں رکھتیں۔ اگلی تحریک التوائے کار بھی انہی کی ہے، تشریف نہیں رکھتیں، یہ dispose of کی جاتی ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار چودھری عرفان الدین احمد (ایڈووکیٹ) کی ہے، تشریف نہیں رکھتے، یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ، چودھری عبداللہ یوسف صاحب، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا صاحب اور محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں ویسکولر سرجنز کی خالی اسامیوں کو پُر نہ کرنے کی وجہ سے جلے ہوئے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

ڈاکٹر سامیہ امجد: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 09-12-22 کی خبر کے مطابق لاہور صوبائی دارالحکومت کے سرکاری ہسپتال میں

خون کی نالیوں کا آپریشن کرنے والےVascular کی اسامیاں عرصہ دراز سے خالی چلی آ رہی ہیں۔ خصوصاً دہشت گردی کے حالیہ واقعات کے بعد ہسپتال میں آگ سے جلنے کے مریضوں کی تعداد میں کئی گنا اضافہ ہو گیا ہے۔ اس بارے میں ذرائع کا کہنا ہے کہ صرف جناح ہسپتال میں Vascular Surgeon خدمات انجام دے رہا ہے، باقی ہسپتالوں میں اس Surgeon کی موجودگی نہ ہونے سے آگ کے جلنے، دھماکہ خیز مواد سے زخمی ہونے والے مریض جب آتے ہیں تو ان میں زیادہ تر خون کی نالیوں کے آپریشن کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ سرجن نہ ہونے سے بہت مسائل سامنے آ رہے ہیں۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ اس Surgeon کی اسامیوں کو پورا کرنے کے لئے بروقت اقدامات کرے۔ واضح رہے کہ اگر آگ کے جلنے سے آنے والے مریض کی خون کی نالیوں کا آپریشن تین گھنٹے کے اندر نہ کیا جائے تو مریض ہمیشہ کے لئے معذور ہو سکتا ہے۔ اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے۔ خصوصاً موجودہ حالات میں دہشت گردی کے واقعات کے باعث جلنے والے cases زیادہ آ رہے ہیں لہذا اس larger public interest کی تحریک کو منظور فرمایا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یقیناً محرک نے نہایت اہمیت کے حامل ایک مسئلہ کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے۔ اس سلسلے میں محکمے نے یقین دہانی کروائی ہے کہ وہ اس بارے میں steps لے رہے ہیں اور انشاء اللہ بہت جلد اس صورتحال کو resolve کر لیا جائے گا اور surgeons کی اسامیاں خالی ہیں ان پر ڈاکٹروں کو تعینات کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ کبھی کبھی وزراء صاحبان کو بھی موقع دے دیا کریں۔ یہاں پر وزیر صحت موجود تھے ان کے پاس اس محکمے کا charge ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ بتادیں۔ بہت جلد سے کیا مراد ہے؟

وزیر خوراک، صحت، مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! next اجلاس جب شروع ہو گا تو اس میں ہم انھیں جواب دیں گے۔

جناب سپیکر: کیا جواب دیں گے؟

وزیر خوراک، صحت، مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! information دیں گے۔

جناب سپیکر: انھوں نے جو بات کی ہے کیا اس کی تعمیل ہو گی یا اس وقت تک نہیں ہو گی؟

وزیر خوراک، صحت، مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ابھی مکمل جواب نہیں آیا، مجھے ابھی یہاں سے پتا چلا ہے۔ میرے علم میں یہ بات نہ تھی۔ میں انشاءاللہ next اجلاس میں اس کا مکمل جواب دوں گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پھر اس تحریک التوائے کار کو pending کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار next اجلاس تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے، تشریف نہیں رکھتیں، یہ dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 111 بھی محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی ہے، تشریف نہیں رکھتیں، یہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 112 بھی انہی کی ہے، تشریف نہیں رکھتیں dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 114 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ اور محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

لاہور گورنمنٹ چوبرجی کوارٹروں کی نئی تعمیر شدہ ٹینکی کا چالو نہ ہونا

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گورنمنٹ چوبرجی کوارٹروں کے مکینوں کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں، وہ گندا پانی پینے پر مجبور ہیں، تفصیل یوں ہے کہ گورنمنٹ چوبرجی کوارٹروں کے مکین ایک عرصہ سے گندا پانی پی رہے ہیں، پانی کے پائپوں سے زنگ آلودہ پانی گھروں میں جا رہا ہے جس کی شکایت ایس ڈی او، اوورسیئر اور اعلیٰ حکام کو کی گئی لیکن انھوں نے کوئی کارروائی نہ کی۔ اصل مسئلہ پرانے پائپوں اور نئی پانی کی ٹینکی نہ چلنے کے باعث ہو

رہا ہے۔پانی کی نئ ٹینکی ایک عرصہ سے بن چکی ہے لیکن اس کو ابھی تک نہیں چلایا گیا ہے۔پانی کا ٹیسٹ بھی کروایا گیا جو کہ پینے کے قابل نہ ہے۔کوارٹروں کے مکینوں نے سیکرٹری مواصلات و تعمیرات کو اس مسئلہ کی نشاندہی کی لیکن کوئی پیشرفت نہ ہوئی۔اب حالت یہ ہوگئی ہے کہ کوارٹروں کے مکین باہر سے پانی لانے پر مجبور ہوگئے ہیں۔گندے پانی کی وجہ سے چوبرجی کوارٹروں کے مکینوں میں سخت غم وغصہ پایا جاتا ہے۔یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر خوراک، صحت، مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ابھی فاضل ممبر نے جو بات اٹھائی ہے اس میں حقیقت یہ ہے کہ جیسے انھوں نے بات بتائی ہے اس طرح نہیں ہے بلکہ گورنمنٹ چوبرجی کوارٹرز لاہور میں پینے کا صاف پانی فراہم کیا جاتا ہے اور پانی کی نئ ٹینکی سے پانی کی فراہمی بھی کی جارہی ہے، کالونی میں پینے کے لئے صاف پانی کا فلٹریشن پلانٹ بھی موجود ہے جسے تمام کالونی کے الاٹی استعمال کر رہے ہیں، پانی کا ٹیسٹ بھی کروایا گیا ہے جس کی رپورٹ میرے پاس موجود ہے جو 2009-10-12 کو کی گئی ہے۔یہ آپ دیکھ سکتے ہیں۔پانی کی لیبارٹری رپورٹ لف ہے وہاں کوئی زنگ آلود پانی نہیں آرہا، تصدیق کے لئے ویلفیئر ایسوسی ایشن چوبرجی کوارٹروں کی verification کا سرٹیفکیٹ بھی لف ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اگر یہ اخباری خبر غلط آتی ہے جیسا کہ یہ رپورٹ بنادی گئی تو بڑی غلط بات تھی۔D.G.P.R ان غلط خبروں کا ایکشن کیوں نہیں لیتے؟ انہیں تو اس چیز پر ایکشن لینا چاہئے اور تردید کر دینی چاہئے تا کہ اس کو ہم یہاں پر raise نہ کریں۔

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کی بات سن لی ہے، یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 168 بھی آپ کی ہے لیکن یہ صرف آپ کی طرف سے نہیں بلکہ محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی طرف سے بھی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: وہ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ پڑھ دیں۔

معزز ممبران: یہی پڑھ دیں۔

MR. SPEAKER: No comments and be careful in future.

مانگامنڈی تا مراکہ ملتان روڈ کی خستہ حالی

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق "مانگامنڈی سے مراکہ تک ملتان روڈ ٹوٹ پھوٹ کا شکار"۔ تفصیل یوں ہے کہ مانگامنڈی سے مراکہ تک ملتان روڈ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے کے باعث ٹرانسپورٹروں اور مسافروں کو مشکلات کا سامنا ہے۔ سڑک پر جگہ جگہ پڑنے والے گہرے گڑھوں کی وجہ سے روزانہ حادثات ہو رہے ہیں۔ شہریوں نے بتایا کہ ملتان روڈ overloading کی وجہ سے ناہموار بھی ہو چکی ہے، خاص کر موٹر سائیکل سوار افراد کے لئے زبردست پریشانی کا باعث بن رہی ہے اور رات کے وقت موٹر سائیکل سوار افراد کے لئے سفر کرنا انتہائی دشوار ثابت ہو رہا ہے اور حادثات میں نمایاں اضافہ ہو رہا ہے۔ ٹرانسپورٹروں نے اعلیٰ حکام سے ملتان روڈ کو جلد از جلد تعمیر و مرمت کرنے کا مطالبہ کیا ہے لیکن محکمہ مواصلات و تعمیرات اور انتظامیہ کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ یہ معاملہ اس قدر سنگین ہے کہ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ ملتان روڈ نہ بننے سے اہل علاقہ کے مکینوں میں بالخصوص اور صوبہ بھر سے صوبائی دارالحکومت آنے والی عوام میں بالعموم غم و غصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب تو شیمپو چل رہے ہیں اس لئے جوؤں کا تو اب سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر خوراک، صحت، مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ بڑا relevant ہے لیکن افسوس ہے کہ آج میں اس کا جواب نہیں دے سکتا کیونکہ جواب موصول نہیں ہوا لہذا آپ اسے next session تک کے لئے pending کر دیں۔ شکریہ

جناب سپیکر:.Pending till next session اگلی تحریک التوائے کار نمبر120/10 شیخ صاحب کی ہے۔ اللہ اکبر یا شیخ!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ڈاکٹر اسد بیٹھے بیٹھے مجھے کہہ رہے ہیں کہ آپ مجھے دیکھتے ہی گرم ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کیا فرما رہے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: ڈاکٹر اسد یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ مجھے دیکھتے ہی ناراض ہو جاتے ہیں۔ I am not saying, he is asking

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ تحریک پڑھیں۔

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ بھارت دریائے جہلم، دریائے چناب اور دریائے سندھ پر مسلسل ڈیم بنا کر اور ان کی گزر گاہوں پر مختلف طریقوں سے پانی چوری کر رہا ہے۔ مقام افسوس ہے کہ ہمارا دوست امریکہ ہمیں تھرمل پاور رجسٹریشن کا درس دیتا ہے---

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اس کو رہنے دیں۔ ہم اس کو فی الحالpending کرتے ہیں، بعد میں آپ سے پیش کروائیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پڑھ تو لوں۔

جناب سپیکر: آپkindly میری بات مانیں اور میرے پاس آکر ذرا میری بات سن لیں پھر اس کے بعد بات کرتے ہیں۔ ذرا جلدی سے آئیں، کہیں ٹائمwaste نہ ہو۔ آپ نے اس تحریک کو ابھی نہیں پڑھنا۔

شیخ علاؤالدین: یہ تو زیادتی والی بات ہے۔ امریکہ نے ہمیں کیا دینا ہے؟

جناب سپیکر: فوری میرے پاس آجائیں۔ اس تحریک کوpending کیا جاتا ہے، اگلی تحریک نمبر122 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: پڑھنے کی اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی، پڑھیں۔

معصوم اور یتیم بچیوں، بیواؤں اور مکروہ دھندے میں پکڑی جانے والی خواتین کے لئے وومن اینڈ چائلڈ پروٹیکشن اتھارٹی بنانے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یاد رکھئے گا جو آج آپ نے مجھے میرے کان میں کہا ہے۔

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کے تمام بڑے شہروں اور بالخصوص لاہور میں قحبہ خانوں، گیسٹ ہاؤسز اور ہوٹلوں سے جسم فروشی کے الزام میں پکڑی جانے والی خواتین جن کی بڑھتی ہوئی تعداد ایک طرف تو لمحہ فکریہ ہے ہی لیکن دوسری طرف اس مکروہ دھندے میں ملوث لوگ مافیا کی شکل میں ان حواء کی بیٹیوں کو قبر تک بھی اپنے چنگل سے آزاد نہیں ہونے دیتے۔ جب کوئی معصوم لڑکی یا عورت کسی بھی شکل میں چاہے کسی پارک سے ہی پکڑ لی جائے تو بیشتر اوقات سب سے پہلے پولیس اُس کو اس مکروہ دھندے میں ہمیشہ کے لئے لانے کا پہلا زینہ ثابت ہوتی ہے۔ جب یہ بے بس اور بے کس لڑکیاں عدالتوں میں ضمانت کے لئے پیش ہوتی ہیں تو ان کے ارد گرد منڈلانے والے گدھ ذہنیت کے لوگ انہیں ضمانت کروانے اور ضمانت دینے کے لئے عدالتی اہلکار اور ججوں کے نام پر لاکھوں روپے کا مقروض بنا دیتے ہیں۔ یہ لوگ نام نہاد خاوند، بھائی اور باپ کی شکل میں ان کا ہر وقت پیچھا کرتے ہیں اور جب یہ لڑکیاں جیل سے رہائی پاتی ہیں تو انہی گدھ ذہنیت کے لوگوں کے ساتھ آنکھوں میں آنسوؤں کا سمندر لئے چل پڑتی ہیں جو انہیں پھر اسی مکروہ دھندے میں زندگی گزارنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ معاشرے کی ان مظلوم عورتوں کو جب تک وہ بیمار یا مکمل بے کار نہ ہو جائیں محض ان کو سانس کا رشتہ قائم رکھنے کی حد تک خوراک اور unhygienic رہائش دی جاتی ہے۔ وقت آگیا ہے کہ اب ایک لمحہ ضائع کئے بغیر یتیم بچیوں، بیواؤں اور ایسی تمام عورتوں کے لئے ایک ایسی اتھارٹی جس کا نام Women & Child Protection Authority ہو، بنائی جائے۔ معاشرے کے اس رستے ناسور کو جڑ سے اکھاڑ دینے کے لئے فوری اقدامات کرنا ضروری ہیں اور اس مسئلے

پر ایوان کے ہر معزز رکن کو اظہار کرنے کا موقع عطا فرمایا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ اگر آپ مجھے اجازت دے دیں تو میں اس میں صرف ایک فقرے کا add چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بولیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ آج بڑا مبارک دن ہے کیونکہ آج آپ مجھے دیکھ کر بڑا مسکرا رہے ہیں۔ گزارش ہے کہ آپ کبھی اس کا اپنے طور پر پتا کروالیں لیکن ویسے لاء منسٹر صاحب کے تو علم میں ہو گا کہ پنجاب میں جتنے بھی parks ہیں وہاں شام کو سفید کپڑوں میں پولیس ہر آنے جانے والے couple کو دیکھتی ہے اور اس کا انہوں نے بہترین دھندہ بنایا ہوا ہے۔ جو عورتیں گیسٹ ہاؤسز سے مجبوری یا مصیبت کی وجہ سے پکڑی جاتی ہیں ان کے لئے کچھ نہ کچھ ہونا چاہئے اور پولیس کو بھی منع کرنا چاہئے کہ وہ کسی couple کو اس طرح check نہ کرے کہ اُس کا کیا رشتہ ہے؟ یہ بہت بڑی زیادتی ہے کہ اس طریقے سے پارکوں میں لوگوں کو تنگ کیا جاتا ہے۔ وہ عورتیں جو بے چاری ہمیشہ کے لئے اس دھندے میں تباہ ہو جاتی ہیں اُن کے لئے کچھ کر دیجئے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا۔ آپ اس کو pending فرمادیں تو next session میں اس کو take up کر لیں گے۔

MR. SPEAKER: Pending till next session.

جی، محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ 12 بج کر 6 منٹ ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بالکل ٹھیک بات ہے۔ آپ کی نشاندہی کا بہت شکریہ۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں، اب آپ کا کام بھی کون سا شروع ہونے والا ہے اس کا آپ کو پتا ہونا چاہئے، فرمائیں!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! کل امریکی صدر نے میک کرسٹل جو کہ افغانستان میں نیٹو فوج کا کمانڈر ہے اس کو معزول کر دیا ہے اور اس کے خلاف شکایت یہ ہے کہ اس نے امریکی صدر اور امریکی انتظامیہ کے بارے میں مزاحیہ یا طنزیہ کچھ فقرے کہے تھے وہ فقرے یہ تھے کہ جب میں امریکی صدر کو ملنے گیا تو وہ مجھے پہچانتا بھی نہیں تھا اور میٹنگ کے لئے تیار بھی نہیں تھا اور ہالبروک کی ای میل دیکھو کہ وہ آئی ہے کہ نہیں کیونکہ میں اسے نہیں لینا چاہتا۔ اس بنیاد پر ایک جنرل کو اس کے عہدے سے امریکی انتظامیہ اور امریکی صدر نے معزول اور فارغ کر کے برطرف کر دیا۔ امریکہ ایک جمہوری ملک ہے جبکہ جمہوریت پاکستان میں بھی ہے جہاں ہمارے ملک میں آئین کو توڑنے والے اور پوری قوم کو آٹھ سال تک یرغمال بنا کر رکھنے والے شخص کو پورے اعزاز کے ساتھ ملک سے رخصت کیا گیا تو میں آج امریکہ میں قائم ہونے والی ایک اچھی روایت پر ارباب اختیار کی توجہ دلانا چاہوں گا اور آپ کی وساطت سے اس بات کا بھی مطالبہ کروں گا کہ ایک قومی مجرم اور آئین abrogation کے مجرم پرویز مشرف کو واپس بلایا جائے اور آرٹیکل 6 کے تحت اس کا مواخذہ کیا جائے۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

سرکاری کارروائی

بحث

ضمنی بجٹ برائے سال 10-2009 کے مطالبات زر پر

بحث ورائے شماری

جناب سپیکر: آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے:۔

1۔ ضمنی بجٹ برائے سال10-2009 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری

2۔ گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے مالی سال10-2009 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری۔

اب ہم ضمنی بجٹ برائے سال10-2009 کے مطالبات زر زیر غور لاتے ہیں۔ سال-2009 10 کے ضمنی بجٹ میں مطالبات زر کی تعداد 39 ہے۔ حکومت اور اپوزیشن کے درمیان یہ طے ہوا ہے کہ 39 مطالبات زر میں سے تین مطالبات زر میں حسب ذیل ترتیب سے cut motions پیش کی جائیں گی:

1۔ مطالبہ زر نمبر 8 پولیس

2۔ مطالبہ زر نمبر 20 غلے اور چینی کی سرکاری تجارت

3۔ مطالبہ زر نمبر 15 متفرق محکمہ جات نمبر 3 پر

Cut motions کے ذریعے مطالبات زر پر کارروائی دوپہر ایک بجے تک جاری رہے گی باقی ماندہ مطالبات زر پر کارروائی انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ نمبر (4)144 کے تحت "گلوٹین" کے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔ وزیر خزانہ صاحب مطالبہ زر نمبر 8 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر 8

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 4۔ارب 3 کروڑ 67 لاکھ 12 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 4-ارب تین کروڑ 67 لاکھ 12 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبر 8 میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے چودھری ظہیر الدین خان، جناب محمد یار ہراج، چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب محمد محسن خان لغاری، چودھری مونس الٰہی، کرنل (ر) محمد عباس چودھری، جناب شیر علی خان، جناب محمد شفیق خان، جناب خرم نواب ملک، اقبال احمد لنگڑیال، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، جناب طاہر اقبال چودھری، میاں شفیع محمد، سردار عامر طلال گوپانگ، ڈاکٹر محمد افضل، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ سیمل کامران، محترمہ خدیجہ عمر، سیدہ ماجدہ زیدی، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ انبساط حامد، محترمہ زوبیہ رباب ملک، محترمہ آمنہ جہانگیر، محترمہ قمر عامر چودھری، انجینئر شہزاد الٰہی اور جناب نجف عباس خان سیال۔ جی، چودھری ظہیر صاحب move کریں گے یا کوئی اور؟

محترمہ سیمل کامران: میں اسے move کروں گی۔ سب سے پہلے تو میں آپ سے اور ہاؤس سے معذرت کروں گی کہ میرا گلا خراب ہے اس لئے برداشت کر لیجئے گا۔

Sir I move:

That the total of Rs 4036712000 on account of demand No 8 Police be reduced to Rs. 1

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! I oppose

جناب سپیکر: آپ کے پاس ہمارے والی فائل نہیں پہنچی؟ انہوں نے oppose کر دیا ہے اس لئے آپ چلتے جائیں۔

(اس مرحلہ پر محترمہ سیمل کامران کے پاس فائل پہنچائی گئی)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو4۔ارب3کروڑ67لاکھ12ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010کو ختم ہونے والے مالی سال۔۔۔"

جناب سپیکر: دیکھنا کہیں حکومت کے حق میں نہ پڑھ دینا۔(قہقہہ)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!ازراہ مہربانی میری انگریزی میں پڑھی گئی تحریک کو قبول فرمائیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنی بات شروع کروں یا پھر اسے اردو میں دوبارہ پڑھوں؟

جناب سپیکر: اردو میں پڑھ دیں۔

محترمہ سیمل کامران: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"4۔ارب3کروڑ67لاکھ12ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مد مطالبہ زر نمبر 8 "پولیس" کم کرکے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: چونکہ منسٹر صاحب نے اسے oppose کر دیا ہے اس لئے آپ جاری رکھیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ oppose بھی اردو میں کروا دیں تو مہربانی ہو گی۔(قہقہہ) میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے وزیر خزانہ صاحب کی پچھلے سال کی Budget speech کا حوالہ دینا چاہوں گی۔۔۔

جناب سپیکر: ایک منٹ، پہلے مجھے بات کر لینے دیں۔ یہ ایک تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"4۔ارب3کروڑ67لاکھ12ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مد مطالبہ زر نمبر8 "پولیس" کم کرکے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میں اس تحریک کی مخالفت کرتا ہوں۔

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I oppose it.

جناب سپیکر: جی، آپ اپنی بات شروع کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اپنی بات کا آغاز وزیر خزانہ صاحب کی پچھلے سال کی Budget speech سے کرنا چاہتی ہوں جس میں ہمیں justifications دی گئی، طفل تسلیاں دی گئی تھیں کہ ہم پولیس کے بجٹ میں اضافہ کیوں کرنا چاہتے ہیں۔ کہا گیا تھا کہ 09-2008 میں Risk Allowance کے طور پر ایک بنیادی تنخواہ کا اضافہ، راشن الاؤنس میں خاطر خواہ اضافہ اور 20 دن کے fixed Daily Allowance کے لئے 8۔ ارب روپے اضافی خرچ کئے جا رہے ہیں اور وجہ یہ بتائی گئی تھی کہ دہشت گردوں اور قانون شکنوں کے عزائم کو ناکام بنانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے اور یہ امید کی گئی تھی کہ یہ سب کچھ کر کے تھانہ کلچر میں تبدیلی ہو گی۔ آخر میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ:

شب گزر جائے تو ظلمت کی شکایت بے سود
درد تھم جائے تو اظہار اذیت کیسا

جناب سپیکر! میں آج یہ سمجھتی ہوں کہ شب ظلمت گزری ہے اور نہ ہی پنجاب کے ان مظلوم اور معصوم لوگوں کا درد تھما ہے تو اذیت آج بھی ان کی برقرار ہے بلکہ پہلے سے زیادہ ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر! دوسری دفعہ oppose لاء منسٹر صاحب نے کیا تھا اور میں ان کا دل کی گہرائیوں سے احترام کرتی ہوں۔ اس کی دو وجوہات ہیں۔ ایک وجہ آپ جانتے ہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ان کا vision، ان کی دور اندیشی اور ان کی leadership skill یہ وہ qualities ہیں جو مجھے ان کا احترام کرنے پر مجبور کرتی ہیں۔ انہوں نے آج سے بیس سال پہلے اس ہاؤس میں، آج جہاں دریا کے جس پار میں کھڑی ہوں اسی بنچ پر کھڑے ہو کر پولیس کی کارکردگی 30 نکاتی پروگرام میں وضع کی تھی۔ خدا کی قسم پولیس آج بھی وہی کر رہی ہے یا کہہ لیجئے کہ ان سے آج بھی وہی کچھ کروایا جا رہا ہے۔ آج بھی حکومت اسی جماعت کی ہے جو اس وقت تھی۔ آج کے پنجاب کے خادم اعلیٰ اس وقت بھی پنجاب کے وزیر اعلیٰ تھے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ قسم نہ کھائیں، آپ کا کہنا ہی کافی ہوتا ہے اور وہ آپ کی بات سن رہے ہیں۔ مہربانی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں آپ کو اپنے جذبات سے آگاہ کر رہی ہوں۔ میں ان کی صرف عزت نہیں کرتی بلکہ میں ان کی ان تقاریر سے بھی استفادہ حاصل کرتی ہوں جو انہوں نے مختلف ادوار میں کی ہیں کیونکہ مجھے میرے بڑوں نے یہی سکھایا ہے کہ بڑوں کی عزت کرو اور ان کے تجربات سے فائدہ اٹھاؤ۔ میرے بھائی سے زیادہ پولیس کو کوئی نہیں جانتا۔ انہوں نے 16۔جون 1991 کو اسی ایوان میں کھڑے ہو کر پولیس کی کارکردگی پر ایک 30 نکاتی پروگرام پیش کیا تھا۔ آج میرے بھائی خود اسی محکمے کے منسٹر ہیں مگر شاید آج وہ سچ نہ بول سکیں کیونکہ وہ مجبور محض ہیں لیکن آج یہ فرائض میں انجام دے دیتی ہوں۔

جناب سپیکر! جس وقت 92-1991 کے بجٹ میں پولیس کے لئے 2۔ارب 78 کروڑ 4 لاکھ 70 ہزار ایک سو روپے کے فنڈز مختص کئے گئے تھے تو یہ 30 نکاتی ایجنڈا آ گیا تھا۔ اس 30 نکاتی ایجنڈے میں کہا گیا تھا کہ چونکہ پولیس اپنے فرائض منصبی ادا نہیں کر رہی ہے۔ امن و امان کی حالت ناگفتہ بہ ہے، لاقانونیت، مویشی چوری، ڈاکا زنی، غیر قانونی قبضے، کرپشن اور فراڈ کا بازار گرم ہے اس لئے پولیس کے مطالبہ زر پر کٹوتی کی تحریک پیش کی گئی تھی۔ پولیس تو آج بھی اسی 30 نکاتی پروگرام پر عمل پیرا ہے۔ آج جو اربوں روپے پولیس کی نذر کئے جا رہے ہیں اس کی کیا justification ہے؟ ہماری ستم ظریفی تو یہ ہے کہ پولیس کے ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی وہی ہے جو آج سے بیس سال پہلے تھی مگر یہ جو اربوں کھربوں روپے ہمارے معصوم اور مظلوم صوبہ کے عوام پر ظلم کرنے کے لئے پولیس کے چرنوں میں چڑھائے جا رہے ہیں اس کو کون justify کرے گا، مجھے اس کی سمجھ نہیں آئی کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ ہو سکتا ہے کہ میرے بھائی بعد میں یہ کہہ دیں کہ افراط زر میں کمی ہو گئی ہے یا یہ کہہ دیں کہ روپے کی قدر میں کمی ہو گئی ہے اور بہت ساری وجوہات بتا سکتے ہیں۔ میں اپنی بات نہیں کرتی بلکہ آڈیٹر جنرل کی رپورٹ جو یہ کہتی ہے کہ اس ڈیپارٹمنٹ میں خُورد بُرد ہوئی ہے، گھپلے ہوئے ہیں اور جن کی چند figures میں اس ہاؤس کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں۔ کل رقم 33 کروڑ 80 لاکھ 97 ہزار 9 سو 23 روپے جس کی embezzlement پنجاب پولیس میں ہوئی ہے۔ Ex CCPO پولیس لاہور 31 کروڑ، ڈی پی او راجن پور ایک کروڑ 98 لاکھ، ڈی پی او اوکاڑہ ایک کروڑ 6 لاکھ، ڈی پی او اٹک ایک کروڑ 2 لاکھ، ڈی پی او ٹوبہ ٹیک سنگھ ایک کروڑ ایک لاکھ اور ڈی پی او جھنگ 53 لاکھ 83 ہزار۔ اس کے علاوہ ملتان، مظفر آباد،

فیصل آباد، راولپنڈی، جہلم اور کوئی ایسا شہر نہیں ہے جہاں پر پولیس نے اپنا کمال نہ دکھایا ہو۔ میں یہاں پر یہ کہنا چاہتی ہوں کہ:

زہر کو امرت کہو نہ سانپ کو مور کہو
اس صوبہ کو بچانا ہے گر تو چور کو چور کہو

جناب سپیکر! 10-2009 کے بجٹ کا تخمینہ 43۔ارب 22 کروڑ 30 لاکھ 9 سو 30 روپے تھا جو revise کر کے 47۔ارب 25 کروڑ 98 لاکھ 5 ہزار کر دیا گیا۔ پچھلے سال اس بجٹ میں 4۔ارب سے زیادہ خرچ کئے گئے اور اس سال پھر اس میں 2۔ ارب کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔ دراصل یہ اربوں روپے کا جو اضافہ ہے اس کا سبب devaluation of currency, inflation ہے یا performance ہرگز نہیں ہے۔ یہ جو اوپر میں نے کرپشن کی داستان سنائی ہے یہ اس کرپشن کو justify کرنے کے لئے ہے۔ میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا ہمیں فنڈز کے اس ضیاع کو روکنا چاہئے، کیا ہمیں کرپشن اور خُورد بُرد کو روکنا چاہئے یا پھر ان چیزوں کی کھلی چھٹی دے کر ان ساری چیزوں کو approve کر دینا چاہئے؟ ایک ایسا صوبہ جس میں کوئی food security نہیں ہے، جس میں غربت و افلاس کے ہاتھوں تنگ آ کر لوگ خودکشیاں کر رہے ہیں، لوگ اپنی اولاد، اپنے بچوں کو مارنے پر مجبور ہیں اور جہاں غربت سے تنگ آ کر لوگ بلی، کتے کا گوشت کھانے پر مجبور ہیں وہاں پر اس طرح ہم اربوں روپے کرپشن کی نذر کر دیں یہ کہاں کا انصاف ہے؟ اس صوبہ میں ان پولیس افسران کے شر سے تو ان کے اپنے subordinates محفوظ نہیں ہیں۔ پولیس ویلفیئر فنڈز جو پولیس کے ملازمین کی تنخواہوں سے deduct کیا جاتا ہے اور اس کا مقصد ان کے لئے health facilities، ان کے بچوں کے لئے ایجوکیشن اور ان کے کھانے وغیرہ پر خرچ ہونا ہوتا ہے۔ میں پولیس کی good performance کا ریکارڈ آپ کے حضور پیش کرنا چاہتی ہوں۔ ایس پی ہیڈکوارٹر بابر بٹ نے تھانہ گرین ٹاؤن میں ایک عالیشان محل بنایا اور وہ کیسے بنا وہ بھی میں آپ کے گوش گزار کروں گی۔ ایس پی (ایڈمن) ارسلان ملک نے تھانہ گلبرگ میں اپنے لئے محل بنایا ہے اور ایس پی سلطان چودھری نے تھانہ گرین ٹاؤن میں اپنے لئے محل بنایا۔ یہ محل بغیر کسی سے پوچھے، بغیر کسی ٹینڈر، بغیر کسی کاغذی کارروائی چار کروڑ روپے کے یہ تین محل ان لوگوں نے اپنے لئے بنائے ہیں۔ پولیس نے پندرہ عمارتوں کا ملبہ بغیر ٹینڈر کے بیچ دیا ہے۔ کیا یہ محکمہ اتنا بے لگام ہو

چکا ہے، ان کا کوئی والی وارث نہیں رہا اور ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں رہا، جو ان کے دل میں آتا ہے وہ یہ محکمہ کر رہا ہے؟ اس کے علاوہ ہمارے صوبہ کا حال یہ ہے کہ اس وقت زراعت، تجارت، صنعت وغیرہ ICU میں پڑے ہوئے ہیں اور پولیس اس طرح سے عیاشیاں کر رہی ہے۔ آج تو پولیس کی اتنی varieties ہو چکی ہیں کہ آپ یقین مانیں لوگوں کو تو یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ یہ کس قسم کی پولیس ہے اور وہ کام کیا کرتی ہے؟ بارڈر ملٹری پولیس ہے، بارڈر لیویز ہے اور اتنے نام ہیں کہ مجھے بھی نہیں پتا کہ پولیس کے کون کون سے محکمے ہیں، کیا کیا ان کے نام ہیں، کیا کیا ڈیوٹیاں دیتے ہیں؟ پروٹوکول والی پولیس کو کیا کہتے ہیں، جو لوگوں کی حفاظت کرتی ہے اس کو کیا کہتے ہیں؟ میں اس صوبہ میں لاہور شہر کی بات کروں گی۔ آپ یقین کیجئے کہ میں کوئی exaggeration نہیں کر رہی ہوں۔ آپ لاہور میں کہیں چلے جائیں جہاں پر پولیس کی establishments ہیں وہاں پر یہی عالم ہے کہ پوری پوری سڑک کو بلاک کر دیا گیا ہے، وہاں پر کنکریٹ کی دیواریں بنا دی گئی ہیں، وہاں پر سڑکوں کے اوپر بیریئرز لگا دیئے گئے ہیں۔ یہ چوکیاں بنا بنا کر اپنی حفاظت کر رہے ہیں، جو لوگ اپنی حفاظت کے لئے دوسروں کا سہارا لینے کے لئے مجبور ہیں وہ آپ کی اور میری کیا حفاظت کریں گے؟ میں اپنے بھائی سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ جو مورچے بناتے ہیں، کنکریٹ کی دیواریں بناتے ہیں اور یہ جو فصیلیں کھڑی کرتے ہیں ایسا لگتا ہے کہ آپ لاہور میں نہیں بلکہ مقبوضہ کشمیر کی کسی وادی میں گھوم رہے ہیں جہاں انڈین پولیس کا قبضہ ہے اور یہی حال پورے پنجاب کا ہے۔ کون سا ایسا head ہے جس میں یہ خرچے پورے کئے جاتے ہیں، مجھے وہ تفصیل کہیں نظر نہیں آئی۔ بظاہر تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ security measures ہیں لیکن پوری بجٹ دستاویز میں مجھے اس head میں ایک روپیہ نظر نہیں آیا جو میں اپنے دل کو یہ دلاسا دے سکوں کہ ہاں انہوں نے اس head میں سے یہ خرچ کیا ہے۔

جناب سپیکر: کامران مائیکل، وزیر خزانہ صاحب نے جواب دینا ہے اس لئے انہیں غور سے سننے دیں، پلیز۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جو پولیس 30 نکاتی پروگرام پر آج بھی عمل پیرا ہے اس کا حال یہ ہے کہ اول تو جب یہ threats ملتے ہیں کہ لاہور میں بارود سے بھری بیس گاڑیاں داخل ہو گئیں، محض ticker چلنا شروع ہو جاتے ہیں۔ لاہور میں جیکٹیں پہن کر دس بندے داخل، ticker چلنے شروع ہو

گئے۔ کیا آج تک پولیس ناکوں سے کوئی دہشت گرد پکڑا گیا، کیا آج تک ان ناکوں سے کوئی اشتہاری پکڑا گیا؟ ماسوائے اس کے کہ لوگوں کو بے جا روکا جائے اور ان بے چارے لوگوں کی زندگی حرام کی جائے۔ اگر غلطی سے کوئی ہجرت اللہ پکڑا جاتا ہے تو وہ اسی محکمے کی bad performances, poor performance, investigation کی نذر ہو جاتا ہے اور وہ عدم ثبوت کی بنیاد پر رہا کر دیا جاتا ہے۔ یہ ہجرت اللہ recent occurrence ہے اس لئے میں نے اس کا ذکر کیا otherwise ہماری تاریخ اتنی بھری ہوئی ہے کہ اتنے خطرناک مجرم صرف پولیس کی bad performance اور poor investigation کی وجہ سے رہا کر دیئے گئے۔ میں ان کا بھی ذکر ضرور کرتی اگر آپ مجھے ٹائم زیادہ دیتے۔

جناب سپیکر: محترمہ! ٹائم کا آپ بھی خیال کریں کیونکہ ایک بجے guillotine apply ہونی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اپنے personal experience کی یہ بات بتانا چاہتی ہوں کہ پولیس کے افسران جو اس وقت کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں ان کو تو میں سلام پیش کرتی ہوں۔ وہ افسران جو ایک دو سال پہلے ریٹائرڈ ہو گئے آپ یقین کریں کہ وہ تو "ڈان" ہی ہیں ان کے رشتہ دار اور آگے سے رشتہ داروں کے نوکر بھی "ڈان" ہیں۔ اس محلے میں اور اس گلی میں آپ زندہ نہیں رہ سکتے جہاں کسی پولیس افسر کا کوئی رشتہ دار رہتا ہو۔ وہ openly اپنے گھروں میں فائرنگ کرتے ہیں۔ اگر پوچھ لیا جائے تو کہا جاتا ہے کہ جی ہمارے چالیس سالہ بیٹے کی birthday تھی، اس کے friends آئے ہوئے تھے اور وہ ہوائی فائرنگ کر رہے تھے۔ آپ یقین کریں کہ پوری رات میں سو نہیں پائی، میرے بچے سو نہیں پائے اور ایسے لگتا تھا کہ جیسے انڈیا نے حملہ کر دیا ہے۔ صبح اٹھے تو پتا چلا کہ ان کے چالیس سالہ بیٹے کی birthday تھی۔ ایک دن آندھی آنے کی وجہ سے ان کی گرین بیلٹ پر چار پتے گر گئے تو انہوں نے اپنے سامنے والے گھر کے نوکروں کو پکڑ کر اتنا مارا کہ یہ پتے ہماری باؤنڈری پر کیوں آئے؟ میں تو ان کے نوکروں کو بھی "ڈان" ہی کہوں گی اور جو ہمیں یہ کہا گیا تھا کہ ہم یہ پیسے ان کی خدمت میں اس لئے پیش کر رہے ہیں کہ تھانہ کلچر تبدیل ہو گا تو وہ تھانہ کلچر کیا تبدیل ہوا تو میں وہ بھی کچھ آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں۔ اسی good governance اور تھانہ کلچر کی تبدیلی کے باعث پچھلے ایک سال میں 89 ہزار شہریوں نے پولیس زیادتیوں کے خلاف عدالتوں سے رجوع کیا ہے، 65 ہزار شہریوں کو یہ شکایت ہے کہ پولیس رشوت لئے بغیر ایف آئی آر درج نہیں کرتی ہے، 17 ہزار نے شکایت کی ہے کہ انہیں پولیس کی طرف

سے ہراساں کیا جاتا ہے، ایک سال میں torture cells اور حبس بیجا میں رکھے جانے والے سات ہزار شہری بیلف کے ذریعے آزاد ہوئے ہیں۔ ہر ماہ چھ سو افراد پولیس کے نجی torture cells میں تشدد کا نشانہ بنتے ہیں اور میرے بھائی کے اپنے شہر فیصل آباد میں اور قائد حزب اختلاف کے شہر فیصل آباد میں سرعام خواتین پر پولیس نے چھترول کیا۔ میں کہتی ہوں کہ اس اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہر بندے کا سر شرم سے جھک جانا چاہیئے۔

جناب سپیکر! پولیس کے عام شہریوں پر تشدد کے واقعات میں دو سو فیصد اضافہ ہوا ہے۔ اس وقت صوبہ پنجاب good governance سے بھرے ہوئے صوبہ کو اگر آپ practically دیکھیں تو یہ police state بن چکا ہے اور ہمارے وہ تھانے جن کا کلچر تبدیل کرنے کے لئے ہم نے اربوں روپے ضائع کر دیئے وہ اس وقت عقوبت خانے بنے ہوئے ہیں، یہ تھانہ کلچر ایسا تبدیل کیا کہ آج ان واقعات میں 48 فیصد سنگین جرائم میں اضافہ ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! بڑے ادب سے کہتی ہوں کہ آپ کا تعلق بھی زمیندار گھرانے سے ہے، آپ بھی دیہات سے تعلق رکھتے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ جب کسی کی بھینس چوری ہو جائے تو نوبت فاقوں تک آجاتی ہے، اس تھانہ کلچر کے تبدیل ہونے کی وجہ سے جنوبی پنجاب میں مویشی چوری کی وارداتوں میں 50 فیصد اضافہ ہوا اور آپ منصف بنیں اور اب آپ مجھے بتائیں کہ اس کلچر کو تبدیل کر کے انہوں نے کتنے خاندانوں کو فاقوں تک پہنچایا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں کچھ گزارشات آپ کی نذر کرنا چاہتی ہوں اور پھر میں آپ سے یہ سوال کروں گی کیونکہ آپ Custodian of the House ہیں۔ کیا اب بھی یہ justified ہے کہ اس cut motion کو نہ accept کیا جائے؟ 10۔ مئی 2010 کو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں پولیس نے اپنی موجودگی میں آٹھ راہگیروں کو بلاوجہ قتل کر دیا اور کمشنر اور آر پی او نے ابتدائی انکوائری کی اور ایس ایچ او کو گرفتار کر لیا، بعدازاں وہ ایس ایچ او رہا ہو گیا اور اس ایس ایچ او کی جو تفتیش تھی اس کے ایک subordinate کے سپرد کر دی گئی جس کی وجہ سے کچھ بھی نہ ہو سکا۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

MR. SPEAKER: No point of order.

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! 12۔جون2010 کو مہران پور میں شاہدہ پروین کو تشدد کا نشانہ بنا کر گلا دبا دیا گیا مگر پولیس آج تک اس کے مجرمان کو پکڑ سکی اور نہ ہی مقدمہ درج کرنے پر تیار ہے۔ 12۔جون2010 مست اقبال روڈ لاہور کے کانسٹیبل آصف نے اپنے مالک مکان کی بچی کو درندگی کا نشانہ بنایا اور جو جناح ہسپتال میں شرمناک واقعہ پیش آیا وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں اور مزے کی بات یہ ہے کہ وہ جو دہشت گرد تھے وہ پولیس ہی کی وین لے اڑے اور پولیس دیکھتی رہ گئی۔ 3۔مئی2010 سمن آباد میں موٹر سائیکل پر سوار چھ ملزمان نے اندھا دھند فائرنگ کر کے ناکے پر کھڑے سب انسپکٹر کو ہلاک کر دیا اور فرار ہو گئے۔ 29۔مئی 2010 گڑھی شاہو میں قادیانیوں کی عبادت گاہ، 100افراد ہلاک 150زخمی، انتظامیہ اور پولیس خاموش تماشائی بنے رہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی cut motions اور بھی ہیں، دیکھ لیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! بس میری دو تین لائنیں رہ گئی ہیں۔ 8۔مئی2010 شہر میں 285 ناکے دس افراد ہلاک، ٹیکسالی میں پانچ دھماکے ہوئے۔ 19۔مئی2010 شاہ کوٹ میں محمد شفیع کو اس وقت قتل کیا گیا جب وہ پیشی سے واپس آ رہے تھے۔

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! یہ بات کریں لیکن لکھی ہوئی تقریر تو نہ کریں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، کیا کرتے ہیں، میں ان کی بات سن رہا ہوں، یہ آپ کا اختیار نہیں ہے۔ سوہل صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی، آپ بھی cut motion پر بات کریں، آپ کیا کر رہی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہ جو بار بار interruption کر رہے ہیں اور جو ٹائم ضائع کر رہے ہیں وہ ٹائم میں آپ سے لوں گی۔

جناب سپیکر: جی، آپ بھی wind up کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جو سچ ہے اس کو سننا بہت مشکل ہوتا ہے لیکن یہ دل پر ہاتھ رکھ کر سچ کو سنیں۔ پپو لمبا کو سبزہ زار لاہور میں لے جا کر جعلی پولیس مقابلہ بنا کر اس کو پھڑکا دیا گیا۔ 8۔مئی 2010 کو کھڈیاں پولیس نے قصور میں چوری کے چار ملزمان کو برہنہ کر کے سرعام سب کے سامنے

چھترول کی۔18۔اپریل 2010 سی آئی اے پولیس نے اعظم اور ملازم حسین کو قتل کر دیا اور جعلی پولیس مقابلہ بنا دیا۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!cut motion پر بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں cut motion پر پولیس کی کارکردگی آپ کو دکھا رہی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کی مہربانی ہوگی۔ میں پھر اس کے بعد آپ کو ٹائم دوں گا۔wind up کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اگر صوبہ میں کسی بھی جگہ پر لوگ لوڈشیڈنگ سے تنگ آکر مظاہرہ کرتے ہیں تو ان کی چھترول کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے آپ کی باتوں کا جواب بھی دینا ہے۔ اب بس کریں۔ آپ کی مہربانی شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں! اگر آپ ماحول کو خراب کرنے کی کوشش کریں گے تو میں action کروں گا۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ لوں گا۔ (قطع کلامیاں)

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! House کی کارروائی ایسے نہ چلائیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! ذرا آرام سے بات کیا کیجئے، یہ آپ کی مہربانی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں نے یہ کہا ہے کہ آپ سب کچھ rules کے مطابق چلائیں۔

جناب سپیکر: جی، میں rules کے مطابق ہی چل رہا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری relevant اور ایک اہم بات ہے۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، بسراء صاحب! میں نے آپ کو بار بار منع کیا ہے، ان کو floor دیا ہوا ہے، آپ تشریف رکھیں، جب ان کی بات ختم ہو گی تو میں آپ کی طرف آؤں گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اپنی بات صرف یہ کہہ کر ختم کرنا چاہتی ہوں کہ مجھے کوئی واقعات پڑھنے کا شوق نہیں تھا یہ سب لوگ جانتے ہیں لیکن ان واقعات پر دل دُکھتا ہے کہ یہ ہمارے ہی صوبہ میں ہو رہے ہیں اور اس کے باوجود ہم اربوں روپے ان کی نذر کر رہے ہیں اور میں آخر میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ:

ادھر اُدھر کی بات نہ کر یہ بتا قافلہ کیوں لٹا
تیری رہزنی سے گلہ نہیں تیری رہبری سے سوال ہے

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اب کوئی اور صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں [********] (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: دیکھیں! ماحول کو خراب کرنے کی کوشش نہ کریں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ No point of order.

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں صرف ایک شعر ان کی نذر کرنا چاہتا ہوں کہ:

یاد ماضی عذاب ہے یا رب
چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

جناب سپیکر! یہ اپنا ماضی یاد کریں کہ ان کا ماضی کتنا داغ دار ہے اور انہوں نے پچھلے پانچ سال میں صوبے کا اتنا بیڑا غرق کیا ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔۔۔ (قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: No Basra Sahib, No, my dear, this is not way, this is not proper.

بسراء صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس وقت ہم بول سکتے ہیں اور آپ ہمیں ٹائم دیں یہ ہمارا حق ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ اپنا حق استعمال کریں، ایک بجے تک آپ کا حق ہے اور ایک بجے کے بعد آپ کا حق نہیں ہو گا۔۔۔(قطع کلامیاں)

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: آپ ان کو ٹائم پر ٹائم دیئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، حضرت! ان کا ٹائم ہے آپ کیا کرتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیا یہ کوئی منصوبہ بندی کی گئی ہے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہاں ہمیں بات نہیں کرنے دی جاتی۔

جناب سپیکر: آپ کو کس نے کہا ہے کہ بات نہ کریں؟ بسراء صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی، آپ بات کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ۔۔۔

جناب سپیکر: یہ میں آپ کو note کرواتا ہوں کہ ایک بجے گلوٹین apply ہو جائے گی۔۔۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آپ خواہ مخواہ ٹائم ضائع کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: کون ٹائم ضائع کرتا ہے، آپ خود ہی ضائع کرتے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آپ بار بار ایک بات کرکے ٹائم ضائع کر رہے ہیں۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے زیادہ کچھ نہیں کہا صرف ان کو ماضی یاد کروایا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! آپ مہربانی کر کے بیٹھیں۔ جی، محترمہ! بات کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ابھی تو میں نے بھی بولنا ہے اور میں تو صرف سیمل کی بات کو ختم کرنا چاہتی ہوں یہ کہہ کر کہ شاید دو پوائنٹ ہمارے وہ رہ گئے ہیں کہ چیف منسٹر صاحب کی سکیورٹی۔۔۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ذرا، چودھری صاحب کی بات سن لیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ایک دو دن کی exercise کے بعد نہایت اچھا ماحول ہو گیا تھا، یہ بار بار ایک بہت نہایت معزز صاحب کے کہنے پر دوسرے صاحب انگلیوں کا اشارہ کر کے بانسریاں کہہ رہے ہیں۔ یہ نہایت ہی تکلیف دہ اور افسوسناک بات ہے۔ یہ انتہا کی جارہی ہے۔ یہاں پر سینئر مشیر صاحب تشریف فرما ہیں جب آپ Advisory Committee کی meeting بلاتے ہیں تو آپ جو فرماتے ہیں ہم آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ یہ ایک بہت ہی معزز ممبر نے جس طریقے سے بات کی ہے اس سے دُگنا طریقے سے میں اس کا جواب دے سکتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب! آپ کی مہربانی، غصہ میں نہیں آنا۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے کیا کہا ہے۔ میں نے کچھ نہیں کہا صرف ان کو ان کا ماضی یاد کروایا ہے اور میں نے صرف ایک محاورہ استعمال کیا ہے [***] (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: بسراء صاحب! آپ بیٹھیں، آپ تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ ریکارڈ دیکھیں کہ یہ [***] کا لفظ استعمال کر رہا ہے۔ لاء منسٹر صاحب بھی یہاں تشریف فرما ہیں، آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب

سے درخواست ہے کہ وہ اس بات کا notice لیں، یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ ہمارے منہ میں زبان نہیں ہے۔ یہ آج ایک نیا ہتھیار لے کر آگئے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے ان کو اجازت نہیں دی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): میں دیکھ رہا ہوں یہاں سے شیخ صاحب ان کو اشارہ کر رہے ہیں۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ شیخ صاحب نے ان کو اشارہ کیا ہے۔

جناب سپیکر: میں ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): مجھے بس دو منٹ کا ٹائم دیا گیا آپ کو جو اتنا ٹائم دیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ان کا mike بند کریں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): آپ کو یہ ٹائم کس لئے دیا گیا؟ ان الفاظ کو حذف کیا جائے اور لاء منسٹر صاحب اس پر اپنا بیان فرمائیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب اس پر اپنی رائے دیں اور اس کو یہاں سے باہر نکالیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! وہ الفاظ حذف کروائے جائیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ واپس ہو گئے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): میری لاء منسٹر صاحب سے اپیل ہے کہ وہ اس پر اپنی رائے دیں کہ اس نے ہماری دو خواتین کو [***] کہا ہے اور شیخ علاؤالدین کے کہنے پر یہ کہا ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! وہ آپ سے پوچھ رہے ہیں۔ میں تمام سے ملتمس ہوں کہ ماحول خراب نہ کریں۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف اور دوسرے جو اپوزیشن کے معزز ممبران بیٹھے ہیں وہ اس بات کے گواہ ہیں اور میں بھی ان کو یاد دہانی کروانا چاہتا ہوں

کہ جب محترم شوکت بسراء صاحب نے بات کرنا چاہی تو آپ نے ان کو تین مرتبہ روکا اور آپ نے انہیںfloor نہیں دیا لیکن اس کے باوجود انہوں نے بضد ہو کر بات کی، اگر اپوزیشن کے بھائی سمجھتے ہیں کہ ان کا ٹائم تقریباً پانچ، سات منٹ ضائع ہوا ہے تو آپ بے شک انہیں ٹائم دے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: ٹائم کی بات نہیں کی ہے۔ ٹائم کی بات کس نے کی ہے؟ ہمیں ان کے الفاظ پر اعتراض ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): لیکن جو بھی بات شوکت بسراء صاحب نے کی ہے وہ فنانس منسٹر صاحب سے، مجھ سے اور نہ ہیChair کی اجازت سے کی ہے انہوں نے اپنے طور پر ایک بات کی ہے۔ اگر ٹائم کا معاملہ ہے تو آپ ان کا اتنا ٹائم بڑھا دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: اگر اپنے طور پر کی ہے تو انہیں باہر نکالیں۔

جناب سپیکر: حذف کر دیتے ہیں۔ چودھری صاحب! حذف کر دیئے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں بہت دل گرفتگی کی صورت میں یہ بات کر رہا ہوں۔ ہم پر یہ غلط لفظ اور آواز کسی گئی، میں پھر بھی ان کو بہت ہی معزز رکن کہہ رہا ہوں۔ یہ ایک بہت ہی معزز رکن ہیں اور یہ خواتین کو[* * *] کہہ رہے ہیں، آپ ہی فیصلہ فرما دیجئے کہ کیا یہ انداز تخاطب ٹھیک ہے؟ میں ان کو معزز رکن کہہ رہا ہوں۔ یہ تین لاکھ لوگوں کے نمائندے ہیں اور یہ صرف اپنے ایک ساتھی کے کہنے پر کھڑے ہوئے ہیں۔ یہ کوئی اپنی عزت کا تو خیال کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے وہ الفاظexpunge کروا دیئے ہیں۔ وہ میری اجازت کے بغیر بولے گئے ہیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ہم سے باہر لابی میں کہا جاتا ہے، وہاں پر یہ کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میرا نام کیوں لیا ہے؟

جناب سپیکر: اب آپ بات کرنے دیں، ان کو چلنے دیں ناں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ ان سے کہئے کہ احتیاط کیجئے ورنہ ہم سے قابو میں نہیں رہا جائے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): مجھے کسی نے اشارہ نہیں کیا۔

جناب سپیکر: اب ماحول کو آپ خود خراب کرنے کی کوشش نہ کریں، یہ آپ کے فائدے میں ہے۔ آپ کی مہربانی۔ جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! "مدعی لاکھ بُرا چاہے تو کیا ہو گا" آپ کو پتا ہے کہ وہی ہو گا جو اللہ تعالیٰ چاہیں گے۔" ان لوگوں کے اس طرح کے remarks pass کرنے سے کچھ نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: آپ اس بات کو چھوڑیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں پولیس پر بات کر رہی تھی۔ میں یہ کہہ کر اپنی بات ختم کرنا چاہ رہی ہوں۔

جناب سپیکر: cut motion بتائیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! Security کی بات ہو رہی تھی، پولیس کی بات ہو رہی تھی، already وزیر اعلیٰ صاحب کے ساتھ اربوں روپیہ security پر استعمال ہو رہا ہے۔ ان کے آگے security، ان کے پیچھے security اور right, left security ایلیٹ فورس، ایلیٹ لوگوں کی security کے لئے مختص کر دی گئی ہے بڑی اچھی بات ہے، خادم اعلیٰ جو ہوئے۔

جناب سپیکر: اس میں سب ہی شامل ہیں۔ ذرا سوچ سمجھ کر بات کریں۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! پرویز مشرف کا دور بھول گئے ہیں یہ لوگ۔

جناب سپیکر: میں خود نوٹس لیتا ہوں۔ میری اجازت کے بغیر آپ بول نہیں سکتے۔ آپ کی مہربانی ہے، جب تک میں اجازت نہ دوں۔ مہربانی کریں آپ اس قسم کی بات نہ کریں۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! جب غلط بیانی ہو رہی ہو تو ہم کیسے چپ رہیں؟

جناب سپیکر: .No please, when I say no آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آگے security، پیچھے security اور left right security کے علاوہ اگر آپ page No.46,item No.99 دیکھیں private gunman کو 7 لاکھ روپیہ دیا گیا ہے۔ جب اتنی security موجود ہے اس کے علاوہ private gun man کی کیا duty ہوتی ہے، وہ کیا کرتا ہے اس میں کچھ نہیں بتایا گیا۔ وہ ڈیوٹی کیا دیتا ہے اس کی کیا privacy ہوتی ہے؟ دوسری بات page No.44,item No.86 اگر آپ دیکھیں تو contract security جو سی ایم صاحب کی ہے اس پر 15 لاکھ 84 ہزار خرچ کئے گئے۔ یہ سب ان کی security کے لئے ہیں، سی ایم صاحب کس سے اتنے خائف ہیں، انہیں کیا خوف ہے؟ میں آپ کو پولیس پر یہ نکتہ دکھانا چاہتی تھی کہ یہ بھی ہو رہا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اور کوئی؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں ایک منٹ لوں گا۔ یہاں پر مجھے ایک خرچ نظر آیا ہے جو کہ مناسب نہیں ہے۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! یہ میرے قائدین کے خلاف جو مرضی کہہ رہے ہیں، یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کیا کرتے ہیں؟

سید زعیم حسین قادری: جن گارڈز اور جن چیزوں کی بات ہو رہی ہے چودھری پرویز الٰہی صاحب!۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے جواب دینا ہے، میں نے خود کہہ دیا ہے، آپ کیا کرتے ہیں؟ میں نے خود اس بات کا نوٹس لینا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ سے گزارش ہے کہ یہ جو ہمارا ٹائم ضائع ہوا ہے آپ اس کو مہربانی کر کے add کریں گے۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس میں ایک expense show کیا گیا ہے، صفحہ نمبر 65 پر آئٹم نمبر 208 ہے۔

> Funds for deployment of one platoon of Baloch Levy period from 06/2009 to 11/2009 & 12/2009, to 05/2010 at Pakistan Atomic Energy Commission (PAEC) insulation at D. G khan.

یہ میرے حلقے کے اندر ہے، ہمارے لغاری قوم کا علاقہ ہے، یہاں پر atomic energy والوں کی ایک insulation ہے اور یہ جو Battalion ہے یہ بھی لغاری سپاہیوں پر مشتمل ہے اس کے لئے جو پیسے ہیں وہ Atomic Energy Commission والے دیتے ہیں حکومت پنجاب نہیں دیتی۔ یہ جو اس میں خرچ show کیا گیا ہے یہ میرے خیال میں غلط show کیا گیا ہے۔ یہ پیسے کہیں اور خرچ ہوئے ہیں اور اس کو اس کے اندر دکھایا جا رہا ہے کیونکہ Atomic Energy Commission کو حکومت پنجاب payment کرتی ہے۔ اس کا یہاں پر ہونا مناسب نہیں ہے۔ یہ پیسے کہیں اور خرچ کر کے یہاں پر دکھائے گئے ہیں یا یہ غلطی سے یہاں پر آ گئے ہیں۔ میں وزیر خزانہ صاحب کے نوٹس میں یہ چیز لاؤں گا کہ اس کی درستی کروالیں اس force کو تنخواہ اور مراعات Atomic Energy Commission of Pakistan ہی دیتا ہے، حکومت پنجاب نہیں دیتی۔

جناب سپیکر: جی، بس! اور کوئی بات کرنا چاہیں گے؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! آگے کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ اس cut motion پر میں اپنے بھائی محسن لغاری صاحب سے یہ کہنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! متوجہ ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے بھائی محسن لغاری صاحب نے جو ہاتھ جوڑے ہیں میں ان ہاتھوں کی بالکل تائید کرتا ہوں۔ انہیں appreciate کرتا ہوں اور رضاکارانہ

طور پر میں محسن لغاری صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر انہیں میرے ہاتھ جوڑوانے کی ضرورت ہے تو میں بھی ہاتھ جوڑنے کو تیار ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب یہ interruption ہو رہی ہے، قائد حزب اختلاف خود اس چیز کو روکتے ہیں۔ اب یہ بات مناسب نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے ایک منٹ دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف خود اس بات کو ناپسند کرتے ہیں اور ان کے ساتھ ہی ہم بھی ناپسند کرتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اس کے بعد مجھے اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے اچھی روایت قائم کی ہے، آپ بھی اچھی روایت قائم کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، بالکل۔ جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ میں قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ جس بات کو آپ ناپسند کرتے ہیں اور ہم تائید کرتے ہیں آپ اس کی خلاف ورزی نہ کریں۔ یہاں پر اس cut motion پر بات کرتے ہوئے دو تین باتیں ہوئی ہیں ایک تو محترمہ نے میری کوئی بیس سال پہلے کی تقریر کا حوالہ دیا۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ مجھے فخر ہے کہ میں پچھلے بیس سال سے اس ایوان میں اپنے حلقہ کے عوام کی نمائندگی کرتا آرہا ہوں اور میں یہ بات بھی کہہ دوں کہ ہم تو وہ ہیں جنہوں نے ہر دور کے سلطان سے بغاوت کی ہے۔ یہاں ان بیس سالوں میں جہاں پر ہماری تقاریر ہیں وہاں پر ایک اور چودھری صاحب بھی بیٹھا کرتے تھے۔ وہ کبھی آپ کی جگہ پر بھی بیٹھا کرتے تھے ان کی بھی تقاریر ہیں اور بعض ایسی ہیں کہ پھر اگر میں ان کا حوالہ دوں گا، میں نہیں دوں گا کیونکہ قائد حزب اختلاف سے جب ایک Business Advisory Committee میں بیٹھ کر بات ہوگئی تو میری اس پر پابندی ہے لیکن اگر کوئی بات کرے گا تو پھر ہمیں بھی حوالہ دینا پڑے گا اور پھر ان کو کہنا پڑے گا کہ "یادِ ماضی عذاب ہے یارب"۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! انہوں نے ایک اور بات کی ہے انہوں نے بابر بخت صاحب کا نام لیا ہے ایک دو اور کا بھی نام لیا ہے، سچی بات یہ ہے کہ یہ لوگ پچھلے سات آٹھ سال سے محکمہ پولیس میں ہیں اور ہم پانچ سال جب ادھر اپوزیشن میں بیٹھے تھے ہم نے شام کو روز ایک ہی گھر جاتے دیکھا یہ وہیں پر ایک شہزادے کے مصاحب تھے اور جو دل میں آتا تھا کرتے تھے لیکن اب ان کو اس بات کی اجازت نہیں ہے جن گھروں کا انہوں نے حوالہ دیا ہے وہ بات جب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کے نوٹس میں آئی ہے اس معاملے کی باقاعدہ ایک انکوائری ٹیم انکوائری کر رہی ہے اور اگر یہ بات ثابت ہو گئی، میں انکوائری کو prejudice نہیں کرنا چاہتا لیکن میں اس معزز ہاؤس کو یقین دلاتا ہوں کہ پھر ان کی بچت ہو گی اور نہ ہی کوئی شہزادہ ان کی بچت کروا سکے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! انہوں نے ٹوبہ ٹیک سنگھ کے بارے میں کہا کہ آٹھ راہ گیروں کو پولیس نے ہلاک کر دیا۔ جب آپ اس قسم کی الزام تراشی کرتے ہیں جو بالکل حقائق کے برعکس ہو، جس کا حقیقت سے دور دور تک تعلق نہ ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ اس force جس force کو دہشت گردوں سے لڑنے کے لئے، مجرموں سے لڑنے کے لئے آپ کے کڑے احتساب کی ضرورت ہے، اس House میں بیٹھے ہر معزز رکن کا یہ فرض ہے کہ وہ اس کڑے احتساب میں ایک ممبر کے طور پر حصہ لے۔ جب بھی law and order پر بحث ہوتی ہے تو پھر ہر معزز رکن اس پر بات کرتا ہے لیکن وہاں پر اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ جہاں کہیں ان کا قصور نہ ہو ان کو appreciate بھی کیا جائے، جہاں پر وہ اپنی جانوں کے نذرانے پیش کریں، جہاں وہ شہادتیں پیش کریں ان کو appreciate کیا جائے جب وہ اپنا خون بہائیں وہاں پر ہمیں بھی اپنے آنسو گرانا چاہئیں تاکہ ان لوگوں کو ان قربانیوں کی بنیاد پر appreciate کیا جا سکے اور وہ زیادہ بہتر انداز میں اس فرض کو نبھانے میں کامیاب ہو سکیں۔ اب جو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں آٹھ راہ گیروں کا معاملہ ہے میں نہیں کہتا کہ وہ ملزم تھے، نہ میں کسی اور کے کہنے پر یقین کرتا ہوں۔ جب یہ واقعہ ہوا تو ہر طرف سے آواز آئی کہ اس کی judicial inquiry کروائی جائے کیونکہ پولیس کی inquiry پر اعتبار نہیں ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اسی وقت اس مطالبے کو تسلیم کیا اور ہائیکورٹ کے چیف جسٹس۔۔۔

MR. SPEAKER: Order please, Order please.

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): ہائیکورٹ کے چیف جسٹس کو judicial inquiry کے لئے لکھا گیا اور اس judicial inquiry کے نتیجہ میں ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ٹوبہ ٹیک سنگھ جو کہ ایک بڑے دیانتدار اور well reputed judicial officer ہیں انہوں نے یہ قرار دیا کہ یہ لوگ راہ گیر نہیں تھے بلکہ وہاں پر یہ ڈکیتی کی نیت سے آئے تھے اور اس judicial inquiry پر کسی کو کوئی اعتراض ہے تو وہ دوبارہ کورٹ میں جائے چیف جسٹس صاحب کو درخواست دے اور اس کی دوبارہ انکوائری کروالے لیکن judicial inquiry کا ہمارے لئے احترام کرنا ضروری ہے۔

جناب سپیکر! میں پولیس کی کارکردگی کو اس حد تک ضرور defend کروں گا کہ جہاں پر کچھ لوگ قانون کی یا rules کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پائے گئے اور اس سال میں پانچ ہزار پانچ سو پچپن لوگوں کے خلاف disciplinary action لیا گیا۔ وہاں پر وہ لوگ بھی شامل ہیں جنہوں نے اپنے فرض کی ادائیگی کرتے ہوئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور انہوں نے اپنے آج کو قوم کے آنے والے کل کے لئے قربان کر دیا۔ اپنے بچوں کو یتیم کر دیا، اپنے ماں باپ کو روتا ہوا چھوڑ دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان دونوں چیزوں کو ہمیں ساتھ ساتھ رکھنا چاہئے۔ بجٹ کی جو یہ بات ہوئی تھی کہ پولیس کو بہت زیادہ پیسا دیا جا رہا ہے۔ اس وقت پولیس کی total strength جو ہے وہ ایک لاکھ ستر ہزار اکتیس ہے۔ اس میں اب تنخواہ کا جو معاملہ ہے، پہلے یہ کہا بھی گیا کہ تنخواہ میں اضافہ کر دیا گیا ہے لیکن موجودہ اضافہ جو تمام ملازمین کی تنخواہوں میں کیا گیا ہے پولیس اور عدلیہ کو اس اضافے سے باہر رکھا گیا ہے تو بات تقریباً balanced ہو جاتی ہے۔ پچھلے سال تقریباً 47 بلین روپے خرچ ہوا اور اس سال 49 بلین روپے رکھا گیا۔ میں معزز ایوان کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہوں گا کہ اس میں سے 39 بلین روپیہ تو صرف تنخواہوں کا ہے۔ اب ایک آدمی خواہ وہ پولیس کا ملازم ہو، خواہ وہ کسی بھی محکمے کا ملازم ہو تنخواہ تو اس کا حق ہے اس پر تو otherwise آپ بات نہیں کر سکتے۔ 39 بلین اس میں تنخواہوں کی مد میں ہے، اڑھائی بلین جو ہے اس میں POL ہے کیونکہ پولیس کا زیادہ تر کام جو ہے وہ ملزموں کے پیچھے یا گشت کے لئے جانا ہوتا ہے، دوسرا اڑھائی بلین کے utility bills ہیں۔ باقی اگر چھوٹی موٹی چیزیں اس میں لگائیں تو یہ رقم تقریباً 45 بلین کے قریب بنتی ہے۔ میں قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کروں گا اور محسن لغاری صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ صرف چار بلین بچتا ہے اور جس میں سے آپ نے

arms and ammunition بھی لینا ہے، جس میں آپ نے یونیفارم بھی لے کر دینی ہے اور گاڑیوں کی مرمت بھی اسی میں سے ہونی ہے۔ اگر ٹرانسپورٹ کے لئے کوئی نئی گاڑی چاہئے تو وہ بھی اسی میں سے ہونی ہے اور اس وقت جس قسم کی دہشت گردی کا ملک کو سامنا ہے اس کے پیش نظر میں سمجھتا ہوں کہ گو ہمارے وسائل اس قدر نہیں ہیں کہ ہم اس میں کوئی اور اضافہ کر سکتے لیکن اگر وسائل اجازت دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ چار بلین جو ہے یہ بہت ہی ناکافی ہے۔ اس ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے جس قسم کی ضرورت اس وقت Law Enforcing Agencies کو خواہ اس میں Intelligence Agencies ہیں یا اس میں police Agencies ہیں انہیں terrorism کے خلاف لڑنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! اب ایک آخری بات ایک محترمہ جو اپوزیشن کی رکن ہیں انہوں نے کہا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے آگے سکیورٹی، پیچھے سکیورٹی، دائیں سکیورٹی، بائیں سکیورٹی اور پھر کہا کہ ایلیٹ فورس جو ہے وہ ایلیٹ لوگوں کے لئے ہے۔ ایک بات میں واضح کر دوں کہ یہ بات اس سے پہلے چینلز پر بھی اور اخبارات میں بھی چھپتی رہی ہے اور بعض اوقات تو یہ بھی کہا جاتا رہا کہ رائیونڈ میں ایک ہزار ایلیٹ فورس کا آدمی ڈیوٹی کر رہا ہے۔ کئی دفعہ کہا گیا کہ دو ہزار آدمی ڈیوٹی کر رہا ہے، پھر کئی دفعہ یہ بھی کہا گیا کہ ساری Elite Force ہی VVIP duty کر رہی ہے اور عوام کو دہشت گردوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ آج بھی بات اسی طرح سے کی گئی ہے کہ شاید ایلیٹ فورس یہی کام کر رہی ہے۔ اس کے جو آج کے facts and figures ہیں میں انہیں اس معزز ایوان میں پیش کر دیتا ہوں جس کی بنیاد پر اس کا اندازہ ہو جائے گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اب سننے کا حوصلہ رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! ہم تو سن رہے ہیں۔ اس کے بعد ہمیں بھی بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو ٹائم دوں گا۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنی بات کو مختصر کر رہا ہوں اور مختصر کرتے ہوئے دو تین منٹ میں ختم کر دوں گا۔ میں اس بات کے لئے بھی تیار ہوں کہ اس ٹائم کو بھی اگر یہ exclude کروانا چاہیں تو اس پر بھی ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ اس وقت پنجاب میں ایلیٹ فورس جو ہے کیونکہ کوئی آدمی جب forty یا forty two cross کرتا ہے تو پھر اس کو regular Police میں transfer کر دیا جاتا ہے اس لئے یہ تعداد کم زیادہ ہوتی رہتی ہے۔ اس وقت 5832 actual figure ہے یعنی کہ اس وقت پنجاب میں ایلیٹ فورس کی تعداد 5832 ہے۔اس میں ٹوٹل 511 ایلیٹ فورس کے جوان بائیس جگہوں اور personalities کے ساتھ ڈیوٹی سر انجام دے رہے ہیں جن کو terrorists attack کا threat ہے۔ جب اس قسم کی رپورٹ حکومت کے پاس آتی ہے تو اسے باقاعدہ طور پر analyze کیا جاتا ہے۔اس کے بعد اگر اس میں کوئی substance ہو تو پھر اس پر کارروائی کی جاتی ہے۔ان میں وزیر اعظم پاکستان شامل ہیں، ان کی family بھی شامل ہے چونکہ ہمارے پاس ایسی threats ہیں کہ terrorists نے اس قسم کے پروگرام بنائے کہ ایسے افراد جو اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں ان کی فیملی کے افراد کو یرغمال بنا کر اپنے مطالبات منوانے کی کوشش کی جائے۔یہ صرف اس لئے نہیں ہے کہ کوئی وزیر اعظم ہے، کوئی وزیر اعلیٰ ہے یا اس کا کوئی عزیز ہے اس لئے اسے ایلیٹ فورس دی گئی ہے بلکہ باقاعدہ threat ہے۔اس میں چیف جسٹس صاحبان ہیں، اس میں میاں نواز شریف صاحب ہیں، گورنر پنجاب ہیں ، چیف منسٹر پنجاب ہیں، اس میں راجہ ریاض صاحب ہیں۔میں یہ نام بڑے غور سے پڑھنے کی کوشش کر رہا ہوں، چودھری شجاعت حسین صاحب بھی ہیں، ان کی family بھی ہے۔ ایلیٹ فورس کے چوالیس جوان ان کی حفاظت کرتے ہیں۔اس میں آگے چودھری پرویز الٰہی صاحب کا بھی نام ہے، ایلیٹ فورس کے تیس جوان ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔اس کے بعد امریکن قونصلیٹ ہے۔اس کے بعد آئی جی پنجاب کا نام ہے، ایم این اے فضل کریم صاحب ہیں، سیکرٹری انڈسٹری اینڈ ٹریڈ ہیں۔ ایلیٹ فورس کے یہ ٹوٹل پانچ سو گیارہ افراد بنتے ہیں۔ میں یہ figures on the floor of the House رکھ رہا ہوں۔ایلیٹ فورس کے باقی ساڑھے پانچ ہزار یا پانچ ہزار دو سو کے قریب بنتے ہیں وہ تمام کے تمام اضلاع میں ہیں یا ان جگہوں پر ہیں جن جگہوں پر واقعی terrorists کا threat ہے اور وہ اس وجہ سے وہاں پر ڈیوٹی دے رہے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کو اس انداز سے کرنا مناسب نہیں ہے۔بلکہ ذاتی طور پر میرے

علم میں ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے سکیورٹی لینے سے انکار کیا تھا لیکن پھر جن لوگوں کی ڈیوٹی ہوتی ہے وہ لوگ بھی کہتے ہیں کہ اگر کل کو کوئی حادثہ ہو گیا تو یہ بات ہمارے ذمہ پڑے گی اس لئے جو security rules and books arrangement کے مطابق ہیں ہمیں ان کے مطابق کرنے دیا جائے۔Terroristsکی طرف سے threatایک particular office کو ہوتا ہے نہ کہ وہ کسی personalityکو ہوتا ہے اس لئے اس کے مطابق ایلیٹ فورس کا استعمال صرف اور صرف terrorist threatکے againstہے خواہ وہ کوئیplaceہو یاpersonalityاس کے مطابق کیا جا رہا ہے۔ایلیٹ فورس کی تعداد میں اضافہ کیا جا رہا ہے ، میں آخر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ پولیس اور موجودہ حکومت کی یہ ایکstrong commitmentہے کہ ہم انشاءاللہ تعالیٰ دہشت گردی کے اس ناسور کو اس ملک کی جڑ سے اکھاڑیں گے تاکہ یہ ملک ترقی کرے اور آگے بڑھے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی،بہت شکریہ

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: No, no, noگوندل صاحب! نہیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔چودھری صاحب !ہم نے guillotine applyکرنے کے لئے ایک بجے کا ٹائم دیا تھا لیکن میں آپ کے لئے 15 منٹextendکرتا ہوں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ نے جو فرمایا ہے ٹھیک ہے لیکن جنہوں نےcut motions دی ہیں وہی بات کریں گے اور انہی کا حق ہے لہذا اس دوران interruptionبند کروا دیجئے۔

جناب سپیکر: انشاءاللہ میںinterruptionنہیں ہونے دوں گا۔Don't worry

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

4۔ارب 3 کروڑ 67 لاکھ 12 ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 8 "پولیس" کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔

(تحریک نامنظور ہوئی)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کیا کرتے ہیں؟ اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 4۔ارب 3 کروڑ 67 لاکھ 12 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 20

جناب سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 20 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 36۔ارب 81 کروڑ 3 لاکھ 41 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 36۔ارب 81 کروڑ 3 لاکھ 41 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے چودھری ظہیر الدین خان، جناب محمد یار ہراج، چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب محمد محسن خان لغاری، چودھری مونس الٰہی ، کرنل (ریٹائرڈ) محمد عباس چودھری ،دیکھیں آپ کا یہ بڑا ضروری کام ہو رہا ہے مہربانی کر کے مجھے اور دوسرے ساتھیوں کو بھی interrupt نہ کریں۔اگر آپ کا موڈ گپ شپ کا ہے تو پلیز باہر جا کر گپ شپ لگا لیں I will be thankful to you. جناب شیر علی خان ، جناب محمد شفیق، جناب خرم نواب ، ملک اقبال احمد لنگڑیال ، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، جناب طاہر اقبال چودھری ، میاں شفیع محمد ، سردار عامر طلال گوپانگ ، ڈاکٹر محمد افضل ، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، ڈاکٹر سامیہ امجد ، محترمہ آمنہ الفت ، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی ، محترمہ سیمل کامران ، محترمہ خدیجہ عمر، سیدہ ماجدہ زیدی ، ڈاکٹر فائزہ اصغر ، محترمہ ثمینہ خاور حیات ، محترمہ انبساط حامد ، محترمہ زوبیہ رباب ملک ، محترمہ آمنہ جہانگیر ، محترمہ قمر عامر چودھری ، انجینئر شہزاد الٰہی ، جناب نجف عباس خان سیال کون صاحب move کریں گے؟

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں move کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔

MR. SHER ALI KHAN: Sir, I move:

That the total rupees 36 billion 8 hundred and 10 million, 341 thousand on account of demand No 20 State Trading and food grains on sugar be reduced to rupee one.

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"36۔ارب،81کروڑ،3لاکھ،41ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر20" غلے اور چینی کی سرکاری تجارت "کو کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے"

MINISTER FOR FOOD (Malik Nadeem Kamran): Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: منسٹر صاحب نے اس کو oppose کیا ہے۔جی، شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! Food grain کے لئے جو additional رقم خرچ کی گئی ہے وہ ضمنی بجٹ میں 36۔ارب روپے بتائی گئی ہے۔انہوں نے یہ رقم بنک سے borrow کی تھی اور اس پر 14۔ارب روپے کا interest pay کیا گیا ہے۔میں نے کل بھی گزارش کی تھی کہ حکومت پنجاب نے گندم کی storage کا کوئی مناسب انتظام نہیں کیا۔نئے storage بنانے کی بجائے یہ تو پہلے سے موجود storage کو بھی فروخت کر رہے ہیں۔آج کے اخبار میں انہوں نے اتنا بڑا auction کا notice دے دیا ہے۔اس میں لکھا ہے کہ:

> "Make your estate empire in the heart of Pakistan, Lahore. Badami Bagh food godowns auction.34 kanals of land adjacent to general bus stand Badami Bagh Lahore."

جناب سپیکر! ان کے پاس پہلے ہی storages کی کمی ہے اور جو موجود ہیں وہ بھی انہوں نے بیچنا شروع کر دیئے ہیں۔آپ نے 36۔ارب روپے خرچ کر دیئے ہیں اور مزید یہ کہ 14۔ارب روپے آپ بنک کو interest بھی pay کر رہے ہیں۔حکومت کو چاہئے کہ food godowns زیادہ سے زیادہ بنائے، ہر ضلع میں food godowns بنائے جائیں۔ہمیں نئے silos بنانے چاہئیں، پرانے گودام اتنے پرانے ہو چکے ہیں کہ جب بارش ہوتی ہے تو ساری گندم گیلی ہو جاتی ہے یا جو بھی grain وہاں پر رکھا ہوتا ہے وہ گیلا ہو جاتا ہے اس لئے ہمیں نئی silos build کرنے چاہئیں۔ہم نے پچھلے سال گندم کی ریکارڈ خریداری کی تھی جبکہ اس سال اس enthusiasm سے گندم کی خریداری نہیں کی گئی۔محکمہ خوراک کی طرف سے یہ کہا جاتا رہا کہ ہمارے پاس پیسا نہیں ہے اس وجہ سے ہم گندم خریدنے کے قابل

نہیں ہیں۔میں یہ گزارش کروں گا کہ اس رقم میں کمی کی جائے اور banksکو صرف food grainخریدنے کے لئے اتنا بھاری interestنہ دیا جائے۔اگرfood grainکی storage capacityبڑھانے کے لئے بنک سے پیسا لیا جاتا تو کم از کم جوfood grainخریدا گیا ہے وہ ضائع نہ ہوتا۔Thank you very much.

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جی،چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!مجھے انتہائی دکھ سے یہ بات کہنا پڑ رہی ہے کہ گندم کی خریداری کے لئے پچھلے سال تقریباً95بلین روپےannual budgetمیں رکھے گئے تھے لیکن اس پر تقریباً142بلین روپے کے اخراجات آ گئے۔انہوں نے تقریباً13۔ارب 80کروڑ روپےbanksکو mark upدیا ہے۔حکومت کو اس پرcommercial banksکو بھیmark upدینا پڑا کیونکہ State Bankنے ان کےoverdraftکو ماننے سے انکار کیا۔صوبہ پنجابoverdraftہو گیا تھا اور ان کے پاس پیسے نہ تھے جس کی وجہ سے پھر انہیں زیادہinterestپرcommercial banksسے قرض لینا پڑا اور اس پر 9۔ارب روپے زیادہ interest دینا پڑا تو کیا یہ ان کسانوں،زمینداروں سے زیادتی نہیں ہے کہ جن سے ووٹ لے کر ہم ان ایوانوں میں آتے ہیں۔ان سے کہا جاتا ہے کہ ہم گندم کا دانہ دانہ خریدیں گے،کیا اس مرتبہ کسانوں سے گندم کا دانہ دانہ خریدا گیا،کیا ان کا حق ان تک پہنچایا گیا؟ زیادہ تر رقم توbanksکو سود دینے پر لگا دی گئی ہے جبکہ کسان کو کچھ نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر!اسی طرح پچھلے سال چینی بھی خریدی گئی۔اسی مد سے چینی خرید کر پیسے لگائے گئے جبکہ چینیloanپر تھی۔مل مالکان سے لے کر وہی چینی فروخت کر کے مل مالکان کو اس کا پیسا دیا گیا تھا۔وہ حکومت کا ایک rebateتھا تاکہ لوگوں کو سستے داموں چینیmarketمیں دستیاب ہو سکے۔عام صارفین،غریب لوگوں کو سستے داموں چینی مل سکے۔انہوں نے اس پر بھی خاصی رقم خرچ کر ڈالی ہے۔ مجھے تو سمجھ نہیں آتی کہ یہ پیسا کہاں خرچ ہوا ہے،وہ توloanتھا اگر وہ اتنی اچھی سکیم تھی تو اس سال کیوں نہیں چلائی گئی؟اس سال بھی تو چینی کی قیمتیں آسمانوں کو چھو رہی ہیں۔مارکیٹ میں اس سال بھی -/60سے-/70روپے کلو چینی مل رہی ہے۔تو اس سال وہ سکیم کیوں ختم کر دی گئی؟ حکومت کی policiesکی کچھ سمجھ نہیں آتی۔پہلے یہ پالیسی بناتے ہیں اور بعد میں اس کو خود ہی ختم کر دیتے

ہیں۔ جب ہم اپوزیشن والے ان باتوں کو اسمبلی میں pinpoint کرتے ہیں تو یہاں سے مختلف آوازیں آتی ہیں اور ہم پر تنقید کی جاتی ہے۔ اس کی جیتی جاگتی مثال luxury tax کی ہے۔ پچھلے سال luxury tax لگا دیا گیا اور اس سال وہ واپس لے لیا گیا ہے کیوں؟ انہوں نے کہا ہے کہ چونکہ دوسرے صوبوں میں یہ tax وصول نہیں کیا جا رہا جس کی وجہ سے ہمیں اس tax سے آمدن نہیں ہو سکی، لوگوں نے گاڑیوں کی registration کرانی کم کر دی ہے۔ کیا انہوں نے اس چیز کے بارے میں پہلے نہیں سوچا تھا، جب یہ اس حوالے سے planning کر رہے تھے تو ان کی سوچ کو کیا جالے لگ گئے تھے، کیا اس وقت ان کی سوچ زنگ آلودہ ہو گئی تھی؟ اسی طرح جب یہاں House میں لوکل گورنمنٹ کا بل پیش ہوا تھا تو ہم نے اُس وقت حقیقت پر مبنی بات کی تھی کہ الیکشن اتھارٹی کا قیام عمل میں نہ لایا جائے کیونکہ یہ کام تو الیکشن کمیشن کا ہے لیکن حکومتی بنچوں کی اکثریت نے ہماری اس بات کو رد کیا، انہوں نے اپنی اکثریت کی بناء پر بل پاس کر لیا لیکن پھر ان کی اپنی پارٹی کے ایم این اے صاحبان نے 18th Amendment کے وقت یہ کہا کہ لوکل گورنمنٹ کے انتخابات الیکشن کمیشن کرائے، کیوں؟ اس لئے کہ انہوں نے اگلی term کے لئے وزارت اعلیٰ یا وزارت عظمیٰ کی تیسری term کا سودا کرنا تھا۔ اس کی خاطر انہوں نے اس چیز کو بھی مان لیا۔ آج کے اخبارات میں آیا ہے کہ انہوں نے اب یہ notification جاری کر دیا ہے کہ پنجاب میں الیکشن اتھارٹی نہیں ہو گی۔ مثال دینے کا مقصد یہ تھا کہ ان کے قول و فعل میں تضاد ہے۔ یہ کہتے کچھ ہیں جبکہ عمل کچھ اور کرتے ہیں۔ اس تضاد بیانی کی وجہ سے صوبہ پنجاب کا بُرا حال ہو گیا ہے۔ ہمارے جو اعلیٰ منصب پر بیٹھے ہوئے پنجابی خدمت گار ہیں میں ان سے یہی کہوں گا کہ خدارا اس پنجاب کی صحیح معنوں میں خدمت کریں اور اپنے قول و فعل کے تضاد کو ختم کریں۔ اس صوبہ کو صحیح معنوں میں مثالی صوبہ بنائیں۔

جناب سپیکر! یہ بار بار کہتے ہیں کہ سابق حکومت کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔ بھئی ہم نے تو بھگت لیا، الیکشن کے بعد ہم اقلیت میں آ گئے۔ انشاءاللہ تعالیٰ آئندہ آپ کا بھی احتساب ہو گا اور آپ کا اس سے بُرا حال ہو گا۔ آپ کے خلاف عوام کا شدید رد عمل ہو گا۔ آپ کا گراف دن بدن گرتا جا رہا ہے۔ جس شخص کو آپ بُرا بھلا کہتے تھے آج اسی شخص کے ساتھ مل کر بیٹھے ہیں۔ میں نے کل بھی یہ ذکر کیا تھا کہ ان کا بھی دوہرا معیار ہے۔ ان کے اعلیٰ عہدیدار کچھ کہتے ہیں جبکہ ان کے وزراء کچھ اور کہتے ہیں۔ یہ

دونوں پارٹیوں نے ایک منصوبہ بنایا ہوا ہے تاکہ عوام کا ووٹ بنک انہی کے پاس رہے۔ آج اللہ کے فضل سے عوام جاگ چکی ہے۔ آج میڈیا کی وجہ سے عوام کو ایک ایک چیز کا علم ہے کہ ان کے عوامی نمائندے ان ایوانوں میں بیٹھ کر کیا کر رہے ہیں۔ خدارا ایسے ضمنی بجٹ کو مت منظور کروایا جائے۔ ہم نے اسی لئے کٹوتی کی تحریک دی ہے کہ یہ صرف ایک گھناؤنی سازش ہے۔ یہ کہتے کچھ اور کرتے کچھ اور ہیں۔ خدارا اس چیز پر عمل نہ کریں کیونکہ کل آپ کا بھی انہی ایوانوں میں احتساب ہوگا۔ کل آپ نے بھی الیکشن لڑنا ہے۔ کل آپ نے بھی عوام کے پاس جانا ہے۔ آپ عوام کے پاس صاف ہاتھ لے کر جائیے۔ اگر آپ کسی پر کرپشن کا الزام لگاتے ہیں تو وہ صرف الزام نہ لگائیں، ثبوت لا کر اس بندے کو سزا دیں بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ جو کرپشن کرے اس بندے کو سزائے موت دینی چاہئے۔ جنہوں نے پچھلے دس بارہ سال میں کرپشن کی ہے ان کو سزائے موت دینی چاہئے۔ اگر اس کا صحیح احتساب ہو جائے، اگر اس کو سزا مل جائے تو یقیناً آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ آئندہ پھر اس کی نسلیں بھی یاد رکھیں گی اور آئندہ کوئی ایسا غلط کام نہیں کرے گا۔ یہاں کیا ہو رہا ہے؟ انہوں نے مک مکا کیا ہوا ہے۔ کسی پچھلے کو پوچھتے نہیں ہیں محض ایک تقریر کر کے، بات چیت کر کے چلے جاتے ہیں۔ اس سے نظر آتا ہے کہ ان کے قول و فعل میں تضاد ہے۔ یہ اپنے قول و فعل سے اس تضاد کو بہتر کریں۔ اپنے گریبانوں میں جھانکیں اور آپ سے میری مختصر یہی گزارش ہے کہ براہ مہربانی! کٹوتی کی اس تحریک کو منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر سامیہ امجد!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں عامر سلطان چیمہ کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے قول و فعل کے تضاد کی بات کروں گی۔ افسوس یہ ہے کہ اس سالانہ بجٹ کو میڈیا کے سامنے 583۔ارب روپے quote کیا گیا ہے مگر جب demand of grants کو total کیا ہے تو یہ 677۔ارب روپے بنتا ہے یعنی 94۔ارب روپے overdraft پاس کیا گیا ہے، یہی قول و فعل کا تضاد ہے، کہا کچھ اور ان سب سے کروایا کچھ۔ کیا یہ قول و فعل کا تضاد میڈیا لکھے گا؟

جناب سپیکر: محترمہ ثمینہ خاور حیات!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں time کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک منٹ میں اپنی بات ختم کروں گی کہ supplementary budget کے حوالے سے ہماری کٹوتی کی جو تحریک آئی ہے اس بجٹ کو بالکل منظور نہیں کرنا چاہئے کیونکہ تین سال ہونے کو ہیں، تیسرے بجٹ میں کیا گل کھلائے گئے جو اس بجٹ کو منظور کر کے گل کھلائے جائیں گے۔ میں آپ کو چھوٹی سی مثال پیش کرتی ہوں کہ تین سال قبل آٹے کا ریٹ -/16 روپے کلو تھا اور آج -/32 روپے کلو ہے، چینی کا ریٹ -/28 روپے کلو تھا آج -/75 سے -/80 روپے کلو ہے۔ مرغی کا گوشت -/100 روپے کلو تھا آج -/200 روپے کلو ہے۔ چھوٹا گوشت -/260 روپے کلو تھا آج وہ -/450 روپے کلو ہے۔ دہی، دودھ، یوریا کھاد، میں کس کس کی مثال دوں ان چیزوں کے لئے یہ بجٹ مانگا جا رہا ہے۔ آپ حکومت کی ناکامی دیکھئے کہ regular budget میں ان کی جو نالائق منصوبہ بندی ہے وہ اس supplementary budget میں اضافہ کر کے اپنا آپ دکھا رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس کٹوتی پر بہت detail سے بات ہو گئی ہے اس لئے میں زیادہ detail میں نہیں جانا چاہتی ہوں۔ یہ جو پیسا خرچ کیا گیا ہے اگر یہ پیسا کاشتکار کی بہتری کے لئے خرچ کیا جاتا تو کتنا ہی اچھا ہوتا۔ ان کی اپنی ہی ایک گرین ٹریکٹر سکیم تھی وہ واقعی بڑی اچھی سکیم تھی میں اس کو appreciate کرتی ہوں اس کو انہوں نے خود ختم کر دیا ہے، کیا آج کسان نہیں رہے یا انہیں ٹریکٹر کی ضرورت نہیں رہی؟ انہیں آج بھی ٹریکٹر چاہئیں وہ سکیم صرف اس لئے ختم کی گئی کہ ان کے اپنے پیاروں کی list expire ہو گئی تھی اس لئے انہوں نے وہ سکیم بند کر دی۔ اب یہ کہتے ہیں کہ ہم Solar Energy Tubewells دیں گے تو میں on the floor of the House کسانوں کو یہ یقین دہانی کراتی ہوں کہ بے چارے کاشتکاروں کو ٹریکٹر نہیں ملے۔ یہ ٹیوب ویل بھی نہیں ملیں گے۔ میں اپنی بات ان الفاظ پر ختم کروں گی کہ اگر بنکوں سے قرضے لینے اور اتنے funds use کرنے کا کوئی فائدہ ہوتا تو آٹا -/16 روپے فی کلو سے -/33 روپے فی کلو نہ ہوتا، چینی -/23 روپے کلو سے -/80 روپے کلو تک نہ پہنچتی۔ میں آج صبح اٹھی تو میرے فون پر ایک SMS آیا ہوا تھا جس میں لکھا تھا کہ اسے پڑھ کر 100 لوگوں کو forward کریں تو آپ کی دیرینہ خواہش پوری ہو گی میں وہ SMS آپ کی اجازت سے یہاں House میں پڑھنا چاہتی ہوں۔ دیکھیں کہ اب لوگ اس نہج پر آ گئے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ "یہ زرداری بھی لے لو، یہ نواز

بھی لے لو، بھلے چھین لو ہم سے ہمارا گیلانی مگر ہم کو لٹا دو وہ پرانی قیمتیں وہ آٹا، وہ چینی، وہ بجلی، وہ پانی۔
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب ادھر سے جواب لیتے ہیں اور میرے خیال میں انہیں 15 منٹ ٹائم اور دے دیا جائے اس کے بعد guillotine apply کریں گے۔ جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، صحت، مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ اور میں خاص طور پر اپنے معزز اراکین اپوزیشن کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے یہاں پر Food Department سے متعلقہ 36۔ارب 81 کروڑ 3 لاکھ 41 ہزار روپے کا ذکر کیا تو اس سلسلے میں مجھے بڑی امید تھی کہ یہ شاید کچھ facts and figures کے ساتھ بات کریں گے لیکن میں یہ بات انتہائی افسوس سے کر رہا ہوں کہ آج اس issue پر ان کی طرف سے بہت poor performance اس لحاظ سے تھی کہ یہاں پر کوئی بات بھی relevant نہیں کی گئی اور ایسی باتیں کی گئیں جن کا اس 36۔ارب روپے کی رقم کے ساتھ کوئی link نہیں تھا اور یہاں پر ابھی چودھری شیر علی خان نے اس رقم پر بات کرنے کی بجائے گوداموں کے بارے میں ذکر شروع کر دیا، پھر اس کے بعد نئے silos کے بارے میں ذکر شروع کر دیا، پھر اس کے بعد انہوں نے storage کا ذکر کیا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ان کا حق تھا کہ انہوں نے یہ بات کی ہے تو میں اس حوالے سے بھی ان کو جواب دینا مناسب سمجھتا ہوں اور سب سے پہلے تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں تقریباً 22 لاکھ میٹرک ٹن گندم store کے گودام ہمارے پاس موجود ہیں اس سے زیادہ ہمارے پاس گنجائش نہیں ہے لیکن ہم پچھلے ایک سال سے اس پر concentrate کر رہے ہیں اور Chief Minister Punjab میاں محمد شہباز شریف کا حکم ہے کہ ہم storages کی اس capacity کو بڑھائیں۔ یہ storage capacity بڑھانے کے لئے کوئی طریق کار اختیار کرنا پڑے گا۔ (قطع کلامیاں)
ابھی آپ مجھے جو اخبار دکھا رہے ہیں میں بتانا چاہتا ہوں کہ اس میں کیا ہے، اس میں وہ storages ہیں جو شہر کے اندر آ چکے ہیں، جہاں سے اب transportation مشکل ہو چکی ہے اور وہاں پر غلہ رکھنا اب ناممکن ہو چکا ہے اس کے علاوہ اب ان کی حالت اتنی خستہ ہو چکی ہے کہ وہ آگے استعمال ہونے کے قابل نہیں ہیں لہذا پنجاب حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایسی جگہوں کو sale out کر کے ہم شہروں سے باہر storages بنائیں اور خاص طور پر silos بنائیں جو modern technique ہے اور اس کے مطابق اس کو

آگے بڑھایا جارہا ہے۔ اس سال ہم نے تقریباً 3لاکھ میٹرک ٹن گندم کے storages کا ہدف مقرر کیا ہے اور اس مقصد کے لئے اس بجٹ میں 20 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے جبکہ اس پر تقریباً ایک ارب روپیہ استعمال ہونا ہے اور باقی رقم ناقابل استعمال گوداموں کو sale out کر کے وہاں پر استعمال کریں گے۔ اس کے علاوہ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو نئے silos بن رہے ہیں ان کے لئے اشتہار بھی دے دیا گیا ہے اور 26 تاریخ کو ہمیں feed back آجائے گی اور اس کے بعد اس پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! عامر سلطان چیمہ صاحب اگر 36۔ارب روپے کی رقم پر discuss کرنے کے لئے تیاری کر کے آتے تو وہ اس پر discuss کرتے انہوں نے اس سے ہٹ کر mark up کی بات کی ہے، پھر اس کے بعد چینی کے بارے میں بات کی اور اس کے بعد بتایا گیا کہ یہ Local Government Ordinance کیا آگیا، لگژری ٹیکس، الیکشن اتھارٹی وغیرہ وغیرہ، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب آپ کو کسی cut motion or supplementary budget پر تقریر کرنے کا موقع ملتا ہے تو آپ relevant بات تو کریں، آپ ویسے تو point of order پر کھڑے ہو کر بہت سی باتیں کرتے ہیں لیکن پورا House دیکھ رہا ہے اور پورا پریس دیکھ رہا ہے کہ اس پر آپ نے کوئی relevant بات کی ہے۔ میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے یہ جو پیسے استعمال کئے ہیں اس میں کاشتکاروں کے مفاد کو ترجیح دی گئی ہے۔ پچھلے سال پاکستان کی تاریخ میں گندم کی سب سے بڑی bumper crop تھی اور اگر ہم خدانخواستہ وہ crop زمیندار سے نہ خریدتے تو آج پورا پنجاب نہیں بلکہ پورا پاکستان تمام حکومتوں کو بد دعائیں دیتا کہ انہوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا۔ ہمارے ملک میں یہ ہوتا رہا کہ ہم باہر سے گندم منگواتے رہے اور جب ہم نے -/950 روپے فی من گندم کا ریٹ مقرر کیا تو میں زراعت سے وابستہ اپنے ان لوگوں، ان زمینداروں اور ان کاشتکاروں کو salute پیش کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اپنی ذمہ داری سمجھی اور پچھلے سال اس ملک کی تاریخ میں گندم کی سب سے بڑی collection ہوئی۔ یہ ہمیں کیا بتانا چاہتے ہیں کہ ہمیں وہ collection نہیں کرنی چاہئے تھی، وہ خریداری نہیں کرنی چاہئے تھی، کیا یہ عوام دوستی ہے، کیا یہ زمیندار کے ساتھ محبت کا سلوک ہے؟ ہم نے 40لاکھ ٹن کا target مقرر کیا لیکن جب دیکھا کہ فصل بہت زیادہ بڑھ گئی ہے تو ہمیں اس target کو بڑھا کر 60لاکھ ٹن کرنا پڑا اور اس میں سے 58لاکھ ٹن ہم نے خریدی ہے۔ اس میں سب سے بڑی مد 36۔ارب 74 کروڑ 67لاکھ 10 ہزار روپے زیادہ گندم کی خریداری میں استعمال ہوئے۔ آپ

بتائیں کہ پنجاب حکومت کی یہ good governance نہیں تو اور کیا ہے؟ وزیر اعلیٰ صاحب کا جو وعدہ تھا کہ ہم نے یہ خریدنی ہے اور ہر قیمت پر خریدنی ہے اور اپنے زمیندار کو لاوارث نہیں چھوڑنا تو ہم نے یہ رقم یہاں خرچ کی۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ چند ایک اور چیزیں میں ان کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ یہ کتابیں پڑھ کر آتے، ان میں تفصیل موجود تھی۔ اس میں مسیحی برادری کے لئے ہم نے کرسمس کے موقع پر سستے آٹے کے انتالیس ہزار تھیلے دیئے ہیں، اس میں 39 لاکھ روپے وہاں پر دیئے گئے۔ اسی طرح نظامت خوراک کے serving میں فوت ہونے والے اہلکاروں کے لئے چار لاکھ روپے دیئے گئے۔ بونیر ضلع سوات کے بے گھر لوگوں کے لئے چار ہزار بوری گندم فراہم کی گئی جو دو لاکھ 36 ہزار روپے کی بنتی ہے۔ مہنگائی کے پیش نظر ملازمین کے الاؤنس میں اضافہ کیا گیا جس کے لئے اضافی رقم کی ضرورت تھی جو دو کروڑ 91 لاکھ 24 ہزار روپے بنتی تھی۔ اس کے علاوہ گندم اور آٹے کو ٹیسٹ کرنے کے لئے لاہور میں ایک ٹریننگ انسٹیٹیوٹ قائم کیا گیا، کوالٹی کنٹرول لیبارٹری قائم کی گئی اور ملازمین کی تنخواہیں الاؤنس اور دیگر اضافی اخراجات اس میں ہوئے جو 45 لاکھ 44 ہزار روپے بنتے ہیں۔ اس کے علاوہ محکمہ خوراک نے مزید بہتری لانے کے لئے اور وزیر اعلیٰ صاحب نے جو نئے اضلاع بنے ہیں ان آٹھ اضلاع کو facilitate کرنے کے لئے نئے فوڈ کنٹرولر کے دفاتر قائم کئے جس میں 78 ہزار روپے کا اضافی خرچ یہاں پر ظاہر کیا گیا ہے، وہ ملازمین کے علاج معالجہ کے لئے دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ضلع چنیوٹ میں ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر کا نیا دفتر قائم کیا گیا ہے جس کے ملازمین کی تنخواہیں و دیگر اخراجات کے لئے اضافی رقم کی ضرورت تھی اس میں 18 لاکھ 18 ہزار روپے خرچ کئے گئے۔ اس کے علاوہ محکمہ خوراک کے ساہیوال ڈویژن جو کہ نیا ڈویژن بنا ہے اس کے لئے ڈائریکٹر فوڈ ساہیوال کا نیا دفتر قائم کیا گیا جس پر 41 لاکھ 39 ہزار روپے صرف کئے گئے۔ اسی طرح چھ اضلاع حافظ آباد، منڈی بہاؤالدین، نارووال، ننکانہ صاحب، چکوال اور خوشاب میں ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر کے دفاتر قائم کئے گئے وہاں پر ملازمین کی تنخواہ اور دیگر اخراجات کے لئے 83 لاکھ 92 ہزار روپے صرف کئے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ تفصیل میں ہمیں یہ بتاتے کہ آپ نے یہ غلط کیا ہے تو یقیناً ان کا یہ بڑا اچھا بیان ہوتا اور لوگ بھی دیکھتے کہ واقعی یہ کچھ study کر کے آئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کیا چاہتے ہیں، کیا آپ اسے مسترد کروانا چاہتے ہیں؟

وزیر خوراک، صحت، مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ اخراجات جو ہم نے کئے ہیں یہ ہر لحاظ سے جائز اخراجات ہیں، ان کو منظور کیا جائے۔ میں تمام House سے بھی request کروں گا اور اپوزیشن سے بھی کہوں گا کہ یہ جائز اخراجات ہیں ان کو پاس کیا جائے۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو36۔ارب 81 کروڑ3لاکھ41ہزار روپے بسلسلہ مد مطالبہ زر نمبر20 "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو36۔ارب81 کروڑ3لاکھ41ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: میں نے آپ کو15 منٹ دیئے تھے۔ اس میں سے 5 منٹ رہتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر15 پیش کریں گے۔

مطالبہ زر نمبر15

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو24 کروڑ56لاکھ44ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ

"ایک ضمنی رقم جو24 کروڑ56لاکھ44ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبر15 میں کٹوتی کی تحریک پیش کی گئی ہے۔ کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ چودھری ظہیر الدین خان، جناب محمد یار ہراج، چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب محمد محسن خان لغاری، چودھری مونس الٰہی، کرنل (ریٹائرڈ) عباس چودھری، جناب شیر علی خان، جناب محمد شفیق خان، جناب خرم نواب، ملک اقبال احمد لنگڑیال، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، جناب طاہر اقبال چودھری، میاں شفیع محمد، سردار عامر طلال گوپانگ، ڈاکٹر محمد افضل، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ سیمل کامران، محترمہ خدیجہ عمر، سیدہ ماجدہ زیدی، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ انبساط حامد، محترمہ زوبیہ رباب ملک، محترمہ آمنہ جہانگیر، محترمہ قمر عامر چودھری، انجینئر شہزاد الٰہی اور جناب نجف عباس خان سیال جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"24 کروڑ56لاکھ44ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مد مطالبہ زر نمبر15 "متفرق محکمہ جات" کو کم کرکے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"24کروڑ56لاکھ44ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مد مطالبہ زر نمبر15 "متفرق محکمہ جات" کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

MINISTER FINANCE (Tanvir Ashraf Kaira): Mr Speaker! I oppose it.

جناب سپیکر: جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ جو کٹوتی کی تحریک متفرق محکمہ جات کے حوالے سے دی گئی ہے یہ رقم تقریباً ساڑھے 24 کروڑ روپے کی ہے جو کہ بہت بڑی رقم ہے۔ ہم ایک طرف تو اچھے ریگولر بجٹ لانے کا واویلہ مچا رہے ہیں اور دوسری طرف سے ہم دوبارہ سے ضمنی بجٹ مانگ رہے ہیں اور وہ بھی اتنی بڑی رقم مانگ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اس رقم میں وزیر اعلیٰ صاحب کی صوابدیدی گرانٹ بھی موجود ہے چونکہ یہ ان کی personal discretion ہے کہ وہ اس کو اپنی مرضی سے خرچ کرنا چاہ رہے ہیں۔ انھوں نے اپنی مرضی سے دہشتگردی میں متاثرہ خاندانوں کے لئے جو رقم مختص کی ہے یا وہ خرچ کرنا چاہ رہے ہیں وہ تو بہت اچھا کام کر رہے ہیں، میں اس کو سراہوں گی۔ اس میں ایک خدیجہ بی بی خاتون ہیں جن کو transplant کے لئے رقم مختص کی ہے یہ بھی بہت اچھا کام انھوں نے کیا ہے۔

جناب سپیکر! لیکن صفحہ نمبر170 سے لے کر صفحہ نمبر187 تک اگر دیکھیں تو ان صفحات میں تو شاہ خرچیاں ہی شاہ خرچیاں ہیں بلکہ ان میں تو لوگوں کو شاہانہ طریقے سے نوازا گیا ہے جس کی میں آپ کو detail بتا دیتی ہوں۔ صفحہ نمبر172 آئٹم نمبر72 میں 15لاکھ مسٹر شاہد عزیز کو دیئے گئے ہیں اور یہ کیوں دیئے گئے ہیں اس کی کوئی وضاحت پیش نہیں کی گئی۔ اس کی کم از کم وضاحت تو ہونی چاہئے کیونکہ 15 لاکھ روپے ایک بڑی رقم ہے۔ میں مختصر بتا دیتی ہوں کیونکہ وقت بہت کم ہے۔ صفحہ نمبر173 آئٹم نمبر82 میں دیکھیں اور میں یہ تفصیل اس لئے پڑھ رہی ہوں کیونکہ ابھی وزیر خوراک نے کہا تھا کہ اپوزیشن پڑھ کر آتی تو اچھا ہوتا۔ میں ان کو بتا دینا چاہتی ہوں کہ اپوزیشن پڑھی لکھی ہے اور پڑھ کر آئی ہے اس لئے وہ بھی صفحہ نمبر173 کھول کر آئٹم نمبر82 دیکھیں جس میں چالیس لاکھ روپیہ soft wheel train for Murree کے لئے رکھا گیا ہے، واہ واہ، واہ واہ۔ اس میں parks کا بھی ذکر ہے

وہ بھی میں آپ کو دکھا دیتی ہوں لیکن یہ رقم اسtrain کے لئے کیوں مختص کی گئی ہے؟ اس کے علاوہ اگر آپ صفحہ نمبر173 آئٹم نمبر90 میں دیکھیں تو مری میں جوillegal buildingsہیں ان کے لئے دس لاکھ روپے کی رقم مانگی گئی ہے۔ میں پوچھتی ہوں کہ یہ کام توTMOsکا ہے، اگرregularبجٹ میں متعلقہ محکمہ کے لئے جو رقم مختص کی گئی ہے یہ تو اُن کا کام ہے پھر ضمنی بجٹ میں دس لاکھ روپے کیوں لئے گئے ہیں؟ ہم اس پر کچھ نہیں کہہ سکتے لیکنcriticize کر کے اُن کو بتائیں گے کہ آپ یہ غلط کر رہے ہیں۔ اسی طرح اگر آپ صفحہ نمبر174 آئٹم نمبر114 میں دیکھیں تو نواز شریف پارک جو مری میں بنایا جا رہا ہے اس کے لئے 7لاکھ روپیہ مختص کیا گیا ہے۔ ماشاء اللہ، شریف برادران کے پاس اللہ کا دیا بہت کچھ ہے بلکہ جاتی عمرہ بھی ہے تو7لاکھ روپے وہ خود اپنی جیب سے خرچ کرتے لیکن ضمنی بجٹ میں سے تو نہ کرتے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپcut motionsپر بات کریں۔ یہ باتیں ٹھیک نہیں ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں تو ضمنی بجٹ پر ہی بات کر رہی ہوں اورpagesپر درج آئٹموں کی بات کر رہی ہوں۔ اگر وہ اپنی طرف سے اس پر خرچ کر لیں تو بہتر ہو گا بجائے ضمنی بجٹ سے کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہاں ادھر کسی کا نام نہیں لیا جائے گا۔ آپ کی مہربانی ہو گی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اسی صفحے کی اگر آپ آئٹم نمبر115 دیکھیں تو ایک اور پارک کے لئے پھر3 کروڑ15 لاکھ روپے لئے گئے ہیں۔ لوگوں کو روٹی، کپڑا، مکان اور بھوک افلاس ہے اور یہاں پر پارکوں کو سجایا جا رہا ہے جس کے لئے ضمنی بجٹ سے پیسا لیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: پلیز!wind up کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ملتان کے ان نوdeservingلوگوں کی طرف کرانا چاہتی ہوں کہ صفحہ نمبر180 آئٹم نمبر261 دیکھیں تو ملتان کے نوdeservingلوگ جن کو ایک لاکھ65 ہزار روپیہ دیا گیا ہے۔ جنوبی پنجاب پھر صحیح کہتا ہے کہ ان کے ساتھ سوتیلا اور زیادتی والا سلوک ہو رہا ہے۔ لاہور کے لوگوں کو اگر امداد دی جا رہی ہے تو ان کو دو دو، تین تین، چار چار یا پانچ پانچ

لاکھ روپے کی دی جارہی ہے لیکن ملتان کے ان نو deserving لوگوں کو جو رقم دی گئی ہے اگر آپ اس کی ratio نکالیں تو ایک بندے کے حصے میں 20 ہزار روپے بھی نہیں بنتے۔ میں پوچھتی ہوں کہ ان کے لئے اتنی زیادتی کیوں ہے؟ میں آپ کو اس کی تفصیل بتاتی ہوں جیسا کہ بابا لکھ پتی کو دو لاکھ روپیہ دیا گیا جس کا نام ہی لکھ پتی ہے جن کا تعلق سلطان پور روڈ لاہور سے ہے اور جنوبی پنجاب کے لوگوں کے لئے اتنی تھوڑی رقم مختص کی گئی ہے۔ میرے پاس بہت سے پلندے موجود ہیں لیکن میں اپنی بات ختم کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اسے آپ اپنے پاس رکھیں، میں ان کا کیا کر سکتا ہوں؟ Time is over now

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! بھکر کی حلیمہ بی بی کے لئے دس ہزار روپے رکھے گئے لیکن محمد نعیم کو ساڑھے پانچ لاکھ روپے دیئے گئے ہیں۔ میں اپنی تقریر ابھی ختم کرتی ہوں، بہت مہربانی کہ آپ نے مجھے اتنا ٹائم دیا۔

جناب سپیکر: شاباش، شاباش۔ اچھے بچے ایسے ہی کرتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں محکمہ خزانہ سے آپ کے توسط سے آخری بات کرنا چاہوں گی کہ محکمہ خزانہ سے شاید یہ چھپا کے رکھی گئی یا میری ہی نظر پڑ گئی ہے۔ اگر آپ صفحہ نمبر 171 کے آئٹم نمبر 39 دیکھیں تو 42 لاکھ روپے فوڈ سٹیمپ سکیم کی ٹاسک فورس کے لئے رکھے ہیں حالانکہ اس سکیم کو تو ختم ہوئے مدت ہو چکی ہے کیونکہ اس سکیم کے ساتھ فراڈ ہو گیا تھا۔ اس ٹاسک فورس پر 42 لاکھ روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ میں پوچھتی ہوں کہ ہمارے ملک کو کیا ہو رہا ہے؟ میں صرف یہ کہہ کر اپنی بات ختم کرنا چاہ رہی ہوں کہ اپوزیشن کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں اور ہماری نظریں ہر چیز پر ہیں لہذا ہم دیکھ کر پڑھ کر rules and regulations کے مطابق proof کے ساتھ آپ سے بات کر رہے ہیں۔ شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ لوں گی۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! It is poetry time.

یہ سارا سنسار ہے جھوٹا پیار کے سات سمندر جھوٹ
ساری دنیا بول رہی ہے کتنے سندر سندر جھوٹ
اس نے کہا جلوؤں کا مسکن اُجلے چہرے، اونچی ذات
سب نے کہا تم سچ کہتے ہو، بولا ایک قلندر جھوٹ

جناب سپیکر! یہ بجٹ بھی جھوٹ، ضمنی بجٹ بھی جھوٹ، اس کے figures بھی جھوٹ، اس کے ٹوٹل بھی جھوٹ لیکن افسوس کہ wind up کرتے ہوئے مجھے یہی کہنا ہے کہ:

یہ سارا سنسار ہے جھوٹا پیار کے سات سمندر جھوٹ

پارلیمانی سیکرٹری برائے اقلیتی امور و انسانی حقوق (جناب خلیل طاہر سندھو): اور بھی بولیں۔

جناب سپیکر: محترم! میں نے آپ کو کتنی دفعہ منع کیا ہے کہ آپ comments نہ کیا کریں۔ یہ بات اچھی نہیں ہے، آپ خواتین کے ساتھ ایسی بات نہ کیا کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اب میں صرف ایک لائن پر گزارش کرنا چاہتی ہوں۔ اگر یہ چیز point out نہیں ہو گی تو پھر یہ illegal کام ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! منسٹر صاحب صفحہ نمبر 142 پر سیریل نمبر 68 دیکھ لیں۔

Funds in favour of Rai Riaz Hussain, Consultant P.R for a period from 21-5-2009 to 30-6-2010.

یہ 21-5-2009 سے 30-6-2010 کا جو period ہے اس کی approval اس ضمنی بجٹ میں نہیں لی جا سکتی اور اس کی approval پچھلے سال ان کو لینی چاہئے تھی۔ میں ان سے یہ request کرتی ہوں کہ اگر اس عرصے کی آج یہ House approval دے گا تو یہ ایک غیر قانونی اور غلط کام اس House کے ہاتھوں ہو جائے گا اس لئے اس کی اجازت نہ دی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: اتنی باتیں انہوں نے اچھی کر دی ہیں تو ایک آدھ بات درمیان میں چلی جاتی ہے تو کوئی بات نہیں۔ چلیں، overlook ہو گیا ہو گا۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ لوں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں۔ منسٹر صاحب! یہ صفحہ نمبر142 پر سیریل نمبر68 دیکھ لیں۔

جناب شیر علی خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہاں پر صفحہ نمبر175 پر miscellaneous کا ذکر ہے۔ ملک ندیم کامران صاحب نے کہا کہ ہم پڑھ کر نہیں آئے اور میرا نام لے کر کہا کہ اس نے تیاری بالکل نہیں کی ہوئی تھی اور یہ اِدھر اُدھر کی باتیں کر رہا تھا۔

جناب سپیکر: نہیں، انہوں نے اِدھر اُدھر کی باتوں کا نہیں کہا۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے کہا کہ انہوں نے relevant باتیں نہیں کیں اور گوداموں کی باتیں شروع کر دی ہیں۔ میں گزارش یہ کروں گا کہ miscellaneous کے اندر provision of funds for purchase of sugar by all District Co-ordination Officers لکھا ہوا ہے کہ اس کو تو food grain میں ہونا چاہئے تھا اس لئے اسے غلط مد میں ڈال دیا گیا ہے۔ اس کی بھی ملک ندیم کامران صاحب تشریح کر دیں کہ sugar کو state trading in food grain and sugar میں نہیں رکھا گیا اور miscellaneous میں رکھ دیا گیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے کہا کہ میں نے جو 36۔ارب روپے کا figure کٹوتی کی تحریک میں quote کیا ہے اُس کو پڑھا نہیں ہے۔ انہوں نے یہاں پر اس کی detail لکھی ہی نہیں ہے۔ ادھر لکھا ہوا ہے کہ:

> Additional appropriation required to meet the excess expenditure

اور یہ 36۔ارب 74 کروڑ روپے اس کے لئے ہیں اور 6 کروڑ روپے وہ ہیں جس کے لئے انہوں نے اتنی لمبی چوڑی لسٹ پڑھ دی ہے۔ میں نے یہ ساری تفصیل پڑھی ہے لیکن اس میں انہوں نے 36۔ارب روپے کی کوئی تفصیل نہیں دی۔ یہ کتاب موجود ہے جس کے صفحہ نمبر187 میں صرف یہ لکھا ہے کہ:

> Additional appropriation required to meet the excess expenditure. Purchase of physical assets. Now what are the physical assets? The person who wrote can only explain.

یہاں پر اگر لکھا ہوتا تو میں اس کی تشریح میں بھی چلا جاتا۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک، صحت، مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جو بات انہوں نے کی ہے اس کی تفصیل میرے پاس موجود ہے اور اگر یہ لینا چاہتے تو لے سکتے تھے۔ اب یہ بات کر رہے ہیں تو انہیں چاہئے تھا کہ میرے ساتھ رابطہ کر لیتے اور جو چیزیں find out نہیں ہوتیں وہ لائبریری سے حاصل کی جائیں یا کسی دفتر سے جا کر حاصل کی جائیں۔ انہیں چاہئے تھا کہ یہ لے لیتے اور اس کے مطابق بات کر لیتے۔ میں انہیں تمام تفصیلات پہنچا بھی دوں گا اور اگر یہ مزید بات کرنا چاہتے ہیں تو یہ بات کر سکتے ہیں۔ ان کی تحریک کو مسترد کیا جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ: اب ان کی تحریک کا کیا کیا جائے؟

وزیر خوراک، صحت، مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اس تحریک کو مسترد کیا جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"24 کروڑ 56 لاکھ 44 ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 15 متفرق محکمہ جات کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 24 کروڑ 56 لاکھ 44 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: اب ہم قاعدہ نمبر(4)144 کے تحت guillotine کا اطلاق کرتے ہوئے کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔

مطالبہ زر نمبر1

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ52لاکھ 51 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر2

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ74لاکھ 30 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اسٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر3

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 8 کروڑ43لاکھ62 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی

سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 4

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 3 لاکھ 6 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 5

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 10 کروڑ 12 لاکھ 36 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 6

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 51 کروڑ 58 لاکھ 51 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی

سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 7

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 13 کروڑ 39 لاکھ 9 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 9

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 26 لاکھ 49 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب خانہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 10

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو46 کروڑ37لاکھ62 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر11

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو15 کروڑ61لاکھ22 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ صاحب مطالبہ زر نمبر12 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر12

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ95لاکھ74 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی

سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر13

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو42لاکھ67ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر14

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک ارب69لاکھ70ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر16

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو29 کروڑ45لاکھ47ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر17

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو2۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر18

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 6 کروڑ4لاکھ19ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر19

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو5۔ارب6 کروڑ46لاکھ 49ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر21

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر22

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر23

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی وبحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر24

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر25

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر26

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر27

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرینری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر28

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر29

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

" ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر30

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر31

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال

کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈیز برداشت" کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 32

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 33

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 34

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال

کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر35

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر36

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر37

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال

کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات وپل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر38

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

" ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر39

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/ خود مختار ادارہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں guillotine کے درمیان کسی قسم کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا، قانون کے مطابق نہیں ہو سکتا۔ جب یہ اپنی بات ختم کر لیں گے تو میں پھر آپ کی بات سُن لوں گا۔ جی، وزیر خزانہ صاحب منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ پیش کریں۔

منظور شدہ اخراجات برائے سال2009-10 کے ضمنی
گوشوارہ کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FINANCE (Mr. Tanvir Ashraf Kaira): Mr Speaker! I lay the supplementary schedule of authorized expenditure for the year 2009-10.

MR SPEAKER: The supplementary schedule of authorized expenditure for the year 2009-10 has been laid.

جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ہمیں بھی نظر میں رکھیں، بڑی ضروری بات کرنی ہے۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ ریکارڈ کی درستی کی وضاحت کرنی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اب آپ کی بات نہیں سُنی جائے گی۔

پوائنٹ آف آرڈر
پی سی ایس افسران کی جانب سے اپنے مطالبات کی منظوری تک ہڑتال کی دھمکی

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں آپ کا نہایت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے مختصر وقت کے لئے بولنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ کل کے الیکٹرانک میڈیا میں خبر آئی ہے اور پرنٹ میڈیا میں چھپی ہے کہ ایک ہزار دو سو پی سی ایس افسران نے 26۔جون کو صوبہ بھر میں اپنے مطالبات کی منظوری کے لئے ان کے خلاف ہونے والی discrimination کے خلاف ہڑتال کی کال دی ہے پورے

اضلاع میں اور پنجاب کے سول سیکرٹریٹ میں تالا بندی کی دھمکی دی ہے۔ آپ کے ذریعے ان کا جو اصولی مؤقف ہے اگر اس کو سُنا جائے اور ہمارے پنجاب کے Chief Executive میاں محمد شہباز شریف صاحب ان کو ٹائم دے دیں اور ان کے جائز مطالبات مان لئے جائیں اور اس کے علاوہ ان کا یہ کہنا ہے کہ 1986 میں پنجاب اسمبلی کی انہی مسائل کے حل کے لئے ایک کمیٹی بنی تھی جس میں سینئر مشیر سردار ذوالفقار احمد کھوسہ صاحب۔۔۔

جناب سپیکر: ان کا نام سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ہے۔ مہربانی فرمائیں، اس کو درست کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں معذرت چاہتا ہوں اور Hon'able رانا پھول محمد صاحب اس کے ممبر تھے اور اسی کمیٹی میں جو 1985 میں بنی تھی اس پر عملدرآمد کروایا جائے جو کہ ہمارے بزرگ بھی شامل تھے ان کے لئے بھی باعث افتخار ہو گا اور جو دنیا میں نہیں رہے ان کی روحوں کو بھی تسکین ملے گی اگر اس کمیٹی پر عمل کروا لیا جائے۔ آپ سے personal intervention کی درخواست ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون تشریف رکھتے ہیں؟

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب میٹنگ میں گئے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: ہم اس کو کل تک pending کرتے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب کل آکر جواب دے دیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب والا! وہ تو تشریف نہیں رکھتے۔

جناب سپیکر: وہ میری بات سُن رہے ہوں گے، جن کا آپ ذکر کر رہے ہیں، سی ایم صاحب تشریف فرما ہیں میرے خیال میں اپنے چیمبر میں ہوں گے اور میری بات سُن رہے ہوں گے کل ہم وزیر قانون سے اس کا جواب لیں گے۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آج ہم اس اسمبلی میں ہمیشہ کی طرح ایک تاریخ رقم کرنے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا فرمایا ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! آج ہم اس معزز ایوان میں ہمیشہ کی طرح ایک تاریخ رقم کرنے جا رہے ہیں۔ میں مر جاؤں گی تو میری نسلیں وہ کتابیں پڑھیں گی جو میں نے اس اسمبلی میں کام کیا ہو گا ان کو پتا چلے گا کہ ہماری ماں، ہماری دادی، ہماری پردادی یہاں پر کیا کرتی رہی تھی۔ سینئر وزیر صاحب چونکہ تشریف لا چکے ہیں میں ان سے گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ ان کا تعلق محترمہ شہید کی پارٹی سے ہے جو صرف پیپلز پارٹی کی لیڈر نہیں ہیں، بحیثیت ایک عورت وہ میرے لئے بھی role modelہیں۔ان کا تعلق ایک اتنی عظیم لیڈر کی پارٹی سے ہے اور میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ آج وہ عظیم لیڈر آپ یقین مانیں گڑھی خدا بخش میں ان کی روح کانپتی ہو گی، وہ رو رہی ہوں گی کہ میں نے کیسے لوگوں کو اپنی پارٹی میں رکھا ہے جو اپنی لیڈر عورت ہونے کے باوجود عورت کا احترام نہیں کرتے۔ میں سینئر لیڈر صاحب سے کہنا چاہتی ہوں کہ یہ اپنے ممبران کو سمجھائیں کہ دوسروں کی بانسریاں نہ بجایا کریں اپنی ایکindividualityپیدا کریں اور عورتوں کے بارے میں جو نازیبا رویہ ہے میں اس کو strongly condemnedکرتی ہوں محترمہ شہید کی طرف سے بھی اور اپنی طرف سے بھی۔(نعرہ ہائے تحسین)

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب والا! اگر اجازت ہو تو۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! جس طرح آپ جانتے ہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی قائد محترمہ بے نظیر بھٹو شہید ایک عورت تھیں اور جس طرح آپ جانتے ہیں کہ ایک عرصہ دراز تک کچھ خاص گروہوں نے پیپلز پارٹی کو اس لئے تنقید کا نشانہ بنایا کہ ان کی قیادت ایک خاتون کے ہاتھ میں ہے لیکن ہم نے وہ تنقید بھی برداشت کی اور آج ہم فخر سے کہتے ہیں، ہمیں اپنی قیادت پر فخر ہے کہ ہماری قیادت نے اس ملک کے لئے اپنی جان کی قربانی دی۔ پاکستان میں اور پاکستان سے باہر کسی اور سیاسی جماعت کو اعزاز حاصل نہیں ہوا۔ اس کے ساتھ ہی میں اپوزیشن کی خواتین کی عظمت کو سلام پیش کرتا ہوں (نعرہ ہائے تحسین)

یہ خواتین وہ ہیں جنہوں نے آج جب پرویز مشرف کو تمام لوگ چھوڑ گئے، مسلم لیگ (ق) کو لوگ چھوڑ کر جا رہے ہیں، مجھے اپنے منتخب مردوں پر شرم آ رہی ہے کہ وہ ان کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے

لیکن یہ خواتین سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر اس وقت اس House میں جس دلیری کے ساتھ، جس ہمت کے ساتھ اور جس جرأت کے ساتھ اپوزیشن کا role ادا کر رہی ہیں اس پر میں انہیں سلام پیش کرتا ہوں اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ آمر جو ہوتا ہے اس کا حال یہ ہوتا ہے جو آج آپ دیکھ رہے ہیں۔اس کا حال یہ ہوتا ہے اور مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ان chairs پر جب ہم بیٹھے ہوتے تھے۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: این آر او۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! چودھری پرویز الٰہی اور چودھری ظہیر کی قیادت میں کلمہ حق پرویز مشرف کا جب کہتے تھے تو ہم اس وقت بھی انہیں کہتے تھے خدا کا خوف کھاؤ آمر کا ساتھ دو گے تو تمہارا ساتھ کسی نے نہیں دینا اور آج دیکھ لیں۔چودھری ظہیر صاحب[*************]

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): میں ان کو سلام پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ جو بعد میں آپ نے کہے ہیں وہ میں کارروائی سے حذف کرواتا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں بھی کچھ عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ الفاظ میں نے حذف کروا دیئے ہیں، آپ نہیں بولیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! آپ میری گزارش تو سنیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! نہیں، جانے دیں۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہم اس وقت کہتے تھے کہ مسلم لیگ (ق) ایک دن تانگہ پارٹی بنی ہے، آپ دیکھ لیں یہ تانگہ پارٹی بنی ہوئی ہے۔چودھری ظہیر صاحب تانگہ چلا رہے ہیں، پیچھے چار عورتیں ہیں کوئی آدمی ساتھ نہیں رہ گیا۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیرالدین خان):جناب والا! I am on a point of personal explanation.

جناب سپیکر:چودھری صاحب! آپ کا بولنا نہیں بنتا۔ جانے دیں، اس کو چھوڑیں۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیرالدین خان):جناب والا! میں ذاتی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:چودھری صاحب! فرمائیں!

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیرالدین خان):جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر:دیکھیں، کتنے اچھے ماحول میں بات ہو رہی تھی۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیرالدین خان):جناب والا! میں چند ایک باتیں گزارش کرنا چاہتا ہوں اور وہ personal explanation کے متعلق ہیں۔ جب تک پہل نہ کی جائے میں ہمیشہ خاموش ہی رہتا ہوں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں اپوزیشن میں پہلے بھی رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر:غصے میں نہیں آنا۔(نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیرالدین خان):جناب والا! 1988 میں پہلے بھی میں اپوزیشن میں تھا، انہوں نے تو زندگی میں یہی ایک ہی اپوزیشن دیکھی ہے، میں دوسری دفعہ اپوزیشن میں ہوں اور آئندہ بھی اگر منتخب ہوا تو آئندہ بھی اپوزیشن میں رہوں گا۔۔۔

معزز اراکین حزب اقتدار:انشاءاللہ۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیرالدین خان):اپوزیشن کو ترجیح دوں گا۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر انہوں نے میرا نام لے کر بات کی ہے لیکن میں پھر بھی ان کا نام نہیں لیتا۔ میں وزیر موصوف کا نام ان کے عہدے کے حساب سے لیتا ہوں۔ یہ وزیر موصوف جو لوگ محکمہ Irrigation کو دیکھ رہے ہیں محکمہ صحت کے بعد یہ واحد محکمہ ہو گا جو Chief Executive کے لئے آنے والے وقت میں باعث شرم بنے گا۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر:نہیں نہیں، ایسی باتیں ہم نہیں سنتے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! میری بات آج سنی جائے۔ یہ ہمیشہ بات کرتے ہیں کہ ہم نے اپوزیشن کاٹی، اپوزیشن کاٹی ہے، سمیع اللہ خان نے اپوزیشن کاٹی ہے، عظمیٰ بخاری نے اپوزیشن کاٹی ہے یہ چودھری پرویز الٰہی کے خاص آدمی کے ماشیے اور پاشیے ان کے پاس بیٹھے ہوتے تھے۔ چودھری پرویز الٰہی کے خاص آدمی جو ان کا ایک عہدیدار تھا اس کا میں نام نہیں لوں گا ان سے رابطہ تھا۔ اپوزیشن جنہوں نے کاٹی ان کو ہم سلام پیش کرتے ہیں، اس وزیر موصوف نے تو ساری حکومت کاٹی ہے۔ انہوں نے تو اپوزیشن دیکھی ہی نہیں ہے، جس وقت ان کو اپوزیشن کی تھوڑی سی تپش محسوس ہوئی تھی دس دن کے اندر اندر انہوں نے وہاں جا کر حاضری دے دی تھی۔ یہ ہماری زبان نہ کھلوائیں۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب غصہ نہیں کرنا۔ میں نے آپ سے پہلے بھی گزارش کی تھی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اگر آپ فرماتے ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اب میں بھی وضاحت کروں گا۔ قابل احترام چودھری ظہیر صاحب نے مجھ پر الزام لگائے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب جانے دیں۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! نہیں۔ اس پر اب کوئی compromise نہیں ہو گا۔ میں دعویٰ کے ساتھ کہتا ہوں کہ آج تک خدا کو حاضر ناظر کر کے کہہ رہا ہوں کہ میں اپنی پارٹی سے committed رہا ہوں۔ میں نے آج تک خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ کسی کے ساتھ مسلم لیگ (ق) اور نہ ہی مسلم لیگ (ن) کے ساتھ کبھی کوئی خفیہ معاہدہ کیا اور چودھری ظہیر صاحب پہلے پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر منتخب ہوئے، سب سے پہلے یہ مسلم لیگ (ن) میں گئے، پھر وٹو کے ساتھ گئے، پھر یہ مسلم لیگ (ق) میں چلے گئے اور ابھی پھر یہ میں خدا کو حاضر ناظر کر کے کہہ رہا ہوں یہ دوبارہ مسلم لیگ (ن) میں جانے لگے تھے۔ چودھری مونس الٰہی Leader of the Opposition بن رہے تھے، ان کو صرف اس لئے Leader of the Opposition بنایا گیا کہ

یہ مسلم لیگ (ن) میں نہ جائیں۔ یہ بتائیں کہ انہوں نے اپنی پارٹیوں سے غداری نہیں کی؟ میں خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں نے آج تک پارٹی سے غداری کی ہے اور نہ ہی کروں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آج کے اجلاس کی کارروائی مکمل ہو گئی ہے لہذا اب اجلاس کل مورخہ 25۔جون2010 بوقت 9 بجے صبح تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔